انه من سلیمن وانه بسم الله [illegible] الرحیم

... ترجمہ کتاب مستطاب مجموعہ ملفوظات [illegible] سٹر

سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس الله [illegible] به

سیرا [illegible] اردو

از تصنیف لطیف مولانا سید محمد مبارک العلوی الکرمانی المدعو به امیر خورد
رحمۃ اللہ علیہ۔ مترجمہ خاکپائے درویشان غلام احمد خان بریان

در مطبع مسلم پریس واقع دہلی طبع گردید

رجسٹری شدہ

اشتہار کتب تصوف

بحمد اللہ اس کتب خانہ میں ہر علم و فن کی ہزارہا کتب موجود [illegible] فہرست کلان درخواست کرنے پر کارخانہ سے بلا قیمت و محصول [illegible] اس کتاب کی پشت لوح پر چند کتب جدید الطبع علم تصوف یعنے جس فن یہ کتاب ہے درج کیجاتی ہیں۔ شائقین بار [illegible] بذریعہ ویلیو پی ایبل طلب فرمائیں۔ المشتہر [illegible] مولوی غلام احمد خان بریان مترجم کتب تصوف مالک مطبع مسلم [illegible]

تحفہ سبحانی ترجمہ الفتح الربانی والفیض الرحمانی

یہ کتاب مستطاب حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ محی الدین عبد القادر [illegible] رضی اللہ عنہ کا ملفوظ مبارک ہے۔ ملک مصر [illegible] سے منگا کر اردو دان مسلمان بھائیوں [illegible] کیا ہے۔ اس کتاب میں آپکے وہ کل [illegible] نصائح ہیں جو آپ اکثر جامع مسجد بغداد یا رباط مسافر خانہ میں فرماتے تھے اور ان کو سنکر ہزارہا گنہگار تائب ہوتے اور صدہا کفار دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے اس کتاب کے مضامین کی علو مضامینی آپ کے علم و کمال سے بخوبی قیاس میں آسکتی ہے۔ قیمت عربی کی اصلی کتاب سے ایک روپیہ کم یعنے عہ علاوہ محصول ڈاک مقرر ہے۔

مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت اردو

یہ کتاب تھوڑے ہی عرصہ میں چار مرتبہ طبع ہو کر چشم اہل عقیدت کا سرمہ ہو چکی ہے چار ہزار سے زیادہ جلدیں نکل چکی ہیں۔ اس میں حضرات خواجگان چشت رضہ کے ملفوظ ہیں جنکے نام نامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی۔ خواجہ معین الدین حسن سنجری۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح حضرت باوا صاحب فرید الدین گنجشکر اجودھنی۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہم۔ یہ وہ نایاب مجموعہ ہے جو اپنی خوبی مضامین۔ بیان اور نفع رسانی میں خاص شہرت رکھتا ہے۔ نہایت ہی مفید و لائق استفادہ کتاب ہے۔ قیمت فی جلد عہ

سراج المجالس ترجمہ خیر المجالس

ملفوظ مبارک حضرت قطب الاولیا شیخ الاتقیا فرد الحقیقۃ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رضی اللہ عنہ جمع فرمودہ حضرت حمید شاعر قلندر رح۔ اس کتاب کی اہل بصیرت کو ایک مدت سے ضرورت تھی نہایت تلاش سے اوسکو حاصل کر کے اردو میں شائع کیا ہے۔ قابل استفادہ کتاب ہے۔ آپ ایک جلد ضرور طلب فرمائیں قیمت ایک روپیہ چار [illegible]

آداب المریدین اردو

اصل کتاب عربی شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رضی اللہ [illegible] حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے شیخ رحمہما اللہ تعالیٰ کی تصنیف سے ہے۔ علم تصوف [illegible] نہایت جامع ہے۔ اس میں ہر طرح کے آداب [illegible] استفادہ کے قابل ہے خوبی اسکی معائنہ سے معلوم [illegible]

عشرہ کاملہ اردو

اصل کتاب اردو [illegible] شیخ فانی فی اللہ باقی باللہ شیخ کلیم اللہ جہان [illegible] تعالیٰ عنہ کی تصنیف سے ہے جسکو آپ نے [illegible] تالیف فرمایا تھا یہ مختصر کتاب جمیع مسائل [illegible] ہے۔ قیمت فی جلد ۶/ر

کشکول کلیمی اردو

یہ کتاب بھی حضرت شیخ [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کی عمدہ تصانیف سے ہے اس میں اذکار انواع مراقبہ و محاسبہ نفس کا بیان ہے [illegible] تلقین و صاحت سے بیان کئے گئے ہیں۔ خانہ [illegible] اس کتاب پر دستور العمل ہے۔ قیمت ۴/ر

فوائد الفواد اردو

ترجمہ فوائد الفواد ملفوظ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب [illegible] سرہ۔ جمع کردہ حضرت امیر علاء حسن سنجری رحمہ [illegible] امیر موصوف نے ۱۵ سال کی کامل محنت سے جمع [illegible] یہ وہی ملفوظ ہے جسکے بدلے حضرت امیر خسرو رح اپنی [illegible] امیر حسن کے نذر کرتے تھے لیکن اونہوں نے اس [illegible] نہ فرمایا۔ اسی سے خوبی کتاب قیاس فرما لیجیے

گلدستہ گلشن فقیری

اسمیں ہر ایک خاندان [illegible] اور سہروردیہ اور جملہ خانوادوں کے ہزارہا اولیاء اللہ کے پیدائش۔ موطن مزار تاریخ وفات بقید سلسلہ درج ہیں [illegible]

ان مضامین کی مجمل فہرست جو سیر الاولیا میں مندرج ہیں

مضامین	صفحہ
باب اول	
ان خواجگان چشت کے فضائل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے جناب سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کے زمانہ تک ہو گذرے ہیں ۔	۱
[illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آپ سے اور آپ سے چار پشت تک کبار اولیا زمانہ تک خرقے پہونچے ہیں ۔ اونکے ذکر میں ۔	۳۵
خواجہ حسن بصری قدس سرہ کے واقعات	۳۷
خواجہ عبدالواحد زید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات	۳۸
[illegible] فضیل بن عیاض قدس سرہ کی کیفیت	۳۹
ابراہیم ادہم قدس سرہ کا تذکرہ	۴۱
حذیفۃ المرعشی قدس سرہ کی سرگذشت	۴۵
ہبیرۃ البصری قدس سرہ کے کارنامے	۴۵
ممشاد علو دینوری قدس سرہ کی سوانح عمری	۴۵
ابو اسحاق شامی چشتی کی تاریخ	۴۶
ابو احمد چشتی رح کے حالات	۴۶
محمد چشتی رض کے حالات	۴۶
خواجہ ابو یوسف چشتی کے حالات زندگی	۴۷
[illegible] واقعات	۴۸
[illegible] کا تذکرہ	۴۹
[illegible] ہارونی رح کے حالات	۵۰
[illegible] خواجگان حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ کے حالات زندگی ۔	۵۱
[illegible]	
[illegible] واقعات	
[illegible] شامل ہیں	۵۴
[illegible] کے مجاہدہ میں ۔	۵۵
[illegible] نکتہ آپکی مشغولی میں ۔	۵۵
تیسرا نکتہ آپکی معرفت اور انزوا و کرامات کے بیان میں ۔	۵۶
چوتھا نکتہ آپکے انتقال کے ذکر میں	۶۱
حضرت شیخ الاسلام شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس سرہ کے حالات زندگی میں یہ بیان آٹھ نکتوں کو مشتمل ہے	۶۴
پہلا نکتہ ۔ شیخ فرید الدین قدس سرہ کے حسب و نسب کے بیان میں	۶۵
دوسرا نکتہ ۔ آپکی عزلت و انزوا میں	۶۶
تیسرا نکتہ ۔ مجاہدہ اور آپکے طرز معاشرت کے بیان میں ۔	۶۸
چوتھا نکتہ شیخ کے علم و تبحر میں	۷۷
پانچواں نکتہ ۔ آپکے خلافت پانیکے بیان میں	۷۹
چھٹا نکتہ ۔ آپکے بعض ملفوظات میں	۸۱
ساتواں نکتہ شیخ کی والدہ محترمہ کی بعض کرامات میں	۸۵
آٹھواں نکتہ شیخ کے مرض وفات اور آپکے انتقال پر ملال کے بیان میں	۹۶
حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس سرہ کی سوانح عمری ۔ اور اس میں سترہ نکتہ ہیں ۔	۹۹
پہلا نکتہ [illegible]	۱۰۵
دوسرا نکتہ [illegible] اوس تعلق اور محبت [illegible]	
[illegible] شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس سرہ کے بارہ میں پیدا ہوئی	۱۰۸
تیسرا نکتہ میں سلطان المشائخ کے [illegible] کا ذکر	
[illegible] دقائق کے بیان میں جو سلطان المشائخ نے بعض احادیث سے مستنبط کیے ہیں ۔	۱۰۹
پانچویں نکتہ میں سلطان المشائخ کے شیخ فرید الدین قدس سرہ کی خدمت میں جانے اور اونکی خدمت میں ارادت لانیکا بیان ہے	۱۱۴
چھٹا نکتہ سلطان المشائخ کے شہر دہلی میں سکونت رکھنے اور پھر وہاں سے غیاث پور کے آنیکے بیان میں ۔	
ساتواں نکتہ ۔ سلطان المشائخ کے اون مجاہدوں کے ذکر میں جو ابتدائے حال میں کیے گئے	۰
آٹھواں نکتہ ۔ آپکی خلافت اور دینی و دنیوی نعمتوں کے پانیکے بیان میں	۴
نوین نکتہ میں سلطان المشائخ کے اون مجاہدات کا ذکر ہے جو آپنے اخیر عمر میں کیے اور آپکی طرز و روش ۔	۱
دسواں نکتہ ۔ فتح و فتوح کے ذکر میں اور حضرت سلطان المشائخ کی خاکبوسی کے لیے بادشاہ اور شہزادوں کے آنیکے بیان میں	۸
گیارہواں نکتہ ۔ اون حسادوں اور جھگڑوں کے ذکر میں جنہوں نے سلطان المشائخ کی نسبت سلطان علاؤ الدین خلجی سے بدگمانیاں کی تھیں ۔	۹
بارہواں نکتہ ۔ [illegible] المشائخ کے [illegible] سلام [illegible] کے بیان میں	۱۳
تیرہواں نکتہ [illegible]	
[illegible]	
پندرہواں نکتہ [illegible]	
[illegible] سلطان [illegible]	۴۰
[illegible]	
باب دوم	
شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری اور شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی اوشی اور شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہم کے خلفا کے فضائل اور مناقب میں	
شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری کے	

خلیفہ شیخ حمید الدین سوالی کے حالات اور اسمین تین	
نکتے ہین۔	۱۶۴
پہلے نکتہ مین شیخ کی راہ روش کا ذکر ہے	۱۶۴
دوسرے مین آپ کی کرامات۔	۱۶۵
تیسرے مین چند سوال کا ذکر ہے۔	۱۶۷
شیخ بدرالدین غزنوی کے واقعات۔ اور	۱۶۴
اوسمین دو نکتوں کا ذکر ہے۔	
پہلا نکتہ شیخ بدرالدین غزنوی کے لاہور سے	
دہلی مین آنے اور ارادت لانیکے ذکر مین۔	۱۷۲
دوسرا نکتہ آپکی کرامات کے ذکر مین	۱۷۳
شیخ نجیب الدین متوکل کی سوانح عمری	۱۷۴
مولانا بدرالدین اسحاق کے واقعات اور	
اوس مین دو نکتوں کا ذکر ہے۔	۱۷۷
پہلے نکتہ مین مولانا بدرالدین اسحاق کے شیخ شیوخ	
العالم کی خدمت مین پہونچنے کا ذکر۔	۱۷۷
دوسرے نکتہ مین آپکی بعض کرامات کا ذکر ہے	۱۸۲
شیخ جمال الدین ہانسوی کے مختصر لائف	۱۸۵
شیخ عارف خلیفہ شیخ شیوخ العالم فریدالدین	
قدس سرہ کے حالات۔	۱۹۰
باب سوم	
خواجہ شیخ فریدالدین قدس سرہ کے بعض فرزندون	
اور پوتوں اور نواسوں کے مناقب و فضائل اور	
سلطان المشائخ کے اقربا کی کیفیت	
	۱۹۱
پہلا نکتہ شیخ [illegible] الدین [illegible] قدس سرہ	
کے فرزندون کی کرامات۔	
خواجہ نصیر الدین نصر اللہ رح کے واقعات	۱۹۲
مولانا شہاب الدین قدس سرہ کے حالات	۱۹۲
شیخ بدرالدین سلیمان قدس سرہ کا تذکرہ	۱۹۴
خواجہ یعقوب قدس سرہ کی سرگذشت	۱۹۵
خواجہ نظام الدین قدس سرہ کی سوانح عمری	۱۹۷
دوسرا نکتہ شیخ فریدالدین قدس سرہ کی	
صاحبزادیوں کی کرامات ہین۔	۱۹۸
تیسرا نکتہ شیخ فریدالدین قدس سرہ کے	
بعض پوتوں کے فضائل مین۔	۱۹۹

شیخ علاؤ الدین قدس سرہ کے فضائل	۱۹۹
خواجہ عزیز الدین قدس سرہ کے مناقب	۲۰۳
شیخ کمال الدین قدس سرہ کے مآثر۔	۲۰۳
خواجہ عزیز الدین ابن خواجہ ابراہیم	
قدس سرہ کے حالات	۲۰۴
چوتھا نکتہ شیخ فریدالدین قدس سرہ کے	
نواسوں کے فضائل مین	۲۰۵
خواجہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل	۲۰۵
خواجہ موسی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب و مآثر	۲۰۷
خواجہ عزیز الدین صوفی اور شیخ کمال الدین کا ذکر	۲۰۷
شیخ کبیر الدین رح کے حالات۔	۲۰۸
پانچوان نکتہ۔ سلطان المشائخ نظام الحق	
والدین قدس سرہ کے اقربا کے فضائل مین۔	۲۰۹
خواجہ رفیع الدین ہارون کے فضائل	۲۰۹
خواجہ تقی الدین نوح کے مناقب	۲۰۹
خواجہ ابوبکر مصلی دار کے مآثر	۲۱۰
مولانا قاسم کے حالات	۲۱۱
خواجہ عزیز الدین ابن خواجہ ابوبکر مصلی	
دار کا ذکر۔	۲۱۲
چھٹا نکتہ۔ مؤلف کتاب سیر الاولیا کے جد اور	
پدر اور اعمام کے فضائل مین	۲۱۳
سید محمود کرمانی کے حالات۔	۲۱۴
سید نورالدین مبارک کے واقعات	۲۱۵
سید کمال الدین امیر احمد کی سوانح عمری	۲۱۹
خواجہ سید حسین کرمانی کا تذکرہ	۲۲۰
خواجہ سید خاموش کا ذکر	۲۲۳
باب چہارم	
سلطان المشائخ [illegible] قدس سرہ	
کے خلفا کے فضائل	۲۲۵
مولانا شمس الدین یحیی قدس سرہ کے واقعات	
اس مین چار نکتے ہین	۲۲۷
پہلا نکتہ آپکے ارادت لانے کے ذکر مین	۲۲۷
دوسرا نکتہ۔ آپکی عظمت و طرز کے بیان مین	۲۲۸
تیسرا نکتہ۔ مولانا کے علم و تبحر کے ذکر مین	۲۲۹
چوتھا نکتہ۔ آپکی کرامات اور سماع	

سننے اور رحلت کرنیکے ذکر مین۔	۲۳۰
شیخ نصیر الملۃ والدین محمود قدس اللہ	
روحہ کے بیان مین اور اسمین چار نکتے ہین	۲۳۴
پہلے نکتہ مین سلطان المشائخ کی مہربانی	
اور سرپرورش کا ذکر ہے جو شیخ نصیر الدین محمود	
کے بارے مین مرعی تھین۔	۲۳۷
دوسرے نکتہ مین شیخ کے مجاہدون کا ذکر ہے	۲۳۹
تیسرے نکتہ مین اون اشارات کا ذکر ہے جو	
شیخ نے نفس کے قلع و قمع کے لیے مولف	
کتاب کو تعلیم فرمائے۔	۲۴۳
چوتھے نکتہ مین شیخ کی کرامات کا ذکر ہے	۲۴۴
شیخ قطب الدین منور کے حالات اور	
اسمین پانچ نکتے ہین	۲۴۵
پہلا نکتہ شیخ کے اوصاف اور کثرت کا	
و ذوق ہین۔	۲۴۸
دوسرا نکتہ شیخ کی [illegible] مین	۲۵۰
تیسرا نکتہ شیخ کی کرامات مین	۲۵۱
چوتھا نکتہ شیخ قطب الدین منور کے سلطان	
تغلق سے ملاقات کرنیکے ذکر مین	۲۵۳
پانچوان نکتہ شیخ قطب الدین منور کے	
سماع سننے کے بیان مین	[illegible]۶
مولانا حسام الدین ملتانی کے حالات	
اور اس مین تین نکتے ہین۔	۲۵۷
پہلا نکتہ مولانا کی عظمت اور آپکے بارے مین	
سلطان المشائخ کی مہربانیان	۲۵۸
دوسرے نکتہ مین مولانا حسام الدین	
ملتانی اور مولانا شمس الدین یحیی اور مولانا	
علاؤ الدین نیلی قدس اللہ سرہم کی باہم	
ملاقات کرنے کا ذکر ہے۔	۲۵۹
تیسرے نکتہ مین مولانا کی خلافت پانیکا بیان	۲۶۱
مولانا فخر الدین زرادی قدس سرہ	۲۶۳
کا ذکر۔ اور اس مین چھ نکتے ہین۔	
پہلا نکتہ۔ آپکے ارادت لانیکے بیان مین	۲۶۳
دوسرا نکتہ۔ آپکے مجاہدہ ہین	۲۶۵
تیسرا نکتہ۔ آپکے علم و تبحر ہین۔	۲۶۷

پہلا نکتہ۔ آپکے سماع سننے کے ذکر مین ۲۷۰
دوسرا نکتہ مولانا فخرالدین زرادی اور سلطان
محمد تغلق کی ملاقات کا ذکر۔ ۲۷۱
تیسرا نکتہ مولانا کے خانہ کعبہ کی زیارت کو
جانے اور جہاز کے غرق ہونے اور آپکے [illegible]
انتقال کر جانے کے ذکر مین۔ ۲۷۴
مولانا علاؤالدین نیلی رح کا ذکر۔ ۲۷۵
مولانا برہان الدین غریب قدس سرہ کے
حالات۔ اور اس مین دو نکتے ہین۔ ۲۷۸
پہلا نکتہ۔ آپکی محبت و اعتقاد کے بیان مین ۲۷۸
دوسرا نکتہ۔ سلطان المشائخ کے آپ سے
رنجیدہ ہونے اور پھر خوش ہونیکے بیان مین ۲۷۹
مولانا وجیہ الدین یوسف کلاکہری
کے حالات۔ اور اسمین تین نکتے ہین۔ ۲۸۱
پہلا نکتہ آپکی محبت و عشق اور کمال اعتقاد
کے ذکر مین۔ ۲۸۲
دوسرے نکتہ مین مولانا کے سلطان المشائخ
کے انفاس متبرکہ اور نعمتین حاصل کرنے
کا ذکر ہے۔ ۲۸۴
تیسرے نکتہ مین آپکی خلافت پانے کا
بیان ہے۔ ۲۸۶
مولانا سراج الدین رح کا ذکر۔ ۲۸۷
[illegible] واقعات ۲۸۹

باب پنجم

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین
قدس سرہ کے بعض یاران اعلی
کے فضائل
[illegible]
[illegible] الدین کاشانی کا ذکر ۲۹۲
[illegible] الدین پائلی کا واقعہ ۲۹۴
[illegible] تاج عمری ۲۹۷
[illegible] سرگزشت ۲۹۷
[illegible] زندگی ۲۹۹
[illegible] ۳۰۲
مولانا جلال الدین [illegible] ات ۳۰۳

خواجہ کریم الدین سمرقندی المدعو بہ بیانہ کا ذکر ۳۰۵
حضرت امیر حسن علا سنجری رح ۳۰۶
قاضی مشرف فیروز کی تاریخی احوال ۳۰۷
مولانا بہاؤالدین [illegible]دی کا تذکرہ ۳۰۸
شیخ مبارک گوپامئوی کا ذکر ۳۰۸
خواجہ موید الدین برنی کے حالات ۳۰۹
خواجہ تاج الدین داوری کا ذکر ۳۱۰
خواجہ ضیاء الدین برنی کے واقعات ۳۱۱
خواجہ موید الدین انصاری کے واقعات ۳۱۲
خواجہ شمس الدین کے فضائل ۳۱۲
مولانا نظام الدین شیرازی کے واقعات ۳۱۳
خواجہ سالار کا ذکر ۳۱۴
حضرت سلطان المشائخ کے
اونتیس یاروں کا مجمل ذکر ۳۱۴

باب ششم

ارادت اور مرید اور مراد اور خلافت
مشائخ کا بیان ۳۱۹
نکتہ ارادت کے ذکر مین ۳۱۹
نکتہ مرید کے بیان مین ۳۲۰
نکتہ اون لوگوں کے بیان مین جو اول
ایک شیخ اور پیر سے بیعت کرین پھر
دوسرے مشائخ اور پیر سے بیعت کرین ۳۲۶
نکتہ توبہ و استقامت کے ذکر مین
نکتہ پیر کے حکم کرنے اور مرید کے
پیر کا حکم قبول کرنے مین ۳۳۱
نکتہ تجدید بیعت کے بیان مین ۳۳۳
[illegible]
[illegible] کرامات کے بیان مین ۳۳۴
نکتہ خرقہ کی اصلیت اور اوس کی
بخشش کے ذکر مین ۳۳۷
نکتہ خلافت [illegible] کے بیان مین ۳۴۳
نکتہ شیخ [illegible] حال مین ۳۴۸
نکتہ ولی کے ذکر اور ولایت کے بیان
اور ولایت کے فرق مین ۳۴۸

نکتہ کرامات کے ذکر مین ۳۵۰
نکتہ ستر کرامات مین ۳۵۲
نکتہ سلطان المشائخ کی زبان
مبارک سے مصنف سیرالاولیا کا
نام متعین ہونے اور اوس کے
ارادت لانے کے بیان مین ۳۵۵
نکتہ اون لوگوں کے ذکر مین جو اپنے
تئین اہل تصوف کی طرف منسوب
کرتے ہین مگر اون کا سا معاملہ نہین
رکھتے اور پیر کی بغیر اجازت
لوگوں سے بیعت لیتے ہین۔ ۳۶۳

باب ہفتم

طہارت اور آداب طہارت اور
اون ادعیہ اور اوراد مقبولہ کے
بیان مین جو حضرت شیخ شیوخ
العالم شیخ فریدالدین اور حضرت
سلطان المشائخ نظام الدین قدس
اللہ سرہما سے منقول ہین۔ ۳۶۶
نکتہ طہارت اور اوس کے آداب
اور اوراد کے ذکر مین ۳۶۶
نکتہ ہفتہ اور سالانہ اوراد کے
بیان مین۔
نکتہ نماز [illegible] مین ۳۸۴
[illegible]
نکتہ روزے کی [illegible] ۳۹۵
نکتہ زکوۃ اور صدقے [illegible]
[illegible] ۴۱۰
نکتہ [illegible] کھانے کے آداب مین ۴۱۴
نکتہ تھوڑا کھانا کھانے کے فوائد
مین۔ ۴۱۶
نکتہ اہل تصوف کے لباس کے
ذکر مین۔ ۴۱۸
نکتہ اون دعاؤں کی تفصیل مین
جو حضرت شیخ شیوخ العالم

فریدالحق والدین سے منقول ہین۔ ۴۲۰
نکتہ اون دعاؤن کے بیان مین جو جو خود حضرت سلطان المشائخ سے منقول ہین۔ ۴۲۲
نکتہ قرآن شریف پڑھنے کی فضیلت مین۔ ۴۳۳
نکتہ فوت شدہ ورد کے بیان مین ۴۳۸
نکتہ ظاہر و باطن کی مشغولی اور مراقبہ اور ذکر خفی کی کیفیت مین۔ ۴۴۰

باب ہشتم

محبت و شوق اور عشق اور دیدار آلہی کے بیان مین۔ ۴۵۰
نکتہ محبت اور اوسکے غوامض اور دقائق مین۔ ۴۵۲
نکتہ شوق و اشتیاق کی کیفیت مین ۴۶۴
نکتہ عشق کے بیان مین ۴۶۵
نکتہ ولولہ عشق کے ذکر مین۔ ۴۸۰
نکتہ عشق مین ترغیب و تحریص و بیدردون کی معذرت مین۔ ۴۸۱
نکتہ خدا تعالی کی رویت کے ذکر مین۔ ۴۸۳

باب نہم

سماع و وجد و رقص وغیرہ کے بیان مین ۴۸۹
نکتہ سماع کے ذکر مین۔ ۴۸۹
نکتہ سماع کے آداب مین ۴۹۱
نکتہ شعرا کے مصطلح الفاظ کو معشوق کے اوصاف پر محمول کرنے کے بیان مین ۴۹۲
نکتہ اہل سماع کے وجد کے ذکر مین ۴۹۳
نکتہ اون اقوال کے بیان مین جو سماع کے وقت پیدا ہوتے ہین۔ ۴۹۴
نکتہ رقص کرنے اور کپڑے پھاڑ ڈالنے کے ذکر مین۔ ۵۰۱
نکتہ سماع سننے اور رقص و بکا کرنے کے بیان مین ۵۰۵
نکتہ سماع کی بعض مجلسون کے ذکر مین ۵۰۸
نکتہ بعض مجالس کے فوائد کے ذکر مین ۵۱۶
نکتہ اوس مجلس مناظرہ کے ذکر مین جس مین سلطان المشائخ سے سماع کے بارہ مین علماء وقت سے بحث ہوئی۔ ۵۲۱
نکتہ سماع سننے کے ذکر مین ۵۲۷

باب دہم

حضرت سلطان المشائخ کے بعض ملفوظات و مکتوبات کے ذکر مین۔ ۵۲۹
نکتہ علم و علماء کی فضیلت مین ۵۲۹
نکتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شب معراج کے ذکر مین ۴۳۵
نکتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ذکر مین ۵۳۶
نکتہ عقل کے ذکر مین ۵۳۷
نکتہ دنیا اور ترک دنیا کے ذکر مین ۵۳۷
نکتہ فقر و غنا اور فقر کی فضیلت غنا پر ثابت ہونے کے بیان مین ۵۴۰
نکتہ طبقات امت مین ۵۴۲
نکتہ نیت کے بیان مین ۵۴۳
نکتہ [illegible] مین [illegible]
نکتہ امید و بیم کے ذکر مین ۵۴۵
نکتہ نمود و ریا کی حقیقت مین ۵۴۵
نکتہ توکل کے بارے مین ۵۴۶
نکتہ حلم و عفو اور غضب و حیا کے بیان مین۔ ۵۴۷
نکتہ صحبت نیک و بد کے ذکر مین ۵۵۴
نکتہ محاسن اخلاق کے ذکر مین۔ ۵۵۵
نکتہ فتوح قبول کرنے اور رد کرنے کے ذکر مین۔ ۵۵۶
نکتہ ہمت کے بیان مین ۵۵۶
نکتہ انصاف و ظلم کے ذکر مین۔ [illegible]
نکتہ روح و نفس کی حقیقت مین ۵۶۰
نکتہ الہام و وسوسہ اور خطرہ و عزیمت کے بیان مین۔ اور اوس ذکر مین کہ مجرد رہنا بہتر ہے یا متاہل۔ [illegible]
نکتہ ایک مکان کی دوسرے مکان پر اور ایک زمانہ کی دوسرے زمانہ پر فضیلت کے ذکر اور زمان و مکان کی حقیقت کے بیان مین۔ ۵۶۵
نکتہ بیان لطائف مین۔ ۵۶۷
نکتہ حیدر زاویہ کی بزرگی کے بیان مین۔ ۵۷۰
نکتہ بی بی فاطمہ سام رح کی بزرگی کے بیان مین ۵۷۱
نکتہ عقیدت مندی امراء اور خلفاء کے ذکر مین۔ ۵۷۳
نکتہ بادشاہون کے تغیر مزاج کے ذکر مین۔ ۵۷۳
نکتہ اون مردان باخدا کے ذکر مین جو ہمیشہ مستغرق محض بے خبر رہتے ہین ۵۷۵

تقریظ و خاتمہ کتاب وغیرہ ۵۸۴

انه من سلیمان و انه بسم الله الرحمن الرحیم

لله الحمد والمنة که درین ایام میمنت فرجام ترجمه نسخه مرغوبه لیا معروف به

سیر الاولیا

از تصانیف لطیف حضرت سید محمد مبارک رح مترجمه غلام احمد خان بریان مترجم کتب تصوف

در مطبع مسلم پریس دهلی باهتمام مولوی غلام احمد خان طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین ۞ اما بعد اکا یک مدت مدید و عرصہ بعید سے مجھ ناکارہ و نالائق آلودۂ عصیان غلام احمد خان بریان المشہور بہ مترجم کتب تصوف این جناب مستغنی عن الالقاب سراج السالکین زبدۃ العارفین خاصہ خاصگان مولانا مولوی غلام محمد خان صاحب حنفی چشتی سلیمانی جہجری سرہ اللہ مضجعہ کا ارادہ تہا کہ نسخہ شریف کتاب مستطاب سیر الاولیا فی محبت حضرت جل والعلی کا ترجمہ بزبان اردو برائی استفادہ اہل شوق اردوخوان کیا جاوے الحمد للہ علی احسانہ کہ حضرت تبارک وتعالی نے اس کار اہم کو مجھ جیسے کم علم کے ہاتھ سے پورا فرمایا۔ اور مجھے اپنی توفیق سے اس مقصد عظیم مین کامیابی بخشی۔ مین نے اپنی بساط علم کے موافق جہان تک ممکن ہوا اس کتاب کے ترجمہ مین ہمت صرف کی اور سہل اردو مین ترجمہ کیا۔ فارسی اشعار کی نسبت میرا ارادہ تہا کہ انکا بہی اردو نظم مین ترجمہ کیا جاوے لیکن جب انکی خوبی مضامین اور لطافت پر نظر کی اونکی عمدگی مضامین محبت اور استعارات نے مجھے ترجمہ سے باز رکھا لیکن نسبت خاطر احباب اردوخوان کے لیئے مین نے اون کا ترجمہ اردو مین بطور حواشی کتاب کر دیا ہے کہ کم استعداد ارباب عقیدت بہی اونکے مضامین کی فہم سے قاصر نہ رہین۔ مجھے اس محنت جان کاہی کا بدلہ اون صاحبون سے جو اس ترجمہ کو مطالعہ فرماوین صرف اسی قدر مطلوب ہے کہ وہ میرے حق مین دعا حفظ ایمان۔ خاتمہ بخیر۔ اور دعائی مغفرت فرماوین

قطعہ

غرض نقشیست از ما یاد ماند ۞ که هستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے از روئے رحمت ۞ کند در حق این مسکین دعائے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

حمد

متواتر و پے در پے تعریف کے قابل اور بکثرت شکر کے لائق وہ مقدس اور پاک ذات خدا ہے جس نے اپنے اولیا اور محبوبوں کو دنیا میں بے رغبتی اور اوس سے دلی نفرت کرنیکی وجہ سے معزز فرمایا تاکہ وہ اوسکی فانی زیب و زینت اور بہت جلد مٹجانیوالی آرائش پر ذرا التفات نکریں اور اونہیں اسباب سے پاک و ستھرا کیا کہ بجز اوسکی حضرت کے غیر کا کبھی ملاحظہ نکریں۔ یہ بندۂ ضعیف (مؤلف کتاب ہذا) عرض کرتا ہے **بیت** التفات[۱] دلِ عشاق بسوئے حضرت تست ÷ جانِ مشتاق اسیر نظرِ رحمتِ تست ÷ اسکے بعد اونہیں حقائق کے معلوم کرنے کی طرف ہدایت بخشی تاکہ اوسکے انوارِ معرفت سے ہمیشہ منور رہیں یہ ضعیف عرض کرتا ہے **ابیات** - بخشید[۲] ہدایتے سوئے خویش ÷÷ فرمود عنایتے بہ درویش ÷÷÷ پرورد دلم بنورِ عرفان ÷ خون کرد ز عشق این دلِ ریش ÷÷ نیز اونکے دلوں میں اپنی ملاقات کے شوق و ذوق کے سبب سے ایک طرح کی ایسی نرمی و گدازگی پیدا کی کہ وہ غم و اندوہ کی کٹھالی میں آتش شوق سے پگھلجاتے ہیں بندۂ ضعیف کہتا ہے **ابیات** گدازش[۳] یافت دلہائے عزیزان ÷ زشوقِ آن جمال لایزالی ÷ جمالِ لایزالی راست بس شوق ÷ بر قص آمد دلم از شوق حالی ÷÷ اور اوس نے اپنے رخِ مبارک کے انوار و جلال کو ظاہر کیا تاکہ وہ محبت کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جل بھنکر رہجائیں۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **بیت** عشق[۴] تو آتشے بدل و جانِ ما بزد ÷ اینک بسوختیم ز عشقت بسوختیم ÷÷ ایک بزرگ کیا ہی خوب فرماتے ہیں۔ **بیت** کرا جمال[۵] نظر بر جمال میمونت ÷ بدین صفت کہ تو دل میبری ورائے حجاب ÷÷ ایک اور بزرگ نازک خیال فرماتے ہیں۔ **بیت**

حیرت[۶] اندر حیرت است و بستگی در بستگی ÷ گہ گمان گردد یقین وگہ یقین گردد گمان ÷ پس جسوقت خدا اپنی محبت اور اوسکے اولیا عظمت و جلال کے پر خوف و خطرناک صحرا میں اوڑنا چاہتے ہیں تو اپنی عقل کو دہشت و خوف میں مستغرق

حاشیہ ۱ — عاشقوں کے دلونکے کا التفات صرف تیری ہی طرف ہی اور مشتاق کی جان تیری ہی نظر رحمت کی مقید ہے ۱۲ ۲ درویش کے حال پر عنایت فرماکر اوسنے اپنی طرف ہدایت بخشی۔ اوسنے اول تو میرے دلکو نور عرفان سے پالا پھر اپنے عشق سے میرے گھایل دل کا خون کر ڈالا ۱۲ ۳ عزیزوں کے دلوں نے اوس جمال لایزالی کے شوق سے گدازگی و نرمی پائی ہے۔ جمال لایزالی کے شوق کا کوئی کافی معیار و اندازہ نہیں لیکن موجودہ شوق کی یہ کیفیت ہے کہ اوس سے میرا دل رقص کر رہا ہے ۱۲ ۴ تیرے عشق نے ہمارے دل و جان میں آگ بھڑکا دی ہے حتی کہ ہم اوس سے بالکل جلگئے ہیں ۱۲ ۵ تیرے جمالِ پاک پر نظر ڈالنے کی کسیکو مجال نہیں یہ صفت تجھی میں ہے کہ حجاب کے پیچھے سے دل اپنی طرف کھینچ لیتا ہے ۱۲ ۶ حیرت میں حیرت اور بستگی میں بستگی ہے تعجب کی بات ہے کہ کبھی گمان یقین ہوجاتا ہے اور کبھی یقین گمان ۱۲

دھو پاتے ہین یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** جمال لم یزل ولایزال راز جلال ÷ از بین دو دیدہ خون ریز احتجاب بود ÷
چو دید دیدۂ ما غرق خون ز شوق جمال ÷ ہزار حیرت و دہشت دگر بران افزود ÷ اور جب یہ لوگ دہشت و
حیرت کی وجہ سے اور ہر طرف سے مونہہ پھیرتے ہین تو سرادقات جمال سے یہ مست و محو کرنیوالی ندا اونکے گوش ہوش مین
پہونچتی ہے کہ میرے دوستو ناامید نہو صبر کو اپنا زیور ٹھیراؤ اور عجلت و شتابی کو عمل مین مت لاؤ کیونکہ ہماری
جمال ذوالجلال کے لائق و قابل تم ہی لوگ ہو۔ **رباعی** [۱۲] شایان جمال ما شما باید ÷ در عشق چہ کاہلی نما باید ÷
گر رویت ذوالجلال خواہید ÷ در مذہب عاشقان در آئید ÷ پس اس روح افزا مژدہ اور راحت انگیز
خوشخبری کو سنکر اوسکے حکم پر گردن تسلیم خم کر دیتے اور رد و قبول۔ مفارقت و وصول کے درمیان محبت
کی طوفان خیز دریا مین ڈوب جاتے اور الفت کی بھڑکتی ہوئی آگ مین جلجاتے ہین۔ **قطعہ**۔
[۱۳] غرق دریائے معرفت گشتیم ÷ چون کنم چون کرانہ پیدا نیست ÷ سوختن شد نصیب جان و دلم ÷ ساختن کار جان شیدا نیست ÷
اور اپنے اختیار کی باگ اوسکے دست قدرت مین بلا تامل سپرد کر دیتے اور سر آستانہ رضا پر بیچون و چرا رکھتے
ہین **قطعہ** [۱۴] بر آستان رضا سر نہادہ ام اینک ÷ کہ نزد اہل دلان دین صادقان این است ÷
براہ عشق تو جان را بخرمی بدہم ÷ ہمینست کار من و کار عاشقان اینست ÷

نعت

خدا کے برگزیدہ و معزز نبی و حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (اوپر خدا اور فرشتون کی رحمت ہو جو
عرش کے گرداگرد ہین) پر بے انتہا رحمتین اور بے شمار برکتین نازل ہون جو محبوبون کے سرتاج پیغمبرون کے مقتدا
و پیشوا اور خاتم النبیین ہین۔ ان سب پر خدا کی رحمتین اور سلام۔ ایک معزز بزرگ خوب فرماتے ہین **شعر**
[۱۵] صلی اللہ و من یحف بعرشہ ÷ والا طہرون علی النبی الامجد ÷ ما ان مدحت محمدا بمقالتی ÷ لکن مدحت مقالتی بمحمد

---

[۱] اوسنے ہماری ان دونون خون ریز آنکھون سے اپنے جمال لم یزل و لایزال کو جلال سے پردہ مین رکھا لیکن جب ہماری آنکھ نے
شوق جمال سے غرق خون دیکھا تو اوسپر ہزار طرح کی دہشت و حیرت اور زیادہ کی ۱۲ [۲] ہمارے جمال کے قابل صرف تم ہی ہو
اور جب یہ ہے تو عشق مین کاہلی نکرو اگر ہمارا دیدار چاہتے ہو تو عاشقون کا مذہب اختیار کرو ۱۲ [۳] ہم دریائے معرفت مین ڈوب
گئے کیونکہ اوسکا ساحل ناپید ہے ہماری جان و دل کو جلنا ہی نصیب ہوا کیونکہ جان شیدا کو کبھی کامیابی حاصل نہین ہوتی ۱۲ ۱۲
[۴] مین نے رضا کی چوکھٹ پر سر اسلیے رکھدیا ہے کہ اہل دل کے نزدیک صدیقون کا دین و مذہب یہی ہے مین تیرے عشق کی راہ مین خوشی سے جان
دیتا ہون یہی مجھسے بن آتا ہے اور عاشقون کا کام یہی ہے [۵] اوس بزرگ و معزز نبی پر خدا اور اون فرشتون کی جو عرش الٰہی کے
گرداگرد صف آرا ہین اور مقدس پاک حضرات کی رحمت ہو مین اپنے قول سے محمد صلعم کی مدح نہین کرتا بلکہ اپنے قول کی اونکی وجہ سے مدح کرتا ہون ۱۲

بندہ ضعیف کہتا ہے **شعر** قَمَرٌ مُنِیْرٌ دَائِمُ الْاِشْرَاقِ ٭ قَامَتْ عَلَیْہِ قِیَامَۃُ الْعُشَّاقِ ٭ بَدْرٌ تَمَنَّی النَّاظِرُوْنَ اَنَّہٗ ٭ یَا بَیْنَہُمْ یَمْشِیْ عَلَی الْاَحْرَاقِ ٭ اور آپکے آل پاک اور یارون پر بھی خدا کی رحمتین اور سلام ہو جو خلق کے پیشوا اور حق کا رستہ بتانے والے ہین۔ چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اون کے بارہ مین ارشاد فرماتے ہین اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔ ایک بزرگ فرماتے ہین **شعر** ہُمُ النُّجَبَاءُ الْغُرُّ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ ٭ وَہُمْ بَایَعُوْہُ طَائِعِیْنَ الَّذِیْ الشَّجَرُ ٭ عَلَیْہِمْ سَلَامُ اللّٰہِ مَا رَاحَ طَائِرٌ ٭ وَمَا لَاحَ لِلسَّیَّارِیْنَ فِی الظُّلَمِ الْقَمَرُ ٭ خاصکر جناب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ پر خدا کی بے شمار رحمتین اور سلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت سے بزرگ وافضل تر رسید رب العالمین کے معزز و ممتاز خلیفہ تھے اور جو اہل تجرید کے سرتاج ارباب تفرید کے بادشاہ تھے بنکی انگنت و بے شمار کرامتین مشہور و معروف ہین اور صدہا آیات و دلائل اون پر بڑی وضاحت کے ساتھ دلالت کرتی ہین آپکو قلت روایات وحکایات کی وجہ سے حضرات مشائخ ارباب مشاہدہ کا مقتدا و پیشوا مانتے اور اون کا سرتاج تسلیم کرتے ہین آپکی پر مغز عاقلانہ کلمات اور عبرت آمیز نصائح سے ایک یہ ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ دَارُنَا فَانِیَۃٌ وَاَمْوَالُنَا عَارِیَۃٌ وَاَنْفَاسُنَا مَعْدُوْدَۃٌ وَکَسَلُنَا مَوْجُوْدَۃٌ۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہین کہ جب امیر المومنین جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر لوگون نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی تو آپ نے منبر پر چڑھکر نہایت پُر اثر الفاظ مین خطبہ پڑھا اور اثناء خطبہ مین یہ بھی ذکر کیا کہ وَاللّٰہِ مَا کُنْتُ حَرِیْصًا عَلَی الْاِمَارَۃِ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً قَطُّ وَلَا کُنْتُ فِیْہَا رَاغِبًا وَلَا سَاَلْتُہَا اللّٰہَ قَطُّ فِیْ سِرٍّ وَّعَلَانِیَۃٍ وَمَالِیْ مَعَ الْاِمَارَۃِ رَاحَۃٌ۔ یعنے بخدا مین کبھی رات دن مین امیر ہونے پر حریص نہ تھا نہ مجھے امارت مین کبھی رغبت پیدا ہوئی اور نہ مین نے کبھی ظاہر و باطن مین اوسکی بابت خدا سے سوال کیا اور مجھے اس امارت مین راحت ہی کیا ہے۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے خط مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ قَالَ الْاَعْرَابِیُّ لِاَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنْتَ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ قَالَ لَا۔ اِلَّا اَنَا الْخَلَفُ

۱؎ وہ ایک روشن اور چمکدار چاند ہے جسکی روشنی دائم و قائم ہے اور جسپر عشاق کی برخاست برپا ہوئی ہے بلکہ وہ چودہوین رات کا چاند ہے کہ دیکھنے والے آرزو کرتے ہین کہ کاش ہمارے جلانے کے لیئے قدم آگے بڑھائے ۱۲

۲؎ میرے اصحاب چمکدار ستارون جیسے ہین اون مین سے تم جس کی پیروی کروگے راہ پاؤگے ۱۲

۳؎ وہ محمدؐ کی اولاد سے زیادہ عزیز و شریف ہین اور برضا و رغبت درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرتے ہین اون پر خدا کا سلام ہو جبتک پرندہ اُڑتا ہے اور جبتک تاریکی مین سفر کرنے والون کے لیئے چاند چمکتا ہے ۱۲

بعدہٗ۔ یعنی ایک بدوی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ تم رسول خدا کے خلیفہ ہو۔ فرمایا مین خلیفہ نہین
ہون بلکہ اون کے بعد اون کا خالف ہون۔ ایک حکایت مین یہ بھی آیا ہے کہ جناب امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے عہد مین جناب امیرالمومنین حضرت **ابوبکر** صدیق رضی اللہ عنہ کی بیبیون مین سے
ایک بی بی سے نکاح کیا جب خلوت ہوئی تو آپ نے اوس سے فرمایا کہ تم میرے سامنے امیرالمومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے
معاملات کا کچھہ ذکر کرو اور یہہ بھی بتاؤ کہ وہ زیادہ ترکن کامون مین مشغول رہتے تہے تاکہ مین اون کامون مین انکی
کی پیروی کرون بی بی نے کہا کہ مین سمجھ سکے اور کچھہ نہین جانتی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کے اکثر حصہ مین مشغول بحق
رہتے اور جب صبح کی پو پہٹتی تو سینہ مبارک سے ایک ایسا سانس نکالتے جس سے جلے ہوئے جگر کی بو تمام محل مین پہیل جاتی
حضرت امیرالمومنین جناب فاروق اعظم بی بی کی یہ تقریر سنکر زار زار رونے لگے اور ایک آہ سرد بہر کر فرمایا ممکن
ہے کہ مین اونکے تمام کامون اور باتون مین پیروی و متابعت کرون لیکن جلے ہوئے جگر کی بو کہان سے لا سکتا
ہون۔ یہی وجہ تہی کہ جناب امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق ذیل کی بشارت کے ساتھ مخصوص ہوئے۔
جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی لِلْخَلْقِ عَامَّۃً وَّ لِاَبِیْ بَکْرٍ خَاصَّۃً یعنی
خدا تعالیٰ تمام خلق پر عام طور پر تجلی کرتا ہے لیکن ابوبکر پر خصوصیت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے اور اسلیئے جناب فاروق
اعظم اکثر اوقات فرمایا کرتے تہے یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ شَعْرَۃً فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ۔ یعنی کاش مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے سینہ کا ایک بال ہوتا۔ ازان بعد جناب امیرالمومنین حضرت فاروق اعظم نے اوس عورت کو جس سے نکاح کیا تہا
بلا کر فرمایا اس عقد سے میرا ذاتی مقصد صرف اسیقدر تہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی
اور معاملات روزمرہ کی بابت تفحص کرون ورنہ اس عقد سے میری کوئی اور غرض نہ تہی یہ کہکر آپ نے اوسکا مقررہ
مہر حوالہ کر دیا اور طلاق دیکر رخصت کر دیا۔ اور مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز
کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ لُقِّبَ اَبُوْ بَکْرٍ بِالْعَتِیْقِ قِیْلَ لِجَمَالِہٖ وَقِیْلَ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ
مِنَ النَّارِ۔ قَالَتْ عَائِشَۃُ کَانَ لِاَبِیْ قُحَافَۃَ ثَلٰثَۃُ وُلْدٍ عَتِیْقٌ وَّمُعْتَقٌ وَّمُعَیْتِقٌ۔ یعنی حضرت ابوبکر
کا لقب عتیق ہونے مین سبکو اتفاق ہے مگر اسکی وجہ اور سبب مین تہوڑا اختلاف ہے بعض نے اسکی وجہ یہ بیان
کی ہے کہ حسن و جمال کی خوبی کے باعث آپکو عتیق کہتے تہے۔ اور بعض کہتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے آپکو مخاطب کرکے فرمایا۔ ابوبکر! تم دوزخ کی آگ سے آزاد ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی
ہین کہ ابوقحافہ کے تین فرزند تہے۔ ایک عتیق۔ دوسرے معتق۔ تیسرے معیتق۔ آپ آخر عمر مین پندرہ روز بیمار رہے

اور سنہ ۱۳ ہجری مین انتقال فرمایا۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز کے خط مبارک سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ لَمَّا مَاتَ اَبُوْبَکْرٍ قَامَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلَی الْبَابِ الَّذِیْ ہُوَ مُسَجّٰی فِیْہِ فَقَالَ کُنْتَ وَاللّٰہِ لِلدِّیْنِ یَعْسُوْبًا اَوَّلًا حِیْنَ نَفَرَ النَّاسُ عَنْہُ وَ اٰخِرًا حِیْنَ فَشِلُوْا کُنْتَ کَالْجَبَلِ لَا تُحَرِّکُہُ الْعَوَاصِفُ وَلَا تُزِیْلُہُ الْقَوَاصِفُ (اَلْیَعْسُوْبُ فَحْلُ النَّحْلِ لِاَنَّہٗ سَابِقٌ فِیْمَا اخْتَلَفَتْ اٰرَاءُہُمْ فِیْ قِتَالِ مَانِعِیِ الزَّکٰوۃِ اَلْعَاصِفُ الرِّیْحُ الْکَاسِرَۃُ) یعنے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو جناب علی رضی اللہ عنہ نے اوس دروازہ پر کہڑے ہوکر فرمایا جس مین خدا کو پاکی کے ساتھ یاد کرتے تہے کہ اے ابوبکر بخدا تم ابتدائی زمانہ مین بہی لوگون کے لیئے یعسوب تہے جبکہ وہ دین اسلام سے بہاگتے اور نفرت کرتے تہے اور آخر زمانہ مین جبکہ اونہون نے بزدلی اختیار کی تو بہی آپ ایک ایسے پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے جسے نہ تو تیز و تند ہوا ہی حرکت دے سکتی ہے نہ سخت اندھیا ؤ ہی جگہ سے ہٹا سکتا ہے۔ یعسوب شہد کی مکہی کے سردار کو کہتے ہین اور جیسا کہ وہ تمام مکہیون کے آگے ہوتا ہے اسیطرح حضرت ابوبکر صدیق مانعین زکوۃ سے جہاد کرنے مین سابق تہے جبکہ صحابہ کی اس بارہ مین مختلف رائین ظاہر ہوئین اور عاصف تیز اور توڑ دینے والی ہوا کو کہتے ہین۔ خواجہ حکیم سنائی اس خلیفہ کی مدح مین کہتے ہین

قصیدہ

در سرای غرور مونس و یار ثانی اثنین اذ ہما فی الغار
عالمی قصد کافری کردہ او نبوت پیمبری کردہ
صدق او نقش بند زیب سرش درد او مہر دل و جگرش
صورت و سیرتش ہمہ جان بود زان ز چشم عوام پنہان بود
آنکہ ابلیس عار تن بیند ہمہ را ہم چو خویشتن بیند

از زبان صادق ز جان صدیق چون نبی مشفق و چو کعبہ عتیق
گشتہ پشمینہ پوش روح امین از پئے درد او بحلقۂ دین
پیش او رفتہ اند تا درگاہ حور و غلمان ز جعد و گیسو راہ
حور صدر قیامتش خواند رافضی قدر او کجا داند
چشم بوبکر بین ز دین خیزد نہ ز رفض و ہوا و کین خیزد

؎۱ حضرت ابوبکر صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسدرجہ یار غمگسار تہے کہ آپکے بارہ مین خدا تعالی نے آیہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار نازل فرمائی آپ جیسے زبان کے سچے تہے ویسے ہی جان سے آپ کے دوست بہی تہے اور جس طرح نبی کی طرح مہربانی و شفقت کی صفت پائی جاتی تہی اوسیطرح کعبہ کی مانند عتیق کی صفت سے موصوف تہے۔ یہ بات خصوصیت کے ساتہ آپ ہی مین دیکہی جاتی ہے کہ جب ایک عالم نے کفر وارتداد کا قصد کیا تو آپ نے پیغمبر صاحب کی نبوت کا خود انجام دیا۔ جب آپ نے راہ خدا مین اپنا سارا مال صرف کر کے صرف ایک کالا کمل زیب تن فرمایا تو جبریل علیہ السلام پشمینہ پہنکر اہل دین کے حلقہ مین تشریف لائے۔ الغرض آپ کی سیرت و صورت ہمہ تن جان تہی اور اسی لیئے آپکے ذاتی جوہر عوام کی آنکہون سے مخفی تہے۔ آپکے سینہ کے اسرار سے صاف باطن ہی واقف ہو سکتے ہین رافضی اسکی قدر نہین جانتے۔ جو شخص شیطان کی طرح جسم دیکہتا ہے وہ تمام عالم کو اپنا جیسا خیال کرتا ہے۔ حضرت ابوبکر کو اہل دین کی آنکہہ سے دیکہنا چاہیئے نہ نفسانی خواہش اور بغض و عداوت اور رفض کی نظر سے۔ کیونکہ جنکی آنکہون پر تعصب و عداوت کی پٹی بندہی ہوتی ہے

(بقیہ بصفحہ آئندہ)

او چہ داند کہ تابش جان چیست ۔ چہ شناسد کہ مرد ایمان کیست
گر بجانش لطافتے بودے ۔ ورنہ صد نقش خلافتے بودے
مرتضی کو کشد ز اعدا پوست ۔ با چنین دشمنی نباشد دوست
بود بوبکر با علی ہمراہ ۔ تو زبانِ فضول کن کوتاہ

آنکہ جان بہرِ خاندان خواہد ۔ کے علی را بجان زیان خواہد
مصطفی کے بر و سپردے ملک ۔ باز حیدر چگونہ بردے ملک
مصلحت بود آنچہ کرد علی ۔ تو چرا سال و ماہ بر جدلی
آفرین خدائے بے ہمتا ۔ بر ابوبکر باد و شیرِ خدا

اور جناب امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی خدا کی بے شمار رحمتین اور سلام جو اہلِ تحقیق کی مقتدا و امام تھے اور دریائے محبت مین ڈوبے ہوئے تھے آپکی کرامتین اور فراستین ایک عالم مین مشہور و معروف ہین اور صلابت و فراست آپکے ساتھہ خصوصیت رکھتی ہے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکے حق مین ارشاد فرمایا ہے کہ اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یعنے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق گویا ہوتا ہے آپکے نصائح آمیز کلمات مین سے ایک یہ ہے کہ اَلْعُزْلَۃُ رَاحَۃٌ مِنْ خُلَطَاءِ السُّوْءِ۔ یعنے بدون کے ساتھ ملنے جلنے سے گوشہ نشینی بہرحال راحت کا باعث ہے اور فرمایا اَلدُّنْیَا دَارٌ اُسِّسَتْ عَلَی الْبَلْوٰی وَحَیَاۃُ الدُّنْیَا بِلَا بَلْوٰی مُحَالٌ یعنے دنیا ایک ایسا گھر ہے جسکی بنیاد رنج و بلا اور سختی پر رکھی گئی ہے اور دنیا کی زندگی بغیر رنج و سختی کے پائی جانی مشکل اور محال ہے جب حضرت امیر المومنین جناب فاروق اعظم اسلام مین داخل ہونے لگے تو جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگے۔ یَا مُحَمَّدُ قَدِ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَاءِ الْیَوْمَ بِاِسْلَامِ عُمَرَ۔ یعنے محمد! آج عمر کے اسلام لانے کی وجہ سے تمام اہلِ آسمان خوش اور شاد ہین۔ صوفیون کی جماعت پیوند لگی گدائی اور خرقہ پہننے مین آپ ہی کے مقتدی اور پیرو ہے۔ دین اسلام کو جو صلابت و سختی حاصل ہوئی وہ آپ ہی کی بدولت ہوئی۔ آپ کے درۂ عدل کی ہیبت و دہشت سے دنیا جہان کا انتظام درست اور ٹھیک ہو گیا۔ وہ عجیب و غریب درّہ تھا اور اوسکا اثر بالکل انوکھا اور نرالا تھا کہ آپنے مدینہ سے ایک اشارہ کیا جسکے ساتھہ ہی خاقانِ روم کا سر مجمع خلائق مین اوندھا گر پڑا حالانکہ روم کا ملک مدینہ طیبہ سے تقریباً پانسو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے

ا (بقیہ صفحہ) وہ نہ تو تابشِ جان ہی سے واقف ہو سکتے ہین نہ مرد ایماندار ہی کو پہچان سکتے ہین۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف نہتے نہ آپسے یہ ہو سکتا تھا کہ اون سے عداوت برتتے کیونکہ جو شخص ایک خاندان کی تحفظ جان کا دعویدار ہو وہ حضرت علیؓ کو نقصان کسطرح پہونچا سکتا ہے حضرت ابوبکرؓ مین خلافت کی لیاقت نہوتی تو بھلا آنحضرتؐ آپکی سپردگی مین ایک عظیم الشان ملک کیون دیتے اور پھر حضرت علی اوسپر کیونکر قابض ہوتے حضرت علیؓ خود دشمنونکی کھال کھینچنے مین مشہور تھے اگر حضرت ابوبکرؓ اونکے دشمن ہوتے تو وہ کاہیکو اونکے دوست ہوتے۔ جو کچھہ حضرت علی سے ظہور مین آیا عین مصلحت تھی اور جب یہ ہے تو پھر کسیکو جزئی باتون مین جھگڑا نکال کھڑا کرنا ہرگز سزاوار نہین اور جب ان دونون حضرات مین موافقت و محبت تھی تو پھر شخص کو زبان فضول بند کرنی چاہیئے۔ دونون پر

اور اس وقت شاہ روم عام دربار مین تخت پر بیٹھا ہوا تہا۔ اسی طرح جمعہ کے دن آپ منبر پر رونق افروز ہوئے خطبہ پڑھ رہے تہے عین خطبہ مین آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ جاری ہوئے۔ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ الْجَبَلَ۔ یعنے اے ساریہ پہاڑ کی حفاظت سے غافل مت ہو ساریہ ایک صحابی کا نام ہے جو نہاوند مین لشکر اسلام کی اسوقت کمان کر رہا تہا جسوقت لشکر اسلام اور کفار مین مقابلہ ہو رہا تہا اور عین مقابلہ مین کفار چاہتے تہے کہ ہم پہاڑ کی گہاٹی کی راہ سے باہر نکلکر لشکر اسلام پر دفعۃً حملہ آور ہون اور لشکر اسلام کا سردار ساریہ اونکے اس مکر و فریب سے محض غافل تہا۔ جناب فاروق اعظم نے بطریق مکاشفہ ساریہ کی یہ غفلت ملاحظہ فرما کر بلند آواز مین فرمایا کہ اے ساریہ پہاڑ کی گہاٹی کی حفاظت کر چنانچہ آپکی یہ آواز موضع نہاوند مین عین میدان حرب مین ساریہ کے کانون مین پہونچی اور وہ کفار کے مکر و فریب سے آگاہ ہو کر متنبہ ہو گیا فوراً پہاڑ کی گہاٹی کا راستہ بند کر دیا اور کفار جو اس گہات مین بیٹھے ہوئے تہے مایوس و ناامید ہو گئے لشکر اسلام کو نمایان فتح حاصل ہوئی اور کفار شکست کہا کر بہاگ گئے اور یہ عظیم الشان فتح گویا جناب امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ کی کرامات کا ایک دیباچہ تہا جو اسوقت ظہور مین آیا۔ ایک اَور دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی اطراف و جوانب مین ایلٹین پکار رہے تہے کہ آفتاب آپکی پشت مبارک پر بڑی تیزی کے ساتھ چمکا اور اوسکی گرمی و حدت نے آپ مین معمول سے زیادہ اثر ڈالا آپنے آسمان کی طرف سر اوٹہا کر آفتاب کو غضب آلود نظرون سے دیکہا۔ خدا تعالی کے حکم سے فوراً آفتاب کا نور زائل ہو گیا ہر طرف تاریکی کی حکومت پہیل گئی اور دنیا پر ایک اندھیری چادر اس کونے سے لیکر اوس کونے تک پہیل گئی مدینہ مین قیامت نما شور و غل پیدا ہوا اور ہر طرف سے یہ صدا بلند ہوئی۔ کہ "قیامت برپا ہو گئی"۔ جناب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگون کی یہ حیرت و پریشانی ملاحظہ فرما کر دوبارہ آفتاب کو نظر رضا سے دیکہا اور خدا تعالی نے دوبارہ اوسکی روشنی اوسے عطا فرمائی۔ آپنے دس سال چھ مہینے پانچ روز خلافت کی اور امیر المومنین کا خطاب حاصل کیا آخر ۲۳ ہجری مین ابن لولو کے ہاتہ سے شہید ہوئے۔ خواجہ سنائی اس جلیل القدر اور عظیم الشان خلیفہ کی مدح مین کہتے ہین۔

مثنوی

آنکہ طٰہٰ طہارتش دادہ	وانکہ یاسین امارتش دادہ	دیدہ از طٰہٰ ہمہ طہارہا	کردہ از یاسین امارتہا

۵ حضرت فاروق اعظم وہ مقدس داولوالعزم شخص ہین جنہین طٰہٰ نے طہارت اور یاسین نے حکومت و امارت دی اور جنہون نے طٰہٰ سے تمام قسم کی طہارتین اور یٰسین سے حکومتین حاصل کین اون کی روح مبارک سونے کی حالت مین شاہد

شاہد[1] حق روانش در خفتن	نائب حق زبانش در گفتن	ازپی دیو در زمانۂ او	سایۂ او سلام خانۂ او
بہتر از ہر زمان زمانۂ او	سر ابلیس و آستانۂ او	روح کردہ ز راح سر مستش	امر حق دادہ دُرّہ بر دستش
ز احتسابش در اغذان ہما	گل پیادہ نماند و باد ہوا	روئے چون شیخ احتساب آرد	گل چو مل پائے در رکاب آرد
	از پے حکم نافذش بشتاب	نامۂ او بخواندہ داد جواب	

بیان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

اور جناب امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر بہی خدا کی بیشمار رحمتین اور سلام جو شرم و حیا کے سر چشمے اور تمام اہل صفا سے زیادہ عبادتگذار اور مقبول درگاہ رضا ہتے۔ آپ نسب و نسبت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب اور پیغمبر صلعم کی دو صاحبزادیون کے خاوند تہے اسیوجہ سے آپ ذی النورین کے معزز و شریف خطاب سے پکارے جاتے تہے۔ آپ جامع قرآن اور بہو کو کچے پیٹ بہرنے والے۔ لشکر اسلام کے مرتب کرنیوالے تہے قطع نظر اسکے انواع و اقسام کے کرم و بخشش اور بیشمار نعمتون کے ساتہ مخصوص تہے نیز تحمل و بردباری کے لباس آراستہ اور کثرت علم کے ساتہ موصوف تہے یہ اوسی انتہا سے زیادہ حلم و شرم اور پیغمبر صاحب کے خوف و ہیبت کا اثر تہا کہ جب آپ ابتداء خلافت کے زمانہ مین منبر پر چڑہے اور خطبہ شروع کیا تو آپکا گلا بند ہوگیا اور سخن مبارک کا سلسلہ جو لحظہ بلحظہ آگے بڑھتا جاتا تہا یکلخت منقطع ہوگیا الغرض آپکے فضائل واضح اور مناقب ظاہر ہین۔ عبد اللہ ابو رباحہ اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہین کہ جب امیر المومنین حضرت عثمان کے گہر کا محاصرہ کیا گیا تو جمعہ کے روز ہم دونون آپکے پاس حاضر تہے جب بلوائیون اور محاصرین کا شور و غل آپکے حضور مین پہونچا تو آپ کے غلامون نے بے اختیارانہ جوش کے ساتہ ہتیار اوٹہا لیئے لیکن امیر المومنین نے ایک بڑے استقلال کے لہجہ مین فرمایا کہ جن غلامون کے ہاتہ ہنوز ہتیار ون کی طرف نہین بڑہے ہین وہ میرے مال مین سے آزاد ہین ہم یہ صورت دیکہکر اپنی جان کے خوف کے مارے وہان سے باہر نکل آئے لیکن جب امیر المومنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ آپکے مکان کے دروازہ پر تشریف لائے تو ہم پہر اونکے ساتہ امیر المومنین حضرت عثمان کی خدمت مین حاضر ہوئے

[1] شاہد حق زبان گویائی کے وقت نائب خدا ہتی آپکے سعادت اندوز عہد مین سایۂ مبارک شیطان لعین کے لیئے سلاح خانہ تہا اور آپکا زمانہ تمام زمانون سے بہتر تہا اوسوقت ابلیس کا سر آپکی چوکہٹ پر موجود تہا۔ آپ شراب عشق خداوندی سے مست تہے اور درہ نے آپ کے ہاتہ پر امر حق ظاہر کردیا تہا۔ آپ کے احتساب کے رعب و دبدبہ سے پہول و ہوا زمانہ بہار مین ایک پلہ مین تلتے تہے اور دنیا جہان انصاف و عدل سے لبریز تہا۔ جب آپ احتساب کی طرف متوجہ ہوتے تہے تو پہول کو ساغر کی طرح رکاب مین دیکہتے تہے۔ آپ کے جاری کردہ حکم مین کسیکو مجال گفتگو نہ تہی بلکہ سب بے چون و چرا تعمیل مین سرگرم ہو جاتے تہے ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲

جناب امیر المومنین حضرت امام حسن نے اول سلام کیا زان بعد فرمایا اے امیر المومنین میں بغیر آپکے حکم کے مسلمانون پر تلوار اوٹہانے کی جرأت نہین رکہتا چونکہ آپ امام برحق ہین اس لیئے میری نسبت حکم صادر کیجے کہ اس قوم کی بلا کو آپ سے دور کردون امیر المومنین جناب عثمان نے فرمایا یَا ابْنَ اَخِیْ اِرْجِعْ وَاجْلِسْ فِیْ بَیْتِکَ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ فَلَا حَاجَۃَ لَنَا فِیْ اِہْرَاقِ الدِّمَاءِ۔ یعنے اے میرے بہتیجے تم یہان سے لوٹ جاؤ اور اپنے گہر جاکر بیٹہو یہان تک کہ خدا تعالی کا حکم آموجود ہو۔ مجہے لوگون کی خونریزی کی کچہہ حاجت نہین ہے۔ اہل سلوک کے درمیان یہی رضا کا مقام ہے جسکی امیر المومنین حضرت عثمان نے کما حقہ رعایت کی آپ نے دس روز کم دس سال خلافت کی اور اٹہاسی برس کی عمر مین اور بقول بعضے نوّے برس کی عمر مین چہارشنبہ کو نیار عیاض کے ہاتہ سے شہید ہوئے شہادت کے وقت قرآن مجید آپکی بغل مین موجود تہا چنانچہ حکیم سنائی آپکی مدح مین کہتے ہین **مثنوی**۔

آنکہ برجای مصطفی بنشست [1]
علی سیان کہ بود جز عثمان
ہم ز اسلاف ہہتر آمد او
فتنہ را کہ خاست در عصبش
خلق عالم ہر آنکہ نیک بد اند

بر لبش سہم راہ خطبہ بہ بست
تحت این الحیاء من الایمان
در کنار شرف در آمد او
ذوی الارحام بود در عصبش
ہمہ در حسبتن ہوائی خود اند
زانچنان خون کہ خصمش از و بسفت یا

آن ز لکنت نبُد بود از شرم
دست مشاطۂ پسندیدہ
دل او باہنی موافق بود
آن نز و بود فتنہ و کینہ
او ہمہ نیک بود نیکی یافت
فَسَیَکْفِیْکَہُمْ بنشلوتے ساخت

زانکہ دانست جانش با آزرم
کحل سرمش کشیدہ در دیدہ
نور جانش چو صبح صادق بود
زشت زنگی بود نہ آئینہ
سوی یاران خویشتن لشتافت

ور جناب امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ پر بہی خدا کی بے شمار رحمتین اور سلام ہو جو جناب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہائی اور دریائی بلا مین غرق اور محبت کی آگ مین جلے ہوئے تہے

[1] حضرت عثمان جب آنحضرت کے جانشین ہوئے۔ اور منبر پر چڑہکر خطبہ پڑہنے لگے تو آپکی زبان بند ہو گئی لیکن یہ صورت زبان کی لکنت کی وجہ سے عارض نہین ہوئی تہی بلکہ شرم وحیا اور آنحضرت کی ہیبت کی وجہ سے حقیقی ایمان حضرت عثمان ہی کو حاصل تہا اور اسپر دلیل یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے الحیاء من الایمان۔ مشاطہ پسندیدہ کے ہاتہہ نے آپکی آنکہہ مین شرم وحیا کا سرمہ لگایا تہا۔ آپ گذشتہ لوگون کے سردار تہے اور اسلام کے عہد مین بزرگی کی گود ہی مین پرورش پائی تہی آپ کا دل پیغمبر صاحب کے ساتہہ موافق تہا اور آپکی روح مقدس کا نور صبح صادق کیطرح تابان و درخشان تہا۔ جو فساد آپکے عہد مین اُٹہا تہا وہ آپ ہی کے رشتہ دارون کا بہڑکایا ہوا تہا۔ دنیا مین جس قدر نیک و بد ہین سب اپنی خواہش کے پورا کرنے مین کوشان ہین لیکن آپ ہمہ تن نیکی تہے اسیلئے اپنے غمگسار یارون کے پاس بہت جلد تشریف لے گئے جب دشمن نے آپکے سر پر تلوار ماری تو آیۂ فَسَیَکْفِیْکَہُمُ اللّٰہُ پر خون کے قطرے گرے ۱۲

آپ اولیا کے مقتدا اصفیا کے پیشوا اور بذل و عطا صلح و جنگ فقر و صفا کے اوصاف مین تمام صحابہ کرام سے مستثنیٰ اور ممتاز تھے۔ آپکو اپنی اہلسے زیادہ قوت و شوکت کی وجہسے خدا کی مقدس دربار سے اسد اللہ کا معزز خطاب ملا تھا اور کثرتِ علم کے سبب سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق کہ اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مخصوص تھے اسیلیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ لَوْلَا عَلِیٌّ لَہَلَکَ عُمَرُ۔ یعنے اگر علی موجود نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔ آپ ہی خلفاء اربعہ مین سے اوس خرقۂ فقر کی خلعت سے مشرف و ممتاز ہوئے تھے جو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات مین خدا تعالی کی طرف سے پہونچا تھا اور جب یہ ہے تو قیامت کے دِن تک حضرات مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے خرقہ کے پہنانے کا طریقہ آپ ہی سے جاری رہیگا اور اس کی نسبت آپ ہی کی ذات مبارک کی طرف کیجائیگی کیونکہ اس دینی کام نے آپ ہی کی بدولت استقامت حاصل کی ہے۔ تصرف مین آپ کا نہایت بلند مقام اور عظیم الشان مرتبہ ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین شَیْخُنَا فِی الْاُصُوْلِ وَالْبَدَاءِ عَلِیُّ نِ الْمُرْتَضٰی یعنے اصل اور ابتدا مین ہماری شیخ جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہین۔ ایک دفعہ کسی نے جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کیا کہ تمام کامون مین بہتر و برتر کونسا کام ہے فرمایا غِنَاءُ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ۔ یعنے جسے خدا تعالی کی طرف سے تونگری حاصل ہوگئی اوسے دنیا کی ہستی کبھی فقیر و درویش نہین کر سکتی مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خیبر کی فتح کے دن فرمایا اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَ کَلَیْثِ الْغَابَاتِ کَرِمْتُ الْمَفَاخِرِ اُوْفِیْہِمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ سَمَّتْہُ اُمُّہٗ اَسَدًا بِاسْمِ اَبِیْہَا وَہِیَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ اَسَدٍ وَاَبُوْ طَالِبٍ غَائِبٌ فَلَمَّا قَدِمَ کَرِہَہٗ وَسَمَّاہُ عَلِیًّا (اَلْحَیْدَرُ مِنْ اَسْمَاءِ الْاَسَدِ وَالسَّنْدَرَۃُ مِکْیَالٌ کُبْرٰی) اَقْتُلُہُمْ قِتَالًا وَاسِعًا۔ قَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا یَوْمَ الْجَمَلِ حِیْنَ اَدْنٰی مِنْ ہَوْدَجِہَا ثُمَّ کَلَّمَہَا بِکَلَامٍ مَلَکْتَ فَاَسْجِحْ فَبَعَثَ مَعَہَا اَرْبَعِیْنَ اِمْرَاَۃً حَتّٰی قَدْ قَامَتِ الْمَدِیْنَۃَ۔ یعنے مین وہ ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکھا مین جنگل کے اوس شیر کے مانند ہون جو تندی اور شجاعت کی وجہ سے چلنے مین رستہ کو نہین دیکھتا مین اونکے حقوق بڑے پیمانے سے ماپ کر دیتا ہون اور کفار سے جی کھولکر جنگ کرتا ہون۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ نے اپنے والد کے نام پر آپ کا نام اَسَد رکھا تھا کیونکہ اونکا نام فاطمہ بنت اسد تھا اور اسوقت آپکے والد ابو طالب موجود نہ تھے جب آکر اپنے فرزند کا یہ نام سنا تو اس سے ناخوش ہوئے

اور دوبارہ علی نام رکہا - حیدر شیر کے ناموں مین سے ایک نام ہے اور سندرہ بڑے پیمانے کو کہتے ہین -
الغرض جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ترلیسٹھہ سال کی عمر مین شہادت پائی - عبد الرحمن ملجم جو معاویہ کی طرف سے بہیجا گیا تہا مسجد کے ایک گوشہ مین آچہپا اور منتظر وقت رہا حتی کہ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نماز مین مشغول تہے کہ اوسنے اپنی زہر آلود تلوار کا زخم لگایا اور آپ تین روز تک زندہ رہکر جمعہ کے دن رمضان کی ستر ہوین تاریخ سنہ ۴۰ ہجری مین جان بحق ہو گئے - خواجہ سنائی اس برحق خلیفہ کی مدح مین کہتے ہین -

نظم

ای سنائی بقوت ایمان	مدح حیدر بگو پس از عثمان	با مدیحش مدایح مطلق	زہق الباطل است جاء الحق
آن زفضل آفت سرای فضول	آن عَلَم دار و عِلم دار رسول	ہم نبی را وصی و ہم داماد	چشم پیغمبر از جمالش شاد
آمد از سدرہ جبرئیل امین	لافتیٰ کرد ہر ورا تلقین	شرف ملک و دایۂ دین او	صدف دُر آل یاسین او
آل یاسین شرف بدو دیدہ	ایزد او را بعلم بگزیدہ	بہر او گفت مصطفیٰ بہ الہ	کہ خداوند وال من والاہ
رازدار خدا و پیغمبر	رازدار پیمبر آن حیدر	کاتب نقش نامۂ تنزیل	خازن گنج نامۂ تاویل
لفظ قرآن چو دید در روشش	خولشین جلوہ کرد در پیشش	عشق را بحر بود و دل را کان	شرع را دیدہ بود دین را جان
آنکہ خدا ئے زمانہ چاکر او	خواجۂ روزگار قنبر او	از پئے سائلی بیک دو رغیف	سورۂ ہل اتیٰ ورا تشریف
مرتضائے کہ کردہ یزدانش	ہمرہ جان مصطفیٰ جانش	ہر دو یک کعبہ و خروشان دو	ہر دو یک روح و کالبدشان دو
ہر دو یک دُر و یک صدف بودند	ہر دو پیرایۂ شرف بودند	دو روندہ چو اختر گردون	دو برادر چو موسیٰ و ہارون

سلہ سنائی ! اپنے ایمانی قوت سے حضرت عثمان کے بعد حیدر کی تعریف بیان کر - اونکی تعریف مین یہی کہنا کافی ہے کہ باطل مٹ گیا اور حق کو غلبہ ہوا - آپ دنیا سے افضل اور آنحضرت کے جہنڈے بردار اور آپکے علم کا بڑا حصہ رکہنے والے ہتے - قطع نظر اسکے آپکے وصی و داماد بہی تہے اور اون کے جمال سے آپکی آنکہین شاد تہین حضرت جبرئیل سدرۃ المنتہیٰ سے جناب علی ہی کے لیئے حدیث لافتیٰ لائے تہے - آپہی ملک کی عزت اور دین اسلام کی پرورش کرنے والے اور آنحضرت صلعم کی آل پاک کے سرچشمہ تہے - آپہی سے آل محمد نے شرف حاصل کیا اور سب سے بڑہکر یہ کہ خدا نے آپکو علم سے برگزیدہ فرمایا - آنحضرت نے آپکے لیئے خدا سے سفارش کی کہ جو علی کو دوست رکہے تو اوسے دوست رکہہ آنحضرت صلعم خدا کے رازدار تہے اور آپ آنحضرت کے رازدار - آپ کاتب وحی اور خزانہ تفسیر کے افسر تہے آپ عشق کے دریا - دل کی کان شرع کی آنکہہ دین کی جان تہے - اہل زمانہ آپکے خدمتگار اور شاہان وقت غلام تہے - ایکدفعہ آپنے ایک سائل کو ایک دو روٹیان عنایت کین تو سورۂ دہر آپکی تعریف مین نازل ہوئی - غرضکہ خدا تعالیٰ نے آپ مین اور آنحضرت مین ایک ایسی نسبت رکہی تہی کہ گویا دونون ایک کعبہ تہے لیکن تلبیہ کہنے والے دو تہے دونونکی روح ایک ہی لیکن قالب دو تہے - دونون ایک سیپ کے موتی تہی اور دونون بزرگی کے زیور تہے آسمان و تارے کی طرح دونون منزلین طے کرنے والے اور موسیٰ و ہارون کی طرح دونون بہائی بہائی تہے

دلِ او[۱] عالم معانی بود	لفظ او آب زندگانی بود	عقدِ او با بتول ماسوی	بود در زیر سایہ طوبی

جناب امیرالمومنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مناقب۔

اور جناب امیرالمومنین حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر خدا تعالی کی بے شمار رحمتین اور سلام جو جناب مصطفی کے جگر گوشے اور حضرت فاطمہ زہرا کے فرزند اور سر سے لیکر ناف تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تہے اور جناب امیرالمومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ناف سے لیکر قدم تک اوس کان کرم اور مجسم لطف و شفقت کے ساتہ پوری مشابہت رکہتے تہے۔ امیرالمومنین حضرت امام حسن دو برس دس مہینے جناب امیرالمومنین امام حسین سے بڑے تہے۔ کشف المحجوب مین لکہا ہے کہ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک صحرانشین جنگل سے آیا اور امیرالمومنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے گہر کے آگے ایک گوشہ مین تشریف رکہتے تہے صحرانشین نے جناب امیرالمومنین حضرت امام حسن کو بے محابا مان باپ کی گالیان دینی شروع کین آپنے نہایت خندہ پیشانی سے فرمایا کہ اے بدوی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو بہوکا ہے یا پیاس کی وجہ سے بیتاب ہے آخر بتا تو تجہے ہوا کیا ہے آپ نہایت نرمی اور خوش آئندہ تبسم کے ساتہ یہ فرما رہے تہے اور بادیہ نشین اوسی طرح سختی کے ساتہ گالیان دیئے چلا جاتا تہا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ گہر سے جاکر فلان دینار کی تہیلی لے آ۔ اور اس بادیہ نشین کے حوالہ کردے۔ جب صحرانشین نے امام حسن کی یہ بات سنی تو بے اختیار بول اٹہا اَشْہَدُ اَنَّکَ اِبْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مَین گواہی دیتا ہون کہ آپ بیشبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند رشید ہین۔ زان بعد بہت سی دعائین اور تعریفین کرکے کہنے لگا کہ حضرت! مین یہان صرف آپکے حلم و بردباری کے امتحان کی غرض سے حاضر ہوا تہا۔ الغرض یہ تحمل و حلم جو حضرت امام حسن مین پایا جاتا تہا محققون کی صفت ہے کہ اونکے نزدیک مدح و ذم دونون یکسان ہوتے ہین وہ جسطرح کسیکی تعریف پر مغرور و فریفتہ نہین ہوتے اوسیطرح کسی کے مذمت اور برائی سے رنجیدہ و ملول نہین ہوتے۔ لوگون کی ظلم و جفائین سہتے اور متغیر نہین ہوتے ہین بلکہ ہجو کرنے والے کا موبخہ دینار و درم سے بہرتے اور برائی کی بہلائی سے تلافی کیا کرتے ہین۔ امیرالمومنین حضرت امام حسن کی عبرت آمیز نصائح مین سے ایک یہ ہے کہ عَلَیْکُمْ بِحِفْظِ السَّرَائِرِ فَاِنَّ اللّٰہَ مُطَّلِعٌ عَلَی الضَّمَائِرِ۔ آپنے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! تمہین اپنے بہیدون اور رازون کی حفاظت کرنا لازم ہے کیونکہ خدا تعالی تمہارے دلون کے حقائق پر مطلع اور خبردار ہے۔ آپ علم حقائق واصول مین وہ پایہ رکہتے تہے کہ حسن بصری جیسا برگزیدہ اور محقق شخص آپکے اون کلمات پر جو اس علم مین

[۱] حضرت علی کا دل گویا معانی کا ایک عالم اور اون کا لفظ گویا آب حیات تہا۔ آپ کا عقد حضرت فاطمہ سے جنت ہی مین درخت طوبی کے نیچے ہوچکا تہا ۱۲

دخل رکہتے ہین کلی توجہ رکہتے اور اونہین دستور العمل بنائے ہوئے تہے۔ آپنے صرف آٹہہ مہینے پندرہ دِن خلافت کی اور سینتالیس سال کی عمر مین انتقال فرمایا۔ آپکی بی بی جعدہ بنت اشعث کندی نے معاویہ کے برانگیختہ کرنے اور اوبہارنے اوکسانے سے جناب امیر المومنین حضرت امام حسن کو جسطرح ممکن ہوا زہر دیدیا چنانچہ آپ اسی زہر کی وجہ سے ربیع الاول ۵۰ہجری مین دارِ لقا کی طرف تشریف لے گئے۔ خواجہ حکیم سنائی آپکی مدح مین لکہتے ہین۔ **قصیدہ**

بوی علی آنکہ در مشام ولی	آید از گیسوانش بوی علی	نامہ دوست پاکی دلِ اوست	دوست را چیست بہ ز نامہ دوست
قرۃ العین مصطفیٰ او بود	سیدِ قوم اولیا او بود	جگر و جان علی و زہرا را	دیدہ و دل حبیب مولیٰ را
منہجِ صدق در دلائلِ او	مہتری راست در مخائلِ او	بود مانند جد بخلقِ عظیم	پاک عرق و نفیس و خلق کریم

جناب امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب

اور جناب امیر المومنین حضرت امام حسین بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہما پر بہی خدا کی بے شمار رحمتین اور سلام آلِ محمد کی روشن شمع اور تمام دنیاوی علائق سے مجرد اور شہید دشتِ کربلا اور عالم دوستی کے بادشاہ تہے اور تمام خلائق کا اتفاق ہے کہ جبتک امر حق ظاہر رہا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حق کے مطیع و تابع رہے لیکن جب امر حق پوشیدہ ہوگیا تو آپ نے تلوار اوٹہائی اور تاوقتیکہ اپنی پیاری اور عزیز جان کو حق تعالے کی راہ مین قربان نہ کرڈالا ایک دم آرام نہ لیا امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے کلمات مین سے ایک یہ ہے اَشْفَقُ الْاِخْوَانِ دِیْنُکَ عَلَیْکَ یعنے مین اپنے بہائیون کو ڈراتا ہون تمہین اپنا دین مضبوطی سے پکڑے رہنا لازم ہے۔ کشف المحجوب مین بیان کیا گیا ہے کہ ایکدن ایک شخص نے آپکے پاس آکر عرض کیا کہ اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے فرزند مین ایک درویش و محتاج آدمی صاحب اہل و عیال ہون مجہے آپسے صرف اس رات کی خوراک ملنی چاہیئے۔ جناب امیر المومنین حضرت امام حسین رضہ نے فرمایا کہ تم ذرا کی ذرا بیٹہہ جاؤ ہمارا تمہارا رزق راستہ مین ہے ہنوز پہر رات بہی نگذری تہی کہ دینار کی پانچ تہیلیان معاویہ کے آدمی لیکر آئے آپنے پانچون تہیلیون مین سے اشرفیان نکالکر درویش کے آگے رکہدین اور معذرت کی کہ آپکو یہان زیادہ ٹہرنا پڑا

ل حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ وہ مقدس ذات ہین جنکے گیسوؤن سے حضرت علی کی خوشبو ولی کے دماغ مین پہونچتی ہے دوست کا نامہ حقیقت مین اوسکی پاکی دل کی علامت ہے اور دوست کے لیئے دوست سے بہتر اور کیا چیز ہوسکتی ہے۔ آپ آنحضرت کی آنکہہ کی ٹہنڈک اولیا کے سر کے تاج علی و زہرا کے جگر و جان رسول عربی کے دل و دیدہ تہے آپکے دلائل مین شریعت کا سیدہا رستہ ملتا تہا اور آپکے چہرہ مبارک سے سرداری کی نشانی عیان تہی آپ خلقِ عظیم مین اپنے جدامجد کے مشابہ تہے اور خلقِ کریم مین مشہور ہونے کے علاوہ خود نفیس اور پاک ذات تہے ۱۲

اور یہ مقدار آپکے قابل نہین ہے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ صرف یہی مقدار آنے والی ہے تو مین تم سے اس قدر انتظار نکرتا مجھے امید ہے کہ تم مجھے معذور سمجھو گے کیونکہ ہم اہلِ بلا ہین اور دنیا کی تمام راحتون سے دور پڑے ہوئے ہین ہم نے اپنی تمام مرادین گم کردی ہین اور دوسرونکی مرادون پر زندگی بسر کرتے ہین۔ جب امیر المومنین حضرت امام حسین رضے اللہ عنہ کربلا کی زمین مین پہونچے تو غار ضریر نام موضع مین اوترے یہ جمعرات کا دن اور سنہ ۶۱ ہجری کا دوسرا روز تہا اسکی دوسرے روز جمعہ کو عبداللہ بن زیاد چار ہزار سوارون کا خونخوار لشکر لیکر وہان پہنچا اور آئندہ جمعہ تک دونون طرف کے لشکرون مین جنگ قائم رہی۔ اس مدت مین جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلبیت سے پانی روک دیا گیا تہا اور عبیداللہ بن زیاد کے تشدد اور سختی سے پانی کا ایک قطرہ تک اہلبیت کے معصوم بچون تک نہ پہونچ سکتا تہا۔ اس سفر مین جناب امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہمراہی مین آنحضرت کی اہلبیت مین سے اونتیس آدمی موجود تہے۔ الغرض دسوین محرم سنہ ۶۱ ہجری جمعہ کے دن آپ نے شہادت کا چہلکتا ہوا ساغر مونہہ سے لگایا اور آپکے ساتہہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزندون مین سے سات شخصون نے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے فرزندون مین سے تین آدمیون نے اور آپکے یارون مین سے اٹہاسی اشخاص نے شہادت پائی۔ آپکی کل عمر اٹہاون برس کی تہی۔ رضی اللہ عنہ۔ خواجہ حکیم سنائی آپکی مدح مین کہتے ہین۔ **قصیدہ**۔

نبیرہ مرتضی امیر حسین ؎	ہم چو او مے نبود در کونین	مصطفی مر ورا کشید بدوش	مرتضی پرورید در آغوش
در سرائے فنا و کشور دین	بود در صدر ملک کوثر دین	شاخ الاشباخ مصطفوی	دُرّ او عقد حقۂ نبوی
دشمنان قصد جان او کردند	تا دمار از تنش برآورند	عمر عاص از فساد رائے زد	شرع را زد و پشت پائے زد
با یزید پلید بیعت کرد	تا کہ از خاندان برآرد گرد	کربلا چون مقام و منزل ساخت	تا کہ آل زیاد بروے تاخت
حبذا کربلا و آن تعظیم	کز بہشت آورد بخلق نسیم	وآن تن سر بریدہ در گل و خاک	وان عزیزان بہ تیغ دلہا چاک

؎ امام حسین فرزند علی مرتضی کی مانند دونون جہان مین دوسرا نہ تہا آپکو جناب نبی کریم نے اپنے کندہے پر بٹہایا اور مرتضی نے محبت کی گودی مین پالا تہا آپ دین و دنیا کے بادشاہ اور کوثر دین کے صدر نشین تہے آپکی شاخ شاخ مصطفوی سے وابستہ تہی اور آپکا موتی حقۂ نبوی کا عقد تہا۔ دشمنون نے آپکے ہلاک کرنے کا بیڑا اوٹہایا جسکا انجام عمرو بن عاص کے ہاتہ پر ہوا اس مفسد اور فتنہ انگیز نے شرع کو بالائے طاق رکہکر یزید سے بیعت کی تا خاندان نبوی مین تہلکہ ڈالدے جب امیر المومنین حضرت امام حسین نے کربلا مین مقام کیا تو عبداللہ بن زیاد خونخوار لشکر سے آپ پر حملہ آور ہوا۔ مقام کربلا نہایت ہی مقدس اور متبرک مقام ہے جہان بہشت کی خوشبو ہوا خلق کو پہونچتی ہے اور جس کی خاک مٹی مین شہیدون کے سر غلطان اور دل تلوار سے چاک ہوئے۔ ۱۲

دان گہ بینی[۱] ہمہ جہان گشتہ || در گل خون تنش بیاغشتہ || حرمت دین و خاندان رسول || بجملہ بر داشتند ز جہل فضول
تیغہا لعل گون ز خون حسین || چہ بود در جہان بتر زین بین || زخم شمشیر و نیزہ و پیکان || بر سر نیزہ سر بجای سنان
ہمہ را بر دل از علی صد داغ || شدہ یکسر قرین طاغی باغ || کین دل باز خواستہ ز حسین || شدہ مانع برین شماتت و شین

نکتہ۔ کاتب حروف محمد مبارک العلوی الکرمانی۔ المدعو بہ امیر خورد عرض کرتا ہے کہ جب اس بندۂ ضعیف کی عمر پچاس سال کی ہوگئی اور اس وقت تک کوئی ایسا عمل وجود میں نہیں آیا جو خدا تعالی کی درگاہ بے نیازی کے قابل و سزاوار ہوتا اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی ان بیتون نے غفلت کی روئی گوش ہوش سے نکالی ابیات

ہر دم[۲] از عمر میرود نفسے || چون نگہ میکنم نماند بسے || ایکہ پنجاہ رفت در خوابی || مگر این پنج روز دریابی
خجل آنکس کہ رفت و کار نساخت || کوس رحلت زدند و بار نساخت

تو مین عالم تحیر مین محو تہا اور دل ہی دل مین کہہ رہا تہا کہ یہ کیسا قیامت زا واقعہ ہے کہ مین کوئی بہی ایسا ذریعہ و وسیلہ نہین رکہتا جو اس گمراہ اور بہولے بہٹکے کے لئے راہبر ہو سکے ابہی مین دریاے حیرت ہی مین غرق تہا کہ ازلی عنایت اس ضعیف بیچارہ کی نازک اور خطرناک حالت پر متوجہ ہوئی اور ایزدی توفیق نے اس شکستہ دل کی رفاقت کی حضرت سلطان المشائخ کی بے انتہا محبت نے دستگیری کی اور اس دریاے عصیان مین ڈوبے ہوئے کا عین وقت پر ہاتہہ آپکڑا بیت[۳] دست من گیر کہ بیچارگی از حد بگذشت ❊ سر من دارکہ در پای تو ریزم جان را ❊ یکایک عالم غیب سے اس بیچارہ کو القا ہوا کہ اے عالم تحیر کے سرگشتہ اور اے صحراے حیرت کے سرگردان و پریشان گو دنیا قرار کی جگہ نہین ہے لیکن پہر بہی تجہے چاہیئے کہ دامن قرار مین ثابت قدم رہ۔ یہ ضعیف کہتا ہے بیت قرار[۴] میطلبی در جہان زہے غافل ❊ ترا قرار نباشد مگر بدار قرار ❊

[۱] بوالہوس جہلا نے دین کی عزت و حرمت اور خاندان رسول کو برباد کر ڈالا جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون سے تلوارین لعل گون ہو رہی تہین تو وہ بہی عجیب عبرت انگیز نظارہ تہا جس سے بدتر دنیا مین اور کوئی نظارہ نہ تہا۔ شمشیر و نیزہ اور پیکان کے زخم آپکے جسم پر لگ رہے تہے اور شہید ونکے سر نیزون اور برچہون پر نظر آتے تہے۔ اور چونکہ باغی لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عداوت کے داغ دل پر رکہتے تہے اس لیئے حضرت امام حسین سے یہ دشمنی نکالی اور اونہین ناحق شہید کر ڈالا۔ ١٢

[۲] ہر وقت عمر کے سانس گہٹتے جاتے ہین اور جب مین غور سے دیکہتا ہون تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت تہوڑی باقی رہ گئے ہین۔ پچاس سال تو خواب غفلت مین گذر گئے اب اس پنج روزہ زندگی مین کچہ کر لینا چاہیئے۔ ایسے شخص کو نہایت شرمندگی اوٹہانی پڑے گی کہ بغیر کام بنائے خالی ہاتہہ گیا جیسا وہ شخص شرمندہ ہوتا ہے کہ کوچ کا نقارہ بج جانے سے بہی اپنا بوجہہ نہین لادتا۔ ١٢۔ [۳] میری دستگیری کر کہ بیچارگی حد سے گذر گئی۔ میرا سر اوٹہا کہ جان تیرے قدمون مین نثار کرتا ہون۔ ١٢۔ [۴] دنیا مین قرار کا طالب ہونا بڑی غفلت کی بات ہے کیونکہ بجز دار القرار کے تجہے کہین قرار نہین ملسکتا۔ ١٢۔

کرامت مصنف

تو اپنے پیرون کے اعتقاد مین مضبوط رہ اور اون کے متبرک اوقات کو اپنے پریشان حال کا سفارشی بنا ممکن ہے کہ سلطان المشائخ کی محبت کی بدولت تیرے دل و جان مین رب العالمین کی محبت کے عمیق دریا سے چشمہ اوبل پڑے اور تو اسکی وجہ سے اپنے نفس بدکردار کے ہاتھ سے ہمیشہ کے لیئے نجات حاصل کرسکے اور یہ واضح رہے کہ اس ابدی دولت کے حاصل ہونے کے اسباب و وسائل اس سے بڑھکر نہین ہوسکتے کہ تو خواجگان چشت رضی کے اوس بڑے شجرے کے مشائخ کے مناقب قلمبند کرے جنکے نام نامی اوس مین درج ہین اور جو درگاہ بے نیازی کے عاشق اور عالم محبت خداوندی کے سیاح ہین جنہون نے مخلوق خدا کو نفس کے خطرناک موقع سے چھڑایا اور خواہش و ہوا کے غوغے سے رہائی دی۔ کسی بزرگ نے کیا ہی خوب کہا ہے **بیت** وَکَانُوا لِدِیْنِ اللّٰہِ[ل] حِصْنًا مُؤَیَّدًا ؛ وَ سُنَّتَہٗ مِنْ سُنَّۃِ خَیْرِ مُرْسَلٖ ؛ فَیَارَبِّ اَکْرِمْھُمْ بِرَوْحٍ وَّرَحْمَۃٍ ؛ وَاَنْزِلْھُمْ بِالْفَضْلِ فِیْ خَیْرِ مَنْزِلٖ ؛ تجھے اپنی تالیف مین اس بات کا التزام کرنا ضرور ہے کہ مشائخ کی فضائل و کرامات۔ اونکے روح افزا کلمات۔ اونکے دلکشا ملفوظات۔ اونکی مہذب و شائستہ چال ڈھال اونکے مقامی حالات و طرز معاشرت اونکے پیدائش اور نشو و نما پانے کے مقامات کسیقدر تفصیل کے ساتھ لکھے اور اسکے ساتھ ہی اپنی اوس عقیدت مندی اور خوش اعتقادی کا اظہار کرے جو حضرت سلطان المشائخ کے ساتھ رکھتا ہے۔ نیز یہ بھی مشرح و مفصل طور پر قلم بند کرے کہ تیرے آبا و اجداد کا اتصال سلطان المشائخ کی درگاہ تک کیونکر پہونچا **بیت** ہر لحظہ راز دل بجہد بر سر زبان ؛ دل مے طپد کہ عمر بشد ناگہان بگوے ؛ اگر ایسا کرے گا تو ان تالیفون کے مطالعہ سے تیری آنکھہ مین نور اور سینہ مین سرور حاصل ہوگا اور تیرے پریشان دل مین اطمینان و جمعیت پیدا ہوگی اور آخر کار اخروی نجات پائیگا۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** نجات[لہ] آخرت حاصل توان کرد ؛ اگر در دامن مردان زنی دست ؛ شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** دست[سہ] در دامن مردان زن و اندیشہ مکن ؛ ہر کہ با نوح نشیند چہ غم از طوفانش ؛ الغرض جب یہ مضمون عالم غیب سے مجھے القا ہوا تو مین خواجگان چشت رضی کے متبرک اوقات کا مقدمہ اپنے حال زار کا سفارشی لایا اور نہایت عجز و انکساری کے ساتھ حضرت سلطان المشائخ سے درخواست کی کہ یہ مجموعہ جسکا نام **سیر الاولیا فی محبۃ الحق جل و علا** ہے خدا کے فضل و کرم اور اوسکی مدد و نصرت سے اتمام و تکمیل کو پہونچا خدا کا شکر ہے کہ جب مین نے اپنے پیرون اور مقتداؤن کی

[ل] وہ خدا کے دین اور پیغمبر کی سنت کے لیئے مضبوط قلعے بنے خداوندا راحت و رحمت سے اون کا اکرام کر اور اپنے فضل و کرم سے بہتر جگہ عنایت فرما۔ ۱۲۔ [لہ] مردان ہمت کے دامن پکڑنے سے اخروی نجات مل سکتی ہے ۱۲ [سہ] مردون کا دامن پکڑنے مین اندیشہ نکرنا چاہیئے کیونکہ نوح علیہ السلام کے ساتھ بیٹھکر طوفان سے اندیشہ کرنا فضول ہے ۱۲

مدد سے یہ کتاب لکھنی شروع کی اور حضرت سلطان المشائخ کی محبت کا واسطہ دیا تو اسنے بہت جلد اتمام و تکمیل کی توفیق پائی۔ **امیر حسن** شاعر کہتا ہے **بیت** مور[1] مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد ✤ دست بر پائے کبوتر زد و ناگہ برسید ✤ خدائے علام الغیوب خوب جانتا ہے کہ اس کتاب کی تالیف کا سبب بجز سلطان المشائخ کی محبت کے اور کوئی چیز نہین ہے بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** ورگرنہ من کیام آنکہ جان را ✤ دہم از دیدۂ دل نیکوان را ✤ لعشق روئے شان کردم ہوسناک کنم دل را ز غمہا چاک در چاک ✤ جن مشائخ کبار کے مناقب و فضائل اس ناچیز تالیف مین مذکور ہین مین نے اون مین سے ہر ایک کا نام نامی لفظ رضی اللہ عنہم کی علامت کے ساتھ جلی حرفون مین ذکر کر دیا ہے (جسے مترجم **ازانجملہ** کے ساتھ تعبیر کریگا) اور اس علامت کے مقرر کرنے مین مین نے شیخ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع کیا ہے۔ شیخ ابو القاسم رح نے اپنے ایک رسالہ مین مشائخ کے مبارک نام اسی علامت سے ظاہر کیئے ہین۔ اسیطرح شیخ علی ہجویری رح نے کشف المحجوب مین ذکر کیا ہے اور چونکہ مجھے شیخ شیوخ العالم نظام الحق والشرع والدین کی نسبت سلطان المشائخ کا خطاب الہامی زبانی سے معلوم ہوا ہے اس لیئے مین اس کتاب مین اسی معزز و ممتاز خطاب کی ہر جگہ رعایت کرونگا اور آپکو ہمیشہ اسی مقتدر خطاب سے یاد کرونگا۔ اس کتاب مین اکثر روایات و حکایات اور لطائف و غرائب مین نے سلطان المشائخ ہی سے نقل کیئے ہین اور اسکے ساتھ بہت سے اون فوائد کو بھی جمع کر دیا ہے جنہین گذشتہ ناموروں اور معزز حضرات نے سلطان المشائخ کے جان بخش ملفوظات سے روایت کیا ہے۔ علاوہ ازین جو حالات و حکایات مین نے اون عزیزون کی زبانی سنی ہین جنکے قول و قلم دیانت صیانت پر ملفوظات پر پورا بھروسا اور کلی اعتماد ہے۔ مین نے اس کتاب مین اونہین بھی قلم بند کر دیا ہے۔ اسیطرح جو باتین مین نے اپنے والد ماجد اور اپنے بزرگوار چچاؤن سے سنی ہین جو سلطان المشائخ کے اعلی درجہ کے مقرب تھے اور جنہون نے آپکی نظر مبارک مین پرورش پائی تھی اونہین بھی درج کتاب کیا گیا ہے۔ خواجہ سنائی نے خوب فرمایا ہے۔ **بیت** لطف[2] او ہرچہ در عقول نہاد ✤ روح بر دیدہ قبول نہاد ✤ اور جس جگہ کوئی نظم یا کوئی بیت یا قطعہ نظر پڑا اور کلام کے مناسب واقع ہوا وہ بھی اس کتاب مین لے لیا گیا لیکن صرف وہی نظم و ابیات جو سلطان المشائخ کی محبت کا نقارہ بجاتی اور عاشقون کے دلون کی چقماق سے آگ کا شعلہ جھاڑتی اور اصحاب شوق کی

---

[1] مسکین چیونٹی کو کعبہ پہونچنے کی خواہش ہوئی تو اوس نے کبوتر کا پاؤن پکڑ لیا ۔۔۔۔ اور دفعتہً وہان جا پہونچی ۱۲

[2] اوسکے لطف نے جو چیز عقول مین رکھی روح نے اوسے فوراً قبول کر لیا ۱۲

اُن بھڑکاتی ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہین **بیت** آتش عشق تو از ہر جا بخاست ؁ آخر این آتش ز جانے خاستست ؁ اوزاون نازکخیال شعرا کے نام جنسے یہ غیبی لطائف جو محبت وعشق کی زیادتی کے سبب مین صادر ہوئے ہین اوس نظم وغیرہ کی عنوان مین لکھدیئے ہین البتہ جس شاعر کا نام معلوم نہین ہوا ہے وہان لفظ بزرگ لکھدیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کی مرویات ومنقولات کو مین نے آپ ہی سے روایت کیا ہے۔ ناظرین جس نظم کو شعرا کے نام سے خالی پائین اوسکی نسبت یہ سمجھنا چاہیئے کہ کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کے دریائے محبت کی تہ سے نہایت نفیس وقیمتی موتی نکالے ہین اور نوک قلم سے کاغذ کی سطح پر سطرون کی لڑیون مین پروئے ہین شیخ **سعدی** فرماتے ہین **بیت** نالیدن دردناک سعدی ؁ بر دعوئ دوستی بیان است ؁ آتش بہ نئے قلم درانداخت ؁ وین صبر کہ میرود دخان است ؁ ؁ آس کتاب کے اول وآخر نیز درمیانی حصہ نے حضرت سلطان المشائخ کے ذکر سے اس لیئے زیب وزینت پائی ہے کہ صاحبدلون کے دلون پر عام جلوہ گری اور تمام وکمال قبولیت پائے۔ کیونکہ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ذِکرُ الشَّیخ فِی الکَلَامِ کَالمِلحِ فِی الطَّعَامِ اَوْ کَالرُّوحِ فِی الاَجسَامِ - یعنے کلام مین اپنے شیخ کا ذکر کرنا ایسا ہے جیسا کہانے مین نمک یا جسم مین روح۔

اس کتاب کے دس باب ہین اور ہر باب گویا ایک الگ اور جداگانہ کتاب ہے جو دلکشا نکتون دلربا لطیفون سے مشتمل ومزین ہے ایک ایک نکتہ سے عالم حقیقت کی رمزین ظاہر ہوتی اور مخفی بہید واضح ہوتے ہین جیساکہ اس کتاب کی فہرست مین آپ ملاحظہ کرین گے۔ اب کاتب حروف کی التماس ہے کہ ناظرین کتاب اوسے دعاء ایمان سے فراموش نکرین اور فاتحہ سے بہول نہ جائین۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **بیت**

ازخاطر حق پذیر یاران ؁ یک فاتحہ التماس دارم ؁ تا کار شکستہ برآید ؁ آن دامن شان نمیگذارم۔

نکتہ۔ کاتب حروف عقیدت مند مریدون اور راسخ الاعتقاد معتقدون کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ خواجگان چشت قدس اللہ سرہم العزیز کے بڑے شجرے مین جن مشائخ کا مذکور ہے یون تو اونمین سے ہر ایک شیخ خدا تعالی کی محبت وعشق مین نہایت تابان و درخشان آفتاب تہا اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ

---

۱ تیرے عشق کی آگ ہر جگہ سے اوٹہی آخر یہ آگ کہان سے اوٹہی ہے۔ ۱۲۔ ۲ سعدی کا دردناک رونا اوسکی دوستی کے دعوے کی دلیل ہے۔ قلم کے نیزہ مین آگ موجود ہے اور سیاہی دہوان ہے ۱۲ ۳ یارون کے حق پذیر دل سے مین صرف ایک فاتحہ کی التماس رکہتا ہون اور جبتک اس شکستہ کا یہ مقصد حاصل نہ ہوگا اون کا دامن نہ چہوڑونگا

وسلم کی اتباع کی وجہ سے مقام محبت سے ترقی کرکے محبوبیت کے درجہ مین پہونچ گیا تہا فاتبعونی یحببکم اللہ
اور ہر شخص اپنے اپنے عہد مین خدا تعالی کی عبادت وبندگی اور دنیائے غدار کے ترک کر دینے مین بڑے
بڑے عظیم الشان مشائخ کے ہم پلہ تہا لیکن عالم محبت مین سب سے مستثنی اور ممتاز تہا بندہ ضعیف
کہتا ہے **بیت** در عبادات یافتہ توفیق ؛ بادشاہان عالم تحقیق ؛ ہر یکے در زمان خود ممتاز ؛ در محبت میان اہل نیاز ؛
خاصکر خواجہ بندہ نواز سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والدین خداوندی محبت مین اپنا نظیر نہین
رکہتے تہے - بندہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** ز عشق حق مجسم بود ذاتش ؛ جہانے بندہ آن ذات پاکش ؛
نکتہ - آپکے متبرک سانسون سے ہر وقت خداوند تعالی کی محبت کی بو پہیلتی تہی اور اوس بو سے طالبان
حق کے مشام جان مین کافی حصہ پہونچتا تہا اور ایک عالم معطر و خوشبو دار ہوتا تہا - شیخ سعدی رح
فرماتے ہین **بیت** عالم معطر بشود چون ناف آہوئے ختن ؛ گویا کہ نوروز از برش بوئے بصحرا میبرند ؛
عارف و عاشق اس بو کی وجہ سے آپکے آستانہ پر سر رکہتے اور چوکہٹ مبارک کو بار بار چومتے تہے - خواجہ
حکیم سنائی کہتے ہین **بیت** عاشقان سوے حضرتش بدست ؛ عقل در آستین و جان بر دست ؛
عرفا صلحا گشتہ و پریشان اور مدہوش وحیران جوق جوق آتے اور اوس مقتداے عشاق
کی محبت کے آستانہ پر گردن تسلیم خم کر دیتے اور اوس درگاہ کی خاک پر بار بار جبہہ سائی کرتے تہے
امیر حسن کہتا ہے **بیت** نمیر فتیم بلا شد بوئے زلفش ؛ خراب اندر پے آن بوئے رفتیم ؛ اور اوس
بادشاہ اہل محبت اور سرتاج اہل عشق کی محبت کی بدولت حق تعالی کی محبت کی بو اپنے مشام جان مین
محسوس پاتے تہے - یہ ضعیف کہتا ہے - **رباعی** از بوے تو بوے یار خود میپابم ؛ از روئے تو بہتر کار خود میپابم ؛
تا جان ندہم فدا نیابم جانان ؛ جان میدہم و نگار خود مے یابم ؛ اور حق تعالی نے اس خوشبو آمدہ
اور دل و دماغ کی معطر کرنے والی بو کو اپنے محبت کے پر فضا باغ سے محبوبون کی ذات مین رکہا ہے تاکہ

سلہ عبادات کی توفیق اون کے رفیق ہی اور وہ عالم تحقیق کے بادشاہ تہے ہر ایک اہل نیاز کے درمیان اپنے عہد مین محبت
و عشق مین ممتاز تہا ۱۲ سلہ آپ عشق حق کی مجسم تصویر تہے اور ایک عالم آپ کا غلام تہا ۱۲ سلہ آہوئے ختن کے نافہ کی طرح
ایک عالم معطر ہوتا ہے اور اوسکی خوشبو تمام جنگل کو مہکا دیتی ہے ۱۲ سلہ اوسکے کوچہ مین جانے کا میرا قصد نہ تہا
لیکن اوسکی زلف کی خوشبو نے بے اختیار مجہے اپنی طرف کہینچ لیا ۱۲ سلہ مین تیری بو مین اپنے یار کی بو پاتا ہون -
اور تیرے وسیلہ سے اپنے کام کا انجام دیکہتا ہون - جب تک مین اپنی جان قربان نکرون گا یار کو نہ پاؤن گا لہذا
اوسکے وصال کی یہی ایک تدبیر ہے کہ اپنی جان دیدون ۱۲

جس بیچارہ اور سوختہ دل کے مشام جان مین وہ خوشگوار بو پہونچے خدا تعالی کی محبت و عشق کے قابل و شایان ہو جائے اور اس بو پر جان قربان کردے۔ بندۂ ضعیف کہتا ہے

قطعہ

اے عارفان و عاشقان جان میدہم جان میدہم ۔۔۔ برآستان دوستان جان مے دہم جان میدہم

گفتی اگر خواہی بقا جان را بدہ بر بوئے ما ۔۔۔ اینک ببوئے دلستان جان میدہم جان میدہم

حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جس جگہ اصحاب قلوب اور صاحبدل جمع ہو جاتے ہین تو مجلس برخاست ہونے کے بعد ایک زمانہ تک وہان خوشبو باقی رہتی ہے۔ یہ خوشبو خارجی اور عارضی خوشبو نہین ہوتی بلکہ ہر صاحبدل کی ذات مین ایک تروتازہ نافہ ہوتا ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ اپنی مہک دیتا رہتا ہے لیکن بعض کی خوشبو ظاہر ہوتی ہے اور بعض کی مخفی۔ اسیطرح ہر ایک کی بو الگ الگ اور جدا جدا ہوتی ہے کسی مین کافور کی ہوتی ہے اور کسی مین عنبر کی اور کسی مین مشک وغیرہ کی۔ مولانا **ظہیر الدین** کوتوال مندہ سے جو حافظ کلام ربانی اور نہایت نیکدل آدمی تہے اور اتقا و پرہیزگاری مین غیر معمولی شہرت رکہتے تہے روایت کی گئی ہے کہ مین ایکدفعہ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر تہا کہ عود کی خوشبو کے بہبکے اوڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔ ہرچند مین نے دائین بائین غور سے دیکہا کہ شاید کسی جگہ لوگ عود سلگا رہے ہین لیکن کسی مقام پر مجہے عود نظر نہین پڑا اوسوقت مجہے خیال ہوا کہ شاید حجرہ کے اندر عود سلگ رہا ہے اتفاقاً خادم نے کسی کام کے لئے دروازہ کہولا اور مین نے حجرہ کو بہی اچہی طرح سے دیکہا مگر یہان بہی عود کا نام نشان تک نہتا میری یہ حالت دیکہکر حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مولانا یہ عود کی خوشبو نہین ہے یہ تو ایک اور ہی چیز کی خوشبو ہے۔ **امیر حسن** کہتا ہے۔ **بیت**[۲] عطار گو بہ بند دکان کہ من ز دوست ٭ بوئے کشیدہ ام کہ بمشک و عبیر نیست ٭ یہ بہی روایت کی جاتی ہے کہ ایکدفعہ سلطان المشائخ نے اپنی کملی جسے آپکے قدم مبارک کے چومنے اور چہونے کا اعزاز حاصل ہوا تہا قاضی **محی الدین** کاشانی رحمۃ اللہ علیہ کو مرحمت فرمائی اور اس کملی سے (جو سچ پوچہئے تو زرتار دوشالہ سے کہین بہتر و برتر تہی) ایک ایسی راحت فزا خوشبو پیدا ہوتی تہی جس پر بہشت کی خوشبو کو رشک ہوتا تہا جناب قاضی صاحب نے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتہہ

سلہ[۱] اے عارفو! اور اے عاشقو! مین دوستون کی چوکہٹ پر جان دیتا ہون میرے محبوب نے کہا اگر تو بقائے دوام چاہتا ہے تو ہماری بو پر جان قربان کرڈال اس لیئے مین اپنے دلربا کی بو پر جان دیتا ہون ۱۲ سلہ[۲] عطر فروش سے کہدینا چاہیئے کہ اپنی دکان بند کردے کیونکہ مین اپنے دوست سے وہ بو پاتا ہون جو مشک و عبیر مین نہین ہے ۱۲

اول اوس کملی کو سر پر رکہا اور آنکھون سے لگایا ازان بعد گہر لے گئے اور اپنی جان سے بڑہکر اوسکی حفاظت و نگرانی مین مصروف ہوئے تہوڑے زمانہ کےبعد اوسے باہر نکالتے اور دلی عقیدت مندی کے ساتہ چومتے چاٹتے اور برکتین اور سعادتین حاصل کرتے تہے اور اوسکی جان فزا خوشبو سے اپنے مشام جان کو ہروقت معطر پاتے تہے شیخ سعدی کہتے ہین بیت این بوی عبیر آشنائی ؛ از ساختۂ یار مہربان است ؛[۱] لیکن قاضی صاحب کا خیال تہا کہ کملی کی یہ خوشبو عارضی ہے چندروز مین جاتی رہے گی مگر جب ایک طولانی مدت کے گذر جانے کے بعد بہی کملی سے ویسے ہی تازہ خوشبو آتی رہی اور ایک ذرہ برابر بہی کم نہ ہوئی اور اس نعمت عظمی اور دولت غیر مترقبہ کا اپنے ذاتی تجربون سے معائنہ کیا تو اوس کملی کو قاضی صاحب نے اپنے مبارک ہاتہ سے خوب دہویا لیکن پہلے سے بہی زیادہ خوشبو کملی مین آنے لگی قاضی صاحب نے جب یہ صورت دیکہی تو اون کا استعجاب اور استعجاب کے ساتہ حیرت اور بہی بڑہ گئی۔ اتفاق سے قاضی صاحب کے خادمون نے کملی کی خوشبو کی کیفیت حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کی اور اول سے آخر تک ساری کیفیت دوہرائی جون ہی آپ نے کملی کی خوشبو کی کیفیت سنی زار قطار رونے لگے اور پرنم آنکہون سے آنسوؤن کا دریا بہنے لگا۔ بندۂ ضعیف مناسب مقام عرض کرتا ہے بیت بگریست چو ابر در بہاران[۲] ؛ خندید چو گل بروی یاران ؛ آپنے قاضی صاحب کو بلا کر فرمایا۔ قاضی صاحب! یہ اوس محبت کی خوشبو ہے جو خدا تعالی نے مجبون کی ذات مین سپرد کی ہے۔ شیخ سعدی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ بیت

این[۳] بوئے نہ بوے بوستان ست ؛ این بوے زکوئے دوستان است

نکتہ۔ حضرت سلطان المشائخ کا باطن جو حقیقت مین خدا تعالی کی محبت کا نہایت عمیق اور گہرا دریا تہا ہر وقت موج زن رہتا تہا اور نہایت چمکدار موتی بے انتہا رونے کی وجہ سے آنکہونکی راہ سے جو دراصل محبت کی چشمہ ہین باہر نکالتا تہا اور پانی مین آگ ڈالتا تھا۔ بیت چشم[۴] تو کہ از چشمۂ دریائے محبت ؛ آن چشم بجز لعل گہر بار نہ ریزد ؛ وَقَالَ وَاحِدٌ مِّنَ الْاَوْلِیَاءِ شعر لَوْ لَا مَدَامِعُ عُشَّاقٍ وَلَوْعَتُهُمْ ؛ لَبَانَ فِی النَّاسِ عُزُّ الْمَاءِ وَالنَّارِ ؛ فَکُلُّ نَارٍ فَمِنْ اَنْفَاسِهِمْ قَدْ لَاحَتْ ؛ وَکُلُّ مَاءٍ فَمِنْ عَیْنٍ لَهُمْ جَارٍ ؛ یعنے ایک ولی کا قول ہے کہ

---

[۱] یہ آشنائی کی بوے عبیر دوست کی ساختہ پرداختہ ہے ۱۲ [۲] ابر بہاری کی طرح رد یا اور پہول کی طرح ہنسا ۱۲
[۳] یہ بو باغ کی نہین ہے۔ بلکہ دوستونکی گلی کی ہے ۱۲ [۴] تیری آنکہہ دریائے محبت کا سرچشمہ ہے جس سے بجز لعل گہر بار کے اور کچہہ نہین نکلتا ۱۲ + ۱۲۔

اگر عشاق کے آنسو اور اون کے دلون کی سوزش کا وجود نہ ہوتا تو لوگون مین پانی و آگ موجود نہ ہوتی پس ہر قسم کی آگ اون کے انفاس سے ظاہر ہوئی اور ہر طرح کا پانی اونکی آنکہون سے جاری ہوا- خواجہ سنائی کہتے ہین

بیت دل و چشمش[۱] ز شوق در محراب * چشمۂ آفتاب و چشمۂ آب * بندہ ضعیف عرض کرتا ہے- **بیت** ہر کہ زان چشم[۲] جرعۂ نوشید * خلعت لی مع اللہ او پوشید * آپ عالم محبت کے پیاسون کو اپنے شراب شوق سے سیراب و مست کرتے تہے- یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** کسے کز[۳] جوے عشقت جرعۂ یافت * بماند تا قیامت مست و مدہوش * دران مجلس کہ بخشی جام عشقت * بگردانی محمد را فراموش * پہر یہ دل مشتاق یون عرض کرتا ہے **بیت** ز دریاے[۴] جمالت چون شدم سیراب ای ساقی * کہ ہر چہ بیشتر بینم تمنا بیشتر باشد * اور آپ عشق حقیقی کے بیابان کے گشتہ لوگون کو خدا تعالی کی محبت کی راہ دکہاتے اور منزل مقصود تک پہونچاتے تہے- یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** برساند[۵] بمقصود و منازل ہمہ را * لطف او ورنہ کہ باشم کہ ہمہ دل بر دوست *

نکتہ حضرت سلطان المشائخ کی عالی جاہ جناب سے معرفت کا آفتاب ہمیشہ چمکتا رہتا تہا اور اون بیچارون کے دلون کو نور بخشتا تہا جو نفسانی خواہشون مین مبتلا ہوتے تہے اور جنکے باطن بالکل تاریک ہوجاتے تہے بلکہ آپ اپنی فطری تابانی سے اونہین خدا تعالی کے منظور نظر ہو جانے کے قابل بنا دیتے تہے- ضعیف کہتا ہے- **بیت** ز درگہ[۶] تو بدان آفتاب عشق بتافت * بران دلے کہ ز دنیا و دین مبرا یافت * ز روشنائی عشقت جہان منور شد * مگر رقیب کزان روشنی نصیب نیافت * اور ہم جیسے معاصی کے دریا مین ڈوبے ہوؤن اور نفس امارہ کے فانی خواہشون مین جلے ہوؤن کو اپنی رحمت کے سایہ مین پرورش فرماتے تہے شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** خدایا[۷] بہ رحمت نظر کردہ * کہ این سایہ بر خلق گستردہ * یہ ضعیف

---

۱ جب اوس کا دل اور آنکہہ شوق کی وجہ سے محراب مین جگہ پاتے ہین تو ایک آفتاب کا چشمہ دوسرا پانی کا چشمہ بنجاتا ہے ۱۲
۲ جس نے اوس چشمہ سے ایک گہونٹ پیا گو یا لی مع اللہ کا خلعت پہنا ۱۲ ۳ جس نے تیرے بحر عشق سے ایک گہونٹ پایا وہ قیامت تک
قیامت تک مست و مدہوش رہا جس مجلس مین کہ تو اپنے عشق کا جام بخشے محمد مبارک کو فراموش نکیجو ۱۲ ۴ ساقی جب مین تیرے
دریاے جمال سے سیراب ہوتا ہون تو میری تمنا پہلے سے بہی زیادہ بہڑک اوٹہتی ہے ۱۲ ۵ وہ سبکو منزل مقصود تک پہونچاتا ہے
یہ اوسکا لطف ہے ورنہ مین کون ہون جو دوستی کا دم بہر دن ۱۲ ۶ تیری درگاہ سے آفتاب عشق اوسپر چمکتا ہے جسکا دل دین و دنیا
سے خالی پایا تیرے عشق کی روشنی سے گو جہان منور ہے مگر بد قسمت رقیب اوس سے حصہ نہین لیتا ۱۲ ۷ خداوندا یہ
تیری ہی عنایت و مہربانی ہے کہ تو نے یہ سایہ خلق پر پہیلار کہا ہے ۱۲

عرض کرتا ہے **قطعہ** آلودہ[۵۱] دامنان کہ نظر بر تو افگنند ؛ صافی شوند و پاک چو صوفی با صفا ؛ ای آفتاب حسن ازان چشمۂ حیات ؛ آبے ببخش تا نشوم بعد ازین فنا ؛ یہ ضعیف کہتا ہے - **قطعہ** - اے[۵۲] مایہ حسن و کان نعمت ؛ اینک بدرت امیدواران ؛ جان بر کفِ دست کردہ از دل ؛ بر شکل خوش تو جانسپاران ؛ حضرت سلطان المشائخ کی مقدس ذات آپکے دریا جیسے دل کے تابع تھی اور آپ کا حق پذیر دل روح مطہر کے تابع - اور حضور کی پاکیزہ روح نے اپنی کمالیت کی وجہ سے دل کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا اور دل نے باین وجہ کہ اوس مین اور روح مین ایک خاص قسم کا اتحاد و ارتباط ہے قالب کو جذب کر لیا تھا - پس اس صورت مین جناب سلطان المشائخ کی مبارک ذات ہمہ تن روح تھی **امیر خسرو** فرماتے ہین - **بیت** وجود[۵۳] خواجہ نہ از آب و گل گشتہ مرتب ؛ کہ جان خضر و مسیحا بہم شدہ است مرکب ؛؛ اور جب یہ تھا تو آپکی ذات مبارک نے موت کا حکم چاہا اور خود روحانی ہو گئی - لیکن اس قسم کی ذات جو مجسم روح تھی ہر تر دامن اور چشم آلودہ کے تماشا کرنے کے قابل نہین ہے البتہ چشم معرفت کے ساتھ جان کے روزن سے نظر کر سکتے ہین - خواجہ سنائی کہتے ہین **بیت** از[۵۴] در دل بمنظر جان آئی ؛ بتماشائے باغ جان آئی ؛ ایک بزرگ سے بندگان دین نے سوال کیا کہ آپ اپنے دوست کو دیکھنا چاہتے ہین اونہون نے جواب مین فرمایا - نہین - جب لوگون نے اسکی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے اُنَزِّہُ ذَاکَ الْجَمَالَ عَنْ نَظَرِ مِثْلِی ؛ یعنے مین اوس جہان آرا جمال کو اسباب سے پاک اور منزہ جانتا ہون کہ اوسے مجھ جیسا شخص دیکھ سکے - ازان بعد یہ قطعہ اون کی زبان پر جاری ہوا - **قطعہ** اِنِّیْ لَاَحْسُدُ نَاظِرِیْ عَلَیْکَا ؛ حَتّٰی اَغُضَّ اِذَا نَظَرْتُ اِلَیْکَا ؛ وَاَرَاکَ تَخْطُرُ فِیْ شَمَائِلِکَ الَّتِیْ ؛ فِیْ فِتْنَتِیْ فَاَغَارُ مِنْکَ عَلَیْکَا ؛ یعنے مین تیرے دیکھنے والون پر یہان تک حسد کرتا ہون کہ تیری طرف دیکھتے ہوئے اپنی آنکھین بند کر لیتا ہون اور جب مین دیکھتا ہون کہ تیرے دلمین وہ چیز گذرتی ہے جو مجھے فتنہ مین مبتلا کرنے کا باعث ہے تو مین تجھپر غیرت کرتا ہون -

---

۵۱ جب گنہگار دامن تجھپر نظر ڈالتے ہین تو صوفی جیسے پاک صاف ہو جاتے ہین - اے حسن کے آفتاب مجھے چشمۂ حیات سے تہوڑا سا پانی عنایت کر کہ اس کے بعد فنا نہ ہون ۱۲ ۵۲ اے حسن کی پونجی نعمت کی کان مین ہتھیلی پر جان رکھکے تیرے دروازے پر اس امید مین کھڑا ہون کہ تیری دلگیر صورت پر جان قربان کرون ۱۲ ۵۳ خواجہ کا جسم پانی اور خاک سے مرتب نہ تھا بلکہ خضر و مسیح کی روح سے مرکب تھا ۱۲ ۵۴ دل کے دروازہ سے منظر جان مین آکر باغ جان کا تماشا کرنا چاہیئے - ۱۲ -

کتاب سیر الاولیا فی محبۃ الحق جل وعلا کی **فہرست ابواب** - **پہلا باب** اون مشائخ کے فضائل ومناقب اور کرامات کے بیان مین جو خواجگان چشت کے طبقہ مین بلند پایہ رکہتے اور جنکے نام نامی بڑے شجرے کی فہرست مین ثبت ہین اور جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لیکر حضرت سلطان المشائخ **نظام الحق** والشرع والدین قدس سرہ العزیز کے مبارک عہد تک گذرے ہین - اس باب مین ایک نکتہ کا بہی ذکر ہوگا جس مین جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان کی جائیگی اور جناب نبوت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو خرقۂ فقر پہنائے جانے کی بابت کچہہ ذکر ہوگا - زان بعد اون مشائخ کبار اور اولیاء نامدار قدس اللہ سرہم العزیز کا ذکر ہوگا جنہین امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت سے خرقہ پہنچا ہے - **نکتہ** - ازانجملہ - **خواجہ حسن بصری** قدس سرہ ہین - **نکتہ** - ازانجملہ خواجہ **عبد الواحد بن زید** قدس اللہ سرہ ہین - **نکتہ** - ازانجملہ خواجہ **فضیل بن عیاض** قدس سرہ ہین - **نکتہ** - ازانجملہ خواجہ ابراہیم بن ادہم قدس روحہ ہین **نکتہ** - ازانجملہ خواجہ **حذیفۃ المرعشی** قدس سرہ ہین **نکتہ** ازانجملہ خواجہ ہبیرۃ البصری قدس سرہ ہین - **نکتہ** - ازانجملہ خواجہ **ممشاد** علو دینوری قدس سرہ ہین - **نکتہ** - ازانجملہ خواجہ **ابو اسحاق** شامی چشتی قدس اللہ سرہ ہین **نکتہ** - ازانجملہ خواجہ **ابو احمد** چشتی قدس سرہ ہین **نکتہ** - ازانجملہ خواجہ **ابو محمد** چشتی قدس اللہ سرہ ہین - **نکتہ** - ازانجملہ خواجہ **ابو یوسف** چشتی قدس سرہ ہین - **نکتہ** - ازانجملہ خواجۂ خواجگان خواجہ **مودود** چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ہین - **نکتہ** - ازانجملہ خواجہ حاجی **شریف** زندنی چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ہین - **نکتہ** ازانجملہ حضرت خواجہ **عثمان** ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز ہین - **نکتہ** - ازانجملہ حضرت خواجۂ خواجگان اہل عرفان کے سرتاج ہند کے بادشاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب حضرت خواجہ **معین الدین** حسن سنجری چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ہین - **نکتہ** - ازانجملہ خواجہ قطب الاقطاب عاشقون کے سردار حضرت خواجہ قطب الحق والشرع والدین حضرت خواجہ **قطب الدین** بختیار کاکی اوشی چشتی قدس سرہ ہین - (ان بزرگ کا ذکر چار نکتون کو شامل ہوگا - پہلے نکتہ مین آپکے مجاہدہ کا ذکر ہوگا - اور دوسرے نکتہ مین آپکی مشغولی کا بیان قلم بند کیا جائے گا - تیسرے نکتہ مین آپکی عزلت وگوشہ نشینی اور کرامات مذکور ہونگی - چوتہے نکتہ مین آپکے رحلت کرنے کے واقعات مندرج ہونگے) **نکتہ** ازانجملہ حضرت شیخ الاسلام شیخ شیوخ العالم فرید الحق والشرع

والدین قدس اللہ سرہ العزیز ہین۔ (اس دین ودنیا کے بادشاہ کا ذکر آٹھ نکتون کو شامل ہوگا۔ پہلے نکتہ مین
آپکے حسب ونسب کا بیان ہوگا۔ دوسرے مین آپکی عزلت وگوشہ نشینی تیسرے مین آپکے مجاہدہ وروش کا ذکر۔ چوتھے
مین علم وتبحر۔ پانچوین مین حضرت خواجہ قطب الحق والشرع والدین اور حضرت شیخ الاسلام معین الحق والشرع
والدین قدس اللہ سرہما العزیز کی جناب سے آپکو خلافت کے معزز وممتاز منصب کے ملنے کا ذکر ہوگا۔ چھٹے
نکتہ مین آپکے بعض ملفوظات اور حکیمانہ مقولے مذکور ہونگے۔ ساتوین مین آپکی والدہ ماجدہ کی بعض کرامتین
بیان کی جاوینگی۔ آٹھوین مین آپکی بیماری اور انتقال کا جانکاہ واقعہ قلم بند ہوگا) **نکتہ** ازانجملہ حضرت
سلطان المشائخ **نظام الحق والشرع والدین** طاب ثراہ ہین۔ اس بادشاہ دین کا ذکر پندرہ نکتون
کو شامل ہوگا۔ پہلے نکتہ مین جناب سلطان المشائخ حضرت سلطان نظام الدین قدس اللہ سرہ العزیز
کے حسب ونسب کا بیان ہوگا۔ دوسرے مین حضرت شیخ الشیوخ جناب فرید الدین قدس سرہ کی خدمت مین
مین آپکے آنے اور محبت کے پیدا ہونے کی کیفیت مذکور ہوگی۔ تیسرے مین حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ
کے علم وتبحر کا بیان ہوگا۔ چوتھے مین بعضی حدیثون کے اون دقائق اور باریکیون کا ذکر ہوگا جنکی آپنے وقتاً
فوقتاً تقریر کی ہے۔ پانچوین مین آپ کا شیخ شیوخ العالم حضرت شیخ فرید الدین کی خدمت مین جانا اور
آپکی خدمت مین حاضر رہنا اور آپ کا معتقد ہونا مذکور ہے۔ چھٹے مین حضرت سلطان المشائخ کے شہر دہلی
مین سکونت اختیار کرنے اور پھر وہان سے غیاث پور مین آنے کا ذکر۔ ساتوین مین حضرت سلطان المشائخ
کے ابتدائی زمانہ مین مجاہدہ کرنے کا ذکر ہوگا آٹھوین مین آپ کا حضرت شیخ الشیوخ شیخ فرید الدین قدس سرہ
سے منصب خلافت اور دینی ودنیاوی نعمت کا حاصل کرنا مذکور ہے۔ نوین مین آپکے اوس مجاہدہ کا ذکر ہوگا
جو آخر وقت مین آپ سے ظہور مین آیا اور اس نکتہ مین آپکے روش وراہ کا بھی بیان کیا جائے گا۔ دسوین مین
آپکی فتح اور فتوحات کا بیان اور خود بادشاہ وقت اور شہزادون کا آپکی خاک بوسی کے لیئے حاضر ہونا مذکور ہوگا۔
گیارہوین مین اسباب کا بیان ہوگا کہ حاسدون نے سلطان المشائخ کی طرف سے شاہ علاؤ الدین
کے پاس بہت سی ایسی بیہودہ باتین پہونچائین جو جناب سلطان المشائخ کی مجلس کے لائق نہ تھین۔
بارہوین نکتہ مین شیخ الاسلام جناب شیخ رکن الدین نبیرہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہما العزیز سے
آپکی ملاقات کرنے کا بیان ہوگا۔ تیرہوین مین آپکی بعض کرامتین مذکور ہونگی۔ چودہوین مین آپکی والدہ
ماجدہ کی بعض کرامتین بیان کی جائینگی پندرہوین نکتہ مین اوس وجد وحال کا ذکر ہوگا جو جناب

سلطان المشائخ کو طاری ہوا تہا اور جس مین آپنے دار دنیا سے دار عقبی کی جانب رحلت فرمائی تہی۔

دوسرے باب مین شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری اور جناب شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی اوشی اور حضرت شیخ شیوخ الاسلام فرید الدین قدس سرہم العزیز کے خلفاء کے مناقب وفضائل اور کرامات کا بیان ہوگا۔ از انجملہ شیخ حمید الدین سوالی ہین جو شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری کے مشہور اور نامور خلیفہ ہین۔ اس بزرگ قدس سرہ کا ذکر تین نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین جناب شیخ حمید الدین سوالی صاحب کے مجاہدہ اور روش وراہ کا بیان ہے۔ دوسرے مین آپکی بعض کرامتون اور اون مراسلات کا ذکر ہے جو آپ مین اور شیخ بہاء الدین زکریا مین واقع ہوئے تہے تیسرے نکتہ مین اون سوالات کا ذکر ہے جو اصحاب سلوک نے حقیقت کی خطرناک اور دشوار گذار راہ کے بارے مین آپکے آگے پیش کیئے تہے اور آپنے اون کے مدلل جواب دیئے تہے اس نکتہ مین سوالات کے ساتہ آپکے جوابات بہی مذکور ہین از انجملہ شیخ بدر الدین غزنوی ہین جو شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی کے معزز وممتاز خلیفہ ہین۔ (اس بزرگ کا ذکر دو نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین شیخ بدر الدین غزنوی کا لاہور سے دہلی مین آنے اور شیخ الاسلام قطب الدین قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہونے اور ارادت واعتقاد ظاہر کرنے کا بیان ہے۔ دوسرے مین آپکی عظمت وکرامات کا بیان ہے)
از انجملہ۔ شیخ نجیب الدین متوکل ہین جو شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بہائی بہی تہے اور خلیفہ بہی۔ اس بزرگ کا ذکر ایک نکتہ کو شامل ہے جس مین آپکی عظمت وکرامات کا بیان ہے۔ از انجملہ مولانا بدر الدین اسحاق ہین جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے داماد اور آپکے خلیفہ تہے آپ کا ذکر دو نکتون کو شامل ہے۔

پہلے نکتہ مین جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت مبارک مین آپکے آنے اور کثرت بکا اور علمی تبحر کا ذکر ہے۔

دوسرے نکتہ مین آپکی عظمت وکرامات کا بیان ہے۔ از انجملہ شیخ جمال الدین والملۃ ہانسوی ہین جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کے معزز ومقتدر خلیفہ ہین۔ آپ کا ذکر عظمت وکرامات سے لبریز ہے شیخ جمال الدین کے ذکر کے ذیل مین آپکے فرزند رشید مولانا برہان الدین صوفی کا بہی ذکر ہوگا۔ جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے ایک ممتاز خلیفہ تہے۔ از انجملہ مولانا عارف ہین۔ آپ بہی

شیخ الاسلام فرید الحق والدین کے واجب الاحترام خلیفہ تھے اور انتہا درجہ کی عظمت و بزرگی رکھتے تھے قطع نظر اس کے صاحب کرامات بھی تھے۔ ان تمام حالات کے ضمن میں حضرت شیخ علی صابر کا بھی مفصل طور پر تذکرہ ہے

تیسرے باب میں حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی اولاد امجاد اور آپکے بعضے پوتوں اور نواسوں کے مناقب و فضائل کا بیان ہے اور حضرت سلطان المشائخ کے قریبی رشتہ داروں اور کاتب حروف کے اون آبا و اجداد اور بھائیوں کے مناقب و فضائل اور کرامات کا ذکر ہے جو جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین اور جناب سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہما العزیز کے اختصاص سے مخصوص اور اعزاز سے ممتاز تھے اور یہہ باب چھ نکتوں کو شامل ہے۔ پہلا نکتہ شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس سرہ کے فرزندوں کے مناقب و فضائل اور کرامات کے بیان میں۔ **واضح** رہے کہ جناب شیخ الاسلام حضرت فرید الدین کے چند فرزند رشید ہیں۔ از انجملہ خواجہ نصیر الدین نصر اللہ ہیں جو شیخ کے تمام فرزندوں سے بڑے اور سب سے بلند رتبہ ہیں۔ از انجملہ مولانا شہاب الدین قدس سرہ ہیں۔ از انجملہ شیخ بدر الملۃ والدین سلیمان ہیں جو شیخ شیوخ العالم قدس سرہ کے سجادہ نشین تھے۔ از انجملہ خواجہ نظام الملۃ والدین قدس سرہ ہیں از انجملہ خواجہ یعقوب ہیں۔ جو شیخ شیوخ العالم کے سب فرزندوں سے چھوٹے ہیں۔ دوسرا نکتہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ کی پردہ نشین صاحبزادیوں کے مناقب و فضائل اور کرامات کے بیان میں۔ تیسرا نکتہ جناب شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے بعضے پوتوں کے فضائل و کرامات کے ذکر میں۔ از انجملہ شیخ علاؤ الملۃ والدین بن شیخ بدر الدین سلیمان ہیں۔ از انجملہ خواجہ عزیز الملۃ والدین ابن خواجہ یعقوب قدس سرہ ہیں۔ از انجملہ شیخ کمال الملۃ والدین بن شہزادہ بایزید بن شیخ نصیر الدین نصر اللہ ہیں۔ یہ بزرگ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے سرپوتے ہیں۔ از انجملہ خواجہ عزیز الملۃ والدین ہیں۔ یہ بزرگ بھی شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے سرپوتے ہیں۔ کیونکہ انکے والد بزرگوار خواجہ ابراہیم اور دادا خواجہ نظام الدین ہیں چوتھا نکتہ جناب شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کے بعضے نواسوں کے مناقب و فضائل کے بیان میں۔ آپکے نواسے تین ہیں از انجملہ خواجہ محمد بن مولانا بدر الدین اسحاق از انجملہ خواجہ موسیٰ بن مولانا بدر الدین اسحاق از انجملہ خواجہ عزیز الملۃ والدین۔ ان بزرگ کی والدہ ماجدہ جناب شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ کی

صاحبزادی ہین۔ پانچوان نکتہ حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس سرہ کے اقربا کے مناقب وفضائل کے بیان مین از انجملہ خواجہ رفیع الملۃ والدین ہارون ہین۔ یہ بزرگ جناب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین قدس سرہ کے پیارے اور عزیز بہانجے ہین از انجملہ خواجہ تقی الملۃ والدین نوح ہین۔ یہ خواجہ رفیع الدین ہارون کے حقیقی اور سگے بہائی ہین از انجملہ خواجہ ابوبکر مصلا دار خاص یہ بزرگ بہی جناب سلطان المشائخ کی قرابت کا شرف رکہتے تہے از انجملہ خواجہ مولانا قاسم ہین آپ بہی سلطان المشائخ کے ایک پیارے بہانجے ہین۔ آپکے والد کا نام عمر تہا اور آپ خواجہ ابوبکر مصلا دار خاص کے بہتیجے تہے از انجملہ خواجہ عزیز الملۃ والدین ہین انکے والد بزرگوار خواجہ ابوبکر مصلا دار خاص تہے۔ چہٹا نکتہ۔ کاتب حروف کے اون آبا و اجداد اور سادات کرام کے مناقب وفضائل اور کرامات کے بیان مین جو شیخ شیوخ العالم اور حضرت سلطان المشائخ کی خصوصیت خاص کا کمال اعزاز و اقتدار رکہتے اور ان حضرات کی اختصاص کے ساتہ مخصوص تہے از انجملہ سید محمد کاتب حروف کے جد امجد ہین۔ از انجملہ۔ نور الملۃ والدین مبارک سید محمد کرمانی۔ کاتب حروف کے والد بزرگوار ہین۔ از انجملہ۔ سید کمال الدین امیر احمد ابن سید محمد کرمانی۔ کاتب حروف کے بزرگ چچا ہین از انجملہ سید حسین ابن سید محمد کرمانی۔ کاتب حروف کے منجہلے چچا ہین۔ از انجملہ سید خاموش ابن سید محمد کرمانی۔ کاتب حروف کے چہوٹے چچا ہین۔

چوتہے باب مین۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین کے محترم خلفا کے مناقب فضائل اور کرامات کا بیان ہے اور اسباب کا ذکر ہے کہ خلفاء مذکور نے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ سے کیونکر خلافت حاصل کی از انجملہ مولانا شمس الملۃ والدین محمد یحیی ہین۔ ان بزرگ کا ذکر چار نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کی خدمت مین آپکے معتقد و مرید ہونے کا بیان ہے۔ دوسرے مین آپکی عظمت و روش کا ذکر ہے۔ تیسرے مین مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے علمی تبحر اور ذوق و شوق کا ذکر ہے۔ چوتہے نکتہ مین آپکی کرامات اور راگ سُننے اور دنیا سے دار آخرت کو رحلت کرنے کا بیان ہے از انجملہ شیخ نصیر الدین محمود وارث نعمت ہین۔ آپکا ذکر بہی چار نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین اوس شفقت و رحمت اور پرورش کا بیان ہے جو حضرت سلطان المشائخ کی عالی جناب سے شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ظہور مین آئی۔ دوسرے مین اوس مجاہدہ کا

ذکر ہے جو حضرت سلطان المشائخ نے شیخ نصیر الدین محمود کو تلقین و تعلیم فرمایا اور خود شیخ نصیر الدین کے
مجاہدات و ریاضات کا بیان۔ تیسرے مین اوس اشارت کا بیان ہے جو شیخ نصیر الدین محمود نے کاتب
حروف کو نفس کے قلع قمع کرنے کی بابت فرمایا ہے۔ چوتھے نکتہ مین جناب شیخ نصیر الدین محمود کی بعض
کرامات کا ذکر ہے۔ از انجملہ شیخ قطب الدین منور ہانسوی قدس سرہ العزیز ہین۔ ان بزرگ کا ذکر پانچ
نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین آپکے اوصاف اور کثرت بکا اور باطنی ذوق و شوق کا بیان ہے۔
دوسرے مین اسبات کا ذکر ہے کہ شیخ قطب الدین منور اور شیخ نصیر الدین محمود نے جناب سلطان المشائخ قدس
سرہ سے کیونکر خلافت کا معزز عہدہ پایا تیسرے مین شیخ قطب الدین منور قدس سرہ کی بعض کرامات کا مذکور
ہے۔ چوتھے مین سلطان محمد تغلق سے شیخ قطب الدین منور کی ملاقات کرنے کا بیان ہے۔ پانچوین نکتہ مین
شیخ قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ کے راگ سُننے کا بیان ہے۔ از انجملہ۔ مولانا حسام الملۃ والدین
ملتانی ہین۔ آپکا ذکر تین نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین مولانا حسام الدین قدس سرہ کے عظیم الشان
رتبہ کا ذکر ہے۔ اور اون مہربانیون کا بیان ہے جو جناب سلطان المشائخ کی درگاہ سے اونکی نسبت ظہور پذیر
ہوئین۔ دوسرے مین مولانا حسام الدین ملتانی اور مولانا شمس الدین یحییٰ اور مولانا علاؤ الدین نیلی قدس
سرہم کی باہمی ملاقات کا ذکر ہے۔ تیسرے مین حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ سے مولانا حسام الدین
ملتانی کو خلافت کا ممتاز منصب ملنے کا ذکر ہے۔ از انجملہ مولانا مخدومنا فخر الملۃ والدین زرّادی۔ کاتب
حروف کے استاد ہین۔ ان بزرگ قدس سرہ کا ذکر چھ نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین حضرت سلطان المشائخ
قدس سرہ کی جناب مین آپکے معتقد و مرید ہونے کا ذکر ہے۔ دوسرے مین مولانا فخر الدین زرّادی کے
مجاہدہ کا بیان اور آپکے مشغولی باطن کا ذکر ہے۔ تیسرے مین آپکے علمی تبحر کا بیان ہے۔ چوتھے مین آپکے
راگ سُننے کا ذکر ہے۔ پانچوین مین سلطان محمد تغلق سے آپکی ملاقات کرنے کا بیان ہے۔ چھٹے نکتہ مین آپکا
مکہ معظمہ جانا اور راستہ مین جہاز کا غرق ہو جانا اور آپکا انتقال فرمانا مذکور ہے۔ از انجملہ۔ مولانا
علاؤ الدین نیلی ہین۔ ان بزرگ کا ذکر عظمت و کرامات اور علمی ذوق شوق اور تبحر سے لبریز ہے۔ از انجملہ
مولانا برہان الدین غریب ہین۔ آپکا ذکر دو نکتون کو شامل ہے۔ پہلے نکتہ مین مولانا برہان الدین غریب
کی اوس محبت و اعتقاد کا ذکر ہے جو آپ حضرت سلطان المشائخ کے ساتھ رکھتے تھے۔ دوسرے مین حضرت سلطان المشائخ
کا مولانا برہان الدین غریب سے رنجیدہ ہونے کے بعد بہت خوش ہونا اور خلافت کا معزز عہدہ دینا مذکور ہے

ازانجملہ مولانا یوسف کلاکہیڑی ۔ عرف چندیری ہین۔ آپکا ذکر تین نکتون کوشامل ہے۔ پہلے نکتہ مین مولانا شیخ وجیہہ الدین یوسف کی محبت وعشق اور اوس کمال اعتقاد کا ذکر ہے جو آپکو حضرت سلطان المشائخ کی جناب مین حاصل تہا۔ دوسرے مین حضرت سلطان المشائخ کی درگاہ سے مولانا وجیہہ الدین یوسف کا طرح طرح کی نعمتون اور نیک انفاس کا پانا مذکور ہے۔ تیسرے مین آپکا حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز سے خلافت کا محترم منصب پانا مذکور ہے۔ ازانجملہ مولانا سراج الملۃ والدین ہین۔ ان بزرگ کا ذکر آپکی عظمت وکرامت سے مملو ہے۔ ازانجملہ مولانا شہاب الدین حضرت سلطان المشائخ کے امام ہین۔ ان بزرگ کا ذکر بھی انکی عظمت وکرامت سے مملو ولبریز ہے۔

پانچوین باب مین بعض اون اعلی درجہ کے یارون کے مناقب وفضائل مذکور ہین جو حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کے اعتقاد وارادت کے شرف وعزت کی خصوصیت رکہتے تہے اور فلک اعلی سے لیکر تحت الثری تک کی تمام چیزین جنکی نظر تصرف مین تہین اور قطع نظر اسکے سبکے سب نیکدل اور نیک ذات تہے قدس اللہ سرہم العزیز ازانجملہ خواجہ ابوبکر مندہ ہین۔ ان بزرگ کا ذکر انکی عظمت وکرامات سے مملو ومشحون ہے۔ ازانجملہ مولانا محمد محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ ہین جنکی عظمت وکرامت سے آپکا ذکر لبریز ہے۔ ازانجملہ مولانا وجیہہ الدین پائلی ہین جنکی عظمت وکرامات کی شہرت تمام مین پہیلی ہوئی ہے ازانجملہ مولانا فخر الملۃ والدین زرادی ہین آپکا ذکر بہی آپ کی عظمت وکرامات سے مملو ہے۔ ازانجملہ مولانا فصیح الملۃ والدین ہین۔ ان بزرگ قدس سرہ کا ذکر عظمت وکرامات سے لبریز ہے۔ ازانجملہ۔ امیر خسرو دہلوی ہین جنکی عظمت وکرامات سے تمام لوگ واقف ہین۔ ازانجملہ مولانا جلال الملۃ والدین رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ آپکا ذکر بہی عظمت وکرامات سے بہرا ہوا ہے ازانجملہ مولانا جلال الملۃ والدین اودہی قدس سرہ ہین ازانجملہ خواجہ کریم الملۃ والدین سمرقندی قدس سرہ ہین ازانجملہ۔ امیر حسن علائی سنجری۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز کے ملفوظات فوائد الفواد کے مصنف ہین۔ ازانجملہ قاضی شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ ازانجملہ مولانا حسن بہاؤ الملۃ والدین اودہی ہین۔ ازانجملہ شیخ مبارک گوپاموی رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ ازانجملہ خواجہ موید الدین کرہی قدس سرہ ہین۔ ازانجملہ خواجہ تاج الملۃ والدین سالکہ اودی قدس سرہ ہین ازانجملہ خواجہ ضیاء الملۃ والدین برنی رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ ازانجملہ خواجہ موید الملۃ والدین انصاری قدس سرہ ہین ازانجملہ خواجہ شمس الدین۔ امیر حسن رح سنجری کے بہتیجے ہین۔ ازانجملہ مولانا نظام الملۃ والدین شیرازی ہین

از انجملہ خواجہ سالار قدس سرہ ہین از انجملہ مولانا فخر الدین میرٹھی قدس سرہ ہین۔

چھٹے باب مین مشائخ قدس سرہم العزیز کی خلافت و اعتقاد کا ذکر ہے اور اوس مین پندرہ نکتے ہین پہلے نکتہ مین اعتقاد و ارادت کا ذکر ہے۔ دوسرے مین مرید کا بیان ہے۔ تیسرے مین اسبات کا ذکر ہے کہ جب مرید ایک پیر سے بیعت کرلے تو اب دوسرے پیر سے بھی بیعت کرسکتا ہے کہ نہین۔ چوتھے مین توبہ و استقامت کا بیان ہے۔ پانچوین مین پیر کے حکم کرنے اور مرید کے قبول کرنے کا ذکر ہے۔ چھٹے مین تجدید بیعت کا بیان ہے۔ ساتوین مین مرید کے اعتقاد کا مذکور ہے۔ آٹھوین مین خرقہ کی اصل بیان کی گئی ہے اور اوسکے بخشش کرنے کا ذکر ہے نوین مین مشائخ کی خلافت کا بیان ہے۔ دسوین مین شیخ کے حال کی کیفیت مذکور ہے۔ گیارہوین مین ولی اور اوسکی ولایت کا بیان ہے بارہوین مین کرامت کی حقیقت مذکور ہے۔ تیرہوین مین سترکرامت کا ذکر ہے۔ چودہوین مین جناب سلطان المشائخ کی زبان مبارک سے نام مقرر ہونے اور اوسپر اعتقاد کرنیکا بیان ہے۔ پندرہوین مین اون لوگون کا بیان ہے جو اپنے تئین اہل التصوف کی طرف منسوب کرتے ہین حالانکہ اہل تصوف کاسا معاملہ نہین رکھتے اور بغیر پیر کی اجازت کے لوگون کو مرید کرلیتے ہین۔

ساتوین باب مین اون ماثورہ دعاؤن اور مقبول وظیفون کا ذکر ہے جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین اور سلطان المشائخ نظام الحق والدین سے منقول ہین۔ اور یہ باب اٹھارہ نکتون کو شامل ہے پہلا نکتہ طہارت کے بیان مین۔ دوسرا نکتہ روزانہ اوراد و وظائف کے ذکر مین۔ تیسرا نکتہ اون اوراد و وظائف کے ذکر مین جو ہفتہ وار اور سالانہ پڑہے جاتے ہین۔ چوتہا نکتہ نماز کے ذکر مین۔ پانچوان نکتہ نفل نماز کے بیان مین۔ چھٹا نکتہ روزہ کے بیان مین۔ ساتوان نکتہ زکوۃ و صدقہ کے بیان مین۔ آٹھوان نکتہ حج کے بیان مین۔ نوان نکتہ مہمان نوازی کی فضیلت و بزرگی کے ذکر مین۔ دسوان نکتہ کہانا کہلانے کے آداب مین۔ گیارہوان نکتہ دسترخوان بچھانے کے ذکر مین۔ بارہوان نکتہ تہوڑا کہانا کہانے کے فوائد مین۔ تیرہوان نکتہ تصوف کا لباس پہننے کے ذکر مین۔ چودہوان نکتہ اون ماثورہ دعاؤن کے ذکر مین جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق سے منقول ہین۔ پندرہوان نکتہ اون ماثورہ دعاؤن کے ذکر مین جو حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز سے منقول ہین۔ سولہوان نکتہ قرآن مجید کے پڑہنے کی بزرگی کے ذکر مین۔ سترہوان نکتہ اوس ورد کے ذکر مین جو فوت ہوگیا ہو۔ اٹھارہوان نکتہ ظاہر و باطن کی مشغولی اور ذکر خفی کے بیان مین

آٹھوین باب مین محبت و شوق اور خدا تعالی کے دیدار کا بیان ہے اور یہ باب سات نکتون کو

شامل ہے۔ نکتہ پہلا۔ محبت اور اوسکی باریکیون کے ذکر مین۔ نکتہ دوسرا حضرت سلطان المشائخ کے شوق و اشتیاق کے بیان مین۔ نکتہ تیسرا۔ حضرت سلطان المشائخ کے عشق کے ذکر مین۔ نکتہ چوتھا حضرت سلطان المشائخ کے اوس ولولۂ عشق کے ذکر مین جسکا اثر کاتب الحروف کے باطن مین موجود ہے۔ نکتہ پانچوان عشق کی حقیقت کے ذکر مین۔ نکتہ چھٹا عشق مین ترغیب دینے اور بے دردون کی معذرت کے بیان مین۔ نکتہ ساتوان خدا تعالیٰ کے دیدار کے ذکر مین۔ **نوین باب مین** سماع۔ وجد۔ رقص۔ وغیرہ کا بیان ہے اور اس باب مین گیارہ نکتون کا ذکر ہے۔ نکتہ پہلا سماع کے ذکر مین۔ نکتہ دوسرا سماع کے آداب کے بیان مین۔ نکتہ تیسرا اون الفاظ کی تفصیل و تشریح کے ذکر مین جو شعرا کی اصطلاح مین مقرر ہین۔ نکتہ چوتھا۔ اہل سماع کے وجد کے ذکر مین۔ نکتہ پانچوان اون حالات کے بیان مین جو سماع کے وقت پیدا ہوتے ہین۔ نکتہ چھٹا رقص کرنے اور کپڑے پھاڑ ڈالنے کے بیان مین۔ نکتہ ساتوان حضرت سلطان المشائخ کے راگ سننے اور رقص کرنے اور آہ و بکا کرنے کے بیان مین۔ نکتہ آٹھوان۔ اسباب کی توضیح مین کہ سلطان المشائخ نے بعض مجالس مین راگ سنا ہے۔ نکتہ نوان اون فوائد کے بیان مین جو سلطان المشائخ نے بعض مجلسون مین راگ کے بارے مین ارشاد کیے ہین۔ نکتہ دسوان سماع کی مجلس مین حاضر ہونے اور اوس بحث کے ذکر مین جو سلطان المشائخ کی بابت واقع ہوئی۔ نکتہ گیارہوان اہل زمانہ کے راگ سننے کے بیان مین۔

دسوین باب مین حضرت سلطان المشائخ کے کچھ اون ملفوظات و مکتوبات کا ذکر ہے جو گذشتہ ابواب مین لکھے جا چکے ہین۔ اور یہ باب اٹھائیس نکتون کو شامل ہے۔ (نکتہ ۱) علم اور اہل علم کے بیان مین — (نکتہ ۲) معراج کی رات کے ذکر مین (نکتہ ۳) جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بیان مین — (نکتہ ۴) عقل کے ذکر مین (نکتہ ۵) دنیا اور اوسکے ترک کر دینے کے بیان مین (نکتہ ۶) فقر اور غنا کے ذکر مین۔ (نکتہ ۷) مشائخ کے طبقات کے بیان مین (نکتہ ۸) حضرت سلطان المشائخ کی نیت کے ذکر مین (نکتہ ۹) صبر و رضا کے بیان مین (نکتہ ۱۰) خوف و رجا کے بیان مین (نکتہ ۱۱) نمود و ریا کے ذکر مین۔ (نکتہ ۱۲) حضرت سلطان المشائخ کے توکل کے بیان مین (نکتہ ۱۳) حلم و عفو کے ذکر مین (نکتہ ۱۴) صحبت کے بیان مین (نکتہ ۱۵) خوش اخلاقی اور شائستہ عادات کے ذکر مین (نکتہ ۱۶) ہدایا کے قبول کرنے اور رد کرنے کے بیان مین — (نکتہ ۱۷) ہمت کے ذکر مین (نکتہ ۱۸) انصاف و ظلم کے ذکر مین (نکتہ ۱۹) روح و نفس کے بیان مین — (نکتہ ۲۰) الہام و وسوسہ کے بیان مین (نکتہ ۲۱) اس ذکر مین کہ ایک مکان دوسرے مکان پر بزرگی رکھتا ہے۔

(نکتہ ۲۲) شیخ کے لطائف کے ذکر مین (نکتہ ۲۳) شیخ حیدر زاویہ کی فضیلت و بزرگی کے ذکر مین (نکتہ ۲۴) بی بی فاطمہ سام کی بزرگی کے بیان مین (نکتہ ۲۵) شفقت و نیت کے بیان مین (نکتہ ۲۶) امرا اور خلفا کے ذکر مین (نکتہ ۲۷) بادشاہون کے تغیر مزاج کے بیان مین (نکتہ ۲۸) اون مردان ہمت کے ذکر مین جو دریائے وحدت مین مستغرق ہو گئے ہین۔

پہلا باب

اون مقدس حضرات کے مناقب و فضائل اور کرامات کے بیان مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لیکر حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے سعادت اندوز زمانہ تک گذرے ہین۔ اور جنکے نامی حضرات خواجگان چشت کے شجرہ معظمہ مکرمہ مین ثبت ہین۔

نکتہ - جناب سید المرسلین رسول رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے ذکر مین اور حضرت رسالتمآب سے خرقۂ فقر امیر المومنین جناب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو پہونچنے اور آپکی خدمت سے اور مشائخ کبار اور اولیا نامدار قدس اللہ اسرارہم کو پہونچنے کے بیان مین۔ **نعت** - آپ عالم فتوت کے بادشاہ ملک مروت کے مالک - آسمان رسالت کے تابان آفتاب - فلک جلالت کے درخشان ماہتاب - قوسین کے صاحب - کونین کے مقتدا اور پیشوا - جماعت اصفیا کے صدر نشین - مجمع انبیا کے روشن شمع ہین ایک بزرگ نے کیا ہی اچھا فرمایا ہے

قطعہ[۱] سید انبیا و صدر رسل ÷ مقصد ہشت و ہفت و پنج و چہار ÷ آن رسولے کہ جان عقل و خرد ÷ کرد پیشش بہ بندگی اقرار

بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے - **نظم**[۲] شاہ رسل شہنشہ شاہان روزگار ÷ عالم برائے دوستی تو شد آشکار

گردون ندیدہ و نیز نہ بیند بچشم خویش
نامت بنام خویش قرین کرد کردگار
تو بادشاہ ہر دو جہان من گدائے تو
بیچارۂ ضعیف محمد امیدوار ÷

شاہے چو تو میان رسل شاہ و نامدار
از نور روئے تست کہ روشن شدست روز
چارہ ہمین بود کہ کنم جان خود نثار
گر قطرۂ ز بحر وصالت بدو رسد

جاہت بلند و مرتبہ عالی بہ نزد حق
از رنگ زلف تست کہ شبہا چنین ست تار
شاہان براہ تست فتادہ میان خاک
شادی کنان بحشر برآید بروئے یار

[۱] آپ تمام انبیا اور رسولون کے صدر نشین اور سرتاج ہین اور دنیا کے مختلف فرقون کے مرجع و مقصد ہین - آپکے آگے عقل و دانائی کی جان نے بندگی اور غلامی کا اقرار کیا ہے ۱۲ [۲] اے پیغمبرون کے سرتاج اور شاہان زمانہ کے شہنشاہ دنیا جہان تیری دوستی کے لیئے پیدا ہوا ہے - آسمان نے باوجود اس گردش لیل و نہار کے پیغمبرون مین تجھ جیسا نامور بادشاہ نہین دیکھا خدا کے نزدیک تیرا مرتبہ نہایت بلند ہے یہانتک کہ اوسنے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ ملا کر ذکر کیا - دن تیرے ہی رخ انور کی روشنی سے منور اور رات تیری ہی زلف کے رنگ سے تاریک ہے تو دونون جہان کا بادشاہ ہے اور مین تیرا گدا مجھے بجز اسکے اور کچھ بن نہین آتا کہ تجھپر اپنی جان قربان کردون تیری راہ مین یہ بیچارہ ضعیف محمد مبارک خاک مین پڑا ہے اگر اپنے دریائے وصال سے ایک قطرہ اوسے پہونچا دے تو میدان حشر مین دوست کے سامنے شادان و فرحان آئے۔

پیغامبرون کے بادشاہ اولیار کے عظمت وکرامات کے بارے مین نبوت کی زبان سے یون ارشاد فرماتے ہین۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ اُنَاسًا مَا ہُمْ بِالْاَنْبِیَاءِ وَلَا الشُّہَدَاءِ یَغْبِطُہُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّہَدَاءُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِمَکَانِہِمْ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَالَ رَجُلٌ مِنْہُمْ مَا اَعْمَالُہُمْ لَوْ اَنَّا نُحِبُّہُمْ قَالَ قَوْمٌ یَتَحَابُّوْنَ بِرُوْحِ اللّٰہِ مِنْ غَیْرِ اَرْحَامٍ بَیْنَہُمْ وَلَا اَمْوَالٍ یَتَعَاطَوْنَہَا بَیْنَہُمْ وَاللّٰہِ اِنَّ وُجُوْہَہُمُ النُّوْرُ فَاِنَّہُمْ لَعَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ ثُمَّ قَرَاَ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ہُمْ مَصَابِیْحُ الدُّجٰی وَیَنَابِیْعُ الرُّشْدِ وَالْحِجٰی خُصُّوْا بِخَفِیِّ الْاِخْتِصَاصِ وَنُقُّوْا مِنَ التَّصَنُّعِ بِالْاِخْلَاصِ۔ یعنے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے بندون مین سے کچھہ لوگ ایسے ہین جو اگرچہ انبیار اور شہدار نہین ہین لیکن قیامت کے دن خدا تعالی کی طرف سے اونہین وہ درجہ عالی نصیب ہوگا جسکی وجہ سے انبیا اور شہدار اون پر رشک کرینگے۔ حاضرین مجلس مین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ اے رسول خدا وہ ایسے کونسے کام کرتے ہین جنکی وجہ سے اس بلند مرتبہ کو پہونچے ہین اگر ہمین اونکے اعمال پر واقفیت ہوجائے اور ہم اون حضرات کو معلوم کرلین تو اون سے محبت ودوستی اختیار کرین۔ فرمایا وہ ایک قوم ہے نہ اسوجہ سے کہ باہم ایکدوسرے سے رشتہ رکھتے ہین اور نہ اس لحاظ سے کہ آپس مین داد وستد کا معاملہ کرتے ہین بلکہ صرف خدا کی رضامندی اور اوسکی خوشنودی کے لیئے باہم ایکدوسرے کو دنیا مین دوست رکھتے ہین بخدا قیامت کے دن اونکے چہرے روشن ماہتاب سے زیادہ درخشان ہونگے اور نور کے منبرون پر میدان محشر مین جگہ پائینگے جسوقت لوگونکو خوف وگھبراہٹ پیش آئیگی تو وہ اوس خوف سے امن وامان مین رہین گے اور جب لوگ غمگین ہونگے تو اونہین کسیطرح کا غم واندوہ عارض نہ ہوگا یہانتک پہونچکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ یعنے آگاہ رہو کہ خدا کے دوستون پر کبہی خوف وغم طاری نہو گا۔ زان بعد آپنے فرمایا کہ وہ اندہیرے کے چراغ اور ہدایت ورشد کے سرچشمہ ہین۔ دوسرے لوگون سے خفی اختصاص کی وجہ سے مخصوص ہین اور اخلاص مین تکلف وریا کرنے سے بچتے ہین اور اولیار کی یہ مدح وثنا اوس برکت کے سبب سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مین خرقۂ فقر کے خلعت سے مشرف وممتاز ہوئے جسے آپنے آخر عمر مین سر مبارک سے اوتارکر خلفار راشدین کے خاتم۔ رسول رب العالمین کے وصی جناب امیر المومنین قطب الاولیا حقائق توحید کے سرچشمہ لوامع تفرید کے مخزن۔ اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ

عنایت فرمایا جیسا کہ اوسکی مفصل کیفیت حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ سے باب ارادت کے اوس نکتہ مین بیان کیجائیگی جس مین خرقہ کی اصل اوراوسکی بخشش کی کیفیت بیان ہوگی ایک بزرگ فرماتے ہین۔ **شعر** جَعَلَ الْاِلٰہُ مُحَمَّدًا شَمْسَ الْھُدٰی ٭ بِضِیَائِہٖ یَھْدِیْ جَمِیْعَ عِبَادِہٖ ٭ مِنْہُ اسْتَضَاءَ وَلِیُّہٗ وَوَصِیُّہٗ ٭ فَاَزَارَ مِثْلُ الْبَدْرِ کُلَّ بِلَادِہٖ ٭ اَعْنِیْ عَلِیًّا سَیِّدَ الزُّھَّادِ اَلْاَبْدَالِ اَلْاَبْدَالُ وَالْاَوْتَادُ مِنْ عِبَادِہٖ ٭ یعنے خدا تعالی نے جناب محمد صلعم کو ہدایت کا آفتاب بنایا جسکی روشنی مین اپنے تمام بندون کو ہدایت کرتا ہے۔ ازان بعد محمد سے آپکے ولی و وصی نے روشنی حاصل کی اور خدا تعالی کے تمام شہرون مین بدر کامل بنکر چمکا وصی سے میری مراد حضرت علیؑ ہین۔ جو زاہدون کے سرتاج ہین تو اسے مخاطب سمجھے اس سے اور خدا کے بندون ابدال و اوتاد سے خبردار رہنا چاہیئے جنید بن محمد قدس سرہ فرماتے ہین **شعر** سِرْتُ بِاُنَاسٍ فِی الْغُیُوْبِ قُلُوْبُھُمْ ٭ وَجَالُوْا بِقُرْبِ الْمَسَاجِدِ الْمُتَفَضِّلِ وَنَالُوْا مِنَ الْجَبَّارِ عَطْفًا وَّرَاْفَۃً ٭ وَقَصْدُ الْاِحْسَانِ وَبِرًّا مُعَجَّلٍ ٭ اُوْلٰئِکَ نَحْوَ الْعَرْشِ ھَامَتْ قُلُوْبُھُمْ ٭ وَفِیْ مَلَکُوْتِ الْعِزِّ مَاوٰی وَّمَنْزِلٌ ٭ یعنے مین نے اون لوگونکے ساتھ سیر کی جنکے دل عالم غیب مین محو ہین اوراونہون نے بزرگ مسجدون کے قرب مین جولان کیا ہے اور خدائے جبار کے دربار سے شفقت و مہربانی اور مقصود احسان اور عاجل نیکی کو پہونچے ہین۔ انکے دل عرش آلہی کی طرف متوجہ ہین اور عزت و بزرگی کے ملکوت میں منزل رکہتے ہین۔ الغرض وہ خرقہ مبارک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج مین خدا تعالی کی طرف سے مرحمت ہوا اور پہر آنحضرت سے جناب علیؑ کو پہونچا شدہ شدہ اولیاء نامدار اور مشائخ کبار تک سلسلہ بسلسلہ اور ہاتہون ہاتہ پہونچا جیسا کہ انشاء اللہ العزیز عنقریب بیان ہوتا ہے۔

ازانجملہ نبوت کی گودی مین پرورش پائے ہوئے۔ فتوت وجوانمردی کی کان دریائے علم کے غواص وعمل کے خزانے تابعین کے سردار پرہیزگارون کے امام و پیشوا۔ مجلس عرفان کے متفق علیہ صدر نشین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ ہین۔ منقول ہے کہ خواجہ حسن بصری رضہ نے ارادت کا خرقہ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے پہنا۔ اس بزرگ کے فضائل بیشمار اور مناقب انگنت ہین۔ خواجہ حسن بصری کی والدہ جناب بی بی ام سلمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم کی موالی مین سے تہین۔ خواجہ حسن بصری شیرخوار تہے کہ آپکی والدہ گہر کے کاروبار مین مشغول تہین۔ جب خواجہ بہوک کے مارے رونے لگے تو جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی چہاتی مبارک اس شدنی اور ہونہار بچے کے مونہہ مین دیدی خدا کی شان کہ فورًا دودہ اوتر آیا اور چند قطرے خواجہ کے پیٹ مین اوتر گئے۔ خواجہ سے جو بعد کو برکتین اور کرامتین ظہور مین آئین اون کا یہی سبب تہا قطع نظر اسکے

حضرت ام سلمہ خواجہ کے حق مین ہمیشہ یہ دعا کیا کرتی تہین کہ خداوند اسے خلق کا مقتدا اور پیشوا بنا۔ آپنے اکیسو تینتیس صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پایا۔ **منقول** ہے کہ ایک دفعہ حضرت امیر المومنین جناب علی کرم اللہ وجہہ بصرہ مین تشریف لائے اور تمام واعظون کا وعظ و ذکر بند کر دیا۔ اور ساتہہ ہی حکم فرمایا کہ تمام منبر توڑ ڈالے جائین چنانچہ آپکے ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی ازان بعد آپ خواجہ حسن بصری کی مجلس مین تشریف لائے اور فرمایا تم عالم ہو یا متعلم خواجہ نے عرض کیا کہ مین کوئی چیز نہین ہون ملکہ جو باتین مجھے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچی ہین مین اونہین خلق کو پہونچاتا ہون حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپکا یہ شائستہ جواب سنکر فرمایا کہ اس جوان کی بات معقول اور نتیجہ خیز ہے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس مجلس سے تشریف لیجانے لگے تو خواجہ منبر سے اوتر کر آپکے پیچہے روانہ ہوئے اور آپ کا دامن پکڑ کر کہا خدا کے لیئے آپ مجہے وضو کرنا سکہا دیجیئے۔ چنانچہ اوسمقام پر جو باب الطشت کے نام سے شہرت رکہتا ہے۔ ایک طشت لایا گیا اور جناب علی کرم اللہ وجہہ نے خواجہ حسن کو وضو کرنا سکہایا **منقول** ہے کہ خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ مین خدا تعالی کا خوف و بکا قدرتی طور پر تہا آپ ہر وقت خوف خدا سے لرزتے اور ہمیشہ گریہ وزاری مین زندگی بسر کرتے **کاتب الحروف** نے حضرت سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ جس رات کو خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو یہ آواز بر آمد ہوئی۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرَاہِیْمَ وَاٰلَ الْحَسَنِ یعنے خدا تعالی نے آدم و نوح اور آل ابراہیم اور اولاد حسن کو اور لوگون مین سے چہانٹ لیا ہے۔ جس رات خواجہ حسن کی وفات ہوئی اوس شب مین ایک بزرگ نے خواب مین دیکہا کہ آسمانون کے دروازے چوپٹ کہلے ہوئے ہین اور ایک منادی باواز بلند پکار رہا ہے کہ خواجہ اپنے خدا کے پاس پہونچگیا اور اسکا خدا اس سے بالکل خوش اور راضی ہے۔

خواجہ عبدالواحد زید کے حالات

ازانجملہ شیخ شیوخ العالم علامۂ دہر قطب عالم **خواجہ عبدالواحد** زید ہین جو صاحب کرامات اور عالی درجات ہین آپنے خرقۂ ارادت خواجہ حسن بصری سے پہنا (خدا تعالی اوسے روح و راحت کا شرف عنایت فرمائے) ۔۔ **منقول** ہے کہ ایکدن درویشون کی ایک جماعت حضرت خواجہ عبدالواحد کی خدمت مین بیٹھی ہوئی تہی اور بہوک کی وجہ سے بیتاب و بیقرار تہی کہانے کی کوئی چیز موجود نہ تہی سب نے اتفاق کرکے خواجہ سے درخواست کی کہ اسوقت ہمین حلوا مطلوب ہے آپنے پہلے پہل تو درویشون کے التماس پر چندان توجہ نہین کی لیکن جب اون کا اصرار حد سے تجاوز کر گیا تو خواجہ عبدالواحد زید نے آسمان کی جانب موہنہ اوٹہا کر درویشون کے لیئے درخواست کی فوراً طلائی دینار مینہہ کی طرح برسنے لگے آپنے درویشون کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ ان دینارون مین سے صرف اتنا ہی لیلو جس سے حلوا بقدر کفاف موجود ہو سکے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن خواجہ نے اوس حلوے مین سے

ذکر خواجہ فضیل عیاض

کچھ نہین کہا یا **منقول** ہے کہ خواجہ عبد الواحد زید کو آخر مین فالج ہو گیا تہا ایکدن کا ذکر ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا اور آپکی خدمت مین کوئی شخص موجود نہ تہا کہ جو وضو کرا دیتا جب آپکو نماز کا وقت جاتے رہنے کا خوف ہوا تو جناب آلہی مین ہاتہ اوٹہا کر مناجات کی کہ آلہی مجہے اس قدر قوت بخشدے کہ وضو کر لون اسکے بعد جو تیری مرضی ہوگی مین بہی اوس مین خوش ہون گا چنانچہ خواجہ نے فوراً صحت پائی اور آپنے اپنی مراد کے موافق وضو کیا لیکن جب نماز پڑہ چکے تشریف لے گئے تو پہر فالج مین مبتلا ہو گئے۔ **ازانجملہ** اہل حضرت کے بادشاہ۔ درگاہ وحدت کے سرتاج۔ ولایت کے آسمان۔ درایت کے آفتاب۔ کثیر الفضائل ابو علی الفضیل بن عیاض قدس سرہ ہین آپ مشائخ کبار اور اپنے زمانہ کے معزز سرداروں مین سے تہے۔ اکثر گریہ وزاری مین مصروف رہتے اور ہمیشہ رنج وغم مین ڈوبے رہتے تہے دیکہنے والون کو معلوم ہوتا تہا کہ آپ ہمیشہ کسی گہرے اور سخت فکر مین محو رہتے ہین۔ آپنے ارادت کا خرقہ جناب خواجہ عبد الواحد زید سے پہنا تہا۔ آپکے عبرت آمیز اور نصیحتانہ کلمات مین سے چند کلمے یہ ہین۔ لَا یَسْتَکْمِلُ الْاِیْمَانُ الْعَبْدُ حَتّٰی یُؤَدِّیَ مَا افْتَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَیَجْتَنِبُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَیَرْضٰی بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَہٗ ثُمَّ خَافَ مَعَ ذٰلِکَ اَنْ لَّا یَتَکَمَّلَ الْاِیْمَانُ وَلَا یُقْبَلُ مِنْہُ۔ یعنے بندہ کا ایمان اسیوقت تکمیل کو پہونچتا ہے جبکہ وہ خدا کے مفروضات کو نہایت جرأت و آزادی کے ساتہ ادا کرتا اور محرمات و ممنوعات سے محترز رہتا اور خدا کی قسمت پر گردن تسلیم خم کر دیتا ہے۔ پہر باوجود ان تمام باتون کے ہر وقت اسبات سے خائف و ترسان رہتا ہے کہ مبادا اوسکا ایمان تکمیل کو نہ پہونچا ہو اور خداوندی دربار مین نظر قبول سے نہ دیکہا گیا ہو۔ اسیطرح یہ بہی آپکا قول ہے۔ اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا اَکْثَرَ غَمَّہٗ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا وَسَّعَ عَلَیْہِ دُنْیَاہُ۔ یعنے جب خدا تعالی کسی بندہ کو دوست رکہتا ہے تو اکثر اوقات اوسے غم والم پہنچاتا رہتا ہے اور جب کبہی بندے سے بغض رکہتا ہے تو اوسپر دنیا کو وسیع کر دیتا ہے اور یہ بہی آپکا ارشاد ہے لَوْ عُرِضَتْ عَلَیَّ الدُّنْیَا بِحَذَافِیْرِہَا وَلَا اُحَاسَبُ بِہَا لَکُنْتُ اَتَقَذَّرُ مِنْہَا کَمَا یَتَقَذَّرُ اَحَدُکُمْ مِنَ الْجِیْفَۃِ۔ یعنے اگر مجہپر دنیا ہمہ تن پیش کی جاتی اور اوسپر مجہسے حساب نہ لیا جاتا تو مین بہی اوسے اسیطرح پلید و نجس جانتا جسطرح کہ تم مردار کو پلید جانتے ہو۔ اور یہ بہی آپ ہی کا حکیمانہ مقولہ ہے۔ تَرْکُ الْعَمَلِ لِاَجْلِ النَّاسِ ہُوَ الرِّیَاءُ وَالْعَمَلُ لِاَجْلِ النَّاسِ ہُوَ الشِّرْکُ۔ یعنے لوگون کی وجہ سے عمل چہوڑ دینا ریا اور اونکے لیے عمل کرنا شرک ہے۔ ابو علی رازی نقل کرتے ہین کہ مین خواجہ فضیل کی صحبت مین کامل تیس برس تک رہا لیکن تعجب کی بات ہے کہ مین نے اس دراز مدت مین کسیوقت آپکو مسکراتے نہین دیکہا۔ البتہ ایکدن لوگون نے آپکو مسکراتے دیکہا جیسا کہ آپکے صاحبزادے علی جو آخر مین اولیا کے مرتبہ کو

پہونچ گئے تہے نقل کرتے ہین - اوسوقت آپسے دریافت کیا گیا کہ ہم نے آپکو کبہی مسکراتے نہین دیکہا آج آپکے اس تبسم کی کیا وجہ ہے فرمایا جسکام کو خدا دوست رکہتا ہے مین بہی اوسے دوست رکہتا ہون **منقول** ہے کہ جب خواجہ فضیل ابتدائی عمر کے مرحلے طے کر رہے تہے تو آپ رہزنی کیا کرتے تہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپنے تاجرون کے ایک قافلہ پر گھیرا ڈالا - قافلہ مین سے ایک قاری نے قرآن مجید کی آیت پڑہی - اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُہُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ یعنے کیا ابہی لوگون پر وہ وقت نہین آیا ہے کہ اونکے دل خدا کے ذکر کے سبب ڈر جائین - قاری نے یہ موثر الفاظ کچہہ ایسے دردناک لہجہ سے ادا کیے جنکا اثر خواجہ فضیل کے دل مین برقی قوت بنکر دوڑ گیا اور ایکدم بے اختیارانہ جوش کے ساتہ آخر اونہون نے یہ کہدیا - یَارَبِّ قَدْ اٰنَ - یعنے خداوندا بیشک وہ وقت آپہونچا ہے - اس کہنے کے ساتہ ہی آپکو رقت ہوئی اور آج سے آپنے اس ظالمانہ پیشہ سے توبہ کی - اور اپنے مخالفون کو خوش کر دیا - اسکے بعد آپ وہان سے کوفہ مین آئے اور فاضل اجل امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی صحبت اختیار کی اور بے شمار اولیاء اللہ سے ملاقات کی ہارون رشید کا وزیر **فضیل بن ربیع** روایت کرتا ہے کہ مین مکہ کے سفر مین ہارون رشید کے ساتہ تہا جب ہم حج کے ارکان ادا کر کے فارغ ہو گئے تو ہارون نے مجہسے پوچہا کہ یہان مردان خدا سے کوئی ایسا پاکباز مرد ہے جسکی قدمبوسی کی سعادت مین حاصل کرون - مینے جواب دیا کہ ہان عبدالرزاق صنعانی بڑے باخدا اور صاحبدل آدمی ہین چنانچہ ہم اونکے خدمت مین پہونچے ادہر اودہر کی باتون کے بعد خلیفہ نے مجہے اشارہ کیا کہ انسے پوچہو - آپکو کسیکا کچہہ قرضہ دینا ہے - مین نے خلیفہ کا یہ اشارہ پاکر دریافت کیا جسکے جواب مین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہان مجہے فلان شخص کا قرضہ دینا ہے خلیفہ ہارون نے حکم دیا کہ جن لوگون کا آپ پر قرضہ آتا ہے وہ چہوڑ دین - ازان بعد ہارون نے مجہسے کہا اے فضیل ہنوز مین سیر نہین ہوا بلکہ میرا دل کسی اور خدا ترس سے ملنے کو چاہتا ہے - مین نے کہا سفیان بن عیینہ یہان موجود ہین اون سے چلکر ملیے چنانچہ ہم سفیان کی خدمت مین پہونچے - ہارون نے بہت سی گفتگو کے بعد کہا کہ آپکو کسیکا قرضہ دینا ہے سفیان نے کہا ہان - یہان بہی ہارون نے اون کا قرضہ چہوڑوا دیا - اور پہر میری طرف مخاطب ہو کر کہا فضیل ! ابہی مجہے پورا اطمینان نہین ہوا - اور مجہے کسی ایسے شخص سے ملنے کی خواہش ہے جو ان دونون سے بڑہکر ہو مجہے فوراً یاد آگیا اور مین نے مشتاقانہ لہجہ مین کہا خلیفہ ! یہان خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ بہی ہین اونکے پاس چلنا چاہیئے - جس وقت ہم وہان پہونچے ہین تو آپ حجرے مین قرآن مجید کی تلاوت مین مصروف تہے اور نہایت ترتیل کے ساتہ یہ آیت پڑہ رہے تہے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَہُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ - یعنے کیا بدکارون کا گمان ہے کہ ہم اونہین ایماندارون اور شائستہ کارون کے برابر کر دینگے - جب اس آیت کے پُر اثر الفاظ ہارون رشید

کان مین پڑے تو بیساختہ بول اٹھا فضیل ! بس یہی ایک آیت بس کرتی ہے۔ فضیل کہتے تہے مین نے حجرے کا دروازہ
کہٹ کہٹایا۔ خواجہ نے فرمایا۔ کون ؟ مین بولا امیر المومنین ہارون رشید ! فرمایا۔ مَالِیْ وَلِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یعنے مجھہ مین
اور امیر المومنین مین کیا تعلق۔ ہارون نے کہا مین اپنے نفس کی شفاعت کے لیئے آیا ہون اور یہ کام کرنا آپکو ضرور ہے
خواجہ نے جہٹ چراغ گل کر دیا اور حجرے کا دروازہ کہولکر ایک کونے مین کہڑے ہو گئے ہارون حجرے مین آکر آپکو ڈہونڈنے
لگا اور دفعتًہ اوسکا ہاتہہ خواجہ پر جا پہونچا آپنے فرمایا آہ آج تک مین نے اس ہاتہہ سے زیادہ نرم کوئی ہاتہہ نہین دیکہا
بشرطیکہ دوزخ کی آگ سے نجات پائے۔ یہ سنکر ہارون رونے لگا اور اس قدر رویا کہ بیہوش ہو گیا ہوش مین
آنے کے بعد بولا خواجہ مجہے کچہہ نصیحت کیجیے فرمایا اے امیر المومنین تیرے جد امجد نے جو جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ
وسلم کے واجب الاحترام چچا تہے آنحضرت سے ایک قوم پر حکومت کرنے کی درخواست کی تہی جناب رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکے جواب مین فرمایا تہا کہ اے میرے بزرگ چچا آپکا ایک سانس خدا کی فرمانبرداری مین اون ہزار
برسون سے کہین بہتر ہے جن مین خلق آپکی طاعت کرے لِاَنَّ الْاِمَارَۃَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ نَدَامَۃٌ۔ کیونکہ حکومت قیامت
کے دن باعث ندامت ہوگی۔ ازان بعد ہارون رشید بولا کچہہ اور بہی نصیحت کیجیے خواجہ فضیل قدس سرہٗ
نے فرمایا۔ اے امیر المومنین مجہے خوف ہے کہ مبادا تیرا یہ خوبصورت اور دلگیر چہرہ دوزخ کی آگ مین مبتلا ہو تجہے
خدا ترسی اور اس سے بہتر اوسکی حق گذاری چاہیئے۔ جب یہ سب باتین ہو چکین تو ہارون رشید نے کہا کہ کیا آپ کو
کسیکا کچہہ قرض دینا ہے فرمایا ہان۔ خدا کا بہت بڑا قرضہ میرے ذمہ ہے جسکے ادا کرنے مین مشغول ہون حق تعالے
اپنے فضل و کرم سے اوسے جمع کر دے - آپکی یہ عبرت انگیز باتین سنکر ہارون نے ہزار طلائی دینار کی ایک ہتہلی خواجہ
کے آگے رکہدی اسپر خواجہ نے برہم ہو کر فرمایا اے امیر المومنین افسوس میری یہ نصیحتانہ باتین تجہے کچہہ بہی مفید
نہ ہوئین کیونکہ مین تجہے نجات کی طرف بلاتا ہون اور تو مجہے مصیبت و بلا مین ڈالتا ہے۔ ہارون روتا ہوا باہر
نکل آیا اور مجہے کہنے لگا کہ حقیقت مین خواجہ فضیل بن عیاض ایک پاک اور معزز فرشتہ ہے **منقول** ہے کہ خواجہ
نے ماہ محرم ۱۸۷ھ ہجری مین بمقام مکہ وفات پائی۔ **آز انجملہ** سلطان السالکین مقرب حضرت رب العالمین
مملکت دنیا کے تارک سلطنت عقبیٰ کے صاحب ظل آلہی **خواجہ ابراہیم ادہم** قدس اللہ سرہ العزیز ہین جو طرح طرح
کے معاملات اور قسم قسم کے حقائق مشاہدات مین پورا اور کافی حصہ رکہتے ہین اور تمام دنیا مین عام مقبولیت
کی نگاہون سے دیکہے جاتے تہے آپنے اکثر مشائخ کبار کی صحبت پائی تہی اور خرقہ ارادت خواجہ فضیل عیاض
کی خدمت سے حاصل کیا تہا۔ ایک بزرگ آپکی بابت فرماتے ہین۔ **شعر** تَرَکَ ابْنُ اَدْہَمَ مُلْکَہٗ وَمَنْزِلَہٗ

فَاَنَ الْفُضَیْلُ مُتَابِعًا لِمَعَادِہٖ تَرَکَ الْخَزَائِنَ وَالْجُنُوْدَ وَاَھْلَہٗ فَاَقَامَ سَاعِدَہٗ مَقَامَ وِسَادِہٖ یعنے ابراہیم بن ادہم اپنا ملک اور اپنا مکان چھوڑ کر خواجہ فضیل کی فرمانبرداری مین آئے اونہون نے اپنے خزانہ۔ لشکر۔ اہل وعیال چھوڑ کر خواجہ فضیل کے تکیہ کی جگہ اپنی باہین بچھا دین۔ ابراہیم بن ادہم قدس سرہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحبت مین بھی کچھہ دِنون رہے ہین یہی وجہ ہے کہ امام صاحب آپکی نسبت یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے سَیِّدُنَا اِبْرَاہِیْمُ بْنُ اَدْہَمَ قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ۔ امام کے یارون نے کہا کہ اونہون نے سیادت کس وجہ سے پائی فاضل امام نے جواب دیا کہ وہ ہمیشہ خدا تعالی کی خدمت مین مشغول رہے اور ہم دوسرے کامون مین مصروف۔ خواجہ جنید قدس سرہ جو اولیاء اللہ کے سرتاج ہین فرماتے ہین کہ مَفَاتِیْحُ الْعُلُوْمِ اِبْرَاہِیْمُ بْنُ اَدْہَمَ۔ یعنے ابراہیم بن ادہم تمام علوم کی کنجی ہین آپکی توبہ کا سبب چونکہ حد شہرت کو پہونچ چکا ہے اس لیئے یہ محل اوسکے لکھنے کا محتاج نہین ہے۔ آپ کا قول ہے اِنَّ التَّصَوُّفَ اَلتَّکْرِیْمُ وَالتَّسْلِیْمُ وَالتَّطَرُّقُ وَالتَّلَطُّفُ۔ یعنے تصوف کیا ہے ؟ تمام مخلوقات کو بزرگ رکھنا اپنے تئین خدا کے حوالہ کر دینا۔ ہر لحظہ خدا کی طرف نظر رکھنا بندون کے ساتھ رحیمانہ برتاؤ کرنا۔ یہ بھی آپ ہی کا مقولہ ہے وَاتَّخِذِ اللّٰہَ صَاحِبًا وَّذَرِ النَّاسَ جَانِبًا۔ یعنے لوگون کو ایک کنارہ چھوڑ کر خدا کو اپنا صاحب بنا۔ آپ یہہ بھی کہا کرتے تھے کَثْرَۃُ النَّظْرِ اِلَی الْبَاطِلِ یَذْہَبُ مَعْرِفَۃَ الْحَقِّ مِنَ الْقَلْبِ۔ یعنے باطل چیز کی طرف بکثرت دیکھنا دل سے معرفت حق لیجاتا ہے۔ یہ بھی آپ ہی کا قول ہے قِلَّۃُ الْحِرْصِ وَالطَّمْعِ تُوْرِثُ الصِّدْقَ وَالْوَرَعَ وَکَثْرَۃُ الْحِرْصِ وَالطَّمْعِ یُکْثِرُ الْغَمَّ وَالْجَزَعَ یعنے حرص وطمع کی قلت راستبازی اور پرہیزگاری پیدا کرتی ہے اور انکی کثرت سے غم اور بیقراری حاصل ہوتی ہے۔ یہ بھی آپ ہی کا مقولہ ہے قَدْ رَضِیْنَا مِنْ اَعْمَالِنَا بِالْمَعَانِیْ وَمِنْ طَلَبِ التَّوْبَۃِ بِالتَّوَانِیْ وَمِنَ الْعَیْشِ الْبَاقِیْ بِالْعَیْشِ الْفَانِیْ۔ یہ قول بھی آپ ہی کا مقولہ ہے۔ اُطْلُبْ طَعَامَکَ بِاَنْ تَقُوْمَ اللَّیْلَ وَتَصُوْمَ النَّہَارَ۔ یعنے کہانے کی تلاش اسلیئے کرنی چاہیئے کہ اوسکی وجہ سے رات کا قیام اور دن کا روزہ رکہا جائے **منقول** ہے کہ خواجہ ابراہیم ادہم نے ایکدفعہ ایک شخص کو صحرا مین دیکہا اوس نے آپکو اسم اعظم کی تعلیم کی جسکے پڑہنے کی برکت سے آپنے حضرت خضر سے ملاقات کی حضرت خضر نے فرمایا کہ اے ابراہیم میرے برادر الیاس نے تمہین اسم اعظم تعلیم کیا ہے یہ تمام برکتین اوسکی ہین۔ آپ اکثر اوقات یہ دعا پڑہا کرتے تھے اَللّٰہُمَّ انْقُلْنِیْ مِنْ ذُلِّ مَعْصِیَتِکَ اِلٰی عِزِّ طَاعَتِکَ۔ یعنے خداوندا مجھے اپنی معصیت و نافرمانی کی خواری وذلت سے اپنی طاعت کی عزت کی طرف نقل کر دے **منقول** ہے کہ ایکدفعہ خواجہ ابراہیم ادہم قدس سرہ **جعفر بن منصور** کے پاس آئے جو عباسیون مین دوسرا خلیفہ اور وارث تخت و تاج تھا

خلیفہ نے بڑے جوش کے ساتھ استقبال کیا اور سلام کے بعد کہا۔ اے ابو اسحق تمہارا کیا حال ہے خواجہ ابراہیم ادہم نے فرمایا
اے امیرالمومنین **شعر** نُرَقِّعُ دُنْیَانَا بِتَمْزِیْقِ دِیْنِنَا ۔ فَلَا دِیْنُنَا یَبْقٰی وَلَا مَا نُرَقِّعُ ۔ یعنے ہم نے اپنا دین لپیٹ کر کے
دنیا کو بلند کیا لیکن اب نہ تو دین ہی باقی رہا اور نہ وہ چیز ہی رہی جسے ہم نے بلند کیا تھا **منقول** ہے کہ خواجہ ابراہیم
ادہم کا جاڑے کا لباس صرف ایک موٹا ٹاٹ ہوتا تھا جسکے نیچے کُرتا وغیرہ کچھہ نہ ہوتا تھا۔ اور گرمی میں دو کپڑے ہوتے
تھے جنکی قیمت چار درم سے زیادہ نہ ہوتی تھی ایک کا تہ بند بناتے اور دوسرے کی چادر۔ آپ کیا سفر اور کیا حضر ہر وقت
روزے سے رہتے اور راتوں کو قیام و نماز میں بسر کیا کرتے تھے۔ ہمیشہ فکر و غم میں مستغرق نظر آتے تھے کہیت کاٹتے
اور اوسکی اُجرت سے قوت حاصل کیا کرتے۔ جب آپ کہیت کاٹنے سے فارغ ہوتے اور پوری مزدوری کر چکتے تو اپنے
کسی یار کو کہیت والے کے پاس بہیجتے اور حساب کے بعد جو اجرت وہ لاتا آپ اوس میں سے کچہہ نہ لیتے بلکہ اپنے اصحاب پر
تقسیم کر دیتے اور فرماتے جو تمہیں مطلوب ہو فوراً خرید لاؤ اور اپنے صرف میں لے آؤ لیکن جب آپکو کہیت کاٹنے کی اجرت
نہ ملتی تو باغوں کی حفاظت کرنے کی مزدوری کرتے **منقول** ہے کہ خواجہ ابراہیم ادہم ایکدن کوہ قبیس پر بیٹھے
ہوئے اپنے یاروں سے باتیں کر رہے تھے کہ اگر اولیاء اللہ میں سے کوئی ولی پہاڑ سے کہے کہ روان ہو تو وہ فوراً اپنی جگہہ
چہوڑ کر چلنے لگے۔ ابہی آپکی زبان فیض ترجمان پر یہی الفاظ جاری ہوئے تہے کہ پہاڑ نے جنبش کی آپ نے پہاڑ کو
ٹہوکر لگا کر فرمایا کہ او ابو قبیس ٹہر جا میں نے تجہے روان ہونے کا حکم نہیں کیا ہے بلکہ اپنے یاروں کی خدمت میں تمثیل کے طور پر
بیان کر رہا تہا **منقول** ہے کہ خواجہ ابراہیم ادہم ایکدفعہ دریا کے سفر میں جہاز پر سوار تہے اور اپنی کملی میں لپٹے ہوئے
مراقبہ میں مشغول تہے اسی اثنا میں ایک نہایت تیز و تند ہوا چلنی شروع ہوئی اور اوسنے یہانتک طول پکڑا کہ جہاز کے
ڈوبجانے کا خوف سب پر طاری ہو گیا۔ تمام اہل جہاز جمع ہو کر آپکے پاس آئے اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ حضرت کیا حال ہے
ہم تو معرض ہلاکت میں پڑے ہوئے ہیں اور آپ میٹہی نیند میں مشغول ہیں خواجہ ابراہیم نے کملی سے سر نکالا اور آسمان کی
طرف مونہہ اوٹہا کر کہا خداوندا ہم تیری قدرت کاملہ کو دیکھہ چکے ہیں ابتو اپنے فضل و کرم سے معاف فرما۔ دعا کے بعد
اہل جہاز کو بہت ہی تہوڑا انتظار کرنا پڑا کہ ہوا بند ہو گئی اور جہاز پانی کی سطح پر ٹہر گیا **منقول** ہے کہ خواجہ ابراہیم ادہم
فرماتے ہیں کہ میں ایکدفعہ خدا کی اجازت و حکم سے جنگل میں نکل گیا۔ جب میں بمقام ذات الوق پہونچا تو ستر گدڑی پوشوں
کو دیکہا کہ مرے پڑے ہیں اور خون کی ندیاں اونکے جسموں سے بہ رہی ہیں میں اونکے قریب گیا دیکہتا ہوں کہ ایک نوجوان
میں کچہہ حیات مستعار باقی ہے میں اوسکے سرہانے جا کہڑا ہوا اور نہایت نرمی کے لہجہ میں کہا اے جوانمرد یہ کیا
کیفیت ہے اوسنے آنکہہ کہول کر کہا یَا ابْنَ اَدْہَمَ عَلَیْکَ بِالْمَاءِ وَالْمِحْرَابِ ۔ یعنے اے ادہم کے بیٹے تجہے پانی اور محراب

لازم ہے مطلب یہ کہ ہمیشہ با وضو رہ۔ اور محراب طاعت مین زندگی بسر کر۔ تو دور مت جا کہ مہجور و محروم رہے گا اور اس قدر قریب بھی نہ آ کہ رنج و اندوہ اُٹھائیگا مبادا کوئی شخص بساط سلاطین پر گستاخی کرے تجھے ایسے دوست سے ڈرنا چاہئیے جو حاجیون کو رومی کافرونکی طرح قتل کرتا اور حاجیون سے جہاد کرتا ہے۔ واضح ہو کہ ہم ستر آدمی جنہین تو اسوقت خاک و خون مین غلطان دیکھتا ہے صوفیون کی جماعت ہین ہم نے توکل کی صحرا مین قدم رکھا تھا اور اسپر عزم بالجزم کر لیا تھا کہ کسی سے بات نکرینگے اور بجز خدا تعالی کے اور کسی سے اندیشہ نکرینگے نیز اوسکے سوا کسی اور کی طرف التفات نکرین گے لیکن جب ہم حرم مین پہونچے تو خضرؑ نے ہم سے ملاقات کی ہم نے سلام کیا اور اونہون نے بڑی خندہ پیشانی سے ہمارے سلام کا جواب دیا جس سے ہم بہت خوش ہوئے اور سب نے ملکر کہا الحمد للہ ہماری محنتین ٹھکانے لگین اور ہماری کوششین مشکور ٹھہرین اس سے بڑہکر طالب کے لیئے اور کیا چیز ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے مطلوب و مقصود کو پالے حضرت خضرؑ نے ہمارا استقبال کیا اور وہ خود ہم سے ملاقات کرنے کے لیئے تشریف لائے بس ہمارا یہ کہنا تھا کہ ہاتف غیب نے ایک قہرناک آواز سے ہمین پکارا کہ اے جہوٹو! اور اے مدعیو! تمہارے عہد و پیمان یہ تھے کہ ہمین کبھی فراموش نکروگے اور ہمارے غیر کی طرف مشغول نہ ہوگے تم نے اپنے عہدون کو توڑ دیا کہ ہمین بہول کر ہمارے غیر کی جانب مصروف ہوگئے جاؤ مین اس عہد شکنی کے جرم مین تمہاری جانین غارت کرونگا اور جبتک تمہاری اچھی طرح خونریزی نہ کرلونگا کبھی تم سے صلح نہ کرونگا۔ اے ابراہیم جن جوانمردون کو تم خاک و خون مین لتھڑا ہوا دیکھتے ہو یہ سب کے سب حق تعالی کے شہید مین ابراہیم! اگر تم بھی ایسا کر سکتے ہو تو اس راہ مین قدم رکھو ورنہ تم دور ہو جاؤ۔ ایک بزرگ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ **مثنوی**۔ خونریز بود ہمیشہ در کشور ما ✽ جان عود بود ہمیشہ در مجمر ما ✽ داری سر ما وگرنہ دور از بر ما ✽ ما دوست کشیم تو نداری سر ما ✽ خواجہ قدس سرہ گھائل نوجوان کی یہ باتین سنکر حیرت زدہ ہو گئے اور دوبارہ پوچھا کہ مجھے صرف اس قدر دریافت کرنا اور باقی ہے کہ تم کس طرح زندہ رہے جواب دیا کہ اور سب لوگ پختہ کار تھے چونکہ مجھ مین خامی تھی اس لیئے کہا گیا کہ تو جانکنی کی شدت و سختی مین پختگی حاصل کر اور جب پختہ کاری تجھے نصیب ہو جائے تو انکے قدمون کے پیچھے پیچھے چلا آ۔ یہ کہا اور جان بحق تسلیم کر

منقول ہے کہ خواجہ ابراہیم ادہم آخر عمر مین لوگونکی نظرون سے مخفی ہوگئے اور کسیکو معلوم نہین کہ آپ کسجگہ آرام فرما رہے ہین۔ بعضے کہتے ہین بغداد مین ہین اور بعضے کہتے ہین شام مین ہین بہت سے لوگ کہتے ہین کہ آپ آبادی سے بھاگ کر اوس غار مین پہونچے جہان حضرت لوط علیہ السلام کی قبر شریف ہے اور وہین آپنے وفات پائی جب آپ کا انتقال ہوا تو ایک آواز باین مضمون لوگون کو سنائی دی اَلَا اِنَّ اَمَانَ

تی مَاتَ یعنے ہوشیار ہو جاؤ کہ جس سے اہل زمین کو امن و امان حاصل تہی وہ آج زمین سے اوٹہہ گیا۔ یہ آواز سنکر تمام لوگ متحیر تہے کہ معاملہ کیا ہے یہان تک کہ خبر آئی کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ انتقال کر گئے ہین۔

ازانجملہ وافر الفضل والاحسان اکرم اہل الایمان اولیا کے بادشاہ فقرا کے مقتدا شیخ العصر علامۃ الدہر مست جام بے غشی جناب **خواجہ حذیفۃ المرعشی** ہین (خدا تعالی اونہین بخشش و رضامندی کے ساتہ مخصوص فرمائے) جو مشائخ زمانہ کے سرتاج اور نامدارون کے سردار ہین آپنے ارادت و اعتقاد کا خرقہ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم الاکرم کی خدمت سے زیب تن فرمایا اور سالہا سال کیا سفر اور کیا حضر مین آپکی خدمت مبارک مین ملازم رہے۔ اس واجب بزرگ کی نظر مین اعمال خیر اور نیکنامی کی کارگذاریان کچہہ بہی وزن و قدر نرکہتی تہین۔ خواجہ حذیفہ کا قول ہے۔ لَوْ جَاءَنِیْ رَجُلٌ وَقَالَ وَاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یَا حُذَیْفَۃُ مَا عَمَلُکَ عَمَلُ مَنْ یُّؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ فَاَقُوْلُ لَہٗ یَا ہٰذَا لَا تُکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِکَ فَاِنَّکَ لَا تَحْنَثُ[1]۔ اور یہ بہی آپ ہی کا قول ہے۔ اِیَّاکُمْ وَہٰذَا بِالْفُجَّارِ وَالسُّفَہَاءِ فَاِنَّکُمْ اِذَا اَقْبَلْتُمْ ظَنُّوْا بِاَنَّکُمْ رَضِیْتُمْ بِفِعْلِہِمْ۔ یعنے لوگو! تم بدکارون اور بے عقلون سے اپنے نفسون کو دور رکہو کیونکہ جب تم اونکی طرف متوجہ ہوگے تو وہ گمان کرین گے کہ تم اونکی کرتوت سے راضی ہو۔

ازانجملہ امامون کے سردار۔ امت کے مقتدا شریعت کے معین و مددگار طریقت کے اُستاد۔ عارفین کے تاج سالکون کے رہنما **خواجہ ہبیرۃ البصری** ہین۔ آپنے ارادت کا خرقہ خواجہ حذیفۃ المرعشی کی خدمت سے حاصل کیا تہا۔ یہ واجب الاعتصام بزرگ علماء وقت کے مقتدا اولیاء زمانہ کے سرتاج تہے اور خدائے جل و علا کی معرفت مین تمام مشائخ کبار کے درمیان انتہا سے زیادہ شہرت رکہتے تہے۔ آپ درجات رفیع اور مقامات عالی رکہتے اور علم و فضل مین بے نظیر اقتدار رکہتے تہے۔ **ازانجملہ** فقرا کے درخشان آفتاب۔ اتقیا کے چمکدار ماہتاب منتخب اور برگزیدہ لوگون کے شیخ وقت۔ صاحب کشف و کرامت۔ ذات و صفات مین پسندیدہ سرداری کے خلعت سے ممتاز حضرت **خواجہ ممشاد علو دینوری** ہین (خدا تعالی اونکے مرقد کو اپنے انوار قدس سے منور کرے) اس معزز اور پاک نفس بزرگ نے خرقہ ارادت خواجہ ہبیرۃ البصری سے زیب تن فرمایا۔ آپ ریاضات و مجاہدات مین نہایت بلند و ارفع درجہ رکہتے اور مشاہدات مین انتہا سے زیادہ قدر و منزلت رکہتے تہے۔ آپنے

---

[1] یعنی اگر میرے پاس کوئی شخص آکر یون کہے کہ اے حذیفہ اوس خدائے مقدس کی قسم جسکے سوا کوئی پرستش کے قابل نہین تیرا عمل اون لوگون جیسا عمل نہین ہے جو روز قیامت پر ایمان رکہتے ہین تو مین اوسکے جواب مین کہون کہ اے شخص تو سچا ہے اور تونے ایک ایسی واقعی اور سچی بات پر قسم کہائی ہے جسکا کفارہ دینا تجہے ضرور نہین اور تو اپنی قسم مین حانث نہین ہوا ہے۔ ۱۲

اپنے زمانۂ زندگی مین دن کو کبھی کچھ کھایا نہ پیا چنانچہ لکھا ہے کہ جب یہ بزرگ خواجہ پیدا ہوئے تو صرف رات کو دودھ پیا کرتے تھے لیکن جب صبح کی تو پہنچتی تو اوس وقت سے لیکر شام تک دہن مبارک مین چھاتی نہ لیتے غرضکہ ابتدائے پیدایش سے انتہائے عمر تک ہمیشہ روزہ سے رہے اور کبھی افطار نہین کیا یہان تک کہ خدا تعالی سے ملاقات کی **شعر** هُوَ الَّذِی قَدْ صَامَ فِی اَیَّامِہٖ مِنْ مَّهْدِہٖ حَتّٰی زَمَانِ رُقَادِہٖ ۔ یعنے یہ بزرگ وہ مقدس شخص ہین جنہون نے اپنی ساری ایام گہوارہ سے قبر مین آرام کرنے کے وقت تک روزہ مین بسر کی۔ **از انجملہ** اولیا کے تاج ۔ اصفیا کے روشن چراغ ۔ تمام مشائخ کے بادشاہ ۔ اپنے عہد کے مقتدا ۔ **خواجہ ابو اسحاق چشتی** ہین ۔ جو عالم نیاز کے سلطان ۔ دنیائے راز کے بادشاہ تھے آپ نے خرقۂ خلافت جناب خواجہ ممشاد علو دینوری سے پہنا تھا ۔ ایک بزرگ آپکی نسبت یون ارشاد فرماتے ہین

خواجہ ابو اسحاق شامی کے حالات ۔

شعر وَ بِہٖ اقْتَدٰی مِنْ اَہْلِ چِشْتَ شُیُوخُہُمْ ۔ کُلٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ فِیْ مِیْلَادِہٖ ۔ مِنْہُمْ اَبُوْ اِسْحَاقَ اَکْبَرُ شَیْخِہِمْ ۔ طَوْدٌ سَمَا مِنْ شَیْخِ اَطْوَادِہٖ ۔ اَضْحٰی ھُدَاۃُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَہٗ ۔ لَا یَعْدِلُوْنَ النَّہْجَ فِیْ اِعْتِقَادِہٖ ۔ یعنے اہل چشت کے مشائخ مین سے تمام اولیاء اللہ نے اونکے میلاد مین اقتدا کی اون مین سب سے بڑے اور ذی وجاہت شیخ ابو اسحاق ہین جو مشائخ مین ایسے ہین جیسے پہاڑون مین ایک بلند اور اونچا پہاڑ ۔ دین کے رہبر اونکے پیرو ہین اور اونکی راہ سے عدول کرنے کی طاقت نہین رکھتے ہین آپ نے عالم مکاشفات کے اسرار مین غایت درجہ کی کوشش کی اور صحو کی صورت کو اپنا زیور ٹھہرایا ۔ **از انجملہ** عمدۃ الابرار قدوۃ الاخیار اولیاء کے بادشاہ اصفیا کے سلطان اتقیا کے برہان **خواجہ ابو احمد چشتی** قدس سرہ ہین جو ملک مکاشفات کے ممالک کے حکمران اور مشاہدات کے دار السلطنت کے بادشاہ تھے آپنے خرقۂ ارادت خواجہ ابو اسحاق چشتی قدس اللہ سرہ سے حاصل کیا اور دوست کے بھیدون مین سے کوئی بھید کبھی ظاہر نہین کیا تھا آپنے عالم ذوق وشوق مین حکومت وسلطنت کی ذرا پروا نہ کی اور وارثان تاج وتخت کی طرف کبھی التفات نہین کیا ۔

خواجہ ابو احمد چشتی کے حالات ۔

از انجملہ مشائخ وفقرا کے قطب ۔ ائمہ وعلما کے پیشوا اوتاد کے جائے پناہ ۔ عابدون زاہدون کے ذریعۂ فخر **خواجہ شیخ محمد چشتی** ہین (خدا تعالی اونکے مرقد کو پاک کرے اور اون کا مشہد ومزار منور درخشان فرمائے) جو انواع کرامات سے آراستہ اور درجات مشاہدات سے پیراستہ تھے ۔ آپنے خرقۂ ارادت خواجہ ابو احمد چشتی کی خدمت سے زیب تن فرمایا تھا ۔ **منقول** ہے کہ خواجہ محمد چشتی اکثر اوقات عالم تحیر مین ڈوبے رہتے تھے اور سالہا سال آپکا مبارک پہلو زمین پر نہ پہونچتا تھا آپ مجاہدہ کے انتہائی درجہ اور غلبۂ شوق مین سرنگون ہو کر نماز ادا کیا کرتے تھے ۔ آپکے مکان مین ایک عمیق اور نہایت گہرا کنوان تھا جسمین اولٹے لٹک کر عبادت الٰہی مین مصروف رہتے ۔ **منقول** ہے کہ ایکدن آپ دجلہ کے کنارے پر بیٹھے ہوئے

خواجہ محمد چشتی کے حالات

اپنا خرقہ مبارک بہی رہے تہے کہ اوسی اثنا میں خلیفہ وقت کے فرزند رشید کا اس طرف گذر ہوا اور نہایت شان و شوکت سے گذر ہوا۔ جب اوسکی پر شوق نظرین آپ پر پڑین تو کوکبۂ خلافت سے علیحدہ ہوکر اور گہوڑے سے اوتر کر خدمت اقدس مین حاضر ہوا اور زمین کو بوسہ دیکر مؤدب بیٹہہ گیا۔ خواجہ نے اوسکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر کوئی بڑہیا عورت کسی ملک مین ایک رات بہی فاقہ سے سو رہیگی تو وہ قیامت کے دن حاکم وقت کا دامن پکڑکر خداوندی دربار مین اپنی فاقہ کشی کی مصیبت کا استغاثہ کریگی یہ سنکر خلیفہ کا فرزند اٹہا اور شہر کی مالیحتاج اور معیشت کے ضروری سامان فراہم کرکے خواجہ کی خدمت مین پیش کیئے خواجہ نے ایک نہایت خوش آئندہ مسکراہٹ سے فرمایا کہ ہمارے مشائخ کے طبقے مین سے کسی نے ان تحفون کو نظر قبول سے نہین دیکہا ہے اور ہم لوگ اسکی ذرا بہی حاجت نہین رکہتے ہین۔ یہ کہکر خواجہ نے آسمان کی طرف موںہہ اٹہایا۔ اورکہا۔ خداوندا جن چیزون کا تو اپنے پیارے بندون کو مشاہدہ کراتا ہے اونکی ایک جہلک اسے بہی دکہا دے۔ خواجہ ابہی ان باتون کا سلسلہ ختم بہی نکرچکے تہے کہ دجلہ کی مچہلیان طلائی دینار مونہہ مین لیئے ہوئے پانی کی سطح پر ابل پڑین جس سے خلیفہ کے فرزند کو تعجب اور تعجب کیساتہ حیرت ہوئی۔ خواجہ نے فرمایا۔ یہ تعجب کی بات نہین ہے حق تعالی نے اپنے بندون کے لیئے غیبی خزانون کے دروازے کہول دیئے ہین اور اونہین اون مین سے تصرف کرنیکی پوری قدرت عنایت فرمائی ہے اور جب یہ ہے تو ہم تمہارے لائے ہوئے تحفون کی حاجت نہین رکہتے۔

ازانجملہ علما کے تاج۔ اولیا کے سردار۔ اذکیا کے مقتدا۔ صوفیون کے پیشوا۔ ملت و مذہب کے معاون و مددگار طریقت کے دوسرے بازو۔ حقیقت کے کمال **خواجہ ابو یوسف** چشتی ہین۔ آپکی معجز نما کرامتین عالم مین ظاہر اور حکیمانہ ہدایتین واضح ہین (خدا تعالی آپکے روضہ مقدس کو منور اور قبر لطیف کو ٹہنڈا رکہے) اس بزرگ نے خرقہ ارادت خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز سے زیب تن کیا تہا **منقول** ہے کہ ایکدن خواجہ ابو یوسف چشتی رستہ مین چلے جاتے تہے اثنا راہ مین چند لوگ نظر پڑے جو ایک مسجد کی تعمیر مین مصروف تہے لیکن جو کڑیان مسجد کی چہت پاٹنے کے لیئے اوپر لیجاتے تہے وہ موازنہ عمارت سے چہوٹی نکلتی ہین لوگ حیرت مین تہے کہ اب کیا کرنا چاہیئے ایسی حیرت اور پریشانی کے وقت خواجہ وہان پہونچگئے اور اونکی پریشانی کی وجہ دریافت کی جب واقعہ معلوم ہوا تو آپ فوراً گہوڑے سے اوترائے اور مسجد کی دیوار پر تشریف لیجاکر کڑی کا سرا اپنے مبارک ہاتہہ سے پکڑا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر دیوار پر رکہا اب جو اندازہ کیا جاتا ہے تو کڑی اوس طرف سے پوری گز بہر مسجد کی عمارت سے بڑہگئی جس طرف سے خواجہ نے ہاتہہ لگایا تہا چنانچہ اسوقت تک وہ کڑی گز بہر مسجد کی عمارت سے باہر نکلی ہوئی ہے

کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اوس مسجد کو مین نے خود اپنی آنکھون دیکھا ہے جو ہنوز تک علی حالہ موجود ہے **منقول** ہے کہ خواجہ ابو یوسف چشتی قدس سرہ کو قرآن مجید یاد نہوتا تھا اور اسوجہ سے اکثر اوقات نہایت متردد و متفکر رہتے تھے یہان تک کہ ایک رات آپ اسی تردد مین مبتلا تھے کہ نہایت بے چینی کے ساتھ نیند آگئی - خواب مین دیکھتے ہین کہ آپکے پیر خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کہڑے فرماتے ہین کہ ابو یوسف تمہارا کیا حال ہے مجھے تو تم بہت ہی متردد معلوم ہوتے ہو - خواجہ ابو یوسف نے کہا بیشک مجھے سخت تردد ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ مجھے کلام اللہ یاد نہین ہوتا ہے فرمایا تم رنج نکرو سو دفعہ سورہ فاتحہ پڑھ لو اسکی برکت سے تمہین کلام اللہ یاد ہو جائے گا - خواجہ ابو یوسف جب بیدار ہوئے تو پیر کے ارشاد کے مطابق سو بار سورہ فاتحہ پڑہی خدا کے فضل و کرم اور سورہ فاتحہ کی برکت سے آپکو تمام کلام اللہ ازبر ہو گیا چنانچہ اسکے بعد آپ ہر روز قرآن مجید کے پانچ ختم کرنے لگے۔ **از انجملہ** مشائخ کبار کے سردار نامور و مشہور اولیا کے بادشاہ مخلوق مین خدا کا سایہ حق تعالی کی ایسی تلوار جو حق کے ساتھ گویا ہوتی ہے خواجہ قطب الحق والدین رب دو جہان کی عنایت و مہربانی کے ساتھ مخصوص - فقرا و مساکین کے خاتم اولیاء کے تاج اصفیا کے سلطان **خواجہ مودود چشتی** قدس سرہ ہین جنکی فرمانبرداری کا حلقہ تمام مشائخ وقت اپنے کانون مین ڈالے ہوئے تھے اور جنکے حکم پر برگزیدہ علما کے سر تسلیم خم تھے جملہ اہل کمال آپکی انتہا درجہ کی تعظیم اور حد سے زیادہ تکریم و توقیر مین بڑی سی بڑی سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ کوشش کرتے تھے اور آپکو مذہبی پیشوا اور قابل انتخاب مقتدا تسلیم کرتے تھے آپنے خرقہ ارادت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رح سے حاصل کیا - کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ شیخ ابو العباس قصاب نے پورے چار سو اولیاء اللہ کو نظر سے فنا کر دیا تھا لیکن جب خواجہ مودود چشتی نے شیخ عثمان کو نیشاپور کی حکومت و ولایت عطا فرمائی تو اوسکی نظر کا اثر منقطع کر دیا - **منقول** ہے کہ جب خواجہ مودود چشتی کو خانہ کعبہ کی زیارت کا اشتیاق غالب ہوتا تو فرشتے خدا تعالی کے حکم سے خانہ کعبہ کو خواجہ کی نظر کے سامنے لا رکہتے خواجہ نہایت ذوق شوق سے طواف کرتے اور نہایت خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے جب آپ طواف و نماز سے فراغت پا لیتے تو فرشتہ خانہ کعبہ کو اوٹھا لیجاتے **منقول** ہے کہ ایکدفعہ ایک بزرگ زادہ بدخشان سے خواجہ مودود چشتی رح کی خدمت مین حاضر ہوا اور نہایت عقیدت مندی کے ساتھ چند روز خدمت مین مصروف رہا ازان بعد درخواست کی کہ حضور اپنی کلاہ شریف مجھے عنایت فرما دین چونکہ خواجہ پہلے ہی سے معلوم کر چکے تھے کہ اسکا دامن معصیت دنیا کی گندگی سے آلودہ ہے اور ہنوز دنیا کی محبت اوسکے دل مین باقی ہے اسلیے آپ

اوسکی التماس رغبت کے کانون سے نہ سنی اور اوسکی اس درخواست کو نگاہِ قبول سے نہ دیکھا یہانتک کہ بدخشانی بزرگزادہ نے
بہت سے بزرگونکو سفارشی بنایا اور اونکی سفارش سے خواجہ نے اپنی کلاہ مبارک بزرگ زادہ کو عنایت کی لیکن اسکے
ساتہہ ہی فرمادیا کہ اے جوان جب تونے یہ کلاہ لی ہے تو اسکی حفاظت ونگاہداشت بخوبی کیجیو ورنہ تو سخت پشیمان
ہوگا۔ اور نہایت ندامت اوٹہائیگا چنانچہ جب وہ بزرگ زادہ کلاہ لیکر بدخشان مین پہونچا تو تہوڑے عرصہ
کے بعد دنیا اور نفسانی خواہشون کے پورا کرنے مین مشغول ہوگیا شدہ شدہ یہ خبر خواجہ کوبہی پہونچی آپنے فرمایا
کیا وجہ ہے کہ کلاہ اوسکا کام تمام نہین کردیتی۔ ابہی بہت دن نہ گذرے تہے کہ اوس بزرگ زادہ کو کسی اتہام
مین لوگون نے ماخوذ کیا اور اوسکی آنکہین نکال لی گئین **منقول** ہے کہ خواجہ مودود چشتی قدس سرہٗ
العزیز چند روز بیماری کی زحمت مین مبتلا رہے اثنا مرض مین ایک اجنبی مرد جسکی صورت سے ہیبت و رعب ایستا
تہا خواجہ کے پاس آیا اور ایک حریر کا لکہا ہوا ٹکڑا خواجہ کے مبارک ہاتہہ مین دیا آپنے اول تو اوسکا مطالعہ کیا
پہر آنکہہ پر رکہہ لیا اور جان بحق تسلیم کردی۔ دفعتہً عالم مین ایک شور وغل اور کہرام مچگیا کہ خواجہ مودود
چشتی دنیا سے اوٹہہ گئے آپکے معتقدون نے تجہیز وتکفین کے بعد خواجہ کا جنازہ اُٹہانا چاہا لیکن یہ تعجب سے دیکہا
جاتا ہے کہ جنازہ کو جگہ سے جنبش تک نہین ہوئی اور لوگ اوسے اُٹہا نہ سکے اس تعجب ناک واقعہ سے تمام حاضرین
حیرت زدہ ہوگئے لیکن اسکے بعد فوراً ایک نہایت دہشت ناک آواز لوگون کے کانون مین پہونچی جس سے
اونکی حیرت دوبالا ہوگئی سب لوگ پرے ہٹ گئے اور بہت سے غیبی مردون نے آکر آپکے جنازہ کی نماز ادا کی انکے
غائب ہوجانیکے بعد حاضرین نے نماز پڑہی اور خداوندی حکم سے خواجہ کا جنازہ ہوا مین اوڑکر آہستہ آہستہ
چلنے لگا۔ یہ عجب قابل دید نظارہ تہا کہ جنازہ آگے آگے ہوا مین اوڑا چلا جاتا تہا اور ایک بے شمار مخلوق پیچہے پیچہے
چلی جاتی تہی یہانتک کہ جو موضع جناب خواجہ کا منظور نظر تہا جنازہ ہوا سے اوترکر وہان ٹہیر گیا خواجہ کی یہ کرامت
دیکہکر اوسروز ہزارون کافر مسلمان ہوگئے۔ اور مقدس وپاک اسلام کے آگے گردن تسلیم خم کردین۔
ازانجملہ علمار کے مقتدا۔ اولیا کے پیشوا **خواجہ حاجی شریف زندنی** ہین جو حقائق حقیقت کے کلمات
مین اپنے زمانہ کے مشائخ کبار مین بے نظیر اور عدیم المثال شہرت رکہتے تہے اوس عہد کے تمام علما وفضلا بالخصوص
اہل حقیقت آپکی طرف متوجہ تہے آپنے خرقہ ارادت خواجہ قطب الملۃ والدین خواجہ مودود چشتی کی خدمت سے زیب
تن فرمایا تہا **منقول** ہے کہ خواجہ حاجی شریف زندنی نے چالیس سال تک مخلوق سے علیحدگی اختیار
کرکے جنگل وبیابان مین زندگی بسر کی اور اس عرصہ مین صرف درختون کے پتے اور جنگلی میوون کے کہانے پر

قناعت کی یہ کیفیت زہد اور ترک دنیا کا یہ حال تہا کہ جب کوئی شخص آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تو خادم اوس سے تاکیدا کہہ دیتے کہ دیکہو خواجہ کی سامنے دنیا کا ذکر ہرگز نکرنا اور اوسکی کوئی حکایت آپکے سامنے بیان نکرنا ورنہ زیارت کی سعادت سے محروم و بےنصیب ہوئے۔ **منقول** ہے کہ ایکدن ایک شخص خواجہ کی خدمت مین کچہہ نقدی لایا آپنے نہایت تند اور قہرناک آواز میں فرمایا کہ تجہے درویشون سے کیا عداوت ہے جو خدا کے دشمن کو میرے پاس لایا ہے یہ کہکر آپنے ارشاد کیا کہ ذرا صحرا کی طرف آنکہہ اوٹہا کر دیکہہ۔ وہ شخص دیکہتا ہے کہ صحرا مین ایک بڑا عظیم الشان سونے کا دریا بڑا لہرین لے رہا ہے زان بعد خواجہ نے فرمایا کہ بہلا جس شخصکو خزانہ غیب مین تصرف کرنے کی پوری قدرت حاصل ہو وہ تمہارے اس حقیر و ناچیز مال کی طرف کب نظر کرسکتا ہے **منقول** ہے کہ سلطان سنجر کو لوگون نے خواب مین دیکہکر پوچہا کہ خدانے تمہارے ساتہ کیسا برتاؤ کیا۔ کہا مین نے جو نیک و بد کام دنیا مین کیئے تہے ایک ایک میری آنکہونکے سامنے رکہے گئے اور عذاب کے فرشتونکو حکم صادر ہوا کہ اسے دوزخ مین لیجاکر داخل کرو۔ ابہی مین دوزخکے فرشتون کے ہاتہہ مین نگیا تہا کہ دوبارہ یہ فرمان صادر ہوا چونکہ اس شخص نے فلان دن دمشق کی مسجد مین خواجہ حاجی شریف زندنی کی قدمبوسی حاصل کی تہی لہذا مین نے اونکی برکت سے اسے بخشدیا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کے حالات

ازانجملہ کشف وکرامات کے صاحب عالم مشاہدات کے بادشاہ حاجی شریف زندنی کے مشہور و نامور خلیفہ **خواجہ عثمان ہارونی** ہین جو شریعت و طریقت اور حقیقت کے علم مین اپنے وقت کے علما اور اوتاد وابدال کے مقتدا تہے آپنے خرقہ ارادت خواجہ حاجی شریف زندنی کی خدمت سے حاصل کیا **منقول** ہے کہ شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری (خدا تعالی اون کے مرقد کو پاک و مطہر اکرے) فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مین خواجہ عثمان ہارونی کے ساتہ سفر مین تہا۔ جب ہم دونون دجلہ کے کنارے پر پہونچے تو کوئی کشتی موجود نہ تہی۔ خواجہ عثمان قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ ذرا تم اپنی آنکہین بندکرلو۔ مین نے ایساہی کیا پہر جو آنکہہ کہولتا ہون تو اپنے تئین اور اپنے ساتہ خواجہ کو دریا کے اوس پار پاتا ہون مین نے دریافت کیا کہ خواجہ آپنے یہ کیا کیا فرمایا پانچ دفعہ سورہ فاتحہ پڑہی۔ **منقول** ہے کہ ایکدفعہ ایک نہایت سن رسیدہ شخص خواجہ عثمان قدس سرہ کی خدمت مین آیا جسکے چہرہ سے حزن و رنج۔ اور حزن و رنج کے ساتہہ انتہا درجہ کی پریشانی برستی تہی خواجہ نے دریافت کیا۔ کیا حال ہے کہ اطمینان و دلجمعی تجہہ مین نام تک کو باقی نہین رہی ہے عرض کیا حضرت! چالیس برس کا عرصہ ہوا کہ میرا لڑکا غایب ہوگیا ہے نہین معلوم وہ مرگیا ہے کہ زندہ ہے۔ مین خواجہ کی خدمت مین اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ فاتحہ کی درخواست کرون شاید میرا فرزند میرے پاس آپہونچے۔ بڈہے کی یہ اندو

وملال سے بہری ہوئی تقریر سنکر خواجہ مراقبہ مین گئے اور تہوڑی دیر گذرنیکے بعد حاضرین مجلس سے فرمایا کہ ہم یہ نیت کرکے فاتحہ پڑہتے ہین کہ اس بڈہے کا لڑکا اسکے پاس آ پہونچے۔ چنانچہ آپنے فاتحہ پڑہنی شروع کی اور ختم کرنے کے بعد بڈہے سے فرمایا جا تیرا لڑکا گہر مین آگیا ہوگا جب بڈہا گہر مین آیا تو ایک شخص نے آکر خوشخبری دی اور کہا کو مبارک ہو تمہارا لڑکا آموجود ہوا جب بڈہا اپنے لڑکے سے ملاقات کر چکا تو دونون ملکر خواجہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور دونون نے قدمبوسی کی سعادت حاصل کی۔ خواجہ نے پوچہا کہ تو کہان تہا عرض کیا دریا کے ایک جزیرہ مین چند دیو مجہے پکڑ کر لیگئے تہے اور زنجیرون مین جکڑ کر قید کر رکہا تہا۔ آج مین اوسی جگہ مقید تہا کہ ایک بزرگ صفت درویش جسکی شکل وشمائل آپ سے بہت ہی ملتی جلتی تہی میرے پاس پہنچا اور ہاتہہ زنجیر مین کرکے مجہے اپنے پاس کہڑا کیا زنجیر خود بخود گر پڑی اور اب مین بالکل آزاد ہوگیا۔ ازان بعد اوس درویش نے فرمایا کہ میرے قدمونکے نشانات پر پاؤن رکہتا پیچہے پیچہے چلا آ۔ مین نے ایسا ہی کیا پہر فرمایا کہ ذرا آنکہہ بند کر جون ہی مین نے آنکہہ بند کی اپنے تئین گہر کے دروازہ پر دیکہا **منقول** ہے کہ شیخ الاسلام معین الدین سنجری فرمایا کرتے تہے کہ خواجہ عثمان ہارونی کا ایک مرید میرے پڑوس مین آباد تہا جب اوسنے انتقال کیا تو مین بہی اوسکے جنازہ کے ساتہہ گیا اور لوگ تو اوسے قبر مین دفن کرکے لوٹ آئے لیکن مین ایک ساعت اوس دوست کی قبر کے سرہانے بیٹہا رہا دیکہتا ہون کہ عذاب کے فرشتے نہایت بہیانک اور خوفناک صورت مین آئے اور اسیوقت خواجہ عثمان ہارونی بہی پہونچگئے فرشتون سے مخاطب ہوکر کہا کہ اسے عذاب نکرو کیونکہ یہ میرا مرید ہے فرشتون کو خداوندی حکم پہونچا کہ خواجہ عثمان سے کہدو کہ یہ شخص تمہارا سچا اور دلسوز مرید نتہا بلکہ برخلاف تہا۔ خواجہ نے فرمایا کہ ہان اس مین ذرا شک نہین کہ یہ میرے خلاف تہا لیکن یہ ضرور ہے کہ اپنے تئین میرے سلسلہ سے وابستہ کیا تہا حکم ہوا کہ فرشتو! خواجہ عثمان کے مرید سے ہاتہہ اوٹہالو۔ ہم نے اوسے خواجہ کو بخشدیا۔ **ازانجملہ شیوخ** طریقت کے شیخ حقیقت کے اصل الاصول۔ اسرار الٰہی کے حامل۔ اوصاف صحیحہ کے ساتہہ صاحب۔ انبیاء ومرسلین کے وارث۔ رسول خدا کے ہند مین نائب حضرت خواجہ معین الحق والدین **خواجہ معین الدین حسن سنجری** قدس اللہ سرہ العزیز ہین جو تمام اوصاف مشائخ کو جامع اور انواع کرامات اور علو درجات مین پہلے درجہ کی شہرت رکہتے تہے۔ یہ بادشاہ اہل اسلام خواجہ عثمان ہارونی کے ممتاز ومعزز خلیفہ تہے **منقول** ہے کہ شیخ اہل اسلام معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جب مین خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت مین پہونچا اور اوس مقدس نفس بزرگ کی شرف ارادت سے مشرف وممتاز ہوا تو کامل بیس سال تک خدمت اقدس مین ملازم رہا اور اسدرجہ خدمت کی کہ ایکدم نفس کو آپکی خدمت سے راحت ندی۔ حالت سفر مین تو

ذکر حضرت خواجہ معین الدین — سلطان الہند

حضر مین تو خواجہ کا بستر اور اوڑہنا بچہونا اپنے سر پر رکہتا تہا جب میری خدمت کا رسوخ جو کمال عقیدت مندی اور
اعتقاد پر مبنی تہا خواجہ نے ملاحظہ فرمایا تو اوسوقت وہ نعمت جو خواجہ کے کمال کو مقتضی تہی مجہے بخشش فرمائی

خواجہ معین الدین فرمایا کرتے تہے کہ حق تعالی کے پہچاننے کی علامت یہ ہے کہ بندہ مخلوق سے ہمیشہ بہاگتا رہے اور معرفت
مین سدا خاموش رہے۔ آپ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ جب ہم ان جسمانی تعلقات سے باہر قدم رکہکر نگاہ کرتے ہین
تو عاشق اور معشوق اور عشق کو ایک چیز پاتے ہین یعنے عالم توحید مین یہ تینون باتین ایک ہین۔ یہ بہی فرماتے
تہے کہ حاجی لوگ قالب اور جسم سے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہین لیکن عارف لوگ دل سے عرش و حجاب کے گرد گہومتے
اور لقاء آلہی چاہتے ہین۔ آپ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ مین نے ایک مدت تک تو خانہ کعبہ کا طواف کیا لیکن اب
خود خانہ کعبہ میرا طواف کرتا ہے۔ یہ بہی آپ ہی حکیمانہ قول ہے کہ مرید فقر کے نام کا اوسیوقت مستحق ہوتا ہے
جبکہ عالم فانی مین بقا کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ ایکدفعہ لوگون نے آپسے دریافت کیا کہ مرید کب ثبات
استقلال کے ساتہ موصوف ہوتا ہے فرمایا جبکہ فرشتہ کاملبیس سال تک اوسکے دفتر اعمال مین کوئی گناہ نہ لکہے
آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ اہل محبت کا نشان ہمیشہ خدا کی اطاعت و بندگی پر سر تسلیم خم کرنا اور اسیات سے ڈرتے
رہنا ہے کہ مبادا ہم دربار خداوندی سے ذلت کے ساتہ نہ نکال دئیے جائین۔ آپ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ بدبختی اور
شقاوت کی علامت معصیت مین آلودہ رہنا اور اسبات کا امیدوار ہونا ہے کہ مین خداوندی دربار مین نظر
قبول سے دیکہا جاؤنگا۔ آپ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ قیامت کے دن حق تعالی فرشتون کو حکم دے گا کہ دوزخ کو
سلگاؤ جب وہ سلگانا شروع کرینگے تو دوزخ ایک ایسا سانس لیگا جس سے تمام میدان محشر غبار آلود اور
دہوان دہار ہو جائیگا لوگون کا دم گہٹنے لگیگا اور سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو شخص اوس روز کی
مصیبت سے محفوظ رہنا چاہے وہ خدا کی ایسی بندگی بجا لائے جو اوسکے نزدیک تمام طاعتون سے بہتر و افضل ہو
حاضرین نے دریافت کیا کہ حضرت! وہ کونسی طاعت ہے۔ فرمایا مظلومون اور عاجزون کی فریاد کو پہونچنا ضعیفون
اور بیچارون کی حاجت روائی کرنا۔ بہوکون کا پیٹ بہرنا ہے اور فرماتے تہے جس شخص مین ذیل کی تین خصلتین
جمع ہو جائینگی تو یون سمجہنا چاہئیے کہ حقیقت مین خدا تعالی اوسے دوست رکہتا ہے۔ ایک دریا جیسی سخاوت
دوسرے آفتاب کی سی شفقت تیسرے زمین کی مانند تواضع۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جس نے جو نعمت
پائی سخاوت کی وجہ سے پائی اور گذشتہ لوگون نے جو عزت و کرامت حاصل کی باطن کی صفائی سے حاصل کی
یہ بہی فرماتے تہے کہ حقیقت مین متوکل وہ ہے جو اپنے رنج و محنت کو خلق سے وابستہ نہ جانے اور فرماتے تہے اس

دو چیزونکی بدولت انسان کو قرار و استقامت نصیب ہوسکتی ہے۔ آدب عبودیت کی وجہ سے۔ حق تعالی کی تعظیم و توقیر کے باعث
سے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ جس زمانہ مین حضرت شیخ معین الدین اجمیر مین تشریف لائے تو اوسوقت رائے پتھورا
ہندوستان کی حکومت کرتا تہا اور اجمیر مین اوسکا تسلط خاص تہا۔ جب شیخ نے اجمیر مین سکونت اختیار کی تو خود پتھورا
اور اوسکے مقربون کو آپکا وہان رہنا نہایت شاق و ناگوار گذرا اور جون جون آپکا وہان استحکام ہوتا جاتا تہا وہ دشواری
اور مشکل مین پڑتا جاتا تہا لیکن چونکہ رات دن شیخ کی عظمت و کرامت آنکھون سے دیکھتے تہے اسلئے دم مارنیکی گنجائش
نہ تہی۔ غرضکہ ایک مسلمان شریف جو شیخ معین الدین قدس سرہ کا دلی معتقد تہا پتھورا کے مقربون کے سلسلہ مین
داخل تہا پتھورا کا شیخ پر کچھ بس نہ چلا اس غریب مسلمان کو سخت مضرتین اور تکلیفین پہونچانے لگا اوسنے مجبور ہوکر
شیخ کی خدمت مین التجا کی آپنے اوسکے بارے مین رائے پتھورا سے نہایت نرمی کے لہجہ مین سفارش کی مگر مغرور
پتھورا نے شیخ کے فرمان کی طرف ذرا التفات نکیا اور نخوت خیز لہجہ مین بولا کہ یہ شخص یہان آیا ہے اور غیب کی ناشائستہ
باتین بیان کرتا ہے۔ جب پتھورا کی یہ بیہودہ باتین شاہ اسلام خواجہ کے مبارک کان مین پہونچین تو ایک بے اختیارانہ
جوش کے ساتھ آپکی زبان سے نکلا کہ ہم نے پتھورا کو زندہ پکڑ کر لشکر اسلام کے حوالہ کر دیا اوسی زمانہ مین سلطان
معز الدین فاتح ہند کا خونخوار لشکر غزنی سے ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ پتھورا نے لشکر اسلام کا مقابلہ کیا اور آخر کار
سلطان فاتح کے ہاتھ مین زندہ گرفتار ہوگیا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے وہ کون کرامتین اور بلند درجے ہین
جو اس سے زیادہ درجہ رکہتی ہین کہ جس قدر بزرگ اس بادشاہ دین کی خدمت مین حاضر ہوئے بادشاہی کا
مرتبہ پاکر اوٹھے جنہون نے ہزارہا بندگان خدا کی دستگیری کی اور اونہین دنیا کے غرور و فریب سے باہر نکالا اور
آخرت کی خوشی و شادمانی سے بہری ہوئی منزل مین جگہ دی۔ قیامت تک ان شاہان دین کی عظمت و جبروت
کے غلغلہ کا نقارہ فلک و ملک کے گوش ہوش مین بجیگا اور تمام کثیر التعداد مخلوق انکی محبت و الفت کی وجہ سے مقعد
صدق مین جگہ پائیگی۔ حضرت شیخ معین الدین حسن سنجری کی ایک کرامت یہ بہی تہی کہ ہندوستان کے تمام مشرقی
حصون مین کفر و کافری کی تاریکی چہائی ہوئی تہی اور بت پرستی کے طوفان خیز آندہی مغرب سے لیکر مشرق تک
کے تمام ملکون پر بڑے زور و شور سے چل رہی تہی ہندوستان کے متمرد و سرکشون مین سے ایک ایک ناہنجار انا
ربکم الاعلی کا مدعی تہا اور شرک و بت پرستی کے ڈنکے ہر چہار طرف بج رہے تہے۔ خدائے واحد و یکتا کے ساتھ کہلم
کہلا شرک کیا جاتا تہا۔ اور پتہر مٹی کے ڈہیلون۔ گہر۔ درخت۔ گائے۔ بیل۔ گوبر۔ کو برابر تعظیمی سجدے ہورہے
تہے۔ کفر کی تاریکی کے مضبوط و مستحکم قفل دلون پر جڑے ہوئے تہے تمام لوگ جہل و کفر کے تاریک گڑہون مین گرے ہوئے تہے

قطعہ[۱] ہمہ غافل از حکم دین و شریعت ٭ ہمہ بیخبر از خدا و پیمبر ٭ نہ ہرگز کسے دیدہ ہنجار قبلہ ٭ نہ ہرگز شنیدہ کس اللہ اکبر ٭ یہ اوسی آفتاب اہل یقین کا چمکارہ تہا جو حقیقت مین دین و مذہب کا مددگار و معاون تہا کہ ہندوستانی بلاد نور اسلام سے منور و روشن ہو گئے۔ **قطعہ** از تیغ او بجائے صلیب و کلیسیا ٭ در دار کفر مسجد و محراب و منبر است ٭ آنجا کہ بود نعرہ و فریاد مشرکان ٭ اکنون خروش نعرۂ اللہ اکبر است ٭ جو شخص ان شہرون مین اسلام کے شرف سے ممتاز و معزز ہوا اونکی اولاد بہی نسلاً بعد نسل قیامت کے زمانہ تک مسلمان رہیگی اور جن لوگونکو تیغ اسلام کی بدولت دار حرب سے نکالکر دیار اسلام مین لایا جائیگا اون سب کے ثواب قیامت تک شیخ الاسلام کے دفتر اعمال مین درج ہونگے اور جو لوگ آپکی متابعت کرینگے وہ اس متابعت کی وجہ سے آپکے باجاہ و جلال دربار مین ہمیشہ آپسے واصل و متواصل رہینگے

منقول ہے کہ جس شب کو شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس سرہ انتقال کرنے کو تہے اوس رات کو چند بزرگون نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا کہ فرمارہے ہین۔ خدا کا دوست معین الدین حسن سنجری آنے کو ہے اسلیئے ہم اوسکے استقبال کے لیئے آئے ہین۔ جب خواجہ نے انتقال کیا تو آپکی پیشانی مبارک پر لوگون نے یہ الفاظ لکہے دیکہے حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ۔ یعنے خدا کے دوست نے خدا کی محبت مین انتقال کیا۔ خواجہ کا انتقال اجمیر ہی مین ہوا اور وہین آپکا روضہ مبارک ہے۔ اس بزرگ کے مزار کی خاک پاک درد مندونکے دلون کی دوا ہے خدا تعالی تمام لوگون کو اوسکی سعادت زیارت سے بہرہ مند کرے آمین۔

[illegible]

ازانجملہ شیخ علی الاطلاق قطب باتفاق۔ اسرار کے سرچشمہ۔ انوار کے مطلع۔ دنیا جہان کی شمع۔ بنی آدم کے بادشاہ نامدار شیخ الاسلام **قطب الحق والدین بختیار اوشی** قدس اللہ سرہ العزیز ہین۔ آپ جناب شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری کے مشہور اور نامور خلیفہ اور اکابر اولیاء کے سرتاج۔ اجلہ اصفیا کے مقتدا ہین تمام اولیاء وقت اور اصفیاء عصر آپکے معتقد و فرمانبردار تہے اور نہایت وقعت و قبول کی نگاہ سے دیکہتے تہے۔ لِیْ مَعَ اللّٰہِ کے شغل کے ساتہ موصوف اور ترک و تجرید کے ساتہ مخصوص تہے۔ آپ رجب المرجب کے مہینے ۵۲۲ہجری مین شہر بغداد امام ابو اللیث سمرقندیؒ کی مسجد مین شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد کرمانی اور شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمد صفاہانی کے سامنے شیخ الاسلام شیخ معین الدین سنجری کی بیعت کے شرف سے

---

[۱] یہ لوگ سب دین و شریعت کے حکم سے غافل اور خدا و پیغمبر کے حکم سے بیخبر تہے۔ کسی آنکہ نے کبہی قبلہ کو دیکہا نہ اللہ اکبر کی آواز کسی کان نے سنی تہی ۱۲ اوسکی تیغ اسلام سے صلیب و گرجا کی جگہ بلاد کفر مین مسجد اور محراب اور منبر نے جگہ پائی۔ اور جہان مشرکون کے نعرہ و فریاد کا شور تہا اب اللہ اکبر کا غلغلہ پیدا ہے۔ ۱۲

ممتاز ہو لیے اور آپکے اعتقاد و ارادت کا حلقہ اطاعت کے کان مین ڈالا **نکتہ اول** شیخ الاسلام قطب الدین قدس سرہ العزیز کے مجاہدہ کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین فرماتے تھے کہ ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے ایک یار نے پوچھا کہ شیخ الاسلام قطب الدین کا لنبا اور کمزوری رکھتے تھے فرمایا نہین ابتدا مین اونکی زندگی نہایت عسرت اور تلخی سے بسر ہوتی تھی اول اول خواجہ ایک مسلمان بقال سے جو آپکے پڑوس مین سکونت رکھتا تھا کچھہ قرض لے لیا کرتے تھے اور آپنے اوس سے بتاکید فرما دیا تھا کہ جب تیرے تین سو درم ہو جائین تو اس سے زیادہ قرض نہ دیجیو۔ چنانچہ بقال آپکو قرض دیدیا کرتا اور جب کہین سے کوئی تحفہ آپکے پاس پہنچتا تو بقال کا قرض ادا کر دیا جاتا لیکن چند روز کے بعد خواجہ نے اسپر عزم بالجزم کر لیا کہ اب مین کسی سے کچھہ قرض نلونگا۔ ازان بعد خدا کے فضل و کرم سے روزمرہ ایک بڑا کاک آپکے مصلے کے نیچے سے پیدا ہوتا تھا جو سارے گھر کو کافی ہو جاتا تھا۔ بقال کو خیال ہوا کہ شاید شیخ مجھہ سے ناراض ہین جو اب قرض نہین لیتے یہ سوچکر اوسنے اپنی بی بی کو شیخ کے حرم محترم کے پاس بھیجا کہ وہ اسبات کو دریافت کرے۔ دریافت کرنے کے بعد شیخ کے حرم محترم نے جواب دیا کہ اب شیخ کو قرض لینے کی حاجت نہین ہے کیونکہ ہر روز ایک کاک آپکے مصلے کے نیچے سے پیدا ہو جاتا ہے جو تمام اہل خانہ کو بس کرتا ہے بقال کی عورت یہ سنکر چلی گئی اور اب کاک کا ظاہر ہونا موقوف ہو گیا۔ شیخ نے اپنا حرم محترم سے دریافت کیا کہ تمنے کاک کے ظاہر ہونے کی حکایت کسیکے آگے بیان کی ہے جواب دیا کہ ہان بقال کی عورت سے اس کاک کا اظہار کیا گیا تھا۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ معین الدین حسن سنجری نے شیخ قطب الدین کو پانسو درم تک قرض کرنے کی اجازت دی تھی لیکن جب آپکا کمال انتہائی درجہ کو پہونچ گیا تو تو پھر آپنے اس سے کنارہ کشی کی۔ **دوسرا نکتہ** شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز کی مشغولی کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ قطب الدین نے انتہا درجہ کی مشغولی کی وجہ سے سونا بالکل ترک کر دیا تھا یہانتک کہ بستر راحت پر کبھی کسینے آپکو آرام کرتے ہوئے نہین دیکھا البتہ اول اول زمانہ مین نیند کے غلبہ کے بعد تھوڑی دیر سو رہتے تھے لیکن آخر عمر مین وہ بھی بیداری سے بدل گیا تھا اور اکثر زبان مبارک پر جاری ہوتا تھا کہ اگر کبھی مین سو جاتا ہون تو سخت زحمت و تکلیف اٹھاتا ہون۔ آپکے شغل حق کی یہانتک نوبت پہونچگئی تھی کہ جب کوئی آپکی زیارت کے لیے آتا تو تھوڑی دیر ٹھہر کر ہوش مین آتے اور پھر مشغول بحق ہو جاتے یا کبھی اپنے یا آئندہ کے حال مین سے کچھہ فرما دیتے پھر زائرین سے فرماتے مجھے معاف کرو کہ مین ملاقات کی فرصت نہین رکھتا۔ یہ کہکر پھر مشغول ہو جاتے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ الاسلام قطب الدین کا چھوٹا صاحبزادہ

انتقال کر گیا جب شیخ اوسے دفن کرکے واپس آئے تو لڑکے کی ماں کی رونے کی آواز آپکے کان مبارک میں پہونچی شیخ نے بہت افسوس کیا شیخ بدر الدین غزنوی نے جو اسوقت آپکی مجلس میں حاضر تھے پوچھا کہ حضرت یہ افسوس کیسا ہے فرمایا مجھے اسوقت یاد آیا کہ میں نے پیشتر فرزند کے بقا کی خدا سے کیوں درخواست نہ کی۔ اگر میں اوسوقت اس بابت کی خدا سے درخواست کرتا ضرور دیا جاتا یہانتک پہنچکر سلطان المشائخ نے فرمایا دیکھو شیخ کا استغراق دوست کی یاد میں اسقدر ہوگیا تھا کہ اپنے فرزند کی زندگی و موت تک کی خبر تک نہ تھی۔ **تیسرا نکتہ** شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز کی عظمت و کرامات کے بیان میں۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رئیس نامی نے ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان قبہ موجود ہے جسکے ارد گرد مخلوق کا ایک جمگھٹا لگا ہوا ہے اور ایک ٹھگنا آدمی بار بار قبہ میں آمد و رفت کر رہا ہے اور خلق جو اپنے پیغام دیتی ہے اونکا جواب سناتا ہے رئیس نے کسی سے دریافت کیا کہ اس قبہ میں کون ہے اور یہ ٹھگنا آدمی جو بار بار اندر جاتا اور باہر آتا ہے کون ہے۔ جواب دیا کہ اس عالیشان قبہ میں جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور وہ شخص عبد اللہ بن مسعود ہیں۔ رئیس کا بیان ہے کہ میں حضرت عبد اللہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ آپ جناب نبی عربی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیجیے کہ میں حضور کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتا ہوں حضرت عبد اللہ قبہ کے اندر تشریف لیگئے اور باہر آکر فرمایا جناب رسول خدا ارشاد فرماتے ہیں کہ ابھی تک تجھہ میں میرے دیکھنے کی قابلیت پیدا نہیں ہوئی لیکن تو بختیار کاکی کے پاس جاکر میرا سلام پہونچا اور کہہ کہ ہر شب کو تیرا بھیجا ہوا تحفہ میرے پاس پہونچتا تھا مگر تین روز ہوئے جو تیرا تحفہ میرے پاس نہیں پہنچا اسکی وجہ بجز خیریت کے اور کچھہ نہو۔ رئیس کہتا ہے میں بیدار ہوا اور شیخ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں آکر کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم آپکو سلام پہونچاتے ہیں شیخ یہ سنتے ہی فورًا کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔ میں نے عرض کیا آپ فرماتے ہیں کہ جو تحفہ تم ہر شب بھیجا کرتے تھے مجھے برابر پہونچتا تھا لیکن تین راتوں سے نہیں پہنچتا۔ شیخ قطب الدین نے اوسیدن اوس عورت کو طلب فرمایا جس سے اوسی زمانہ میں نکاح کیا تھا اوسکا مقررہ مہر حوالہ کیا اور طلاق دیکر رخصت کر دیا۔ بعد ازاں فرمایا کہ بیشک تین راتوں سے میں تزویج میں مشغول تھا اور جناب رسول خدا کی خدمت میں تحفہ پیش کرنے سے یہی تزویج کا شغل مانع تھا۔ سلطان المشائخ اس واقعہ کی نقل کرکے فرماتے ہیں کہ وہ تحفہ یہ تھا کہ شیخ تین ہزار دفعہ درود پڑھکر سویا کرتے تھے۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ایکدفعہ شیخ قطب الدین بختیار اور شیخ بہاؤ الدین زکریا اور شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہم العزیز ملتان میں تشریف

رکہتے تہے اوسی زمانہ مین کفار کا بڑا جرار و خونخوار لشکر قلعہ ملتان کی دیوار کے نیچے آپڑا اور ملتان کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ ملتان کا حاکم جو قباچہ کے نام سے شہرت رکہتا تہا لشکر کفار کے دفعیہ کے لیئے ان بزرگان دین کی خدمت مین آیا اور صورت واقعہ عرض کی۔ شیخ قطب الدین قدس سرہ نے ایک تیر قباچہ کے ہاتہہ مین دیکر فرمایا اس تیر کو لشکر کفار کی جانب پہینکدے قباچہ نے ایسا ہی کیا صبح ہوتے جب لوگون نے دیکہا تو وہان ایک کافر کا بہی پتہ و نشان نہ تہا حضرت سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے ہین کہ مین شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت کے لیئے جاتا تہا اثنائے راہ مین میرے دلمین گذرا کہ جو شخص ان بزرگونکے مرقد کی زیارت کے لیئے جاتا ہے اونہین اس شخص کی کچہہ خبر بہی ہوتی ہے کہ نہین ؟ یہ بات میرے دل مین کہٹک رہی تہی اور مین شیخ کے مرقد مبارک کیطرف چلا جارہا تہا جب مین روضۂ مقدسہ کے قریب پہونچکر مشغول ہوا تو اس مشغولی کی اثنا مین روضۂ متبرکہ سے یہ بیت مین نے سنی بیت

مرا زندہ پندار چون خویشتن ؛ من آیم بجان گر تو آئی بہ تن ؛

حضرت سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے ہین کہ شیخ قطب الدین بختیار کاکی ابتدا رحال مین اودہ مین سکونت رکہتے تہے اس شہر مین ایک ویران و غیر آباد مسجد تہی جس مین ایک بلند مینارہ تہا اور اوسے ہفت مینارہ کہا کرتے تہے۔ شیخ کو ایک دعا پہونچی تہی جو حقیقت مین تو ایک ہی دعا تہی مگر ہفت دعا کے سانہ شہرت رکہتی تہی اور جسکی نسبت مشہور تہا کہ جو شخص اوسے ہفت منارہ پر جاکر پڑہتا ہے اوسے مہتر خضر کی ملاقات میسر ہو جاتی ہے۔ غرض جناب شیخ قطب الدین کو اسکا اشتیاق غالب ہوا کہ مہتر خضر سے ملاقات کرین اور اسی دہن مین آپ رمضان المبارک کی رات کو اوس مسجد مین تشریف لے گئے۔ دوگانہ ادا کرکے اوس منارہ پر تشریف لے گئے اور ہفت دعا پڑہکر نیچے تشریف لے آئے جب مسجد سے باہر قدم رکہا تو ایک شخص کو دروازے پر کہڑا دیکہا جسنے شیخ قطب الدین پر ایک بڑے زور سے چیخ مارکر کہا کہ ایسے بے وقت تو یہان کیا کر رہا تہا شیخ نے جواب دیا کہ مین یہان مہتر خضر کی ملاقات کے اشتیاق مین آیا تہا لیکن افسوس کہ دولت ملاقات میسر نہین ہوئی اب مین اپنے گہر جاتا ہون۔ اوس شخص نے کہا تم خضر سے ملکر کیا کروگے وہ ایک سرگردان اور سیاح شخص ہے تمہین اوسکے دیکہنے اور ملاقات کرنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ اسی اثنا مین اوسنے شیخ سے یہ بہی پوچہا کہ کیا تمہین دنیا کی خواہش ہے اور اوسکے تجملات کو اپنا مطیع بنانا چاہتے ہو شیخ نے جواب دیا کہ نہین۔ کہا کیا تمہین کسیکا کچہہ قرض دینا ہے شیخ نے فرمایا نہین۔ اوس شخص نے کہا پہر خضر کی ملاقات کا کیون مشتاق ہے۔ ان تمام باتون کے بعد اوسنے یہ بہی کہا اسی شہر مین ایک ایسا شخص ہے کہ خضر بارہ دفعہ اوسکے در دولت پر حاضر ہوا ہے اور اندر جانے کی اجازت نہین پائی ہے۔ ان دونون حضرات مین یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ ایک مرد جو نورانی لباس مین

سر سے پاؤں تک غرق تہا نمودار ہوا۔ یہ شخص جو ابہی شیخ سے کہڑا باتین کر رہا تہا بڑی تعظیم و اعزاز کے ساتہ اوسکے قریب گیا اور پاؤں مین گر پڑا۔ شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہین کہ جب وہ نورانی لباس سے آراستہ شخص میرے قریب پہونچا تو اوس شخص کی طرف متوجہ ہوکر کہا جو ابہی مجھہ سے باتین کر رہا تہا کہ اس درویش کو نہ تو کسی کا قرضہ دینا ہے اور نہ دنیا طلبی کی خواہش ہے بلکہ حضرت کی ملاقات کی آرزو رکہتا ہے۔ شیخ فرماتے ہین اسی اثنا مین اذان ہوگئی اور ہر طرف سے درویش و صوفی جوق جوق پیدا ہوگئے جماعت کے لیے صف آرا ہوئے اور تکبیر کہی گئی ایک شخص آگے بڑہا اور نماز پڑہائی۔ ازان بعد تراویح شروع ہوئی اور قاری نے نہایت خوش لحنی اور قاعدہ کے ساتہ بارہ سیپارے پڑہے اسی اثنا مین میرے دلمین گذرا کہ اگر قاری کچہہ اور زیادہ پڑہتا تو بہت بہتر ہوتا۔ جب نماز ہو چکی تو ہر شخص ایک طرف چلا گیا اور مین بہی اپنی جگہ چلا آیا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے ہین کہ ایکدفعہ جلال الدین تبریزی شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مکان پر آپکی ملاقات کے لیے آئے شیخ قطب الدین (خدا اونکے مرقد کو منور کرے) شیخ جلال الدین کے استقبال کے لیے گہر سے باہر نکلے۔ شیخ کا مکان گلی کے انتہائی درجہ پر واقع ہوا تہا اور اوس سے ورے ورے بہت سی گلیان اور مکانات تہے شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ جب گہر سے نکلے تو شارع عام کو چہوڑ کر تنگ اور سکڑی گلی مین سے ہوکر باہر آنے لگے ادہر سے شیخ جلال الدین نے بہی شارع عام کو نظر انداز کر دیا اور تنگ گلی مین ہوکر شیخ کے مکان کی طرف رخ کیا اور دونون حضرات باہم ملاقی ہوگئے قدس اللہ سرہما۔ اسکے علاوہ ایک اور دفعہ بہی بادشاہ اعز الدین کی مسجد مین جو حمام کے متصل واقع ہے یہ دونون حضرات اکہٹا جمع ہوگئے تہے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے ہین کہ ایکدفعہ ایک شخص نے حضرت شیخ قطب الدین قدس سرہ العزیز کی خدمت مین گردش فلکی اور افلاس و محتاجی کی شکایت پیش کی آپنے اوسکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اگر مین تجہسے یہ کہون کہ میری نظر خدا کے عرش مجید پر پڑتی ہے تو کیا تو اسکو باور کرے گا اوسنے کہا کیون نہین مین ضرور یقین کے ساتہ کہون گا کہ آپ اپنے قول مین بالکل صادق القول ہین اوسوقت شیخ نے فرمایا کہ جب تو اس قدر جانتا ہے تو پہلے اون چاندی کی اشتی ہتہلیون کو جو گہر مین تجہی کررکہی ہین کہا لے پہر افلاس کی شکایت کیجیو وہ شخص شیخ کی یہ بات سنکر سخت شرمندہ ہوا۔ آپکے قدمون کو زمین کو بوسہ دیا اور لوٹ گیا۔ **منقول** ہے کہ شیخ قطب الاسلام حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ ایک دفعہ مین اور قاضی حمید الدین ناگوری باہم سفر کر رہے تہے جب ہم دونون دریا کے

موہنہ مین لیئے ہوئے ظاہر ہوئی اور آگئے آکر ہمارے سامنے رکہدی بن اور فوراً چلی گئی ہم نے اونہین سیر ہو کر کہایا اور
باہم کہا کہ یہ غیبی بکری تہی اور اسوقت ہمارے کہانیکا سامان غیب سے کیا گیا اسی اثنا مین دیکہتے کیا ہین کہ ایک
بچہو پانی کے قریب قریب بڑی تیزی اور عاجلانہ حرکت کے ساتہ جا رہا ہے لیکن تہوڑی دور پہونچکر اوسنے اپنے تئین
پانی مین ڈال دیا ہم نے سوچکر کہا کہ اس مین کوئی نکوئی حکمت ضرور مخفی ہے آؤ ہم بہی اسکے پیچہے پیچہے چلین اور
حکمت خداوندی کا تماشا کرین بچہو پانی مین گرکر دریا کے پاٹ کو عبور کر گیا تہا اور اوس پار کہی کا پہونچ چکا
تہا ہم دست بدعا ہوئے دریا خداوندی حکم سے پہٹ گیا بیچ مین خشک اور نہایت صاف وہموار رستہ ظاہر
ہوگیا - ہم بہت جلد دریا کو عبور کرکے پلے پار جا پہونچے - دیکہتے ہین کہ ایک درخت کے نیچے کوئی پڑا سوتا ہے اور ایک
نہایت زہریلا اور خونخوار سانپ اوسے ہلاک کرنے کے لیئے آگے بڑہتا چلا آرہا ہے - یہ بچہو جسکے پیچہے پیچہے ہم دونون
چلے جارہے تہے دفعۃً جست کرکے سانپ پہ پہونچا اور اوسے فنا کردیا - زان بعد ہماری نظرون سے غائب ہوگیا -
ہم باین خیال اوس شخص کے پاس گئے کہ اس سے ملاقات کرین - کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑا ذی وجاہت اور
مقتدر بزرگ ہے پاس جاکر دیکہتے ہین تو وہ ایک مخمور و مست شرابی ہے جو قے کیئے ہوئے پڑا ہے - ہم یہ صورت دیکہکر
نہایت شرمندہ ہوئے اور باہم کہنے لگے کہ یہ شخص ایسا نافرمان اور خدا کی اسکے بارہ مین یہ نگاہداشت - بہت ہی
تعجب کی بات ہے ہم دونون آپس مین یہ باتین کر ہی رہے تہے کہ ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے عزیزو ! اگر ہم صرف
پارسا اور نیک کارون ہی کی حفاظت کرین تو بتاؤ مفسدین اور بدکارون کی کون نگاہداشت کریگا - اسی
اثنا مین وہ شخص بہی نیند سے چونک پڑا ہم نے تمام کیفیت اوسپر دوہرائی - وہ شرمندہ ہوا اور اوس فعل سے توبہ
کی اور واصلون مین سے ایک واصل ہوگیا - شیخ الاسلام قطب الدین جب اس واقعہ کو بیان کرکے فارغ ہوئے
تو فرمایا اے درویش جب وقت آجاتا ہے اور نسیم لطف چلنے لگتی ہے تو گو کوئی لاکہہ خراباتی کیون نہو لیکن وہ سجادہ
نشین بنجاتا ہے اور اگر خدانخواستہ قہری نسیم چلنے لگتی ہے تو اگرچہ کوئی لاکہہ سجادہ نشین کیون نہو مگر اوسے رحمت
سے دور کرکے خرابات مین ڈالدیتی ہے **منقول** ہے کہ ملک اختیار الدین ایبک حاجب کچہہ نقدی ہدیۃً شیخ الاسلام
قطب الدین قدس سرہ کی خدمت مین لایا اور نہایت عاجزی سے پیش کی شیخ الاسلام نے اوسے نگاہ قبول
سے نہ دیکہا اور جس بوریئے پر تشریف رکہتے تہے اوسکا ایک کونا اوٹہاکر ملک اختیار الدین کو دکہایا - دیکہتا
ہے کہ سونیکے ڈہیرون کا دریا پڑا بہہ رہا ہے زان بعد آپنے فرمایا کہ اسے لیجاؤ کیونکہ مین تمہارے لائے ہوئے ہدیہ
کی حاجت نہین رکہتا **منقول** ہے کہ شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری کے فرزندون کا اجمیر کی حدود مین

ایک گاؤن تہا جو ہمیشہ آباد ہونیکی وجہ سے معقول آمدنی دیتا تہا لیکن وہان کے تحصیلدار اور مقطعان مقررداشت مین مزاحمت کرتے تہے آخرکار شیخ کے فرزندون نے آپکو اسبات پر آمادہ کیا کہ دہلی جاکر بادشاہ سے مقررداشت لے آئین۔ خواجہ کو مجبورًا اجمیر سے دہلی آنا پڑا جب آپ دہلی مین آئے تو شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس ٹہرے شیخ قطب الدین قدس سرہ نے یہ حال معلوم کرکے خواجہ سے عرض کیا کہ بادشاہ کے پاس آپکے تشریف لیجانے کی ضرورت نہین ہے آپ مکان ہی پر تشریف رکہین مین جاکر مقررداشت لے آتا ہون چنانچہ جناب شیخ الاسلام حضرت شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ سلطان شمس الدین التمش کے پاس تشریف لے گئے۔ آپکے اس لیکایک اور دفعتہً شاہی دربار مین چلے آنے سے سلطان شمس الدین کو نہ صرف تعجب بلکہ تعجب کے ساتہ حیرت ہوئی کیونکہ آپ اس سے پیشتر کبہی سلطان کے پاس نہین گئے تہے بلکہ چند مرتبہ سلطان آپکی ملاقات کے لئے آیا تہا اور شرف ملاقات سے مشرف و ممتاز ہونے کی التماس بہی کی لیکن آپنے اوسے اپنے پاس آنیکی اجازت نہین دی۔ الغرض جب شمس الدین التمش سے آپکی ملاقات ہوئی تو اوسیوقت بادشاہ کے حکم سے مقررداشت کا فرمان لکہا گیا اور اوسکے ساتہ اشرفیون کی چند تہیلیان آپکی نذر کی گئین۔ اس مجلس مین رکن الدین حلوائی جو خطۂ اودہ کا مشہور و نامور حاکم تہا آیا اور شیخ سے بلندتر مقام پر بیٹہہ گیا۔ رکن الدین حلوائی کی یہ گستاخی بادشاہ کو سخت ناگوار گذری لیکن شیخ قطب الدین نے نور باطن سے بادشاہ کے تغیر مزاج کو معلوم کرکے فرمایا کہ یہ کوئی گستاخی اور بے ادبی کی بات نہین ہے بلکہ نفس الامر مین بات یہ ہے کیونکہ جب حلوا اور کاک ایک جگہ موجود ہون تو حلوے کو کاک کے اوپر رکہنے کا دستور ہے پہر اگر حلوائی کاکی سے اونچی جگہ بیٹہہ جائے تو کونسی گستاخی کی بات ہے۔ الغرض شیخ قطب الدینؒ بادشاہ سے رخصت ہوئے اور مقررداشت کا فرمان اور بادشاہ کا ہدیہ شیخ معین الدین رح کے روبرو رکہدیا۔ جب شیخ معین الدین نے خلق کے اوس اعتقاد اور شہرت کو جو شیخ قطب الدین کے بارہ مین تہی ملاحظہ فرمایا تو ایکدن آپنے شیخ الاسلام سے فرمایا کہ یہ تم نے کیا کر رکہا ہے تمہارا گمنامی اور گوشہ کے دائرے مین رہنا بہت بہتر اور انسب ہے شیخ قطب الدین نے عرض کیا کہ اس مین بندہ کا کوئی قصور نہین ہے یہانکے لوگون کا حسن ظن ہے۔

حضرت سلطان المشائخ سے لوگ نقل کرتے ہین کہ جب شیخ معین الدین اجمیر سے دہلی مین رونق افروز ہوئے تو اوس زمانہ مین شیخ نجم الدین صغرا بہی دہلی مین موجود تہے اور شیخ معین الدین اور شیخ نجم الدین مین مدت سے سلسلہ محبت قائم تہا چنانچہ جب شیخ معین الدین کو معلوم ہوا کہ شیخ نجم الدین دہلی مین موجود ہین تو آپ اونکی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اوسوقت شیخ نجم الدین اپنے مکان کے صحن مین چبوترہ بنوا رہے تہے

شیخ معین الدین کی نظر مبارک جب اونپر پڑی تو وہ اوس گرمجوشی اور محبت سے پیش نہین آئے جیسا کہ اس سے پیشتر آتے تھے شیخ معین الدین نے اونکی یہ بے توجہی دیکھکر فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلامی کی شہرت نے تمہارے دماغ کو برہم کر دیا ہے۔ شیخ نجم الدین نے جواب دیا کہ حضرت مین تو آپکا ویسا ہی مخلص اور بے ریا معتقد ہون جیسا پیشتر تہا لیکن آپنے اس شہر مین ایک ایسا مرید رکھہ چھوڑا ہے جس کے مقابلہ مین میری شیخ الاسلامی کوئی شخص جَو کے مقدار بہی شمار مین نہین لاتا۔ شیخ معین الدین نے یہ سنکر اول تبسم کیا پہر ارشاد فرمایا کہ تم پریشان وحیران مت ہو مین بابا قطب الدین کو اپنے ہمراہ لیئے جاتا ہون اوس زمانہ مین شیخ قطب الدین رح کے کمالات کی شہرت نہایت قوی اور مستحکم ہوگئی تہی اور گہر گہر چرچا پہیلا ہوا تہا۔ تمام اہل شہر کی پرشوق نظرین آپکے قدمون پر پڑ رہی تہین اور سب آپ ہی کی طرف متوجہ تہے۔ جب شیخ معین الدین در دولت پر تشریف لائے تو فرمایا بختیار تم ایکا ایکی اور دفعۃً اتنے مشہور ہوگئے ہو کہ خلق تمہارے ہاتہ سے شکایت کرنے لگی ہے اب تم یہان سے اٹہو اور میری ساتہہ چلکر اجمیر مین رہو تم بیٹہے رہنا اور مین تمہارے آگے کہڑا رہون گا۔ شیخ قطب الدین نے فرمایا۔ مخدوم! بہلا میری طاقت ہے؟ میرا اتنا بہی رتبہ نہین کہ مخدوم کے آگے کہڑا ہو سکون پہر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حضور کے سامنے بیٹہا رہون۔ الغرض اسکے شیخ قطب الدین جناب شیخ معین الدین کے ہمراہ روانہ اجمیر ہوئے۔ اس خبر سے تمام شہر دہلی مین ایک تہلکہ پڑ گیا اور ہر طرف کہرام مچگیا تمام اہل شہر سلطان شمس الدین کے ساتہ آپکے پیچہے نکلے جس جگہ شیخ قطب الدین رح قدم رکہتے تہے خلائق اوس جگہ کی خاک کو تبرکاً اوٹہا لیتی تہی اور انتہا درجہ کی بیقراری وزاری کرتی تہی۔ شیخ معین الدین رح نے جب یہ صورت دیکہی تو فرمایا۔ بابا بختیار! تم یہین رہو کیونکہ خلائق تمہارے جانے سے اضطراب وبیقراری مین ہے مین ہرگز اسبات کو جائز نہین رکہتا کہ بے شمار دل خراب وکباب ہون۔ جاؤ مین نے اس شہر کو تمہاری پناہ مین چہوڑا۔ پس سلطان شمس الدین نے شیخ کی سعادت قدمبوسی حاصل کی اور شیخ قطب الدین کے ہمراہ نہایت خوشی وشادمانی کے ساتہ شہر کیطرف متوجہ ہوا اور شیخ معین الدین رح نے اجمیر کی طرف عنان توجہ مبذول فرمائی۔

نکتہ چہارم شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی رح کے دار دنیا سے دار عقبیٰ مین انتقال کرجانے کے ذکر مین۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ عید کا دن تہا شیخ قطب الدین رح عیدگاہ سے لوٹ کر آتے تہے رستہ سے اوس مقام پر تشریف لے گئے جہان اب آپکا روضہ متبرکہ ہے اس سے پیشتر یہ زمین اُفتادہ اور غیر آباد تہی۔ یہان کوئی قبر تہی نہ گنبد نظر آتا تہا شیخ جب اوس مقام پر آئے تو کہڑے ہو کر متامل ہوئے آپکے عزیز واقارب نے جو برابر مین صف آرا تہے التماس کی کہ حضور! آج عید کا دن ہے اور خلق اسبات کی منتظر ہے کہ مخدوم گہر مین تشریف لاکر کہانا تناول فرماوین

آپکے یہان ٹہرنے اوراس قدر تاخیر کرنیکی کیا وجہ ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھے اس سرزمین سے اہل کمال کے دلون کی بو
آتی ہے۔ آپنے اوسی زمانہ مین اوس زمین کے مدعی کو بلایا اور خاص اپنے مال مین سے قیمت دیکر اوس زمین کو خرید لیا
اور فرمایا کہ میرا مدفن یہی زمین ہے۔ حضرت سلطان المشائخ جب اس جملہ پر پہونچے تو آپکو سخت رقت ہوئی آنکھون
مین آنسو بہر لائے اور فرمایا کہ شیخ الاسلام باوجود اس بلند اور رفیع مرتبہ کے فرماتے تہے کہ اس سرزمین سے اہل کمال
کے دلونکی بو آتی ہے دیکہنا چاہئیے کہ اس سرزمین مین کون کون لوگ پاؤن پہیلائے سوتے ہین۔ سلطان المشائخ
یہہ بہی فرماتے تہے کہ شیخ الاسلام قطب الدین قدس سرہ کو انتقال کے زمانہ مین چار شبانہ روز برابر تحیر رہا اور یہ قصہ یون ہوا
شیخ علی سکری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مین محفل سماع گرم تہی جس مین شیخ قطب الدین نور اللہ مرقدہ بہی موجود تہے
قوال یہ قصیدہ پڑہتا تہا ؎ کشتگان خنجر تسلیم را[ل] ٭ ہر زمان از غیب جان دیگر است ٭ شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز
مین اس بیت نے اس قدر اثر کیا کہ آپ مدہوش و متحیر ہوگئے۔ اسی حال مین گہر تشریف لائے اور چار رات دن برابر
یہی کیفیت طاری رہی جب آپکو کچہہ ہوش آتا تو اسی بیت کے اعادہ کرنے کا حکم فرماتے۔ حاضرین بار بار پڑہتے اور آپ
اوسیطرح تحیر مین محو ہوجاتے لیکن جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ نماز ادا کرتے پہر اوسی بیت کو پڑہواتے لوگ بار بار
پڑہتے اور شیخ الاسلام تحیر مین مستغرق ہوجاتے اور ایک عجیب و غریب حالت وجہ پیدا ہوتی۔ چار شبانہ روز یہی کیفیت
رہی اور انجام کار پانچوین رات اس فانی اور جلد گذرجانے والی دنیا سے عالم باقی کی طرف رحلت فرما ہوئے
شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ جس رات شیخ کا انتقال ہوا مین وہان موجود تہا جب شیخ کے انتقال
کا وقت قریب ہوا تو مجہے یونہی سی غنودگی آگئی اوس غنودگی مین۔ مین خواب مین دیکہتا ہون کہ شیخ اپنے مقام
سے نکلکر آسمان کی طرف جاتے ہین اور مجہسے فرماتے ہین بدر الدین! خدا کے دوستونکو موت نہین ہوتی جب مین
بیدار ہوا تو شیخ دار بقا کی طرف رحلت فرما چکے تہے۔ جس مجلس مین شیخ کا واقعہ ہوا تہا شیخ احمد نہروالی رحمۃ اللہ
علیہ بہی موجود تہے۔ کاتب حروف نے مولانا فخر الدین زرادی کے ایک رسالہ مین جو آپنے سماع کے بارہ مین تالیف
فرمایا ہے لکہا دیکہا ہے کہ شیخ قطب الدین (خدا اونکے مرقد کو روشن و منور رکہے) مجلس سماع مین عالم تحیر اور
مدہوشی مین محو ہوگئے تہے اوس زمانہ مین ایک نہایت تجربہ کار اور حاذق طبیب تہا جو شمس الدین کے لقب سے
پکارا جاتا تہا۔ جب شیخ کی یہ حالت ہوئی تو لوگون نے اوسے بلاکر کہا تاکہ مرض کی تشخیص کرے اور زحمت
کے مادے کو دریافت کرکے علاج کرے لیکن شمس الدین نے آپکی نبض پر ہاتہہ رکہتے ہی کہدیا کہ شیخ کو کوئی جسمانی

ل خنجر تسلیم کے مقتولون کو غیب سے ہر وقت ایک اور ہی روح عنایت ہوتی ہے ۱۲

ن لاحق نہین ہوا ہے بلکہ آپکی نبض مردمی پر دلالت کرتی ہے یعنے آپ کا باطن آتش محبت سے جل گیا ہے اور دل و جگر
ل چکا ہے۔ حقیقت مین طبیب مذکور اپنے اس قول مین نہایت سچا اور اس استدلال مین بہت ہی مصیب تھا۔ اسی
ہ مین جس شخص نے ذیل کے دو شعر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک مین کہے ہین وہ بہت ہی خوب
یعنی خیز ہین ؎ قَدْ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوَى كَبِدِي ؛ فَلَا طَبِيبَ لَهُ وَلَا رَاقِ ؛ اِلَّا الْحَبِيبُ الَّذِي قَدْ شُغِفْتُ بِهٖ
فَعِنْدَهُ رُقْيَتِي وَتِرْيَاقِ ؛ یعنے میرے جگر کو محبت کا ایسا ناگ ڈس گیا ہے جسکے لیے کوئی طبیب ہی کافی ہو سکتا ہے
ئی منتر ہی پڑھنے والا۔ البتہ جس دوست پر مین فریفتہ ہون اوسکے پاس میرا افسون اور تریاق ہے۔
ضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین بیان کرتے تھے کہ جس سنہ مین سلطان
س الدین التمش کا انتقال ہوا وہی سال شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز نے اس دار ناپائدار سے
عالم جاودانی مین انتقال فرمایا نیز اسی سنہ مین مولانا قطب الدین کاشانی نے بھی وفات پائی۔ اس نقل
حضرت سلطان المشائخ نے سلطان شمس الدین التمش کی تاریخ انتقال نکالی اور یہہ تاریخی بیت ارشاد فرمائی۔
؎ بسال ششصد و سی و سہ بود از ہجرت ؛ نماند شاہ جہان شمس دین عالمگیر ؛ لیکن شیخ الاسلام قطب الدین
ن سرہ کا انتقال چودہوین ربیع الاول سنہ مذکور کو واقع ہوا ہے۔ کاتب حروف نے ایک بزرگ کی زبان سے
ہے کہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار نور اللہ مرقدہ کے انتقال کے بعد پوری دس سال تک قاضی حمید الدین
ری رحمۃ اللہ علیہ زندہ رہے لیکن جب آپکی وفات کا زمانہ قریب آیا تو حاضرین کو وصیت کی کہ مجھے شیخ قطب الدین
پائنتی مین دفن کرنا چنانچہ جب آپکا انتقال ہوا تو قاضی حمید الدین ناگوری کے فرزندون کی ہرگز خوشی نہی
کو شیخ قطب الدین کے قدمون مین دفن کرین لیکن قاضی صاحب کی وصیت نے اونہین مجبور کر دیا انجام کار
تا بحث و بحث کے بعد شیخ کے قدمون مین قاضی صاحب دفن کیے گیے۔ لیکن آپکے فرزندون نے قبر کا چبوترہ
کے روضہ متبرکہ سے کسیقدر اونچا بنوایا قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزندون سے خواب مین کہا
نے میری قبر کا چبوترہ بلند کر کے مجھے جناب شیخ الاسلام قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے روے مبارک کے
شرمندہ کیا۔ مجھے تمہارے اس خلاف ادب فعل کیوجہ سے شیخ الاسلام کے سامنے اسقدر ندامت ہوئی
کہ آپکے آگے سر اُٹھا نہین سکتا۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے ان دونون تربتون کے درمیان
جناب شیخ الاسلام قطب الدین قدس سرہ کی پائنتی اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے سرہانے

۶۳۳ھ ہجری مین شاہ جہان۔ شمس دین۔ عالمگیر۔ یعنے شیخ الاسلام نے وفات پائی۔ ۱۲

بار ہا نماز پڑہی ہے اور بہت ہی ذوق وراحت پائی ہے۔ ازان بعد آپنے فرمایا کہ یہ اثر قبرون اور مکانات کا نہین ہے بلکہ ان دونون بزرگون کا اثر ہے کیونکہ ایکطرف ایک شاہ اسلام پڑا سوتا ہے اور دوسری طرف دوسرا بادشاہ دین آرام فرما ہے

ازانجملہ عارفون کے سلطان عاشقون اور محققون کے تاج۔ اصحاب دین کے پیشوا۔ ارباب یقین کے مقتدا۔ عالم گمنامی وعزلت کے گوشہ نشین بستر دوست کے مخزن۔ اقلیم اعظم کے سردار۔ اقطاب عالم کے قطب یعنے شیوخ العالم **شیخ فرید الدین** شکر بار مسعود گنجشکر اجودہنی چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ہین جو فقرا ومساکین کے پناہ اور سلیمان گاری کے فرزند رشید ہین اور جو ابدی سعادت اور سرمدی دولت سے مالا مال ہین۔ شیخ فرید الدین قدس سرہ اتقا وپرہیز ورع وزہد ترک دنیا تجرید عشق ویکا شوق وذوق اور کلام محبت کے اشارات ورموز مین بے نظیر زمانہ اور اپنے عہد دولت مہد مین یگانہ تہے۔ میدان کرامت اور عالم دین کے سردارون سے سبقت لے گئے تہے اور اپنی بے مثل شہرت مین مستثنٰی وممتاز تہے۔ آپ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی کے معزز خلیفہ تہے اور اونکے باجاہ وجلال اور عظمت وبزرگی کے دربار سے عام اور مطلق اجازت رکہتے تہے آپ ایسے عالی ہمت اور بلند درجہ بزرگ تہے کہ بجز عشق الٰہی کے کبہی دنیاوی و اخروی نعمت کی طرف کبہی ذرا التفات نہین کیا۔ آپکی ذات مبارک ایسے عہد مین وجود کے لباس سے آراستہ ہوئی تہی جبکہ تمام عالم باغ ارم کی طرح آراستہ وپیراستہ تہا۔ اگرچہ آپ ایک ایسے با رونق شہر یعنے دہلی مین تشریف رکہتے تہے جو تمام دنیا مین قبہ اسلام سمجہا جاتا تہا بے شمار مشائخ واہل کمال جو مقامات وکرامات کے دروازے کہولتے اور بند کرتے تہے اور علماء جو باریک اور دقیق معانی استنباط کرتے تہے موجود تہے۔ نیز متوسط درجہ کے لوگ نہایت ترفہ اور عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتے تہے یہانتک کہ اوس راحت خیز اور نشاط انگیز زمانہ مین خلائق مین سے کسی شخص اور کسی گروہ کو بجز خوشدلی اور فراخ عیشی کے کوئی کام نہ تہا ایسے مناسب اور خوشگوار زمانہ مین اس عالم حقیقت کے بادشاہ نے سب سے انقطاع اختیار کر لیا تہا اور کلیۃً دوست حقیقی کی طرف متوجہ ہو گیا تہا۔ اس پاک نفس بزرگ نے ایسے سرسبز وپر رونق شہر کو چہوڑ کر شیران دین کی طرح بیابان وجنگل مین سکونت اختیار کی تہی اور درویشانہ روٹی فقیرانہ جامہ پر قناعت کر لی تہی۔ ہرچند اپنے تئین مخفی ومستور رکہنا چاہتے تہے لیکن آپکے حسن معاملہ کا شہرہ اور فضیلت وبزرگی کا آوازہ دنیا جہان مین پہونچگیا تہا اور قیامت کے دن تک جسطرح آپکی شہرت کا غلغلہ ملاء اعلٰی کے کانون مین گونجتا ہے اوسیطرح اس جہان مین بہی باقی ودائم رہے گا اور تمام عالم آپکے اور آپکے فرزندون کے وجود باجود کے نام سے جن مین سے ہر ایک دریائے کرامت کا نہایت چمکدار اور تابان موتی تہا اور خاندان رحمت مین سے ایک روشن ومنور

چراغ تہا۔ ہزاروں مخلص اور بے ریا معتقدوں کے نام سے جو آپکے شرف اقبال سے متصل ہیں قیامت کے دن تک منور و روشن ہیگا ایک بزرگ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ **شعر** اَلبَدرُ یَطلَعُ مِن فَرِیدِ جَبِینِہٖ ٭ وَالشَّمسُ تَغرُبُ فِی شَقَایِقِ خَدِّہٖ ٭ مَلِکُ الجَمَالِ بِاَسرِہٖ فَکَاَنَّمَا ٭ حُسنُ البَرِیَّۃِ کُلِّہٖ مِن عِندِہٖ ٭ یعنی اوسکی نرالی اور انوکہی پیشانی سے چودہویں رات کا چاند طلوع کرتا ہے اور اوسکے رخسارہ کی سرخی میں آفتاب غروب ہوتا ہے وہ تمام حسن کا بادشاہ ہے اور کل مخلوق کو حسن اوسی طرف سے ملا ہے۔ **مثنوی**۔

اے سرور اولیائے عالم	اے قبلۂ اصفیائے اکرم	روئے تو کہ آفتاب حسن ہست	پیدا شدہ ز و ضیائے عالم

ہرچند کہ یہ بیچارہ کاتب حروف آپکے دریائے اوصاف میں غوطہ لگاتا ہے لیکن اوسکی تہ اور گہرائی کو نہیں پاتا۔ ایک بزرگ نے خوب کہا ہے۔ **مصرع** بدریائے در افتادم کہ پایانش نمی بینم ٭ اس فقیر کی کہان مجال ہے کہ اس بادشاہ اہل الیقین کی جمالِ ولایت کے اوصاف بیان کر سکے اسلیئے بجز اسکے اور کوئی چارہ نہیں کہ آپکے اوصاف سے درگذر کرکے دعا کرے **رباعی**۔ جہان تا قیامت بنام تو باد ٭ فلک با مہ و خور غلام تو باد ٭ بکام دل و جان عاشق تو ٭ شراب محبت ز جام تو باد ٭

پہلا نکتہ شیخ العالم شیخ فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے حسب نسب کے بیان میں۔ یہ بادشاہ اہل دین فرخ شاہ عادل بادشاہ کابل کی شریف و نجیبہ خاندان کا روشن چراغ ہے غزنی کی حکومت سے پیشتر مملکت دنیا کی باگ فرخ شاہ کے ہاتہ میں تہی اور تمام اقلیموں کے بادشاہ اور حکمران آپکے مطیع و فرمانبردار تہے لیکن گردش حجب فلکی نے کابل پر سایہ ڈالا اور زمانہ کے حوادثات و آفات اوسمین دخیل ہوئے تو کابل کی حکومت و سلطنت شاہان غزنی کے ماتحت ہو کر رہی مگر ابہی تک کابل کے قدیم فرمان روا فرخ شاہ کی اولاد دیار کابل میں اپنے املاک و اسباب میں مشغول تہے اور نہایت امن و امان اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے تہے یہانتک کہ چنگیز خان نے خروج کیا اور اپنی سفاک و خونخوار تلوار سے ایران و توران کو زیر و زبر کرتا اور تاخت و تاراج کرتا ہوا سلطنت غزنی کی طرف بڑہا اور ایک عظیم الشان اور خونریز لشکر کیساتہہ غزنی پر حملہ آور ہوا اور جب کابل میں پہونچا تو ان شہروں کو بہی خراب و تباہ کر ڈالا شیخ شیوخ العالم حضرت فرید الدین قدس سرہ کے جد بزرگوار نے کفار کی جنگ میں شہادت کا جام شیرین منہ سے لگایا اور یہ جلیل القدر خاندان کابل کو خدا حافظ کہکر باہر نکل آیا شیخ فرید الدین قدس سرہ کے بزرگوار دادا قاضی شعیب اپنے تین فرزندوں اور تمام خویش و اقارب اور اتباع و خدام کو ہمراہ لیکر لاہور میں تشریف لائے اور قصبہ قصور میں نزول فرما ہوئے۔ قصور کا قاضی جو عدل و انصاف اور مروت و مردمی میں اوس زمانہ کے قاضیوں کا ذریعہ فخر اور

اور باعثِ عزت سمجھا جاتا تھا۔ اگرچہ پہلے ہی شیخ شیوخ العالم کی محترم خاندان کی عظمت و بزرگی کا شہرہ سن چکا تھا لیکن اب جو اوس نے ان بزرگون کو دیکھا تو جس شہرت کے ساتھ انکا نام سنا تھا اوس سے ہزار درجہ زیادہ وقعت اوسکے دلمین پیدا ہوگئی۔ حکیم خواجہ سنائی کیا خوب فرماتے ہین بیت آنچہ گوش از کمال خواجہ شنید چشم از و صد ہزار چندان دید؛ قاضی نے ان بزرگوارون کی تشریف آوری کو اپنی ابدی سعادت اور سرمدی دولت خیال کی اور انتہا درجہ کی تعظیم سے پیش آیا۔ بڑی فیاضی اور فراخ حوصلگی سے امیرانہ دعوت کی اور مہمان نوازی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا اور اسکے ساتھ ہی اس خاندان کے ان بزرگون کے مختصر حالات جو کمال علم اور جمال حلم سے آراستہ تھے نیز اونکی خاندان کی عظمت و کرامت کا ذکر شاہِ وقت کو لکھا بادشاہ نے ایک فرمان نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ اون بزرگون کی خدمت مین روانہ کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ دینی و دنیاوی تعلقات مین سے جو تعلق ان بزرگوارون کی پسندِ خاطر ہو اوسے شوق سے اختیار کرلین میری طرف سے ہر بات کی اجازت ہے اور جس مین آپ لوگ راضی ہون اوسیکو مین بھی پسند کرتا ہون مصرعہ رضائے دوست مقدم بر اختیارِ من است؛ شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس سرہ کے بزرگوار دادا قاضی شعیب نے فرمایا کہ ہمین دنیاوی کوئی عمل مطلوب نہین کیونکہ جو چیز ہمارے ہاتھہ سے نکل گئی ہم اوسکے درپے نہین ہوتے لیکن بڑی حیث بحث کے بعد آخر کار کھتوال[۱] کی قضاۃ کا ممتاز و معزز منصب قاضی شعیب قدس سرہ کے سپرد کیا گیا (کھتوال ملتان کے قریب ایک مشہور موضع ہے) اور آپ نے اس موضع مین سکونت اختیار کی حق تعالی نے اس واجب الاحترام اور بزرگ خاندان سے یہ مقدس بادشاہ پیدا کیا یعنے جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والشرع والدین قدس سرہ العزیز کو فطرت نے اسلیے پیدا کیا کہ مملکت ہندوستان کی خلائق کو جو ایک زمانہ دراز سے ظلمت و معاصی کے دریا مین غرق تھی اور جسپر کفر و شرک کی ظلمت خیز تاریکی کا سناٹا چھایا ہوا تھا دستگیری کرین اور اندھیرے گڑھون مین سے نکالکر شارع عام پر لائین۔ دوسرا نکتہ شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس سرہ کی گوشہ نشینی اور گمنامی اختیار کرنے اور مشغول بحق ہونے اور شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس سرہ العزیز کے ملاقات کرنے اور آپکی ارادت کا حلقہ کان مین ڈالنے کے بیان مین۔ منقول ہے کہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ عنفوان جوانی کے زمانہ مین جو قوت و کامرانی کا زمانہ ہے۔ خدا تعالی کی عبادت و محبت مین مشغول تھے اور دفعتہً تمام دنیاوی علائق ترک کردیئے تھے

[۱] کھتوال ایک ... قصبہ ... [illegible] ... اور ... [illegible]

[۱] کانون نے خواجہ کے جس قدر کمالات سنے تھے آنکھون نے اوس سے لاکھہ درجہ زیادہ دیکھا ۱۲

آپنے خویش واقارب سے ملنا جلنا بالکل چھوڑ دیا تہا اور دوست ودشمن سے علیحدگی اختیار کرلی تہی بیت[۵۱] ہر کسے را
بجہان خویشی وپیوندی ہست ؛ غم تو خویش من وعشق تو پیوند من است ؛ امیر خسرو بہی فرماتے ہین بیت[۵۲] اگر تو
باغم لیلی سر رغبت خویشی داری ؛ چو مجنون فرد باید شد ہم از خویش وہم از بیگان ؛ چونکہ آپکی نیت صادق تہی
اور حق تعالی نے روز ازل سے آپکی تقدیر مین لکہدیا تہا کہ ایک جہان قیامت تک آپکے سایۂ دولت مین آسائش
پائیگا اور آخرت مین نجات ابدی حاصل کریگا اسلیئے جناب شیخ الاسلام قطب الدین قدس سرہ دست بوسی کی دولت اور
ملاقات کی سعادت آپکو نصیب کی۔ خدا تعالی ہمین ان دونون بزرگوارون کی شفاعت نصیب کرے۔ چنانچہ شیخ
نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جبکہ شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس سرہ تعلیم ہی مین مصروف تہے کہ آپکے تعلیم
وتجرد اور تقید کا شہرہ تمام عالم مین پہیلگیا تہا اور ذہانت وطباعی کا چرچا گہر گہر زبان زد تہا شدہ شدہ آپکی شہرت
کا آوازہ شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا نور اللہ مرقدہ کے مبارک کان مین پہونچا اور آپکے اشتیاق ملاقات کی آگ
یہان تک بہڑکی کہ عزم بالجزم کرلیا کہ جسطرح بن پڑے شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز سے ملون اسی
اثنا مین شیخ فرید الدین قدس سرہ تعلیم پانے کی غرض سے ملتان مین تشریف لیگئے کیونکہ اس زمانہ مین ملتان تمام
عالم کا قبۂ اسلام تہا اور علوم وفنون کا مرکز بنگیا تہا بڑے بڑے مشاہیر علما اور بے نظیر فضلا یہان موجود تہے
اور ہر طرف طلبہ کے لیئے درسگاہین کہلی ہوئی تہین شیخ شیوخ العالم ملتان مین پہونچکر ایک مسجد مین نزول فرما
ہوئے اور وہین رہنا اختیار کیا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ آپ مسجد مین قبلہ رخ بیٹہے ہوئے کتاب نافع کا سبق ازبر
کرنے مین مشغول تہے اتفاق سے ان ہی ایام مین شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز اوش سے ملتان
مین تشریف فرما ہوئے اور اسی مسجد مین جہان شیخ شیوخ العالم فروکش تہے نماز کے واسطے تشریف لائے شیخ
شیوخ العالم کی نظر جونہی شیخ قطب الدین کی تابان ودرخشان پیشانی پر پڑی نہین معلوم کہ کیا دیکہا فوراً تعظیم کے
لیئے سروقد کہڑے ہوگئے اور نہایت ادب کے ساتہ خاموش بیٹہ گئے۔ شیخ الاسلام قطب الدین جب تحیۃ المسجد کے دوگانہ
سے فارغ ہوئے تو شیخ شیوخ العالم کو دیکہکر فرمایا مسعود! تم کیا پڑہتے ہو۔ عرض کیا۔ کتاب نافع فرمایا کیا تم
جانتے ہو کہ کتاب نافع سے تمہین نفع حاصل ہوگا۔ شیخ شیوخ العالم نے لجاجت آمیز لہجہ مین جواب دیا کہ خادم کو حضور کی
سعادت بخش کیمیا اثر نظر سے نفع حاصل ہوگا یہ کہکر شیخ شیوخ العالم ایک بے اختیارانہ جوش اور مضطربانہ مسرت کے ساتھ

---

۵۱ ہر شخصکو اہل دنیا سے خویشی اور تعلق ہے لیکن مجہے تیرے غم سے خویشی اور تیرے عشق سے تعلق ہے ۱۲
۵۲ اگر تو لیلی کے غم کے ساتہ خویشی کی رغبت رکہتا ہے تو مجنون کی طرح خویش وبیگانہ سے علیحدگی اختیار کر۔ ۱۲

اوٹھہ کہڑے ہوئے اور شیخ الاسلام قطب الدین کی قدمبوسی کی سعادت حاصل کی اور اپنا سر شیخ کے قدموں میں ڈال دیا۔ آخرکار شیخ نے آپسے ملاقات کی اور جو کچھہ تلقین کرنا تہا اوسی جلسہ مین کردیا۔ اسی اثنا مین شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا بحکم اَلقَادِمُ یُزَارُ شیخ الاسلام قطب الدین کے دیکھنے کے لیئے اوسی مسجد مین تشریف لائے جہان شیخ قطب الدین اور شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہما العزیز موجود تہے۔ تینون حضرات نے باہم ملاقات کی لیکن جب شیخ الاسلام چلنے کے لیئے اوٹہے تو شیخ الاسلام بہاؤ الدین قدس سرہ نے جناب شیخ الاسلام قطب الدین کی جوتیان اپنے مبارک ہاتہ سے سیدہی کین (یہ مشائخ کبار مین ایک دستور رائج ہے کہ جب کسی سے معذرت کرنا چاہتے ہین تو اوسکی جوتیان سیدہی کردیتے ہین) الغرض اوسوقت شیخ الاسلام قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز عازم شہر دہلی ہوئے اور شیخ شیوخ العالم فرید الدین بہی آپکے ہمراہ شہر دہلی مین آئے۔ یہان آکر شیخ قطب الدین بختیار کی دولت بیعت سے مشرف ہوئے **منقول** ہے کہ جس مجلس مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے جناب شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کی خدمت مین بیعت کی ہے تو قاضی حمید الدین ناگوری اور مولانا علاؤ الدین کرمانی اور سید نور الدین مبارک غزنوی اور شیخ نظام الدین ابوالموید اور مولانا شمس الدین ترک اور خواجہ محمود موئینہ دوز اور انکے علاوہ اور بہت سے وہ عزیز جنکی نظر مبارک مین عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک کی تمام چیزین موجود تہین اوس مجلس مین حاضر و موجود تہے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ بیعت کرنیکے بعد چندروز تک شیخ الاسلام قطب الدین کی خدمت مین دہلی ہی مین رہے اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کی عبادت و بندگی مین مصروف رہے حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین (خدا اونکے مرقد کو پاک و ستہرا رکہے) اپنی پیر شیخ الاسلام قطب الدین کی خدمت مین دو ہفتہ رہتے۔ اور دو ہفتہ کے بعد تشریف لیجاتے۔ بخلاف شیخ بدر الدین غزنوی اور دیگر عزیزون کے کہ وہ ہمیشہ شیخ کی خدمت مین رہتے گویا سلطان المشائخ کی اس تقریر کا خلاصہ یہ مصرعہ ہے جو اسباب مین آپکی زبان مبارک پر جاری ہوا **مصرع** بیرون درون یہ کہ درون بیرون ۔

تیسرا نکتہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے مجاہدہ اور اوس طرز و روش کے ذکر مین جس مین آپ ابتداء عمر سے انتہاء زندگی تک مصروف رہے قدس اللہ سرہ العزیز۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جس زمانہ تک شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز شہر مین رہتے تہے۔ شیخ بدر الدین غزنوی کے وعظ مین حاضر ہوتے تہے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ شیخ بدر الدین غزنوی نے بر سر منبر شیخ شیوخ العالم فرید الحق

والدین کی تعریف کی اور چند وزنی و قیمتی جملے آپکی نسبت بیان کیئے لیکن حاضرین مجلس کو ابھی تک یہ معلوم نہین ہوا کہ شیخ بدر الدین کسکی تعریف کر رہے ہین کیونکہ شیخ شیوخ العالم کی ظاہری حالت بالکل ردّی تہی تمام کپڑے پہٹے ہوئے تہے اور اسکے ساتہہ نہایت میلے کچیلے تہے۔ جب وعظ کا سلسلہ ختم ہوگیا تو آپ باہر تشریف لائے اور ایک شخص نے نیا کُرتا پیش کیا شیخ شیوخ العالم نے اپنا پہٹا ہوا کُرتہ اوتارا اور بجائے اوسکے نیا زیب بدن فرمایا لیکن تہوڑی دیر نہ گذری تہی کہ آپنے اوسے جسم مبارک سے اوتار کر شیخ نجیب الدین متوکل کو دیدیا اور فرمایا جو ذوق و شوق مین اوس پہٹے ہوئے کرتے مین پاتا ہون اس نئے کرتے مین نہین پایا۔ الغرض جب آپ شیخ الاسلام جناب شیخ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے منصب خلافت کے ساتہ مخصوص و ممتاز ہوئے تو خلق نے چارون طرف سے آپ پر ہجوم کیا اور لوگ جوق جوق آنے لگے لیکن چونکہ آپکو اپنے تئین مخفی و مستور رکہنا مد نظر تہا اسلیئے شہر دہلی سے باہر نکلکر ہانسی مین تشریف لے گئے اور وہان سکونت اختیار کی۔ ریاضت و مجاہدہ اور ظاہر و باطن کی مشغولی مین مصروف ہوئے لیکن اب بہی اپنے تئین مستور رکہتے تہے اور اسبارے مین بہت کچہ کوشش کرتے تہے کہ کوئی شخص آپکے احوال سے مطلع نہو کسی سے ملنے جلنے کا تذکرہ الگ رہا یہی وجہ تہی کہ مولانا نور علی ترک اور دیگر علما تعصب و حمیت کی وجہ سے آپکو ناصبی اور مرجی کہتے تہے حالانکہ آپکا دامن اس قسم کی آلودگیون سے بالکل پاک صاف تہا۔ آپ کا زہد و اتقا اور تورع و احتیاط اس سے کوسون دور تہی جیسا کہ حضرت سلطان المشائخ نے آپکی فضیلت و بزرگی کی نسبت بہت سے مرتبے وزنی ریمارک کیئے ہین جنہین امیر حسن نے فوائد الفواد مین مفصل لکہا ہے۔ الغرض یہ بزرگ ہانسی مین پہونچے اور لوگونکو وعظ و نصیحت کی شیخ شیوخ العالم ایکدفعہ مولانا نور علی ترک کی مجلس مین تشریف لے گئے۔ آپکے جسم کے کپڑے نہایت میلے کچیلے اور زیادہ تر پہٹے ہوئے تہے۔ جون ہی مولانا نور علی ترک کی نظر شیخ شیوخ العالم کی جمال ولایت پر پڑی فوراً بول اوٹہا کہ اے مسلمانو بات کا پرکہنے والا اور کہرے کہوٹے کا جانچنے والا آپہونچا ہے اسکے بعد اوسنے آپکی وہ مدح بیان کی جیسے اولو العزم اور عظیم الشان بادشاہونکی بیان کیا کرتے ہین۔ ہانسی مین جب شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کی عظمت و کرامت خلق پر روشن و ہویدا ہوئی تو پہر آپ یہان سے کہتوال کی طرف متوجہ ہوئے جو آپکے آباو اجداد کا قدیم وطن تہا اور ایک زمانہ دراز تک وہان مشغول بحق رہے حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جس زمانہ مین شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز ملتان سے شہر دہلی مین آتے تہے اوسوقت جب کہتوال مین پہونچے تو لوگون سے دریافت کیا کہ یہان کوئی ایسا درویش ہے جسے مین دیکہون حاضرین نے جواب دیا کہ ہان شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ایک قاضی زادہ ہے جو کہتوال کی عیدگاہ کی پشت کے پیچہے مشغول بحق رہتا ہے چنانچہ شیخ جلال الدین۔ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الدین

کی ملاقات کے قصد سے اوس طرف روانہ ہوئے۔ رستہ مین ایک شخص نے ایک انار شیخ جلال الدین کی خدمت مین پیش کیا
شیخ جلال الدین انار ہاتھہ مین لیے ہوئے شیخ شیوخ العالم فرید الدین کی خدمت مین آئے اور ملاقات کرنے کے بعد بیٹھہ گئے
شیخ جلال الدین تبریزی نے انار توڑکر کہانا شروع کیا۔ چونکہ شیخ شیوخ العالم فرید الدین روزہ سے تھے اسلیے
آپ انار کہانے مین شریک نہ ہوسکے۔ شیخ شیوخ العالم کا تہ بند جا بجا سے پہٹا ہوا تہا اس ملاقات اور گفتگو کے وقت
جس وقت ہوا چلتی تہی شیخ شیوخ العالم فرید الدین اپنے دامن سے تہ بند کے اوس پہٹے ہوئے مقام کو ڈہانک لیتے
تھے شیخ جلال الدین نے یہ بات معلوم کرکے فرمایا کہ فرید الدین! بخارا مین ایک درویش تعلیم مین مشغول تہا جسپر
سات سال ایسے گذرے جن مین اوسے ثابت تہ بند نصیب نہین ہوا صرف ایک جانگہ تک پہنے پہرتا تہا تم اطمینان رکہو دیکہو
کیا ہوتا ہے۔ یہانتک پہونچکر حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ جلال الدین کی مراد اس درویش سے خود
اپنی ذات تہی۔ الغرض جب شیخ جلال الدین نے سارا انار کہالیا اور شیخ فرید الدین نے روزہ افطار نہ کیا تو
شیخ جلال الدین آپسے رخصت ہوکر چلے آئے اوسوقت شیخ فرید الدین نے افسوس کیا کہ کاش مین روزہ افطار
کرلیتا اور شیخ جلال الدین کے انار مین شریک ہوجاتا۔ اتفاق سے اوسی انار کا ایک دانہ زمین پر گر پڑا تہا جسے
شیخ نے اوٹہا کر پگڑی کے ایک کونے مین باین نیت باندہ لیا کہ شام کو اسی دانہ سے روزہ افطار کرونگا
چنانچہ جب شام ہوئی تو آپنے اوسی دانہ انار سے روزہ افطار کیا۔ دانہ جو ہین اندر پہونچا آپکے دل مین ایک
روشنی سی پیدا ہوگئی اس سے آپکو اور بہی افسوس ہوا کہ مین نے زیادہ کیون نہین کہایا۔ جب شیخ شیوخ العالم
فرید الدین قدس سرہ شہر دہلی مین جناب شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کی خدمت مین آئے اور آپ سے ملاقات
کی تو فرمایا۔ مسعود! تم اطمینان رکہو جس انار کے دانہ مین تمہارا حصہ مضمر تہا اور جسکا تمہین پہنچنا مقصود تہا وہ
تمہین پہنچا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب شیخ شیوخ العالم کا شہرہ و آوازہ عالمگیر ہوگیا اور دنیا کے وضیع و شریف نے
آپکے قدمون پر اپنا موہنہ رکہدیا اور ملتان کی مخلوق نے آپکی طرف توجہ کی کیونکہ موضع کہتوال ملتان سے بہت
نزدیک تہا تو آپ وہان سے اجودہن مین تشریف لیے لائے جو ایک غیر مشہور اور مجہول مقام تہا۔ ایک روایت کے مطابق
اٹھارہ سال اور ایک روایت کے موافق چوبیس سال۔ غرضکہ آخر عمر تک اجودہن ہی مین سکونت رکہی اور وہ
مجہول اور غیر معروف مقام آپکی وجود مبارک سے ہندوستان اور خراسان کا قبلہ بنگیا بلکہ قیامت تک بیکسون
اور بیچارون کی پناہ کی جگہ اور حاکمون اور بادشاہون کا ٹہکانہ ہوگیا۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے
کہ شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز چند روز تک ہانسی مین سکونت پذیر رہے لیکن چونکہ

آپ علم کا بہت بڑا حصہ رکہتے تہے اور علم کو عمل کے ساتہ ہمیشہ وابستہ رکہتے تہے اسوجہ سے آپکی غیر معمولی شہرت چارون طرف پہیل گئی اور آپ ابتدا سے زیادہ مشہور و معروف ہوگئے۔ جب ہانسی مین آپکا شہرہ پہیلگیا تو وہان سے کہتوال مین چلے آئے جو ایک مجہول اور غیر مشہور مقام تہا اور جہان معاش کے اسباب بمشکل حاصل ہوتے تہے لیکن چونکہ یہ مقام ملتان سے نزدیک تہا آپ یہان بہی مخفی و پوشیدہ نرہسکے بارہا آپکے دل مین آیا کہ اس مقام کو بہی چہوڑ دون اور لاہور چلا جاؤن جو غیر آباد اور خراب جگہ ہے اور جہان پانی جاری ہے لیکن یہ ارادہ پورا نہ ہوا پہر بہی آپ آخر عمر مین اجودہن چلے گئے اور یہین تمام عمر بسر کردی۔ اس حکایت کے نقل کرنے سے صرف اسبات کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ شیخ شیوخ العالم نے اپنے تئین ہمیشہ مخفی و پوشیدہ رکہنا چاہا اور شہرت دینے مین ذرا کوشش نہ کی آپکی زبان مبارک پر بارہا یہ بیت جاری ہوتی تہی ؎ ہرکہ دربند نام و آوازہ است ٭ خانۂ او برون دروازہ ہست[1] ٭ حضرت سلطان المشائخ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ شیخ علی جو خطہ میرٹ مین سکونت پذیر تہے اور وہی اون کا موطن اور مقام پیدایش تہا۔ ہانسی مین آئے جس زمانہ مین شیخ علی یہان پہونچے ہین اون دنون شیخ شیوخ العالم روزہ داودی رکہتے تہے یعنے ایکدن روزہ سے ہوتے اور ایکدن افطار کرتے تہے جو دن آپکے افطار کا تہا شیخ علی کو اپنے ہان مہمان رکہا اور دونون بزرگون نے ساتہ بیٹہکر کہانا تناول کیا۔ اسی اثنا مین شیخ علی نے دلمین کہا کہ اگر شیخ شیوخ العالم صائم الدہر ہوتے اور ہمیشہ روزہ رکہتے تو بہت اچہا ہوتا اسبات کا شیخ علی کے دلمین گذرنا تہا کہ شیخ شیوخ العالم نے نور باطن سے فوراً معلوم کرلیا کہانے سے ہاتہہ اوٹہا کر فرمایا کہ خدا کے خاص اور برگزیدہ لوگون کے دلمین اسوقت جو کچہہ گذرا مین نے اوسے معلوم کرلیا۔ اب سے مین ہمیشہ روزہ ہی رکہا کرون گا۔ جب سلطان المشائخ سے لوگون نے دریافت کیا کہ کیا شیخ الاسلام قطب الدین صائم الدہر تہے فرمایا یہ بات تحقیق نہین ہوئی۔ غالباً آپ صائم الدہر نہ تہے کیونکہ اگر آپ ہمیشہ روزہ رکہا کرتے تو شیخ شیوخ العالم فرید الدین ابتدا ہی سے اسمین آپکی پیروی ضرور کرتے۔ حضرت سلطان المشائخ نے جہان شیخ بدر الدین غزنوی کا ذکر کیا ہے وہان یہ بہی فرمایا ہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا اور ہی کام تہا اونہون نے خلق اور آبادی کو ترک کرکے دشت و بیابان اختیار کیا اور لوگون کے میل جول سے علیحدگی کرکے عزلت و گوشہ نشینی پسند کی تہی آپ اجودہن جیسے غیر آباد مقام مین سکونت پذیر تہے اور درویشانہ روٹی پر قناعت کرلی تہی روٹی کے ساتہ صرف وہی چیزین کہاتے تہے جو اون شہرون مین پیدا ہوتی ہین جیسے پیلو وغیرہ۔ باوجود اسکے پہر بہی خلق

[1] جو شخص نام و شہرت کے فکر مین ہے اوسکا گہر دروازہ کے باہر ہے۔ ۱۲

آمد ورفت کی کوئی حد اور اندازہ نہ تھا آپکے گھر کا دروازہ آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ وقت میں بند ہوتا تھا یعنی ہر وقت دروازہ کھلا رہتا تھا اور خدا کے فضل وکرم سے ہر قسم کا کھانا اور ہر طرح کی نعمت موجود رہتی تھی جس سے آنے جانے والے لوگ بہرہ مند ہوتے تھے جو شخص آپکی خدمت میں حاضر ہوتا کھانے سے سیر اور نعمت سے مالامال ہو کر جاتا عجب قوت اور عجب زندگانی تھی جو بنی آدم میں سے کسیکو میسر نہین ہوئی اگر آپکی خدمت مین کوئی ایسا شخص حاضر ہوتا جو اس سے پیشتر کبھی حاضر نہ ہوا تھا اور ایک شخص جو چند سال سے آپکا آشنا و شناسا ہوتا تو آپکے ساتھ گفتگو کرنے مین دونون برابر ہوتے اور شیخ کی توجہ دونون کے ساتھ مساوی درجہ کی ہوتی یعنے آپ کا خلق صرف آشناؤن اور روشناسون ہی کے ساتھ محدود نہ تھا بلکہ آپ اجنبی شخص کے ساتھ بھی اونہین عام اخلاق سے پیش آتے تھے جنکا آشناؤن کے ساتھ برتاوا ہوتا تھا۔ ازان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مین نے مولانا بدرالدین اسحاق سے سنا ہے وہ کہتے تھے شیخ شیوخ العالم کا خادم تھا اور ہر وقت آپکی خدمت مین کمربستہ رہا کرتا تھا۔ جو کچھ ہوا کرتا مخدوم مجھسے فرمادیا کرتے اور جس کام کی طرف میری رہنمائی کرتے۔ ظاہر و باطن مین ایک سخن ہوتے کبھی ایسا نہین ہوا کہ خلوت مین کوئی بات کہی ہو یا کسی کام کا حکم فرمایا ہو اور ظاہر مین اوسے نہ کہا ہو۔ غرضکہ آپ ظاہر و باطن ایک ہی طریقہ رکہتے تھے اور یہ عجائب زمانہ ہے حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز اکثر اوقات شربت سے روزہ افطار کیا کرتے تھے شام کے وقت آپکے خدام شربت کا ایک پیالہ لاتے جس مین کبھی کبھی تھوڑے سے خشک انگور بھی ملے ہوئے ہوتے تھے آپ اوس شربت مین سے نصف بلکہ دو تہائی حصہ اون تمام لوگون کو تقسیم کر دیتے تھے جو اوس وقت حاضر ہوتے تھے اور ایک تہائی حصہ جو باقی رہتا خود نوش کرتے۔ اسکے بعد جو شربت باقی رہتا اوس مین سے بھی آپ اوس شخصکو عطا کرتے جو آپ سے مانگتا۔ اور جسے ابدی دولت حاصل کرنا ہوتی روزہ افطار کرنے کے بعد نماز سے پیشتر دو روٹیان گھی سے چپڑی ہوئین حاضر کرتے جو سیر بھر سے کم ہوتین آپ ایک روٹی کے بہت سے ٹکڑے کرتے اور ایک ایک ٹکڑا حاضرین مجلس کو تقسیم کرتے اور ایک روٹی خود تناول فرماتے اور اس روٹی مین سے بھی خاص اوس شخصکو عنایت کرتے جو آپ سے درخواست کرتا۔ جب کھانے سے فراغت پا لیتے تو نماز مغرب ادا کرتے اور نماز سے فارغ ہونیکے بعد حق تعالی کی جناب مین تمام وکمال مشغول ہوتے۔ جب ان تمام باتون سے فارغ ہو لیتے تو آپکے سامنے دسترخوان بچھایا جاتا جسپر کئی طرح کے کھانے چنے جاتے لیکن آپکا دستور تھا کہ جب ایک کھانا خرچ ہو جاتا تو دوسرا کھانا تناول نہ فرماتے۔ مگر دوسرے روزہ افطار کے وقت۔ سلطان المشائخ نے اسکے بعد فرمایا کہ مین ایک رات آپکی خدمت مین استراحت کے وقت تک حاضر رہا ایک خادم

گہاس کے سخت پٹہون کی بنی ہوئی چارپائی بچہائی اور جس کملی پر کہ آپ دنکو جلوس فرماہوتے تہے اوسی چارپائی پر ڈال دیا لیکن وہ کملی اس قدر کوتاہ تہی کہ پائینتی تک نہ پہونچتی تہی جس جگہ آپکے پاؤن مبارک ہوتے تہے وہان خادم ایک کپڑا لاکر ڈالدیا کرتا تہا اور جب آپ اوس کپڑے کو اوڑہ لیا کرتے تہے تو وہ جگہ لبستر سے خالی رہا کرتی تہی آپکے پاس ایک لکڑی تہی جو شیخ الاسلام قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت سے حاصل ہوئی تہی خادم اوسے چارپائی کے سرہانے کی طرف رکہدیا کرتا شیخ شیوخ العالم اوسپر سہارا لگاتے اور استراحت فرماتے۔ سوتے وقت لکڑی پر ہاتہہ پہیر کر چومتے اور اوسے سرہانے رکہدیتے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیہ کہ ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس سرہ کے لیئے خادم نے ایک دانگ نمک کسی سے قرض لیا لیکن افطار کے وقت جب کہانا شیخ کے آگے رکہا گیا تو آپنے نور باطن سے دریافت کرکے فرمایا اس کہانے مین تصرف کی بو آتی ہے خادم نے عرض کیا حضور! آج گہر مین نمک نہ تہا قرض لیکر کہانے مین ڈالا گیا ہے فرمایا تونے نہایت بیجا تصرف کیا تو اسی پر اکتفا کرتا اور ہمین وہی بے نمک کا کہانا کافی ہوتا۔ مین اس قسم کا کہانا کبہی جائز نہین رکہتا چنانچہ آپنے وہ کہانا نہ کہایا۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز آخر عمر مین جبکہ آپ دارالبقا کی طرف عنقریب رحلت فرمانے والے تہے نہایت مفلس اور تنگ عیش ہوگئے تہے اور آپکے افلاس اور تنگ عیشی کی یہانتک نوبت ہو پہنچگئی تہی کہ رمضان کے مہینے مین جتنی وہان موجود تہا آپکے لیئے اسقدر کم کہانا آتا تہا کہ حاضرین کو کافی نہ ہوتا تہا مین یقین کے ساتہہ کہتا ہون کہ ان دنون مین مین نے کسی رات کو سیر ہوکر کہانا نہین کہایا تہا آپکے اسباب معاش کا دائرہ اسقدر تنگ تہا کہ ملاحظہ کے بعد معلوم ہوتا تہا کہ سہل و آسان چیز بہی دستیاب نہین ہوسکتی ہے۔ آپ یہہ بہی فرماتے تہے کہ جب مجہے شیخ شیوخ العالم نے اجودہن سے رخصت کیا تو خرچ سفر کے واسطے ایک اشرفی عنایت فرمائی مین دہلی آنیکو تہا کہ ادسیروز مولانا بدرالدین اسحاق کا مجہے شیخ شیوخ العالم کا فرمان پہونچا کہ آج اور ٹہرجاؤ کل روانۂ دہلی ہوجانا چنانچہ مین ٹہر گیا اور اوس روز کا قصد سفر ملتوی کیا جب افطار کا وقت آیا تو شیخ کے گہر مین کوئی ایسی چیز موجود نہ تہی جس سے روزہ افطار کیا جاتا۔ جب یہہ کیفیت مجہے معلوم ہوئی تو مین نے وہی اشرفی جو شیخ نے سفر خرچ کے لیئے مرحمت کی تہی شیخ شیوخ العالم کے سامنے پیش کی اور عرض کیا کہ شیخ شیوخ العالم کے صدقہ سے ایک اشرفی مجہے خرچ کے لیئے ملی ہے خادم کو حکم دیجیئے کہ اس مین سے کچہہ افطاری کا سامان لے آئے۔ شیخ شیوخ العالم میری اس عرض سے بہت خوش ہوئے اور چند دعائیہ کلمے اس فقیر کی نسبت زبان مبارک پر جاری فرمائے۔ اس حکایت کا بقیہ قصہ سلطان المشائخ کے ذکر مین اوس نکتہ کے ذیل مین تحریر ہے جس مین تحفون اور ہدیون کا ذکر کیا گیا ہے۔ شیخ نصیرالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ حضرت

حضرت سلطان المشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے گھر میں بہت سی حرمین تہین آپکی ایک حرم کا خادم آکر عرض کرتا کہ خواجہ! آج حضور کے فلان فرزند پر ایک فاقہ گذر گیا ہے یا فلان صاحبزادی پر دو فاقہ گذر چکے ہیں شیخ چونکہ اسقدر محو و مستغرق ہوتے تہے کہ اونکی یہ تمام باتین آپکے آگے بادِ ہوائی ہوا کرتی تہین یعنے آپ پر ان باتون کا مطلق اثر نہ پڑتا تہا اور ذرا التفات نکرتے تہے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ ایک حرم محترم نے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ خواجہ آج فلان بچہ بہوک کی بیقراری کی وجہ سے معرض ہلاکت مین ہے۔ شیخ شیوخ العالم نے مشغولی سے سر اوٹہا کر فرمایا خدا کا بندہ مسعود کیا کرسکتا ہے اگر تقدیر الٰہی اوسکے سر پر آ دہمکی ہے اور وہ اس جہان سے سفر ہی کرتا ہے تو اوسکے پاؤن مین ایک مضبوط رسی باندہکر باہر ڈالدے اور چلی آ۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جو خواجہ اچہا کہاتے۔ اچہا پہنے۔ آرام سے سوئے۔ اور خدا کی محبت کا دعوی کرے وہ محض جہوٹا اور مفتری ہے۔

منقول ہے کہ جب شیخ شیوخ العالم فرید الدین نے زیادہ مجاہدہ اختیار کرنا چاہا تو اسباب مین شیخ الاسلام قطب الدین بختیار نور اللہ مرقدہ سے التماس کی شیخ نے فرمایا کہ طے کا طریقہ اختیار کرو (صوفیون کے نزدیک پے درپے اور متواتر روزے رکہنے اور جبتک غیب سے افطاری کا سامان مہیا نہو افطار نکرنیکو طے کہتے ہین) چنانچہ شیخ شیوخ العالم نے تین روز تک کچہ نہ کہایا تیسرے روز افطار کے وقت ایک شخص چند روٹیان خدمت اقدس مین لایا آپنے یہ سمجہکر کہ غیب سے سامان افطاری مہیا ہوا ہے روٹیون سے روزہ افطار کرلیا۔ لیکن تہوڑی دیر کے بعد آپنے ایک چیل کو دیکہا کہ مردار کی آنتون کے ٹکڑے منہہ مین لئے بیٹہی ہی۔ جون ہی شیخ شیوخ العالم کی نظر چیل پر پڑی آپکے دل مبارک مین ایک طرحکی نفرت و کراہت پیدا ہوئی فوراً امتلا ہوا اور امتلا کے ساتہ وہ روٹیان قے کے رستہ سے نکل گیئن جو آپنے افطار کے وقت تناول کی تہین اور آپ کا پاک و بے لوث معدہ بالکل خالی ہوگیا جب آپنے یہ کیفیت شیخ الاسلام جناب خواجہ قطب الدین قدس سرہ سے عرض کی تو شیخ نے فرمایا مسعود! تم نے تیسرا روز ایک شرابی کی روٹیون سے افطار کیا تہا لیکن عنایت الٰہی تمہارے حال پر متوجہ تہی کہ اس کہانے نے تمہارے معدہ مین جگہ نہ پائی اب جاؤ اور تین روزے اور رکہو اور جو چیز غیب سے پہونچے اوس سے افطار کرو چنانچہ شیخ شیوخ العالم نے دوسری دفعہ تین روزے رکہے اب آپکو بغیر کہائے چہہ روز گذر گئے اور کہانے کی بو تک دماغ مین نہین پہونچی ضعف اسقدر غالب آیا کہ آپ بالکل نڈہال ہوگئے اگرچہ افطار کا وقت ہوگیا لیکن کسی قسم کا کہانا پیدا نہین ہوا تہا یہانتک کہ جب ایک پہر رات گذر گئی تو اب ضعف و کمزوری اور بہی غالب ہوئی اور بہوک کی حرارت و گرمی سے نفس چلنے لگا جب آپ بہوک کی وجہ سے بیتاب ہوئے تو دست مبارک زمین کی طرف دراز کیا اور چند

کنکریاں زمین سے اوٹھاکر مونہ میں ڈال لیں خدا کی شان کہ آپکے مونہ کی برکت سے کنکریاں شکر کی ڈلیاں بنگئیں حکیم سنائی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ **بیت** سنگ[1] در دست تو گہر گردد؛ زہر در کام تو شکر گردد؛ شیخ شیوخ العالم نے جب یہ کرامت معائنہ کی تو اپنے دل میں کہا کہ ممکن ہے کہ یہ شیطان کا مکر و فریب ہو۔ لہذا آپنے فوراً اون کنکریوں کو جو مونہ مبارک میں شکر کی ڈلیاں ہوگئی تہیں اُگل دیا اور پہر اوسیطرح مشغول بحق ہوگئے یہان تک کہ جب آدہی رات گذر گئی تو اب پہلے درجہ کا ضعف طاری ہوا آپنے پہر چند اور کنکریاں زمین سے اوٹہاکر مونہ میں ڈالیں اور یہ کنکریاں بہی شکر کی ڈلیاں بنگئیں اوسوقت پہر وہی شیطانی مکر کا خیال آپکے دل میں گذرا اور یہ شکر بہی آپنے مونہ مبارک سے نکال پہینکی اور مشغول بحق ہوگئے۔ جب رات آخر ہوئی تو آپنے دلمیں کہا ایسا نہو کہ انتہا ضعف کی وجہ سے خداوندی بندگی سے باز رہوں اور فجر کی نماز نہ پڑہ سکوں یہ کہکر چند کنکریاں ہاتہ سے اوٹہاکر مونہ میں ڈال لیں اور وہ بدستور سابق شکر ہوگئیں اس دفعہ آپکے دل مبارک میں گذرا کہ یہ غیبی سامان ہے جو میری افطاری کے لیئے مہیا ہوا ہے کیونکہ تین دفعہ ایسا ہی ہو چکا ہے اور شیخ الاسلام نے جو فرمایا تہا کہ تین روز کے بعد غیب سے جو چیز پہونچے اوس سے افطار کر لینا وہ بہی غیبی سامان ہے۔ اب مجہے بالکل تردد نکرنا چاہیئے جب دن ہوا تو آپ شیخ الاسلام جناب خواجہ قطب الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے فرمایا۔ مسعود! تم نے خوب کیا کہ شکر سے روزہ افطار کیا جو کچہہ غیب سے دستیاب ہو بہر صورت خوب ہے جاؤ شکر کی طرح ہمیشہ شیرین رہو گے یہی وجہ ہے کہ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کو پیر شکر بار اور گنجشکر کہتے ہیں اسکے بعد شیخ شیوخ العالم نے مزید مجاہدہ کی بابت پہر شیخ الاسلام جناب خواجہ قطب الدین کی خدمت میں عرض کیا اور کہا اس سے بہی زیادہ مجاہدہ کرنا چاہتا ہوں اگر شیخ کی اجازت ہو تو چلہ کشی کروں لیکن یہ بات شیخ کے مزاج کے موافق نہ پڑی فرمایا چلہ کشی کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ان جلبی چیزوں سے بجز شہرت کے اور کچہہ حاصل نہیں ہوتا۔ شیخ شیوخ العالم نے جواب دیا کہ حضور خوب جانتے ہیں کہ بندہ کو شہرت مقصود نہیں ہے بلکہ ہمیشہ گمنامی اور گوشہ نشینی مد نظر ہے۔ ازان بعد شیخ شیوخ العالم فرمایا کرتے تہے کہ میں عمر بہر پشیمان رہا کہ ایسی بات کا کیوں جواب دیا جو شیخ کے مزاج کے موافق نہ تہی۔ الغرض شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر تمہیں چلہ کشی ہی کرنا ہے تو جاؤ معکوس چلہ میں مشغول ہو۔ لیکن شیخ شیوخ العالم کو معلوم تہا کہ چلۂ معکوس کسے کہتے ہیں اور اوسکا طریقہ کیا ہے۔ چنانچہ آپنے شیخ بدر الدین غزنوی سے کہا کہ شیخ نے مجہے چلۂ معکوس کا حکم فرمایا ہے

[1] تیرے ہاتہ میں پتہر موتی بنجاتے ہیں اور تیرے مونہ میں زہر شکر ہو جاتی ہے ۱۲

اور مین شیخ کی ہیبت کی وجہ سے دریافت نکرسکا کہ چلہ معکوس کا طریقہ کیا ہے یا تو تم مجہے اوسکی تعلیم دو یا شیخ سے دریافت کردو۔ شیخ بدرالدین نے جناب شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین قدس سرہ سے چلہ معکوس کی کیفیت دریافت کی فرمایا چلہ معکوس یہ ہے کہ لگاتار چالیس روز یا چالیس رات پاؤن مین رسی باندہکر کسی کنوین مین اولٹے لٹک کر خدا کی عبادت مین مصروف ہون جب شیخ شیوخ العالم کو چلہ معکوس کے معنے تحقیق ہوگئے تو آپنے اسکا صمم ارادہ کرلیا لیکن آپکو منظور تہا کہ یہ چلہ اوسجگہ پورا کیا جائے جہان کسیکو اطلاع نہو۔ چنانچہ ایسے مقام کی تلاش و جستجو مین نکلے اور ایسا موقع ڈہونڈہتے پہرے کہ جہان مسجد ہو اور مسجد مین کنوان بہی ہو اور کنوئین کے پاس ایک ایسا درخت ہو جسکی شاخ کنوین کے سر پر چہائی ہوئی ہو نیز مسجد کا موذن ایک نہایت متدین اور درویشون کی صحبت کے قابل ہو اور ساتہ ہی اسکے صاحب سر بہی ہو۔ شیخ شیوخ العالم تمام شہر مین ایسے مقام کو تلاش کرتے پہرے لیکن اتفاق وقت سے آپکو کوئی ایسا مقام دستیاب نہین ہوا جن مین یہ تمام باتین مہیا ہون مجبوراً آپکو ہانسی جانا پڑا اور گرچہ ایک مدت تک وہان بہی ایسے موقع کو تلاش کرتے رہے لیکن میسر نہین ہوا اب آپ وہان سے بہی آگے بڑہے اور ہر قصبہ ہر خطہ مین اس قسم کی تنہائی ڈہونڈہتے پہرے یہان تک کہ خطہ اوچہ مین تشریف لے گئے وہان ایک مسجد دیکہی جو نہایت خوشنما اور پرفضا تہی اور اوس اطراف کے باشندے اوسے مسجد حاج کے نام سے پکارتے تہے اوس مسجد مین کنوان بہی تہا اور کنوین کے پاس ایک درخت بہی موجود تہا۔ مسجد کا موذن ایک نہایت متدین اور صاحبدل شخص تہا جو خواجہ رشید الدین کے نام سے شہرت رکہتا تہا۔ ہانسی کا باشندہ تہا اور یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ خود شیخ شیوخ العالم کا سچا اور بے ریا معتقد تہا۔ شیخ شیوخ العالم اس مسجد کو اپنی طبیعت کے موافق پاکر چندروز تک یہان رہے اور جب موذن کی سچی محبت اور تدین و محافظت اسرار پر کامل وثوق ہوگیا تو آپنے اس بہید کو اوسپر ظاہر فرمایا لیکن بہید کے ظاہر کرنے سے پیشتر اوس سے عہد لیلیا تہا اور شرط کرلی تہی کہ اسکا کسی پر اظہار نہونے پائے زان بعد موذن سے فرمایا کہ عشا کی نماز پڑہکر جب لوگ اپنے اپنے گہر چلے جائین تو ایک مضبوط رستی بازار سے خرید لانا۔ موذن نے آپکے حکم کی تعمیل کی اور ایک رستی خرید لایا۔ شیخ شیوخ العالم نے وضو کیا اور اپنے دہنے اپنے ایک مبارک پاؤن کو جو حقیقت مین اولیا کے سر کا تاج تہا رسی کے ایک سرے مین باندہ دیا اور اوسکا دوسرا سرا درخت کی شاخ مین لپیٹ دیا **نظامی** کہتے ہین ؎ [۱] دارد دو سر این رشتہ عجز دگر ناز ✽ زین سو ہمہ عجز آمد و زان سو ہمہ ناز ✽ بعدہ اپنے تئین سرنگون کنوین مین لٹکا یا اور مشغول بحق ہوئے۔ **امیر حسن** نے خوب فرمایا ہے

---

[۱] یہ رسی دو سرے رکہتی ہے ایک عجز کا دوسرا ناز کا۔ پس اس طرف سے عجز اور اودسطرف سے ناز حاصل ہوا - ۱۲

لہ ہر دل کہ در و مہر تو آویختہ شد ۔ آویختہ شد ناشئت از کنگرۂ عشق ۔ آپنے مؤذن سے فرما دیا تھا کہ تم صبح صادق کے طلوع ہونے سے پیشتر یہان آموجود ہونا۔ مؤذن وقت مقررہ پر اپنے مکان کو چلا گیا اور شیخ شیوخ العالم قدس سرہ تمام رات کنوین مین اُلٹے لٹکے ہوئے نماز مین مشغول رہے۔ صبح کی لو پہٹنے سے پہلے مؤذن آموجود ہوا دیکہا کہ شیخ شیوخ العالم اوسیطرح مشغول بحق ہین اسنے دہیمی آواز مین کہا کہ مخدوم! مین حاضر ہون فرمائیے کیا ارشاد ہے۔ فرمایا کیا صبح صادق طلوع ہو چکی ہے مؤذن نے جواب دیا کہ ہوا ہی چاہتی ہے فرمایا تو رسی کو اوپر کہینچ لو مؤذن نے ایسا ہی کیا۔ شیخ شیوخ العالم باہر تشریف لائے اور مسجد کے اندر قبلہ رو ہوکر بیٹہہ گئے اور اب بہی مشغول بحق رہے۔ اسیطرح چالیس راتین چلۂ معکوس مین بسر کین اور پیر کا فرمان سطرح ادا کیا کہ تیسرے شخص کے کان مین اس بہید کی بہنک تک نہین پہونچی - **کاتب حروف** عرض کرتا ہے کہ یہ مسجد او چہ مین ہنوز برقرار ہے اور وہ متبرک مقام خلق اللہ کی حاجت روائی کا عمدہ موقع ہے۔ اسیطرح **رشید الدین** مینائی مؤذن نے ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین عرض کیا کہ مین ایک مفلس اور درویش شخص ہون آمدنی کچہ نہین رکہتا اور کہانے والی لڑکیان بہت سی ہین خواجہ کا عین کرم اور بخشش ہوگی اگر میرے حق مین دعا فرمائینگے مین اپنے لیئے صرف اس قدر وسعت اور فراخی چاہتا ہون کہ مجہے اور لڑکیون کو کافی ہو جائے فرمایا تم وعظ کہا کرو مؤذن نے عرض کیا کہ حضور مینے کچہ پڑہا نہین ہے اور اس قدر قابلیت نہین رکہتا ہون شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ تیرا کام منبر پر قدم رکہنا ہے اور حق تعالی کا کام کرم و فضل کرنا تہا چنانچہ اوسنے ایسا ہی کیا خدا تعالی نے اوسپر کرم کیا اور وہ علم و کرامت عطا فرمایا کہ وعظ و نصیحت مین بے نظیر عالم مشہور ہوگیا اور لوگ اوسکے عالمگیری وعظ پر تعجب کرنے لگے تہوڑے دنون مین اوسکی روزی مین فراخی و وسعت ہوگئی اور آپ خوشحالی مین زندگی بسر کرنے لگا۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمہ اللہ کہتے تہے کہ جو کچہ مجہے پہونچا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے پہونچا - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مجہے معلوم ہوا کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سرنگون نماز ادا کر رہے ہین مین بہی ایک مقام پر پہنچا اور اپنے پاؤن مین رسی باندہکر کنوین مین اُلٹا لٹک گیا۔

چوتہا نکتہ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے علم اور تبحر کے بیان مین۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک دانشمند عالم جو ضیاء الدین کے لقب کے ساتہہ شہرت رکہتا تہا منارہ کے نیچے بیٹہکر طلبہ کو درس دیتا تہا اوس سے مین نے سنا کہ ایک دفعہ مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین نور اللہ مرقدہ کی خدمت مین گیا مین فقہ و نحو جو علوم عربیہ کے اصلی عنصر ہین اور دیگر رسمیہ علوم سے

لہ جس دل مین تیری محبت کا تعلق پیدا ہوا انجام کار کنگرۂ عشق سے لٹکا یا گیا ۱۲

محض نابلد تہا البتہ یہی اخلاقی علوم کچہہ سیکہہ لیئے تہے - میرے دل مین فوراً گذرا کہ اگر شیخ شیوخ العالم فقہ اور دوسرے
علوم کا کوئی مسئلہ پوچہہ بیٹہین تو کیا جواب دون گا یہ ایک بڑا بہاری اندیشہ میرے دلمین تہا کہ شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا
اور آپکے سامنے مؤدب بیٹہہ گیا شیخ نے میری طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ مناط کی تنقیح کیا ہے مین خوش ہوگیا اور
اوس بیان کی تفصیل کرنی شروع کی اور چونکہ نفی و اثبات کی بحث بیچ مین آگئی تہی اوس کی مین نے خوب ہی توضیح و تفسیر
کی - اسکے بعد حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ کا یہ کمال کشف تہا کہ آپنے ضیاء الدین سے اوسی علم کی بابت ذکر
کیا جس مین اونہین کامل مہارت حاصل تہی - سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک دفعہ مین نے شیخ شیوخ العالم
کی خدمت مین عرض کیا کہ مین حضور کے سامنے کلام اللہ پڑہتا ہون فرمایا ہان پڑہو چنانچہ جمعہ کے دن یا کسی اور روز کہ
آپکو فرصت تہی مین نے قرآن مجید پڑہنا شروع کیا یہان تک کہ چہہ سیپارے آپکے سامنے پڑہ گیا - جب مین نے قرآن
پڑہنا شروع کیا تو آپنے فرمایا کہ الحمد للہ پڑہو مین نے الحمد پڑہنی شروع کی جب ولا الضالین پر پہونچا تو فرمایا ضاد
اسطرح پڑہو جسطرح کہ مین پڑہتا ہون ہرچند مین نے اوس مخرج کے پڑہنے پر زور دیا جس مخرج سے آپنے پڑہا تہا
لیکن مجہسے بن نہ آیا یہان تک ہو چکی سلطان المشائخ نے فرمایا واہ واہ کیا فصاحت و بلاغت تہی شیخ شیوخ العالم
ضاد کو اسطرح پڑہتے تہے کہ کسیکو میسر نہ ہوتا تہا - زان بعد فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول الضاد
بہی کہتے ہین کس لیے کہ آپ پر حرف ضاد نازل ہوا چنانچہ اوسوقت آپکی زبان مبارک پر یہ لفظ جاری ہوئے رَسُولُ الضَّادِ
اُنْزِلَ عَلَیْہِ الضَّادُ - جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ مولانا بدرالدین اسحاق کو اور اونکے ساتہ مجکو ایک
لفظ مین شبہہ پڑا ہم دونون ملکر شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مؤدب کہڑے رہے فرمایا کیون بیٹہتے
کیون نہین کہا حضور ہمین معلوم نہین کہ شَسْعَۃ (جسکے معنی جوتی کے تسمہ کے ہین) کے ساتہ شِرْک کا لفظ چپان ہے یا زِرْک
کا - شیخ شیوخ العالم نے فرمایا زِرْک اور آپنے فی البدیہہ یہ نظیر بیان کی کہ اِسْتَبِرْ کَ شِرْکَ مِنْ زِرْکِ - یعنے اپنے
کے گریبان کی گہنڈی سے بہی حفاظت کر مطلب یہ کہ اوسے بہی ظاہر نکر - اور فرماتے تہے کہ جناب شیخ شیوخ العالم فرید
الدین قدس اللہ سرہ العزیز ارشاد فرماتے تہے کہ صابر فقیر شاکر متمول پر صریح ترجیح رکہتا ہے کیونکہ مالدار
کو شکر کرنے پر یہی وعدہ دیا گیا ہے نا ؟ کہ نعمت و دولت مین ترقی ہوگی جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ
لَاَزِیْدَنَّکُمْ یعنے اگر تم نعمتون کو قدر کی نگاہ سے دیکہوگے اور شکر گذاری سے پیش آؤگے تو مین تمہین مزید نعمت سے
سرافراز کرون گا بخلاف فقیر کے کہ اسے صبر کی حالت مین نعمت معیت کی بشارت دی گئی ہے جیسا کہ ارشاد ہوا
ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ یعنے خدا تعالی کی معیت صابرون کے ساتہ ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ مزید نعمت

اور معیت کے درمیان ظاہرا در بین فرق ہے۔ سه بہبین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا۔ اسی تقریر کی اثنا میں قاضی محی الدین کاشانی نے جناب سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ حضرت آیۂ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ عام ہے اور جملہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ خاص اور جب یہ ہے تو اس صورت میں عام و خاص کے درمیان کیا تفاوت ہے۔ جناب سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ عام کے لیئے صرف معیت ہے اور جملہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ کے معنی ہیں کہ جہاں کہیں بھی تم ہوتے ہو خدا تعالی دیکھتا اور جانتا ہے بخلاف خاص کے کہ اوس میں معیت اور معیت کے ساتھ عنایت ہے کیونکہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالی صابروں کے ساتھ ہے یعنے اونہیں دوست رکھتا اور اون سے راضی ہوتا ہے۔ شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ سلطان غیاث الدین بلبن کو ایک سفارشی رقعہ تحریر کر دیجیے شیخ شیوخ العالم نے قلم اٹھاکر یہ عبارت قلم بند کی رَفَعْتُ قِصَّتَهٗ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ اِلَيْكَ فَاِنْ اَعْطَيْتَ شَيْئًا فَالْمُعْطِيْ هُوَ اللّٰهُ وَاَنْتَ الْمَشْكُوْرُ وَاِنْ لَّمْ تُعْطِهٖ شَيْئًا فَالْمَانِعُ هُوَ اللّٰهُ وَاَنْتَ الْمَعْذُوْرُ۔ یعنے یعنے میں نے اس شخص کا احوال اول خدا کی طرف پیش کیا ہے پھر تیری طرف اگر تو اسے کچھ عنایت کرے گا حقیقت میں دینے والا خدا ہے اور تو مشکور۔ اور اگر کچھ نہ دے گا تو حقیقت میں باز رکھنے والا خدا ہے اور تو معذور۔

پانچواں نکتہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے جناب شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری اور شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہما العزیز سے نعمت و برکت پانے کے ذکر میں۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایکدن جناب شیخ الاسلام خواجہ معین الدین حسن سنجری اور حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرارہم ایک حجرہ میں موجود تھے اثنائے گفتگو میں شیخ معین الدین نے خواجہ قطب الدین سے فرمایا کہ بختیار تو اس جوان کو مجاہدہ کی آگ میں کب تک جلائیگا جو کچھ بخشش کرنا ہو کر دے۔ شیخ قطب الدین نے عرض کیا مجھے یہ طاقت کہاں ہے کہ جناب کی نظر مبارک کے سامنے کچھ بخشش کروں۔ شیخ معین الدین نے فرمایا کہ اسکی توجہ صرف تجھ سے تعلق رکھتی ہے یہ کہکر شیخ معین الدین کھڑے ہوگئے اور فرمایا بختیار! تم بھی کھڑے ہو جاؤ تاکہ ہم دونوں ملکر بخشش کریں چنانچہ دائیں جانب شیخ معین الدین کھڑے ہوئے اور بائیں طرف شیخ قطب الدین۔ اور بیچ میں شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کو کھڑا کیا اور بخشش کی یہ ضعیف کہتا ہے۔ قطعہ بخشش کونین از شیخین شد درباب تو؛ بادشاہی یافتی زین بادشاہان زمان[1]

---

[1] دو بزرگ شیخوں کی بخشش کونین تیرے حق میں ہوئی تو نے ان زمانہ کے بادشاہوں سے بادشاہی پائی ۱۲

مملکت دنیا و دین گشتہ مسلم مر ترا ٭ عالم کن گشتہ اقطاع تو اے شاہ جہان ٭ جناب سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جب شیخ قطب الدینؒ کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو لوگون نے ایک بزرگ کا نام لیا جو آپکے پائینتی سوتے تھے اور جنہین آرزو تھی کہ شیخ کے انتقال کے بعد خود شیخ کے مقام پر جلوہ فرما ہون اسیطرح شیخ بدر الدین غزنوی کو بھی اسبات کی تمنا تھی لیکن جس سماع کی مجلس مین کہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین انتقال کرنیوالے تھے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر بولے کہ میرا یہ جامہ یہ عصا یہ کہڑاون شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کو پہونچا دو جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے اوس جامہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا جو ایک دوہرا کپڑا سوزنی کے طور پر تھا جس رات شیخ الاسلام خواجہ قطب الدینؒ نے انتقال فرمایا تھا شیخ شیوخ العالم فرید الدینؒ ہانسی مین تشریف رکھتے تھے اوسی رات شیخ شیوخ العالم نے اپنے محترم پیر کو خواب مین دیکھا کہ آپ اونہین اپنے باجاہ جلال دربار مین بلا رہے ہین جب دن روشن ہوا تو شیخ شیوخ العالم ہانسی سے روانہ دہلی ہوگئے۔ چوتھے روز شہر مین پہونچے اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جامہ شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین پیش کیا شیخ شیوخ العالم نے اول دوگانہ ادا کیا بعدہ اوس جامہ کو زیب تن فرمایا۔ جامہ سے آراستہ ہو کر اوس مکان مین تشریف لائے جہان شیخ قطب الدین قدس سرہ رہتے تھے اور یہان پہونچکر آپکی جگہ بیٹھ گئے۔ ابھی تین ہی روز ہوئے تھے کہ ایک شخص سرہنگا نام ہانسی سے دہلی مین آیا اور اگرچہ دو تین مرتبہ شیخ شیوخ العالم کے پاس حاضر ہونا چاہا مگر دربان نے اندر آنے کی اجازت نہین دی ایکدن خود شیخ شیوخ العالم گہر سے باہر تشریف لائے سرہنگا جو آپکی ملاقات کا منتظر تھا شیخ کو دیکھتے ہی آپکے قدمون مین گر پڑا اور بھرائی ہوئی آواز مین رونے لگا۔ زان بعد نہایت لجاجت سے عرض کیا کہ جب آپ ہانسی مین تھے تو مین نہایت آسانی سے آپکو دیکھ لیا کرتا تھا اب آپکا دیکھنا اور سعادت قدمبوسی حاصل کرنا نہایت دشوار اور نہایت مشکل ہے۔ شیخ نے اوسیوقت یارون سے فرمایا کہ مین ہانسی جاؤن گا حاضرین نے عرض کیا کہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین قدس سرہ نے جب مقام آپکو دیا ہے تو پھر آپ دوسری جگہ کیون تشریف لیجاتے ہین فرمایا جو نعمت مجھے پیر نے عنایت فرمائی ہے وہ محدود نہین ہے بلکہ پیر نے اوسے روان کر دیا ہے جو شہر مین ہے وہی جنگل و بیابان مین۔ **منقول** ہے کہ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الدین فرماتے تھے کہ ایکدن مین شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین کی خدمت مین بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد مین اس نیت سے اوٹھا کہ ہانسی کی طرف روانہ ہون۔ شیخ کی نظر مبارک مجھپر پڑی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر فرمایا کہ مولانا فرید مین جانتا ہون کہ تم ہانسی جاؤگے مین نے عرض کیا جو کچھ ارشاد ہو فرمایا جاؤ قلم تقدیر یون ہی چل چکا

سلہ دین اور دنیا کی مملکت تیرے واسطے ہے اور جس قدر عالم کن کی موجودات ہین وہ سب تیرے لیئے ہین ۱۲

کہ جب میرے سفر آخرت کا وقت نزدیک ہو تو تم یہاں موجود نہ ہوا سکے بعد آپنے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ سب ملکر اس درویش کی دین و دنیا کی مزید نعمت اور فقر کے لیئے فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھو تمام حاضرین نے آپکے ارشاد کی فوراً تعمیل کی۔ سب نے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھکر میرے حق مین دعا رخیر ہی کی اوسوقت آپنے اس دعاگو کو مصلّےٰ خاص اور عصا عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تمہاری امانت یعنے سجادہ اور خرقہ اور دستار اور کہڑاون قاضی حمید الدین ناگوری کو دے جاؤن گا وہ پانچروز کے بعد تمہین پہونچا دینگے تم اونہین نہایت حفاظت سے اپنے پاس رکہنا اور کبھی یہ ہولکر جدا انکر نا ہمارا مقام حقیقت مین تمہارا ہی مقام ہے جسوقت شیخ قطب الدین قدس سرہ نے یہ فرمایا مجلس سے ایک اندوہ خیز شور و غل اٹھا اور سب نے ہاتھ اوٹھا کر دعا کی۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق و الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک صاحبدل درویش کو دیکھا اور اوسکا ذاتی کمال فوراً پہچان لیا اور یہ بہی معلوم کر لیا کہ یہ اسوقت بہوکے ہین جہٹ گہر مین تشریف لائے اور کہانیکی کوئی چیز تلاش کی اتفاق وقت سے گہر مین بجز تہوڑ ےسی جوار کے اور کوئی چیز موجود نہ تہی آپنے اپنے ہاتھ سے اوسے چہڑا اور سل بٹے سے پیسکر خود ہی روٹی پکائی جامع مسجد مین جہان درویش نزول فرما تہا آئے اور جوار کی روٹی پیش کی۔ درویش نے کہا۔ فرید الدین! مین دیکھ رہا تہا کہ تمہارے گہر مین بجز جوار کے اور کچہہ نہ تہا اور مین یہہ بہی دیکھہ رہا تہا کہ جسطرح تمنے آٹا پیسا اور روٹی پکائی۔ اب جو کچہہ تمہین مانگنا ہے مانگو شیخ شیوخ العالم کا جو مقصود تہا درویش سے بیان کر دیا اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور درویش کی بخشش سے اوس مطلوب پر کامیاب ہوئے۔ اس حکایت کے بیان کرنیکے بعد سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ اوس زمانہ مین شیخ شیوخ العالم باوجود سخت مشقتون کی برداشت کرنے کے نہایت تنگ اور مفلس ہی تہے۔ ازان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب کوئی درویش اپنی صفائے باطنی سے کوئی چیز کسی دوسرے فقیر کو دیتا ہے تو درویشون کا دستور یہی ہے کہ وہ درویش بہی بطریق مکافات اپنی گنجائش کے مقدار اوسکی خدمت کیا کرتا ہے۔ **پانچوان نکتہ** شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز بعض ملفوظات کے بیان مین۔ جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز اپنے خط مبارک سے قلمبند کرتے ہین کہ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر نے فرمایا کہ چار چیزین ایسی ہین جنکی بابت سات سو پیرون سے سوال کیا گیا اور سبنے ایکسا ہی جواب دیا۔ ایک یہ کہ مَنْ اَعْقَلُ النَّاس۔ یعنے تمام لوگون مین زیادہ تر عقلمند کون ہے۔ اسکا جواب دیا کہ تَارِکُ الدُّنْیَا۔ یعنے دنیا کو ترک کر دینے والا۔ دوسرے یہ کہ وَمَنْ اَکْیَسُ النَّاسِ یعنے تمام لوگون مین زیادہ تر بزرگ کون ہے اسکا جواب دیا گیا اَلَّذِیْ لَا یَتَغَیَّرُ بِشَیْئٍ یعنے جو کسی چیز سے متغیر نہو۔ تیسرے یہ کہ

وَمَنْ اَغْنَى النَّاسِ یعنے تمام لوگون سے زیادہ تر دولتمند اور مالدار کون ہے- جواب دیا گیا- اَلْقَانِعُ- یعنی قناعت
کرنے والا- چوتھے یہ کہ وَمَنْ اَفْقَرُ النَّاسِ- یعنی تمام لوگون سے زیادہ محتاج کون شخص ہے جواب دیا گیا-
تَارِکُ الْقَنَاعَةِ یعنی قناعت ترک کر دینے والا- اور آپنے یہ بھی فرمایا اَللّٰهُ یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْعَبْدِ اَنْ یَّرْفَعَ اِلَیْهِ یَدَیْهِ وَیَرُدُّهُمَا خَائِبَیْنِ
یعنے خدا تعالی بندہ کے اوسکی طرف ہاتہہ اوٹہانے اور پہر اونہین نامراد لوٹا دینے سے شرمندہ ہوتا ہے- یہ بھی آپ ہی کا حکیمانہ
مقولہ ہے کہ اگر ہے تو غم ہین ہے نہین ہے تو غم نہین- یعنے بندہ کو دونون حالتون مین یکسان رہنا چاہیئے- یہ بھی آپنے
فرمایا کہ نامرادی اور ناکامیابی کا دن مرد کیلیئے شب معراج ہے- آپنے فرمایا کہ امام شافعیؒ کا مقولہ ہے کہ مین نے پورے
دس سال صوفیون کی شاگردی کی جب کہین جا کر مجہے وقت کی قدر معلوم ہوئی- یہ بھی آپ ہی کا قول ہے کہ اپنا کام
کرنا چاہیئے اور بیہودہ شخصونکی باتون مین اپنے تئین چہوڑنا نہ چاہیئے- ذیل کی بیت بہی آپ ہی کے ذہن رسا کا نتیجہ
ہے- **بیت** [۱] بقدر رنج یابی سروری را * بشب بیدار بودن مہتری را * یہ بھی آپ ہی کا حکیمانہ مقولہ ہے اَلصُّوْفِیُّ
یَصْفُوْ بِهٖ کُلُّ شَیْءٍ وَّلَا یُکَدِّرُہٗ شَیْءٌ- یعنے حقیقت مین صوفی وہ ہے جسکی برکت کی وجہ سے تمام چیزین صفائی قبول
کرین اور اوسے کوئی چیز تیرہ و مکدر نکرے- یہ بھی آپنے فرمایا- کہ شیخ الاسلام جلال الدین نور اللہ مرقدہ فرماتے
ہین کہ اَلْکَلَامُ مُسْکِرُ الْقُلُوْبِ اِنَّ اَوَّلَ الْکَلَامِ وَاٰخِرَہٗ اِنْ کَانَ لِلّٰهِ فَتَکَلَّمْ وَاِلَّا فَاسْکُتْ- یعنے بہت سی باتین
ایسی ہین جو دلکو غافل اور بدمست کر دیتی ہین اگر بات کا اول و آخر خدا کے لیئے ہے تو اوسے مونہ سے نکالنا چاہیئے
ورنہ خاموشی اختیار کرنی ضروری ہے- آپنے یہ بھی فرمایا کہ جب قمیص بنیا اور جدید کپڑا پہنے تو یون خیال کرنا چاہیئے کہ کفن
پہنتا ہون- یہ بھی آپ ہی کا قول ہے کہ- اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِی الْقُبُوْرِ- یعنے حضرات انبیاء علیہم السلام قبرون مین زندہ
ہین- ذیل کی رباعی بھی آپ ہی کی موزون اور قابل طبیعت کا بدیہی نتیجہ ہے- **رباعی** لَوْ کَانَ هٰذَا الْعِلْمُ یُدْرَکُ
بِالْمُنٰی * مَا کَانَ یَبْقٰی فِی الْبَرِیَّةِ جَاهِلُ * فَاجْهَدْ وَلَا تَکْسَلْ وَلَا تَکُ غَافِلًا * فَنَدَامَةُ الْعُقْبٰی لِمَنْ یَّتَکَاسَلُ
اگر علم کی تحصیل صرف خواہش و آرزو ہی پر موقوف ہوتی تو دنیا جہان مین کوئی جاہل باقی نہین رہتا تو تجہے کوشش
کرنا اور سستی و غفلت سے دور رہنا چاہیئے کیونکہ عقبی کی ندامت غافل و کاہل ہی کے لئے ہے- یہ بھی آپ ہی کا قول ہے جو
خداوند تعالی سے حکایت کرتے ہین کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ- یعنی مین
ایک مخفی اور پوشیدہ خزانہ تہا پس مین نے چاہا کہ پہچانا جاؤن لہذا مین نے اپنے پہچانے جانے کے لیئے مخلوق پیدا
کی- یہ بھی آپ ہی کا حکمت آمیز مقولہ ہے- کہ تجہے اپنی اصلی حالت ظاہر کرنا چاہیئے ورنہ پہر خود تجہے ظاہر کرین گے

---

[۱] رنج کی مقدار خوشحالی اور سرداری پائیگا اور شب بیداری سے بزرگی حاصل ہوگی ۱۲

جیساکہ تو اصل میں تہا۔ یہ بہی آپ ہی کا فرمودہ ہے جَذْبَۃٌ مِّنْ جَذْبَاتِ الْحَقِّ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ۔ یعنے خدا کا ایک جذبہ جن و انس کی عبادت سے بہتر و افضل ہے۔ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے کہ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ طُوْبٰی لِمَنْ شَغَلَہٗ عَیْبُہٗ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ۔ یعنی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص مبارک ہے جسکا عیب لوگونکے عیب دیکہنے اور ظاہر کرنے سے اوسے باز رکہتا ہے۔ ذیل کا شعر بہی آپ ہی کا کہا ہوا ہے۔ **شعر** رَضِیْنَا قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِیْنَا ؛ لَنَا عِلْمٌ وَ لِلْجُہَّالِ مَالٌ ؛ یعنے ہم خدا تعالی کی اوس قسمت سے جو ہمارے حق مین جاری ہوئی ہے خوش ہین کہ ہمارے لیئے علم اور جہلا کے واسطے مال ہے۔ یہ بہی آپ ہی کا عاقلانہ مقولہ ہے۔ اَلصُّوْفِیُّ یَصْفُوْا بِہٖ کُلُّ شَیْءٍ وَلَا یُکَدِّرُہٗ شَیْءٌ لَوْ اَرَدْتُمْ بُلُوْغَ دَرَجَۃِ الْکِبَارِ فَعَلَیْکُمْ بِعَدَمِ الْاِلْتِفَاتِ اِلٰی اَبْنَاءِ الْمُلُوْکِ۔ یعنے صوفی وہ شخص ہے جسکی برکت کی وجہ سے ہر چیز صفائی قبول کرے اور اوسے کوئی چیز تیرہ و مکدر نکرے اگر تم بزرگون کے رتبہ پر پہونچنا چاہتے ہو تو بادشاہون کی طرف بے التفاتی کو لازم پکڑو۔ **رباعی**[۱] دوشینہ شبنم دل حزینم بگرفت ؛ واندیشۂ یار نازنینم بگرفت ؛ گفتم بسر دیدہ روم بر در تو ؛ اشکم بدوید و آستینم بگرفت ؛ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے کہ اَلْمُبَاحَثَۃُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ خَیْرٌ مِّنْ تَکْرَارِ السَّنَتَیْنِ۔ یعنے دو شخصون کا باہم بحث کرنا دو سال کی تنہا تکرار کرنے سے بہتر ہے **بیت**[۲] اے مدعی بدعوی چندین مکن دلیری ؛ یک حرف راز معنی صد جواب باشد ؛ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے کہ اَلْاٰفَۃُ فِی التَّدْبِیْرِ وَ السَّلَامَۃُ فِی التَّسْلِیْمِ۔ یعنے تدبیر مین آفت ہے اور اپنا کاروبار خدا کے سپرد کر دینے مین سلامتی ہے۔ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے کہ اَلْعُلَمَاءُ اَشْرَفُ النَّاسِ وَالْفُقَرَاءُ اَشْرَفُ الْاَشْرَافِ یعنے علما تمام لوگون سے شریف ترہین لیکن فقرا شریفون سے بہی شریف تر ہین۔ یہ بہی آپ ہی کا قول ہے اَلْفَقِیْرُ بَیْنَ الْعُلَمَاءِ کَالْبَدْرِ بَیْنَ کَوَاکِبِ السَّمَاءِ یعنے فقیر علما کے جہگہٹے مین ایسا ہے جیسا ستارون کے جہرمٹ مین چودہوین رات کا چاند۔ یہ بہی آپ ہی کا مقولہ ہے کہ اِنَّ اَرْذَلَ النَّاسِ مَنِ اشْتَغَلَ بِالْاَکْلِ وَ اللِّبَاسِ یعنے تمام لوگون مین زیادہ رذیل و ذلیل وہ شخص ہے جسکی ہمت کہانے پہننے ہی مین مصروف رہے۔

منقول ہے کہ ایک بزرگ نے جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ملفوظات اور حکیمانہ اقوال مین سے پورے پانسو کلمات جمع کیئے ہین جن مین سے چند کلمات یہان مختصرا قلمبند کیئے جاتے ہین اور وہ یہ ہین۔ خدا تعالی کے ساتہ اچہا برتاو کرنا چاہیئے کہ سب نظر قبول سے دیکہنے لگین گے۔ ہر شخصکو وہی دیتا ہے

[۱] کل کی رات شبنم نے میرے محزون و مغموم دل پر اثر کیا اور یار نازنین کے اندیشہ نے برانگیختہ کیا مین نے کہا کہ آنکہہ و سر سے تیرے دروازہ پر چلنے کو مستعد ہون اوسوقت میرے آنسو بہے اور آستین پکڑی۔ ۱۲۔ [۲] اے مدعی ان حقیر دعوون پر جرات نکر کیونکہ ایک

اور جب وہ دیتا ہے تو کوئی چھین نہیں سکتا۔ اپنے آپ سے بھاگنا گویا خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے۔ جسم و تن کی خواہش پوری
مت کر کہ وہ بہت مونہ پھیلاتا ہے۔ جاہل و نادان کو زندہ مت خیال کر۔ جو شخص نادان ہو کر اپنے تئیں دانا ظاہر کرے اوس سے
ہمیشہ بچنا چاہیئے۔ جو سچ کہ جھوٹ کے مشابہ ہو اوسے زبان سے نہ نکال۔ دنیاوی جاہ و مال کے لیئے اندیشہ نکرو۔ ہر شخص
کی روٹی نکھاؤ۔ ہاں عالم لوگوں کو بغیر کسی تخصیص کے روٹی دو۔ موت کو کبھی اور کسی جگہ نہ بھولو۔ اٹکل پچو بات نہ کہو۔
جو آفت و بلا پڑے اوسے نفسانی خواہش اور گناہ کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے۔ گناہ کر کے شیخی بگھارنا سخت معیوب سمجھو۔ دل کو
شیطان کا بازیچہ مت بناؤ۔ باطن ظاہر سے عمدہ اور بہتر رکھو۔ آرائش و نمائش میں کوشش نکرو۔ نفس کو جاہ
و دولت کے لیئے ذلیل و بےقدر نکرو۔ عاجز اور نو دولت سے قرض نہ لو۔ قدیم خاندان کی حرمت و عزت محفوظ رکھو
ہر روز جدید و نئی دولت کی طلب میں رہنا چاہیئے۔ جبتک بن پڑے عورتونکو گالیاں دینے کی عادت پیدا نکرو۔
نعمت کی شکر گذاری کرو۔ کسی پر احسان نرکھو۔ مزاج کی صحت و عافیت کو بڑی بھاری نعمت سمجھو۔ جس نے تمہارے
ساتھ نیکی کی ہے اوسکی نسبت نیکی کرنیکو اپنی طرح خیال کرو۔ جس چیز کی برائی پر دل گواہی دے اوسکا خیال جلد
چھوڑ دو۔ جو غلام اپنا بکنا چاہے اوسے خدمت میں رکھنا نہ چاہیئے۔ نیکی کرنے پر بہانہ جوئی کی عادت ڈالو۔ سختی
اور سبکساری کو ضعیفی سمجھو۔ کسی دشمن سے بے خوف نرہو۔ گو وہ تم سے خوش ہی کیوں نہو۔ جو تم سے ڈرتا ہو تم اوس سے
ڈرو۔ اپنی طاقت و توانائی پر بھروسہ نکرو۔ شہوت کے وقت خودداری تمام وقتوں سے زیادہ کرنا چاہیئے۔ جب
اہل دولت کے ساتھ بیٹھو تو دین کو فراموش نکرو۔ عزت و حشمت انصاف و عدل میں جانو۔ تونگری اور دولتمندی
کے وقت عالی ہمت رہو۔ دین کا کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا۔ وقت کا کوئی بدل نہیں مل سکتا۔ داد و سخاوت
راست قولی سے دے۔ گردن کشوں اور نخوت پسندوں پر تکبر واجب جانو۔ مہمانوں کے ساتھ تکلف کا برتاو نکرو
عقلمندی و تجربہ کا توشہ مہیا کرو۔ جب خدا کی مقرر کی ہوئی تکلیف تیری طرف ہو تو اوس سے اعراض نہ کر۔
جس درویش کو تونگری کی امید ہو اوسے حریص جانو۔ خدا ترس وزیر کی سپردگی میں ملک دینا چاہیئے۔ دشمن سے
مشورہ مت لو۔ دوست کو متواضعانہ اخلاق سے اپنا گرویدہ بنالو۔ جہان پرستی کو ناگہانی بلا جانو۔ اپنے عیب
کو ہمیشہ زیر نظر رکھو۔ دولتمندی کو ہنرمندی کے جال میں پھنساؤ تاکہ ہمیشہ باقی رہے۔ ہنر ذلت سے حاصل کرو۔
دشمن کی کڑوی کسیلی بات سے متغیر ہونا نہ چاہیئے۔ دشمن سے محفوظ رہنے کی ہمیشہ کوشش کرو۔ اگر تم ذلیل و
رسوا ہونا نہیں چاہتے تو کبھی کسی سے لڑائی نہ کرو۔ اگر تم ساری خلق کو اپنا دشمن بنانا چاہتے ہو تو تکبر کی صفت
پیدا کرو۔ اپنے نیک و بد کو مخفی رکھو۔ دین کی علم سے نگاہداشت کرو۔ اگر عزت و بلندی کے طالب ہو تو مفلسوں

اور شکستہ دلون کے پاس بیٹھو۔ اگر تمہین آسودگی و آسایش پیش نظر ہے تو حسد نکرو۔ اس مین بہت کوشش کرو کہ مرنے سے ہمیشہ کی زندگی پاؤ۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین نے اناج کے چند دانے چڑیون کے آگے ڈالے تھے۔ دوسرے روز من بھر گیہون اور ایک سکہ رائج وقت مجھے پہونچا شیخ شیوخ العالم خواجہ فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے بے ساختہ یہ بیت جاری ہوئی۔ ؎ خورش دہ بہ گنجشک و کبک و حمام ٭ کہ ناگہ ہمائے در افتد بدام ٭ معتبر اور ثقہ لوگون سے **منقول** ہے کہ ایکدفعہ شیخ الاسلام خواجہ بہاؤالدین زکریا نے شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس سرہ کی خدمت مین ایک ایسی بات پہونچادی تہی جو شیخ شیوخ العالم کی مجلس کے قابل نہ تہی جب شیخ الاسلام بہاؤالدین کو یہ خبر ہوئی تو آپنے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین ایک معذرت نامہ لکھکر بھیجا جسکا مضمون یہ تہا کہ ہم مین اور تم مین عشق بازی ہے۔ شیخ شیوخ العالم نے فوراً اس معذرت کا یہ جواب دیا۔ کہ ہمارے تمہارے درمیان عشق ہے۔ بازی نہین ہے۔

چھٹا نکتہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس سرہ العزیز اور آپکی والد بزرگوار کی بعضی کرامتون کے ذکر مین۔ جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ ایکدن مین نے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین عرض کیا کہ خواجہ! میری ایک درخواست ہے اگر حضور رغبت کے کانون سے سنین اور بخشش فرمائین۔ فرمایا کہو کیا ہے۔ مین نے عرض کیا کہ حضور کی ڈاڑہی مبارک کا ایک بال جدا ہوگیا ہے اگر حکم ہو تو مین اوسے بجائے تعویذ کے حفاظت سے اپنے پاس رکہون۔ فرمایا ایسا ہی کرو۔ مین نے اوس بال کو نہایت اعزاز سے لیا اور ایک پاک کپڑے مین لپیٹ کر تعویذ بنا لیا۔ اور شہر دہلی مین واپس آیا۔ جناب سلطان المشائخ جس وقت یہ واقعہ بیان کر رہے تہے آپکی آنکہون مین آنسو بہر آئے تہے آپنے آنسو پونچہکر فرمایا۔ آہ آہ اوس ایک بال مین مین نے کیا کیا اثر دیکہے ہین زان بعد فرمایا جو درد مند بیمار میرے پاس آکر تعویذ مانگتا مین اوسے وہ بال دیدیتا فوراً اوسکی تمام تکلیف و زحمت دور ہوجاتی یہانتک کہ میری ایک دوست تاج الدین مینائی کا سب سے چہوٹا لڑکا جو صغیر سن تہا بیمار پڑا وہ میرے پاس آئے اور اوس تعویذ کی درخواست کی یہ عجب اتفاق کی بات ہے کہ جس جگہ مین نے تعویذ رکہا تہا وہان ہرچند تلاش کیا مگر کہین سراغ نہ ملا یہانتک کہ تاج الدین کا لڑکا اوسی بیماری مین انتقال کرگیا۔ زان بعد جو مینے ڈہونڈا تو تعویذ اوسی طاق مین رکہا نظر پڑا جہان مین نے رکہا تہا۔ چونکہ اوس دوست کا لڑکا انتقال کرنے والا تہا اسلیے وہ تعویذ غائب ہوگیا تہا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے دہلی مین ایک بزرگ اور متمول شخص رہتے تہے جنہین لوگ اچھے کے نام سے یاد کرتے تہے اونہون نے ایک نہایت خوش وضع اور پُرفضا مسجد بنائی تہی اور اوسکا امام شیخ نجیب الدین

متوکل کو قرار دیا تھا اوس بزرگ نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور ایک لاکھ روپیہ اوسکے کار خیر مین خرچ کیا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ شیخ نجیب الدین متوکل نے باتون باتون مین اون سے کہا کہ کامل اور پورا ایماندار وہ شخص ہے جسپر خدا تعالی کی دوستی اہل و اولاد کی محبت و دوستی پر غالب ہو اب تم پورے ایماندار اوسوقت بن سکتے ہو جبکہ خدا کی راہ مین اوس رقم سے دوچند خرچ کرو جو اپنی لڑکی کے حق مین خرچ کرچکے ہو۔ القصہ شیخ نجیب الدین متوکل کی اسبات سے سخت ناراض ہوا۔ اور منصب امامت اون سے لیلیا۔ شیخ نجیب الدین اجودھن گئے اور شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہو کر صورت واقعہ عرض کی شیخ شیوخ العالم قدس سرہ نے فرمایا مَا نَنْسَخْ مِنْ آیَۃٍ اَوْ نُنْسِہَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَا اَوْ مِثْلِہَا۔ یعنے خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو آیت ہم منسوخ کردیتے یا پیغمبر کے دل سے بھلا دیتے ہین تو اوس سے بہتر یا اوس جیسی لے آتے ہین۔ بعدہ زبان مبارک پر جاری ہوا کہ اگر استمری گیا تو اتنگری کو پیدا کر۔ چنانچہ اوسی زمانہ مین اتنگری نام بادشاہ ان شہرون مین پہونچا۔ اس شخص نے ایک بزرگ خانوادہ کی خدمتین کین تھین اور اس خدمت کی وجہ سے اوس خاندان کی طرف منسوب ہو گیا تھا۔

جناب سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین سلطان ناصر الدین اوچہ اور ملتان کی جانب گیا ہے تو اوسکے تمام لشکر نے شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس سرہ کی زیارت کی طرف توجہ کی یہان تک کہ جس مقام پر آپ سکونت پذیر تھے خلق کے ہجوم و کثرت سے بھر گیا اور تل دھرنے کو جگہ باقی نرہی اوسوقت لوگون نے شیخ شیوخ العالم کی آستین مبارک کوٹھے کی طرف سے کوچہ کی جانب لٹکائی لشکری جوق جوق آتے تھے اور آستین مبارک کو چوم چوم کر چلے جاتے تھے پھر بھی آستین کی یہ حالت تھی کہ پھٹکر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی تھی اوسوقت شیخ مسجد مین تشریف لائے اور مریدون کو ارشاد فرمایا کہ تم میرے گرداگرد حلقے کرکے کھڑے ہو جاؤ تا کہ لوگ حلقہ کے اندر آنہ سکین اور دور ہی سے سلام کرکے چلے جائین۔ عقیدت کیش اور بے ریا مریدون نے آپکے حکم کی فوراً تعمیل کی۔ اسی اثنا مین ایک بڈھا فراش آیا اور مریدون کے حلقہ سے تجاوز کرکے شیخ کے پاؤن مین گر پڑا۔ شیخ کا پاؤن پکڑکر کھینچا اور بوسہ دیکر کہنے لگا شیخ فرید! اس قدر تنگی و سختی نکرو اور خدا کی نعمت کا شکریہ اس سے بہتر ادا کرو۔ شیخ شیوخ العالم نے بڈھے کی جب یہ بات سنی ایک نعرہ مارا۔ بعدہ فراش کا بہت اعزاز کیا اور بے انتہا معذرت کی۔

کاتب حروف نے اپنے والد السید محمد مبارک کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اسی اثنا مین جبکہ سلطان ناصر الدین کا لشکر نہروالہ کے قریب پہونچا تو سلطان نے چاہا کہ اجودھن مین جاکر شیخ شیوخ العالم کی سعادت قدمبوسی حاصل کرے۔ سلطان غیاث الدین نے جو اوس زمانہ مین وزیر السلطنۃ تھا اور الغخان کے خطاب سے

شہرت رکہتا تہا سلطان ناصر الدین سے عرض کیا کہ ہمارا لشکر بہت ہے اور اجودہن کے رستہ مین پانی کمیاب ہے لشکر کو سخت تکلیف ہوگی اور عجب نہین کہ لوگ تلف ہو جائین اگر حکم ہو تو مین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہون اور تحفے تحائف پیش کرکے خداوند عالم کی طرف سے معذرت کرون۔ سلطان غیاث الدین کے دلمین ان دنون سلطنت و جہانگیری کی ہوس تہی اور سلطان ناصر الدین کی جگہ خود بادشاہ بننا چاہتا تہا اوسنے اپنے دل مین خیال کیا تہا کہ اگر سلطنت و حکومت میرے نصیب مین ہے اور تخت و تاج مجھے پہونچنے والا ہے تو اسبارہ مین شیخ شیوخ العالم کی زبان مبارک پر میرے حق مین وہ الفاظ جاری ہو جائینگے جنسے مین اپنے مقصد پر استدلال کرسکونگا۔ یہ بات سوچکر اور سلطان سے اجازت لیکر چلا۔ چلتے وقت چاندی کی ایک کافی مقدار اور چار گاؤن کا فرمان اپنے ساتہ لیا اور شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوا سعادت قدمبوسی حاصل کی اور چاندی کا ڈہیر مع چار گاؤن کے فرمان کے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پیش کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے الغ خان نے عرض کیا یہ چاندی ہے اور یہ چار گاؤن کا فرمان ہے جو خاص آپکے واسطے لایا ہون۔ شیخ شیوخ العالم نے مسکرا کر فرمایا کہ نقد تو ہم کو دیدو کہ ہم درویشون کو تقسیم کردینگے اور گاؤن کا فرمان لیجاؤ کیونکہ اسکے خواستگار بہت ہین۔ اس گفت و شنید کے بعد الغخان کے دلمین اوسی معنی کے کشف کی نسبت خلش پیدا ہوئی جس لیئے وہ اس اہتمام سے یہان آیا تہا اور منتظر تہا کہ دیکہئے شیخ شیوخ العالم اس معنی کا کشف کب کرتے ہین۔ اسبات کے دل مین کہٹکتے ہی فوراً شیخ شیوخ العالم کی زبان مبارک پر ذیل کی ابیات جاری ہوئین۔ **ابیات** فریدون[1] فرخ فرشتہ نبود ٭ زعود و زعنبر سرشتہ نبود ٭ زداد و دہش یافت آن نیکوی ٭ تو داد و دہش کن فریدون شوی ٭ جونہی یہ لفظ الغخان کے کان مین پہونچے دستار کی گرہ مین باندہ لیئے اور زمین خدمت کو بوسہ دیا اور خوشدل ہوکر اوٹہا چنانچہ اسکے تہوڑے ہی دنون بعد الغخان مستقل بادشاہ ہوگیا اور ہندوستان کی مملکت کے امور اوسکے ضبط سلطنت مین آگئے ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** سرے[2] کہ سودہ شود بر زمین خدمت تو ٭ زیک قبول تو تاحشر تاجدار شود ٭ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز ایکدن صبح کی نماز ادا کرکے مشغول بحق تہے اور سر زمین پر رکہے ہوئے تہے (آپ اسی ہئیت پر اکثر اوقات مستغرق شغل ہوتے تہے) جاڑے کا موسم تہا اور خنکی مین بہیگی ہوئی ہوا کے جہونکے چل رہے تہے۔ آپکے خادم نے ایک پوستین لاکر آپکی جسم مبارک پر ڈال دیا تہا اور چارون طرف سے جسم چہپا دیا تہا اسوقت آپکی خدمت مین کوئی

---

[1] فریدون فرخ کوئی فرشتہ یا اوسکا عود و عنبر سے خمیر نہین کیا گیا تہا اوسنے یہ نیکنامی صرف انصاف و بخشش سے پائی اگر تو بہی داد و دہش سے کام لیگا فریدون ہو جائے گا ۱۲ [2] جو سر کہ تیری زمین خدمت مین گہسا گیا وہ صرف تیرے ایک لفظ قبول کی وجہ سے ہمیشہ کے لیئے بادشاہ ہوگیا۔ ۱۲

خدمتگار موجود نہ تہا صرف ایک مین ہی حاضر تہا اسی اثنا مین ایک شخص آیا اور اس زور سے چیخکر سلام کیا کہ شیخ شیوخ العالم کے اوقات عزیز مین انتشار پڑ گیا لیکن اسپر بہی شیخ اوسی طرح زمین پر پڑے رہے اور پوستین سے اپنا سارا جسم چہپائے رہے دفعتہً آپنے فرمایا یہان کوئی موجود ہے مین نے عرض کیا مین حاضر ہون۔ فرمایا یہ شخص جو ابہی آیا ہے بالاقد اور زردگون ہے مین نے جو اوس شخص کو دیکہا تو یہی ہیئت رکہتا تہا لہذا مین نے جواب دیا کہ بے شک ایسا ہی ہے۔ ازان بعد فرمایا کہ اوسکے کمر مین ایک زنجیر بہی پڑی ہوئی ہے مین نے دیکہکر عرض کیا جی ہان۔ زنجیر بہی ہے۔ پہر فرمایا کہ کان مین کوئی چیز بہی پڑی ہوئی ہے۔ مین نے دیکہکر کہا جی ہان ایسا ہی ہے۔ الغرض جو جو آپ بتلاتے گئے مین دیکہتا گیا اور جواب دیتا گیا لیکن جسوقت مین نے شیخ کے جواب مین عرض کیا کہ ہان اوسکے کان مین ایک بالی پڑی ہوئی ہے تو وہ شخص متغیر ہوا اور گرگٹ کے سے رنگ بدلنے لگا۔ شیخ نے فرمایا اس سے کہدو کہ زیادہ ذلیل و رسوا ہونے سے پیشتر چلا جا اب جو مین نے اوسکی طرف نظر اوٹہائی تو وہ خود چلا گیا تہا **منقول ہے** کہ ایکدن شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی کلمہ کی اونگلی مین سانپ نے کاٹا لیکن آپنے کوئی علاج نہین کیا اور خدا تعالی کی بندگی مین مشغول رہے غلبہ مشغولی کے وقت آپکے جسم مبارک سے پسینہ بہہ نکلا اور زہر نے مطلق اثر نہین کیا۔ سلطان المشائخ فرماتے ہے کہ ہم چند لوگ اجودہن کی طرف چلے جا رہے تہے سرسی[لہ] (ایک گانون کا نام ہے) کے جنگل مین جب ہم پہونچے تو ایک سانپ نے مجہے کاٹ لیا ایک شخص نے جو ہماری صحبت مین سفر کر رہا تہا سانپ کے کاٹے ہوئے مقام کو ایک کپڑے سے باندہ دیا تہوڑی دیر مین زہر اوتر گیا اور زخم اچہا ہو گیا ہم اجودہن مین نا وقت پہونچے شہر کے دروازے بند ہو گئے تہے اور دکانین کبہی کی بند ہو چکی تہین یارون نے کہا کہ ہم سب قلعہ کی فصیل کو دکر اندر جا پہونچین گے چنانچہ ہم آگے بڑہے فصیل کے قریب جا کر دیکہا تو ہر طرف سے رستہ بند تہا آخر جسطرح بن پڑا سب لوگ اوپر چڑہ گئے چونکہ مین اوپر چڑہتے ڈرتا تہا اس لیئے اونہون نے میرا ہاتہہ پکڑکر چڑہا لیا۔ صبح کے وقت ہم سب شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوئے آپنے سبکو پوچہا لیکن میری بابت کچہ نہ فرمایا۔ تہوڑی دیر کے بعد ارشاد کیا سانپ کا کاٹنا تعجب کی بات نہین فصیل کا کودنا کہان آیا ہے۔ لیکن شیخ نصیر الدین محمود اس حکایت کو یون روایت کرتے ہین کہ جب حدود سرسی مین سلطان المشائخ کو سانپ نے کاٹا تو شیخ شیوخ العالم پر یہ واقعہ نور باطن کی وجہ سے روشن ہو گیا آپنے فوراً چند شخصونکو حکم فرمایا کہ بہت جلد روانہ ہون اور سلطان المشائخ کو سواری مین بٹہا کر لے آئین چنانچہ اونہون نے ایک نہایت عاجلانہ حرکت کی اور سلطان المشائخ کو بہلی مین سوار کرکے لے آئے۔ جناب سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز کو کوئی مرض لاحق ہوا اور چند روز مین نہایت ہی ضعیف ہو گئے۔ آپنے

چاہا کہ اوٹہکر چند قدم چلون عصا ہاتہہ مین لیا اور چلنے لگے چند ہی قدم چلے تہے کہ آپنے عصا ہاتہ سے ڈال دیا اور پیشانی مبارک مین ندامت و پشیمانی کا اثر لوگون نے محسوس کیا پوچہا کہ حضرت یہ کیا بات تہی کہ خواجہ نے عصا کو زمین پر پہینکدیا فرمایا ہمین عتاب کیا گیا کہ تم نے ہماری غیر پر بہروسہ کیون کیا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ یوسف ہانسوی جو ہمارے قدیم دوستون مین سے تہے ایکدفعہ اوچہ سے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین آئے۔ شیخ نے فرمایا کہ تم نے اوچہ مین کن کن لوگونکو دیکہا ہے عرض کیا فلان شخص ایسا ہے اور فلان چیز مین مشغول ہے فلان شخص ایسا عبادت گذار ہے اور فلان ایسی ریاضت و جفاکشی مین زندگی بسر کرتا ہے شیخ شیوخ العالم کو اونکے اس بیان سے اوچہ کے لوگون کے دیکہنے کی رغبت پیدا ہوئی۔ وضو کے بہانہ سے اوٹہے اور اوچہ مین تشریف لے گئے جب دیر زیادہ ہوگئی تو لوگون نے آپکو مسجد کے اندر اوپر نیچے تلاش کرنا شروع کیا لیکن کہین سراغ نہ لگا تہوڑی دیر کے بعد شیخ شیوخ العالم ظاہر ہوئے یوسف نے پوچہا کہ خواجہ کہان تشریف لے گئے تہے فرمایا کہ تم نے اوچہ کے باشندون کی اس قدر تعریف بیان کی کہ ہمین اون سے ملاقات کرنے کی رغبت پیدا ہوئی مین اسوقت اوچہ مین گیا تہا اور وہان کے آدمیون کو دیکہہ رہا تہا وہ دکانون پر بیٹہے ہوئے روٹیان پکارہے ہین۔ **منقول** ہے کہ سلطان المشائخ کی مجلس مین ایک یار نے بیان کرنا شروع کیا کہ بہاؤالدین خالد کہتے تہے کہ مین اجودہن مین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پہونچا اجودہن کی جامع مسجد مین محراب کے آگے مین بیٹہا ہوا تہا کیونکہ لوگون نے مجہے خواجہ کی خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت نہین دی تہی۔ محراب مین ایک لمبا شگاف تہا جس مین ایک کاغذ کا ٹکڑا پڑا ہوا تہا مین نے اوس کاغذ کو کہول کر دیکہا تو اوس مین لکہا ہوا تہا۔ فرید کی طرف سے خالد کو سلام پہونچے۔ مین یہ دیکہکر حیرت زدہ ہوگیا حقیقت مین حقیر و فقیر پر شیخ کی یہ عنایت و مہربانی ایسی نہ تہی جو اس تعجب اور تحیر کے ساتہ حیرت مین نہ ڈالتی۔ الغرض مین اسکے بعد شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پہونچا اور اس تعجب انگیز واقعہ کی تقریر کی۔ اوسی اثنا مین ایک یار نے جناب سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ یہ کاغذ کوئی شخص لکہتا ہے یا خدا کی طرف سے صادر ہوتا ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اصل یہ ہے ایک فرشتہ ہے جسے ملہم کہتے ہین۔ یہ نقش وہی فرشتہ آدمی کے دلمین لکہدیتا ہے جس سے الہام پیدا ہوتا ہے سائل نے کہا شاید کاغذ بہی وہی فرشتہ لکہدیتا ہوگا۔ سلطان المشائخ نے مسکرا کر فرمایا جس فرشتہ کو ملہم کہتے ہین اوسکی طرف سے تین چیزین پیدا ہوتی ہین۔ ایک یہ کہ وہ انسان کے دل مین کوئی چیز ڈال دیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اوسکے کان مین غیب سے آواز پہونچتی ہے تیسرے یہ کہ انسان کے سامنے لکہا ہوا کاغذ ظاہر ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ نقش کو دیکہتے ہین لیکن نقاش کو نہین دیکہتے اور انبیا علیہم السلام نقش و نقاش دونون کو دیکہتے ہین پہر جسوقت کہ یہ نقش پیدا ہوتا ہے اگر انسان کے

دل مین اوسکے ساتہ ہی ایک قسم کا نور ظاہر ہو تو اوسے رحمانی نقش سمجہنا چاہیئے کہ اوسے فرشتہ لکہتا ہے اور دلمین تاریکی و ظلمت پیدا ہو تو شیطانی سمجہنا چاہیئے وجہ یہ کہ شیطان انسان کے دل مین القا کرتا ہے۔ ازان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بیچارے فرشتہ کو اس مین کیا دخل ہے اور شیطان لعین کیا کرسکتا ہے جو کچہ پیدا ہوتا ہے خدا ہی کی طرف سے پیدا ہوتا ہے۔ کاتب حروف نے اپنے بزرگوار چچا جناب سید السادات سید حسین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ایک دن شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی جانب خط لکہنا چاہتے تہے کاغذ و قلم ہاتہ مین لیا اور متامل ہوئے کہ شیخ الاسلام بہاؤ الدین کو کون سے القاب کے ساتہ خط لکہنا چاہیئے اسی اثنار مین آپکے دل مبارک مین گذرا کہ شیخ الاسلام کا جو خطاب و لقب لوح محفوظ مین لکہا ہے وہی مین بہی اپنے خط کے عنوان مین درج کرون چنانچہ آپنے سر مبارک اوپر کی طرف اٹہا کر آسمان کی طرف دیکہا جب لوح محفوظ نظر پڑی تو لکہا دیکہا۔ شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا۔ پس آپنے اسی اکرم و معزز خطاب سے خط لکہنا شروع کیا۔

٥ ایک ولی کا یہ قول آب زر سے لکہنے کے قابل ہے **شعر** قُلُوْبُ الْعَارِفِیْنَ لَہَا عُیُوْنٌ ۞ تَرٰی مَالَا یَرَاہُ النَّاظِرِیْنَا ۞ بِاَجْنِحَۃٍ تَطِیْرُ بِغَیْرِ رِیْشٍ ۞ اِلٰی مَلَکُوْتِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَا ۞ یعنے عارفون کے دلونکی آنکہین جیسے وہ اوس چیز کو دیکہ لیتے ہین جو اور دیکہنے والے نہین دیکہہ سکتے۔ وہ ملکوت رب العالمین کی طرف بغیر پر کے بازؤون سے اوڑتے ہین۔

جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک شخص محمد نامی جو ہمارے قدیم رفیقون اور دوستون مین نہایت دلسوز اور خیر خواہ دوست تہے شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے بعض اسرار سے واقف اور آپکے زار دار تہے۔ جمعہ کے دن مسجد مین شیخ شیوخ العالم کے پیچہے بیٹہے ہوئے تہے کہ دفعۃً مدہوش ہوگئے۔ شیخ نے دریافت کیا کہ محمد تمہارا کیا حال ہے اور یہ مدہوشی کیسی تہی ہنوز محمد نے شیخ کے اس سوال کا جواب نہ دیا تہا کہ خود شیخ شیوخ العالم کی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ اوسوقت حالت نماز مین مجہے معراج ہوئی تہی تمہین بہی درویشون کی نعمت سے ایک حصہ پہونچگیا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ نماز جمعہ مین تکبیر تحریمہ کے بعد جو حالت اور تحیر سلطان المشائخ پر طاری ہوا تہا اور پہر وہ انتقال کے دن تک لگاتار چلا گیا تہا (جیسا کہ حضرت سلطان المشائخ کے ذکر نکتہ مرض موت مین مفصل طور پر بیان کیا جائیگا) اوسی معراج کے مشابہ تہا جو شیخ شیوخ العالم کو نماز جمعہ مین حاصل ہوئی تہی جیسا کہ اس حکایت کے عنوان مین مذکور ہے۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ جب مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت سے خرقہ اور خرقہ کے ساتہ اجازت عام حاصل کرکے دہلی مین آیا تو شیخ شیوخ العالم کا عنایت کیا ہوا کملی خرقہ زیب تن کرکے جامع مسجد مین گیا۔ شرف الدین قیامی نے مجہے بلایا اور

کیفیت دریافت کی مین نے شیخ شیوخ العالم سے بیعت کرنے اور خلعت پانیکی ساری کیفیت بیان کی جون ہی اوسنے میرا حال
سنا نہایت برہم وافروختہ ہوا اور شیخ شیوخ العالم کو دو دفعہ اون نامناسب الفاظ سے یاد کیا جو شیخ کے منصب و مرتبہ کے
کسیطرح شایان نہ تہے اور مجہے تو بہت ہی بُرا بہلا کہا اگرچہ مین بہی جواب دینے کی قوت رکہتا تہا اور ممکن تہا کہ ترکی
بترکی جواب سے اپنے دل کا بخار نکال لیتا لیکن مین نے تحمل کیا اور مونہ سے اُف تک نہ نکالا شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے
بیت بخدا دلبر و پائی تو کز دوستیت * خبر از دشمن و اندیشہ دشنام نیست * لیکن جب دوسری مرتبہ شیخ شیوخ العالم
کی خدمت مین حاضر ہوا تو اس واقعہ کا تمام و کمال ذکر کیا۔ شیخ شیوخ العالم زار قطار رونے لگے اور مجہے اوس تحمل و بردا
پر شاباشی دی اور اسی حالت کے غلبہ مین آپکی زبان مبارک پر یہ جاری ہوا کہ مجہے معلوم ہوگیا ہے کہ شیخ شرف الدین
چلا گیا جب مین دہلی مین آیا تو شرف الدین قیامی سفر کر چکا تہا شیخ نصیر الدین محمود سے روایت کرتے ہین کہ ایک مرد شیخ
شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوا شیخ نے خدام کو حکم فرمایا کہ اسکے آگے کہانا لاؤ اوس شخص نے عرض کیا کہ چند روز سے
مین نے کہانا چہوڑ رکہا ہے۔ شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہانا چہوڑنے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ مین ایک گاؤن مین سکونت
رکہتا تہا اتفاق سے وہان کے مسلمانون کو گاؤن کے سرکش اور متمرد کفار کی وجہ سے بہاگنا پڑا۔ میرے فرزند اور دوسرے
عزیز و اقارب گرفتار ہوگئے۔ میرے پاس ایک نہایت ہی حسین و خوبصورت عورت تہی جسکے ساتہ میری جان و دل وابستہ
تہی اور مین ہمیشہ اوسے دنیا بہر سے زیادہ عزیز رکہتا تہا وہ بہی اون ہی لوگونکے ساتہ قید کر دیگئی اوسکی وجہ سے میرے
دلکو چین و اطمینان نہ تہا اسلیئے مین اپنی جان ہتیلی پہ لیئے پہرتا اور اپنے تئین ہلاک کرنے کی تدبیرین کرتا ہون شیخ شیوخ العالم
نے فرمایا کہ کہانا کہا۔ دیکہہ خدا کیا کرتا ہے۔ اسی اثنا مین آپکی خدمت مین ایک اور شخص آیا جو خوش خطی اور منشی گری مین
مشہور تہا۔ چونکہ یہ شخص اپنے بادشاہ کا مجرم تہا اسلیئے پابزنجیر تہا خواجہ نے فرمایا کہ اے شخص تجہے اس زحمت و تکلیف
سے خلاصی ہوجائے گی لیکن اس مرد کو ایک لونڈی دیدیجیو۔ اوس شخص نے شیخ شیوخ العالم سے وعدہ کیا اور آپ کا
فرمان قبول کے کانون سے سنا لیکن اوس مرد نے منشی کے ساتہ چلنے سے انکار کیا اور کہا مجہے کنیزک نہین چاہیے۔
منشی جی نے کہا کہ میری رہائی اس شرط پر منحصر ہے کہ تجہے کنیزک دون لہذا اب بجز اسکے اور کوئی علاج ہی نہین ہوسکتا
کہ تمہین ساتہ لیجا کر کنیزک دون۔ چنانچہ اسنے اپنے لوگونکو اس شخص پر مقرر کیا اور وہ اوسے ایک گہوڑے پر سوار کرکے
لیچلے۔ خدا کی قدرت جب یہ منشی اوس بادشاہ کے پاس پہنچا جسنے اسے مجرم قرار دیکر مقید کیا تہا تو اس شخص پر اس سے
ملاقات کرتے ہی رہائی کا حکم دیا اور جو لونڈی گاؤن کے غارت و تاراج کرنے کے بعد اوسکی قید مین آئی تہی منشی جی کے
سپرد کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ لوگون نے ایسا ہی کیا منشی نے اوس لونڈی کو اس مرد کے حوالہ کیا۔

اس شخص نے جو لونڈی کو دیکہا تو تقدیر الٰہی سے اپنی عورت کو پایا یعنے وہ لونڈی حقیقت مین اسکی عورت تہی یہ دیکہکر اوس شخص کے دل کو اطمینان ہوا اور شیخ شیوخ العالم کی معجز نما کرامت کا قائل ہوگیا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ اجودہن کی جامع مسجد مین ایک شخص قاضی کی طرف سے خطیب تہا۔ ایکمرتبہ نماز جمعہ مین اوسنے قراءت پڑہی اور کچہ غلطی کرگیا شیخ شیوخ العالم کے ایک مرید نے آپکی اجازت سے پکار دیا کہ یہ نماز از سرنو پڑہنی چاہیئے کیونکہ خطیب سے غلطی ہوگئی ہے چنانچہ تمام لوگون نے نماز کو دوہرایا قاضی عبد اللہ جو اجودہن کا قاضی تہا اور اس شہر کی قضاۃ اوسکے ہاتہہ مین تہی اور جسے وہان کے باشندے قاضی محمد ابو الفضل کے نام سے یاد کرتے تہے شیخ شیوخ العالم کو بہت بُرا بہلا کہنے لگا اور چونکہ یہ شخص نہایت جنگجو اور غصیلا تہا بے ساختہ کہنے لگا کہ چند ناتجربہ کار ادہر اودہر سے بہاگ آئے ہین اور یہان بیٹہکر اشراف شہر کی بے وقعتی کرتے ہین شیخ شیوخ العالم خاموشی کے ساتہ مسجد جامع سے چلے آئے لیکن جب مکان پر تشریف لائے تو اپنے یارون سے فرمایا۔ کہ اگر کوئی شخص کسی پر بیجا بہادری کا اظہار کرے تو وہ تحمل وبرداشت سے کام لے اور اگر وہ اوسے اپنے گروہ اور قبیلہ سے نکال دے تو بہی اوسے اسبات کا مجاز ہے جون ہی یہ کلمہ شیخ کی زبان مبارک سے جاری ہوا قاضی عبد اللہ پر فالج گرا اور اوسکا مونہ بالکل ٹیڑہا ہوگیا۔ اب قاضی عبد اللہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین ایک شکر کا ٹوکرا اور آٹا اور ایک بکرا لیکر حاضر ہوا اور خواجہ فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے قدمون مین گر پڑا۔ شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ عبد اللہ اٹہارہ سال سے ہر شخص تیری طرف سے کچہ نہ کچہ پہونچاتا تہا لیکن اب جو کچہ قرآن مقدس کی فال حکم دے گی اوسی حکم کی تعمیل کی جائے گی۔ یہ کہکر جب آپنے مصحف کہولا تو حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ نکلا اور پہلی نظر اس آیت پر پڑی قَالَ یَا نُوحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِكَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ یعنی خدا تعالی نے فرمایا نوح! تیرا لڑکا تیری اہل مین سے نہین ہے کیونکہ اوسکے عمل ناشائستہ وقبیح ہین۔ شیخ شیوخ العالم نے یہ دیکہکر فرمایا کہ عبد اللہ! یہی حکم ہمین اور تمہین بس ہے۔ ہرچند کہ قاضی عبد اللہ نے بہت کوشش کی اور نہایت منت وسماجت سے پیش آیا لیکن شیخ نے ایک نہ سنی اور اوسکے لائے ہوئے تحفے واپس کردیئے۔ قاضی عبد اللہ گہر پہونچا ہی تہا کہ دنیا سے سفر کرگیا۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایک دفعہ اجودہن مین ایک شخص شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوا اور نہایت آہستگی سے کان مین کہا کہ دہلی مین ہم تم دونون ہم سبق تہے یہانتک کہ تم شہر کے قاضی ومفتی قرار دیئے گئے۔ اوس شخص کا اس سے مقصود یہ تہا کہ تم نے اس قدر علوم تحصیل نہین کیئے جو منصب قضا وافتا کو کافی ہون چنانچہ شیخ شیوخ العالم نے اوسکی اسبات کو نور باطن سے معلوم کرلیا اور کہا اے غریب اگر تحصیل علوم جدل وبحث کے لئے ہے تو اس تحصیل کو سلام ہے اس نیت سے

علم پڑہنا اور خلق کو ایذا پہونچانا ہرگز جائز نہین اور اگر عمل کے لیئے ہے تو اُسی قدر کافی ہے کہ پڑہلیتے اور عمل کرتے ہین ۔ علم شریعت کے پڑہنے سے مقصود صرف عمل کرنا ہے نہ خلق خدا کو ایذا دینا ۔ سلطان المشائخ یہہی فرماتے تہے کہ ایک شخص دہلی سے باین غرض روانہ اجودہن ہوا کہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پہونچکر تائب ہو اثناء راہ مین ایک بدشان وخانہ بدوش زانیہ عورت چند منزل اوسکی ہمراہی مین چلی ہرچند کہ اس فاحشہ نے بہت چاہا اور ہر طرح سے اس فکر مین پڑی کہ کسیطرح یہ شخص اوس سے تعلق پیدا کرلے ۔ لیکن چونکہ یہ مرد سچی نیت رکہتا تہا اوس زانیہ اور فاحشہ کی طرف مطلق مائل نہین ہوا یہانتک کہ ایک منزل مین دونون ایک بہلی مین سوار ہوئے اور وہ بدکار عورت اوسکے پاس آ بیٹہی رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچی کہ دونون مین کسی قسم کا حجاب نہین رہا اور اسوقت کچہہ کچہہ اس شخص کا دل بہی اس زانیہ کیطرف میل کرنے لگا جسکا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ اوسنے عورت سے کوئی بات کہی یا دست درازی کی کہ دفعۃً ایک مرد سامنے سے نمودار ہوا جس نے آکر اس شخص کے مونہ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ آنکہین کہل گئین اور نہایت کرخت آواز مین بولا کہ تو توبہ کی نیت سے فُلان بزرگ کی خدمت مین جاتا ہے اور اس قبیح و ناشائستہ حرکت کا مرتکب ہوتا ہے یہ شخص فوراً متنبہ ہوگیا اور اپنے نفس کو سخت لعنت ملامت کرتا ہوا شیخ کی خدمت مین پہنچا ۔ جب شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے سب سے پہلے جو بات زبان مبارک سے نکالی یہ تہی کہ خدا تعالی نے تجہے اوس روز بہت ہی محفوظ رکہا ۔

جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ شیوخ العالم کے عقیدتمندون مین سے ایک بے ریا اور مخلص عقیدتمند آپکی خدمت مین آیا اور نہایت اضطراب وحیرانی کی حالت مین آیا ۔ اس عقیدتمند کا نام محمد شاہ غوری تہا جو شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کا نہایت سچا مرید اور راسخ و ثابت قدم معتقد تہا جناب شیخ نے اوسے مضطرب وحیران دیکہکر فرمایا محمد شاہ ! کیا حال ہے ۔ عرض کیا حضور ! میرا بہائی نہایت بیمار ہے اور اب تو یہ حالت ہے کہ سانسون کا شمار ہے ۔ کچہہ عجب نہین کہ میرے یہان آنے اور سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے بعد تمام ہوگیا ہو ۔ اسوجہ سے مین حیران اور زیر و زبر ہون ۔ شیخ شیوخ العالم نے فرمایا ۔ کہ محمد شاہ ! جیسا کہ تو اسوقت مضطرب و حیران ہے مین تمام عمر اسی حالت مین رہا ہون لیکن آج تک کسی پر اسکا اظہار نہین کیا اور نہ آئندہ کرون گا ۔ ازان بعد فرمایا کہ جا تیرا بہائی صحت یاب ہوچکا ہے ۔ محمد شاہ گہر مین آکر کیا دیکہتا ہے کہ اوسکا بہائی بیٹہا ہوا کہانا کہا رہا ہے

سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ پانچ درویش شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین پہونچے جو مزاج کے اکہڑ اور نہایت بدزبان تہے اور جنکے چہرہ سے درشت مزاجی فراخ کلامی برستی تہی ۔ شیخ کی مجلس مین تہوڑی دیر بیٹہکر اوٹہہ کہڑے ہوئے اور نہایت غضبناک لہجہ مین بولے کہ ہم نے جہان تک جہان بین کی اور قدر

دنیا مین گشت لگایا اوسی قدر درویش کو کمیاب بلکہ عنقا پایا۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا مین کوئی درویش نہین رہا ہے۔ شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے اون کا یہ طیش و غضب ملاحظہ کر کے فرمایا کہ صاحبو! ذرا تشریف رکھیئے مین ابہی آپکو ایک درویش سے ملاتا ہون لیکن اونہون نے جانے پر اصرار کیا اور آخرکار روانہ ہوگئے۔ شیخ نے فرمایا کہ اگر تم جاتے ہی ہو تو بیابان کی راہ سے مت جاؤ کیونکہ اوس مین تمہاری جانون کا خطرہ ہے۔ مگر اونہون نے شیخ الشیوخ کی اسبات کو بہی رغبت و قبولیت کے کانون سے نہ سنا اور آپکے ارشاد کے خلاف کیا۔ یہ درویش چند قدم گئے ہونگے کہ شیخ شیوخ العالم نے ایک شخص کو اونکے پیچھے دوڑایا اور فرمایا جاکر دیکھ کہ درویش کس رستہ سے گئے ہین شخص مذکور تعاقب کرتا ہوا اونکے قریب پہونچگیا۔ دیکھتا ہے کہ وہ بیابان ہی کے رستہ سے جارہے ہین چنانچہ شیخ کی خدمت مین آکر بیان کیا شیخ شیوخ العالم نے جب یہ خبر سُنی تو زار قطار رونے لگے اور سرِ نم آنکھون سے آنسوون کی ندیان بہاکر فرمانے لگے افسوس اونہون نے اچہا نہ کیا اوسوقت شیخ ایسے روئے جیسا کہ کسی کے ماتم پر لوگ روتے ہین۔ زان بعد لوگون نے خبر دی کہ وہ پانچون درویش بیابان مین بادسموم سے مر گئے۔ چار درویش تو ایک ہی جگہ مر گئے اور ایک درویش دریا کے کنارے پہونچا اور اس قدر پانی پیا کہ اوسی جگہ مر کر رہگیا۔

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ خواجہ احمد سیوستانی جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے قدیم مریدون مین سے ایک نہایت ہی وفاکیش اور عقیدت مند شخص ہین فرماتے ہین کہ مین شیخ شیوخ العالم کے وضو اور غسل کے لیئے پانی لایا کرتا تہا ایکدن کا ذکر ہے کہ میری کمر مین درد تہا۔ شیخ نے مجھے پانی حاضر کرنے کے لیئے طلب فرمایا لیکن چونکہ مین درد کے مارے بے قرار تہا اس لیئے عرض کیا کہ میری کمر مین سخت درد ہے جسکی وجہ سے اسوقت پانی کی مشک لا نہین سکتا ہے شیخ شیوخ العالم نے خادم سے فرمایا کہ اونہین میری پاس لے آؤ۔ جب مین شیخ کی خدمت مین گیا تو بڑی شفقت و مہربانی سے اپنے پاس بلایا اور فرمایا تم اپنی پیٹھ خم کرو۔ مین نے آپکی جانب پیٹھ جہکا دی شیخ شیوخ العالم نے دست مبارک پیٹھ پر پہیرا اور اوپر سے نیچے کی طرف لے آئے۔ زان بعد فرمایا جاؤ پانی لے آؤ اوسوقت سے جو کہ جوانی کا زمانہ تہا اسوقت تک کہ میری عمر سو برس کے قریب ہے کبہی پیٹھ مین درد نہین ہوا۔ باوجودیکہ پانی کی مشکین بکثرت لاتا تہا۔ یہی خواجہ احمد یہ بہی فرماتے ہین کہ ایکدن شیخ شیوخ العالم نے مجھے اپنے کپڑے مبارک دہونے کا حکم کیا۔ مین کپڑے لیکر دریا کے کنارے آیا اور کپڑون کو دہو دہلا کر خوب صاف کر دیا۔ خشک ہو جانے کے بعد شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوا فرمایا کہ جاؤ اور ان کپڑونکو ایکدفعہ اور دہولاؤ مین نے اپنے دل ہی دل مین کہا کہ شاید اس فرمان مین کوئی مقصد مخفی ہوگا۔ یا حقیقت مین اس دفعہ کپڑون کے دہونے مین مجھسے کوئی تقصیر واقع ہوئی

ہو گی۔ سوچتے سوچتے یاد آیا کہ آہا مین نے پہلے کپڑے دہوئے تہے پہر وضو کیا تہا حالانکہ ادب کا مقتضا یہ تہا کہ اول وضو کرتا بعد کپڑے دہوتا چنانچہ اسدفعہ اول وضو کیا اور دوگانہ ادا کرکے نہایت احتیاط کے ساتہ کپڑے دہوئے اور شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین لیگیا اس مرتبہ بہی شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ ایکدفعہ اور دہوکر لاؤ۔ اب مجہے تعجب اور تعجب کے ساتہ حیرت تہی کہ مینے نہایت احتیاط سے کپڑے دہوئے ہین۔ اور ادب تطہیر کا کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا ہے جو احتیاط کی شرطین ہین مین سب بجالایا لیکن پہر مین نے خود ہی اپنے تئین جواب دیا کہ چونکہ فرمان شیخ کبیر کا ایسا ہی ہے ضرور اسدفعہ بہی کوئی تقصیر واقع ہوئی ہو گی جب مین نے اپنے دماغ پر بہت ہی زور ڈالا اور حافظہ سے انتہا سے زیادہ مدد لی تو یاد آیا کہ مین نے اس مرتبہ کپڑے دہوکر سکہانے کے لیئے درخت کی شاخون پر پہیلا دیئے تہے جنکے اوپر اور بہی بہت سی شاخین ہین اور اونپر پرند بیٹہے ہوئے تہے ممکن ہے کہ پرندون سے کوئی چیز جدا ہوئی ہو اور ان کپڑون پر پڑگئی ہو چنانچہ ابکی دفعہ جو مین نے کپڑے دہوئے تو سوکہانے کے لیئے اونہین جنگل مین ڈال دیا اسدفعہ جو مین کپڑے لیکر حاضر خدمت ہوا تو آپنے اونہین نگاہ قبول سے دیکہا اور زیب بدن فرمایا۔ کاتب حروف نے خواجہ احمد سیوستانی کو پایا ہے اور قدمبوسی کی سعادت سے معزز و ممتاز ہوا ہے۔ آپ سلطان تغلق کے عہد مین اجودہن سے غیاثپور مین تشریف لائے اور ایک زمانہ دراز تک سلطان المشائخ کی خدمت مین رہے۔ مین نے دیکہا کہ ایک بوڑہے عزیز تہے اور سو برس کے قریب عمر رکہتے تہے باوجود اس سن رسیدگی کے آپکے قد مبارک مین ذرا بہی کجی واقع نہین ہوئی تہی اسی زمانہ مین کاتب حروف کے والد بزرگوار سید مبارک کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ احمد کو اپنے گہر بلایا تہا اور میرے بہائی امیر داؤد ہنوز چہ مہینے کے تہے اونہین کوئی مرض لاحق ہوا اور چند روز تک مطلقاً دودہ نہین پیا۔ جب اونہین بزرگ خواجہ احمد کی نظر مبارک کے سامنے کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ چند روز سے اس بچہ نے بیماری کی تکلیف کی وجہ سے دودہ نہین پیا ہے تو اس بزرگ نے فوراً اپنی انگلی مونہ کے لعاب سے تر کرکے بہائی امیر داؤد کے ہونٹہون پر ملدی اسی وقت بچہ نے لبون کو جنبش دی اور ہوشیار ہو گیا۔ خواجہ احمد نے دایہ سے فرمایا کہ اب اسکے مونہ مین دودہ دو۔ جون ہی دایہ نے چہاتی مونہ مین دی۔ بچہ نے دودہ چوسنا شروع کیا اور خوب سیر ہوکر پیا۔

ساتوان نکتہ شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی والدۂ محترمہ کی کرامات کے بیان مین

جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ شیوخ العالم کی والدہ مکرمہ نہایت بزرگ اور واجب الاحترام تہین۔ ایکرات کا ذکر ہے کہ چور آپکے مکان مین گہس آیا گہر کے تمام لوگ میٹہی نیند مین سوتے تہے لیکن شیخ شیوخ العالم کی والدہ عبادت الٰہی مین مصروف تہین چور گہر مین داخل ہوتے ہی اندہا ہو گیا اور ایک گہبرائی ہوئی آواز مین پکار اٹہا

اگر اس گہر مین کوئی مرد ہے تو میرا باپ بہائی ہے اور عورت ہے تو میری ماں بہن ہے بہر صورت جو شخص بہی ہے مین بالیقین اوسکی ہیبت و رعب سے اندھا ہو گیا ہون۔ خدا کے واسطے میرے حق مین دعا کرو کہ مین بینا ہو جاؤن اور مین توبہ کرتا ہون کہ پہر کبہی چوری نکرون گا۔ چنانچہ شیخ کبیر کی واجب الاعتصام والدہ نے دعا کی اور چور بینا ہو کر چلا گیا۔ شیخ کی والدہ نے اسکا کسی سے ذکر نہین کیا لیکن جب ایک ساعت گذری تو لوگون نے ایک شخص کو دیکہا کہ دہی کا ہنڈا سر پر رکہے ہوئے اور اہل و عیال کو ساتہ لیئے ہوئے آیا۔ لوگون نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور کس غرض سے آیا ہے جواب دیا کہ مین آجکی رات اس گہر مین چوری کرنے آیا تہا۔ ایک محترم و بزرگ عورت بیدار تہی جسکی ہیبت و رعب کی وجہ سے مین اندھا ہو گیا اور پہر اوسکی دعا کی وجہ سے مین نے آنکہین پائین۔ مین نے اب مستحکم عہد و پیمان کر لیا ہے کہ اسکے بعد کبہی چوری نکرون گا اسوقت مین خود اور یہ میری اہل و عیال اسلیئے آئے ہین کہ پاک و مقدس اسلام مین داخل ہون اور اوس کی برکت سے ابدی نجات حاصل کرین۔ الغرض اوس ولیہ کی برکت سے یہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ جس زمانہ مین شیخ شیوخ العالم جناب فریدالدین قدس سرہ اجودہن مین تشریف رکہتے تہے اسوقت شیخ نجیب الدین متوکل کو والدہ ماجدہ کے لے آنے کے لیئے روانہ کیا۔ شیخ نجیب الدین متوکل شیخ شیوخ العالم کی محترم و مقدس والدہ کو لیکر روانہ ہوئے اثنا رراہ مین ایک درخت کے نیچے اوترے اور پانی کی ضرورت واقع ہوئی شیخ نجیب الدین پانی کی تلاش مین گئے لوٹ کر جو آئے تو والدہ مکرمہ کو نہ پایا حیران و متحیر ہو کر ادہر اُدہر دیکہنے لگے اور ہرچند تلاش کیا لیکن کہین پتہ نہ چلا شیخ نجیب الدین اسی حیرانی و پریشانی کی حالت مین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سارا قصہ دوہرایا۔ شیخ نے فرمایا کہ کہانا تیار کرین اور جو صدقہ آیا ہے خیرات کرین۔ ایک مدت کے بعد شیخ نجیب الدین متوکل کا پہر اون حدود مین گذر ہوا جب اوسی درخت کے نیچے پہونچے تو دل مین آیا کہ اس مقام کے داہنے بائین بستیون اور گذر گاہون مین گشت کرون شاید والدہ مکرمہ کا نشان و پتہ پاؤن چنانچہ ایسا ہی کیا۔ اور ایک مقام پر آدمی کی چند ہڈیان پائین۔ دل مین کہا کہ مجہے یقین پڑتا ہے کہ ہماری والدہ محترمہ کو کسی شیر یا درندہ نے ہلاک کیا اور اون ہی کی یہ ہڈیان ہین یہ خیال کرکے تمام ہڈیان جمع کین اور ایک تہیلی مین رکہکر شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پہونچے اور سارا قصہ بیان کیا۔ شیخ شیوخ العالم خواجہ فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ وہ ہڈیونکی تہیلی میرے سامنے لاؤ۔ جب تہیلی سامنے رکہی گئی اور آپنے اوسے جہاڑا تو ایک ہڈی بہی نہین نکلی۔ سلطان المشائخ یہان تک پہونچکر آنکہون مین آنسو بہر لائے اور فرمایا یہ عجائب روزگار سے ہے۔

آٹہوان نکتہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی بیماری اور دنیائے فانی سے

عالم باقی کی طرف رحلت فرما ہونے کے ذکر میں۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ شیخ شیوخ العالم جناب خواجہ فرید الدین قدس سرہ کو انتڑی کی بیماری لاحق ہوئی اور اسی بیماری میں آپنے انتقال فرمایا۔ لوگوں نے جناب سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ آپ شیخ کے انتقال کے وقت موجود تھے سلطان المشائخ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ نہیں آپنے مجھے شوال کے مہینے میں دہلی روانہ کر دیا تھا اور انتقال پانچوین محرم الحرام کو واقع ہوا۔ رحلت کے وقت حضور نے مجھے یاد فرمایا پھر خود ہی ارشاد کیا کہ ہاں وہ تو دہلی میں ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے انتقال کے وقت میں بھی حاضر نہ تھا بلکہ ہانسی میں موجود تھا۔ الغرض سلطان المشائخ یہ واقعہ بیان کر رہے تھے اور زار قطار روتے جاتے تھے یہاں تک کہ حاضرین مجلس کے دل میں ایک بڑا بھاری اثر پڑا اور سب چشم پر آب ہو گئے آپ فرما رہے تھے کہ محرم کی پانچوین شب شیخ شیوخ العالم پر مرض غالب ہوا اور گو طبیعت نہایت بے چین تھی مگر پھر بھی آپنے عشا کی نماز جماعت سے ادا کی بعدہ بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ میں عشا کی نماز پڑھ چکا ہوں۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا ایکدفعہ اور پڑھ لوں پھر نہ معلوم کیا ہو۔ چنانچہ دوسری مرتبہ نہایت اطمینان و اعتدال کے ساتھ نماز پڑھی نماز پڑھتے ہی پھر بیہوش ہو گئے۔ اس مرتبہ زیادہ دیر تک عالم بے ہوشی میں رہے اور یہ بے ہوشی پیشتر کی بے ہوشی سے زیادہ خطرناک معلوم ہوتی تھی۔ جب ہوش ہوا تو لوگوں سے پوچھا کیا میں نماز عشا پڑھ چکا ہوں حاضرین نے عرض کیا کہ ایکدفعہ نہیں بلکہ دو دفعہ پڑھ چکے ہیں فرمایا ایکدفعہ اور پڑھ لوں پھر نہیں معلوم کیا ہونے والا ہے۔ چنانچہ تیسری دفعہ نماز عشا ادا کی اور اسکے بعد انتقال فرمایا۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ جب شیخ شیوخ العالم رحمت حق سے جا ملے اور مقعد صدق میں مقام کیا تو لوگوں نے آپکو غسل دیا کفنا کر چادر مانگی جو آپکے جنازہ پر ڈالنے کے لئے چاہیئے تھی۔ میرے والد بزرگوار کہتے تھے کہ مجھے خوب یاد ہے کہ سید محمد کرمانی یعنے کاتب حروف کے جد امجد ایک عاجلانہ حرکت کیساتھ گھر میں گئے اور اپنی والدہ محترمہ سے (جو کاتب حروف کی پردادی ہوتی تھی) چادر مانگی اونہوں نے ایک بالکل نئی اور سپید چادر سید محمد کرمانی کے حوالہ کی۔ جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے جنازے پر ڈالی گئی جب آپکا جنازہ لیکر چلے تو شیخ کے تمام فرزند اسپر متفق تھے کہ شیخ کو اجودھن کی فصیل کے باہر اوس مقام پر دفن کرنا چاہیئے جہاں شہدا پاؤں پھیلائے سوتے ہیں چنانچہ اس ارادہ سے فصیل کے باہر جنازہ لائے۔ اسی اثنا میں میاں خواجہ نظام الدین شیخ شیوخ العالم کے سب میں عزیز اور چہیتے فرزند پہونچے۔ آپ سلطان غیاث الدین بلبن کے ملازم تھے اور قصبہ پٹیالی میں رہتے تھے آپنے شیخ شیوخ العالم کو خواب میں دیکھا کہ اپنی خدمت میں بلا رہے ہیں

خواجہ نظام الدین نے فوراً رخصت طلب کی اور اوسیوقت اجودھن روانہ ہوئے جس رات کو جناب شیخ شیوخ العالم انتقال فرمانے والے تھے خواجہ نظام الدین اجودھن مین پہونچگئے تھے لیکن چونکہ قلعہ کے دروازے کبھی کے بند ہوچکے تھے اسلیئے آپکو رات قلعہ باہرہی بسر کرنی پڑی جس رات کہ شیخ شیوخ العالم انتقال کرنے والے تھے بار بار ارشاد فرماتے تھے کہ نظام الدین آگیا لیکن کیا فائدہ کہ ملاقات نہوئی۔ الغرض جب صبح ہوئی تو خواجہ نظام الدین نے قلعہ کے اندر جانا چاہا جون ہی آپ دروازہ کے قریب پہونچے شیخ شیوخ العالم قدس سرہ کا جنازہ نظر پڑا جسے لوگ قلعہ کے باہر لیئے چلے آتے تھے آپنے بھائیون سے دریافت کیا کہ شیخ کا جنازہ کہان دفن کروگے کہا قلعہ کے باہر شہدا کے مزارون کے نزدیک۔ کیونکہ شیخ شیوخ العالم اکثر اوقات وہان مشغول رہتے تھے قطع نظر اسکے وہ ایک مقام نہایت پرفضا دلکش ہی ہے خواجہ نظام الدین نے فرمایا کہ اگر تم شیخ شیوخ العالم کو قلعہ کے باہر دفن کروگے تو تمہاری کوئی شخص وقعت نکرے گا اور اعتبار و قدر کی نظر سے نہ دیکھے گا کیونکہ جو لوگ شیخ کی زیارت کے لیئے آئینگے باہر کے باہر ہی زیارت کر کے چلے جائینگے یہ بات سمجھہ مین آگئی اور سبنے خواجہ نظام الدین کی رائے کے ساتہ اتفاق کرلیا۔ قلعہ کے باہر سے جنازہ اٹھاکر اندر آئے اور اوسمقام پر دفن کیا جہان ابتک مدفون ہین۔

سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ ایک شخص نے شیخ شیوخ العالم خواجہ فرید الحق والدین قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین اون مسکینون کے لیئے جو پانی لکڑی باہر سے لاتے ہین اینٹ کا ایک حجرہ تیار کرادون شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ سات سال گذر چکے ہین جو مسعود خدا کا غلام نیت کر چکا کہ اینٹ پر اینٹ نرکھے گا لیکن اس شخص نے شیخ کی اولاد کو اسپر آمادہ کیا کہ ایک پختہ حجرہ یہان ضرور بننا چاہیئے اور اونکی رائے سے حجرہ بنکر تیار ہوگیا۔ مگر شیخ شیوخ العالم کے انتقال کے بعد وہ پختہ حجرہ خراب و مسمار کر دیا گیا اور شیخ کا روضہ متبرکہ اسی مقام قرار دیا گیا۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم کی لحد کے لیئے کچی اینٹ کی ضرورت پڑی لیکن چونکہ وہان کچی اینٹ موجود نہ تھی اسلیئے شیخ شیوخ العالم کے گھر کا دروازہ جو کچی اینٹون سے بنایا گیا تھا ڈھا دیا اور اوس مین سے اینٹین نکال کر لحد مین خرچ کین (خدا تعالی آپکے مرقد کو پاک کرے اور ہم بچے رہنے کی جگہ خطیرۃ القدس کو ٹھہرا لے) واضح ہو کہ حضرت شیخ فرید الحق والدین مسعود گنجشکر قدس سرہ سنہ ۵۶۹ ہجری مین پیدا ہوئے اور سنہ ۶۶۴ ہجری مین انتقال فرمایا۔ اس لحاظ سے آپکی عمر شریف پچانوے سال کی ہوئی۔ جس زمانہ مین حضرت گنجشکر نے جناب شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین اعتقاد و ارادت ظاہر کیا وہ سنہ ۵۸۴ ھ

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین قدس سرہ کے حالات

۵

تہا اور اس ارادت کے بعد آپ ایسی سال زندہ رہے۔ حضرت سلطان المشائخ سے جب لوگون نے دریافت کیا کہ جناب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی عمر شریف کس قدر تہی تو آپنے فرمایا پچانوے برس کی۔ آپ انتقال کے وقت برابر فرمارہے تہے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ سب سے پہلے شیخ سعدالدین حمویہ نے انتقال فرمایا اور اونکے تین سال بعد شیخ سیف الدین باخرزی نے رحلت کی اور انکے تین سال بعد شیخ بہاؤالدین زکریا دنیا سے اُٹہے اور انکے تین برس بعد شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے انتقال فرمایا۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا وہ بہی کیا مبارک اور عمدہ زمانہ تہا جس مین آپ سے جلیل القدر عظیم الشان پانچ بزرگوار موجود تہے جنکی نظیر دنیا مین نہ تہی — شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس سرہ ایک۔ ابوالغیث یمنی دو۔ شیخ سیف الدین باخرزی تین۔ شیخ سعدالدین حمویہ چار۔ شیخ بہاؤالدین زکریا پانچ۔ قدس اللہ سرہم العزیز۔ یہ ضعیف کہتا ہے **قطعہ** شیخ اعظم فرید ملت ودین ٭ شیخ ابوالغیث شیخ سیف الدین ٭ شیخ سعدی حمویہ شیخ الوقت ٭ شیخ صاحب نفس بہاؤ الدین ٭ بود ہر پنج پیر در یک عصر ٭ ہر یکے بادشاہ دنیا و دین ٭ **آز انجملہ** سلطان المشائخ برہان الحقائق اولیائے دین کے سردار صفیائے عالم یقین کے پیشوا۔ عالم علوم ربانی۔ کاشف اسرار رحمانی۔ ظاہر و باطن مین آراستہ اپنے وجود مبارک مین امور عالم سے پیراستہ۔ خدا تعالی کی صفات کے شیدا۔ باری تعالی کے عاشق۔ کان کرامت کے معدن صورت لطافت کے مخزن۔ اولیاء اللہ کے زمرہ مین کثرت آہ وزاری کے ساتہ معروف اصفیا کے حلقون مین برگزیدہ صفا سے موصوف یعنے سلطان المشائخ نظام الحق والحقیقۃ والشرع والدین۔ انبیا و مرسلین کے وارث سید **سلطان الاولیا نظام الدین محبوب الٰہی**۔ بن سید احمد بن سید علی بخاری چشتی دہلوی قدس اللہ اسرارہم العزیز ہین یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** ذاتیکہ در لطافت طبع وکرامتش ٭ مثلش نبود و نیز نباشد درین جہان امیر خسرو سلطان المشائخ کی تعریف مین کیا خوب فرماتے ہین۔ **قطعہ**

شہ عالم نظام ملت ودین	کافتاب کمال شد رخ او	وز جنید و زشبلی و معروف	یادگارے است ذات فرخ او

لینی جناب شیخ فریدالدین اور شیخ ابوالغیث اور شیخ سیف الدین اور شیخ سعدالدین حمویہ اور شیخ بہاؤالدین زکریا۔ یہ پانچون ایک زمانہ مین موجود تہے جن مین سے ہر ایک دین و دنیا کا بادشاہ تہا ۱۲ **منہ** وہ ایک ایسا مقدس ذات شخص تہا جسکی نظیر لطافت طبع اور کرامت مین دنیا مین نہ تو پہلے ہی تہی نہ آئندہ ہوسکتی ہے ۱۲ **منہ** جناب نظام الدین قطب عالم کا رخ انور آفتاب کمال اون کی ذات مبارک جنید اور شبلی اور معروف کرخی کی ایک بے مثل یادگار تہی - ۱۲-

آپ کا دریا جیسا دل کیا ہی دل تہا جو ہر لحظہ و لمحہ عالم غیب کے ساقی سے چھلکتے ہوئے پیالے وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا کے نوش کرتا تہا - ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین - **بیت** دریا کشم[۱] از کف تو ساقی * نگذارم نیم جرعہ باقی * باوجود اسکے دوست کے اسرار مین سے تل بہر بہی ظاہر نکرتے تہے جیسا کہ اکثر اوقات یہ مصرعہ زبان مبارک پر جاری ہوتا تہا **مصرعہ** مردان[۲] ہزار دریا خوردند و تشنہ رفتند * یہ کس درجہ قوت و حوصلہ تہا کہ دم واپسین تک حالت صحو ہی مین رہے - یہ **ضعیف** کہتا ہے **قطعہ** جنید[۳] را کہ ز اصحاب صحو میگیرند * بحسب قدر ش او را نبود این مقدار * برفت راہ پیمبر مدام پے برپے * چہار یار نبی را گشت پنجم یار * اگرچہ اکثر اوقات آپکا دل مبارک غلبۂ عشق سے موجزن رہتا تہا لیکن قوت صحو کی وجہ سے ہمیشہ دوست کے اسرار و رموز کی کامل طور پر نگرانی کرتے تہے ہان اسکے بارے مین آہ سرد سینہ مصفی سے کہینچتے اور پرنم آنکہون سے گرما گرم اور خون آلود آنسوؤنکی ندیان بہاتے تہے - خواجہ شمس الدین دبیر نے کیا خوب کہا ہے **بیت** آہ[۴] پیوستہ من آتش مرا در دل گفت * بحیز بارے تو برون رو کہ گذر یافتہ * شیخ سعدی اسی معنی مین خوب کہتے ہین - **بیت** گر فہم آتش دل در نظر نمی آید * نگاہ مے نکنی آب چشم پیدا را * شیخ عطار کہتے ہین **رباعی** عاشقی[۵] چیست ترک جان گفتن * سرگوئی بے زبان گفتن * رازہائے کہ در دل پر خونست * جملہ از چشم خون فشان گفتن * اگرچہ یہ بادشاہ دین و اہل محبت اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے یارون سے پیچہے ہوئی ہین - خاقانی کہتے ہین **قطعہ** بعد از[۶] سہ مراتب آدمی زاد * بعد از سہ کتب رسید فرقان * گل با ہمہ خرمی کہ دارد * از بعد گیاہ رسد ببستان * لیکن خداتعالی کے عشق و محبت مین اپنے تمام یارون سے اعلی درجہ رکہتے اور بڑے بڑے مشائخ پر سبقت لے گئے تہے - یہ **ضعیف** کہتا ہے - **بیت** زمین[۷] را با آسمان نسبت نباشد * فلک با عرش کے دارد مساوات * اور دین کے شہسوار دل کے میدان سے محبت کی گیند جوانمرد بادشاہونکی طرح اُچک لے گئے تہے - یہ **ضعیف** کہتا ہے **بیت** تو[۸] بادشاہی و بیچارگان اسیر کمند * تو شہسواری و عشاق خاکپای سمند *

ف۱ اے ساقی تیرے ہاتہ سے دریا پیجاؤن اور آدہا گہونٹ باقی نہ چہوڑون ۱۲ ف۲ مردان راہ خدا ہزارون دریا کے پینے کے بعد ہی پیاسے جاتے ہین ۱۲ ف۳ لوگ جنید کو اصحاب صحو کے زمرہ مین شمار کرتے ہین لیکن حقیقت مین انکی قدر و مرتبے کے سامنے وہ کچہ بہی قدر نہ رکہتے تہے - چونکہ ہمیشہ پیغمبر خدا کی راہ چلتے تہے اسلیئے نبی کے چار یارون کے بعد یہ پانچوین یار ہوئے ۱۲ ف۴ میرے دل مین آگ بہڑک رہی ہے لیکن نظر نہین آتی کیا تو میری آنسوؤن کی ندی کو ظاہر نہین دیکہتا ہے ۱۲ ف۵ جان کو ترک کر دینے اور کوئی کے بہید مخفی رکہنے کا نام عاشقی ہے اور جو راز کہ دل پر خون مین پوشیدہ ہین اونہین خون فشان آنکہون سے ظاہر کرنے کا نام عاشقی ہے ۱۲ ف۶ تین ملیثیون کے بعد آدمی پیدا ہوا ہے اور تین کتابون کے بعد قرآن نازل ہوا پہول اگرچہ شادابی و تازگی رکہتا ہے لیکن گہاس کے بعد باغ مین پہونچتا ہے ۱۲ ف۷ زمین کو آسمان سے کچہ نسبت نہین ہے - فلک عرش سے کبہی برابری نہین کرسکتا ۱۲ ف۸ تو بادشاہ ہے اور بیچارے کمند کے قیدی - تو شہسوار ہے اور عشاق گہوڑے کے پاؤن کی خاک ہین ۱۲

نکتہ۔ اس حقیر و ذلیل بندہ کو سبحان کی ذرا بھی طاقت و توانائی نہین کہ ایسے اولو العزم بادشاہ دین کی تعریف اس گندی اور ناپاک زبان سے کرے یہ **ضعیف** کہتا ہے **بیت**[۱] بدین زبان ملوث مرا چہ زہرہ بود ٭ کہ وصف ذات تو گویم من شکستہ گدا ٭ اسی بارہ مین ایک اور بزرگ کہتے ہین **بیت**[۲] آسمان را چہ ثنا گوید بیچارہ زمین ٭ مدح خورشید چہ داند بسزا گفت سہا ٭ خدا خوب جانتا ہے کہ جسوقت اس بادشاہ کی خوبصورتی اور جمال جہان آرا کا خیال دل مین گذرتا ہے تو مین بالکل بیخود اور حیرت زدہ ہو جاتا ہون اور دیوانون کی طرح الٹ پیچ کرنے لگتا ہون کہ کیا لکھون۔ خلاصہ یہ کہ اوس لاثانی ذات کے اوصاف عبارت کی قید اور استعارہ کے تحت مین نہین آ سکتے ہین ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین **قطعہ**[۳] دل خواست کہ آرد بعبارت ٭ وصف رخ او باستعارت ٭ شمع رخ او زبانہ زد ٭ ہم عقل بسوخت ہم عبارت

شیخ **سعدی** فرماتے ہین **بیت** نشان[۴] پیکر خوبت نمیتوانم داد ٭ کہ از تامل آن خیرہ میشود بصرم ٭ انجام کار مین اپنے عجز کا اعتراف کرتا ہون **بیت** ترا صفت[۵] دل بیچارہ کے تواند کرد ٭ بعجز خویشتن اقرار میکند اینک ٭ اسی بارہ مین ایک اور بزرگ یون فرماتے ہین **بیت** ما کہ در شکل[۶] یار حیرانیم ٭ بسر اوصاف او کجا دانیم لیکن جب حضرت سلطان المشائخ کی محبت کی آگ کا شعلہ بھڑکتا ہے اور دل کے آئینہ کو جو بشریت کی کدورت سے آلودہ ہے انوار محبت سے روشن و مجلا کرتا ہے تو اوسوقت یہ ضعیف بالکل بے طاقت ہو جاتا ہے اور اسکے جسم کے ہر رونگٹے کے نیچے سے ایک شوق کا نعرہ پیدا ہوتا ہے **مصرع** نعرۂ شوق[۷] مے زنم تا رمقے است در تنم ٭ خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ اس درگاہ بے نیازی کے عاشقون کے سردار کے دریائے محبت سے اس بیچارہ کے حلق مین ایک ایسا قطرہ ٹپک جائے **مصرعہ** امیر[۸] خوبان آخر گدائے کوئے توام ٭ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **بیت**[۹] ز درد عشق مے میرد محمد جرعہ ے ساقی ٭ ازان دریائے عشق آمیز تا او بے خبر گردد ٭ کہ اوس بادشاہ دین کے جمال عشق مین قبر تک رقص کرتا ہوا جائے۔ شیخ **سعدی** فرماتے ہین **قطعہ** گر رسد[۱۰] از تو بگوشم کہ بمیر اے سعدی ٭ تا لب گور باعزاز و کرامت بروم ٭ ور بدانم بدر مرگ کہ حشرم با تست ٭ از لحد رقص کنان تا بقیامت بروم ٭ لیکن آنحضرت کا

۱ه اس گندی زبان سے مجھ شکستہ گدا کو اتنی تاب و طاقت کہان کہ تیری ذات کی تعریف بیان کرون ۱۲ ۲ه زمین بیچاری آسمان کی کیا تعریف کر سکتی ہے اور آفتاب کی توصیف سہا۔ (ایک تارے کا نام ہے) کیا جان سکتا ہے ۱۲ ۳ه دل نے چاہا کہ اوس کے رخ انور کا وصف استعارہ کے پیرایہ مین قلم بند کرے لیکن اوسکی شمع رخ ایسی بھڑکی جس نے عقل و عبارت دونون کو جلا دیا ۱۲ ۴ه تیرے خوبصورت جسم کا نشان اسلئے نہین دے سکتا کیونکہ اوسے دیکھنے سے میری آنکھ مین چکا چوند پیدا ہوتی ہے ۱۲ ۵ه چونکہ دل بیچارہ تیری تعریف نہین کر سکتا اس لیئے اپنے عجز کا اقرار کرتا ہے ۱۲ ۶ه جب ہم یار کی شکل ہی مین حیران مین تو اوسکے اوصاف کا بھید کیونکر جان سکتے ہین - ۱۲ ۷ه جبتک میرے جسم مین رمق باقی ہے۔ شوق کا نعرہ مارتا ہون ۱۲ ۸ه اے معشوقون کے سرتاج آخر مین بھی تو تیرے کوچہ کا گدا ہون ۱۲ ۹ه اے ساقی سید محمد درد عشق سے جان بلب ہے اوسے عشق آمیز دریا کا ایک ایسا لبریز جام دے کہ بے خبر ہو جائے۔ ۱۰ه اگر تیری طرف سے میرے کان مین یہ آواز پہونچے کہ سعدی مرجا تو مین لب گور تک عزت و کرامت سے جاؤن اور اگر موت کے دروازے پر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرا حشر تیرے ساتھ ہوگا تو لحد سے میدان قیامت تک رقص کنان جاؤن ۱۲

اعتقاد صادق اور محبت کامل ہے تو یقین واثق ہے کہ مجھ کمترین کا حشر سلطان المشائخ کے غلاموں میں ہوگا۔ اور یہہ کمترین آپکے علم محبت کے نیچے جگہ پائیگا کیونکہ لوگوں نے کہا ہے کہ طالب اور کوشش کرنے والا کبھی نہ کبھی اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو جاتا ہے۔ مَن طلب شیئاً وجدّ وجدَ ایک ایسا مقولہ ہے جو اسی قسم کے موقع پر بطور ضرب المثل کے بولا جاتا ہے۔ اس بادشاہ دین کا ذکر پندرہ نکتوں کو شامل ہے۔ **پہلا نکتہ** حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے حسب و نسب کے بیان میں۔ واضح ہو کہ حضرت سلطان المشائخ کے آباء کرام اور اجداد عظام شہر بخارا کے رہنے والے ہیں جو علوم و فنون کا مرکز اور ورع و تقویٰ کا سرچشمہ ہے۔ سلطان المشائخ کے بزرگوار دادا خواجہ علی بخاری کے نام سے پکارے جاتے تھے اور واجب الاحترام نانا خواجہ عرب کے ساتھ شہرت رکھتے تھے۔ یہ دونوں بزرگ باہم مصاحب اور ایک دوسرے کے بھائی تھے دونوں ایک ساتھ بخارا کو چھوڑ کر لاہور میں تشریف لائے اور پھر لاہور سے بداؤں میں پہنچے چونکہ اس عہد میں شہر بداؤں اسلام کا قبہ اور علوم کا مسکن تھا سو جہہ سے ان دونوں حضرات نے یہاں سکونت اختیار کی۔ خواجہ عرب دولت علم کے علاوہ صاحب ثروت اور مالدار بھی تھے۔ نقد روپے کے سوا بے شمار غلاموں کے مالک تھے جنمیں سے بعضے تو کسب حلال سے روزانہ ایک معقول رقم خواجہ کے ہاتھ میں لاکر دیتے تھے اور بعضے غلام آپکے روپے سے تجارت کیا کرتے تھے لیکن باوجود اس دولت و حشمت کے اولاد بہت کم تھی یعنے صرف ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی۔ صاحبزادہ کا نام خواجہ عبداللہ تھا اور صاحبزادی کا نام بی بی زلیخا۔ خواجہ عبداللہ کے صاحبزادہ کا نام خواجہ سعید۔ اور انکے صاحبزادہ کا نام خواجہ عبدالعزیز۔ اور انکے صاحبزادہ کا نام خواجہ حسن تھا۔ غرضکہ آپکی چار پشت تک خواجہ کا لفظ مذکور رہا۔ اور اسکے بعد منقطع ہو گیا۔ چونکہ خواجہ عرب اور خواجہ علی کے مابین ایک اتفاقی مراتب کی بنیاد پڑنے والی تھی اس لیئے خواجہ عرب نے اپنی لڑکی یعنے رابعہ عصر اور ولیئہ خدا بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا کو خواجہ احمد بن علی کے نکاح میں دیدیا جو اسکے بعد حضرت سلطان المشائخ کے والد ہوئے۔ بی بی زلیخا کا روضہ متبرکہ آج تک شہر دہلی میں موجود ہے جو دردمندوں کا درمان اور حاجتمندوں کا کعبۂ حاجات ہے۔ الغرض جب خواجہ عرب نے اپنی صاحبزادی کو خواجہ احمد کے نکاح میں دیکر رخصت کیا تو سامان جہیز جیسا کہ ان بزرگوں کے ہاں رسم ہے بہت کچھ عنایت فرمایا۔ حق تعالیٰ نے چند روز کے بعد اس صدف پاک سے یہ کان کرامت کا قیمتی موتی اور عشق و محبت کا سرمایہ یعنے سلطان المشائخ قدس سرہ کو پیدا کیا۔ اس عالمگیر آفتاب سے عالم میں ایک چکا چوند پیدا کرنے والی روشنی ظاہر ہوئی۔ اور تمام جہان منور و روشن ہو گیا۔ آپکے پیدا کرنے میں خدا تعالیٰ کی ایک حکمت مضمر تھی وہ یہ کہ آپکے سایہ عاطفت میں اہل دنیا پرورش پائیں اور آخرت میں دائمی عقوبت سے خلاصی حاصل کریں۔ شیخ سعدی صاحب فرماتے ہیں ۔

بیت آفرین خدائے بر پدر ے ؎ کہ از و ماند این چنین پسرے ؎ ایک اور بزرگ فرماتے ہین **نظم** پدرے را کہ اینچنان خلف است ؎ مادرے را کہ این چنین پسر است ؎ آفتابش بر آستین قباست ؎ ماہتابش بر آستان درست ؎ الغرض ابہی حضرت سلطان المشائخ کمسن اور نوعمر ہی تہے کہ آپکے والد بزرگوار **خواجہ** احمد بن علی الحسینی البخاری بیمار پڑ گئے اور ایسے سخت مریض ہوئے جس سے لوگون کو آپکی زندگی کی امید منقطع ہوگئی۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ کی والدہ محترمہ بی بی زلیخا نے خواب مین دیکہا کہ اون سے کہا جاتا ہے کہ ان دونون مین جسے چاہو اختیار کر لو۔ یعنے اگر منظور ہو تو خواجہ احمد کو اختیار کر لو۔ اگر چاہو تو سلطان المشائخ کو۔ سلطان المشائخ کی والدہ مکرمہ نے اپنے نونہال اور بلند اقبال فرزند کو اختیار کر لیا۔ لیکن جب دن ہوا تو بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا نے اس خواب کو کسی سے بیان نہین کیا اور اب خواجہ احمد کی بیماری آناً فاناً ترقی کرتی گئی یہان تک کہ دم واپسین شمار کیا جانے لگا اوسوقت حاضرین مجلس نے کہانے پینے کی قسم سے وہ تمام چیزین خواجہ احمد کے حضور مین پیش کین جو آپکے مرغوب خاطر تہین اور جنہین آپ بہت ہی پسند کیا کرتے تہے۔ مگر شیخ نے سبکی طرف سے بے رغبتی ظاہر کی اور اسکے تہوڑے عرصے کے بعد سفر آخرت اختیار کیا۔ اور اطراف بداؤن مین مدفون ہوئے۔ چنانچہ اس زمانہ تک آپکا روضۂ متبرکہ موجود ہے۔ لوگ اوسکی زیارت کرتے اور فیض اوٹہاتے ہین۔

جب سلطان المشائخ کسیقدر بڑے ہوگئے تو آپکی والدہ محترمہ نے قرآن شریف پڑہنے کے لئے مکتب مین بٹہایا چونکہ حافظہ قوی اور ذہن سلیم تہا تہوڑے عرصہ مین قرآن مجید تمام کر لیا۔ اور اب کتابین پڑہنی شروع کر دین۔ پڑہتے پڑہتے ایک بڑی کتاب ختم کرنیکے قریب تہے کہ آپکے قابل و دلسوز معلم نے کہا۔ چونکہ تم ایک معتبر اور بڑی کتاب تمام کرنیکو ہو لہذا دانشمندی کی دستار سر مبارک پر باندہنا چاہیئے۔ سلطان المشائخ نے اپنے مہربان و معزز اُستاد کی یہ حکایت والدہ محترمہ کے آگے بیان کی اوس مخدومۂ جہان نے کہ ایک عالم اونکے سایۂ عاطفت اور ظل حمایت مین تہا اپنے دست مبارک سے سوت کاتا اور اوسکا کپڑا بنوا کر ایک دستار تیار رکہی۔ سلطان المشائخ نے جب وہ کتاب تمام کر ڈالی تو آپکی والدہ مکرمہ نے ایک دعوتی مجلس ترتیب دی۔ وافر کہانا تیار کیا۔ اور چند بزرگان دین اور علماء اہل الیقین کو اس مبارک تقریب مین مدعو کیا۔ اس مجلس مین شیخ جلال الدین تبریزی کے مرید خواجہ علی بہی تشریف رکہتے تہے جنہون نے دینی نعمت شیخ جلال الدین تبریزی سے حاصل کی تہی اور اوس زمانہ مین کرامت کے ساتہ معروف و مشہور تہے جب اہل مجلس کہانے سے فراغت پا چکے تو جناب سلطان المشائخ اوس دستار کو اپنے دست مبارک مین لئے ہوئے مجلس مین آئے۔ تاکہ اون

سلہ ایسے باپ پر خدا کی رحمت جسکے صلب سے ایسا لڑکا پیدا ہوا ۱۲ سلہ جس باپ کا کہ ایسا فرزند ہے اور جس ماں کا ایسا بچہ ہے گویا اسکی قبا کی آستین مین آفتاب اور گہر کی چوکہٹ پر ماہتاب ہے ۱۲-

بزرگان دین کے سامنے دستار بندی کی رسم ادا ہو یہ دیکھکر شیخ خواجہ علی اوٹھے اور پگڑی کا ایک سرا تو اپنے دست مبارک مین لیا اور دوسرا حضرت سلطان المشائخ کے ہاتہ مین دیا چنانچہ سلطان المشائخ نے دستار کرامت سر پر باندہی۔ زان بعد آپنے اول خواجہ علی کے آگے سر خم کیا پہر تمام اہل مجلس کے آگے خم کیا۔ پہر تمام اہل مجلس کے آگے خواجہ علی نے اپنا دست کرامت سلطان المشائخ کے سر پر رکہا اور یون دعا دی کہ حق تعالی تمہین علماء دین کے زمرے مین داخل کرے اور ہمت و حوصلہ کی انتہائی درجہ پر پہونچائے۔ اسکے قریب قریب تمام اہل مجلس نے آپکی نسبت دعائیہ کلمات ادا کیے اور مجلس برخاست ہوئی۔ فقیر نعمت اللہ نوری کہتا ہے کہ جب مین نے کتاب سیرالاولیا مین دیکہا کہ اوسکے مؤلف سید محمد بن مبارک بن سید محمد علوی حسینی کرمانی نے حضرت سلطان المشائخ کے جد بزرگوار خواجہ علی الحسین النجاری اور آپکے واجب الاحترام نانا خواجہ عرب الحسین النجاری کا شجرۂ طیبہ ذکر نہین کیا ہے تو اس کمترین نے اپنے اور سلطان المشائخ کے جد بزرگوار خواجہ علی اور خواجہ عرب قدس اللہ سرہم العزیز کا وہ شجرۂ طیبہ جسکی سند متصل جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے اور جو اس جلیل القدر خاندان کے معزز و بزرگوار ممبرون سے صحیح سند سے مجکو ساتہ پہنچا ہے سیرالاولیا کے اس نکتہ کے ضمن مین جناب سلطان المشائخ کے اشارہ سے تحریر کیا انشاء اللہ تعالی صاحبدلون کی نظر فیض اثر سے گذریگا۔

ابیات در شجرۂ طیبہ

بعد حمد خالق و نعت رسول	میکنم ذکرے از اولاد بتول	از امام الحق حسین شاہ دین	یادگارے بود زین العابدین
در جہان من بعد او قائم مقام	بود باقر نور چشم آن امام	او چون محمل جانب فردوس راند	زو بعالم جعفر الصادق بماند
میوہ ماند از شاخ آن عالی درخت	موسی الکاظم امام نیک بخت	زان فروغ مشعل راہ ہدا	بود امام المسلمین علی الرضا
کرد او رحلت سوئے دار السلام	ماند فرزندش محمد نیک نام	چون فروغ حق بفردوسش رساند	زو علی الہادی اندر دہر ماند
آسمان سوئے بہشتش رہ نمود	آمد آنگہ جعفر از وے در وجود	سرور عالم علی الاصغر است	گوہر روشن زکان جعفر است
گشت عالم خرم و آفاق شاد	از علی اصغر چو عبد اللہ زاد	ہم ز عبد اللہ شد احمد پدید	زو علی آمد دو عالم را سعید

سلہ خدا کی حمد اور رسول کی تعریف کے بعد مین اولاد بتول کا ذکر کرتا ہون۔ حضرت فاطمہ زہرا کے با جاہ و جلال بطن سے جناب امام حسین شاہ دین پیدا ہوئے۔ اور آپکی محسوس یادگار امام زین العابدین باقی رہے۔ اور جب امام زین العابدین نے سفر آخرت قبول کیا تو دنیا مین آپ کے قائم مقام آپ کے چشم و چراغ امام باقر (ع) رہے اور جب الکاہی محمل فردوس برین کی طرف روانہ ہوا تو امام جعفر صادق نے اون کی جگہ سنبہالی۔ پہر اس بلند درخت کی شاخ سے ایک لذیذ میوہ یعنے بلند اقبال امام موسی کاظم رہے۔ اور اس راہ ہدایت کی مشعل کی روشنی علی الرضا پیدا ہوئے۔ لیکن جب انہون نے بہی دار الفنا کی راہ لی تو انکے فرزند رشید محمد نام باقی رہے اور انکے بعد علی الہادی نے دنیا کو اپنے نور سے منور و روشن کیا۔ علی الہادی کے انتقال کے بعد جعفر تخت خلافت پر جلوہ آرا ہوئے۔ اور ان سے علی اصغر وجود مین آئے۔ اور جب ان سے عبد اللہ پیدا ہو تو عالم خرم و شاد ہو گیا۔ عبد اللہ کے صلب سے احمد اور انکے صلب سے علی پیدا ہوئے جنہون نے اپنی محسوس دنیا

وز علی آمد حسن فرخ نہاد[له]	وز حسن آمد محمد یادگار	ماند ازو خواجہ عرب فرخندہ رائے	بود او سید حسینی با خدائے
آخر از وے خواجہ عبداللہ نژاد	سوئے باغ خلد او سم رہ نہاد	ماند ازو خواجہ سعید اندر جہاں	اہل جنت را شدے او میہمان
ماند ازاں صاحب دل اہل تمیز	سالک راہ ہدیٰ عبد العزیز	زو حسن ماند از حسن عبد الکریم	احمد از وے بود با خلق عظیم
ماند فرزندش بود طاہا شہ نام	داشت او شغل بزرگ از حق مدام	ماند عبد القاہر ازو یادگار	بود دانا و فقیہ روزگار
روشنی بخش چراغ کاخ او	بود صدر الدین ثمر از شاخ او	در صلاح و زہد چون او کس نبود	صالح آمد ازاں نکو فرزند جود
	ماند فضل اللہ ازاں عالی مقام	نعمت اللہ نوری ازو والسلام	

حضرت قطب الاقطاب محبوب العالمین سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والدین کے شجرہ نسب کا ذکر

سید محمد نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ العزیز سید خواجہ احمد کے فرزند رشید ہیں اور سید خواجہ علی الحسینی البخاری بن عبد اللہ بن سید حسن بن سید میر علی آپکے جد پدری ہیں۔ سید محمد نظام الدین بن سید خواجہ عرب الحسینی البخاری بن سید محمد بن سید حسن بن سید میر علی بن میر احمد بن میر ابو عبد اللہ بن میر علی اصغر بن سید جعفر بن سید علی الامام بن سید علی الہادی النقی بن الامام سید محمد جواد بن امام سلطان الشہدا حضرت امام علی موسیٰ رضا بن امام حضرت موسیٰ کاظم بن امام ہمام حضرت امام جعفر صادق بن امام حضرت محمد باقر بن امام علی حضرت زین العابدین بن امام سلطان الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بن امام المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام والکرام ہیں۔ امام ہمام سعید شہید حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی والدہ مکرمہ حضرت فاطمۃ الزہرا جناب افضل الانبیا اکرم المرسلین رسول الثقلین سرور کائنات مفخر موجودات رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔ خدائے غفار تو اپنی رحمت سے اونبیر اور جناب نبی کریم کی تمام اولاد اور ائمہ اطہار اور سب چیدے ہوئے اور منتخب اصحاب اور اولیائے محبوبین و مقربین پر عنایت و مہربانی کا مینہ برسا۔

له حسن کو چھوڑا۔ حسن سے محمد پیدا ہوئے اور آخر کار محمد کی جیتی جاگی تصویر خواجہ عرب دنیا میں ظاہر ہوئے۔ خواجہ عرب دنیا سے کروٹ لیتے وقت خواجہ عبد اللہ کو چھوڑ گئے۔ اور جب انہوں نے بھی آپکے قدم بقدم باغ خلد کی راہ لی تو خواجہ سعید کو اپنا جانشین کر گئے۔ اور جب خواجہ سعید نے دنیا سے کوچ کر کے اہل جنت کی مہمانی قبول کی تو اونکے پیچھے صاحبدل اہل تمیز جناب عبد العزیز باقی رہے۔ پھر ان سے حسن اور حسن سے عبد الکریم اور ان سے احمد نے امامت لی۔ احمد کے فرزند رشید طاہا ان کے بعد جانشین ہوئے اور عبد القاہر جو فرزانہ روزگار اور فقیہ عصر تھے باقی رہے۔ پھر انکے گھر کی روشنی بخش چراغ صدر الدین ہوئے۔ جو زہد و صلاح میں بے نظیر اور عدیم المثال تھے۔ صدر الدین کے بعد صالح اور انکے بعد فضل اللہ ہوئے اور نعمت اللہ نوری پر اس سلسلہ کا توڑ ہوگیا ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد کا ذکر

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار صاحبزادے تھے۔ طیب۔ طاہر قاسم۔ ابراہیم۔ اور چار ہی صاحبزادیاں تھیں۔ فاطمہ زہراؓ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب صاحبزادیوں سے چھوٹی تھیں۔ زینب۔ یہ آپکی تمام صاحبزادیوں سے عمر میں بڑی تھیں حضرت زینبؓ کا نکاح انکے ماموں زاد بھائی ابوالعباس بن ربیع بن عبدالعزیز بن عبد مناف سے آنحضرت نے کر دیا تھا۔ حضرت رقیہؓ آپ حضرت زینب سے چھوٹی اور حضرت فاطمہ سے بڑی تھیں۔ ان کا نکاح جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ابی لہب سے کر دیا تھا لیکن عتبہ کے مرنیکے بعد پھر آپکی شادی حضرت عثمانؓ بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حبشہ میں ہجرت کر گئے تھے تو حضرت رقیہ آپکے ہمراہ تھیں۔ حضرت ام کلثوم حضرت کی ان صاحبزادی کا نام آمنہ تھا لیکن وہ کنیت سے زیادہ مشہور ہو گئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا پہلا نکاح عتبہ بن ابولہب سے کیا تھا لیکن جب اوسنے اپنی رسم ورواج کے مطابق آپکو طلاق دیدی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب رقیہ کے انتقال کے بعد ام کلثوم کو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیدیا۔ خلاصہ یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا کی شادی حضرت علی شاہ مردان سے ہوئی اور حضرت زینب کی ابوالعباس سے اور بی بی رقیہ کی حضرت عثمان بن عفان سے اور حضرت رقیہ کی انتقال کے بعد بی بی ام کلثوم بھی حضرت عثمان سے بیاہی گئیں اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا ذکر بہ ترتیب نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بی بی حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ دوسری سودہ بنت زمعہ تیسری حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مہر صرف اسقدر اسباب تھا جو پچاس درہم کی قیمت رکھتا تھا اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا مہر پانسو درہم تھا جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرض لیکر ادا کر دیا تھا۔ چوتھے حضرت حفصہ۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور زینب رضؓ کی والدہ محترمہ پانچویں خزیمہ بنت کی بیٹی۔ چھٹی بی بی حضرت ام سلمہ ہیں۔ ساتویں حضرت زینب۔ جحش کی صاحبزادی۔ آٹھویں جویریہ بنت حارث۔ نویں میمونہ بنت حارث۔ دسویں حبیبہ ابواحطب کی بیٹی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دس بی بیاں مشہور تھیں۔ انکے علاوہ تین اور عورتیں تھیں جن میں سے بعض سے آپنے نکاح تو کر لیا تھا لیکن زفاف واقع نہیں ہوا تھا اور بعض سے خواستگاری کی لیکن نکاح کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ منکوحہ بی بیوں کے علاوہ آپکی تین لونڈیاں بھی تھیں ایک ماریہ بنت شمعون قبطیہ۔ دوسری ریحان بنت زید عمر۔ تیسری وہ کنیز جسے زینب جحش نے آنحضرت کو ہبہ کر دیا تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اگرچہ چار صاحبزادیان تہین لیکن عمر مین سب سے بڑی اور بعض خاص خاص فضائل
مین سب سے افضل حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہین آپ بزمانہ جاہلیت واقعہ فیل کے تیسوین سال مین پیدا ہوئین اور اپنے
ماموں زاد بہائی ابوالعباس کے نکاح مین دیگئین تہین لیکن تخالف ادیان کی وجہ سے بیچ مین آپکو طلاق ہوگئی تہی۔
جب بدر کے معرکہ مین ابوالعباس قریش کے لشکر مین بہرتی ہوکر اہل اسلام کے مقابلہ مین آیا تو اوسنے میدان مین
کہڑے ہوکر باواز بلند کہا۔ مین گواہی دیتا ہون کہ خدا اپنی ذات و صفات مین اکیلا اور یکتا ہے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم اوسکے مقبول بندے اور منتخب رسول ہین اسکے بعد اوسنے قریش کا ساتہ چہوڑ دیا اور جناب نبی کریم صلے اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین آحاضر ہوا۔ آنحضرت نے اپنی پیاری صاحبزادی زینب کو اوسی پہلے نکاح کے ساتہ ابوالعباس
کے حوالہ کردیا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ جدید نکاح ہوا۔ مجمع الفتاوی مین لکہا ہے کہ سَأَلْتُ الشَّيْخَ الْإِمَامَ
حَمِيْدُ الدِّيْنِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَمَّنْ لَهٗ أُمٌّ سَيِّدَةٌ وَ أَبٌ لَيْسَ بِسَيِّدٍ هَلْ هُوَ سَيِّدٌ فَقَالَ قَالَ أُسْتَاذِيْ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ
الْكُرْدَرِيْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ هُوَ سَيِّدٌ وَاسْتَدَلَّ بِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَ عِيْسٰى مِنْ ذُرِّيَّةِ نُوْحٍ وَ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِحُجَّةِ
الْإِمَامِ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا الْآيَةَ۔ وَرَأَيْتُ فِيْ تَاوِيْلَاتِ أَنَّ عِيْسٰى مِنْ أَوْلَادِ إِسْحَاقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مَثَلُ أَوْلَادِيْ كَمَثَلِ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ رَكِبَهَا نَجٰى وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ۔ یعنے مین نے شیخ امام حمید الدین
رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ جس شخص کی مان تو سید ہو اور باپ سید نہو تو کیا وہ سید کہلایا جائے گا۔ فرمایا۔
میرے اُستاد شمس الائمہ کردری نے فرمایا ہے کہ بیشک وہ سید ہے اور اون کا استدلال یہ ہے کہ خدا تعالی نے حضرت عیسی
کو جناب نوح و ابراہیم علیہما السلام کی ذریت قرار دیا ہے۔ زان بعد امام نے اپنے اس دعوے پر یہ دلیل پیش کی۔ وتلک
حجتنا آتیناہا ابراہیم الخ اور مین نے تاویلات مین دیکہا ہے کہ حضرت مسیح جناب اسحاق علیہ السلام کی اولاد مین سے
تہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اولاد کی مثال نوح کی کشتی جیسی ہے کہ جو شخص اوس مین سوار
ہوا نجات پائی اور جس نے تخلف کیا جان سے گیا گذرا ہوگیا۔ **دوسرا نکتہ** حضرت سلطان المشائخ کو جناب شیخ
شیوخ العالم فرید الحق والدین کی محبت پیدا ہونے اور بداؤن سے شہر دہلی مین تحصیل علوم کی غرض سے آنے کے بیان
مین۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ہنوز مین نوعمر تہا اور تقریباً بارہ سال کی عمر رکہتا تہا جو لغت کی کتابین پڑہتا تہا
اتفاقاً ایکدن میری اُستاد کی خدمت مین ایک شخص آیا جسے ابوبکر خراط کہتے تہے اور ابوبکر قوال کے نام سے بہی شہرت
رکہتا تہا۔ یہ شخص ملتان کیطرف سے آیا تہا میری اُستاد سے بیان کرنے لگا کہ مین ایک مرتبہ شیخ بہاؤالدین زکریا قدس اللہ
سرہ العزیز کے آگے ایک قصیدہ گا رہا تہا اور یہ شعر پڑہ رہا تہا ۔ لَقَدْ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوٰى كَبِدِيْ ؀ لیکن عجیب اتفاق

بات ہے کہ اسکے آگے کا دوسرا مصرعہ بھول گیا جسے تبرک شیخ نے یاد دلایا۔ اسکے بعد وہ شخص شیخ بہاؤ الدین زکریا کے مناقب وفضائل بیان کرنے لگا کہ آپ ایسے ذاکر اور اس قدر عبادت گذار ہیں اور ان باتوں کا سلسلہ یہان تک بڑہا چلا گیا کہ اوسنے یہ بھی بیان کیا کہ جب شیخ کی لونڈیاں آٹا پیستی ہیں تو بھی ذکر میں مصروف رہتی ہیں اگرچہ اوسنے ان جیسی بہت سی باتیں بیان کیں مگر میرے دل پر کسی بات کا اثر نہیں پڑا لیکن جب اوسنے یہ ذکر چھیڑا کہ میں وہاں سے اجودہن آیا اور ایک دین کا بادشاہ ایسا ایسا دیکھا تو میرے اشتیاق کی رگ حرکت میں آئی اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے خاص فضائل ومناقب جب میرے کان میں پہونچے تو ایک بے اختیاری جوش کے ساتھ آپکی محبت اور صدقِ ارادت میری دل میں اثر کر گئی اور آپکے اشتیاق ملاقات کی آگ یہانتک بھڑکی کہ میں ہر نماز کے بعد دس مرتبہ شیخ فرید اور دس دفعہ مولانا فرید کہتا جب کہیں جاکے سوتا۔ رفتہ رفتہ یہ محبت اس درجہ کو پہونچ گئی کہ میرے تمام یار واصحاب اس سے خبردار ہو گئے اور شیخ کی وقعت وعظمت میرے دل میں اسقدر بیٹھ گئی کہ اگر میرے ہمعصر مجھ سے کوئی بات دریافت کرتے اور قسم دلانا چاہتے تو کہتے کہ شیخ فرید کی قسم کھاؤ۔ الغرض جب میں نے عمر کے پندرہ مرحلے طے کرکے سولہویں میں قدم رکھا تو دہلی آنے کا قصد ہوا ایک ضعیف عزیز عوض نام میرے ساتھ ہوئے اور ہم دونوں روانہ دہلی ہو گئے اثنائے راہ میں اگر کہیں شیر کا خوف یا چوروں کا خطرہ ہوتا تو عوض کہتے۔ اے پیر حاضر ہوجیئے اور اے پیر ہم آپکی حفاظت وپناہ میں یہ دشوار اور خطرناک گھاٹیاں طے کر رہے ہیں۔ میں نے عوض سے دریافت کیا کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو اور پیر سے تمہاری کیا مراد ہے اونہوں نے جواب دیا کہ میں جناب شیخ شیوخ العالم فرید الدین کو کہہ رہا ہون۔ یہ سنکر میرے دل میں شیخ شیوخ العالم کی محبت کا قلق اور اضطراب اور زیادہ ہو گیا۔ القصہ ہم شہر دہلی میں آئے اور اسے بہت بڑی خوش قسمتی کہنا چاہیئے کہ ہم شیخ نجیب الدین متوکل یعنے شیخ شیوخ العالم کے بھائی کے پڑوس میں اُترے۔

تیسرا نکتہ۔ جناب سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس سرہ العزیز کے علم وتبحر کے بیان میں۔ سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جب میں دہلی میں آیا تو تنین چار سال تحصیل علوم میں سخت محنت اور جانکاہی کی جس زمانہ میں میں تعلیم پا رہا تھا اگرچہ بڑے بڑے دانشمند اور فضلا کی صحبت میں تھا لیکن بارہا میں کہا کرتا تھا کہ میں آپ لوگوں کی صحبت میں ہمیشہ نہیں رہ سکتا۔ چند روز اس صحبت میں اور مہمان ہوں چنانچہ اس حکایت کا باقی حصہ حضرت سلطان المشائخ کی سکونت کے ذکر میں مندرج ہوگا یہاں اس قصہ کے بیان کرنے سے صرف یہ مقصود ہے کہ چونکہ خدا تعالی نے اپنی محبت کا جوش سلطان المشائخ کے دل میں ڈالدیا تھا اور آپنے محبت الٰہی کا حصہ بہت کچہ لیا تھا

اسیلئے ابتدائی زمانہ سے آپ اسپر آمادہ تہے کہ تمام دنیاوی تعلقات سے انقطاع حاصل کرکے دوست حقیقی کی طرف رجوع ہون **مصرع** در دل بنگنجد غم جان و غم جانان ؛ **منقول** ہے کہ سلطان المشائخ کے علمی کمالات اس عروج کو پہونچگئے تہے کہ آپ طالب العلمون مین نہایت تیز طبع اور کامل دانشمند مشہور ہوگئے تہے اور بحاث و محفل شکن مقدر خطابات اُستاد سے حاصل کرلیئے تہے اور ہر علم و فن سے کامل حصہ لیلیا تہا۔ جب آپ علم فقہ اور اوسکے اصول سے فارغ التحصیل ہوگئے اور اِن علوم کو معراج کمال پر پہونچا دیا تہا تو اب ہمی فنون کی تحصیل کرنے لگے اور مولانا شمس الملۃ والدین دامغانی کے واسطے سے جو آپکے یار و ہم سبق تہے۔ اور کاتب حروف کے نانا ہوتے تہے مولانا شمس الدین کی خدمت مین پہونچے جو علم و فضل مین اپنے تمام علما و فضلاء زمانہ سے مستثنی اور ممتاز تہے اور شہر کے اکثر استاد و اہل کمال کو آپکی شاگردی کا فخر تہا۔ الغرض سلطان المشائخ ان بزرگوار فرید العصر کی خدمت مین پہونچے اور حریری کے چالیس مقامات یاد کرلیئے۔ جب اس علم مین کمال حاصل ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑہنی شروع کی اور حریری کے اون چالیس مقامات کے کفارہ مین جو آپ نے بڑی محنت و جانفشانی سے یاد کیئے تہے مشارق الانوار یاد کی۔ جناب مولانا کمال الدین زاہد سے جو علم و زہد مین اپنا نظیر نہین رکہتے تہے اور علم حدیث نیز روایات احادیث مین یگانہ روزگار اور فرید عصر شمار کیئے جاتے تہے۔ مشارق الانوار اول سے آخر تک پڑہی سرسری اور اجمالی نظر سے نہین بلکہ غور مین ڈوبی ہوئی نگاہ اور ساتہ ہی اس علم کے دقائق و غوامض اور تصحیح سند و قصہ اور روایات احادیث مین اسدرجہ تحقیق کی کہ اوس سے زیادہ ناممکن ہی۔

چوتہا نکتہ بعض ان حدیثون کے دقائق و غوامض کے ذکر مین جنکی سلطان المشائخ نے بڑے تبحر کے ساتہ تقریر کی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے مولانا وجیہ الدین پائلی سے دریافت کیا کہ حدیث مین آیا ہے اِصْنَعُوا کُلَّ شَیٍٔ اِلَّا النِّکَاحَ۔ یعنے نکاح کے علاوہ ہر چیز کرنے کا مجاز رکہتے ہو۔ اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نکاح حرام ہے اور یہ امر ظاہر البطلان ہے پہر اس حدیث کی کیا توجیہ ہے۔ اگرچہ مولانا وجیہ الدین نے کچہ عرصہ تک غور و تامل کیا لیکن زان بعد فرمایا کہ آپ ہی بیان فرمائیے۔ مین نے کہا کہ ایک روز صحابہ رضی اللہ عنہم نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ جب عورتین حیض سے ہوتی ہین تو لیستر علیحدہ کرتی ہین اسیارہ مین ہمین کیا حکم فرماتے ہین اسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِصْنَعُوا کُلَّ شَیٍٔ اِلَّا النِّکَاحَ۔ یعنے حیض کی حالت مین بوس و کنار اور ساتہ لیٹنا سب کچہ جائز ہے لیکن وطی جائز نہین اور رانون تک مباشرت کرو اس سے اوپر تصرف نکرو۔ ایکدفعہ آپ نے یہ حدیث پڑہی۔ صُومُوا

اَوَّلَہٗ وَسِرَاہٗ - قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث غرائب سے معلوم ہوتی ہے اور اوسکے معنی نہایت غامض و دقیق ہونگے۔ سلطان المشائخ نے اسکی توضیح و تشریح اس طرح بیان کرنا شروع کی کہ اَلشَّھْرُ فِیْ اَصْلِ الْوَضْعِ اِسْمُ الْیَوْمِ الْاَوَّلِ مِنَ الشَّھْرِ الَّذِیْ ھُوَ الْغُرَّۃُ سُمِّیَ بِہٖ لِشُھْرَتِہٖ ثُمَّ اشْتُھِرَ الشَّھْرُ کُلُّہٗ بِحُکْمِ غَلَبَۃِ الْاِسْتِعْمَالِ وَقَدْ اُرِیْدَ ھٰھُنَا الْیَوْمُ الْاَوَّلُ بِدَلَالَۃِ عَطْفِ السِّرِّ عَلَیْہِ وَھُوَ اِسْمُ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ مِنَ الشَّھْرِ وَمِنْہُ یُقَالُ سِرَارُ الشَّھْرِ اَیْ اٰخِرُہٗ - یعنی اصل وضع مین شہر مہینے کے پہلے دن کا نام ہے جسے غرہ کہتے ہین اور پہلے دن کا نام شہر اوسکی شہرت کی وجہ سے رکہا گیا پہر سارا مہینہ غلبہ استعمال کیوجہ سے شہر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ لیکن اسجگہ شہر سے مہینہ کا پہلا ہی دن مراد ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ لفظ سر کا عطف شہر پر ہے اور سر مہینے کے اخیر دن کا نام ہے کیونکہ اہل محاورہ بولا کرتے ہین سرار الشہر یعنے مہینے کا آخر دن۔ ایک اور دفعہ آپنے فرمایا کہ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ قَتَلَ مُعَاھِدًا لَمْ یُرِحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ فَاِنَّ رِیْحَھَا یُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَۃِ خَمْسِ مِائَۃٍ - یعنے جو ہم عہد کو بے وجہ شرعی قتل کرڈالیگا وہ جنت کی بو نہ سونگہیگا۔ اگرچہ اوسکی خوشبو پانسو سال کی مسافت سے پائی جائیگی۔ اس حدیث کے ظاہر الفاظ بہی اہل سنت وجماعت کے مذہب کے خلاف ہین۔ لیکن حدیث مذکور کی ایک تاویل ہے جسے لوگون نے بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جنت مین داخل ہونے سے پیشتر موقف حساب مین خدا تعالیٰ کی عنایت و مہربانی سے ایک ہوا چلیگی جس مین جنت کی خوشبو ہوگی تاکہ ایماندار بآسانی حساب سے فارغ ہو جائین۔ اسکے بعد یہ بیت زبان مبارک پر جاری ہوئی ؎ بادیکہ سحرگہ زسر کوئے تو آید ✤ جانہاش فدا باد کزو بوئے تو آید ✤ یہ بیت پڑہتے ہی آپ پر گریہ غالب ہوا اور زار قطار رونے لگے۔ اسی حالت مین یہ لفظ آپکی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ شیخ کے طفیل سے وہ خوشبو اسوقت اس مجلس مین موجود ہے۔ اس مجلس مین قاضی محی الدین کاشانی اور دیگر عزیز موجود تہے ایک دفعہ آپنے یہ حدیث پڑہی۔ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَامًا فَلَا یَمْسَحْ یَدَہٗ حَتّٰی یَلْعَقَھَا اَوْ یُلْعِقَھَا - یعنے جب تم مین سے کوئی کہانا کہائے تو ہاتہ پونچہنے سے پیشتر اوسے خود چاٹ لے یا دوسرے کو چٹادے۔ فرمایا کہ حتی یلعقہا او یلعقہا کی شرح مین جو بعض شارحین نے یہ لکہا ہے کہ یلعقہا غیرہ۔ تو یہ توجیہ محض غلط ہے۔ وجہ یہ کہ اونہین خیال ہوا ہے کہ العاق ہمیشہ متعدی ہوا کرتا ہے حالانکہ ایسا نہین ہے کیونکہ باب افعال کا متعدی ہونا ضروری نہین بلکہ کبہی لازم بہی آیا کرتا ہے جیسا کہ اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ راوی کا شک ہے اور حقیقت مین دونون لفظون کے معنی ایک ہین۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین کے نزدیک روایت حدیث کی ایک شرط سماع بہی ہے۔ ایک اور دفعہ آپنے فرمایا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حُبِّبَتْ اِلَیَّ

مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوةِ - یعنی مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزین محبوب و پسندیدہ ہین خوشبو عورتین اور میری آنکھہ کی ٹھنڈک نماز مین ہے - سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہان نساء سے حضرت عائشہؓ مراد ہین کیونکہ تمام ازواج مطہرات سے زیادہ اور بیشتر میل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی عائشہ ہی کی طرف تہا اور قرۃ عینی فی الصلوۃ سے مراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ ہین کیونکہ جسوقت آنحضرت نے یہہ حدیث فرمائی ہے اوسوقت فاطمہ زہرا نماز مین تہین ــ

زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ اس سے نماز ہی مقصود ہے لیکن اگر یہی بات ہوتی تو آپ نماز کو ان دونون چیزون سے مقدم کرتے - زان بعد فرمایا کہ جب نبی کریم صلعم ان تینون چیزون کا ذکر کر چکے تو خلفاء راشدین یعنے حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر بن الخطاب حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ عنہم نے بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ کے الفاظ کے مطابق تین تین چیزین بیان کین اسوقت حضرت جبرئیل نے جناب الٰہی کا فرمان پہونچایا کہ محمد ! مین بہی تین چیزین دوست رکہتا ہون - شَابٌ تَائِبٌ وَعَیْنٌ بَاکٍ وَقَلْبٌ خَاشِعٌ یعنے مین تائب نوجوان اور رونے والی آنکہہ اور عاجز دل کو دوست رکہتا ہون - ایک دفعہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا وہ کل قیامت کے روز میرے ساتہ بہشت مین ایک درجہ مین ہوگا اور اس حدیث کے بیان مین آپنے دو انگلیون کیطرف اشارہ کیا یعنے مجہہ مین اور اوس مین صرف اسقدر فاصلہ ہوگا جس قدر کلمہ کی انگلی اور اوسکے پاس کی انگلی مین ہے اور فرمایا کہہا یکین - بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اس فرمانے سے آنحضرت کا مطلب یہ تہا کہ جو درجہ میرے لیئے مقرر ہوگا اوس جیسا درجہ ایسے شخص کو بہی عنایت ہوگا - کیونکہ مخلوق کی انگلیون کو جب دیکہا جاتا ہے تو درمیانی انگلی کلمہ کی انگلی سے بڑی معلوم ہوتی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی دونون برابر تہین - سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ میری ایک بہانجی تہی جسے ایک شخص کے نکاح مین دیدیا تہا لیکن وہ شخص امور خانہ داری مین اچہا نہ تہا - میری والدہ ماجدہ نے مجہہ سے فرمایا کہ مین ان دونون مین خلع کرانا چاہتی ہون - مین نے عرض کیا جسطرح آپ کی مرضی ہو عمل مین لایئے - اوسی شب کو مین نے خواب مین دیکہا کہ لوگ کہہ رہے ہین کہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے ہین مین نے والدہ محترمہ سے عرض کیا کہ تہوڑا سا کہانا شیخ کے لیئے تیار کرنا چاہیئے والدہ نے فرمایا ہمارے گہر مین کہانا کہان ہے اسی اثنا مین مین نے سنا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کے ساتہ تشریف لائے ہین مین یہ سنکر آگے بڑہا اور آنحضرت کے پاؤن مبارک کو بوسہ دیکر عرض کیا - اے رسول خدا میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیئے - فرمایا مجہے مکان پر لیجا کر کیا کرے گا

مین نے عرض کیا کہانا خدمتِ اقدس مین حاضر کرون گا۔ فرمایا تیرے گہر مین کہانا کہان ہے۔ ابہی ابہی کا ذکر ہے کہ تو اپنی والدہ سے کہانے کی نسبت گفتگو کر رہا تہا۔ مین آنحضرت کی یہ تقریر سنکر سخت شرمندہ و خجل ہوا۔ ازان بعد مین نے عرض کیا کہ اے رسول خدا مین حضور کی زبان مبارک سے کوئی حدیث سننا چاہتا ہون۔ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُلُّ امْرَأَةٍ تَزَوَّجَتْ بِزَوْجٍ وَطَلَبَتِ الْفُرْقَةَ مِنْهُ قَبْلَ مُضِيِّ سَنَتَيْنِ وَنِصْفِ سَنَةٍ فَهِيَ مَلْعُوْنَةٌ یعنے جو عورت کسی شخص سے نکاح کرلے اور پہر ڈہائی سال کے گذرنے سے پیشتر اوس سے جدائی اختیار کرنا چاہے تو اوسپر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ چنانچہ جب مین بیدار ہوا تامل کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ میری بہانجی کا ہے۔ صبحکو سارا قصہ والدہ محترمہ کی خدمت مین دوہرایا اور عرض کیا کہ چند روز صبر کرنا چاہیئے۔ یہانتک کہ نکاح کی مدت سے ڈہائی سال گذر لین چنانچہ ہم نے صبر کیا۔ خدا کی شان کہ داماد نہایت نیک اور مرضی کے موافق ہوگیا۔

الغرض جناب مولانا کمال الدین زاہد نے مشارق الانوار کے ذیل مین کہ سلطان المشائخ نے سبقاً سبقاً ان بزرگوار سے پڑہی تہی علم حدیث کا ایک اجازت نامہ اور سند اپنے خط مبارک سے لکہکر دی تہی۔ کاتب حروف اوسکو اس کتاب مین بعینہٖ نقل کرتا ہے۔ وہو ہذا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِمَنْ لَہُ الْاِبْتِدَارُ وَالْاِعْطَارُ وَالصَّبَاحُ وَالرَّوَاحُ وَالْمَدْحُ لِمَنْ لَہُ الْآلَاءُ وَالنَّعْمَاءُ وَالصَّبَاحُ وَالْمِدَاحُ وَالصَّلٰوۃُ الْفِصَاحُ عَلٰی ذِی الْفَضَائِلِ وَالْکَلِمَۃِ وَالْکَلَامِ الْمِفْتَاحِ وَالْمَنَاقِبِ الْعُلْیَا وَالْاَحَادِیْثُ الصِّحَاحُ صَلٰوۃً تَدُوْمُ دَوَامَ الصَّبَاحِ وَالرَّوَاحِ وَبَعْدُ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَفَّقَ الشَّیْخَ الْاِمَامَ الْعَالِمَ النَّاسِکَ السَّالِکَ نِظَامَ الدِّیْنِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ عَلِیٍّ مَعَ وُفُوْرِ فَضْلِہٖ فِی الْعِلْمِ وَبُلُوْغِ قُدْرَۃِ ذِرْوَۃِ الْحِلْمِ مَقْبُوْلُ الْمَشَائِخِ الْکِبَارِ مَنْظُوْرُ الْعُلَمَاءِ الْاَخْیَارِ وَالْاَبْرَارِ بِاَنْ قَرَأَ ہٰذَا الْاَصْلَ الْمُسْتَخْرَجَ مِنَ الصَّحِیْحَیْنِ عَلٰی سَاطِرِ ہٰذِہِ السُّطُوْرِ فِیْ زَمَنِ الزَّمَنِ الْحَارِّ وَدُرُوْرِ الْاَمْطَارِ مِنْ اَوَّلِہٖ اِلٰی آخِرِہٖ قِرَاءَۃَ بَحْثٍ وَاِتْقَانٍ وَتَنْقِیْحِ مَعَانِیْہِ وَتَنْقِیْرِ مَبَانِیْہِ وَکَاتِبُ السُّطُوْرِ یَرْوِیْہِ قِرَاءَۃً وَسَمَاعًا عَنِ الشَّیْخَیْنِ الْاِمَامَیْنِ الْعَالِمَیْنِ الْکَامِلَیْنِ اَحَدُ الشَّیْخَیْنِ مُؤَلِّفُ شَرْحِ آثَارِ النَّیِّرَیْنِ فِیْ اَخْبَارِ الصَّحِیْحَیْنِ وَالْاٰخَرُ صَاحِبُ الدَّرْسَیْنِ الْمُنِیْرَیْنِ الْاِمَامُ الْاَجَلُّ الْکَامِلُ مَالِکُ رِقَابِ النَّظْمِ وَالنَّثْرِ بُرْہَانُ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ مَحْمُوْدُ بْنُ اَبِی الْحَسَنِ اَسْعَدَ الْبَلْخِیُّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً کِتَابَۃً وَّشِفَاہًا وَہُمَا یَرْوِیَانِہٖ عَنْ مُؤَلِّفِہٖ وَاَجَزْتُ لَہٗ اَنْ یَرْوِیَ عَنِّیْ کَمَا ہُوَ الْمَشْرُوْطُ فِیْ ہٰذَا الْبَابِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاَوْصَیْتُہٗ اَنْ لَّا یَنْسَانِیْ وَاَوْلَادِیْ فِیْ دَعَوَاتِہٖ فِیْ خَلَوَاتِہٖ وَصَحَّ لَہُ الْقِرَاءَۃُ وَالسَّمَاعُ فِی الْمَسْجِدِ الْمَنْسُوْبِ اِلٰی نَجْمِ الدِّیْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ التَّلْوَاسِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فِیْ بَلْدَۃِ دِہْلِیْ صَانَہَا اللّٰہُ عَنِ الْاٰفَاتِ وَالْعَاہَاتِ

وَہٰذَا خَطُّ اَضْعَفِ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَحْقَرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَارِیْکَلِیِّ الْمُلَقَّبِ بِکَمَالِ الزَّاہِدِ وَالْفَرَاغُ مِنَ الْقِرَاءَۃِ وَالسَّمَاعِ وَکَتَبَ ہٰذِہِ السُّطُوْرَ فِی الثَّانِی وَالْعِشْرِیْنَ مِنْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ سَنَۃَ تِسْعٍ وَّسَبْعِیْنَ وَسِتِّمِائَۃٍ حَامِدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی۔ وَمُصَلِّیًا عَلٰی رَسُوْلِہٖ ۵ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مولانا کمال الدین زاہد علمی تبحر اور کمال تقوی وورع کے ساتھ انتہا درجہ کے معروف ومشہور تھے آپکی دیانت وصلاحیت اور عمل وعلم کی شہرت سلطان غیاث الدین بلبن انار اللہ برہانہ کے دربار تک پہونچ گئی تھی۔ سلطان کو آرزو تھی کہ مولانا کمال الدین زاہد کو اپنی امامت کا منصب تفویض کرے اسوجہ سے ایکدفعہ مولانا کمال الدین کو بلایا اور جب آپ سلطان کے پاس پہونچے تو اونہون نے کہا کہ مجھے آپکے کمال علم اور دیانت وصیانت مین کمال درجہ کا اعتقاد ہے اگر آپ ہمارے ساتھ موافقت کرین اور میری امامت قبول فرمائین تو بڑے شکریہ کی جگہ ہے آپکا محض کرم ہوگا اور ہمین اسبات پر پورا وثوق حاصل ہوگا کہ ہماری نماز خدا تعالی کے دربار مین قبولیت کا جامہ پہننے والی ہے۔ مولانا نے سلطان کی یہ گفتگو سنکر جسبتہ فرمایا کہ ہم لوگون مین بجز نماز کے اور کوئی چیز باقی نہین رہی ہے افسوس ہے کہ اب بادشاہ چاہتا ہے کہ وہ بھی بادشاہ

ترجمہ خطبہ عربی ۔ سب تعریف اوس شخص کو مختص ہے جسکی ایک صفت رہنمائی وبخشش ہے اور جسکے حکم مین صبح وشام ہے اور جمیع توصیف وثنا اوس ذات کے لیئے خاص ہے جسکی دست تصرف مین تمام نعمتین اور صبح وشام ہے اور بے انتہا رحمتین اوس شخص پر جو اعلی فضائل کے مخصوص اور ایسے نکتون اور باریکیون کا صاحب ہے جو لطیفگیون کی کنجیان ہین اور اوس بزرگ مناقب کے صاحب اور جمیع حادثہ کے واضع پر جو جامع الکلم ہے ایسی رحمتین جو صبح وشام کی پائداری تک پائدار رہین۔

حمد وصلوۃ کے بعد واضح ہو کہ خدا تعالی نے شیخ امام عالم نظام الدین محمد بن احمد بن علی کو باوجود اسکے کہ علم مین غایت درجہ کا فضل رکھتا اور مرتبہ حلم مین کمال بلاغت وقدرت رکھتا ہے اور بزرگ مشائخ کا مقبول اور علماء اخیار کا منظور نظر ہے۔ اسبات کی توفیق دے کر اوسنے ان چند سطور کے کاتب پر اول سے آخر تک وہ کتاب پڑہی جسکا صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے استخراج کیا گیا ہے اور ایسی جہد وکوشش اور استواری وتنقیح معانی کے ساتھ پڑہی جیسا کہ چاہیئے اور کاتب سطور اس کتاب کو دو عالم کامل اماموں سے قراءۃ وسماعًا روایت کرتا ہے ایک وہ جو شرح آثار النیرین فی اخبار الصحیحین کے مؤلف ہین اور دوسرے وہ شیخ جو علم ظاہر وباطن کے مالک اور دو منبرون کے صاحب ہین یعنے علم شریعت وطریقت کے واعظ امام فاضل اجل کامل اکمل نظم ونثر پر قادر ملت ودین کی دلیل محمود بن ابی الحسن اسعد البلخی۔ خدا تعالی ان دونون صاحبون پر وسیع رحمت کا مینہ برسائے اور میننے ان دونون حضرات سے زبانی اور قلمی دونون طرح کی اجازت حاصل کی ہے اور انہون نے اس کتاب کو خود اوسکے مؤلف سے روایت کیا ہے میننے سلطان المشائخ کو اجازت دی کہ وہ مجھسے روایت حدیث کرے جیسا کہ علم حدیث مین مشروط ہے۔ واللہ اعلم بالصواب میں سلطان المشائخ کو وصیت کرتا ہون کہ وہ اپنی خلوتی دعاؤن مین مجھے اور میری اولاد کو نہ بہولے اور اس کتاب کی قرارت وسماع اوس مسجد مین درست ہوئی جو نجم الدین ابوبکر الطوسی کی طرف منسوب ہے۔ (خدا اوسپر رحمت کرے) اور جو شہر دہلی مین واقع ہے۔ خدا تعالی اس شہر کو آفات وصدمات سے محفوظ رکھے۔ اور یہ خط ضعیف عباد اللہ اور احقر خلق محمد بن احمد بن محمد المار یکلی الملقب بہ کمال زاہد کا ہے۔ اس کتاب کی قرار

اور سماعت اور اجازت کے طور پر ان کا ... ۷۶۴ھ ... الاول ... کے ... اور ... کا ...

ہم سے چھین لے۔ مولانا کا یہ جواب سخت جسکی بنا صلابت دین پر تہی جب بادشاہ کے کان مین پہونچا تو وہ بالکل ساکت و خاموش ہوگیا اور فوراً تاڑ گیا کہ یہ بزرگ امامت کے معزز عہدے کو قبول کرنیوالے نہین ہین لہذا اوسنے بہت سی معذرت کے ساتہ آپکو رخصت کیا۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے قرآن مجید کے چہہ سیپارے اور تین کتابین جن مین سے ایک کا مین قاری اور دو کتابون کی سماعت کرتا تہا اور چہہ باب عوارف کے شیخ شیوخ العالم سے پڑہے اور ابو شکور سالمی کی تمام تمہید سبقاً سبقاً آپ سے پڑہی چنانچہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے اوس اجازت نامے اور سند سے یہ بات بہت کچہ ثابت ہوتی ہے جو آپ نے تمہید ابو شکور سالمی کی اجازت کے بارہ مین اپنی زبان مبارک سے فرمایا اور جسے مولانا بدر الدین اسحاق سلطان المشائخ کے اوس خلافت نامہ کے ساتہ قید کتابت مین لائے جو شیخ شیوخ العالم نے اپنے سامنے مرتب کرایا تہا۔ یہ دونون باتین اسی کتاب مین قلم بند کیگئی ہین۔ جو آگے چلکر صاحبدلون کی نظر پڑینگی انشاء اللہ تعالی۔

پانچوان نکتہ سلطان المشائخ کے اجودہن پہونچنے اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت مین ارادت لانے کا ذکر۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ اثناء تعلیم مین مجہے شیخ شیوخ العالم نور اللہ مرقدہ کی قدمبوسی کی نہایت آرزو تہی اور آپکی تمنائے دیدار اس درجہ غالب ہوگئی تہی جسے مین بیان نہین کرسکتا۔ آخرکار مین اجودہن گیا۔ چہارشنبہ کا روز تہا کہ مجہے شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کی قدمبوسی کا اعزاز حاصل ہوا۔ سب سے پیشتر جو شیخ کی بات میرے کان مین پڑی یہ تہی **بیت** اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ ✽ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ ✽ زان بعد ہرچند مین نے چاہا کہ اپنے اشتیاق کی شرح خدمت اقدس مین عرض کرون لیکن حضور کے دربار کی دہشت مجہپر اسقدر غالب ہوئی کہ بجز اسکے اور کچہ نہین کہہ سکا کہ حضور کی پابوسی کی آرزو کمترین کو بے حد تہی۔ شیخ شیوخ العالم نے جب میری دہشت کو ملاحظہ فرمایا تو یہ لفظ زبان مبارک پر جاری فرمائے کہ لِکُلِّ دَاخِلٍ دَہْشَۃٌ۔ یعنے ہر آنیوالے کے لیئے دہشت ہے۔ چنانچہ مین نے اسی روز شیخ شیوخ العالم سے بیعت کی لیکن میرا ارادہ سر منڈانے کا نہ تہا کیونکہ مجہے طلبہ کے زمرہ مین اس حالت مین رہنے سے شرم آتی تہی۔ دوسرے روز مین دیکہتا ہون کہ ایک اور شخص نے شیخ شیوخ العالم سے بیعت کی اور مولانا بدر الدین اسحاق نے اوسکا سر مونڈا۔ مین نے دیکہا کہ اوس مین ایک عظیم الشان نور پیدا ہوا اوسی طرح اسکے بعد اور دو تین شخصون کو دیکہا کہ جب وہ حلق کراکے اندر سے باہر آئے تو نور کے چمکارے اونکی پیشانیون سے ظاہر ہوئے۔ اب میرا دل اسطرف مائل ہوگیا کہ مین بہی محلوق ہون چنانچہ شیخ بدر الدین کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین حلق کرانا چاہتا ہون۔ مولانا بدر الدین وہان سے اوٹہکر اندر گئے اور شیخ

شیوخ العالم شیخ کبیر کی خدمت میں میری عرضداشت گذرانی حکم صادر ہوا کہ اسیوقت حلق کرو۔ مولانا بدرالدین نے حضور کے ارشاد کی فوراً تعمیل کی اس کے بعد شیخ شیوخ العالم نے مولانا بدرالدین اسحاق کو حکم دیا کہ اس غریب الوطن متعلم کے لیے جماعت خانہ میں چارپائی بچھادو اونہوں نے فوراً جماعت خانہ میں ایک چارپائی بچھادی اور مجھے اوسپر سونے کی اجازت دی لیکن مین نے اپنے دل میں کہا کہ مین چارپائی پر ہرگز نہین سو سکتا کیونکہ جب اس قدر غریب الوطن مسافر جن میں بعض حافظ کلام ربانی اور بعض عاشقان درگاہِ رحمانی ہین خاک پر لوٹ رہے ہین تو مجھسے یہ کب ہوسکتا ہے کہ ادنکا پہلو چھوڑکر چارپائی پر سورہوں۔ میرا یہ منشا معلوم کرکے مولانا بدرالدین اسحاق۔ شیخ شیوخ العالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ دوہرایا ابہی تھوڑی دیر نگذری تھی کہ مولانا بدرالدین آکر فرمانے لگے کہ شیخ فرماتے ہین کہ تم اپنے کہنے پر چلوگے یا پیر کا حکم بجالاؤگے مین نے عرض کیا کہ شیخ کے فرمان پر چلون گا۔ بعدہ فرمایا کہ جاؤ چارپائی پر سو رہو۔ کسی نے سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ جب آپنے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین طیب اللہ مرقدہ کی دولت ارادت کا اعزاز و افتخار حاصل کیا اوسوقت آپکی کس قدر عمر تھی فرمایا بیس سال کی۔ جب مین شیخ سے بیعت کرچکا تو خدمت عالی مین عرض کیا کہ اب شیخ کا کیا ارشاد ہے کیا مین تحصیل علوم کو ترک کرکے اوراد و نوافل مین مصروف ہوجاؤں؟ اسکے جواب مین شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ مین کسیکو تحصیل علوم سے منع نہین کرتا تم تحصیل علوم بھی کرو اور اوراد و نوافل مین بھی مصروف رہو یہانتک کہ ان دونون مین سے ایک خود بخود غالب ہوجائے علم بھی درویش کے لئے ضروری ہے لیکن تھوڑا ہی سہی۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین کل پانچ مرتبہ حاضر ہوا ہون ہر سال مین ایکبار اور جب شیخ صاحب رحلت فرماے دارالسلام ہوگئے تو بعد مین اجودھن ساتوفعہ گیا ہون لیکن میرا غالب گمان یہ ہے کہ سات مرتبہ گیا ہون کیونکہ مین جہانتک یاد کرتا ہون معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی زندگی اور انکے انتقال کے بعد کل دس دفعہ اجودھن گیا ہون۔ نیز ایک فرمایا کہ شیخ جمال الدین ہانسوی سات دفعہ ہانسی سے اجودھن تشریف لے گئے ہین اور شیخ نجیب الدین متوکل انیس بار تشریف لیگئے ہین جیسا کہ انکے ذکر مین بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

چھٹا تکملہ اس بیان مین کہ جب سلطان المشائخ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی

بیعت سے فارغ ہوکر دہلی مین تشریف لائے تو کس مقام مین سکونت اختیار کی اور شہر غیاث پور مین کیونکر تشریف لائے کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار جناب سید مبارک محمد کرمانی سے سنا ہے کہ جبتک حضرت سلطان المشائخ شہر دہلی مین رہے کوئی مکان لسباست کے لئے خرید نہین کیا بلکہ ہمیشہ کرایہ کے مکانون مین سکونت رکہی - نیز ساری عمر ایک جگہ مقام اختیار نہین کیا۔ جب آپ ابتدا اً بداون سے تشریف لائے تو میان بازار کی سرائے مین فروکش ہوئے جسے نمک کی سرا بھی

کہا جاتا ہے۔ آپنے والدہ محترمہ اور ہمشیرہ عزیزہ کو تو ہمین رکہا اور خود بارگاہ قواس مین جو سرائے مذکورہ کے سامنے واقع تہی سکونت رکہی اور اسی محلہ مین امیر خسرو بہی تشریف رکہتے تہے۔ چند روز کے بعد راوت عرض کا مکان خالی ہوگیا کیونکہ اوسکے لڑکے اپنی اپنی زمینون مین چلے گئے تہے۔ چونکہ راوت عرض امیر خسرو کا رشتہ مین نانا ہوتا تہا اسوجہ سے سلطان المشائخ امیر خسرو کے ذریعہ سے اوس مکان مین منتقل ہوگئے۔ تقریبًا دو سال تک اوس مکان مین سکونت رکہی۔ یہ مکان قلعہ دہلی کے برج کے متصل دروازہ مندہ اور پل کے نزدیک واقع تہا۔ یہانتک کہ قلعہ کا برج گہر کی عمارت مین داخل ہوگیا تہا اس مکان کے چارون اضلاع مین بڑی بڑی بلند اور عظیم الشان عمارتین بنی ہوئی تہین اور امیرانہ محل بڑی شان و شوکت سے تعمیر کیئے گئے تہے۔ اتفاق سے سید محمد کرمانی۔ کاتب حروف کے جد بزرگوار بہی اپنے متعلقین کو ساتہ لیکر اوچہ سے دہلی مین آئے اور اسی مکان مین سلطان المشائخ کی خدمت مین فروکش ہوئے۔ اس مکان مین تین درجے تہے۔ نیچے کے درجہ مین تو سید محمد کرمانی اپنے متعلقین کے ساتہ سکونت رکہتے تہے اور بیچ کے منزل مین جناب سلطان المشائخ تشریف رکہتے تہے اور اوپر کے درجہ مین آپکے یار و اصحاب فروکش تہے اور سب صاحب کہانا ہمین کہاتے تہے۔ کاتب حروف کے والد فرماتے ہین کہ اوس زمانہ مین بجز میرے اور مبشر کے کوئی دوسرا خدمتگار نہ تہا اور مین اوس وقت بہت ہی کم سن اور نو عمر تہا۔ سلطان المشائخ کی افطاری کا کہانا کاتب حروف کی دادی خود اپنے ہاتہ سے مرتب کرتی تہین کیونکہ وہ بہی شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی بیعت سے معزز و مشرف ہو چکی تہین اور اس وجہ سے اونہین سلطان المشائخ سے ایک خاص محبت و الفت ہوگئی تہی۔ الغرض جب افطار کا وقت ہوتا تو کاتب حروف کے بزرگوار دادا سید محمد کرمانی جو سلطان المشائخ کے ہم خرقہ تہے خود کہانا لیکر آپکی خدمت مین حاضر ہوتے لیکن وضو کرانے اور پائخانہ مین ڈہیلے رکہنے کی خدمت خصوصیت کے ساتہ کاتب حروف کے والد ماجد کے سپرد تہی۔ اسی اثنار مین راوت عرض کے لڑکے اپنی جاگیرون سے واپس آئے اور مکان خالی کرانے لگے۔ جناب سلطان المشائخ نے مکان کی تلاش مین ایک شخص کو روانہ کیا لیکن مالکان مکان نے اپنے ملکی اعزاز کے بہروسہ پر سلطان المشائخ کو اس قدر بہی مہلت نہین دی کہ آپ کوئی دوسرا مکان تلاش کر سکتے مجبورًا وہان سے اٹہے اور آپکی کتابین جنکے علاوہ اور کوئی اسباب نہ تہا لوگون نے سر پر رکہین اور سراج لبقال کے گہر کے آگے چہپر دار کی مسجد مین فروکش ہوگئے۔ ایک رات سلطان المشائخ مسجد مین رہے اور کاتب حروف کے دادا سید محمد کرمانی اپنے متعلقین کے ساتہ چہپر دار کی دہلیز مین پڑے رہے دوسرے روز سعد کاغذی جو شیخ صدر الدین کا ایک مخلص و بے ریا مرید تہا یہ ماجرا سنکر سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور انتہا درجہ کی تعظیم و الحاح سے اپنے مکان پر لیگیا۔ سعد کے مکان کی چہت پر ایک نہایت خوبصورت او

وسیع کمرہ بنا ہوا تھا جس مین ہرطرح کا آرام تھا۔ سلطان المشائخ کو تو اوسنے اس کمرہ مین اوتارا اور سید محمد کرمانی کے لیئے علحدہ
ایک مقام مرتب کیا چنانچہ کامل ایک مہینے تک سلطان المشائخ اس کمرہ مین سکونت پذیر رہے۔ اسکے بعد آپ وہان سے اوٹھے
اور سرآرکابدار کے ایک محفوظ مکان مین جو اسی سرائے کے ایک گوشہ مین واقع تھا تشریف لیگئے۔ یہ سرائے پل قیصر کے
متصل تھی۔ سید محمد کرمانی نے بہی اسی سرائے کا ایک حجرہ لیلیا اور اوسمین مع متعلقین کے سکونت اختیار کی پہر ایک
مدت کے بعد سلطان المشائخ نے سرآ کے مکان کو خداحافظ کہا۔ اور شادی گلابی کے مکان مین جو محمد میوہ فروش کی دُکانون
کے متصل تہا رہنا اختیار کیا۔ اسی اثنا مین شمس الدین شربدار کے فرزند اور قریبی رشتہ دار سلطان المشائخ کے معتقد
ہوگئے اور آپکو نہایت اعزاز و اقتدار کے ساتہ شمس الدین شربدار کے مکان مین لے آئے۔ سالہاسال آپ اُس گہر مین رہے
اور یہان راحت و آسائش کے علاوہ آپکی جمعیت و اطمینان مین بہت کچہ ترقی ہوگئی۔ اجودہن سے جو آپکے یار و اصحاب
تشریف لایا کرتے وہ اکثر اوقات سلطان المشائخ کے پاس اسی مکان مین رہا کرتے۔ اس محلہ مین ایک عزیز صاحب دولت
وثروت بہی رہتا تہا جسے خواجہ محمد نعلین دوز کہا کرتے تہے اور جسکی مبارک انگلیان ہمیشہ جوتیون کے رنگ سے رنگین
رہا کرتی تہین۔ اوسے مہتر خضر علیہ السلام سے ملاقات حاصل تہی۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ اس بزرگ نے سلطان المشائخ کو
اپنے مکان پر مہمان بُلایا۔ اتفاق سے دو تین عزیز اور بہی اس دعوت مین شریک تہے۔ کہانیکے وقت خواجہ محمد نے تہوڑی سی
کہچڑی ایک بڑے طباق مین لاکر پیش کی کہچڑی مین نمک زیادہ تہا۔ جب ان لوگون نے کہانا شروع کیا اور نمک زیادہ
معلوم ہوا تو اون عزیز مہمانون مین سے ہر شخص نے خواجہ محمد کی طرف متوجہ ہوکر ایک طیبت آمیز بات اور ذو معنی لطیفہ کہنا
شروع کیا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا یارو کچہ مت کہو اس عزیز کے گہر مین جس قدر نمک موجود تہا پکا کر ہمارے سامنے حاضر کیا۔
الغرض جس شب کو سلطان المشائخ رادت عرض کی حویلی چہوڑ کر چہپر دار کی مسجد مین قیام کیا تہا اوسی رات کو آپکے
تشریف لے آنیکے بعد رادت عرض کے مکان مین آگ لگ گئی اور وہ تمام رفیع و بلند عمارتین جو امیرانہ شوقون سے
بنائی گئی تہین اور وہ خوبصورت عظیم الشان مکانات جنکی نظیر اوسوقت مین بمشکل مل سکتی تہی جلکر سطح زمین کے برابر
ہوگئے۔ یہ بہی ایک اتفاق کی بات ہے کہ جہان جہان اور جس جس مکان مین سلطان المشائخ نے سکونت اختیار کی کاتب
حروف کے دادا سید محمد کرمانی اپنے خویش و اقارب کو ساتہ لیئے وہین حاضر رہے اور سلطان المشائخ کو اون دنون شہر مین رہنے کا
اتفاق نہین پڑا جیسا کہ خود فرماتے ہین کہ قدیم زمانہ مین اس شہر مین رہنے کو میرا دل نہ چاہتا تہا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ مین
قتلغ خان کے حوض پر بیٹہا تہا اور چونکہ اوس زمانہ مین قرآن مجید یاد کرتا تہا اس لیئے ہر وقت اسی مین مصروف رہتا
تہا اسوقت بہی مین قرآن یاد کر رہا تہا دفعتًہ ایک درویش مجہے نظر پڑے جو مشغول بحق تہے مین اونکے پاس گیا اور عرض

کیا آپ اسی شہر مین رہتے ہین ؟ فرمایا ہان - مین نے عرض کیا اور آپکی طبیعت مین سکون وجمعیت رہتی ہے ؟ فرمایا نہین
اسکے بعد اوس درویش نے ایک حکایت میری سامنے بیان کی کہ مین نے ایک مرتبہ ایک عزیز درویش کو دیکہا جو کمال دروازہ
سے باہر نکال لب خندق پر چلا جا رہا تہا دروازہ کمال کے نزدیک ایک بلند زمین ہے جہان شہیدون کا حظیرہ ہے لغرض
دروازہ کمال کے باہر وہ درویش مجہے ملا اور کہنے لگا اگر تم ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو اس شہر سے باہر چلے جاؤ مین ایک وقت
سے اس فکر مین ہون اور یہی عزم کر رہا ہون کہ شہر سے باہر چلا جاؤن لیکن چند موانع اس قسم کے پیش آئے جنہون
نے مجہے تہکا کر بٹہا دیا اور میری تمام کوششین رائیگان گئین - عرصہ پچیس سال کا ہوا جو میری عزیمت مقید ہے مگر یہان سے
نکلنا نہین ہوتا - سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ جب مین نے اوس درویش سے یہ بات سنی تو اپنے دل مین قطعی فیصلہ
کر لیا کہ اس شہر مین مین ہرگز نہین رہون گا - اسکے بعد چند مقامات پر میرا خیال دوڑا کہ وہان چلا جاؤن - کبہی دل مین
آتا تہا کہ قصبہ پٹیالی مین چلا جاؤن کیونکہ اس زمانہ مین وہان ترک لقب امیر خسرو قیام پذیر تہے کبہی یہ خیال آتا تہا
کہ بسالہ مین جا رہون - کیونکہ یہ موضع شہر سے کسیقدر نزدیک ہے - چنانچہ مین نے بسالہ کا فوراً تہیہ کر لیا اور وہان
سیاست کی غرض سے چلا گیا - اگرچہ برابر تین روز تک وہان رہا لیکن کوئی مکان دستیاب نہین ہوا نہ کرایہ کا نہ گرو کا
اور ان تین روز تک مین ایک شخص کا مہمان رہا انجام کار وہان سے لوٹ آیا مگر دل مین وہی کریدہ چلی جاتی تہی یہانتک کہ ایک دن
رانی کے حوض کی طرف ایک باغ مین گیا جو جسرت کے نام سے مشہور تہا وہان بیٹہا ہوا خدا سے مناجات کر رہا تہا چونکہ وقت
نہایت اطمینان کا تہا اس لیئے مین نے کہا خداوندا مین اس شہر سے نکلکر دوسری جگہ جانا چاہتا ہون لیکن مین اوس مقام
کو اپنی رائے سے پسند نہین کرتا بلکہ جہان تیری مرضی ہو وہان چلا جاؤن - ہنوز مین ان جملون کو پورا نکر سکا تہا
کہ آواز آئی غیاث پور چلے جاؤ مین نے اس سے پیشتر کبہی غیاث پور دیکہا نہین تہا اور اوسکا رستہ تک نہین جانتا تہا یہ
آواز سنتے ہی مین ایک دوست کے پاس گیا جو نیشا پور کا باشندہ تہا اور نقیب کہلایا جاتا تہا - جب مین اوسکے مکان پر
پہونچا تو لوگون نے مجہسے بیان کیا کہ وہ غیاث پور گیا ہوا ہے مین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ وہی غیاث پور ہے الغرض اوسکی
ہمراہ ہوکر غیاث پور پہونچا اوس زمانہ مین یہ مقام چندان آباد نہ تہا بلکہ ایک مجہول اور غیر معروف موضع تہا چنانچہ
مین نے وہان پہنچکر اقامت اختیار کی اور کم آبادی کی وجہ سے ایکطرح کا اطمینان ہوا - لیکن جب کیقباد نے کیلوکہری
مین سیاست اختیار کی تو اوس عہد مین یہان خلقت کی کثرت ہوگئی بادشاہ اور امرا کی آمد و رفت ہونے لگی اور اس
آمد و شد کی وجہ سے خلقت کا ہجوم بہت کچہ ہوگیا - اب مین نے خیال کیا کہ یہان سے بہی چلنا چاہیئے - مین اسی تردد
اور اندیشہ مین تہا کہ اوسیدن دوسری نماز کے وقت ایک جوان آیا اگرچہ حسن و خوبصورتی کے لحاظ سے لاکہ دولا کہ مین

نہین تو ہزار دو ہزار مین ضرور بکا تہا لیکن جسم کے اعتبار سے نہایت ضعیف و لاغر تہا خدا معلوم کہ وہ مردان غیب مین سے تہا یا کیا تہا۔ بہرصورت اوس نے آتے ہی سب سے اول مجہہ سے یہ بات کہی سے ؎ آنروز کہ مرشدی نمیدانستی ٭ کانگشت نمائے عالمے خواہی شد ٭ امروز کہ زلفت دل خلقے بربود ٭ در گوشہ نشستنت نمیدارد سود ٭ زان بعد اوسنے سلسلۂ کلام اسطرح چہیڑا کہ اول تو آدمی کو مشہور ہی نہ ہونا چاہیئے اور جب مشہور ہو گیا تو اسدرجہ مشہور ہونا چاہیئے کہ کل قیامت کے روز جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندہ و خجل نہ ہو۔ اسکے بعد اوسنے یہ بہی کہا کہ واہ کیا قوت اور کیا حوصلہ ہے کہ خلق سے گوشہ اختیار کرکے مشغول بحق ہون۔ یعنے یہ کوئی قوت و حوصلہ نہین ہے بلکہ قوت و حوصلہ اسکا نام ہے کہ باوجود خلقت کے ہجوم کے مشغول بحق ہون۔ جب اوسکی ان تمام باتون کا خاتمہ ہو گیا تو مین نے قدرے کہانا اوسکے سامنے رکہا لیکن اوس نے نہین کہایا اسی اثنا مین مینے اسپر عزم بالجزم کر لیا کہ اس مقام کو چہوڑکر دوسری جگہ نکل جاؤنگا جب مینے یہ نیت کی تو وہ کہانیکی طرف مائل ہوا اور اوس مین سے تہوڑا سا کہانا تناول کرکے چلا گیا۔ اسکے بعد پہر مین نے اوسے کبہی نہین دیکہا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ کی ہمت ہمیشہ اسی مین مصروف رہی کہ کسی مخلوق کو میری مشغولیون پر اطلاع نہ ہو۔ یہی وجہ ہی کہ آپکی سدا کوشش رہی کہ خلق سے اعراض کرکے مشغول بحق ہون اور اس دعوے کی دلیل یہ ہے کہ خود سلطان المشائخ بارہا فرمایا کرتے تہے کہ جب جوانی کے زمانہ مین مجہہ لوگون کے ساتہ نشست برخاست کرنیکا اتفاق ہوتا تہا تو اس سے میرے دل مین بے حد گرانی پیدا ہوتی تہی اور مین کہا کرتا تہا کہ وہ کونسا زمانہ ہوگا جو ان لوگون سے نکلکر تنہا مقام مین پہونچون گا اگرچہ میری حلقے مین نشست برخاست کرنے والے لوگ دنیادار نہ ہوتے تہے بلکہ متعلم اور طالب العلم ہوتے تہے اور ہر وقت علمی بحث مین مشغول رہتے تہے لیکن مجہے ہمیشہ اون سے نفرت ہوتی تہی چنانچہ مین اکثر اپنے یارون سے کہا کرتا تہا کہ مین تم لوگو نمین نہین رہون گا صرف چند روز کا مہمان ہون اور اس دعوے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ ہمیشہ مکانون کی تبدیل کرتے رہتے تہے اور ایک جگہ استقامت نہین کی یہانتک کہ غیب سے اسبارے مین اجازت ملی۔ علی ہذا القیاس جناب سلطان المشائخ نے راہ سلوک کے مخفی رکہنے مین انتہا درجہ کی کوشش کی چنانچہ فرماتے تہے کہ ابتدائی زمانہ مین مین آنے والون سے سنتا تہا کہ شیخ خضر پارہ دوز نے بہار مین ایک خانقاہ بنائی ہے اور درویشون کی بہت کچہہ خدمت کرتے ہین۔ مینے اونکا یہ حال سنکر عزم بالجزم کیا کہ وہان پہونچکر اونکے غلامون اور بچون کو تعلیم دون لیکن جب چند روز کے بعد اوس طرف سے آنیوالے آئے تو شیخ خضر نے اونکے ہاتہ مجہے ایک خط بہیجا جس سے اونکی عام اخلاق اور مردمی و قابلیت بہت کچہہ ظاہر ہوتی تہی۔ مین نے خط پڑہتے ہی جان لیا کہ وہ مجہے

؎ جسدن روز تو ماہ تو تہا تو تجہے معلوم نہ تہا کہ ایک عالم کا انگشت نما ہوگا۔ آج کہ تیری زلف نے ایک خلق کے دل کو اچک لیا تو اب گوشہ نشینی کیا فائدہ رکہتی ہے ۱۲

سیجان گئے ہین۔ لہذا مین نے اپنا ارادہ بالکل فسخ کر دیا اور نیت کر لی کہ اب مین وہان نہ جاؤن گا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک دفعہ مین خطیرہ مین جاتا تہا اثنا راہ مین چند چہوٹے چہوٹے چہپر دن پر میری نظر پڑی مین نے کمال آرزو دل مین کہا کہ اگر مجہہ جیسے شخص کو اس قسم کے چہپر ملجا مین تو بہت ہی بہتر ہے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ ابتدائی زمانے مین کبہی کبہی میرے دل مین آتا تہا کہ مردانِ غیب کی صحبت اگر میسر ہو تو خوب بات ہے لیکن پہر مین نے سوچا کہ یہ ایک نہایت بے سود آرزو ہے کسی بہتر مصلحت کا پیچہا کرنا چاہیئے۔ آپ فرماتے تہے کہ مردانِ غیب اول آواز دیتے ہین پہر اپنی بات سناتے ہین۔ زان بعد ملاقات کرتے ہین۔ اسکے بعد لوگون کو اُچک لیجاتے ہین۔ اس حکایت کے اخیر مین آپکی زبان مبارک پر یہ لفظ جاری ہوئے کہ اوس شخص کے لیئے وہ کیا ہی عمدہ اور راحت خیز مقام ہے جہان مردانِ غیب اوسے کہنچ لیجاتے ہین۔ **ساتوان نکتہ** سلطان المشائخ کے اون مجاہدون کے ذکر مین جو ابتدا حال مین کیئے گئے۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایک دفعہ مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ساتہ کشتی مین بیٹہا ہوا تہا تمام یار حاضر تہے اور سخت گرمی کا موسم تہا یار لوگ ہر وقت اِدہر اودہر سایہ کرتے تہے یہانتک کے قیلولہ کا وقت ہوا اور سب لوگ تو سو گئے مگر یہ دعاگو بیٹہا ہوا شیخ شیوخ العالم کی مکہیان جہلتا رہا اتنے مین شیخ صاحب بیدار ہوئے مجہسے فرمانے لگے یار کہان گئے مین نے عرض کیا قیلولہ مین مصروف ہین فرمایا ذرا ورے آؤ۔ مین تم سے کچہہ کہنا چاہتا ہون زان بعد آپنے بیان کرنا شروع کیا کہ جب تم دہلی مین پہونچو تو مجاہدہ مین مصروف رہو کیونکہ بیکار رہنا اچہا نہین ہے روزہ رکہنا آدہا رستہ ہے اور دوسرے اعمال مثلاً نماز اور حج آدہا رستہ۔ اسکے بعد مولانا بدر الدین نے فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم نے یہ سفر خاص تمہارے ہی لیے کیا تہا یعنے اس سفر مین تم شیخ شیوخ العالم کی بخشش سے بہت بڑی نعمت لیگئے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ کے انفاس سے مجہے ایسا ذوق شوق حاصل ہوا کہ مین آپ سے پوچہنا بہول گیا کہ کونسا مجاہدہ اختیار کرون لیکن بعد جب یارون سے پوچہا اور مشورہ کیا تو اونہون نے صائم الدہر ہونے کا ارشاد کیا چنانچہ مین نے ہمیشہ روزہ سے رہنا اختیار کر لیا مگر چونکہ شیخ شیوخ العالم سے خود اسکی اجازت حاصل نہین کی تہی اسلیئے کبہی کبہی اوس مین خلل پڑ جاتا ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے غیاثی کے عہد مین اگرچہ دو آنے کے من بہر خربزہ بکتے تہے لیکن اکثر فصل گذر گئی تہی کہ مین نے خربزہ چکہا تک نہ تہا اور مین اسپر خوش تہا میری دلی آرزو تہی کہ اگر باقی فصل بہی خربزہ نہ کہایا جائے تو بہت اچہا ہے یہان تک کہ آخر موسم مین ایک شخص کئی خربزے اور چند روٹیان میرے پاس لایا۔ چونکہ غیبی سامان تہا اسلیئے مین نے اوسے قبول کر لیا۔ خربزون کی فصل کا یہ پہلا ہی دن تہا جس مین مینے خربزہ کہایا۔ زان بعد آپنے فرمایا کہ ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک رات دن گذر چکا تہا اور دوسری رات نصف کے قریب آگئی

تھی کہ مجھے کوئی چیز کھانیکے لیئے دستیاب نہین ہوئی تھی حالانکہ اوس زمانہ مین ایک آنہ کی دو سیر میدہ کی روٹیان بکتی تھین لیکن میرے پاس ایک ٹانگ بھی نہ تھا کہ مین روٹیان بازار سے خرید کرتا اور میری والدہ محترمہ اور ہمشیرہ عزیزہ اور گھر کے دیگر آدمی جو میری کفالت مین تھے سبکا یہی حال تھا ایسی صورت مین اگر کوئی شخص مصری یا شکر یا قیمتی جامہ ہدیۃً پیش کرتا اگرچہ اوسے فروخت کرکے مین اپنی غرض پوری کرسکتا تھا لیکن مین نے کبھی ایسا نہین کیا بلکہ ہمیشہ اسی فاقہ کشی کی حالت مین رہنا مناسب و بہتر سمجھتا۔ اور جو کچھ غیب سے پہونچتا اوسے کافی جانتا۔ شیخ محمود لطف الدین رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ مین نے سلطان المشائخ کو فرماتے سنا کہ جس زمانہ مین مین اوس برج مین لب ساست رہتا تھا جو دروازہ مندہ کے متصل تھا اوس زمانہ مین ایک وقت مجھپر تین روز گذر گئے تھے کہ کہین سے کوئی چیز نہین پہونچی تھی اتفاقاً ایک مرد آیا اور اوسنے دروازہ کا کیواڑ کھٹ کھٹایا۔ مین نے ایک شخص سے کہا جاکر دیکھہ دروازے پر کون ہے۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور دروازہ کھول کر دیکھا تو ایک شخص کھچڑی کا پیالہ ہاتھہ مین لیئے ہوئے کھڑا تھا سلام علیک کے بعد کھچڑی کا پیالہ اسکے ہاتھ مین دیا اور رخصت ہوا۔ جب یہ شخص کھچڑی کا بھرا ہوا پیالہ میرے سامنے لایا تو مین نے اوس سے دریافت کیا کہ کیا تو اوس شخص کو پہچانتا ہے اوسنے جواب دیا کہ نہین مین اوسے نہین جانتا۔ الغرض مین نے وہ کھچڑی تناول کی جو حلاوت و ذوق مین نے اُس خشک کھچڑی مین پایا۔ اسوقت تک کسی کھانے مین نہین پاتا ہون اور جو نعمت اس ضعیف کو پہونچتی ہے کسی آنے والے کے طفیل مین کھائی جاتی ہے۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے ہین کہ میری والدہ محترمہ کا میرے ساتھ ہمیشہ یہ برتاؤ رہتا تھا کہ جب ہمارے گھر مین غلہ نہ ہوتا تو آپ مجھہ سے فرماتین کہ آج ہم خدا کے مہمان ہین آپکے اس فرمانے کا میرے دل مین وہ عجیب و غریب اثر پڑتا کہ سارا دن اسبات کے ذوق و شوق مین گذار دیتا تھا اتفاق سے ایک شخص غلہ کا ایک کافی بوجھہ ہمارے گھر مین لاتا اور ہم متواتر چند روز تک اوسکی روٹی کھاتے تھے تا تنگ کہ مین تنگ ہوجاتا کہ کسدن یہ غلہ نبڑے گا اور کسدن والدہ محترمہ فرمائینگی کہ ہم خدا کے مہمان ہین چنانچہ جب غلہ خرچ ہوجاتا تو والدہ محترمہ مجھسے فرماتین کہ آج ہم خدا کے مہمان ہین اس سے وہ ذوق و راحت مجھہ مین پیدا ہوتی کہ جسے مین کسطرح بیان نہین کرسکتا۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد سے سنا ہے کہ فرماتے تھے۔ جب اس سے پیشتر سلطان المشائخ غیاث پور مین سکونت رکھتے تھے تو آپکے مکان مین ایک زنبیل لٹکی رہتی تھی افطار کے وقت جب اوسے ہلایا جاتا تھا تو اوس مین سے روٹی کے خشک ٹکڑے گرتے لوگ اونہین ٹکڑونکو سلطان المشائخ کے سامنے لاکر رکھتے جن سے آپ روزہ افطار کرتے اور جن سے آپکے چند ملازمون کی قوت چلتی تھی۔ کاتب حروف نے جناب سید السادات سید حسین محمد اپنے عم بزرگوار سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ایک درویش جناب

سلطان المشائخ کے افطار کے وقت آیا اوسوقت آپکے سامنے دسترخوان بچہا ہوا تہا اور وہی زنبیل کے خشک ٹکڑے دسترخوان پر رکہے ہوئے تہے۔ آپنے ابہی تک روزہ افطار نہین کیا تہا لیکن افطار کرنا چاہتے تہے۔ اوس درویش نے جانا کہ جناب سلطان المشائخ کہانا تناول کرچکے ہین اور یہ ٹکڑے دسترخوان پر باقی رہگئے ہین۔ چنانچہ اوسنے وہ تمام ٹکڑے دسترخوان سے چن لیئے اور ہاتہ مین لیکر روانہ ہوا۔ جناب سلطان المشائخ نے یہ دیکہکر تبسم کیا اور فرمایا ہنوز ہمارے کام مین بہت بڑی بہلائی ہے کہ ہمین ابہو کار کہا گیا۔ یہ کیفیت دو فاقون کے بعد ظاہر ہوئی تہی کہ وہ درویش غیب سے آموجود ہوا کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ فرماتے تہے جس زمانہ مین سلطان المشائخ پر افلاس وتنگدستی کی گہٹا چہائی ہوئی تہی اور فقر وفاقہ کا دائرہ نہایت وسیع وفراخ ہوگیا تہا تو آپکی بعض خدمتگار نہایت عاجز وتنگ تہے حتےٰ کہ آپکے اعلیٰ رفیق یعنے شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کے مریدون کو افلاس نے سخت تنگ کررکہا تہا اور اونکی زندگی نہایت سختی وشدت کی حالت مین بسر ہوتی تہی۔ فاقہ پر فاقے کہینچتے تہے اور زبان سے اُف تک نہین نکالتے تہے۔ اسی اثنا مین سلطان جلال الدین خلجی نے کچہ تحائف سلطان المشائخ کی خدمت مین بہیجے اور ایک معتبر شخص کی معرفت کہلا بہیجا کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین ایک گاؤن حضور کے خدمتگارون کے واسطے مقرر کردون تاکہ فارغ البال ہوکر تہیج وتنا آپکی خدمت مین مصروف رہین۔ سلطان المشائخ نے کہلا بہیجا کہ مجہے اور میرے خدمتگارون کو تمہاری گاؤن کی کچہ ضرورت نہین میرا اور اونکا خدا کارساز اور میرسامان ہے۔ یہان جب آپکے بعض اون معتقدون نے جو فقر وفاقہ کے عذاب مین مبتلا اور افلاس وتنگدستی مین گرفتار تہے یہ خبر سنی تو اتفاق کرکے سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سب نے یکبار ہجوم کرکے عرض کیا کہ سلطان المشائخ تو اسی حال مین کمال بہتری سمجہتے ہین کہ پانی تک نہین پئین لیکن ہم لوگ اس قدر طاقت نہین رکہتے ہمارا حال نہایت نازک اور ناگفتہ بہ ہے۔ سلطان المشائخ نے اونکی یہ تقریر سنکر اپنے دل مین خیال کیا کہ جن خدمتگارون اور بعض دوستون نے جو یہ شکایت پیش کی ہے۔ مین اون مین سے کسیکی طرف ذرا بہی التفات نہین رکہتا اگر سب کے سب اسیوقت مجہے چہوڑکر چلے جائین تو مجہے کچہ افسوس اور غم نہین ہے لیکن اون چند رفیقون اور دوستونکو جو میرے ہم خرقہ ہین اسبارہ مین آزمانا ضرور ہے کہ وہ بہی آسائش دنیا کے طالب ہین یا نہین۔ اس بنا پر آپنے سید محمد کرمانی کاتب حروف کے بزرگوار دادا اور بعض اعلیٰ درجہ کے دوستون کو بلایا اور سلطان جلال الدین خلجی سے گاؤن لینے کے بارہ مین مشورہ کیا۔ سب نے متفقہ الفاظ مین گذارش کی کہ مولانا نظام الدین ہم جو اسوقت آپکے گہر مین وقت بے وقت روٹی کہا لیتے ہین اسے بہت ہی غنیمت اور شکریہ کی جگہ سمجہتے ہین اگر سلطان جلال الدین کی طرف سے آپکے لیئے گاؤن مقرر ہو جائیگا تو ہم اسکے بعد پانی بہی نہین پیئین گے۔ سلطان المشائخ

ان حضرات کا یہ دلکشا اور فرحت انگیز جواب سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے دوسرے لوگون سے چندان غرض نہین ہے نہ اونکی طرف کچہ التفات ہے میرا مقصود و غرض صرف تم لوگون سے تہی سو الحمد للہ کہ تمہاری دلسوزی اور قابلیت سے بہری ہوئی جواب نے مجھے بیحد خوش کیا۔ درحقیقت تم لوگ میرے مددگار اور دین کے کام مین مُعین ہو۔ یارون کو ایسا ہی ہونا چاہیئے اور دوستونکے لیئے یہی بات زیبا ہے۔ چند معتبر اور مستند لوگون سے منقول ہے کہ جب سلطان المشائخ جناب شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بمقام اجودہن موجود تہے تو آپکے بدنکے کپڑے نہایت میلے ہوگئے تہے اور چونکہ آپکو کہین سے صابون دستیاب نہین ہوسکتا تہا اسلیئے اونہین دہوکر سفید نہین کرسکتے تہے۔ ایکدن کاتب حروف کی دادی بی بی رانی نے سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ برادرمن! تمہارے کپڑے بہت میلے ہوگئے ہین اور جابجا سے پہٹ ہی گئے ہین اگر تم مجھے اوتار کر دیدو تو مین انہین صابون وغیرہ سے صاف کردون۔ اور پیوند پارے سے ہی درست کردون۔ سلطان المشائخ نے ہرچند زبان کرم سے معذرت کی لیکن بی بی رانی نے آپکا عذر قبول نہین کیا اور اپنی چادر دیکر کہا کہ جبتک مین تمہارے کپڑے دہو دہلاکر صاف کرون اسے اوڑہے رہو۔ سلطان المشائخ نے ایسا ہی کیا۔ کاتب حروف کی دادی کپڑے دہونے مین مشغول ہوئین اور سلطان المشائخ کتاب ہاتہ مین لیئے ہوئے ایک گوشہ کی طرف چلے گئے اور مطالعہ مین مصروف ہوئے۔ یہان بی بی رانی نے کپڑونکو خوب دہو دہلاکر صاف کیا اور جب وہ سوکہہ گئے تو آپنے کاتب حروف کے دادا سید محمد کرمانی سے اون کی پگڑی مانگی اور اوس مین سے تہوڑا سا کپڑا پہاڑکر پانی سے دہویا اور خشک ہو جانے کے بعد سلطان المشائخ کے کُرتے مین پیوند لگایا جو گریبان کے پاس سے پہٹا ہوا تہا۔ اسکے بعد سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر کپڑے پیش کیئے جنہین آپنے بصد معذرت اور نہایت شکریہ کے ساتہ زیب بدن فرمایا یہی وہ رعایت تہی جو سلطان المشائخ سے آخر عمر تک سید محمد کرمانی اور اونکے فرزندون کے حق مین ظہور مین آتی رہی چنانچہ آجکے دن تک اس خاندان کے لوگ سلطان المشائخ کے صدقہ مین پرورش پاتے اور روضۂ متبرکہ کے ارد گرد جان قربان کرتے ہین۔ یہ ضعیف کہتا ہے

قطعہ آن بخت کو کہ یک قدم آیم سوئے تو ÷ آن دولت از کجا کہ بہ بینم روئے تو ÷ بوئے گل رخت بمشام دلم رسید ÷ جان میباہیم بسر کویت بہ بوے تو ÷ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین ایکدفعہ بداؤن سے دہلی آتا تہا۔ رستہ مین ایک گدڑی پوش مجھے ملا جسکے بغل مین کالا کنبل اور سر پہ ایک میلا کچیلا بند تہا۔ یہ شخص مستانہ وار میرے سامنے آیا اور دور سے سلام کیا جب مجھسے بہت ہی قریب ہوا تو گلے سے لگ گیا اور میرے سینہ کو سونگہنے لگا ازان بعد اپنا سینہ میرے سینہ پر رکہا اور آنکہہ اٹہاکر اول مجھے دیکہا پہر کہنے لگا اسجگہ مسلمانی کی بو آتی ہے۔ یہ کہکر چلا گیا اور مجھے معلوم نہوا کہ وہ کون شخص تہا۔ ایک اور مرتبہ جماعت خانہ مین دسترخوان بچہا ہوا تہا اور اوسپر روٹیان چنی ہوئی تہین کہ وہی درویش

آیا اور سلام کرکے دسترخوان پر بیٹھ گیا۔ مین نے اوسے دسترخوان پر تو بیٹھا ہوا دیکھا لیکن پھر یہ معلوم نہین ہوا کہ کب اور کس وقت چلا گیا۔ چنانچہ کہانے سے فارغ ہونے کے بعد جب مین نے اوسے تلاش کیا تو پتہ نہین لگا۔ حاضرین جلسہ سے مین نے پوچھا کہ یہ درویش جو ابھی دسترخوان پر بیٹھا تھا کہانا کہا کر گیا ہے یا یون ہی چلا گیا لوگون نے بیان کیا کہ چار روٹیان اور قدرے شوربا کاٹھ کے پیالے مین لیگیا۔ خانقاہ کے مقابل مین ایک بلند جگہ بیٹھکر روٹی کہائی اور کہاتے ہی چلا گیا۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اس زمانہ مین ہمین عسرت و تنگدستی کی وجہ سے تین تین فاقون کے بعد کہانا میسر ہوتا تھا۔ تیسری مرتبہ کا ذکر ہے کہ کلاگہری سے چند دوست مجہسے ملنے آرہے تہے جن مین مولانا عمر بہی تہے اثنائے راہ مین وہی درویش اون سے ملکر پوچہنے لگا کہ مولانا عمر! کہان جاتے ہو کہا سلطان المشائخ کی خدمت مین فرمایا کہ اوس مسکین کے پاس کیا رکہا ہے جو تم اس قدر ہجوم سے جاتے ہو لو یہ بارہ آنہ مجہسے لو۔ اور سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش کرو۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اوس روز سے ہمارے پاس تحفے اور ہدیئے آنے شروع ہوگئے اور ہمین واضح ہوگیا کہ یہ وہی شخص تہا جو اول مرتبہ مجہسے ملا تہا اور پہر دوسری دفعہ جماعت خانہ مین سے روٹی سالن لیگیا تہا اوسنے اپنے تئین بجز عسرت و تنگدستی کے اور کسی وقت مین ظاہر نہین کیا۔

آٹھوان نکتہ سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خلافت اور دینی و دنیاوی نعمتیں حضرت باعظمت شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے حاصل کرنے کے بیان مین۔

سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جب مین ابتدائی زمانہ مین تحصیل علوم مین مشغول رہتا تہا اور اوس مین اعلی درجہ کا استغراق و محویت رکہتا تہا تو ایکدن شیخ شیوخ العالم نے فرمایا۔ نظام الدین! تمہین یہ دعا یاد ہے۔ یَا دَائِمَ الْفَضْلِ عَلَی الْبَرِیَّةِ یَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ بِالْعَطِیَّةِ وَیَا صَاحِبَ الْمَوَاهِبِ السَّنِیَّةِ یَا دَافِعَ الْبَلَاءِ وَالْبَلِیَّةِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهِ الْبَرَرَةِ النَّقِیَّةِ وَاغْفِرْ لَنَا بِالْعَشَاءِ وَالْعَشِیَّةِ رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِیْنَ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی مَلَائِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ
یعنے اے مخلوق پر ہمیشہ فضل وکرم کا مینہ برسانے والے۔ اے بخششون اور عطیون کے بخشنے والے یا بزرگ و بلند عطیات کے مالک اے بلا و آفت کے ٹالنے والے محمد اور اونکے نیک کار اولاد پر رحمت نازل فرما اور ہمین صبح و شام بخشش کا خلعت عنایت کر۔ خداوندا ہمین اسلام کی حالت مین موت دے اور نیکبختون کے زمرہ مین شامل کردے اور تمام انبیاء و مرسلین اور مقرب فرشتون پر بہی رحمت نازل فرما اور اے ارحم الراحمین اپنی رحمت کے ساتہ اون پر بکثرت سلام بہیج۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین جناب شیخ شیوخ العالم کے اس سوال کے جواب مین۔ مین نے عرض کی

یہ دعا مجھے یاد نہیں ہے۔ اسپر شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ اس دعا کو یاد کرلو اور چند روز تک مداومت و ہمیشگی کرو۔ اگر ایسا کروگے تو مین تہین اپنا جانشین کرون گا اور خلافت کا معزز و ممتاز عہدہ تمہارے تفویض کردون گا۔ چنانچہ آپکے فرمان کے بموجب دعاگو شہر مین آیا اور تین دفعہ دہلی سے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین گیا۔ زان بعد ایکروز خواجہ نے مجھے بلایا یہ رمضان کی تیرہوین تاریخ تھی اور ۶۶۹ھ کا اخیر تھا۔ شیخ نے ارشاد کیا۔ نظام الدین جو کچھ مین نے تم سے کہا تھا یاد ہے مینے عرض کیا جی ہان یاد ہے۔ فرمایا۔ اچھا کاغذ لاؤ تاکہ اجازت نامہ لکھا جائے چنانچہ اسیوقت کاغذ حاضر کیا گیا اور شیخ نے اجازت نامہ مرتب کیا۔ بعدہ فرمایا کہ تم اس اجازت نامہ کو اپنے پاس رکھو اور مولانا جمال الدین کو ہانسی مین اور قاضی منتخب کو دہلی مین دکہاؤ۔ چونکہ شیخ شیوخ العالم نے اسمقام پر شیخ نجیب الدین کا ذکر نہین کیا اسلیئے مجھے معلوم ہوا کہ شاید آپکو اون سے کسی قسم کی رنجش ہے لیکن جب مین دہلی مین پہونچا تو لوگون نے مجھسے بیان کیا کہ شیخ نجیب الدین نوین رمضان کو انتقال کرگئے ہین اسوقت مجھے معلوم ہوا کہ شیخ شیوخ العالم نے جو شیخ نجیب الدین کا نام نہین لیا تہا حقیقت مین اوسکا سبب یہ تہا۔

سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جبکہ جناب شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر نے مجھے اپنی خلافت عطا فرمائی تو اس دعاگو کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ خدا تعالی تجھے نیکبخت کرے اور یہ الفاظ بھی زبان مبارک پر جاری فرمائے۔ أَسْعَدَكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ وَرَزَقَكَ عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مَقْبُولًا۔ یعنے خدا تعالی تجھے دونون جہان مین نیکبخت کرے اور علم نافع اور عمل مقبول عطا فرمائے۔ نافع علم سے وہ علم مراد ہے جو صرف خدا کے لیئے ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تو ایک ایسا درخت ہوجسکے سایہ مین ایک خلق کثیر آسائش و راحت سے رہے اور یہ بھی فرمایا کہ استعداد کے لیئے مجاہدہ کرنا چاہیئے۔ الغرض جب مین اجازت نامہ لیکر حضرت شیخ شیوخ العالم سے رخصت ہوا تو شیخ جمال الدین کے پاس ہانسی مین آیا اور انہین خلافت نامہ دکہایا۔ شیخ جمال الدین نے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات کی اور بے انتہا مہربانیون کا اظہار فرمایا اور یہ بیت زبان مبارک پر لائے ؎ خدائے جہان را ہزاران سپاس ٭ کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس ٭ سلطان المشائخ کو جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی طرف سے جو خلافت کا نسخہ اور **اجازت نامہ** اور ابوشکور سالمی کی تمہید کی سند حاصل ہوئی ہے۔ ان سب باتون کا اسمقام پر ذکر کیا جاتا ہے۔ پہلے شیخ شیوخ العالم کی عربی عبارت بجنسہ نقل کیجاتی ہے۔ زان بعد اوسکا ترجمہ اردو زبان مین قلمبند کیا جائیگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ قَدَّمَ اِحْسَانَهٗ عَلٰى مِنَّتِهٖ وَاَخَّرَ شُكْرَهٗ عَلٰى نِعْمَتِهٖ هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ لَا مُؤَخِّرَ لِمَا قَدَّمَ وَلَا مُقَدِّمَ لِمَا اَخَّرَ وَلَا تَعْلَنُ لِمَا اَبْطَنَ وَلَا مُخْفِيَ لِمَا اَظْهَرَ وَلَا يَكَادُ

نطق الاوائل والاواخر على ديمومته اعتبارا او تقابلا - والصلوٰة على رسوله المصطفى محمد وآله واهل الود
والارتضى - وبعد فان الشروع في الاصول يوتع دعاء الشهور ويبصر لمن تكرم منها مخارق الورد على
ان الطريق مخوف والعقبة كؤود ولنعم الكتاب في هذا الفن تمهيد المهتدي ابي شكور برد الله مضجعه
وقد قرأ عندي الولد الرشيد الامام التقي العالم الرضي نظام الملة والدين محمد بن احمد -
زين الائمة والعلماء مفخر الاجلة والاتقياء اعانه الله على ابتغاء مرضاته وانا له منتهى رحمته واعلى درجاته
سبقا بعد سبق من اوله الى آخره قراءة تدبر وايقان وتيقظ واتقان مستجمع رعاية سمع ودراية جنان كما
حصل الوقوف على حسن استعداده كذلك وفور تحصيله اجزته ان يدرس فيه للمتعلمين بشرط المجانبة
عن التصحيف والغلط والتحريف وبذل الجد والاجتهاد في التصحيح والتنقيح عن الزلل وعلته المعول والله
العالم وكان ذلك يوم الاربعاء من الشهر المبارك رمضان عظمه الله بركته بالاشارة العالية ادام الله علاها
وعن الخلل حماها تحرت هذه الاسطر بعون الله على اضعف الفقير الى الله الغني اسحاق بن علي بن
اسحاق الدهلوي بمشافهته حامدا ومصليا فاجزت له ايضا بان يروي عني جميع ما استفاده وحوى
وسمع ذلك مني ودعى والسلام على من اتبع الهدى واجزت له ايضا ان يلازم الخلوة في مسجد اقيمت
فيه الجماعة ولا يخل بشرائطها التي بها حصول الزيادة وبرفقها تكون الاقدام عاتلة نامية وذلك تجريد
المقاصد من مفاسدها وتفريد الهمة عما تغفلها وبيان ذلك ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
كن في الدنيا كانك غريب او كعابر سبيل وعد نفسك من اصحاب القبور الحديث فعند ذلك صح
قصده واجتمع همته وصارت الهمم اختلفه واحدة فليدخل الخلوة مفتقرا لنفسه مبعدا للخلق عالما
بعجزهم تاركا للدنيا وشهواتها واقفا على مضارتها وآفاتها ولتكن خلوته معمورة بانواع العبادات
اذا سئمت نفسه عن احتمال الاعلى ينزلها الى الادنى وان جمحت فلينزلها اما العمل يسيرا او بالنوم
فان فيه احترازا عن هواجس النفس وليحترز البطالة فانها تقسي القلوب والله تعالى على ذالك
اعانه ويحفظه عما شانه ورحمته وهو ارحم الراحمين صلى الله على محمد وآله وايضا اذا استوفر
حظه من الخلوة وانفتحت بها عين الحكمة واجتمعت خلواته بمبادياته وصل اليه من لم تقدر
الوصول الينا ليستوفي اليه اياه فيده العزيزة نائبة عن يدنا وهو من جملة خلفائنا والتزام
حكمه في امر الدين والدنيا من جملة تعظيمنا فرحم الله من اكرمه وعظم من اكرمناه واهان من لم

یحفظ حق من حفظنا صح ذالک کلہ من الفقیر المسعود تم بعون اللہ وحسن توفیقہ واللہ اعلم۔

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام حمد وثنا اوس خدا کو سزاوار ہے جس نے اپنے احسان کو اپنی منت پر مقدم اور اپنی نعمت سے شکر کو موخر کیا۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے جسے خدا تعالی بالا کرے اوسے کوئی پست کرنے والا نہین اور جسے وہ پست کرے اوسے بالا کرنے والا نہین ہے۔ جس چیز کو اوسنے پوشیدہ کیا اوسے کوئی ظاہر کرنے والا نہین اور جسے اوسنے ظاہر کیا اوسے کوئی پوشیدہ کرنے والا نہین ہے۔ اولین وآخرین کی گویائی خدا تعالی کی ہمیشگی پر نزدیک نہین ہوتی نہ اعتبار کی روسے اور نہ تقابل کی حیثیت سے اور خدا کے اوس برگزیدہ اور منتخب رسول پر رحمت کاملہ نازل ہو جسکا نام پاک محمد ہے اور اوسکے آل واصحاب اور اہل دوستی اور صاحب برگزیدگی پر بھی خدا کی رحمت نازل ہو۔

حمد وصلوۃ کے بعد مین کہتا ہون کہ اصول حدیث کے علوم مین ابتدا کرنا حاضرین کی دعا کو کشادہ کرتا اور اوس شخص کو بینا کرتا ہے جو علم اصول کو پانی دیتا ہے۔ اس بنا پر کہ رستہ خطرناک اور عاقبت کار نہایت دشوار ہے علم اصول مین سب کتابون سے بہتر کتاب ابوشکور سالمی کی تمہید المہتدی ہے۔ خدا تعالی اوسکی خوابگاہ کو خوش کرے اور تحقیق فرزند رشید امام پاک دین اور پاک رائے دانشمند برگزیدہ نظام الملۃ والدین محمد بن احمد نے مجھسے پڑھا جو امامون کا زیب وزینت دینے والا اور بزرگون اور متقیون کا فخر ہے۔ خدا تعالی اپنی رضامندیون کے طلب کرنے پر اوسکی مدد کرے اور اپنی انتہائے رحمت پر پہونچائے اور اپنی عنایتون کے اعلی درجے پر جگہ دے۔ اوسنے کتاب تمہید اول سے آخر تک سبقا سبقا پڑہی اور فکر واندیشہ اور بغیر کسی شک وگمان۔ اور نہایت ہوشیاری واستواری کے ساتھ پڑہی اور اسکے ساتھ ہی کان سے سننے اور دل سے جاننے کی رعایت بھی جمع کی۔ جس سے نظام الدین کی خوبی استعداد اور قابلیت پر بہت کچھ اطلاع حاصل ہوئی۔ اسیطرح اوسکی کثرت آراستگی وشائستگی پر بھی اطلاع حاصل ہوئی لہذا مین نے اوسے اجازت دی کہ متعلمین کو اس کتاب کا سبق پڑھائے بشرطیکہ تصحیف وتحریف اور غلط سے احتراز کرے اور تصحیح وتنقیح مین انتہا سے زیادہ کوشش صرف کرے اور خدا تعالی کلام مین لغزش کرنے اور دینی کامون مین تباہی وبربادی ڈالنے والے امور سے نگہداشت کرنے والا ہے۔ جس دن یہ اجازت نامہ قید کتابت مین لایا گیا وہ چہارشنبہ کا دن اور رمضان المبارک کا مہینہ تہا خدا اوسکی برکت کو بزرگ کرے اور اس اجازت نامہ کی کتابت جناب شیخ شیوخ العالم کے اشارہ سے ہوئی خدا تعالی اوسکی قدر ومنزلت کو بلند کرے اور خلل ولغزش سے نگاہ رکھے۔ یہ چند سطرین خدا تعالی کی مدد سے شیخ شیوخ العالم کی حضور مین مجھہ ناتوان کے ہاتہہ سے لکھی گئی ہین۔ جو خدائے بے نیاز کا محتاج اسحاق بن علی بن اسحاق متوطن دہلی ہے۔ درحالیکہ خدا کی

حمد کرنے والا اور رسول پر درود بہیجنے والا ہے۔ نیز مین نے نظام الملۃ والدین کو اسبات کی بہی اجازت دی کہ مجہسے اون تمام چیزون کی روایت کرے جنہین مجہسے حاصل کیا ہے اور جنہین جمع کیا اور مجہسے سنا اور یاد رکہا ہے۔ اور اوس شخص پر سلام ہو جو راہ راست کی پیروی کرتا ہے اور نیز مین نے اوسے اسبات کی بہی اجازت دی کہ کسی ایسی مسجد مین خلوت لازم پکڑے جہان جماعت قایم ہوتی ہو اور خلوت کی شرطون مین جن سے ترقی و زیادتی حاصل ہوتی ہے اور جنکے ترک کرنے مین اقدام بدی کی طرف دوڑاتے ہین رخنہ نڈالے۔ خلوت کی شرطین یہ ہین۔

(۱) مقاصد کا مفاسد سے مجرد کرنا (۲) ہمت کو اون چیزون سے یکسو کرنا جو مقاصد سے غافل کرنے والی ہین۔ اور اس خلوت کا بیان وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو دنیا مین مسافر یا رستہ کے گذرنیوالے کی طرح رہ اور اپنے نفس کو اصحاب قبور سے شمار کر۔ الحدیث۔ پس جس وقت خلوت کی شرطین ادا کیجاتی ہین تو خلوت نشین کا قصد خلوت درست ہو جاتا ہے اور اوسکی ہمت جمع ہو جاتی ہے اور مختلف ہمتین ایک ہمت ہو جاتی ہے۔ پس چاہیے کہ خلوت مین اوسوقت داخل ہو جبکہ اپنے نفس کو سست کرنے والا ہو درحالیکہ خلق کو معدوم جاننے والا اور اوکی ناتوانی کا عالم ہو دنیا اور اوسکی خواہشون کو ترک کرنے والا اور اوسکی مضرتون اور آرزوؤن پر واقف ہو اور چاہیے کہ خلوت نشین کی خلوت اقسام عبادات سے آباد ہو۔ جب خلوت نشین کا نفس اعلی درجہ کے شغلون کی برداشت کرنے سے عاجز ہو تو اوسے ادنی درجہ کی عبادت کی طرف اوتارے اور اگر غلبہ کرے تو نفس کو تہوڑے سے عمل یا تہوڑی سی نیند کے ساتہ خوش کرے کیونکہ اسطرح نفس کے خوش کرنے مین نفس کی شورشون سے احتراز ہے اور چاہیے کہ خلوت نشین بیکاری سے پرہیز کرے کیونکہ بطالت دلونکو سخت غفلت مین ڈالتی ہے۔ خدا تعالی نظام الدین کی اس کام پر مدد کرے اور اوس چیز سے نگاہ رکہے جو اوسکے خلاف شان ہے خدا اوسپر رحم کرے اور وہ رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ محمد اور آل محمد پر خدا کی رحمت کاملہ نازل ہو۔ نیز جسوقت نظام الدین خلوت سے بہرہ ور ہوگا اور خلوتون کی وجہ سے حکمت و دانائی کے چشمے جاری ہون گے اور اوسکی خلوت عبادات نافلہ کو جمع کرنے والی ہوگی اور اوسکے حضور مین وہ شخص پہونچیگا جو ہم تک پہونچنے کی قدرت نرکہیگا اوس شخص کی طرف کامل نعمت پہونچا ئیگا۔ پس نظام الحق کا بزرگ ماننا ہمارے ماننے کا نایب ہے اور وہ ہمارے تمام خلفا مین ایک معزز خلیفہ ہے اور نظام الحق کا حکم دینی اور دنیاوی کام مین لازم پکڑنا منجملہ ہماری تعظیم کے ہے سو خدا تعالی اوس شخص پر رحم کرے جو نظام الحق کا اکرام کرے اور جسے ہم بزرگ رکہین خدا اوسے بزرگی سے رکہے اور جو شخص اوس شخص کے حق کی حفاظت نکرے جسکی ہم حفاظت کرتے ہین خدا اوسے ذلیل و خوار کرے۔ یہ اجازت نامہ

فقیر مسعود کی طرف سے خدا کی مدد و توفیق سے اتمام کو پہونچا۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ جس زمانہ میں شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ اوس مرض میں مبتلا تھے جس میں دار دنیا سے سفر آخرت قبول کرنیوالے تھے تو کاتب حروف کے جد بزرگوار سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ شہر دہلی سے اجودھن میں پہونچے جا کر دیکھتے ہیں کہ شیخ شیوخ العالم حجرہ کے اندر ایک اونچی چارپائی پہ آرام فرما رہے ہیں اور آپکے فرزند و اصحاب حجرہ کے دروازے کے آگے بیٹھے ہوئے اسبارہ میں مشورہ کر رہے ہیں کہ سجادہ نشینی اور مقام کی التماس حضور سے کرنا چاہیئے۔ اسی اثنار میں سید محمد کرمانی علیہ الرحمۃ پہونچگئے اور شیخ کی قدمبوسی کے لیئے حجرہ کے اندر جانا چاہا۔ لیکن شیخ کے فرزند اندر جانے سے مانع ہوئے اور کہنے لگے یہ وقت اندر جانے کا نہیں ہے۔ سید محمد کرمانی کو اسقدر طاقت کہاں تھی کہ اس حالت میں شیخ کی قدمبوسی سے محروم رہتے فوراً حجرہ کا دروازہ کہولا اور جھٹ اندر گہس گئے اور اپنے تئین شیخ شیوخ العالم کے قدموں میں ڈال دیا۔ شیخ کبیر نے چشم مبارک کہولی اور پوچھا سید! کس طرح ہو۔ اور یہاں کب آئے ہو سید محمد کرمانی نے عرض کیا۔ یہ ضعیف بندہ ابھی ابھی حاضر خدمت ہوا ہے اسکے بعد سید نے سلطان المشائخ کا آداب سلام پہونچانا چاہا مگر ساتھ ہی اندیشہ کیا کہ اگر اسموقع پر سلطان المشائخ کے ذکر سے ابتدا کیجائیگی اور سب سے پہلے اون کا ذکر چھیڑا جائے گا تو یہ یقینی بات ہے کہ شیخ شیوخ العالم اونکے بارہ میں خاص مرحمت فرمائینگے اور تعجب نہیں کہ حضور کی زبان مبارک سے سلطان المشائخ کے حق میں کوئی ایسا اعزازی کلمہ صادر ہو جائے جس سے شیخ کبیر کے فرزندوں کا مزاج برہم ہو جائے اور اونہیں نہایت ناگوار گذرے۔ اسلیئے سید محمد کرمانی نے اول اون مشائخ کی طرف سے آداب و سلام عرض کرنا شروع کیا جو اوس زمانہ میں شہر دہلی میں سکونت پذیر تھے اور جسے شیخ شیوخ العالم رغبت و رضا کے کانوں سے سن رہے تھے لیکن جب حضور نے سلطان المشائخ کا حال دریافت کیا تو جواب میں عرض کیا کہ مولانا نظام الدین مخدوم کی خدمت میں بندگی اور پابوسی کی عرضداشت کرتے ہیں اور تمام اوقات شیخ شیوخ العالم کی یاد میں صرف کرتے ہیں۔ شیخ شیوخ العالم نے سلطان المشائخ کی اس لی عقیدتمندی پر انتہا سے زیادہ خوشی ظاہر کی اور چند تلطف آمیز کلمات زبان مبارک پہ جاری فرمائے۔ ازان بعد فرمایا کہ مولانا نظام الدین کیسے ہیں خوش اور راضی ہیں۔ پہر فرمایا کہ یہ جامہ مصلیٰ۔ عصا۔ اونکے حوالے کر دینا۔ جونہی شیخ کبیر کے فرزندوں نے یہ بات سنی نہایت برہم و افروختہ ہوئے اور ایک ایک لڑائی جہگڑے کے لیئے اوٹھہ کہڑا ہوا۔ اور قہر آلود نظروں کے ساتہ کہنے لگا کہ تو نے یہ کیا کیا۔ افسوس ہمارا حق دوسرے کو دلوا یا اور ہمیں ہمارے مطلوب سے محروم و بے نصیب رکہا۔ سید محمد کرمانی نے کہا میرا اس میں کوئی قصور نہیں میں نے سلطان المشائخ کا ذکر خصوصیت کے ساتہ نہیں کیا بلکہ مشائخ دہلی میں سے ہر شخص کی امانت اور سلام و عرض شیخ کبیر کی خدمت میں

عرض کیا اثنا ربیان مین اون کا بہی سرسری طور پر ذکر کیا گیا۔ لیکن جب خدا تعالی ہی کو منظور ہو کہ اپنے ایک برگزیدہ بندہ کو فضل و کرم سے معزز و ممتاز کرے تو میری کیا طاقت کہ خداوندی دولت کو اوس سے محروم کرسکون۔ جب شیخ کبیر کے انتقال کی خبر سلطان المشائخ کو پہونچی تو آپنے اجودہن کا قصد کیا اور وہان پہنچکر شیخ شیوخ العالم کے روضۂ متبرکہ کی زیارت کے لیئے تشریف لیگئے۔ زیارت سے فارغ ہونیکے بعد مولانا بدرالدین اسحاق نے شیخ کا عطا کیا ہوا جامہ۔ مصلا۔ عصا حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچایا اور سید محمد کرمانی کی بابت عرض کیا کہ سید آپکے حقوق محبت کی رعایت آپکے پیٹھ پیچھے جیسا کرنا چاہیئے تہی کی یہ سنکر سلطان المشائخ نے سید محمد کو بغل مین لیا اور اب سے ان دونون بزرگون مین عقد محبت اور بہی مستحکم و مضبوط ہوگئی۔ والحمد للہ علی ذالک۔ جناب سلطان المشائخ نے خود اپنے قلم مبارک سے لکہا ہے کہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے جب کاتب حروف کو خدمت اقدس مین بلایا تو رمضان المبارک کی پچیسوین تاریخ ۶۶۹ھ ہجری جمعہ کے دن نماز کے فارغ ہونیکے بعد اپنے دہن مبارک کا لعاب کاتب حروف کے منہ مین ڈالا اور کلام ربانی کے حفظ کرنے کی بابت تاکیدی حکم فرمایا اسکے بعد شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین نے فرمایا نظام! مین نے عرض کیا لبیک۔ فرمایا قضا و قدر نے تجہے دین و دُنیا کا مالک کردیا ہے جا اور ملک ہند پر قبضہ کر۔ نَظْرَۃٌ مِنْکَ تَکْفِیْنِیْ۔ تیرا ایکدفعہ کا دیکہنا مجہے کفایت کرتا ہے۔ ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے بیت

سلطان لطف تو بتوان ز آتش آب انگیخت ٭ بعون جاہ تو بر چرخ بر توان آمد ٭

۶۶۹ھ شعبان المعظم کی پہلی تاریخ کو شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین جو کچہہ عرض کیا گیا آپنے قبول فرمایا۔ اور مدد و فاتحہ سے مقرون کیا۔ ازان بعد کاتب حروف سے فرمایا کہ خلق کے دروازے پر نجائے اور اپنی التجا کسیکے پاس نہ لیجائے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جس زمانہ مین شیخ شیوخ العالم (خدا تعالی اونکی خوابگاہ کو ٹہنڈا رکہے) بیمار تہے مجہے چند یارون کے ساتہ اون شہیدونکی زیارت کے لیئے بہیجا جو اوسطرف پاؤن پہیلائے سوتے تہے۔ جب ہم وہان سے لوٹ کر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپنے فرمایا۔ تمہاری دعا نے کچہہ بہی اثر نہین کیا مجہے تو اسکا کوئی جواب دیتے نہین بن پڑا لیکن ایک یار نے جسے علی بہاری کہتے تہے اور جو شیخ سے کسیقدر فاصلہ پر کہڑا ہوا تہا کہا کہ حضور! ہم لوگ ناقص ہین اور شیخ کی ذات مبارک کامل اور جب یہ ہے تو ناقصون کی دعا کاملون کے حق مین کیونکر خلعت قبولیت پہن سکتی ہے چونکہ یہ شخص شیخ سے کسیقدر دور تہے اسلیئے اونکی بات آپکے مبارک کان مین نہین پہونچی مین نے شیخ کے قریب ہوکر اوسکی تقریر کا اعادہ کیا فرمایا نظام الدین! مین نے خدا تعالی سے دعا کی ہے کہ تم جو کچہہ خدا سے طلب کروگے پاؤگے ازان بعد آپنے اوسیروز مجہے اپنا عصا عنایت فرمایا۔ سلطان المشائخ یہہ بہی فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم

فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز حجرہ مین سر برہنہ کرکے اور چہرہ کا رنگ متغیر کرکے چارونطرف پہرتے اور یہ قطعہ بار بار پڑہتے تہے ؎ خواہم کہ ہمیشہ در وفائے تو زیم ٭ خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم ٭ مقصود من خستہ کونین توئی ٭ از بہر تو میرم از برائے تو زیم ٭ جسوقت قطعہ تمام کرتے سربسجود ہوتے جب مین نے چند مرتبہ یہ دیکہا تو حجرہ کے اندر گیا اور شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کے قدمون مین سر رکہا فرمایا۔ نظام! جو کچہ مانگنا چاہتے ہو مانگو۔ مین نے کوئی دینی چیز طلب کی اور شیخ نے مجہے بڑی خوشی کے ساتہ عنایت فرمائی لیکن اسکے بعد مین نہایت پشیمان ہوا اور افسوس کیا کہ مین نے شیخ سے اسبات کی استدعا کیون نہین کی کہ سماع کی حالت مین دنیا سے اٹہون۔ اسکے بعد قاضی محی الدین کاشانی نے دریافت کیا کہ حضرت وہ کیا دینی چیز تہی جسے آپنے شیخ شیوخ العالم سے طلب کیا تہا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مینے استقامت کی استدعا کی اور شیخ نے کمال مہربانی سے عنایت فرمائی۔ سلطان المشائخ یہ ہی فرمایا کرتے تہے کہ ایکدن نظام الدین شیخ شیوخ العالم کے فرزند رشید اور یہ بندہ دونون شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر تہے شیخ کی زبان مبارک سے یہ لفظ جاری ہوئے کہ تم دونون میرے فرزند ہو نظام الدین کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تم میری روٹی ہو اور اس ضعیف کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تم میری جان ہو۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین نے فرمایا کہ ایک شخص تہا جس نے مجہسے تعلق خاص پیدا کر لیا تہا لیکن جب میرے پاس سے گیا تو چند روز تک اوسکا مزاج برقرار رہا اور پہر بہت جلد منحرف و برگشتہ ہوگیا۔ ایک اور شخص تہا جو مجہسے تعلق پیدا کرکے دور دراز ملک مین چلا گیا تہا اور اگرچہ وہان بہت مدت تک قیام پذیر رہا مگر اوسکا مزاج ایک دراز عرصہ تک اسی ہیئت سے برقرار رہا لیکن بہت عرصہ کے بعد انجام کار اوسکے مزاج مین بہی تبدیلی واقع ہوگئی۔ یہ حکایت نقل کرکے شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس شخص نے جب سے مجہسے تعلق پیدا کیا ہے اوہی ایک حالت پر ہے اور مزاج مین کسیطرح تغیر و تبدل واقع نہین ہوا ہے۔ سلطان المشائخ نے جب اپنے کلام کے سلسلہ کو یہانتک پہونچایا تو زار قطار رونے لگے اور اسی گریہ کی حالت مین یہ لفظ زبان مبارک پر جاری ہوا۔ الحمدللہ کہ اسوقت تک شیخ کی وہی محبت میرے دلمین برقرار ہے بلکہ اوس سے بہت کچہ زیادہ۔

نوان نکتہ۔ سلطان المشائخ کے آخر عمر کے مجاہدون اور اوس بادشاہ دین قدس اللہ سرہ العزیز کی طرز و روش کے بیان مین۔ کاتب الحروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد سے سنا ہے کہ جناب سلطان المشائخ نے جوانی کے زمانہ مین کامل تیس سال تک نہایت سخت اور جگرخراش مجاہدے کیئے ہین چنانچہ اونکا ایک شمہ اس کتاب مین بطریق اختصار بیان کیا جائیگا۔ اور آخر عمر کے تیس سال جن مجاہدون مین آپنے بسر کیئے ہین وہ پہلے سے بہی زیادہ سخت اور کٹہن تہے

باوجودیکہ دنیاوی جاہ وجلال آپکے خدام کے پیرون مین روندا جاتا اور ہر طرف سے تحائف وہدایا برابر چلے آتے تھے لیکن آپکا قانع نفس کبھی اونکی طرف ملتفت نہین ہوتا تھا اور آپ دنیاوی اقبال وثروت کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپنے اپنی ذات فرشتہ صفات پر ہمیشہ سخت سخت مجاہدون کا بار رکھا اور دنیا دارون سے متنفر رہے جس وقت آپ اپنی زندگی کے اسّی مرحلے طے کر چکے تھے تو پانچون وقت نماز جماعت کے لیئے جماعت خانہ کے چھت سے جو ایک نہایت رفیع وبلند عمارت تھی نیچے اُترتے اور درویشون اور عزیزون کے ساتھ جنمین اکثر جماعت ملکوت بھی ہوتی تھی نماز ادا کرتے اور یہ درویش وعزیز سلطان المشائخ کی برکت سے جنت کے مستحق ہوتے۔ باوجود اس کبرسنی اور شیخ فانی ہونیکے ہمیشہ روزے سے رہتے اور افطار بہت ہی کم کیا کرتے۔ افطار کے وقت کوئی نرم اور زود ہضم کھانا تناول فرماتے۔ اگر روٹی ہوتی تو آدھی یا ایک روٹی سبزی یا تلخ کریلے کے ساتھ نوشجان فرماتے ورنہ تھوڑے سے چانول اور یہ بھی عزیزون اور درویشون اور مسافرون کی موافقت کیوجہ سے۔ دسترخوان بچھنے کے وقت جس قدر لوگ حاضر ہوتے تھے سب کھانے مین شریک ہوتے تھے البتہ جس شخص کے بارہ مین آپکی شفقت ومہربانی زیادہ ہوتی وہ خاص طباق اور مخصّص لقمہ کے ساتھ مخصوص ہوتا اور جسکی قسمت مین ابدی سعادت کا حصہ ہوتا وہ اس مخصّص لقمہ کے ساتھ معزز وممتاز ہوتا۔ مولانا شمس الدین یحیی روایت کرتے ہین کہ ایکدن مین سلطان المشائخ کے دسترخوان پر حاضر تھا جسوقت آپنے روزہ افطار کیا تو میری نظر سلطان المشائخ کی جانب تھی مین نے دیکھا کہ کھانا کھانے کے شروع سے لیکر دسترخوان کے اٹھائے جانیکے وقت تک سلطان المشائخ نے جس پیالہ کی طرف لقمہ لینے کیلیئے ہاتھ دراز کیا وہ دسترخوان کے اوٹھنے کے وقت پیالہ مین اوسیطرح دراز رہا آپکا دستور تھا کہ افطار کے بعد بالاخانہ پر تشریف لیجاتے جو آپکی سکونت کا مقام تھا اور جو یار وعزیز خاص شہر یا اطراف شہر سے آپکی زیارت سے مشرف ہونیکے لیئے آتے وہ مغرب وعشا کی نماز کے مابین بلائے جاتے تاکہ تھوڑی دیر بہ مجالست کی سعادت اور جناب سلطان المشائخ کے جمال ولایت سے مشرف ومنور ہون۔ ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین۔ **شعر** طُوبیٰ لِاَعْیُنِ قَوْمٍ اَنْتَ بَیْنَھُمْ ‹ فَھُنَّ مِنْ نِعْمَۃٍ مِنْ وَجْہِکَ الْحَسَنِ › یعنے اوس قوم کی آنکھون کو خوشی اور مبارکی ہو جن مین تیرا وجود باجود ہے اور وہ تیری خوبصورت اور دلگیر چہرہ کے دیدار سے نعمت مین ہین۔ غریب الوطنون اور مسافرون کی ملاقات سے فارغ ہونیکے بعد ہر طرح کے تر وخشک میوے اور لطیف وخوشگوار اشربہ حاضر خدمت کیئے جاتے جنہین وہ عزیز تناول کرتے آپ سبکی دلجوئی وخاطر داری کرتے اور ہر ایک شخص سے اوسکے احوال کی پرسش فرماتے اور موجودہ نعمتون کی لذت دریافت کرتے تاکہ کسی شخص کو اسبات کا خیال نہ ہو کہ سلطان المشائخ دنیاوی نعمتون سے حظ اٹھاتے ہین بلکہ یہ طرح طرح کی نعمتین صرف اسلیئے آپکے دسترخوان پر چنی جاتی ہین کہ غریب الوطنون اور شہر کے عزیزون کی تالیف قلوب ہو۔ الغرض

اسکے بعد سلطان المشائخ عشا کی نماز ادا کرنے کے لیئے نیچے اُترتے اور جماعت سے نماز ادا کرکے پھر اوپر تشریف لیجاتے تھوڑے عرصہ تک تو ذکر مین مشغول رہتے بعدہ استراحت کے لیئے چارپائی پر تشریف رکھتے جسوقت آپ آرام کرنے کیلیئے چارپائی پر بیٹھتے تو خدام تسبیح لاکر دست مبارک مین دیتے اوسوقت یارون مین سے کسیکی یہ مجال نہ ہوتی کہ آپکے سامنے حاضر ہو۔ لیکن امیر خسرو کو اسوقت بھی آپکے پاس حاضر ہونیکی اجازت تھی جو آپکے سامنے بیٹھکر قسم قسم کی راحت انگیز حکایتین بیان کرتے اور جناب سلطان المشائخ امیر خسرو کے خوش کرنے کے لیئے سر مبارک رضا کے ساتھ ہلاتے اور وقت وقت بے زبان مبارک سے فرماتے کہ ترک آج کی کیا خبرین ہین۔ امیر خسرو اس حکم کے صادر ہوتے ہی میدان فراخ پاتے اور اگر کسی نکتہ کی بابت سوال کرتے تو ایک بڑی فصل پڑھتے اسوقت سلطان المشائخ کے چھوٹی عمر کے قرابتی اور بعض آپکے غلام جو حاضر ہونے کی اجازت پاتے آپکے خدمت مین حاضر ہوتے اور مبارک قدمون کو سر اور آنکھون سے ملتے تھے چنانچہ امیر خسرو فرماتے ہین بیت[1] خفت خسرو مسکین ازین ہوس شبہا ٭ کہ دیدہ بر کف پایت نہد بخواب شود ٭ بعد جب امیر خسرو اور دیگر خدمتگار سلطان المشائخ کے فرق سا تخت کے آگے سے رخصت ہوکر باہر آتے تو آپکا خادم اقبال نام اندر آتا اور پانی کے چند بھرے آفتابے آپکے وضو کے لیئے رکھکر باہر آجاتا۔ اسکے بعد سلطان المشائخ اوٹھتے اور دروازہ کی کُنڈی لگاکر بجز حق کے اور کسیکی طرف مشغول نہین ہوتے اب یہ خدا ہی جانتا ہے کہ تمام رات کیا راز و نیاز اور کیا ذوق و شوق خدا تعالی کے ساتھ فرماتے۔ چنانچہ اسبارہ مین یہ بیت سلطان المشائخ کی زبان مبارک پر بارہا گذری ہے ؎ عشقے کہ زتو دارم اے شمع چگل ٭ دل داند و من دانم و من دانم و دل ٭ کاتب حروف نے خاص سلطان المشائخ کے خط مبارک سے ذیل کا قطعہ لکھا دیکھا ہے۔ ؎[2] تنہا منم و شب و چراغے ٭ مونس شدہ تا پگاہ روزم ٭ گاہش ز آہ سرد بکشم ٭ گاہ از تف سینہ بر فروزم ٭ اور یہ بیت بھی بارہا زبان مبارک پر جاری ہوئی ہے ؎[3] بارے بتماشائے من و شمع بیا ٭ کز من دمکے نماند و از وے دودے ٭ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین بیت[4] شبہا من و شمع میگدازیم ٭ اینست کہ سوز من نہان است ٭ مولانا بہرام جو شیخ نجیب الدین متوکل کے پوتون مین ایک معزز و ممتاز شخص تھے اور صلاحیت و دیانت نیز شجاعت و مردمی کے ساتھ موصوف تھے بیان کرتے ہین کہ مین نے ایک مرتبہ سلطان المشائخ کو جناب شیخ الاسلام ٥

[1] خسرو مسکین اس خواہش مین راتون کو نہین سویا کہ تیرے تلوے پر آنکھہ رکھکر نیند آئے ۱۲ [2] مین بالکل تنہا ہون مگر رات اور شمع شام سے صبح تک میری مونس و غمخوار رہتے ہین کبھی تو آہ سرد کھینچتا ہون گا ہے سینہ کی سوزش سے بھڑک اُٹھتا ہون ۱۲ ۱۲ ۱۲ [3] ایک مرتبہ میرا اور شمع کا تماشا دیکھنے آ کہ مجھہ مین سانس نہین رہا ہے نہ اوس مین دھوان باقی ہے ۱۲ [4] اکثر راتون کو مین اور شمع دونون پگھلتے ہین اگر دیکھا جائے تو حقیقت مین میرا مخفی سوز ہی ہے ۱۲

قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار پر پایا اور ایک ایسی انتہا درجہ کی مشغولی مین دیکہا جسکا بیان نہین
ہوسکتا لیکن جب سلطان الاولیا کی سلطان المشائخ سے ملاقات ہوئی تو آپنے فرمایا مجہپر آجکی رات ظاہر کیا گیا ہے کہ نظام
جسنے تجہے دیکہا ہے پکا مومن ہے چنانچہ مین نے اوسکے سر پر بخشش و مغفرت کا تاج رکہا اور تمام فروگذاشت سے درگذرا
کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کے خاص خط مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ اِنّیْ بَلَغْتُ ہٰذِہِ اللَّیْلَۃَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً
فَاسْتَحْیَیْتُ مِنْ نَسْیِ ذِکْرِیْ ذُنُوْبًا۔ یعنے مین اس شب مین چالیس برس کی عمر کو پہونچا لیکن جب مجہے معلوم ہوا کہ
خدا تعالی مجہے مکہی کے پر کی مقدار یاد کرتا ہے تو مجہے اپنی چالیس سالہ عمر سے سخت شرم آئی۔ کاتب حروف کا گمان
یہ ہے کہ جس رات مین سلطان المشائخ اوس کرامت کے ساتہ مخصوص و ممتاز ہوتے ہین جیسا کہ ذکر کیا گیا وہ
یہی رات تہی جسے سلطان المشائخ نے اپنے قلم مبارک سے اوس شب کا قصہ عربی عبارت کے ذیل مین نقل فرمایا
ہے یعنے جس رات کو سلطان المشائخ اس اعزاز و کرامت سے مشرف ہوئے اور اس اعلیٰ ارفع درجہ پر پہونچے
کہ لوگ آپکے دیدار پر انوار کی وجہ سے بخشے گئے اور مکرم و معزز ہوئے اوسی رات کو سلطان المشائخ کی طرف سے
جواب ہوا کہ مجہے اپنی اس چالیس سالہ عمر سے شرم آتی ہے کہ باوجود اس قدر عمر ہونیکے حق تعالی کے دربار مین
مجہے مکہی کے پر کی برابر یاد کرتے ہین۔ اگرچہ سلطان المشائخ کی ہر شب۔ شب قدر کا درجہ رکہتی تہی جیسا کہ نقل کرتے
ہین کہ ایک رات سلطان المشائخ کتب اسرار آلہی کے مطالعہ مین مصروف تہے اور جن معانی و مطالب کا عالم
غیب سے آپ پر الہام ہوتا تہا اونہین اپنی قلم مبارک سے قید کتابت مین لاتے تہے اثنا کتب بینی اور غیبی رموز
کے مطالعہ مین سلطان المشائخ کے دست مبارک سے قلم نے چہوٹ کر ایک جست کی اور اپنی نوک زمین پر ٹیک
سیدہا کہڑا ہوگیا اور خدا تعالیٰ کی اوسی مقدس بارگاہ مین سر نیاز سے سجدہ بجا لایا سلطان المشائخ نے اس
علامت سے معلوم کر لیا کہ آج شب قدر ہے۔ ایک بزرگ کہتا ہے بیت[1] امشب شب قدر است بشتاب ٭ قدر
شب قدر خویش دریاب ٭ خواجہ سالار جنکا ذکر سلطان المشائخ کے یارون کے مناقب مین قلمبند ہوا ہے روایت
کرتے ہین کہ سلطان المشائخ فرمایا کرتے تہے کہ جب اخیر رات ہوتی ہے تو ایک بیت عالم غیب سے میرے دل پر
نزول کرتی ہے۔ جسپر مین بے انتہا خوش ہوتا ہون اور ایک طرحکی تازگی مجہہ مین پیدا ہو جاتی ہے۔ شیخ سعدی
فرماتے ہین بیت چندان[2] بنشنیم کہ برآید نفس صبح ٭ کان وقت بدل میرسد از دوست پیامے ٭ امیر خسرو

[1] آج شب قدر ہے جلدی سے دوڑ اور اپنی شب قدر کا مرتبہ حاصل کر ۱۲ [2] ہم فجر کی کو پہٹنے تک اسلیئے بیٹہے رہے
کہ اوس وقت دوست کی طرف کا پیام پہونچتا ہے۔ ۱۲۰ - ۱۲

تاہ دین کی تعریف مین کیا خوب فرماتے ہین **قطعہ** [۱] نے ز ابرار دیدہ کس علمش ؛ نے ز ابدال یافتہ بدلش ؛ بر شبش
ح عالم اسرار ؛ صبح دولت دمیدہ در شب تار ؛ ازان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا۔ چنانچہ آجکی رات میرے
ن یہ بیت نازل ہوئی **بیت** [۲] ور نہ مانیم عذر ما بپذیر ؛ اے لیا آرزو کہ خاک شدہ ست ؛ گر بمانیم زندہ بردوزیم
نے کز فراق چاک شدہ ست ؛ جب دوسرے مرتبہ اس بیت کو مین نے پڑھنا شروع کیا تو دفعتًہ ایک عورت کو مین نے
ہا جسنے میرے پاس آکر نہایت عجز وانکساری سے کہنا شروع کیا کہ تمہین یہ بیت پڑھنا نہ چاہیئے۔ اب سلطان المشائخ
حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اسکی تعبیر کیا ہے قاضی شرف الدین جنہین فیروز بھی کہا جاتا تہا
ا کیا کہ مخدوم! یہ بات آپنے خواب مین دیکھی ہے یا واقعہ مین سلطان المشائخ نے فرمایا کہ خواب مین نہین
ی بلکہ حالت بیداری تہی۔ گویا مین تم بیٹھے باتین کر رہے ہین اسپر قاضی شرف الدین نے عرض کیا کہ حضرت! دنیا
و آپکے پاس سے جانا نہین چاہتی۔ سلطان المشائخ نے اوسکی حذاقت اور دانشمندی کی تعریف کی اور فرمایا حقیقت
ا بات یہی ہے۔ الغرض ساری رات سلطان المشائخ کو اسی حالت مین گذر جاتی۔ صبح کے وقت خادم آتا
ابہر کی جانب سے دروازہ کہٹ کہٹاتا سلطان المشائخ دروازہ کہولتے اور سحری کا کہانا جس قسم کا موجود ہوتا
م آپکے روبرو پیش کرتے۔ اگر نرم و سہل غذا ہوتی تو قدرے تناول فرماتے اور باقی کی نسبت ارشاد کرتے
سے بچونکے لیئے اوٹہا رکہو۔ خواجہ عبد الرحیم جنکے ذمہ سحری کا سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش کرنا مقرر
ل کرتے ہین کہ اکثر اوقات سلطان المشائخ سحری تناول نہ فرماتے۔ عبد الرحیم کہتے ہین مین عرض کرتا کہ مخدوم!
افطار کے وقت بہت ہی کم کہانا تناول فرمایا ہے۔ اگر سحری کے وقت بہی تہوڑا سا کہانا تناول نکرینگے تو کیا
ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ضعف قوی ہو جائے گا اور طاقت سلب ہو جائے گی۔ میری یہ بات سنکر سلطان المشائخ
نظار روکر فرماتے کہ بہت سے مساکین و درویش مسجدون کے کونون اور دکانون مین بہوکے اور فاقہ زدہ
پڑے ہوئے ہین بہلا ایسے وقت یہ کہانا میرے حلق سے کیونکر اوتر سکتا ہے غرضکہ آپکے آگے سے کہانا اوٹہا لیا جاتا
بغیر سحری کہائے روزہ رکہتے۔ القصہ جب روز روشن ہوتا تو جس شخص کی سلطان المشائخ کے جمال مبارک پر نظر پڑتی
تصور کرتا کہ شاید یہ کوئی مست ہین کیونکہ شب بیداری سے آپکی مبارک آنکہین ہمیشہ سرخ رہتی ہین۔ ضعیفہ

---

[۱] نہ تو ابرار کے زمرہ مین کوئی شخص اوس جیسا عالم دیکہا گیا نہ ابدال مین اوسکی نظیر پائی گئی اوسکی ہر شب مین عالم اسرار
ح سے تاریک رات مین دولت صبح طلوع ہوتی ہے۔ ۱۲

[۲] اگر مین نہ رہون میرا عذر قبول ہو۔ اسے آرزو کہ خاک ہوگئی۔ اگر مین زندہ رہون گا۔ تو وہ دامن جو چاک ہوگیا
ح ڈالون گا۔ ۱۲

کہا ہے **مثنوی** شکار چشم تو جانہا بیکبار + اسیر زلف تو دلہا بہر تار + خیال زلف تو خواب از سرم برد + دو چشم مست تو خون دلم خورد + ہر چند کہ سلطان المشائخ نے نہایت سخت اور کڑے مجاہدے اختیار کر رکہے تہے لیکن یہ تعجب سے دیکہا جاتا ہے کہ آپکے جسم مبارک پر کسی قسم کا ضعف ظاہر نہین ہوا تہا اور جو ہیئت کہ ابتدا سے رکہتے اوس مین ذرا فرق نہ آیا تہا اگرچہ کوئی شخص اسبات کا قائل نہین کہ سلطان المشائخ چار یا پانسو نماز کی رکعتین بالالتزام پڑہا کرتے تہے یا اس قدر تسبیح کہتے تہے لیکن اسمین ذرا شک نہین کہ آپکی تمام عمر عزیز باطنی مشغولیون مین صرف ہوئی جیسے بجز خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا۔ علاوہ اسکے آپ ہمیشہ تالیف قلوب مین مصروف رہے چنانچہ ایک مقام پر آپ خود یون فرماتے ہین کہ مجہے ایک واقعہ مین کتاب دیگئی جس مین لکہا ہوا تہا کہ جہانتک ہوسکے دلون کو راحت پہونچا۔ کیونکہ مومن کا دل اسرار ربوبیت کا محل ہے۔ ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین۔ **بیت** میکوش کہ راحتے بجانے برسد + یا دست شکستۂ بنانے برسد + یہی آپ فرمایا کرتے تہے کہ قیامت کے بازار مین تالیف قلوب اور مسلمانونکے دلونکو راحت و آسائش پہونچانے کے مقابلہ مین کوئی اسباب مروج اور قیمتی نہ ہوگا۔ الغرض جب دن ہوتا تو یہ بادشاہ وین تمام دن مشائخ کبار کیطرح سجادہ پر قبلہ کی طرف منہہ کیئے ہوئے باطن مین مشغول رہتے تہے مُتَوَجِّهًا اِلَى اللّٰهِ كَاَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهِ۔ یعنے خدا کی طرف اس محویت کے ساتہ متوجہ رہتے تہے گویا کہ خدا کی طرف دیکہہ رہے ہین۔ مختلف فرقون کے لوگ مثلاً علما۔ مشائخ۔ اکابر و اعاظم۔ وضیع و شریف مین سے جو شخص آپکی خدمت اقدس مین حاضر ہوتا تو اوس سے اوسکے علم و مرتبہ کے اندازہ کے مطابق کلام کرتے اور جو شخص جس فن مین کمال رکہتا اوسی مین نہایت تلطف و مہربانی سے گفتگو کرتے اور ہر طرح اوسکی دلجوئی مین مصروف ہوتے۔ غرض کہ سلطان المشائخ ہر شخص کے دل پر خواہ وہ کسی رتبہ کا ہوتا فوراً قبضہ کر لیتے گرچہ بظاہر لوگون کی طرف مشغول ہوتے تہے لیکن باطن مین کلیۃً حق تعالی کی جناب مین متوجہ رہتے تہے۔ اس معنی مین اپنے وقت کے ولی رابعہ عدویہ نے ایک نہایت ہی دلکش نظم لکہی ہے جسکے دو شعر یہ ہین **شعر** اِنِّیْ جَعَلْتُكَ فِی الْفُؤَادِ مُحَدِّثِیْ + وَاَبَحْتُ جِسْمِیْ مَنْ اَرَادَ جُلُوْسِیْ + فَالْجِسْمُ مِنِّیْ لِلْجَلِیْسِ مُؤَانِسٌ + وَحَبِیْبُ قَلْبِیْ فِی الْفُؤَادِ اَنِیْسِیْ + یعنے مین نے تجہے دل مین اپنا مُحَدِّث قرار دیا ہے کہ تو مجہسے حدیث کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص میرے ساتہ بیٹہنے کا ارادہ کرتا ہے وہ میرا جسم دوست رکہتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرا جسم تو ہمنشین کے لیئے الفت پیدا کرنے والا ہے اور میری دل کا دوست دل مین میرا انیس ہے۔ شیخ سعدی خوب فرماتے ہین۔ **بیت**

لہ تیری آنکہہ کی بہت سی جانین دفعۃً شکار ہوگئین اور تیرے زلف کے ہر تار مین دل مقید ہوگئے۔ تیری زلف کے خیال نے میری نیند اُچک لی اور تیری دونون مست آنکہون نے میرے دل کو خون کرڈالا ۱۲ ۔ لہ اس مین کوشش کر تا رہ کہ کسی جان کو راحت پہونچے یا کسی شکستہ دست کو روٹی پہونچے ۱۲ - ۱۲ -

ہرگز وجود حاضر وغائب شنیدۂ * من در میان جمع و دلم جائے دیگر است * آنے جانیوالے خواہ غریب الوطن و مسافر ہوتے یا شہر کے باشندے غرضکہ جو کوئی آپکے پاس آتا اور قدمبوسی کی سعادت حاصل کرتا اوسے کبہی محروم نہ چہوڑتے بلکہ کپڑا نقدی تحفے تحائف جو کچہ عالم غیب سے آپکو پہونچتا سب صرف کر دیتے۔ جو شخص آپکی قدمبوسی مین حاضر ہوتا خواہ کسیوقت حاضر ہوتا اوسے ذرا بہی انتظار کرنا نہین پڑتا بلکہ اوسی وقت باریابی کی اجازت دیجاتی **منقول** ہے کہ ایکدن سلطان المشائخ حجرہ کے اندر قیلولے مین مشغول تہے اسی اثنائے مین ایک درویش آیا چونکہ اسوقت کوئی چیز موجود نہ تہی اسلیئے اخی مبارک نے درویش کو محروم واپس کیا اوسیوقت سلطان المشائخ نے قیلولہ کی حالت مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کو خواب مین دیکہا۔ سلطان المشائخ نے شیخ شیوخ العالم کی خدمت کرنا چاہی لیکن شیخ نے کسیقدر غصہ کے لہجہ مین فرمایا کہ اگرچہ تمہارے گہر مین کوئی چیز نہین ہے پہر بہی تا بہ امکان آنیوالون کی حسن رعایت واجب ہے۔ یہ کہان آیا ہے کہ ایک درویش کو ایسی خستہ دلی کی حالت مین ٹالا جائے۔ جب آپ قیلولہ سے اوٹہے تو اخی مبارک خادم کو بلایا اور دریافت کیا کہ کیا کوئی درویش یہان آیا تہا تحقیق ہونے کے بعد سلطان المشائخ نے اوسپر سخت عتاب کیا اور فرمایا آج مین نے شیخ شیوخ العالم کو سخت ناراض اور غضبناک دیکہا ہے آپ مجہے عتاب کرتے تہے اور غصہ کے لہجہ مین خطاب فرماتے تہے دیکہو اسکے بعد گو مین قیلولہ مین کیون نہ ہون فورًا مجہے خبر دینا چنانچہ اسکے بعد سلطان المشائخ کا دستور ہو گیا تہا کہ جب قیلولہ سے بیدار ہوتے تو خدام سے دو باتین ضرور دریافت کیا کرتے ایک یہ کہ سایہ ڈہل گیا ہے؟ دوسرے یہ کہ کوئی شخص آیا ہے؟ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص انتظار مین بیٹہا ہو۔ جب ظہر کی نماز کا وقت ہوتا تو نماز جماعت سے ادا کر کے بیٹہہ جاتے اور اون عزیزون کو بلاتے جو آپکی پابوسی کے لیئے حاضر ہوئے تہے خدام فورًا اونہین سلطان المشائخ کے سامنے لاتے اور آپ ہر شخص کی دلداری اور دلجوئی مین مشغول ہوتے اس سے فارغ ہونے کے بعد عبادات اور خدا تعالی کی محبت کی راہ چلانے مین اونکی رہنموئی کرتے۔ اگرچہ اس مجلس مین بڑے بڑے دانشمند علما اور زہاد و عباد حاضر ہوتے لیکن کسیکو یہ مجال نہ ہوتی تہی کہ سر اونچا کرے اور سلطان المشائخ کا چہرہ مبارک دیکہہ سکے وجہ یہ کہ حق تعالی کی کبریائی سلطان المشائخ پر ہر وقت چمکتی رہتی تہی۔ جو کچہہ سلطان المشائخ فرماتے تہے سب رغبت کے کانون سے سنتے۔ اور سر زمین پر رکہکر قبول کرتے تہے۔ مولانا شمس الدین یحیی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جسوقت ہم سلطان المشائخ کی مجلس مین ہوتے تہے تو ہمین اتنی تاب و طاقت نہ تہی کہ سر اوپر اوٹہائین اور سلطان المشائخ کے رخ انور پر نظر ڈالین بلکہ ہمیشہ سرنگون بیٹہے رہتے تہے اور جو کچہ فرمان ہوتا ہم سب کے سب زمین پر مونہ رکہدیتے امیر خسرو کہتے ہین **بیت** خوبان[1] بادہ خوردند من جرعہ خوار ایشان * ہر جرعہ کہ خوردہ سر بر زمین نہادہ

[1] معشوق لوگ شراب سے سیر ہو گئے اور مین اون کا بقیہ گہونٹ پینے والا ہون پہر جو گہونٹ کہ پیا جاتا ہے سر زمین پر رکہا جاتا ہے ۱۲

اور اگر کسی علمی مسئلہ مین ذکر چھڑ جاتا یا کوئی مشکل پیش آتی تو آپ نور باطن سے معلوم کرکے اپنے علم لدنی سے حاضرین مجلس کو شافی جواب دیتے اور جواب دیتے وقت ایسی موثر اور دلکش تقریر کرتے کہ سننے والے حیرت زدہ ہوجاتے اور سب لوگ متفقہ الفاظ مین کہتے کہ یہ کتابی جواب نہین ہین اور بجز علم الہامی ربانی لدنی کے اور کوئی چیز نہین ہے۔ یہی وجہ تھی کہ شہر کے وہ علماء دہر اور فضلاء عصر جو اہل تصوف کے ساتھ تعصب معاندت مین مشہور ہوگئے تھے اس دربار عالی کے غلام ہوگئے تھے اور رعونت ونخوت کیسے نکالکر اس آستانہ پر جبہہ سائی کرتے تھے۔

دسوان نکتہ۔ جناب سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے پاس تحفے تحائف آنے اور سلاطین وقت کا گدائی مین آپکے دروازہ پر حاضر ہونے کے بیان مین۔ امیر خسرو اس شاہ دین کی مدح مین فرماتے ہین مثنوی[١٥]

درحجرۂ فقر بادشاہی ÷ درعالم دل جہان پناہی ÷ شاہنشہ بے سریر و بے تاج ÷ شاہانش بخاکپائے محتاج ÷

کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ جب فتوح کا دروازہ عالم غیب سے سلطان المشائخ پر کھلا اور دنیا نے چارون طرف سے سمٹ سمٹا کر آپکے غلامون کی طرف رخ کیا تو آپنے اوسکے ساز و سامان کی طرف بالکل توجہ نہین کی۔ آپکے دل مبارک کو خداوندی محبت نے ایسا ہر چہار طرف سے احاطہ کرلیا تھا کہ کسی چیز کی پروا نہ کرتے تھے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہین بیت چنان[١٦] بروئے تو آشفتہ ام بہ بوئے تو مست ÷ کہ نیستم خبر از ہر کہ در دو عالم ہست ÷ اور چونکہ آپ کا حق پذیر دل دنیا سے بالکلیہ متنفر تھا اسلیئے دنیا کے ساز و سامان مہیا ہونے کی وجہ سے آپ ہمیشہ گریہ وزاری کیا کرتے تھے اور اگر کسیوقت کوئی وزنی اور قیمتی فتوح پہونچتی تو آپ اور بھی زیادہ آہ و بکا کرتے اور اسمین انتہا سے زیادہ کوشش کرتے کہ جہانتک بن پڑے جلد تقسیم کردیا جائے چنانچہ آپ اپنا فائتا پے در پے لوگون کو بھیجتے اور مزید تاکید فرماتے کہ اس مال و دولت کو بہت جلد تقسیم کردو۔ خدام عالی آپکے ارشاد کی فوراً تعمیل کرتے اور مساکین و غربا کو تقسیم کردیتے جب آپ یہ سنتے کہ اب سارا مال تقسیم ہوگیا اور محتاجون کو پہونچا دیا گیا تو خاطر مبارک کو اطمینان ہوتا۔ آپکا دستور تھا کہ ہر جمعہ کے دن تجرید فرماتے اور تمام حجرون اور انبار خانون کو یہانتک خالی کراتے کہ جھاڑو دیدی جاتی۔ بعدہ جامع مسجد جاتے اور با طمینان نماز ادا کرتے اور اگر بادشاہون یا شہزادون مین سے کوئی سلطان المشائخ کے دروازے پر حاضر ہوتا اور تحائف و ہدایا پیش کرتا یا اونکے آنے کا دبدبہ

١٥ حجرۂ فقر مین بادشاہی کرنا اور عالم دل مین حکومت کا سکہ بٹھانا آپ ہی کا حصہ ہے۔ ہر چند کہ آپ بے تخت و تاج کے شہنشاہ تھے لیکن تمام بادشاہ آپ کے خاکپا کے محتاج تھے ١٢

١٦ مین تیرے رخ انور پر اسدرجہ شیفتہ اور تیری بو سے اس درجہ مست ہون کہ دین و دنیا مین کسی چیز کی خبر نہین رکھتا۔ ١٢ ÷ ١٢ ÷ ١٢ ÷

دفعتہً آپکے مبارک کان میں پہونچتا تو سینۂ مصفا سے ایک سرد آہ کھینچتے کہ آہ یہ لوگ کہاں آتے اور درویش کو غارت کرتے ہیں آپ کبھی کبھی آنکھوں میں آنسو بھر لاتے اور فرماتے یہ تمام باتیں اسوجہ سے ہیں کہ جب میں نے جناب شیخ شیوخ العالم سے دہلی مراجعت کرنے کی اجازت چاہی تو رخصت کے وقت شیخ کبیر نے مجھے ایک غیاثی اشرفی خرچ راہ عنایت فرمائی اور رخصت کیا لیکن پھر فرمان پہنچا کہ آج اور رہجاؤ کل چلے جانا چنانچہ میں نے اوسروز توقف کیا۔ جب شیخ کبیر کی افطاری کا وقت پہونچا تو اوسوقت آپکے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی۔ میں نے عرض کیا کہ مخدوم کے صدقہ میں مجھے ایک اشرفی خرچ راہ کے واسطے ملی ہے اگر حکم ہو تو اوس سے افطاری کا سامان خرید لیا جائے شیخ شیوخ العالم میری یہ بات سنکر نہایت خوش ہوئے اور بندۂ ضعیف کے بارے میں دعائے خیر کی۔ چنانچہ یہ حکایت نہایت بسط و شرح کے ساتھ شیخ شیوخ العالم کے مجاہدے کے بیان میں گذر چکی ہے۔ الغرض اسکے بعد شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ نظام! میں نے تیرے لیئے دنیا کی ایک کافی مقدار خدا سے طلب کی ہے۔ جونہی شیخ شیوخ العالم نے یہ فرمایا میں سر سے پاؤں تک کانپ اوٹھا اور دل میں کہا آہ بہت سے بزرگ اسی دنیا کی وجہ سے فتنہ میں پڑ گئے ہیں افسوس میرا کیا حال ہوگا بمجرد اس خیال کے گذرتے ہی شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو دنیا تمہارے لیئے فتنہ نہوگی۔ شیخ کی اس تقریر سے میں بہت خوش ہوا اور جناب الہٰی میں سجدۂ شکر بجا لایا۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ایک رات کا ذکر ہے کہ اخیر شب کا وقت تھا میں دیکھتا ہوں کہ جماعت خانہ کے صحن میں ایک عورت جھاڑو دے رہی ہے میں نے پوچھا تو کون ہے جواب دیا میں دنیا ہوں اور مخدوم کے گھر کی جھاڑو دیتی ہوں میں نے کہا اے فتنہ میں ڈالنے والی تجھے میرے گھر سے کیا کام۔ جا میرے مکان سے باہر نکل ہرچند کہ میں اوسے نکالتا تھا لیکن وہ گھر سے نہیں نکلتی تھی۔ ازاں بعد میں نے اپنی انگلی اوسکی گدی پر رکھی اور مکان سے باہر نکال دیا اور اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ گلی اور کوچہ تک سے بھی باہر کر دیا لیکن پھر بھی اوس مقدار کہ میری انگلی اوسکی گدی پر پہونچی تھی میری طرف متوجہ رہی۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس زمانہ میں میں تو عمر اور کم سن تھا مولانا علاؤ الدین کے پاس بداؤن میں اصول پڑھتا تھا ایکدن مسجد میں تنہائی تھی اور میں سبق کی تکرار میں مصروف تھا اسی اثناء میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے زریں سانپ آواز دیتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ میں نے اونہیں حیرت کی نظر سے دیکھنا شروع کیا تمام سانپوں سے پیچھے میں نے ایک چھوٹا سا سانپ دیکھا جو کسی قدر ٹھہر ٹھہر کر چل رہا تھا میں اپنی جگہ سے یہ کہکر اوٹھا کہ دیکھوں تو سہی یہ معاملہ کیا ہے چنانچہ میں نے اپنا عمامہ اوس سانپ پر ڈال دیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ عمامہ کے نیچے سونے کا ڈھیر لگا ہوا ہے میں نے اپنا عمامہ اٹھا لیا اور سونے کو جسطرح وہیں پڑا ہوا تھا چھوڑ دیا۔ **گیارھواں نکتہ** اس بیان میں کہ سلطان المشائخ نظام الحق والدین کی نسبت حاسدوں

حاسدوں اور فتنہ انگیزوں نے سلطان علاؤ الدین خلجی انار اللہ برہانہ کے دربار میں اس قسم کی چند باتیں لگائیں جو جناب سلطان المشائخ کی مجلس کے لائق نہ تھیں لیکن انجام کار دشمن مقہور و مغلوب ہوئے اور آپ کا بول بالا رہا۔

کاتب حروف کے والد بزرگوار سید مبارک محمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس زمانہ میں حق تعالی نے جناب سلطان المشائخ کو تمام مخلوق میں جلوہ گری دی اور آپکی عظمت و کرامت کا نقارہ فلک ملک کے کانوں میں پہونچا اور علما مشائخ امرا۔ سلاطین کی ایک جماعت آپکے غلاموں کے زمرے میں داخل ہوئی یہ ضعیف کہتا ہے **مثنوی**۔

[۱]قبلہ خسروان روئے زمین ٭ ہفت کشور ہمیشہ زیر نگین ٭ تاج شاہان زخاک درگہ تو ٭ سروران خاک گشتہ در رہ تو ٭ درگہ تست آسمان دگر ٭ ماہ و خورشید پاسبانش نگر ٭ تو فتنہ انگیز حاسدوں کے دل میں حسد کا کانٹا چبھنے لگا اور اونہوں نے بادشاہ وقت سلطان علاؤ الدین خلجی کے کان میں پہنچایا کہ سلطان المشائخ ایک عالم کا مقتدا اور پیشوا تسلیم کیا گیا ہے اور مخلوق میں سے کوئی خلق ایسی نہیں ہے جو اوسکے دروازہ کی خاک کو سر کا تاج نہ جانتی ہو۔ حکیم سنائی نے کیا اچھا کہا ہے **بیت** [۲]ہر کہ او خاک نیست بر در او ٭ گر فرشتہ است خاک بر سر او ٭ نیز دشمنوں نے بادشاہ سے یہ بھی کہا کہ سلطان المشائخ کے دسترخوان پر وہ قسم قسم کی نعمتیں چنی جاتی ہیں جنسے بہشت کی نعمتیں رشک کرتی ہیں۔ غرضکہ اس جیسی اور بہت سی باتیں سلطان علاؤ الدین کے کان میں ڈالیں اور اوسکے دل میں یہ بات جمادی کہ مبادا سلطان المشائخ کی وجہسے بادشاہ کی سلطنت میں خلل پیدا ہو جائے کیونکہ بعض گذشتہ بادشاہوں کی سلطنت اسی فرقہ کی بدولت درہم برہم ہو گئی ہے۔ چونکہ سلطان علاؤ الدین ایک بڑا غیور اور نازک مزاج بادشاہ تھا صرف ایک ذرہ سی بات سے ملکی خیال پر ایک جہان کو تہ تیغ کر ڈالنا اوسکے نزدیک کوئی بات ہی نہ تھی ادنی سے جرم پر چیلیوں کو بہر دینا اوسے بہت آسان تھا۔ جب اس قسم کی بہت سی باتیں اوسکے کان میں پہونچیں تو غیور بادشاہ کو خیال گذرا کہ ممکن ہے کہ یہ باتیں سچ ہوں کیونکہ یہ تو میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ میرے تخت سلطنت کے مقرب اور ملازم اور تمام رعایا اوسکے غلام اور مرید ہو گئے ہیں۔ ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** [۳]منت العبد تراچون سپہر خورد و بزرگ ٭ مسخرا ند تراچون زمانہ پیر و جوان ٭ سلطان علاؤ الدین نے یہ باتیں ذہن نشین کرکے دل میں کہا کہ مجھے کوئی ایسا حیلہ اٹھانا چاہیئے جس سے سلطان المشائخ کے دل مبارک کا

[۱] اے روئے زمین کے بادشاہوں کے قبلے ہفت اقلیم کی حکومت ہمیشہ تیرے زیر نگین ہے بادشاہوں کے تاج تیری درگاہ کی خاک ہیں اور تمام تاجدار تیری راہ میں خاک ہو گئے ہیں۔ تیری درگاہ کے آسمان اور چاند سورج پاسبان ہیں ۱۲ [۲] جو شخص اوسکے دروازہ کی خاک نہیں ہے اگرچہ فرشتہ ہی کیوں نہو اوسکے سر پر خاک ہو ۱۲ [۳] تمام چھوٹے بڑے آسمان کی طرح تیرے تابع ہیں سب پیر و جوان زمانہ

حال ظاہر ہو جائے اور آپکا مافی الضمیر روشن و ہویدا ہو جائے اور ساتھ ہی یہ بات بھی برملا ہو جائے کہ آپ ان چیزون کی طرف میل رکھتے ہین کہ نہین۔ بادشاہ نہایت دانشمند و پختہ کار تھا اسلیئے اوسنے یہ ترکیب نکالی کہ ایک تذکرہ کاتب سے لکھوایا جسمین چند باتین سلطنت کے متعلق درج کی گئین تھین۔ منجملہ اونکے ایک یہ بات تھی کہ چونکہ سلطان المشائخ مخدوم جہان ہین اور جس شخص کو دینی یا دنیاوی حاجت پیش آتی ہے وہ آنحضرت کی ادنی توجہ سے برآتی ہے اور حق تعالی نے مملکت دنیا کی باگ اس بندہ کے ہاتھ مین دی ہے لہذا مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو کام و مصلحت مملکت مین پیش آئے اوسے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کرے تاکہ حضور جس چیز مین سلطنت کی بھلائی و بہبودی اور اس بندہ کی خلاصی و رہائی دیکھین اوسکا حکم فرمائین۔ مین اوسکی تعمیل و بجا آوری مین کوشش کرونگا اور اپنی سلطنت کی بہبودی اور جان کی خلاصی اوسی مین تصور کرونگا جیسا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین **بیت** تاکمر خدمت تو برنہ بست ❊ چرخ بخورشید نشد تاجور ❊[۱] اس بنا پر چند باتین اس مقدمہ مین خدمت عالی مین عرض کی جاتی ہین امید کہ قلم مبارک سے ہر بات کے تحت مین وہ چیز تحریر فرمائین گے جنمین میری اور سلطنت کے کامون کی خیریت اور بہبودی مدنظر ہو تاکہ بندہ اون پر عمل درآمد کرکے نجات دارین حاصل کرسکے ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین۔ **شعر** اَرَی الْاُمُوْرَ الْمُشْکِلَاتِ تَمَزَّقَتْ ظُلُمَاتُہَا عَنْ رَأْیِکَ الْمُتَوَقِّدِ یعنے مین دیکھتا ہون کہ مشکل کامونکی تاریکیان اوسکی روشن عقل سے دور ہوتی ہین۔ ایک اور بزرگ فرماتے ہین **بیت** آسایش خلائق و آرایش جہان ❊ در طلعت مبارک و رائے متین تست ❊[۲] الغرض جب یہ تذکرہ مرتب کرچکا تو اپنے محبوب فرزند خضر خان کو جو سلطان المشائخ کا معتقد و مرید تھا بلایا اور یہ مرتب کیا ہوا تذکرہ اوسکے ہاتھ مین دیکر کہا کہ یہ کاغذ لیجا اور سلطان المشائخ کی قدمبوسی حاصل کرکے اونکے مبارک ہاتھ مین دے۔ خضر خان کو یہ قصہ معلوم نہ تھا سلطان علاؤ الدین کا فرمان لیکر سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچا قدمبوسی کی سعادت حاصل کرنے کے بعد وہ کاغذ آپکے دست مبارک مین دیا۔ سلطان المشائخ نے نہ تو اوسے کہولکر دیکھا نہ مطالعہ فرمایا۔ بلکہ حاضرین مجلس کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہم فاتحہ پڑھتے ہین بعدہ ارشاد کیا کہ درویشونکو بادشاہون کے کام سے کیا تعلق مین ایک فقیر ہون جو شہر اور اہل شہر سے الگ ہوکر ایک گوشہ مین زندگی بسر کرتا ہون اور بادشاہ نیز تمام مسلمانون کی دعا گوئی مین مشغول ہون۔ اگر بادشاہ کو میری یہ بات ناگوار ہوا اور

---

[۱] جب تک آسمان تیری خدمت کے لیئے مستعد نہین ہوا وہ آفتاب سے تاجور نہین ہوا۔ [۲] خلائق کی آسایش اور جہان کی آرائش تیری طلعت مبارک اور روئے متین مین ہے۔ ۱۲۔

میرا یہان رہنا پسند نکرتا ہو تو مجہسے کہدے کہ مین یہان سے دوسری جگہ چلا جاؤن اَرضُ اللّٰہِ وَاسِعۃٌ خدا کی زمین کشادہ وسیع ہے۔ جب خضر خان نے سلطان المشائخ کا یہ جواب سلطان علاؤالدین کو پہونچایا تو بادشاہ نہایت خوش ہوا کہا مین پیشتر ہی جانتا تہا کہ یہ باتین سلطان المشائخ کی جناب مین کچہ نسبت نہین رکہتی ہین بلکہ دشمن چاہتے ہین کہ مجہے مردان خدا کے ساتہ بہڑا دین اور اسوجہ سے میرا ملک تباہ و برباد ہوجائے۔ اسکے بعد بادشاہ نے جناب سلطان المشائخ کی خدمتِ اقدس مین معذرت کی اور کہلا بہیجا کہ مین مخدوم کے معتقدونکے زمرہ مین ایک بے ریا معتقد ہون جو بیٹے جرات و دلیری کی ہے امید ہے کہ حضور اوسے معاف فرمائین گے اور کمترین کو اجازت دینگے کہ خود حاضر ہو کر پائبوسی کی سعادت حاصل کرے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بادشاہ کے آنیکی کچہ حاجت نہین ہے مین غیبت مین اوسکے لیئے دعا کرون گا اور غیبت کی دعا مین جو اثر ہوتا ہے وہ سامنے کی دعا مین نہین ہوتا۔ سلطان علاؤالدین نے پہر ملاقات کے لیئے اصرار کیا اور نہایت الحاح و لجاجت کے ساتہ عرض کیا کہ صرف ایکدفعہ حضوری کی اجازت دیدیجے مگر آپ نے کہلا بہیجا کہ جس مکان مین مین رہتا ہون اوسکے دو دروازے ہین اگر بادشاہ ایک دروازہ سے آئے گا تو مین دوسرے دروازہ سے باہر نکل جاؤن گا۔ نیز کاتب الحروف کے والد بزرگوار فرماتے تہے کہ سلطان جلال الدین انار اللہ برہانہ نے اپنے زمانۂ حکومت مین سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین آنا چاہا اور ہرچند اسبارہ مین التماس کی لیکن سلطان المشائخ نے اوسے اجازت نہین دی اور وہ آپ کی پائبوسی کی سعادت حاصل نہین کر سکا یہانتک کہ بادشاہ نے امیر خسرو شاعر کے ساتہ جو سلطان المشائخ کے مصحف بردار تہے اتفاق کیا او مصلحت کی کہ مین بغیر اجازت سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتا ہون لیکن امیر خسرو نے یہی مناسب سمجہا کہ جلال الدین کے اس ارادہ کو اپنے مرشد کی خدمت مین ظاہر کرنا چاہیئے کیونکہ اونہین اسبات کا خیال تہا کہ اگر مین سلطان المشائخ کی خدمت مین اس امر کی اطلاع نہ دونگا تو آپ مجہسے بے حد رنجیدہ ہونگے اور فرمائین گے کہ باوجودیکہ تجہے معلوم تہا پہر مجہے خبردار کیون نہین کیا اگرچہ بادشاہ نے امیر خسرو سے ایک بہید کی بات کہی تہی اور اونہین اسبات کا خوف تہا کہ جلال الدین مجہسے سخت ناراض ہوگا لیکن اونہون نے اپنی جان تک کی پروا نکی اور سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ کل سلطان جلال الدین خدمتِ اقدس مین حاضر ہوگا سلطان المشائخ نے یہ بات سنتے ہی اسیوقت اجودہن کا قصد کر دیا اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کے لیئے تشریف لے گئے۔ جب یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی تو امیر خسرو سے سخت ناراض ہوا۔ اور عتاب آمیز خطاب سے کیا کہ تم نے ہمارے بہید کو برملا کر دیا اور میرے ارادہ کی سلطان المشائخ کو خبر کر دی اور مین تمہاری وجہ

سلطان المشائخ کی قدمبوسی کی سعادت سے محروم و بے نصیب رہا۔ امیر خسرو نے نہایت دلیری و آزادی کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے بادشاہ کی رنجش سے صرف جان ہی کا خوف تھا لیکن سلطان المشائخ کی رنجش سے ایمان کے جاتے رہنے کا قوی اندیشہ تھا۔ چونکہ بادشاہ دانا و عقلمند تھا امیر خسرو کے اس جواب کی تعریف کی اور اونہیں معذور رکھا۔

بارہواں نکتہ سلطان المشائخ نظام الحق والدین کے شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا کے نواسے جناب شیخ الاسلام رکن الحق والدین قدس اللہ سرہم العزیز سے ملاقات کرنے کے بیان میں۔ کاتب حروف نے سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ سلطان المشائخ کو شیخ رکن الحق والدین سے بہت دفعہ ملاقات کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ایکدفعہ سلطان علاؤ الدین کے فرزند رشید سلطان قطب الدین کے عہد حکومت میں اور اسدفعہ یون ملاقات ہوئی کہ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ شہر ملتان سے شہر دہلی کو آتے تھے جب دہلی کے قریب آپہونچے تو سلطان المشائخ آپکے استقبال کے لیئے تشریف لے گئے۔ جناب شیخ رکن الدین کا گذر حوض علائی پر ہوا جہان آپ صبح کی فرض نماز مین مشغول تھے سلطان المشائخ اسمقام پر پہونچے اور شیخ رکن الدین سے ملاقات کی شیخ رکن الدین نہایت تعظیم و توقیر سے پیش آئے لیکن یہ ملاقات و صحبت بہت تھوڑی دیر رہی اور آپ فوراً وہان سے پلٹ آئے۔ جب شیخ رکن الدین سلطان قطب الدین سے ملے تو اوس نے دریافت کیا کہ اس شہر کے بزرگون مین سے اول آپ سے کس نے ملاقات کی جواب دیا کہ جو اس شہر کے تمام باشندون مین زیادہ بہتر و بزرگ تھا۔ یعنے سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز دوسری دفعہ ان دونون بزرگون مین یون ملاقات ہوئی کہ جب شیخ رکن الدین نے سنا کہ سلطان المشائخ کیلوکھری کی مسجد مین نماز جمعہ ادا کیا کرتے ہین تو آپ جمعہ کے دن کیلوکھری کی مسجد مین نماز جمعہ ادا کرنے کے لیئے تشریف لیگئے اور شمالی دروازہ کے قریب جو لب دریا کی طرف واقع ہے بیٹھ گئے اور سلطان المشائخ بھی اپنے مقررہ و معہود مقام مین جنوبی دروازے کے متصل بائین طرف بیٹھ گئے اسی اثناء مین کسینے سلطان المشائخ کو خبر دی کہ شیخ رکن الدین اس مسجد مین تشریف لائے ہین مسجد کے ان دونون دروازون کے مابین ایک وسیع صحن اور مسافت بعید ہے جب سلطان المشائخ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوئے تو اوٹھکر اوسمقام پر پہونچے جہان شیخ رکن الدین تشریف رکھتے تھے چونکہ شیخ رکن الدین ہنوز نماز مین مشغول تھے اسلیئے سلطان المشائخ آپکے پس پشت بیٹھ گئے۔ شیخ رکن الدین جب اپنی مشغولی سے فارغ ہوئے تو دونون بزرگون نے باہم ملاقات کی اور مصافحہ و معانقہ بجا لائے۔ دونون طرف سے کسی قسم کی تقصیر ظہور مین نہین آئی اور جوانمردی و کرم مین دونون مساوی درجہ مین رہے۔ شیخ رکن الدین نے کمال مہربانی اور لطف سے حضرت سلطان المشائخ کا دست مبارک پکڑا اور وہانسے اوٹھکر باتین کرتے ہوئے

جنوبی دروازہ کی طرف چلے جہان سلطان المشائخ ہمیشہ تشریف رکہا کرتے تہے خدام نے شیخ رکن الدین کا ڈولہ بہی اسی دروازہ پر لگادیا۔ جب دونون بزرگ اسی طرح باتین کرتے ہوئے جنوبی دروازہ کی چوکہٹ پر پہونچگئے تو شیخ رکن الدین نے کمال اعزاز و تعظیم سے سلطان المشائخ کو فرمایا کہ اول ڈولہ مین آپ سوار ہوجائیے۔ سلطان المشائخ نے بہی کمال تعظیم کی اور فرمایا اول آپ سوار ہوجیئے اسی باہمی حیث بحث مین قدرے توقف ہوا اور انجام کار شیخ رکن الدین اول سوار ہوئے۔ تیسرے مرتبے کی ملاقات کی بابت یون نقل کیا جاتا ہے کہ کاتب حروف کے عم بزرگوار ملک السادات سید کمال الدین احمد بن محمد کرمانی بادشاہ وقت کے محل کے دروازے پر کہڑے تہے جب وہان سے لوٹے تو شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کو غیاث پور کی طرف آتے دیکہا فراست سے معلوم کیا کہ آپ سلطان المشائخ کی خدمت مین جاتے ہین یہ دیکہکر اونہون نے گہوڑے کی باگ اوٹہائی اور بڑی عجلت کے ساتہ سلطان المشائخ کے خطیرہ مین پہونچے تاکہ آپکو شیخ رکن الدین کے آنے کی خبر دین سلطان المشائخ اوس دن خطیرہ مین تشریف رکہتے تہے یہ ایک نہایت عالیشان مکان تہا جو حوض اور چبوترہ کے اوپر تعمیر کیا گیا تہا۔ اور خواجہ جہان احمد ایاز کی طرف منسوب کیا جاتا تہا کہتے ہین کہ جس زمانہ مین یہ عمارت بننی شروع ہوئی تہی تو شیخ حسن برہنہ سر نے بڑے اہتمام اور صرف کے ساتہ اسکی تعمیر کرائی تہی غرضکہ اسوقت سلطان المشائخ اس بارگاہ مین تشریف رکہتے تہے جب آپنے شیخ رکن الدین کے آنے کی خبر سنی تو اسکا یقین نہین کیا اور فرمایا کہ اس سمت مین اندرپت ہی ہے ممکن ہے کہ شیخ رکن الدین بزرگون کی زیارت کے لیئے اس اطراف و جوانب مین جاتے ہون لیکن پہر بہی اقبال خادم سے کہدینا چاہیئے کہ کہانا تیار رکہے اور عمدہ و فاخر تحائف بہم پہنچائے۔ جب شیخ رکن الدین اندرپت کی راہ سے منحرف ہوئے اور سلطان المشائخ کے خطیرہ کی جانب متوجہ ہوئے یہانتک کہ آپ کا ڈولہ بیچ کے گنبد کی عین دہلیز تک پہونچگیا تو سلطان المشائخ کوٹہے کے اوپر سے نیچے تشریف لائے اور صفہ ستون کے درمیان ان دونون بزرگون کی ملاقات ہوئی۔ شیخ رکن الدین کا ڈولہ آکر صفہ ستون کے اندر اوتارا گیا اور چارون طرف سے لوگون نے سلام کرنا شروع کیا۔ چونکہ اوس زمانہ مین شیخ رکن الدین کے پاؤن مبارک مین کوئی اس قسم کا صدمہ پہونچا ہوا تہا جسکی وجہ سے آپ ڈولہ سے نیچے اوتر نہین سکتے تہے اس لیئے آپنے باوجود کوشش بلیغ کے فرمایا کہ مین اوتر نہین سکتا تم لوگ مجہے ڈولہ سے اوتار لو لیکن سلطان المشائخ کے مزاج مین چونکہ انتہا سے زیادہ تواضع تہی اور عام اخلاق انتہا سے زیادہ تہا آپنے شیخ رکن الدین کو ڈولے سے اوترنے نہین دیا۔ شیخ رکن الدین تو ڈولہ ہی مین بیٹہے رہے اور جناب سلطان المشائخ آپکے ڈولہ کے متصل قبلہ رخ ہوکر بیٹہ گئے تہوڑی دیر تک دونون حضرات باہم مکالمہ اور محاورے مین مشغول

ہوئے اس اثنا رمین مولانا عماد الملۃ والدین اسمٰعیل جو شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہما العزیز کے صوری و معنوی بہائی تہے فرمانے لگے کہ آج ان دو بزرگون کے وجود باجود سے یہ مجلس نہایت ہی بابرکت ہے اور حقیقت مین خیر المجالس اوسی مجلس کی نسبت کہا جاتا ہے جس مین علمی بحث کا چرچا ہو۔ مولانا عماد الدین نے اپنی اس تقریر کا سلسلہ ختم کرنے کے بعد سلطان المشائخ کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ آپ کوئی علمی بحث چہیڑ دیجیئے لیکن سلطان المشائخ نے بجز سکوت کے کوئی جواب نہین دیا اور شیخ رکن الدین بہی خاموشی کے ساتہ بیٹہے سنا کیئے ازان بعد مولانا عماد الدین نے سوال کیا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اس مین کیا حکمت مضمر تہی۔ شیخ رکن الدین نے سلطان المشائخ کی طرف توجہ کی اور جواب کی بابت التماس کی لیکن ساتہ ہی سلطان المشائخ شیخ رکن الدین کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ آپ ہی بیان فرمائیے شیخ رکن الدین نے جواب کی تقریر یون کرنا شروع کی کہ نبوت کے درجات و کمالات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے روز ازل سے مقدر ہو چکے تہے اونکی تکمیل ایک وقت خاص پر موقوف و منحصر تہی چنانچہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لیگئے اور اصحاب صفہ مین نشست و برخاست کی تو اب آپکے درجات و کمالات مکمل ہوگئے۔ جب شیخ رکن الدین نے اپنی تقریر کا سلسلہ اسطرح ختم کیا۔ تو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اس ضعیف کے دل مین ایک وجہ گذرتی ہے جسے مینے کسی تفسیر اور کسی کتاب مین نہین دیکہا ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور آپکا ارشاد مکیون کو پہنچ چکا تہا اور وہ اس دولت و برکت سے مشرف و ممتاز ہوئے لیکن ناقصین کی جماعت جو مدینہ طیبہ مین تہی اور جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین نہ پہونچ سکتی تہی خدا تعالیٰ کی رحمت نے اون کے حال پر جوش کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمان ایزدی پہنچا کہ مکہ سے مدینہ مین ہجرت کیجیئے تاکہ آپکے کمالات سے ان ناقصون کی تکمیل ہو اور آپ کا فیض اونکے شامل حال ہو۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ ان دونون بزرگان دین کے جوابون سے جو اسمقام مین تحریر ہوئے ہین دونون حضرات کی عظمت و کمال بخوبی ظاہر ہوتے ہین اور ہر جواب کے تحت مین ہر شخص کے علمی تبحر اور باطنی فیض کی جہلک نمایان ہوتی ہے اور ساتہ ہی یہ بات بہی بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ ان دونون بزرگوارون مین ہر ایک نے دوسرے کی ایسی لطیف عبارات سے تعظیم کی ہے جسکا بیان بہت مشکل ہے۔ الغرض جب سلطان المشائخ کے خدام نے دسترخوان بچہانے کا ارادہ کیا تو سب نے متفق ہوکر کاتب حروف کے والد بزرگوار کی طرف رخ کیا اور عرض کیا کہ یہ کام آپ کا ہے ہم مین سے کسی کو اتنی مجال نہین کہ ان دو بزرگون کے سامنے دسترخوان بچہائین چنانچہ میرے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تہے کہ جب مین ان بزرگوارون کے سامنے کہانا لے گیا تو شیخ رکن الدین کے ڈولے پر محتاجون کی عرضیون اور کاغذات کا ڈہیر لگا ہوا دیکہا۔ مین روٹیان رکہنے اور جگہ وسیع کرنے کے لیئے اون کاغذات کو ایک طرف جمع کر رہا تہا کہ

اسی اثنا میں شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے سلطان المشائخ کی طرف متوجہ ہوکر کہا۔ تم جانتے ہو کہ یہ کاغذ کیسے ہیں بعدہ خود فرمایا کہ اس زمانہ کے مساکین کی عرضیاں ہیں جب میں بادشاہ کے پاس جاتا ہوں تو محتاج لوگ اپنی عرضیاں دیتے ہیں تاکہ اونکی مہمات انجام کو پہونچیں لیکن افسوس آج اونہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ میں بادشاہ کے پاس جاتا ہوں یہ باتیں سنکر سلطان المشائخ حسن عبارت اور الطاف و اخلاق سے بیحد معذرت کرتے تھے اور گردن جھکائے بیٹھے رہے جب دسترخوان بچھایا گیا اور کھانا چنا گیا تو سرکہ انگور کا سکورہ شیخ رکن الدین سے کسیقدر فاصلہ پر تھا اس لیئے شیخ رکن الدین نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ سکورہ میرے پاس لاؤ اوسوقت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ خوب چیز ہے۔ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ترش بھی اسیوجہسے ہے سلطان المشائخ نے جواب میں فرمایا کہ اسکے عزیز ہونیکی یہی وجہ ہے۔ الغرض جب سب لوگ کھانا تناول کر چکے اور دسترخوان اُٹھا لیا گیا تو سلطان المشائخ کے خادم اقبال نامی چند بیش قیمت پارچہ کے قطعات اور ایک نہایت خوبصورت کنگھا اور ایک تھیلی اشرفیونکی باریک کپڑے میں باندھکر شیخ رکن الدین کے سامنے لایا کپڑا اس قدر باریک تھا کہ اوس میں سے اشرفیون کی سرخی کی جھلک نمودار ہوتی تھی جب شیخ رکن الدین کی نظر اشرفیونکی تھیلی پر پڑی تو آپنے فرمایا اُسْتُرْ ذَہَبَکَ یعنے اپنی اشرفیوں کو ڈھانک لو اسپر سلطان المشائخ نے برجستہ فرمایا اُسْتُرْ ذَہَبَکَ وَ ذِہَابَکَ وَ مَذْہَبَکَ یعنے اپنے زر کو اور اپنے جانے کو اور جانے کی جگہ کو چھپالو۔ سلطان المشائخ کے ان پرمغز اور عاقلانہ مقولوں سے غوامض سلوک کے مستنبط خواجہ محمد بدرالدین اسحاق کے داماد کریم الدین نے جو شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس سرہ کے پوتے ہوتے ہیں عجیب و غریب معنی استنباط کیئے ہیں وہ فرماتے ہیں جناب شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ فرمایا کہ استر ذہبک تو اسکا مفہوم بالکل معلوم اور ظاہر ہے محتاج بیان نہیں لیکن سلطان المشائخ نے جو اونکے جواب میں فرمایا کہ استر ذہبک و ذہابک و مذہبک تو البتہ آخر کے یہ دونون لفظ غور طلب ہیں اور اس محل میں جو کچھ اون سے سمجھا جاتا ہے معرض بیان میں لایا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ اس رستہ کے معاملہ سلوک کو مخفی و پوشیدہ رکھنا نہ صرف ضرور و واجب ہے بلکہ فرض ہے تاکہ یہ دینی معاملہ منظر عام میں نہ آئے اور خلائق کا منظور نظر نہ ٹھیرے کیونکہ خلق کی نظر ایک نہایت ہی قوی آفت ہے جسکا دفعیہ بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ خدا تعالی ایک برگزیدہ اور منتخب بندہ پر اپنا کرم کرتا اور مقام محبت سے درجہ محبوبیت میں پہنچا تا ہے لیکن اسکے ساتھ ہی اوسے یہ ہرگز منظور نہیں ہوتا کہ خدا کے معاملہ پر کسیکو اطلاع دے۔ پس ایک ایسی چیز اوسکے حال کے نامزد کرتا ہے جسپر ظاہر میں مخلوق کی نظر پڑتی ہے اور خلق اوس چیز کی گفتگو میں مبتلا ہو جاتی ہے اور اوس محبوب کا معاملہ پردہ میں مستور و مخفی رہتا ہے

یہانتک کہ جب خدا کے دوستون مین سے کسی دوست کے پاؤن کو دنیا اور اوسکا جاہ وجلال بوسہ دیتے ہین تو وہ اوس سے محض بیزار ومتنفر ہوتا ہے اور اوسکا باطن خدا تعالی کی محبت مین ایسا مستغرق ومحو ہوتا ہے کہ اوسے کسی چیز کی پروا نہین ہوتی اور دین ودنیا کی طرف میل نہین کرتا اگرچہ خلق کی نظر دنیا کے مسخر وفرمانبردار ہونے پر پڑتی ہے لیکن وہ نہایت اطمینان اور دلجمعی سے خدا تعالی کی محبت کے سجادہ پر راسخ ومستقیم رہتا ہے **بیت** تا ذوق درونم خبر ے میدہد[۱] از دوست ٭ از طعنۂ دشمن بخدا گر خبرستم ٭ اسیوجہ سے اس قسم کا ولی اغیار کی نظرون سے محفوظ و مامون رہتا اور عالم مشاہدہ وقرب مین ہر روز بلکہ ہر ساعت مزید ترقی کرتا ہے۔ پس یہ دونون لفظ یعنے ذہاب ومذہب۔ آمر ذہبک کے جواب مین نہایت درست اور چسپان ہین۔ الغرض شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کپڑے اور اشرفیان قبول نہ کین اور جب خدام سلطان المشائخ نے شیخ کا اصرار وانکار دیکھا تو اون تحفون کو شیخ رکن الدین کے بھائی مولانا عماد الدین اسمعیل کے سامنے پیش کیا مگر مولانا عماد الدین نے بھی شیخ رکن الدین کی موافقت کی وجہ سے قبول نہین کیا۔ اسی اثنار مین شیخ رکن الدین نے مولانا عماد الدین کو اشارہ کیا کہ تم سلطان المشائخ کے عطیات کو رد نکرو بلکہ بخوشی قبول کرو۔ چنانچہ مولانا عماد الدین نے جو کثرت علم وفضل اور ورع وتقوی سے آراستہ وپیراستہ تھے اپنے شیخ کا اشارہ پاتے ہی سلطان المشائخ کے تحائف کو قبول کرلیا۔ چوتھے مرتبہ سلطان المشائخ اور شیخ رکن الدین مین باہم ملاقات یون ہوئی کہ جناب سلطان المشائخ بیمار پڑے اور شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہ العزیز آپکی عیادت کے لیئے آئے یہ زمانہ عشرۂ ذیحجہ کا تھا جب دونون بزرگوارون مین ملاقات ہوئی تو شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ یہ عشرہ ذیحجہ ہے اس زمانہ مین ہر شخص حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیئے کوشش کرتا ہے لیکن مین نے سلطان المشائخ کی زیارت حاصل کرنے کی کوشش کی تاکہ حج کا ثواب حاصل ہو شیخ رکن الدین کی یہ تقریر سنکر سلطان المشائخ آنکھون مین آنسو بھر لائے اور انواع کرم کے ساتہ معذرت کی۔ پانچوین مرتبہ ان دونون حضرات کی باہمی ملاقات کا یہ سبب ہوا کہ جب حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی بیماری نے شدت پکڑی اور روز بروز مرض کو غلبہ ہوتا گیا یہانتک کہ غلبہ محبت وعشق کی وجہ سے دن مین کئی کئی مرتبہ غائب ہوجاتے اور پھر کئی کئی مرتبہ حاضر ہوتے ایسی حالت مین شیخ رکن الدین آپکی عیادت کے لیئے تشریف لائے۔ شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** خنک[۲] آن رنج کہ یارم بعیادت بسر آید ٭ دردمندان بجز این دوست ندارند دوا را ٭ جسوقت شیخ رکن الدین تشریف لائے تو جناب سلطان المشائخ

---

[۱] جبتک میرا دلی ذوق دوست کی خبر دیتا ہے اوسوقت تک بخدا طعنہ دشمن کی مجھے خبر نہین ہوتی ۱۲
[۲] وہ رنج ومرض نہایت مبارک ہے جس مین عیادت کے لیئے میرا دوست میرے پاس آئے کیونکہ دردمند بجز اس دوست کے اور کوئی دوا نہین رکھتے ۱۲ ٭ ۱۲۔

چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور اتنی طاقت نہ تھی کہ چارپائی سے نیچے اوتر سکیں ملاقات کے بعد ہرچند سلطان المشائخ نے شیخ رکن الدین کو اپنی چارپائی پر بٹھایا لیکن وہ نہیں بیٹھے۔ انجام کار کرسی لائی گئی اور شیخ رکن الدین کرسی پر جلوہ آرا ہوئے۔ تمام یاران مجلس سخت متحیر تھے کہ اسوقت سلطان المشائخ عالم تحیر مین ہین باہم مکالمہ اور سوال وجواب کسطرح ہوگا لیکن سلطان المشائخ اپنے اوس کمال کیوجہ سے کہ خدا تعالی نے آپ مین ودیعت رکھا تھا ہوش وحواس مین آئے اور شیخ رکن الدین سے باتین کرنے مین مشغول ہوئے۔ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اَلْاَنْبِیَاءُ یُخَیَّرُوْنَ عِنْدَ الْمَوْتِ یعنے حضرات انبیاء علیہم السلام کو موت کے وقت اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہین تو ہمیشہ دنیا مین رہین اور چاہین تو اپنے مولا کے پاس چلے جائین۔ چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مَا مِنْ نَبِیٍّ یَمُوْتُ اِلَّا وَ یُخَیَّرُ۔ یعنے جب کسی نبی کو موت آتی ہے تو اوسکو اختیار دیدیا جاتا ہے۔ اور اولیا۔ انبیا کے خلفا اور ورثا ہین اور جب یہ ہے تو اونہین بھی اختیار حاصل ہے کہ خواہ دنیا مین رہین خواہ مولا کے پاس چلے جائین۔ جب قصہ یہ ہے تو سلطان المشائخ کو چاہیئے کہ اپنی زندگی کی جسکے ساتھ حقیقت مین تمام جہان کی زندگی وابستہ اور متضمن ہے رب العالمین کی درگاہ سے چند روز کے لیئے درخواست کرین۔ یہانتک کہ ناقصونکو کمال حاصل ہو جائے اور وہ نقص کے درجے سے نکلکر تکمیل کے مرتبہ کو پہونچ جائین۔ سلطان المشائخ شیخ رکن الدین کی یہہ تقریر سنکر پرنم آنکھون سے آنسوؤنکی ندیان بہاکر فرمانے لگے کہ مین نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے کہ فرما رہے ہین۔ نظام! تیرا اشتیاق ہمین انتہا سے زیادہ ہے۔ جونہی یہ کلمہ آپکی زبان مبارک سے نکلا۔ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ اور تمام حاضرین مجلس زار وقطار رونے لگے اسکے تہوڑے عرصہ کے بعد شیخ رکن الدین اپنے مقام کی طرف لوٹ گئے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ اس بندہ نے شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی کی سعادت اپنے جد مادری جناب مولانا شمس الدین دامغانی کے ہمراہی مین حاصل کی ہے۔ شہر دہلی مین تغلق کے عہد حکومت مین اور آپکے دسترخوان کا حق نمک اس بندہ کے ذمہ ثابت ہوا ہے۔

تیرہوان نکتہ سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی بعض کرامتون کے بیان مین۔

جناب سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ ایکدن ایک مجمع مین تشریف رکھتے تھے اور خواجہ محمود پٹوے بھی جو شیخ شیوخ العالم فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز کے باخلاص وبے ریا مرید تھے اوس مجمع مین موجود تھے اثنار گفتگو مین خواجہ محمود بیان کرنے لگے کہ مین ابتدائے حال مین خواب مین لطیف اور صاحب جمال صورتین دیکھتا تھا اور اسی قسم کی بہت سی حکایتین لگاتار بیان کرنے لگے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اس قسم کی باتین اکثر ہوتی رہتی ہین۔ ایکدن مین چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک فرشتہ چاند کی صورت مین آیا اور میری چارپائی کے پاس کھڑے ہوکر کہنے لگا کہ ایک درویش دوا

کہڑا ہوا ہے لبعدہ فرمایا کہ چہار شنبہ کے روز استوا کے وقت ایک نور آسمان سے نیچے اوترتا ہے اور جب شنبہ کا دن ہوتا ہے تو آفتاب نکلنے کے بعد وہ نور آسمان کی طرف چڑہ جاتا ہے - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص سلطان المشائخ کی خدمت مین کہانا لیگیا - اثناء راہ مین اوسکے دل مین خیال گذرا کہ اگر سلطان المشائخ اپنے دست مبارک سے میرے منہہ مین ایک لقمہ دین تو میری ٹری خوش قسمتی اور کامیابی کی دلیل ہے چنانچہ اوسکا بیان ہے کہ جب مین سلطان المشائخ کی خدمت مین پہنچا تو اوسوقت دسترخوان اوٹہہ چکا تہا اور آپ پان چبا رہے تہے - جون ہی مین حاضر ہوا آپنے دہن مبارک سے پان نکالا اور دست مبارک سے میرے منہہ مین ڈالدیا اور فرمایا کہ لے یہ اوس سے بہتر ہے - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ چند عزیزون کو سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہونے کا اتفاق پڑا - ان مین ایک دانشمند بہی تہا جو ہنوز سلطان المشائخ کی کرامت کا معترف نتہا اتفاق سے ان عزیزون نے آپکی خدمت مین پیش کرنیکے لیئے مختلف اقسام اور متعدد قیمتونکی مٹہائیان خریدین اس دانشمند نے کہا کہ یہ مختلف ہدیئے ایک جگہہ جمع کرکے سلطان المشائخ کے سامنے رکہنا خادم سب اٹہاکر آپکی نظر کردے گا یہ کہکر اسنے رستہ مین سے تہوڑ لیسی خاک اٹہالی اور ایک کاغذکی پڑیا باندہکر اپنے پاس رکہہ لی - جب سب لوگ سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچے اور ہر شخص نے اپنی لائی ہوئی شیرینی آپکے سامنے پیش کی تو اس دانشمند نے بہی کاغذکی پڑیا مٹہائی مین رکہدی خادم نے دستور کے موافق مٹھائی اٹھانی شروع کی اور اسکے ساتہ ہی کاغذکی پڑیا بہی اٹہانے لگا - سلطان المشائخ نے خادم کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس پڑیا کو یہین چہوڑ دے کیونکہ یہ سرمہ خاص ہماری آنکہونکے لگانے کا ہے - سلطان المشائخ کی زبان مبارک سے یہ لفظ نکلتے ہی دانشمند نے توبہ کی اور آپکی کرامت کا بدل معترف ہوا - زان بعد سلطان المشائخ نے اوسے خلعت خاص سے مشرف فرمایا اور دلجوئی کرکے ارشاد کیا کہ اگر تجہے وظیفہ یا روٹی کی حاجت ہے تو ہم سے بیان کرتا کہ ہم اوسکا انتظام کردین - قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تہے کہ مین گہر سے وضو کرکے سلطان المشائخ کی خدمت مین آیا چونکہ مین نے تجدید وضو نہین کی ہتی اس لیئے میرے دلمین ایک طرحکی تشویش تہی سلطان المشائخ نے باطنی نور سے دریافت کرلیا اور مجہہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ایک مرتبہ سید اجل کا فرزند میرے پاس آیا - ہرچند کہ مین اوس سے باتین کررہا تہا لیکن حاضر نہین پاتا تہا آخرکار مین نے کہا سید ! کیا حال ہے کہ مین تمہین غائب دیکہتا ہون جواب دیا کہ مخدوم مین نے گہر مین وضو کیا تہا لیکن دوسری مرتبہ نیا وضو نہین کیا اور خدمت اقدس مین حاضر ہوگیا - اسوجہہ سے میرے دل مین تردد و تشویش ہے - مین نے کہا سید ! جاؤ وضو کرکے آؤ اور فارغ البالی اور خاطر جمعی سے بیٹہو - قاضی محی الدین کاشانی کہتے ہین کہ جون ہی خواجہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلکر میرے کان مین پہونچے مین فوراً اٹہکر آداب خدمت بجالایا اور عرض کیا کہ مخدوم ! یہی میرا بہی واقعہ ہے آپنے مسکرا کر فرمایا جاؤ وضو کرکے آؤ - ایکدن ذو

سلطان المشائخ کی خدمت میں ساتھ ہوکر آئے ان میں سے ایک شخص نے بے احتیاطی سے وضو کیا تھا جب دونوں سلطان المشائخ
کے پاس پہونچے تو سب سے پہلے جو بات سلطان المشائخ کی زبان مبارک سے نکلکر ان کے کانوں میں پہونچی وہ یہ تھی کہ وضو میں
اچھی طرح احتیاط کرنا چاہیئے کیونکہ اَلْوُضُوْءُ سِرٌّ مِنْ اَسْرَارِ اللّٰہِ یعنی وضو خدا کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے
قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ سلطان علاؤالدین کے عہد حکومت میں۔ میں بیگناہ قید میں
ڈالا گیا تھا جب میرے قید کے زمانہ نے طول کھینچا تو میں نے ایک شخص کی زبانی سلطان المشائخ سے کہلا بھیجا کہ میں بغیر کسی
جرم کے قید میں ڈالدیا گیا ہوں اور کوئی میری خبر نہیں لیتا۔ اس صورت میں میں نہیں جانتا کہ میرا کیا حال ہوگا۔
سلطان المشائخ نے میرے پاس تین کندوریاں بھیجیں اور فرمایا کہ ان میں سے ایک کندوری روزمرہ کھا لیا کرو میں نے
ایسا ہی کیا خدا کی شان کہ تیسرے دن مجھے قید خانہ سے رہائی ہوگئی۔ مولانا وجیہ الدین پائلی روایت کرتے ہیں کہ
ایک دفعہ میں بیمار پڑا۔ دق کا آغاز ہوگیا تھا۔ طبیبوں نے متفق ہوکر مجھے مشورہ دیا کہ کسی ایسے باغ میں سکونت رکھو
جو لب دریا واقع ہو۔ میں نے کہا کہ باغ میں تنہا سکونت کرنا دشوار ہے اور سلطان المشائخ کا مکان لب دریا ہے میں
وہاں جاکر چند روز رہ سکونگا چنانچہ طبیب کی تجویز ہوئی دوائیں ساتھ لیکر سلطان المشائخ کے در دولت پر
حاضر ہوا۔ جب میں سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اوسوقت آپ روزہ افطار کرچکے تھے چونکہ موسم جاڑے کا
تھا ایک شخص تازہ منڈیاں آپکے لیئے لایا تھا جسے آپ تفکہ کے طور پر تناول فرما رہے تھے مجھے دیکھکر فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
آؤ اور اس میں میرے ساتھ شریک ہوجاؤ۔ چونکہ مجھے دق کی ابتدا تھی اور منڈی گرم ہوتی ہے اسلیئے میں آپکے
ساتھ اول اول شریک ہوتے ہوئے ہچکچایا لیکن پھر آپکے حکم کے بموجب شریک ہوگیا۔ جب میں اوسی جلسہ میں حضرت
سلطان المشائخ کے پاس سے اٹھا تو اپنے تئیں کامل تندرست اور بالکل صحیح سالم پایا حتی کہ اسکے بعد محتاج علاج نہیں ہوا
مولانا بدرالدین جنہیں سلطان المشائخ کا رفیق ہی کہا جاتا تھا اور جو نہایت منصف مزاج اور راستباز شخص
تھے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات سلطان المشائخ کی دہلیز میں ایک اونٹ دیکھا جو کہڑکی کے باہر کی طرف سے
آیا اور سلطان المشائخ کے حجرے کے متصل کہڑکی کے نیچے کہڑا ہوگیا۔ سلطان المشائخ اونٹ پر سوار ہوئے اور وہ
آپکو لیکر ہوا میں اوڑ گیا میں یہ دیکھکر بے خود ہوگیا۔ اور جب ایک زمانہ گذر گیا تو ہوش میں آیا مگر نیند اوچٹ گئی
تھی ساری رات جاگتا اور چارپائی پر کروٹیں بدلتا رہا۔ پچھلی رات کو صبح ہوتے دیکھا کہ وہی اونٹ آیا اور اوسی
کہڑکی کے نیچے کہڑا ہوگیا۔ سلطان المشائخ نے کہڑکی کہولی اور حجرہ کے اندر تشریف لائے اور اونٹ لوٹ گیا۔
کاتب حروف نے نہایت معتبر اور ثقہ لوگوں سے سنا ہے کہ شیخ نجم الدین صفاہانی پورے سات سال تک خانہ کعبہ کے

اور رہے اونہون نے حرم کے متصل اپنی سکونت کے لیئے ایک مکان تیار کیا تہا جہان سے بیٹھکر ہمیشہ خانۂ کعبہ پر نظر پڑتی تہی شیخ نجم الدین کا اہل کمال کے زمرہ مین شمار کیا جاتا تہا اور آپ اولیاء اللہ مین بڑے رتبہ کے شخص تہے۔ ایکدن مکہ کے مجاورون نے آپسے دریافت کیا کہ اس مین کیا حکمت ہے کہ آج سلطان المشائخ ایک عالم کے مقتدا و پیشوا ہین اور بندگان خدا کو مقصد پر پہنچاتے ہین لیکن خانۂ کعبہ کی زیارت کو نہین آتے اور حج کی دولت سے مشرف نہین ہوتے شیخ نجم الدین نے فرمایا کہ سلطان المشائخ اکثر اوقات فجر کی نماز کے وقت خانۂ کعبہ مین حاضر ہوتے ہین اور جماعت مین ہماری موافقت کرتے ہین کاتب حروف عرض کرتا ہے ممکن ہے کہ یہ اونٹ جسپر سوار ہوکر سلطان المشائخ سیر کو جاتے تہے فرشتہ ہو جو غیب سے آتا اور سلطان المشائخ کو خانۂ کعبہ مین لیجاتا ہو۔ خواجہ ابوبکر وراق جو حضرت سلطان المشائخ کے شرف قربت اور مصلاداری کے ساتہ مشرف و ممتاز تہے فرماتے ہین کہ ایکدفعہ سلطان المشائخ نے مجہے اپنا جبہ خاص عنایت فرمایا مین اس عطیہ اور بخشش کے شکرانہ مین چند چیزین مرتب کرنے لگا کہ سلطان المشائخ کے حضور مین پیش کرون۔ اسی اثنا مین ایک شخص نے کہا کہ تم نے شکرانہ کا اسقدر اہتمام کیا ہے کہ یہ جبہ اونکی قیمت مین برابر سرابر پڑ رہے گا مین اس بات سے نہایت منغص و پریشان ہوا لیکن جب مین اپنا مرتب کیا ہوا شکرانہ سلطان المشائخ کی خدمت مین لیگیا تو آپنے خادم سے فرمایا کہ اس مین سے صرف سیر بہر گہی لیلو باقی واپس کردو۔ مینے عرض کیا کہ حضور! یہ کوئی چیز نہین ہے براہ عنایت جو کچہ مین لایا ہون اوسے نظر قبول سے دیکہین۔ سلطان المشائخ نے مسکراکر فرمایا کہ مبادا میرا جبہ انکی قیمت مین برابر سرابر پڑے سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ اس سے پیشتر مین غیاث پور سے کیلوکہری کی مسجد مین جمعہ کی نماز کیلیئے پاپیادہ جایا کرتا تہا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ گرمی کا موسم تہا دہوپ نہایت تیز اور سخت پڑ رہی تہی گرم ہوائین بڑی تندی و تیزی کے ساتہ چل رہی تہین اور رستہ دور کا تہا یعنے غیاث پور سے مسجد کیلوکہری تک پورے ایک کوس کی مسافت تہی اور ان تمام باتون کے ہوتے مین روزے سے تہا چلتے چلتے میرا سر گہومنے لگا اور پیاس کا غلبہ ہوا۔ مین ایک دکان مین بیٹہ گیا اور خیال آیا کہ اگر اسوقت کوئی سواری ہوتی تو اوسپر سوار ہوکر مسجد تک پہونچ جاتا اسکے بعد فوراً ہی شیخ سعدی کی یہ بیت میرے دل مین گذری ؎ ما قدم از سر کنیم در طلب دوستان ٭ راہ بجائی نبرد ہر کہ باقدام رفت[۱] ٭ لہذا مین نے اس خطرہ سے توبہ کی اسکے تین دن بعد شیخ ملک یار پران کا خلیفہ میرے پاس ایک خوبصورت گہوڑی لایا اور کہا کہ اسے قبول کیجیئے مین نے کہا کہ تم خود درویش ہو تم سے یہ ہدیہ کیونکر قبول کرون خلیفہ نے جواب دیا کہ آج تیسری شب ہے کہ شیخ ملک یار پران رحمۃ اللہ علیہ نے مجہسے خواب مین فرمایا ہے کہ یہ گہوڑی

۱؎ ہم دوستونکی طلب مین سر کو قدم بناتے ہین کیونکہ جو شخص اس راہ مین قدم کے ساتہ چلتا ہے وہ منزل مقصود کو نہین پہونچتا۔ ۱۲

فلان شخص کے پاس لیجا اور اونکی نظر کر۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے اوسے جواب دیا کہ تمہارے شیخ نے بیشک ایسا فرمایا ہے لیکن تاوقتیکہ میرے شیخ اس ہدیئے کو قبول کرنیکی اجازت ندینگے مین کبھی قبول نہین کرسکتا۔ چنانچہ جب رات ہوئی اور مین حسب معمول سویا تو جناب شیخ شیوخ العالم قدس سرہ کو خواب مین دیکھا آپ مجھے فرمارہے ہین کہ نظام! ملک یار پران کی خاطر سے گھوڑی قبول کرلو جب دوسرا دن ہوا تو پھر شیخ ملک یار پران کا خلیفہ آیا اور گھوڑی پیش کی مین نے اوسے خدا کا فرستادہ سمجھکر قبول کرلیا اوسروز سے پھر کوئی موقع ایسا نہین ہوا کہ میرا گھر گھوڑے سے خالی رہا ہو ایک عرصہ کے بعد مینے وہ گھوڑی اپنے بھانجے خواجہ محمد کو دیدی۔ جب سلطان المشائخ یہ حکایت نقل کرچکے تو قاضی محی الدین کاشانی نے فرمایا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ فِي الْحَرَّ قَضَى اللّٰهُ حَوَائِجَهُ بِالْخَطَرَاتِ یعنے جو شخص خدا تعالی کی جلتی دھوپ اور گرمی مین پرستش کرتا ہے خدا تعالی اوسکی تمام حاجتین خطرات سے بر لاتا ہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عزیز نے سلطان المشائخ کے روزہ افطار کرنے کے وقت خیال کیا کہ اگر سلطان المشائخ اوس پانی کا بقیہ مجھے عنایت کرین جس سے آپ روزہ افطار کرینگے تو مین جانونگا کہ آپ صاحب کرامت ہین۔ اسی اثنا مین سلطان المشائخ نے افطار سے بچے ہوئے پانی کی نسبت فرمایا کہ یہ پانی اوس عزیز کو دیدو چنانچہ اوس نے فورًا توبہ کی اور اپنی اس لغزش سے استغفار کی۔ جب سلطان المشائخ کہانے سے فراغت پاکر بالاخانہ پر تشریف لائے اور اپنے معمولی مقام پر بیٹھے تو اوس عزیز کو دوسرے یارون کے ساتھ طلب کیا جب خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے تو سلطان المشائخ نے فرمایا عزیز و خدا تعالی کا ایک بندہ ہے جس نے چالیس سال سے سیر ہوکر کہانا کہایا ہے نہ پانی پیا ہے۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب مین ابتدائی عمر کے مرحلے طے کررہا تہا تو اپنے دل مین عزم بالجزم کرچکا تہا کہ نہ تو کوئی کتاب لکھاؤنگا نہ قیمتًا مول لونگا اتفاقًا اوسی زمانہ مین ایک شخص میرے پاس امام غزالی کی اربعین لایا جسکی وضع قطع مجھے بہت ہی اچھی معلوم ہوئی مینے اپنے دلمین کہا کہ مین عہد کرچکا ہون کہ کوئی کتاب قیمتًا نہ لونگا اگرچہ یہ کتاب نہایت عمدہ اور خوبصورت ہے لیکن مین اپنے عہد سے پھر نہین سکتا۔ یہ سوچکر مینے کتاب کو واپس کردیا مگر اسکے ساتھ ہی میرا دل ہمیشہ اوس کتاب کے لئے بے چین رہا۔ چند روز نہ گذرنے پائے تھے کہ وہی کتاب میرے پاس ہدیۃً آئی مینے فورًا قبول کرلیا اور شکر خدا بجا لایا۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ کی خدمت مین ایک شخص آیا دیکھا کہ درویشون اور خدمتگارون کا حال نہایت تباہ ہے شب روز ناکامیابی مین گذارتے ہین اور فقر و فاقہ کی وجہ سے بُرے حال مین ہین اوس نے سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ اگر آپکی اجازت ہو تو مین حضور کو سونا بنانا سکہا دون تاکہ ہر روز سونے کا ایک ڈھیر آپکے پاس موجود رہے اور آپکے خدمتگار راحت و آرام سے زندگی بسر کرین۔ سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ رنگ آمیزی عیسائیون کا کام ہے اور

سونا بنانا یہودیونکی صفت ہے محمدیون کے نزدیک زر بنانا حقیقت مین زرد روئی ہے۔ ہمین دنیاوی مال و دولت کیطرف میل ہے نہ فانی سونے کی خواہش دنیا کے جاہ و جلال کی حاجت ہے نہ عقبیٰ کی خواہش۔ بلکہ ہم اپنی تمام حاجتین اور مرادین قاضی الحاجات سے چاہتے ہین کیونکہ وہی ہمارا مقصود و مراد ہے ع دنیا بچہ کار آید و فردوس چہ باشد ؎

ایک راستباز اور صادق القول عزیز نے سلطان المشائخ کو خواب مین دیکہا کہ آپ بہشت مین ایک مرصّع و مکلف تخت پر جلوہ آرا ہین اور اس خواب دیکہنے والے سے فرمارہے ہین کہ حق تعالی مجہے ہر روز وظیفہ عنایت کرتا ہے۔ یہ شخص سلطان المشائخ کی ہیبت و خوف کی وجہ سے دریافت نکر سکا کہ وہ وظیفہ کیا ہے اور اس وظیفہ سے کیا مراد ہے لیکن خود سلطان المشائخ نے اوسکی تشریح اس طرح بیان کرنا شروع کی کہ حق تعالی دنیا مین جو خلق کو مجہسے وظیفہ دلواتا تہا اوس کو قبول فرمایا اور اپنے فضل و کرم سے اوس وظیفہ کی عوض ہزارون دوزخی میرا وظیفہ مقرر کیے جن مین سے ایک کافی تعداد روزمرہ مجہے بخشتے ہین۔ ایک اور عزیز نے ایک حکایت نقل کی کہ مین اپنے قصبہ سے سلطان المشائخ کی زیارت کرنے کے لیئے روانہ ہوا۔ رستہ مین میرا گذر قصبہ لونڈی پر ہوا جب مین اس قصبہ مین پہونچا تو خیال پیدا ہوا کہ یہان بہی ایک کامل درویش شیخ موہن سکونت رکہتے ہین اون سے بہی ملاقات کرتا چلون چنانچہ مین اونکی خدمت مین حاضر ہوا فرمایا کہان جانے کا قصد ہے۔ مین نے کہا سلطان المشائخ کی خدمت مین کہا جب تم وہان پہونچو تو سلطان المشائخ کو میرا سلام پہونچا کر کہنا کہ مین وہی شخص ہون جو ہر شب جمعہ کو خانۂ کعبہ مین آپ سے ملاقات کرتا ہون چنانچہ جب مین سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچا اور سعادت قدم بوسی حاصل ہوئی تو مین نے عرض کیا کہ قصبہ لونڈی مین ایک درویش رہتے ہین اونہون نے آپکو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ مین وہی شخص ہون جو ہر شب جمعہ کو خانۂ کعبہ مین آپ سے ملاقات کرتا ہون۔ سلطان المشائخ اوسکی اس بات سے منغص ہوئے اور فرمایا کہ بیشک وہ درویش قابل و لائق ہے لیکن افسوس زبان کو اپنے قبضہ مین نہین رکہہ سکتا۔ خواجہ مبہاج جو سلطان المشائخ کا ایک مخلص و بے ریا معتقد اور جان نثار مرید تہے بیان کرتے ہین کہ مجہے ایکدفعہ مجلس سماع منعقد کرنے کا اتفاق پڑا لیکن اس سے پیشتر کہ مین اس قسم کی مجلس مرتب کرون۔ سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ مین مجلس سماع مرتب کرنا چاہتا ہون فرمایا اچہا ہے بہتر ہوگا چنانچہ مین نے شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کے بلند اقبال پوتون اور دیگر یارون کو غیاث پور بلایا۔ ابہی شہر کے دوست و عزیز تشریف نہین لائے تہے کہ ہر شخص نے تقاضا شروع کر دیا کہ قوال حاضر ہین آپ اجازت دیجیے کہ گانا شروع کرین۔ مین نے معذرت کی کہ ہنوز بہت سے یار دوست نہین آئے ہین اور کہانا تیار

نہین ہوا ہے بہتر ہوگا کہ ذرا توقف فرمائین لیکن اہل مجلس نے میری اس معذرت کو رغبت کے کانون سے نہین سنا اور سختی کے ساتہ فرمایا کہ راگ چہیڑنے کی اجازت دو ورنہ ہم جاتے ہین کہانا تیار نہین ہے تو ہم بازار سے کہانا منگائے لیتے ہین چنانچہ اونہون نے جہٹ آدمیونکو دوڑا دیا اور کہانا منگاکر خود کہایا اور دوسرے لوگونکو بہی دیا سماع چہڑ گیا لیکن کسیطرح کا ذوق وشوق پیدا نہین ہوا مین نہایت تشویش وتردد مین تہا کہ مجلس بے ترتیب اور درہم برہم ہوئی جاتی ہے اسی ناگواری کی حالت مین مین سر نیچے کئے بیٹہا تہا کہ دفعۃً سر اوپر اٹہایا دیکہتا ہون کہ جناب سلطان المشائخ حوض کے [illegible] پر کہڑے ہوئے ہین۔ مین یہ دیکہکر اپنے آپے سے باہر ہوگیا اور جب ہوش مین آیا تو سماع سے سخت متاثر تہا آنکہہ اٹہاکر ادہر اودہر دیکہتا ہون تو شہر کے دوست وآشنا بہی رونق افروز مجلس ہو رہے ہین۔ جب مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور یہ تمام کیفیت عرض کی تو آپنے اسکی تصدیق کی اور فرمایا جس مقام پر اس ضعیف کے یار دوست ہوا کرین اونہین چاہئیے کہ اس ضعیف کو حاضر تصور کرلیا کرین۔ یہی خواجہ منہاج جنکا ابہی ذکر ہوا ہے کہتے تہے کہ ایک رات کو مین سلطان المشائخ کے گہر مین تہا خدام نے آپکی چارپائی باہر بچہا دی تہی اور سونے کا لباس اوپر آراستہ کردیا تہا جماعت خانہ کے زینہ اور سلطان المشائخ کی چارپائی پر ایک بہیگا ہوا کپڑا پڑا ہوا تہا شب کا ایک بڑا حصہ گذر گیا تہا کہ سلطان المشائخ کی چارپائی کے اوپر سے نور کا ایک ستون نمودار ہوا جو بڑہتے بڑہتے آسمان سے باتین کرنے لگا اور جسکی روشنی سے جماعت خانہ کا صحن اور دریا کے کنارے روشن ہوگئے۔ مجہپر ایک ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ ایک گوشہ مین جاچہپا اور اپنے تئین سویا ہوا ظاہر کیا۔ ایکدفعہ شیخ نورالدین فردوسی نے اپنے تین یارون کو سلطان المشائخ کی خدمت مین بہیجا اور اونکی معرفت آپکو پیام دیا کہ مین نے شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کی روح کو ثواب پہونچانے کی غرض سے کہانا تیار کیا ہے مہربانی فرماکر غریبخانہ پر تشریف لائیے لیکن جسوقت یہ تینون شخص راستہ مین تہے تو ان مین سے ایک نے کہا تہا کہ اگر سلطان المشائخ شیخ ہین تو مجہے کوئی ایسی چیز دین جو کہانے کے قابل ہو دوسرے نے کہا تہا اگر مجہے کوئی کپڑا دین تو جانون کہ شیخ ہین۔ تیسرے نے کہا تہا کہ بہائیو! بزرگون کا امتحان اچہا نہین ہے تم کسی بات کا اندیشہ نکرو اور خلوص کے ساتہ اونکی خدمت مین حاضر ہو چنانچہ جب لوگ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شیخ نورالدین کا پیام دیا تو آپنے فرمایا آج ہم نے بہی کہانا تیار کیا ہے اسلئے ہم وہان نہین جاسکتے اگرچہ ہم بظاہر تم تک نہین پہونچ سکتے لیکن ہمارا دل تمہارے ساتہ متعلق ہے۔ ہنوز یہی باتین ہو رہی تہین کہ ایک شخص ایک دہی کی ہنڈیا اور چار روپے نقد لایا۔ سلطان المشائخ نے خادم سے اشارہ کیا کہ یہ نقدی اوس شخصکو دے دو۔ اور اشارے سے اوس شخصکو بتاکر فرمایا کہ تو نے کہانے کی قابل کوئی چیز مانگی تہی

اور دلمین چاندی کا خیال کیا تہا۔ ازان بعد خادم سے فرمایا کہ کپڑا لاکر اس دوسرے شخصکو دیدو۔ پہر تیسرے شخص کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ بزرگون کی خدمت مین اسیطرح آنا چاہیئے جسطرح سے تو آیا ہے یہ کہکر دو روپے اوسے بہی عنایت فرمائے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ شیخ نورالدین فردوسی کو سلطان المشائخ کی خدمت مین چندان اخلاص نہ تہا بلکہ اوسکے دل مین آپکی طرف سے ایک طرحکا رشک تہا جسے وہ ہمیشہ پوشیدہ رکہتا تہا جب وہ شہر سے آیا تہا تو کیلوکہری کی حدود مین جمنا ندی کے کنارہ اپنی سکونت کے لیئے ایک مقام مرتب کیا تہا اور اوسے پہل پہولدار درختون سے خوب سجایا تہا۔ شیخ نورالدین کے لڑکو نکو جو نوخواستہ جوان تہے اور اونکے خام طبع مریدونکو سلطان المشائخ کے غلامون اور معتقدون سے عداوت تہی۔ اکثر ایسا ہوتا تہا کہ یہ لوگ کشتی مین سوار ہوکر گاتے ناچتے۔ سلطان المشائخ کے گہر کے نیچے سے گذرا کرتے تہے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ یہ لوگ نماز فجر کے بعد کشتی مین سوار ہوکر اپنی جمعیت کے ساتہ گاتے اور ناچتے ہوئے سلطان المشائخ کے مکانکے آگے سے گذر رہے تہے۔ اوسوقت جناب سلطان المشائخ جماعت خانہ کے زینہ پر مشغول بیٹہے تہے اور کاتب الحروف کے والد بزرگوار بہی اس مجلس مین حاضر اور سلطان المشائخ کے آگے مودب کہڑے تہے۔ جب کشتی والے شور و غل مچاتے اور سماع و رقص کرتے ہوئے سلطان المشائخ کی نظر مبارک کے سامنے آئے تو آپنے فرمایا سبحان اللہ ایک شخص سالہا سال سے ہسکام مین خون جگر کہا رہا ہے اور اپنی جان اس راہ مین قربان کر رہا ہے اور دوسرے نوخواستہ اور ناتجربہ کار لوگ ہین جو کہتے ہین تو کون ہے کہ ہمارے ساتہ برابری کا دعوی کرتا ہے یہ کہکر آپنے اپنا دست مبارک آستین سے نکال لیا اور انکی طرف اشارہ کیا شیخ نورالدین فردوسی کے فرزندونکی کشتی اور شور و غل کے ساتہ جون ہی اپنے مقام پر پہونچی اور وہ لوگ کشتی سے اُترتے وقت شور و غل مچانے کے ارادہ سے لب دریا آئے کہ فوراً کشتی کو غیر معمولی جنبش ہوئی اور سب کے سب اوسیوقت دریا مین ڈوب گئے۔ کاتب حروف نے یہ حکایت سید السادات سید حسین اپنے عم بزرگوار سے سنی ہے اور وہ کاتب حروف کے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہین مصلح بقال کا فرزند طبابت کا پیشہ کرتا تہا اور سلطان المشائخ کا مرید تہا۔ جب سلطان المشائخ کی زیارت کیلیئے جاتا تو آپ اوسے دن ہی کو واپس کر دیتے اور شبکو اپنے پاس نہ رکہتے۔ انجام کار اوسنے سلطان المشائخ کے دردولت پر حاضر ہونا چہوڑ دیا۔ مولانا علی شاہ جاندار کہتے ہین کہ مین نے اوس سے ملکر کہا کہ یہ تو اچہا نہین کرتا ہے ہر مہینے ایکبار ضرور حاضر ہوا کر اور سلطان المشائخ کی پائبوسی کی سعادت حاصل کیا کر دن مین آپکی خدمت مین رہا کر اور شبکو اپنے گہر مین گذار دیا کر۔ لیکن میرے کہنے سے وہ ذرا بہی متاثر نہین ہوا۔ اور اوسکے بشرہ مین ملال و بے رضائی کے آثار مین نے نمایان دیکہے۔ چند روز کے بعد اوسکا پاؤن ورم کر آیا اور درد کی وجہ سے نہایت بیقرار

ہوا۔ مولانا علی شاہ کہتے ہین کہ مینے دوبارہ اوس سے کہا کہ سلطان المشائخ کے رنجیدہ ہونیکے باعث یہ تکلیف لاحق ہوئی ہے اوسنے میری اسباب کو تسلیم کیا اور عجز کرنے لگا زان بعد کثیر التعداد مبلغ مجھے دیے کہ تم اہنین سلطان المشائخ کی خدمت مین لیجاؤ اور میری جانب سے معذرت کرو۔ چنانچہ مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور یہ کیفیت عرض کی سلطان المشائخ منغص ہوئے اور مجہسے منہہ پہیر لیا۔ جب مین آپ سے رخصت ہوکر آیا تو اوس طبیب کا انتقال ہوچکا تہا کاتب حروف نے خواجہ مبارک گوپاموئی سے سنا ہے جو ایک اعلیٰ درجہ کے عزیزون مین شمار کیئے جاتے تہے کہ مین جس مرتبہ قصبہ گوپاموسے سلطان علاؤ الدین کے پاس آتا تو مجہے اوسکے دربار سے ایک مکلف خلعت جیسا کہ بادشاہ پہنتے ہین عطا ہوتا تہا اور اس قسم کا خلعت گویا میرے لیئے معمولی ہوگیا تہا یہانتک کہ مین ایکمرتبہ سلطان کے دربار مین آیا اور اوسنے اسدفعہ مجہے وہ معمولی خلعت نہین دیا بلکہ صرف ایک سپید چادر کی فرد عنایت کی جسکی وجہ سے مین نہایت نکار رہوا اور رنج وغصہ مین بہرا ہوا سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ پائبوسی کے بعد آپنے میریطرف رُخ مبارک کرکے فرمایا بیت تحفۂ شاہ بس عزیز بود * گرچہ دینار یا پشیز بود * اس بیت کے سنتے ہی مجہے ایک فرحت حاصل ہوئی اور دل کی خلش بالکل مٹگئی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ ایک مرتبہ ایک دانشمند نے سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا کہ مین آپسے بیعت کرنا چاہتا ہون لیکن سلطان المشائخ نے نور باطن سے معلوم کر لیا کہ یہ کسی اور وجہ سے آیا ہے۔ ہرچند اوسنے بیعت کے لیئے الحاح واصرار کیا لیکن سلطان المشائخ نے اوسکی بیعت لینے سے انکار کیا اور فرمایا۔ سچ بتادے تو کس نیت سے آیا ہے۔ اوسنے عرض کیا واقعی بات یہ ہے کہ ناگور مین میری ایک زمین ہے جسپر اوس موضع کا صوبہ مجہے قبضہ نہین کرنے دیتا اور مزاحمت کرتا ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اگر مین تجہے ایک رقعہ لکہکر دیدون تو تو بیعت کا ارادہ ترک کردیگا کہا بہتر ہوگا آپنے اوسیوقت وہان کے صوبہ کی طرف ایک رقعہ لکہدیا اور اوسکی غرض حاصل ہوگئی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ مین مولانا رشید لغزی کی زیارت سے فراغت کرکے واپس آتا تہا اونکے حظیرہ کے متصل ایک کوچہ پڑتا تہا وہان مینے ایک شخصکو دیکہا کہ مست اور نشہ بازونکی طرح جہومتا ہوا آتا ہے اور نہایت بے ضابطگی کے ساتہ آتا ہے اوسکی یہ حالت دیکہکر میرے دل مین خطرہ گذرا کہ مبادا اس شخص سے مجہے کوئی صدمہ پہونچے چنانچہ مین اس خیال سے دوسری طرف مُڑ گیا وہ بہی مجہے دوسری طرف جاتے دیکہکر رستہ سے منحرف ہوا اور جس طرف مین مُڑا تہا اوسی طرف روانہ ہوا۔ آخر کار مین نے خدا تعالیٰ کی طرف گریہ کیا اور کارساز حقیقی کیطرف التجا لیگیا اتنے مین اوس شخص نے مجہے آلیا اور سلام کرکے معانقہ کیا میرے سینہ کو بوسہ دیا اور کہا الحمد للہ کہ اس سینہ مین ہنوز مسلمانی کی بو باقی ہے۔ یہ کہکر چلا گیا جب مین نے مڑکر دیکہا تو

نہیں پایا اور دفعتہً غائب ہوگیا لیکن شیخ نصیر الدین محمود اس روایت کو یوں نقل کرتے ہیں کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے ایکدن میں دروازہ پل کے نزدیک چلا جاتا تھا اور نہایت مایوسی اور نا امیدی کی حالت میں تھا اپنے دل میں کہتا جاتا تھا نظام! تو کہاں اور خدا کی محبت کہاں اسی نیت سے میں شیخ رسان کے روضہ پر پہونچا اور وہاں چلہ میں بیٹھا جب چلہ تمام کرچکا تو وہاں سے واپس آنیکا قصد کیا۔ شیخ رسان کے روضہ پر ایک خشک درخت تھا جو اس چالیس روز کے عرصہ میں میرے دیکھتے دیکھتے ہرا اور تروتازہ ہوگیا تھا۔ چلتے وقت میں نے شیخ رسان کے روضہ کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ شیخ! اس خشک درخت کا حال چالیس روز میں بدل گیا لیکن میری حالت اس عرصہ میں ذرا بھی نہیں بدلی۔ یہ کہکر میں گھر کی طرف روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ لڑکھڑاتا ہوا چلا آرہا ہے مجھے خیال پیدا ہوا کہ یہ شخص مست ہے اور نشہ میں جھومتا آتا ہے میں اوس سے بچکر دوسری طرف مڑ گیا لیکن اوسنے میری ہی طرف میل کیا۔ یہاں سے بھی میں منحرف ہوا اور اوسنے اسدفعہ بھی میرا پیچھا کیا اوسوقت میں نے دل میں کہا نظام! اب خدا کی طرف گریز کر اور اوسکی جناب میں التجا لیجا۔ یہ سوچکر میں خود اوسکی طرف بڑھا اور جب نزدیک پہنچا تو دونوں ہاتھ اوپچے کیئے اور اوس شخص کے گلے لگ گیا اوسکے سینہ اور منہہ سے عطر کی خوشبو آتی تھی حالتِ معانقہ میں اوس شخص کی زبان سے نکلا کہ اے صوفی تیرے سینہ سے محبت خداوندی کی بو آتی ہے یہ کہکر غائب ہوگیا۔ **چودہواں نکتہ**۔ جناب فخر النسار رابعہ عصر بی بی زلیخا صاحبہ حضرت سلطان المشائخ کی والدہ ماجدہ رابعہ کی بعض کرامتوں کے ذکر میں۔ (یہ منجملہ اون پندرہ نکتوں کے چودہواں نکتہ ہے جو جناب سلطان المشائخ کے ذکر میں بیان کیئے گئے ہیں۔) حضرت سلطان نظام الحق والدین سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ میری والدہ مکرمہ کو خدا تعالی کے ساتھ ایک ایسی رسائی تھی کہ اگر اونہیں کوئی حاجت پیش آتی تو اوسکی تکمیل آپکو خواب میں معلوم ہوجاتی گویا اوس حاجت کی نسبت آپکو اختیار دیدیا جاتا۔ بارہا میری والدہ محترمہ میرے پاؤں کو دیکھکر فرمایا کرتی تھیں نظام! میں تجھ میں سعادت اور نیکبختی کی علامت دیکھتی ہوں تو کسی زمانہ میں بڑا صاحب اقبال اور بختاور ہوگا۔ ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہیں: **بیت** وے آیتے کہ آمد درشان کبریا: اندر جبین ناصیہ او مبین است: لیکن جب تنگ عیشی کا زمانہ سخت ہوا اور افلاس و تنگدستی نے چاروں طرف سے گھیر لیا تو میں نے والدہ سے عرض کیا کہ آپ فرماتی ہیں کہ میں سعید اور بلند اقبال ہوں لیکن میں تو اوسکا کچھ بھی اثر نہیں دیکھتا فرمایا گھبراؤ نہیں اوسکا اثر ظاہر ہوگا لیکن اوسوقت جبکہ میں اس جہان سے اوٹھ جاؤنگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ میں نے ہمیشہ تجربہ کیا ہے کہ جب کوئی مشکل یا حاجت مجھے پیش آئی جناب والدہ مکرمہ کی خدمت میں عرض کیا۔ اکثر تو ایسا ہی ہوتا تھا کہ ہفتہ کے اندر اندر حاجت برآتی اور مشکل نکلجاتی تھی لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ مہینے بھر میں حاجت روائی ہوتی تھی اور ایسا بہت کم اتفاق ہوا ہے۔

سلطان المشائخ یہی فرمایا کرتے تھے کہ جب میری والدہ محترمہ کو کوئی ضرورت وحاجت پیش آتی تو آپ پانسو دفعہ درود پڑھتیں اور اپنا دامن مبارک پھیلا کر حاجت طلب کرتیں انجام کار ویسا ہی ہوتا جیسا آپ چاہتیں۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایکدفعہ میری والدہ کی کنیز بھاگ گئی چونکہ بجز اوسکے اور کوئی خدمتگار نہ تھا اسوجہ سے آپکو گونہ ملال ہوا مصلّے پر بیٹھیں اور دامن مبارک پھیلا کر حق تعالی سے مناجات کرنا شروع کی اسی اثنا میں مینے والدہ کو فرماتے سُنا کہ کنیزک بھاگ گئی ہے اور مین نے عہد کر لیا ہے کہ تا وقتیکہ کنیزک نہ آئے گی مین سر پر ڈوپٹہ نہ ڈالونگی۔ مین والدۂ مکرمہ کی یہ بات سُنکر متامل ہوا کہ یہ آپ کیا فرما رہی ہیں اسی حالت مین ایک شخص نے دروازہ پر کھڑے ہوکر آواز دی کہ تمہاری لونڈی بھاگ آئی ہے آؤ اسے لیجاؤ۔ جس زمانہ مین سلطان علاؤ الدین خلجی کے فرزند سلطان قطب الدین نے جناب سلطان المشائخ کے ساتھ منازعت کرنا چاہی تو آپ اپنی والدہ محترمہ کے مرقد کی زیارت کے لیئے تشریف لے گئے۔ سلطان قطب الدین نے جو سلطان المشائخ سے جھگڑا کیا اوسکا ایک سبب تو یہ تھا کہ سلطان قطب الدین نے اپنے عہد حکومت مین ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تھی جب وہ بن بنا کر تیار ہوگئی تو اول جمعہ مین شہر کے تمام مشائخ وعلماء کو مدعو کیا کہ اس جمعہ کے دن اس نو تعمیر مسجد مین نماز ادا کرین۔ سلطان المشائخ کے پاس جب یہ پیام پہنچا تو آپنے فرمایا۔ ہمارے مکان کے پاس ہی مسجد ہے اور وہ اسبات کا زیادہ استحقاق رکھتی ہے کہ ہم اوسی مین نماز جمعہ ادا کرین چنانچہ آپ نو تعمیر مسجد مین جسے مسجد میری کہتے تھے تشریف نہین لے گئے۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو سلطان قطب الدین کے دربار مین یہ رسم مقرر تھی کہ تمام ائمہ وقت اور مشائخ عصر اور دربار کے امرا و وزرا ماہ نو کی مبارکبادی اور تہنیت کی رسم ادا کرنے کے لیئے جمع ہوتے تھے اور بادشاہ کو مبارکبادی دیتے تھے لیکن سلطان المشائخ اوسکے دربار مین نہ جاتے تھے بلکہ اقبال خادم کو اپنی طرف سے بھیجدیا کرتے تھے مدعیون اور حاسدون کو اپنی عداوت کے بخار نکالنے اور بادشاہ وقت سے شکایت کرنیکا اچھا موقع ملگیا۔ سلطان قطب الدین سے بیان کیا کہ آپنے جو سلطان المشائخ کی نسبت فرمان جاری کیا تھا اونہون نے اوسکی تعمیل نہین کی۔ جمعہ کی نماز کے لیئے مسجد میری مین نہین آئے اور کہلا بھیجا کہ ہم اپنے ہی محلہ کی مسجد مین جمعہ ادا کرین گے۔ علاوہ ازین ماہ نو کی تہنیت مین جسطرح اور مشائخ اور ائمہ وقت حاضر ہوتے ہین وہ نہین آتے بلکہ اپنی طرف سے ایک غلام کو بھیجدیتے ہین جس سے بادشاہ کی کسر شان ہوتی ہے۔ سلطان قطب الدین کی غیرت وحمیت کی آگ حرکت مین آئی اور بادشاہی غرور سلطنت کی نخوت۔ جہانبانی کے زور نے اوسے اسپر آمادہ کیا کہ نہایت گستاخی اور بے ادبی کے ساتھ کہہ بیٹھا کہ اگر اب کے غرہ مین سلطان المشائخ نہ آئینگے تو مین اونہین قانون کے زور سے بلاؤن گا اور نہایت بدسلوکی سے

پیش آؤنگا۔ سلطان المشائخ کے مخلص اور بے ریا معتقدون نے جو بادشاہ کے مقرب تھے اور جنکی سلطانی دربار مین بہت عزت ہوتی تھی سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر بادشاہ کے اس ارادہ سے مطلع کیا۔ سلطان المشائخ نے کچھ جواب نہین دیا اور والدۂ محترمہ کی روضۂ متبرکہ کی زیارت کو تشریف لے گئے اور کہا کہ بادشاہِ وقت میری ایذا کے درپے ہے اور مجھے سخت مصیبت و تکلیف پہونچانا چاہتا ہے۔ اگر ماہ آئندہ تک جسپر اوسنے مجھے ایذا پہونچانا منحصر رکھا ہے اوسکا کام تمام نہوجائیگا تو مین پھر کبھی تمھاری زیارت کو نہ آؤنگا اور یہ اوس راز و نیاز کے طور پر کہا جو حالت زندگی مین اپنی والدہ کے ساتھ رکھتے تھے۔ الغرض وہان سے لوٹکر دولتخانہ پر تشریف لائے۔ آپکے یار اور خدمتگار بادشاہ کی اسبات سے نہایت پریشان تھے اور ہروقت غم مین گھٹے رہتے تھے اور جون جون مہینا قریب آتا جاتا تھا عزیزون اور مخلصون کے تفکرات بڑھتے جاتے تھے لیکن سلطان المشائخ اس بھروسہ پر کہ مین اپنی والدہ مکرمہ سے عرض کر آیا ہون نہایت اطمینان اور دلجمعی سے سجادۂ کرامت پر بیٹھے ہوئے منتظر رہتے تھے کہ پردۂ غیب سے کیا حادث ہوتا ہے اب چاند ہوگیا ہے اور لوگ اس انتظار مین بیٹھے ہین کہ کل چاند کی پہلی تاریخ ہے سلطان المشائخ بادشاہ وقت کی طرف سے بلائے جائینگے۔ خدا کی شان کہ چاندرات کو ناعاقبت اندیش بادشاہ کی جان پر آسمانی بلا ٹوٹ پڑی خسروخان نے جو سلطان المشائخ کے بدخواہ بادشاہ کا قدیم دشمن تھا اوسکا سر تیغ تیز سے جسم سے جدا کر دیا اور تن بے سر محل کے اوپر سے نیچے ڈال دیا۔ سر کو نیزہ پر علم کیا اور تمام مخلوق پر ظاہر کرنے کے لیئے ایک اونچے مقام پر لٹکا دیا۔ غرضکہ سلطان قطب الدین جان سے مارا گیا اور اوس نے اپنی اوس گستاخی کا بہت جلد مزہ چکھ لیا۔ جو سلطان المشائخ کی جناب مین کی تھی۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین **بیت** اے روبہک چرا نہ نشستی بجائے خویش ٭ با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش ٭ کاتب الحروف نے ایک ایسی عورت سے سنا ہے جسکی صادق القولی۔ راستبازی۔ دیانت پورا پورا بھروسہ کیا جاتا ہے اوسکا بیان ہے کہ مین نے خواب مین دیکھا گویا قیامت برپا ہے خلق حیران و مدہوش دائین بائین دوڑتی پھرتی ہے اور ایک عجب اضطراب مین ہے مین بھی اور ونکی طرح سخت تحیّر و مدہوشی کی حالت مین ایک طرف کو چلی جارہی تھی اسی اثنا مین دیکھتی ہون کہ ایک شخص ہاتھ مین جھنڈا لیئے کھڑا ہے اور مجھسے کہتا ہے یہ بی بی زلیخا کا جھنڈا ہے جو سلطان المشائخ کی والدہ ماجدہ ہین تو بھی اس جھنڈے کے نیچے چلی آ۔ مین نے اس ہجوم و خوغا مین اوس جھنڈے کی نیچے جگہ پائی اور حیرانی و سرگردانی سے فی الجملہ اطمینان ہوا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ یہ خواب دیکھنے والی عورت کاتب حروف کے عم بزرگوار سید احمد محمد کرمانی کی صاحبزادی تھین جو کاتب حروف کے

ـــــــــــــــــــــــــــــ

اے ضعیف لومڑی تو اپنی جگہ کیون نہین بیٹھی تو نے شیر سے مقابلہ کیا اور اپنی سزا دیکھی ۱۲

نکاح مین نہین اور سید السادات جناب سید حسین کی شفقت کی وجہ سے سلطان المشائخ کی خدمت مبارک مین پہونچکر آپکی دینی و دنیاوی نعمتون سے محظوظ ہوئی ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جمادی الاخری کی پہلی تاریخ میری والدہ محترمہ کے انتقال کا دن تہا اس سے پہلے شب کو چاند دیکہا گیا تہا مین اونکی خدمت مین حاضر ہوا اور قدم مبارک پر سر رکہکر ماہ نو کی مبارکبادی دی جیسا کہ میرا قدیم دستور تہا اوسوقت اونکی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ نظام! آئندہ ماہ کی پہلی تاریخ کو کسکے پاؤن پر سر رکہوگے اور ماہ نو کی کسنے مبارکبادی دوگے آپکے اس فرمانے سے مجہے معلوم ہوگیا کہ انتقال کا زمانہ قریب ہے میرا حال متغیر ہوگیا اور مین زار زار رونے لگا آخر کار مین نے بڑی دلیری کرکے عرض کیا کہ مخدومہ! مجہہ غریب و بیچارے کو کسکے سپرد کرتی ہین فرمایا اسبات کا جواب صبح کو دونگی۔ مین نے عرض کیا اب کیا ہے جو آپ جواب نہین دیتین۔ آپنے اسکا جواب کچہہ ندیا اور اسی اثنا مین فرمایا کہ جاؤ آج رات شیخ نجیب الدین کے مکان مین سو رہو۔ مین آپکے فرمانیکے بموجب وہان چلا گیا۔ آخر رات تہی ہنوز صبح نہین ہوئی تہی مگر ہونیکو تہی کہ ایک لونڈی دوڑتی ہوئی آئی اور ستایا لہجہ مین کہا چلیئے آپکو مخدومہ بلاتی ہین مین سر سے پیر تک کانپ اوٹہا اور لونڈی سے دریافت کیا کہ مخدومہ زندہ تو ہین جواب دیا کہ ہان۔ جب مین خدمت مین پہونچا تو فرمایا شب کو تم نے ایکبات دریافت کی تہی جسکے جواب دینیکا مینے وعدہ کر لیا تہا اب مین کہتی ہون ذرا گوش ہوش سے سنو۔ ازان بعد فرمایا کہ تمہارا دہنا ہاتہ کونسا ہے مین نے اپنا دہنا ہاتہ آگے کیا اور عرض کیا یہ ہے آپنے میرا ہاتہ پکڑکر فرمایا۔ خداوندا مین اسے تیری سپردگی مین دیتی ہون یہ کہکر جان بحق تسلیم کر گئین مینے خدا کا بے اندازہ شکر اپنے اوپر واجب دیکہا اور دل مین کہا کہ اگر یہ مخدومہ زر و گوہر سے بہرا ہوا ایک مکان اپنے عقب مین میراث مین چہوڑتین تو اسقدر خوش نہین ہوتا جیسا کہ مین اس کلمہ سے خوش ہوا۔ جو آپنے اس آخری سانس مین میرے لیئے چہوڑا۔

پندرہوان نکتہ اوس حالت کے بیان مین جو سلطان المشائخ کو پیدا ہوئی اور جس مین آپنے اس دار فنا سے دار بقا کیطرف رحلت فرمائی اور اوس وصیت کے ذکر مین جو سلطان المشائخ نے حاضرین مجلس کو کی

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جمعہ کا دن تہا جو سلطان المشائخ پر حالت تحیر پیدا ہوئی اور آپکا دل مبارک نور تجلی سے منور و روشن ہوگیا اور اثنا نماز مین حق تعالی کو سجدے کیئے اسی عالم تحیر مین آپ دولتخانہ پر تشریف لائے اور آہ و بکا جو جو اس سے پیشتر تہی اب بہت کچہ غالب ہوگئی ہر آن مین کئی کئی دفعہ آپ غائب ہوتے اور کئی کئی دفعہ حاضر ہوتے تہے اور بار بار یہی فرماتے تہے کہ آج جمعہ کا دن ہے دوست کو دوست کا وعدہ ضرور یاد رکہنا اور اوس حالت مین غرق رہنا چاہیئے اور اسی حال مین یہ بہی مکرر سہ کرر فرماتے کہ کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے اور کیا مین نماز پڑہ چکا ہون اگر حاضرین عرض کرتے کہ آپ نماز پڑہ چکے ہین تو فرماتے ایک دفعہ اور پڑہ لون۔ غرضکہ ہر نماز کو مکرر سہ کرر ادا کرتے تہے اور جتنے دن اس

حالت مین رہے۔ ان ہی دو باتون کو مکرر سہ کرر فرماتے رہے کہ آج جمعہ کا دن ہے اور کیا مین نماز پڑھ چکا ہون اور یہ مصرعہ بھی بار بار زبانِ مبارک پر جاری کرتے مصرعہ میرویم و میرویم و میرویم ؛ اسی اثنا مین جناب سلطان المشائخ نے اپنے تمام عزیز و اقارب اور خدمتگارون اور اون مریدون کو جو شہر مین موجود تھے بلایا اور اونکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم گواہ رہو اور اپنے خادم (اقبال کی طرف اشارہ کرکے) کہ اگر یہ شخص گھر مین سے کوئی چیز بھی بچا رکھے گا تو کل قیامتکے دن خدا تعالی کے دربار مین خود ہی جوابدہی کا ذمہ وار ہوگا مین حکم کرتا ہون کہ جو کچھ گھر مین ہے سب راہِ خدا مین صرف کرڈالے۔ اقبال خادم نے قبول کیا کہ مین کوئی چیز گھر مین نہ چھوڑونگا سب سلطان المشائخ کے سر پر سے تصدق کردونگا اور اس نیک نیت اور پاکیزہ خصلت نے ایسا کیا بھی یعنے بجز اوس غلہ کے جس سے چند روز درویشون کی قوت بسری ہوسکتی تھی تمام چیزین راہ خدا مین صرف کردین چنانچہ اسکے بعد السیادات سید حسین کاتب حروف کے عم بزرگوار نے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ غلہ کے علاوہ جو چیز توشک خانہ مین موجود تھی سلطان المشائخ کا صدقہ مساکین و محتاجون کو پہونچا دیا گیا۔ سلطان المشائخ اقبال کی اس حرکت سے مکدر ہوئے اور سامنے بلاکر فرمایا کہ تونے اس مردہ ریت کو کیون رکھ چھوڑا ہے اقبال نے عرض کیا کہ بجز اوس غلہ کے جسے ایک خلق کھاکر چند روز تک زندگی بسر کرسکتی ہے اور کوئی چیز مین نے نہین رکھی ہے فرمایا اچھا مساکین و محتاجون کو بلاؤ۔ جب ایک کثیر التعداد مخلوق آکر حاضر ہوئی تو فرمایا کہ انبار خانون کے دروازے توڑ ڈالو اور سارا غلہ بے خوف ہوکر لوٹ لو اور تمام کوٹھون مین جھاڑو دیدو۔ ایک ساعت مین تمام جہان اُمنڈ پڑا اور بات کرتے مین غلہ لوٹ لیا۔ اسکے بعد جناب سلطان المشائخ کی مرض مین اور بھی شدت ہوئی اور اسی حالت مین تمام یارون اور خدمتگارون نے سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ مخدوم کے بعد ہم مسکینون کا کیا حال ہوگا فرمایا تم گھبراؤ نہین تم لوگونکو میرے روضہ سے اسدرجہ پہونچیگا کہ خاطر خواہ قوت بسری ہوجایا کریگی اور کسیکے محتاج نہین رہوگے۔ لیکن کاتب حروف نے اسقدر اور بھی صادق القول پیرون سے سنا ہے کہ سلطان المشائخ کے اصحاب نے عرض کیا کہ ہم مین سے کون شخص وظیفہ حاصل کریگا اور تحصیل کرنیکے بعد ہمین تقسیم کریگا فرمایا جو شخص کہ اپنے حصہ سے درگذریگا اسی سختی اور شدت کی حالت مین بعض یارون اور خدمتگارون نے کاتب حروف کے نانا مولانا شمس الدین دامغانی سے عرض کیا کہ آپ سلطان المشائخ سے دریافت کیجیئے کہ سلطان المشائخ کے حظیرہ مین جو حقیقت مین حظیرۃ القدس ہے بہت سی بلند اور مکلف عمارتین بنائی گئی ہین اور ہر شخص اپنے اعتقاد کے مطابق چاہتا ہے کہ سلطان المشائخ اُن عمارتون مین سے فلان عمارت کے نیچے آرام فرمائین آپ صرف اتنا ہی دریافت کردیجیئے کہ اگر سلطان کو سفر آخرت پیش آئے تو کونسی عمارت مین دفن کرین کیونکہ جب سلطان المشائخ خود

کوئی مقام تجویز کرلین گے تو آپکے غلاموں کو اپنی رائے زنی پر کچھ اختیار نہ ہوگا۔ چنانچہ مولانا شمس الدین نے جناب سلطان المشائخ کی خدمت مین آپکے یارونکی یہ التماس پیش کی فرمایا کہ مولانا! مین کسی عمارت کے نیچے سونیکے قابل نہین ہون بلکہ صحرا کھلے میدان مین آرام کرونگا چنانچہ لوگون نے آپکے انتقال کے بعد ایسا ہی کیا۔ اب جس مقام پر سلطان المشائخ روضۂ متبرکہ ہے یہ ایک جنگل اور کھلا میدان تھا آپکے انتقال کے بعد سلطان محمد بن تغلق نے روضۂ متبرکہ پر ایک عالی گنبد تیار کرایا خدا تعالیٰ نے سلطان المشائخ کے لیئے ایک نہایت خوبصورت و دلگیر خطیرہ مع عالیشان اور بے نظیر عمارتون اور بفلک رفعت گنبدون کے جنکی لطافت وصفائی کی نظیر کہین نہین مل سکتی اور جنکی خوبصورتی کا اہل عالم مین کہیں نشان تک نہین دیا ہے غیب سے مرتب کرا دیا۔ اس خطیرہ متبرکہ کی تعریف مین جو حقیقت مین رشک خطیرۃ القدس ہے ایک بزرگ خوب فرماتے ہین۔ **رباعی**[۵۱] ازین سپس من و صحرائے صحن او کہ دلم ؛ زبندہ ہائے بسیط جہان بجان آمد ؛ زسینہ دل بتماشا بر آمدہ بدہان ؛ چو ذکر نزہت آن بقعہ در زبان آمد ؛ ایک اور بزرگ فرماتے ہین **بیت**[۵۲] ز روشنائی صحن ہوائے او در دل ؛ ہمی نماید اسرار غیب پوشیدہ ؛ واضح ہو کہ جناب سلطان المشائخ قدس سرہ رجب کی پندرہوین تاریخ ۶۵۵ھ مین شیخ شیوخ العالم کی شرف ارادت سے مشرف ہوئے اوسوقت آپکی بیس سال کی عمر تہی۔ آپکی ولادت ۶۳۶ ہجری مین ہوئی اور انتقال ۷۲۵ھ مین اور جسوقت آپکا انتقال ہوا اوسوقت آپکی عمر ۸۹ برس کی تہی۔ الغرض جب سلطان المشائخ نے انتقال سے چالیس روز پیشتر کہانا کہانا چہوڑ دیا تہا۔ اس زمانہ مین آپ کہانے کی بو تک نہ سونگہتے تہے اور آہ وزاری اس حد تک غالب ہوگئی تہی کہ ایک ساعت بہی چشم مبارک سے آنسو تہمتے نہ تہے **بیت**[۵۳] گر نہ بینی گریہ زارم ندانی فرق کرد ؛ کاب چشم است اینکہ بیشت میرود یا آب جو ؛ اسی اثنا مین اخی مبارک ایک دن مچھلی کا شوربہ لائے مخلصون نے اوسکے پلانے مین بہت کچھ کوشش کی لیکن کچھ سودمند نہین ہوئی۔ کیونکہ جب وہ شوربہ آپکے پاس لیکر گئے تو آپنے فرمایا کہ یہ کیا ہے عرض کیا تہوڑا سا مچھلی کا شوربہ ہے فرمایا اسے جاری پانی مین ڈالدو چنانچہ آپنے بالکل نہین چکہا اور فورًا واپس کردیا ازان بعد کاتب حروف کے عم بزرگوار سید حسین نے عرض کیا کہ حضور! بہت روز ہوچکے ہین کہ مخدوم نے کہانا چہوڑ دیا ہے اسکا انجام کیا ہوگا فرمایا سید! جو شخص کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مشتاق ہوتا ہے وہ دنیا کا کہانا کیونکر کہا سکتا ہے

۵۱ اسوجہ سے مین ہون اور اُسکا صحن کہ دل میرا اوسکا بندہ ہے۔ جب اوسکے روضہ متبرکہ کی خوشگواری کا ذکر زبان پر آیا دل سینہ مین تماشہ دیکہنے لب پہ آگیا ۱۲ ۵۲ اوس کے صحن کی فضا اور روشنائی سے دل مین جو اسرار غیب پوشیدہ ہین ظاہر ہوتے ہین ۱۲ ۵۳ اگر تو میرا گریہ نہ دیکہیگا تجہے اس امر کا فرق نہ معلوم ہوسکیگا کہ آنسو کون سے ہین اور جاری پانی کیسا ہے۔ ۱۲

اور یہ پوری حکایت شیخ رکن الدین سے ملاقات کرنے کی نکتہ مین نہایت بسط و شرح کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ الحاصل اس چالیس روز کی مدت مین جسطرح سلطان المشائخ کھانے کی طرف میل نکرتے تھے اوسی طرح بات بھی بہت کم کرتے تھے یہانتک کہ چہارشنبہ کے روز جو سلطان المشائخ کے انتقال کا دن تہا آپکی یہ کیفیت تہی کہ عین مقام صدر مین ایک تحریری پڑ گئی تہی۔ ربیع الآخر کے مہینے کی اٹھاوین تاریخ ۷۲۵ھ ہجری مین طلوع آفتاب کے بعد آپ رب العالمین کی جوار رحمت مین جاملے اور مقام صدق و صفا اور خدا تعالی کے دیدار تجلی مین قرار پکڑا۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **رباعی**[1] مہ بزیر ابر احتجاب نمود ٭ عاشقان را بدین عذاب نمود ٭ پردہ از زلف بست بر رخ خود ٭ درد و حیرت بدین خراب نمود ٭ حضرت امیر خسرو سلطان المشائخ کے مرثیہ مین ایک بیت مین تاریخ انتقال کی طرف یون اشارہ کرتے ہین **بیت**[2] ربیع دوم و ہژدہ زمہ در ابر رفت آن مہ ٭ زمانہ چون بشمارد بیست و داد و پنج و ہفصد را ٭ سلطان المشائخ کے جنازہ کی نماز مین شیخ الاسلام بہاو الدین زکریا کے نواسے جناب شیخ الاسلام شیخ رکن الدین قدس اللہ سرہما العزیز نے امامت کی۔ نماز جنازہ کی امامت کے بعد شیخ رکن الدین کی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ آج مجھے تحقیق ہوا کہ عرصہ چار سال سے جو مجھے شہر دلی مین رہنے کا حکم ہوا اوس سے صرف یہی مقصود تہا کہ سلطان المشائخ کی نماز جنازہ کی امامت کے شرف سے مشرف ہون۔

الغرض ظہر کی نماز کے وقت حضرت سلطان المشائخ کو آپ ہی کے خطیرہ مین جو خلد برین کا ایک نسخہ تہا دفن کیا۔ ایک بزرگ کہتا ہے **بیت**[3] گویا جگر زمین کشادند ٭ آن دوست خدا درو نہادند ٭ جناب سلطان المشائخ کا روضہ منورہ آج اقالیم عالم کا قبلہ ہے اور آپکے روضہ کی پائینتی کی خاک تریاق اعظم ہے۔ یہ ضعیف کہتا ہے — **قطعہ**[4] خاک درت کہ سرمہ اہل نظر شدہ است ٭ بہر شفائے دلہا تریاک اعظم است ٭ ہر ذرہ ز خاک درت نزد عاشقان جانیست بلکہ در جان سرے معظم است ٭ ایک اور **قطعہ**[5] مسلمان و ہندو و ترسا و گبر ٭ ز خاک درت جملہ افسر کنند ٭ چو کافور و صندل ازان خاک پاک ٭ بچشم اندر آرند و دائر کنند ٭

دوسرا باب۔ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری اور شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی اور

[1] چاند ابر کے نیچے چھپ گیا اور عاشقون کو عذاب مین ڈال گیا۔ اپنے رخ پر زلف کا پردہ چھوڑا اور حیرت پہ حیرت بڑھائی۔ ۱۲ [2] ربیع الآخر کے مہینے کی اٹھارہوین تاریخ تہی جو وہ چاند ابر مین چھپا اور جب زمانہ کا شمار کیا تو چار سو پچیس (۷۲۵) ہجری تہے ۱۲ [3] گویا زمین کا جگر کہولکر اوس دوست خدا کو اوس مین رکہا ۱۲ [4] تیرے دروازہ کی خاک اہل نظر کے لیئے سرمہ ہے اور دلون کی شفا کے لیئے تریاق اعظم کا حکم رکھتی ہے تیرے دروازہ کی خاک کا ہر ذرہ عاشقون کے نزدیک ایک جان بلکہ جان مین بہت بڑا بھید ہے ۱۲ [5] مسلمان اور ہندو اور گبر و ترسا سب کے سب تیرے دروازہ کی خاک کو سر کا تاج بناتے ہین اور کافور و صندل کی طرح اوس خاک پاک کو آنکھہ مین ڈالتے ہین۔ ۱۲

شیخ الاسلام شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہم العزیز کے خلفا کے مناقب وفضائل اور کرامات کے بیان میں

شیخ الاسلام قطب الدین جو شیخ الاسلام معین الدین کے خلیفہ تھے اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کہ شیخ الاسلام قطب الدین کی خلافت سے ممتاز تھے اور سلطان المشائخ نظام الحق والدین جو شیخ شیوخ العالم فرید الدین کے بزرگ و معزز خلیفہ تھے ان سب کا ذکر پہلے باب میں شجرۂ خواجگانِ چشت علیہم الرضوان میں لکھا جا چکا ہے لیکن ان مشائخ کبار کے دوسرے خلفار کا حال اس دوسرے باب میں قلمبند ہوتا ہے۔

انہا منجملہ شاہ اہل تصوف مجرد از آفت تکلف عالم با عمل عابد بے کسل تہجد گذار صائم الدہر والی حضرت متعالی شیخ الاسلام حمید الملۃ والدین سوالی انبیا و مرسلین کے وارث **ابو احمد** سعید صوفی قدس اللہ سرہ العزیز ہیں یہ بزرگ شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری کے ممتاز خلیفہ اور شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کے ہم خرقہ ہیں۔ آپ خطہ ناگور کے باشندے تھے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جب یہ بزرگ شیخ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور توبہ نصوح کی دولت سے مالا مال ہوئے تو لوگوں نے جبراً و قہراً آپکو استباحہ پر آمادہ کیا کہ آپ اس بیعت کو فسخ کر دیں اور ہر پیر اکا ہو جائیں لیکن شیخ حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا اور صاف جواب دیا کہ جاؤ بیٹھو میں نے اپنا ازار بند ایسا مضبوط و مستحکم باندھا ہے کہ کل بہشت کی حوروں کے سامنے بھی نہیں کھولوں گا سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ لوگوں نے شیخ حمید الدین سوالی سے دریافت کیا کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعضے اولیاء اللہ جب اس جہان سے اوٹھ جاتے ہیں تو اونکی شہرت کا آوازہ اطرافِ عالم میں پہونچ جاتا ہے اور بعضے اولیاء اللہ جب سفر آخرت قبول کرتے ہیں تو اونکے پیچھے کوئی شخص اونکا نام تک نہیں لیتا اس میں کیا حکمت ہے آپنے جواب دیا کہ جس شخص نے زندگی کی حالت میں اپنے تئیں مستور و مخفی رکھنے کی کوشش کی ہے وفات کے بعد حق تعالی اوسے مشہور کر دیتا ہے اور جو شخص حالت زندگی میں اپنی شہرت کے لیئے کوشش کرتا ہے اوسکا انتقال کے بعد کوئی شخص اوسکا نام تک نہیں لیتا۔ اس بزرگ کا ذکر تین نکتوں کو شامل ہے

پہلا نکتہ شیخ حمید الدین سوالی قدس اللہ سرہ العزیز کے مجاہدے اور روش کے بیان میں۔ **منقول** ہے کہ شیخ حمید الدین ناگور کے خطہ میں ایک بیگہ زمین رکھتے تھے جو آپکی ملکیت خاص تھی اسی ایک بیگہ زمین میں آپ اپنی زندگی بسر کرتے اور اوسی سے اپنے متعلقین کی قوت چلاتے تھے اول نصف بیگہ زمین اپنے دستِ مبارک سے بیلچہ سے درست کرتے اور کچھ کاشت کرتے۔ جب یہ آدھا بیگہ زمین پہلتی پہولتی اور بارآور ہو جاتی تو پہر دوسرا نصف بیگہ درست کرتے اور اوس میں کوئی چیز بوتے اس سے جو کچھ حاصل ہوتا اوسے لابدی قوت اور ضروری

ستر عورت مین صرف کرتے چنانچہ آپ ایک فوطہ چادر کمر مبارک سے باندہتے اور ایک چادر جسم مبارک پر ڈالتے اسی طریق سے اس دنیائے غدار مین عمر عزیز بسر کرتے۔ حکیم سنائی خوب کہتے ہین **بیت** این[1] دو روزہ حیات نزد خرد چہ خوش و ناخوش و چہ نیک و چہ بد

جب ناگور کے صوبہ کو خبر ہوئی تو وہ کچہ نقدی لیکر شیخ حمید الدین کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اگر شیخ قدرے دیگر زمین قبول فرمائین تو مین ہیج کی اور کارگزارون کی تدبیر کر دون تاکہ آپکو اس سے بہتر فراغت حاصل ہو۔ شیخ حمید الدین نے فرمایا کہ ہمارے خواجگان مین سے کسی نے اس بابت کچہ قبول نہین کیا ہے اور جب اونہون نے ایسا نہین کیا تو مین کب قبول کر سکتا ہون۔ یہ ایک بیگہ زمین جو میری ملکیت ہے مجہے کافی ووافی ہے۔ غرضکہ آپنے صوبہ سے معذرت کی اور اوسکے لائے ہوئے تحفون کو نگاہ قبول سے نہین دیکہا۔ صوبہ نے شیخ حمید الدین کی بزرگی اور آپکے افلاس و تنگدستی کی بابت بادشاہ وقت کو اطلاع دی اور اوسنے پانسو نقرئی سکون کی تہیلیان اور ایک گاؤن کا فرمان شیخ حمید الدین کے نام کا مرتب کر کے صوبہ کی معرفت بہیجا اور کہا کہ یہ شیخ کے پاس لیجا اور میری طرف سے نہایت عجز و انکساری اور بیحد ذلت کے ساتہ آپکی خدمت مین عرض کر تاکہ آپ اسے قبول کر لین۔ صوبہ نے ایسا ہی کیا اور جب روپیونکی تہیلیان اور گاؤن کا فرمان شیخ حمید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین لیگیا تو شیخ نے اوسوقت تو کچہ نہین کہا مگر تہوڑی دیر کے بعد صوبہ کو وہین بٹہا چہوڑ کر اپنے حرم محترم کے پاس تشریف لے گئے اوسوقت آپکی بی بی کے سر پر اوڑہنی تک نہ تہی صرف پیراہن مبارک کا دامن سر پر ڈال لیا کرتی تہین اور شیخ کی ہی چادر جو آپ کمر مبارک سے باندہتے تہے نہایت پرانی ہو گئی تہی اور جا بجا سے پہٹ گئی تہی۔ الغرض شیخ نے چاہا کہ اوس شاہ زنان یعنے اپنی حرم محترم کو درویشی مین آزمائین چنانچہ آپنے اونکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بادشاہ وقت نے پانسو روپے کی تہیلیان اور ایک گاؤن کا فرمان بہیجا ہے تم اسبارہ مین کیا کہتی ہو آیا مین اوسے لیلون یا واپس کر دون اوس شیر زن اور شاہ زنان نے فرمایا کہ اے خواجہ کیا تو چاہتا ہے کہ اپنی برسون کی فقیری کو ایکدم مین باطل و ضائع کر دے۔ آپ بالکل اطمینان رکہیے مین نے دو سیر سوت اپنے ہاتہ سے کاتا ہے اوس سے اسقدر کپڑا تیار ہو جائیگا کہ آپکی چادر اور میری اوڑہنی تیار ہو جائے گی۔ جب شیخ حمید الدین نے اوس فخر زنان کی یہ تقریر سنی تو نہایت خوش ہوئے اور باہر تشریف لاکر صوبہ سے فرمایا کہ اے خواجہ مجہے تمہارے اس لائے ہوئے تحفے کی چندان حاجت نہین ہے اور مین اسکے قبول کرنے کے لائق نہین ہون۔

دوسرا نکتہ شیخ حمید الدین سوالی کی بعض کرامتون کے بیان مین اور اون مراسلات کے ذکر مین جو شیخ حمید الدین اور شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہما العزیز کے درمیان واقع ہوئی۔

[1] عقلمند کے نزدیک یہ دو روزہ حیات خوشی و ناخوشی اور بری بہلی حالت مین گذارنا برابر ہے ۱۲

بیان کیا جاتا ہے کہ ناگور مین ایک ہندو رہتا تہا جب وہ شیخ حمید الدین کی نظر مبارک کے سامنے آتا تو آپ فرماتے یہ خدا کا دوست ہے اور مرنیکے وقت با ایمان ہو کر دنیا سے اوٹہیگا اسکا خاتمہ بخیر ہوگا۔ انجام کار ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ فرمایا کرتے تہے۔ حقیقت مین شیخ حمید الدین کی یہ پیشین گوئی آپکے علو درجت اور کرامت کی بہت بڑی دلیل ہے اور اس سے بدیہی طور پر استدلال کیا جاتا ہے کہ عواقب امور اور خاتمہ پر آپکی نظر بہت وسیع اور غائر تہی۔

منقول ہے کہ جس زمانہ مین شیخ حمید الدین سوالی کی شہرت کا آوازہ جہان مین پہیلا اور آپکی باطنی تصرف و کرامات کے ڈنکے عالم مین بجگئے تو ناگور مین ایک سوداگر تہا جو ناگور سے ملتان مین غلہ لیجایا کرتا تہا اور ملتان سے ناگور مین روئی لایا کرتا تہا۔ جو خط و کتابت اور مراسلات شیخ حمید الدین اور شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا کے مابین ہوتی تہی وہ اسکی معرفت ہوتی تہی۔ ایکدفعہ شیخ حمید الدین نے جناب شیخ بہاؤ الدین کی خدمت مین لکہا کہ مین یقینی طور پر جانتا ہون کہ شیخ واصلان خدا مین ایک نہایت اعلی درجہ کو واصل ہین اور یہ بہی تحقیق ہوا ہے کہ دنیا اور اوسکے ساز و سامان خدا تعالی کے نزدیک نہایت مبغوض و مکروہ ہین پہر یہ کیا بات ہے کہ آپ جیسے بزرگ و محبوب خدا اس دشمن خدا کو اپنے پاس سے دور نہین کرتے۔ شیخ بہاؤ الدین نے اسبارہ مین بہت سے جوابات لکہے۔ منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ آپکو یہ بہی معلوم ہے کہ دنیا کیا ہے اور اوسمین سے کس مقدار میرے پاس موجود ہے۔ ہرچند کہ شیخ بہاؤ الدین دنیا کی حقارت و قلت کی بہت سی مثالین بیان کرتے تہے اور پے درپے جواب لکہتے تہے لیکن شیخ حمید الدین کو اطمینان و تسلی نہوتی تہی اور فرماتے تہے کہ یہ جملہ الضدان لایجتمعان یعنے دو متضاد و متخالف باتین ایک جگہ نہین ہو سکتین کس چیز پر محمول ہو سکتا ہے۔ الغرض شیخ حمید الدین نے اسبابمین یہان تک غلو کیا کہ اس معنی کا بہید آپ پر عالم غیب سے واضح ہوا لیکن آپنے اوس بہید کو کسی پر واضح نہین کیا۔ **منقول** ہے کہ اوسی زمانہ مین شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کے فرزندون مین سے ایک صاحبزادے ناگور مین پہونچے اور سنا کہ شیخ حمید الدین نماز جمعہ مین حاضر نہین ہوتے ہین۔ یہ سنکر اونہون نے ایک شور و غوغا برپا کیا اور چند ظاہر بین دانشمندون کو اپنا موافق بنا کر خصومت کا دروازہ کہولا اور ایک جماعت بہم پہنچا کر شیخ حمید الدین قدس سرہ العزیز کے دروازہ پر آئے اور امر بالمعروف کرنے لگے جسے شیخ نہایت خاموشی اور تحمل کے ساتہ سنتے رہے لیکن جب اون کا غلبہ زیادہ ہوا اور بہت کچہ شور مچایا تو شیخ نے فرمایا کہ تم اسقدر جبر غلبہ و زیادتی نکرو۔ مین جمعہ مین اسوجہ سے حاضر ہونا ضروری نہین سمجہا کہ ناگور شہر کا حکم نہین رکہتا ہے۔ غرضکہ شرعی حجت سے اونہین ملزم کیا لیکن چونکہ شیخ الاسلام بہاؤ الدین کے فرزند رشید نے جناب حمید الدین کو بے وجہ رنج پہونچایا تہا اور آپکی

معمورہ اوقات کو شور وغل سے پریشان ومتفرق کردیا تہا لہذا شیخ حمید الدین کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ کہ صاحبزادے! جس قدر تم نے میرے وقت کو غارت کیا ہے مین نے اوسکے جرم کے مقدار تمہارے لیئے حبس درویشانہ کا حکم لگایا ہے جسے تم عنقریب بہگتوگے۔ چنانچہ جب شیخ حمید الدین اور شیخ بہاؤ الدین قدس اللہ سرہما العزیز کا انتقال ہوگیا تو شیخ بہاؤ الدین زکریا کے فرزند کو کسی مقام کا سفر پیش آیا اثناء راہ مین ایک سرکش ڈاکو نے اونہین پکڑ لیا اور کہا مجہے معلوم ہوا ہے کہ شیخ بہاؤ الدین کی میراث سے تمہین بیحد مال پہنچا ہے لاؤ وہ سب مال میرے حوالہ کرو تاکہ مین تمہین رہائی دون۔ یہ کہکر شیخ بہاؤ الدین کے فرزند کو قید کردیا اونہون نے اپنے بہائی شیخ صدرالدین قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف یہ سارا ماجرا لکہہ بہیجا اور یہ بہی لکہا کہ مین قید سخت مین مبتلا ہون جبتک تم میرے حصہ کا تقسیم شدہ مال نہ بہیجوگے مین اس قید سے نجات نہین پاسکتا۔ شیخ صدر الدین نے وہ تمام مال بہیجدیا جسے اوس متمرد ڈاکو نے اپنے قبضہ مین کیا اور کہا یہ تمہارا حصہ آیا ہے اب تم شیخ صدر الدین کو لکہو کہ وہ اپنے حصہ مین سے بہی کچہ بہیجے تاکہ تمہین قید سے چہوڑون گا۔ اونہون نے مجبور ہوکر اسبارے مین ایک اور خط شیخ صدر الدین کو لکہا اور اونہون نے بہی اپنے حصہ مین سے ایک کثیر التعداد رقم اوس ڈاکو کے پاس روانہ کی اور ایک مدت کے بعد اپنے بہائی کو قید سے نجات دلائی۔ کاتب الحروف عرض کرتا ہے کہ اس مین خدا تعالی نے ایک حکمت مضمر رکہی تہی اور وہ یہ تہی کہ شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کو خدا تعالی نے وہ قوت عنایت فرمائی تہی کہ آپ مال کی حفاظت کرسکتے تہے اور اونکی معمورہ اوقات دنیاوی مال ودولت کی وجہ سے متفرق وپریشان نہوتی تہے لیکن جب مال بطریق ارث اونکے صاحبزادون کو پہنچا تو اونکے حق مین خداوندی ارشاد کہ دنیا کا مال آدمی کے لیئے فتنہ ہے صادق ہونے والا تہا کیونکہ اون مین اتنی قوت کہان تہی جسکے سبب مال ودولت کی حفاظت کرسکتے پس خدا تعالی نے شیخ بہاؤ الدین کے فرزندونکے حق مین بہت بڑا کرم کیا کہ شیخ حمید الدین کی دعا سے سارا دنیاوی مال فرزندان شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا نور اللہ مرقدہ کے ہاتہ سے متفرق وپریشان کرادیا اور اونہین بلا مین نہین ڈالا۔ یہ نقل بہی شیخ حمید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی کرامت اور علو درجہ پر دلیل ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس بزرگوار کے مناقب وفضائل بے شمار اور انگنت ہین۔ لیکن اس کتاب مین اسی مقدار پر اختصار واکتفا کیا گیا **تیسرا نکتہ**۔ اون سوالات کے بیان مین جو اصحاب سلوک کو راہ حقیقت مین دشوار ومشکل نظر آتے تہے اور جو شیخ حمید الدین سوالی کے علمی مجلس مین وقتاً فوقتاً پیش ہوتے تہے اور آپ اونکے جوابات دیتے تہے۔ چنانچہ اس کتاب مین اون سوالات وجوابات کا بطریق اختصار ذکر ہوتا ہے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ اصحاب سلوک کو طریقت وحقیقت مین جو مسئلہ مشکل اور دشوار پیش آتا تہا جناب شیخ حمید الدین سوالی

رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوتا تھا اور آپ جواب شافی عنایت فرماتے تھے بعضے وہ سوالات جو لوگون نے آپکی خدمت مین پیش کیے اور آپنے اونکے شافی جوابات دیئے ہین۔ اس ضعیف نے ایک ایسی کتاب مین لکہے دیکھے ہین جو جناب سلطان المشائخ کی نظر مبارک سے گذری ہے جن مین سے بعض سوالات وجوابات کو خود سلطان المشائخ نے اپنے قلم مبارک سے (رح) علامت دیکر حاشیہ پر نقل کیا ہے۔ مین اون تمام سوالات اور سوالات کے ساتہ جوابات کو اس کتاب مین درج کرتا ہون تاکہ سالکان راہ حق کو اونکے مطالعہ سے ذوق وشوق پیدا ہوا در امیدوار کاتب کو اونکے وسیلہ سے مغفرت حاصل ہو۔

سوال۔ ایک مرتبہ لوگون نے آپ سے دریافت کیا کہ وسوسہ شیطانی اور اندیشۂ نفسانی اور القار ملکی اور وحی ربانی یہ سب چیزین ایک رنگ اور ایک صفت مین عالم انسانی مین ظہور کرتی ہین پہر ان مین مابہ الامتیاز کون چیز ہے اور کس وجہ سے پہچان سکتے ہین کہ یہ وسوسہ شیطان ہے اور وہ اندیشۂ نفسانی اور القار ملکی کی کیا صورت ہے اور وحی ربانی کسے کہتے ہین؟

جواب۔ شیخ حمید الدین نے اسکے جواب مین یون ارشاد فرمایا کہ طالبون کے تین گروہ ہین۔ ایک گروہ طالبان مولی۔ اور دوسرا ابنائے عقبیٰ تیسرا طالبان دنیا۔ جو لوگ دنیا کے طالب ہین اونہین اپنے خواطر کی معرفت سخت دشوار و محال ہے کیونکہ اونکے تمام خواطر ایک ہی رنگ مین ڈوبے ہوئے دکہائی دیتے ہین۔ لِكَثْرَةِ اشْتِغَالِهِمْ بِالْكَمَالِ وَالْآمَالِ۔ یعنے وجہ یہ کہ اونہین تحصیل مال اور دنیاوی امیدون مین بکثرت مشغولی رہتی ہے اور جو لوگ عقبیٰ کے طالب ہین وہ دینی و دنیاوی خواطر مین فرق کر سکتے ہین۔ لِأَنَّ الْخَاطِرَ الدُّنْيَوِيَّ مُلَوَّثٌ بِنَصِيبٍ حَالِيٍّ مُكَدَّرٌ بِكُدُورَةِ الْحَظِّ الْوَقْتِيِّ وَالْخَاطِرُ الْأُخْرَوِيُّ مُجَرَّدٌ مِنَ الْحَظِّ الْحَالِيِّ وَمُصَفًّى مِنَ النَّصِيبِ الْوَقْتِيِّ۔ یعنے طالب عقبیٰ دینی و دنیاوی خطرون مین اسلیے تمیز کر سکتے ہین کہ دنیاوی خطرہ حال کے حصہ سے آلودہ اور دنیاوی بہرہ کی کدورت سے مکدر ہوتا ہے۔ اور اخروی خطرہ حال کے حصہ سے مجرد اور دنیاوی بہرہ سے صاف ہوا کرتا ہے۔ اور جو لوگ خدا تعالی کے طالب ہین وہ عقبیٰ اور مولی کے خطرہ مین فرق کر لیتے ہین۔ لِأَنَّ الْخَاطِرَ الْعُقْبَوِيَّ كَانَ صَافِيًا مِنَ الْحُظُوظِ الْحَالِيَّةِ وَمُجَرَّدٌ مِنَ النَّصَابِ الْمَالِيَّةِ اسواسطے کہ عقبیٰ کا اندیشہ دنیاوی بہرہ سے صاف اور مالی حصون سے خالی ہوا کرتا ہے اور خدا تعالی کا اندیشہ دنیاوی بہرون سے پاک صاف اور مالی حصون سے منزہ ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ جو لوگ طالبان دنیا ہین اون کا دل پریشان و متفرق ہوتا ہے اور طالبان عقبیٰ کا دل مطمئن رہتا ہے اور طالبان مولی کو کوئی اندیشہ ہی نہین ہوتا کیونکہ اندیشہ تصور کو چاہتا ہے اور خدا تعالی تصور نیز اوس چیز سے منزہ ہے جو خاطر مین آتی ہے تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا۔ الفقر اخیر کے یہی معنے ہین۔ اور یہ جو لوگون نے کہا ہے کہ عِبَادَةُ الْفَقْرِ نَفْيُ الْخَوَاطِرِ۔ یعنے فقر کی عبادت خطرون کی نفی کرنے مین اکسیر کا حکم رکہتی ہے یہ اسبات کی واضح دلیل ہے کہ فقر کا مرتبہ مقام تصوف سے بالاتر ہے کیونکہ

اگر اصحاب تصوف ترقی کرنیوالے ہوتے اور اہل فقر سے بالاتر ہوتے تو انکی عبادت فقرا کی عبادت سے برتر ہوتی اور اگر کوئی یوں کہے کہ صوفی فقیر سے بالاتر ہے کیونکہ فقیر مقام عبادت میں ہے اور صوفی مقام عبادت سے ترقی کر گیا ہے تو میں کہونگا اَیْنَ مَقَامُ الصُّوفِیِّ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ۔ یعنے جب درویشی و فقیری تمام ہو جاتی ہے تو مقام صوفی کہاں ہے۔ **سوال** فتوت اور مروت میں کیا فرق ہے؟ **جواب** مَاقَالَ اَہْلُ الْمَعْرِفَۃِ الْمُرُوَّۃُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْفُتُوَّۃِ وَہُوَ الْاِعْرَاضُ عَنِ الْکَوْنَیْنِ وَالدَّعَۃُ مِنْہُمَا یعنے ان دونوں میں وہ فرق جو اہل معرفت نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ مروت جوانمردی کی ایک شاخ ہے اور جوانمردی کہتے ہیں دونوں جہان کی راحت سے چشم پوشی کرنے کو ۔ مروۃ درخت فتوت کی ایک شاخ ہے جو دوستوں کے بوستان دل میں اُگتا ہے جسکا ثمرہ یہ ہے کہ داد و ستد میں مشغول ہو اور اپنے تئیں اوس مرتبہ میں نرکہے اور فتوت کا ثمرہ داد و ستد کا ترک کرنا اور کونین کے اندیشہ سے دل کو دہونا اور اوسمیں اپنا حصہ ڈہونڈہنا اور محظوظ نہ ہونا ہے

سوال خدا تعالی کا بندۂ خاص کون ہے **جواب** حق تعالی کا بندۂ خاص وہ ہے جسے خدا تعالی عام کی صحبت سے محفوظ رکہے اور خاص عام کے دام قبول میں نہ چہوڑے اور جس شخصکو تو نے دیکہا کہ اوسکے دل کا رخ خلق کی طرف ہے اور اوسکا بار اوسکی طرف متوجہ ہے ایسے شخصکو خصوصیت کے حلقہ سے باہر نکال دینا چاہیئے دنیا شیطان کا جال ہے اور خواہش نفس کا تو جو شخص اس جال میں پہنسنا نہیں چاہتا اوس سے کہدینا چاہیئے کہ دنیا سے ہاتہ اُٹہا لے اور انکو ترک کر دے اور خلق کو جو اوس جال میں پہنسنے والی ہے بجائے خود چہوڑ دے۔ درویش ! یہ بات نہایت دقیق و باریک ہے جو عبارت سے ادا ہونے کی گنجائش نہیں رکہتی **قطعہ** با خلق نشستہ خدا میطلبی ؛ در شیوۂ ناسزا سزا میطلبی ؛ اینجا کہ توئی ہوا خدا میطلبی ؛ نیکو بنگر کئی کرا میطلبی ؛ **سوال** اصحاب دل اپنی اصطلاحات میں لفظ خرابات اور صومعہ کا بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں لیکن انکے معانی ہماری سمجہہ میں نہیں آتے آپ فرمائیے کہ خرابات سے کیا مراد ہے اور صومعہ کیا معنی رکہتا ہے۔ **جواب** مارا از خرابات خانہ آورد زید۔ یہ اور ایسے ہی اور جملے تو نے سنے ہونگے۔ لیکن اب گوش ہوش سے سن کہ اس سے زیادہ روشن و واضح کبہی نہ سنا ہوگا خرابات سے مراد یہ ہے کہ پہلے تو نہ تہا اور بغیر تیرے۔ تیرے ساتہ موافقت کرتے تہے بلکہ تیرے بغیر اپنے ساتہ عیش کی شطرنج کہیلتے تہے۔ تجہے خرابات عدم سے صومعہ وجود میں بہیجا اور وہ چیز عنایت کی جو کسی اور کو عنایت نہیں کی اور جب تو صومعۂ وجود میں آیا خرابات عدم سے باہر آیا یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہوں کہ جب تو خرابات عدم سے باہر آیا صومعۂ وجود میں آیا اور صومعۂ وجود میں شراب معہود نوش کی اور جب تو مست ہوا تو اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا زمانہ خرابات کو ل گیا۔ محبوب اول جو تجہے فنائے ابد سے وجود میں لایا ہے اوسنے چند تقاضا کرنے والوں کو تیرے پاس بہیجا

اور داعیون کو مقرر کیا تاکہ تجھے صومعۂ وجود سے خرابات عدم کی طرف بدعو کرین اور وفائے عہد کی ندا کہ وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ پہونچائین اون ندا دینے والون مین سے ایک کہتا ہے سَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ- دوسرا کہتا ہے وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ بتیسرا ندا دیتا ہے- تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ- چوتہا آواز دیتا ہے کہ یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ پانچوان کہتا ہے وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا- یہ تمام جو تم دیکہہ رہے ایک بہار ہے اور دانشمند مرد صومعہ وجود کو گلشن بناتا ہے- اب وہ وقت ہے کہ اوٹہو اور اپنے دل کا رخ خرابات عدم کی طرف لاؤ اور خرابات عدم کو آثار قدم اور انوار دم سے منور کرو- اور شراب محبت نوش کرو- اور اول روز کے محبوب کو فراموش نکرو- **شعر** نَقِّلْ فُؤَادَکَ حَیْثُ شِئْتَ مِنَ الْھَوٰی ٭ مَا الْحُبُّ اِلَّا لِلْحَبِیْبِ الْاَوَّلِ ٭ یعنے کیا تیرا دل ازروے دوستی کے دوست اول کے سوا اور کسیکو دوست نہین رکہتا-

سوال درد کسے کہتے ہین اور صافی کون شخص ہے **جواب** درد جگر کو کہتے ہین اور صافی دل کو- خدا تعالی نے جگر اور دل کو برابر ایکدوسرے کے رکہا ہے- آج مجھے درد مین اسلیئے لایا ہے کہ درد وہی کہانے جو صافی خور ہے چونکہ مرید طالب ہے ضرورتاً جگر مین ہے اور درد اوسکا حصہ ہے اور چونکہ مراد مطلوب ہے اسلیئے ساتہ دل کے ہے اور صافی حصہ اوسکا ہے- **سوال** درد کون ہے اور دوا کیا؟ **جواب** درد کے ساتہ آ کہ دوا کو پہونچے یعنے نایافت درد کے ساتہ آ تاکہ یافت کی دوا حاصل کرے- درد شوق کے ساتہ آ تاکہ ذوق کی دوا لیجائے- درد فراق کے ساتہ آ کہ وصال کی دوا پائے- درد ہستی کے ساتہ آ کہ ہستی کی دوا حاصل کرے- درد فنا کے ساتہ آ کہ بقا کی دوا پائے اور دنیا کے ساتہ آ تاکہ بے نیازی کی دوا حاصل کرے- **سوال** معرفت کسے کہتے ہین **جواب** معرفت یہ ہے کہ تو حق تعالی کو ساتہ حق تعالی کے عقول کے ادراک اور وہم و خیال کے احساس سے خالی اور مجرد پہچانے کیونکہ اوسے کوئی شخص پہچان نہین سکتا- وجہ یہ کہ کوئی ایسا شخص چاہیئے کہ جب اوسے پہچانے تو حاصل کرے وَلَیْسَ فِی الْوُجُوْدِ غَیْرُہٗ یعنے وجود مین سوائے خدا تعالی کے اور کوئی نہین ہے- **سوال** پہر معرفت ہے کیا چیز؟ **جواب** اپنے تئین پہچاننا معرفت ہے چنانچہ موجودات کے سردار جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عبارت مین اس معنی کی طرف اشارہ فرماتے ہین مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ- **سوال** اپنے تئین پہچاننے کے کیا معنے ہین **جواب** اپنے تئین پہچاننے کا یہ مطلب ہے کہ تو اپنے مجموع کو پہچانے اور اپنے اجزا کی معرفت حاصل کرے پہر اپنے اجزا کی کلیات کو تمیز کرے اور ہر ایک جزو سے جو مقصود ہے اوسے معلوم کرے پہر اسیکے ساتہ ہر کلی کی مراد کا ادراک کرے اور ہر جزو کی خاصیت پہچانے اور اپنے تئین اپنی حقیقت سے خبردار کرے اور جانے کہ کیا چیز ہے اسیطرح کلیات کی طبیعتین قبل الترکیب و بعد التعریف پہچانے کہ پہلے کیا تہین اور آئندہ کیا ہونگی پہر تو عالم یہ

گذر کرکے اپنے تئین پہچاننے اور جو تیرے اصل ہے اوسے حاصل کرے علم کے ساتھ نہین بلکہ عمل کے ساتھ کیونکہ تیرا عمل ایک دوسری چیز ہے سوائے اوسکے جو تو کرتا ہے اور علم دوسری چیز ہے علاوہ اوسکے جسے تو جانتا ہے اور اپنی فرع او اپنی روح کی نسبتین معلوم کرے علم کے ساتھ نہین بلکہ عمل کے ساتھ پھر اگر تو بہشت کے ملنے سے راضی ہے (حالانکہ بہشت کے طالب اور درجات کے ڈھونڈنے والے بھی اس زمانہ مین بہت تھوڑے ہین) تو صفات ذمیمہ اور نفس کی نسبتون کو مٹا دے کیونکہ بہشت ملنے کے لیئے اسیقدر کفایت کرتا ہے اور یہ بھی اگر تجھے میسر ہو جائے تو معلوم کر کہ خدا کی محض عنایت سے ہے وہ نہایت ہی صاحب اقبال اور نصیبہ ور شخص ہے جسے خدا تعالی بہشت کے ساتھ اختیار کرے اور اگر تیری ہمت عالی ہے تو اسکی طرف گردن نہ جھکائیگی اور تیرا سر تر سریا اسکی جانب سر نیچا نکرے گا او تو اوصاف کو خواہ برے ہون یا اچھے مع روح کی نسبتونکے دریائے عدم مین ڈالدے گا۔ پھر یہ بھی واضح رہے کہ اوصاف کی چند قسمین ہین۔ اوصاف حسی اوصاف نفسانی۔ اوصاف قلبی۔ اوصاف روحی۔ جو باریتعالی کی نسبتونکی ہمنشینی کیوجہ سے معتبر ہوئے ہین اگر بندہ کے ساتھ خداوندی سعادت موافق پڑے تو وہ دولت وصلت معلوم کرے اور اوس مین ہمت سلوک ظاہر ہو پختہ کار اور جہاندیدہ پیر طلب کرے اگر ایسا پیر دستیاب ہو جائے تو اوسکے قدمونپر سر رکھنا چاہیئے اور جان اوسکے شکرانہ مین قربان کرڈالنا مناسب ہے اور اگر دستیاب نہ ہو تو ان باتون کو جنہین ہم اوپر بیان کر آئے ہین اپنا مقتدا بنانا چاہیئے بیت[۱۵] از بخت بدم گر فرو شد خورشید * از نور رخت مہا چراغے گیرم * آنکے علاوہ کسی اور چیز کی طرف مشغول نہ ہو کیونکہ اوسکا زمانہ اون چیزون کی مشغولی مین پریشان اور مشوش ہوگا۔ وجہ یہ کہ جو کچھ دل مین آتا ہے اسی رستہ سے آتا ہے۔ **سوال** یہ تو آپنے سب کچھ بیان کر دیا لیکن ابھی تک یہ نہین فرمایا کہ معرفت کیا ہے **جواب** معرفت یہ ہے کہ تو خصوص نفوس قلوب ارواح مین سے ایک ایک مرکب کی صفات کو پہچاننے جو باہم ایکدوسرے کے مخالف اور ضد ہین اور ان صفات کی شناخت علم کے ساتھ بھی ہو اور عمل کے ساتھ بھی کیونکہ اگر تو انہین علم کے ساتھ پہچانیگا اور عمل کے ساتھ دریافت نکرے گا تو تجھے کوئی فائدہ نہوگا اور اسوقت تجھے عالم کہینگے لیکن عمل کے ساتھ عارف اوسیوقت ہوگا جبکہ ان اوصاف کو محو کر دے گا یا مین دوسرے لفظون مین یون کہون کہ جب تو کامل اور پوری صفائی حاصل کرلے گا تو اوسوقت تجھے عارف کہہ سکینگے **سوال** اوصاف کے مٹانے اور محو کرنے کا طریقہ کیا ہے۔؟ **جواب** تو اول اوصاف حسی کو مٹا ڈال کہ اسکے مٹنے سے اوصاف نفسانی خود بخود مضمحل اور فنا ہو جائینگے جبتک اوصاف حسی قائم ہین اوصاف نفسانی کو اوصاف حسی سے مدد پہونچتی رہتی ہے اور جبتک یہ مدد قائم ہے ولایت برپا ہے جب اوصاف حسی مٹجاتے

۱۵ اپنی بدنصیبی سے اگر آفتاب غروب ہو گیا تو مین اے چاند تیرے رخ انور سے چراغ روشن کرون گا ۱۲

اور اوصاف نفسانی کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو اونہین بھی دست فنا مین سپرد کر دیتے ہین کیونکہ اگر یا وجود اوصاف نفسانی کے اوصاف حسنی قلبی اوصاف کے مٹانے اور محو کرنے کی طرف متوجہ ہونگے - تو اس مین اونہین ہرگز کامیابی نہو گی وجہ یہ کہ اوصاف نفسانی کو حسنی اوصاف سے مدد پہونچ رہی ہے تاوقتیکہ یہ مدد محو نہ ہوگی اونہین صفات قلبی کی طرف رستہ نہین ملیگا اور وہ یاس ہوکر انکی طرف متوجہ نہ ہونگے اور جبتک صفات قلبی موجود رہینگے نسبتون کا اسقاط محال ہوگا - اور وحدت کے دروازہ تک پہنچنا خیال دوہم **بیت**[۱] بدریای عصمت فرو رفتہ بہ ٭ کز انجا بدریاے وحدت رہی ٭ اس کام کی ابتدا خلوت ہے اور عزلت اور خدا تعالے کی یاد مین مستغرق ہوکر اپنی فراموشی **قطعہ**[۲] با یاد خودت یاد خدا شرک بود ٭ تا تو نشوی ز خود جدا شرک بود ٭ آنجا کہ فنای مطلقت مے باید ٭ تا ہست وجود تو جدا شرک بود ٭ **قطعہ دیگر**[۳] آزاد کسیست کو ز خود آزاد است ٭ ہر غم کہ بدو رسد بدان غم شاد است ٭ محصول دو کونین کہ در ہمت او ٭ چون آب نگویم کہ ہمہ چون باد است ٭ **ازانجملہ** بدر السالکین شمس العارفین محبت کے جنگل کے شیر مودت کے سرچشمہ شیخ بدر الدین غزنوی ہین - جو پسندیدہ احوال اور منتخب و برگزیدہ افعال رکہتے اور اپنے زمانے مین اہل سماع و عشق کے درمیان محتشم اور شیخ الاسلام جناب قطب الدین بختیار اوشی کے ممتاز و معزز خلیفہ تہے مشائخ روزگار آپکی بزرگی کے معترف و معتقد تہے آپ نہایت موثر لفظون مین وعظ کہتے جسکا اثر سننے والون پر بہت کچھ پڑتا - خلق خدا کو اپنی دلپذیر اور با اثر تقریر سے رشک مین ڈالتے اور دلون کو راحت و آسائش پہونچاتے آپ بیشتر ادائے صحبت مین تہے آپکا ایک نہایت قیمتی دیوان ہے جو عاشقان خدا کے لئے دستور العمل ہے - اس بزرگ کا ذکر دو نکتون کو شامل ہے -

شیخ بدر الدین غزنوی کے حالات

پہلا نکتہ شیخ بدر الدین غزنوی کے غزنین سے لاہور اور پہر لاہور سے دہلی مین آنے اور شیخ الاسلام جناب قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہما العزیز کی خدمت مین بیعت کرنے اور ارادت لانے کے ذکر مین - حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ شیخ بدر الدین غزنوی کا بیان ہے کہ مین اول غزنین سے لاہور آیا اوس زمانہ مین لاہور نہایت معمور و آباد تہا - چند روز مین یہان رہا - بعد ازان سفر کا قصد کیا اسوقت کبہی تو میرے دل مین آتا تہا کہ غزنین کی طرف چلا جاؤن اور کبہی کہتا تہا کہ شہر دہلی جاؤن لیکن میرے دل کی کشش غزنین کیطرف بہت ہی

---

۱ عصمت کے دریا مین ڈوب جانا بہتر ہے کہ وہان سے دریائے وحدت مین پہونچنا ممکن ہے ۱۲

۲ اپنی یاد کے ہوتے خدا کو یاد کرنا شرک ہے اور جبتک تو اپنی ہستی سے جدا نہ ہوگا شرک مین مبتلا رہے گا - تجہے فنائے مطلق چاہیئے اور تاوقتیکہ تیرا وجود ہے شرک مین گرفتار ہے ۱۲

۳ جو اپنی ہستی سے آزاد ہے حقیقت مین وہی آزاد ہے - ایسا شخص ہر ایک غم مین خوش رہتا ہے اور جسکی ہمت صرف دین و دنیا کے حصول پر مبنی ہے - مین اوسے پانی سے تشبیہ نہین دیتا بلکہ ہوا سے تشبیہ دیتا ہون - ۱۲ - ۱۲

کیونکہ والدین اور عزیز واقارب یار دوست وہین تھے۔ دہلی مین صرف میرا ایک داماد تہا اسکے سوا کوئی اور نہ تہا۔ غرضکہ اس تردد مین مین نے قرآن مجید کی فال دیکھی اول مین نے غزنین جانے کی نیت سے دیکہا تو عذاب کی آیت نظر پڑی بعدہ جب دہلی کی نیت سے دیکہا تو آیت رحمت نکلی اور جنت اور اوسکی نعمتون کا ذکر نظر پڑا چنانچہ مین قرآن مجید کی فال کے بموجب دہلی کی طرف روانہ ہوا اور یہان آکر اپنے داماد کی تلاش و جستجو مین ہوا جو دہلی مین نوکر تہا۔ مین سرائے سلطان مین گیا دیکھتا ہون کہ میرا داماد اشرفیون سے بہری ہوئی ایک تہیلی ہاتھ مین لیئے باہر آرہا ہے مجہے دیکہتے ہی گلے سے لگ گیا اور نہایت خوش ہوکر وہ اشرفیان میری نذر کین مین چند روز تک دہلی مین رہا اسکے بعد غزنین سے خبر آئی کہ اون شہرون مین مغل پہونچگئے اور میرے والدین اور تمام اقربا کو شہید کرڈالا۔ جب سلطان المشائخ اس حکایت کو نقل کرچکے تو حاضرین نے دریافت کیا کہ جب شیخ بدرالدین دہلی مین پہونچے تو شیخ الاسلام قطب الدین بختیار سے بیعت کی اور محلوق ہوئے۔ فرمایا ہان اور یہ بہی فرماتے تہے کہ جب شیخ بدرالدین نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار سے بیعت کی اور محلوق ہوئے تو دہلی ہی مین رہے اور جبتک شیخ الاسلام قطب الدین زندہ رہے شیخ بدرالدین اپنے پیر کی خدمت سے جدا نہین ہوئے۔ اور آپکی ملازمت ترک نہین کی۔ **دوسرا نکتہ** شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کرامتون کے ذکر مین۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ بدرالدین کو خواجہ خضر سے ملاقات تہی اور آپ اکثر اوقات اون سے ملا کرتے تہے ایکدن شیخ بدرالدین کے والد بزرگوار نے فرمایا کہ اگر مجہے خواجہ خضر کو دکہاؤ تو بہتر ہو۔ چنانچہ ایکدفعہ شیخ بدرالدین مسجد مین وعظ کہہ رہے تہے اور مہتر خضر ایسی بلند جگہ تشریف رکہتے تہے کہ اوسجگہ کوئی دوسرا شخص بیٹہہ نہین سکتا تہا۔ شیخ بدرالدین نے والد بزرگوار کو دکہایا کہ دیکہو وہ خضر بیٹھے ہین انکے والد نے حضرت خضر کو دیکہکر دل مین خیال کیا کہ اسوقت انہین میری ملاقات سے تکلیف ہوگی اسلیئے مین اسوقت تکلیف دینا نہین چاہتا وعظ کے بعد دیکہون گا۔ لیکن جب وعظ ختم ہوا تو خواجہ خضر وہان سے غائب ہوگئے۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ بدرالدین نہایت بزرگ اور ذی مرتبہ شخص تہے لیکن جب آپ شہر مین آئے اور خلق مین مشغول ہوئے تو پہر اونکی یہ کیفیت نہین رہی۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کو دیکہے اور پہر وہ اوسکی نظر سے غائب ہوجائے تو یقین کرلے کہ وہ مہتر خضر تہے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ شیخ بدرالدین غزنوی کو مینے فرماتے سنا کہ مین قاضی حمید الدین ناگوری کے مکان مین آیا دیکہا کہ آپنے کپڑے دہونے کیلیئے دے رکہے ہین اور جاڑے کی ہوا نہایت خنک و سرد چل رہی ہے۔ آپ صرف ایک تہ بند باندہے ہوئے بیٹہے تہے میرے پاس ایک نیا جبہ تہا جسے مین نے آپکی نذر کیا فوراً قبول فرمایا اور اپنے جسم مبارک کو اوس سے آراستہ کیا اور فرمایا کہ بدرالدین! تمہارے والد کے مجہپر بہت احسانات ہین۔ اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا

اگر کوئی شخص مصیبت و سختی کی حالت مین ایکدفعہ خلق و مہربانی سے پیش آئے اور ذرا سا احسان کرے تو یہ احسان اوسے تمام عمر کے لیئے کافی ہے۔ کاتب حروف نے اپنے عم بزرگوار سید السادات جناب سید حسین سے سنا ہے کہ ایک نہایت حقیر و ذلیل شخص سلطان المشائخ کی خدمت مین آیا کرتا آپ اسکی تعظیم کے لیئے کہڑے ہو جایا کرتے اور انتہا درجہ کی دلداری فرمایا کرتے بخلاف اور معزز و ممتاز عزیزون کے کہ آپ اونکی اسقدر تعظیم نہین کرتے تہے اور یہ شخص اوس تعظیم و توقیر کے شایان نہ تہا۔ ایکدفعہ یارون نے اسکا سبب دریافت کیا فرمایا اس شخص نے نہایت مجبوری اور اضطراری کی حالت مین ایکمرتبہ ایک گز کپڑے سے میری مدد کی ہے مین اوسوقت نہایت مجبور اور کپڑے کا سخت محتاج تہا ایسے وقت مین یہ شخص گز بہر کپڑا میرے پاس لایا اسوجہ سے مین اوسکے حق کی رعایت کرتا ہون۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایک نماز اہل سلوک کے ہان مروج ہے جو آخر رجب مین درازی عمر کے لیئے پڑہی جاتی ہے۔ شیخ بدر الدین غزنوی ہمیشہ یہ نماز پڑہا کرتے تہے۔ زان بعد فرمایا مین نے شیخ ضیاء الدین پانی پتی علیہ الرحمۃ کے فرزند رشید نظام الدین سے سنا ہے کہ جس سال مین شیخ بدر الدین غزنوی انتقال کرنے والے تہے اوس مین آپنے یہ نماز نہین پڑہی لوگون نے عرض کیا کہ اس سال آپنے وہ نماز کیون نہین ادا کی۔ فرمایا۔ اب میری زندگی مین کچہ باقی نہین رہا ہے چنانچہ اوس سال مین آپنے انتقال فرمایا۔ شیخ بدر الدین غزنوی اپنے پیر شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کی پائنتی مدفون ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے شیخ بدر الدین غزنوی سے سنا آپ فرماتے تہے کہ شیخ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز ذیل کی دو بیتین اکثر اوقات پڑہا کرتے تہے رباعی سودائے تو اندر دل دیوانہ ماست[۱] ٭ ہر جا کہ حدیث تست افسانہ ماست ٭ بیگانہ کہ از تو گفت او خویش من است ٭ خویشے کہ نہ از تو گفت بیگانہ ماست ٭

ذکر شیخ نجیب الدین متوکل کے حالات

ازانجملہ اہل شریعت کے پیشوا اہل طریقت کے مقتدا اولیاء عرب مین توکل کے ساتہ گلاب کی طرح مشہور۔ سر سے قدم تک تمام دل یعنے شیخ نجیب الدین متوکل قدس اللہ سرہ العزیز ہین جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے خلیفہ اور بہائی تہے۔ یہ بزرگ عجیب و غریب معاملہ رکہتے تہے اور عجب طرز و روش کے آدمی تہے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ نجیب الدین متوکل باوجودیکہ ستر سال شہر مین مقیم رہے لیکن کوئی گاؤن کوئی وظیفہ پاس نہ تہے اپنے فرزندون اور متعلقین کے ساتہ توکل پر گذارہ کرتے اور نہایت خوشی کے ساتہ زندگی بسر کرتے تہے۔ آپ یہہ بہی فرماتے تہے کہ مین نے شیخ نجیب الدین جیسا کوئی شخص نہین دیکہا اور یہہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ شیخ نجیب الدین

---

[۱] تیرا خیال ہمارے دیوانے دل مین موجود ہے اور جو تیری بات نہین ہے وہ ہمارا افسانہ ہے جو تیری بات بیان کرے گو یاد وہ بیگانہ ہو لیکن میرا عزیز ہے۔ اور جو تیری بات نکرے اگرچہ وہ میرا عزیز ہے لیکن حقیقت مین بیگانہ ہے ۱۲

نہایت بہولے اور دنیا سے بے خبر آدمی تہے۔ آپ بالکل نہ جانتے تہے کہ آج کون سا دن ہے اور یہہ کون سا مہینہ اور یہ کس قدر درم ہین۔

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ عید کا دن تہا۔ شیخ نجیب الدین صبح اوٹہے اور جو کچہ گہر مین موجود تہا سب خرچ کرکے عیدگاہ نماز کے لیئے تشریف لے گئے۔ جب وہان سے واپس آئے تو آدمی آپکے ہمراہ مکان پر آئے آپنے گہر مین دریافت کیا کہ کچہ کہانا ہے۔ لوگون نے جواب دیا کہ جو کچہ گہر مین موجود تہا آپ نماز سے پیشتر سب خرچ کر چکے تہے اور لوگون کو کہلا پلا کر عیدگاہ گئے تہے اسوقت ہمارے پاس کچہ نہین ہے۔ اب یارون کی طرف متوجہ ہوئے اور اون سے معذرت کی اور خود کوٹھے پہ جاکر مشغول بحق ہوئے اسی اثنا مین دیکہتے ہین کہ ایک شخص کوٹھے پر یہ بیت پڑہتا آتا ہے بیت[۱] بادل گفتم دلا خضر را بینی ٭ دل گفت اگر مرا نماید بینم ٭ جب یہ شخص شیخ کے پاس پہونچا تو کسیقدر کہانا آپکے سامنے پیش کرکے کہا کہ تیرے توکل کا نقارہ عرش پر ملاء اعلیٰ مین بڑے زور شور سے پٹ رہا ہے اور تو کہانے کے لیئے ملتفت ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ خدا خوب جانتا ہے کہ مین اپنے لیئے کہانے کی طرف ملتفت نہین ہوا ہون بلکہ یہ التفات یارون اور عزیزون کی لیئے تہا۔ بعد ازان اوس شخص نے کہا کہ یہ کہانا اپنے فرزندون کو پہونچا دو شیخ نجیب الدین اپنا دامن مبارک اوس غیبی کہانے سے لبریز کرکے کوٹھے سے اُترے اور اپنے فرزندون کو عنایت فرمایا لیکن جب کہانا دیکر پہر کوٹھے پر تشریف لے گئے تو اوس شخصکو نہین دیکہا۔

سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ وہ مہتر خضر تھے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ نجیب الدین متوکل کے ایک بہائی بداؤن مین رہتے تہے۔ آپ ہر سال مین ایکدفعہ اونہین دیکہنے جاتے اور دونون بہائی ملکر شیخ علی بزرگ کی ملاقات کے لیئے اونکے مکان پر تشریف لیجاتے جو صاحب نعمت اور بہت بڑے بزرگ شخص تہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بداؤن گئے اور دونون صاحب حسب معمول شیخ علی کے پاس پہونچے۔ شیخ نجیب الدین نے شیخ علی کے بوریئے پر پہونچنے سے دو تین قدم آگے رعایت ادب کے لیئے پاؤن پہیلائے چنانچہ آپنے پہلا قدم زمین پر رکہا اور دوسرا قدم بوریئے پر جو شیخ علی کا مصلّٰی تہا رکہا۔ شیخ علی کو یہ بات نہایت ناگوار گذری اور اونہون نے رنجیدہ ہوکر فرمایا کہ یہ بوریا مصلّٰی ہے۔ غرضکہ دونون بہائی برابر بیٹھے تہے اور شیخ علی کے آگے ایک کتاب رکہی تہی۔ شیخ نجیب الدین نے دریافت کیا کہ یہ کون کتاب ہے چونکہ ہنوز رنجش باقی تہی اسلیئے شیخ علی نے کوئی جواب نہین دیا۔ ازان بعد شیخ نجیب الدین نے کہا اگر حکم ہو تو مین اس کتاب کو دیکہون شیخ علی نے اجازت دی۔ جون ہی شیخ نجیب الدین نے کتاب کہولی

[۱] مین نے دل سے کہا کہ تو خضر کو دیکہے گا۔ جواب دیا کہ اگر میرے سامنے آئے گا دیکہہ لون گا۔

دیکھا کہ اوس مین لکھا ہے کہ آخر زمانے مین ایسے مشائخ ہونگے کہ جو خلوت مین معصیت کرینگے اور ظاہر مین جب کوئی شخص اونکے بوریئے پر قدم رکھے گا تو قیامت برپا کرینگے۔ شیخ نجیب الدین نے کتاب شیخ علی کی نظر کے سامنے رکھکر کہا کہ یہ کتاب آپ ہی کی ہے اور عبارت مذکورہ بغیر قصد نظر پڑ گئی ہے۔ شیخ علی نہایت شرمندہ و پشیمان ہوئے اور بہت کچھ معذرت کی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ نجیب الدین کو جس رات فاقہ ہوتا تہا بی بی فاطمہ سام کو جو اب قصبہ اندرپت مین آرام کر رہی ہین اور جنکا روضہ متبرکہ خلق کی حاجات کا قبلہ ہے نور باطن سے واضح ہو جاتا تہا کہ آج شیخ نجیب الدین فاقہ سے ہین چنانچہ ایک من یا آدہے من کی روٹیان پکا کر شیخ نجیب الدین متوکل کی خدمت مین روانہ کرتین بی بی فاطمہ سام اور شیخ نجیب الدین متوکل کے درمیان بہائی چارہ اور خواہر خواندگی تہی جب وہ روٹی پہونچتی تو شیخ نجیب الدین متوکل فرماتے جیساکہ بی بی فاطمہ کو درویشون کے حال سے آگاہی ہوتی ہے اگر بادشاہِ وقت کو ہوتی تو ضرور کوئی بابرکت چیز بہیجتا۔ اسکے بعد آپ مسکرا کر فرماتے کہ بادشاہون کو اس قسم کا کشف کہان سے حاصل ہونے لگا۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ اس سے پیشتر کہ مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین بیعت حاصل کرون میرے بڑے بڑے گہونگر والے بال تہے ایکدن کا ذکر ہے کہ مینے شیخ نجیب الدین متوکل قدس اللہ سرہ العزیز کی مجلس مین اٹھکر کہا کہ آپ میرے لیئے اس نیت سے ایکدفعہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑہیئے کہ مین کسیجگہ کا قاضی ہو جاؤن لیکن شیخ نجیب الدین نے میرے اس التماس سے اغماض کیا مینے جانا کہ میری یہ التماس شیخ کے مبارک کان مین نہین پہونچی۔ لہذا دوبارہ عرض کیا کہ میرے لیئے اس نیت سے ایکدفعہ سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑہیئے کہ مین کہین کا قاضی ہو جاؤن اس مرتبہ آپنے مسکرا کر فرمایا کہ نظام! تم قاضی مت ہو بلکہ کچھ اور چیز اختیار کرو سلطان المشائخ اسبات کو یاد کر کے فرماتے تہے کہ آپکو اسکام سے حد درجہ کا انکار تہا کہ فاتحہ تک نہین پڑہی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ نجیب الدین متوکل دنیا کے خرچ کرنے کے بابت مین اور سخاوت کے حکم کو اس عبارت مین ادا کرتے کہ جب تیرے پاس دنیاوی مال آئے تو خرچ کر ڈال کیونکہ تیرے خرچ کرنے سے کمی نہ آئے گی اور جب دنیا جائے تو نگاہ مت رکہہ کیونکہ تیری نگرانی سے پائدار نہ ہوگی۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ نجیب الدین متوکل نے جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین سے دریافت کیا کہ آدمی کہتے ہین جسوقت آپ مناجات کی حالت مین یارب کہتے ہین وہان سے یہ جواب سنتے ہین لَبَّیْکَ عَبْدِیْ۔ فرمایا نہین۔ ازان بعد فرمایا وَالدَّرَجَاتُ مُقَدَّمَۃُ الْکَوْنِ۔ یعنے آدمیون کا کسی چیز کی گفتگو مین آنا حقیقت مین اوس چیز کا حاصل ہونا ہے۔ پہر شیخ نجیب الدین نے پوچہا لوگ کہتے ہین کہ مہتر خضر آپکے پاس آتے ہین فرمایا نہین۔ پوچہا یہ

اون کا بیان ہے کہ ابدال آپکے پاس آمد و شد کرتے ہین اس سوال کی نسبت آپنے کوئی حکم نہین فرمایا اور کہا تم بہی ابدال ہو۔

سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ نجیب الدین متوکل ہر سال مین ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین دہلی سے اجودہن جایا کرتے تہے اور جب وہان سے لوٹنے کا قصد کرتے تو رخصت کے وقت اس نیت سے فاتحہ کی التماس کرتے کہ جسطرح اسمرتبہ شیخ کی خدمت مین آیا ہون دوسری دفعہ بہی آؤن شیخ شیوخ العالم فاتحہ پڑہنے کے بعد فرماتے کہ تم بار ہا میرے پاس آؤگے چنانچہ آپ اونیس مرتبے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پہونچے جب اونیسوین دفعہ اجودہن سے واپس آنے لگے تو حسب معمول شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین عرض کیا کہ بندہ جس دفعہ خدمت اقدس مین حاضر ہوا باین نیت فاتحہ کی التماس کی کہ جسطرح اب آیا ہون دوسری دفعہ بہی حاضر ہون اور شیخ شیوخ العالم کی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ تو بار ہا آئیگا اب مین اونیس ١٩ دفعہ خدمت اقدس مین حاضر ہو چکا ہون۔ اس دفعہ پہر التماس کرتا اور فاتحہ کی درخواست کرتا ہون کہ ایکدفعہ اور حاضر خدمت ہون تاکہ بیس کا عدد پورا اور کامل ہو جائے لیکن اس مرتبہ شیخ شیوخ العالم نے فاتحہ نہین پڑہی اور اسی دفعہ دہلی مین آکر شیخ نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا آپ کا روضۂ متبرکہ شہر کے باہر مندہ دروازہ مین ہے قدس اللہ سرہ العزیز۔

ازانجملہ باسط علوم ربانی کاشف غوامض معانی مولانا بدر الحق والدین اسحاق بن علی بن اسحاق دہلوی ہین۔ یہ بزرگ زہد و تقویٰ اور عشق و درد اور آہ و زاری مین بے نظیر تہے۔ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے داماد اور خلیفہ اور خادم تہے۔ اِن بزرگوار کا ذکر بہی دو نکتون کو شامل ہے۔

پہلا نکتہ مولانا بدر الدین اسحاق کے شیخ شیوخ العالم سے ملاقات کرنے اور آپسے بیعت کرنے کے ذکر مین اور اسی نکتہ مین آپکی کثرت بکا اور علمی تبحر اور دینی علوم مین کمال حاصل کرنے کا بیان ہے قدس اللہ سرہ العزیز۔

منقول ہے کہ یہ بزرگ بہی دہلی کے باشندے تہے تحصیل علوم اسی شہر مین کی تہی اور دہلی کے دانشمندون اور طباعون کے زمرے مین علم و فضل مین فائق ہو گئے تہے جب آپنے دانشمندی اور علمی تبحر مین کمال حاصل کر لیا اور دہلی کے علما و فضلا مین امتیاز یہ نظرون سے دیکہے جانے لگے تو گوشہ نشینی اختیار کی لیکن چونکہ ہمت بلند رکہتے تہے اس لیئے یہ بات ہمیشہ پیش نظر تہی کہ تمام علوم و فنون پر اچہی طرح حاوی ہونا اور اونہین عروج پر پہونچا دینا چاہیئے۔ علاوہ ازین ہر علم و فن مین چند اشکال بہی اس قسم کے باقی رہگئے تہے جو متبحرین علماء شہر سے بہی حل نہین ہوئے تہے اسلیئے آپ بہت سی کتابین ساتھ لیکر بخارا کے قصد سے دہلی سے روانہ ہوئے۔ جب اجودہن مین پہونچے اور اون دنون شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی کرامتون اور تبحر کا شہرہ عالم مین منتشر ہو چکا تہا۔ اور مخلوق خدا نے ہر ولایت و اقلیم سے

آپکی خاکبوسی کی طرف توجہ کی تہی لہذا مولانا بدرالدین اسحاق کو آپسے ملنے کا اشتیاق ہوا۔ مولانا بدرالدین اسحاق کا
ایک نہایت ہی دلسوز اور جان نثار عزیز ویار تہا اوس نے مولانا کو اور بہی شیخ شیوخ العالم سے ملاقات کرنے کا مشتاق
بنایا اور استبا پر آمادہ کیا کہ مولانا شیخ شیوخ العالم سے ملاقات کرین چنانچہ مولانا شیخ شیوخ العالم کی قدمبوسی
کی دولت کو پہونچے دیکہا کہ ایک اولوالعزم بادشاہ ہے جو اپنے سینۂ صافی اور دلکشا تقریر سے آنے والون کے
دلی بہید بیان کرتا اور اونکے دلونکو اُچک لیتا ہے چنانچہ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ شیخ شیوخ العالم کی حسن
عبارت اور لطافت تقریر اس حد کو پہونچگئی تہی اور آپکی فصاحت وبلاغت مین وہ جادو تہا کہ جب سننے والے
کے کان مین آپکے موثر الفاظ پہونچتے تو وہ انتہا درجہ کے ذوق سے اوسیوقت مرجانا اچہا سمجہتا تہا۔ الغرض جو
علمی اشکال کہ مولانا بدرالدین اسحاق کے دل مین کہٹکتے تہے عین اوسی بحث علمی اور حکایات دینی کی تقریر
کے ذیل مین جو شیخ شیوخ العالم وقتاً فوقتاً بیان کرتے تہے سب پانی ہوگئے۔ مولانا شیخ شیوخ العالم کی مجلس کا یہ
رنگ دیکہکر دنگ ہوگئے اور اپنے دل مین کہا یہ بزرگ کوئی کتاب اپنے پاس نہین رکہتے اور باوجود اسکے ایسے
غوامض ومشکلات باتون مین حل کردیتے ہین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علم لدنی سے خبر دیتے ہین۔ بیشک
یہ علم کسبی نہین ہے بلکہ وہبی ہے جس چیز کے لیئے مین بخارا جاتا تہا اوس سے سو حصے زیادہ مین نے یہین حاصل
کرلیا چنانچہ بخارا جانے کا ارادہ آپنے ملتوی کردیا اور یہ خیال اون کے دل سے نکل گیا۔ ابصافی اعتقاد کے ساتہ
شیخ شیوخ العالم سے بیعت کی اور آپکے مریدون کے زمرہ مین داخل ہوگئے۔ شیخ سعدی فرماتے ہین۔ بیت
من کہ در ہیچ مقامے نزدم خیمۂ عشق ٭ پیش تو رخت بیفگندم وسر بنہادم ٭ شیخ شیوخ العالم نے بہی جب ان
کو قابل ولائق دیکہا تو بے انتہا عنایت مبذول فرمائی اور اپنی خادمی اور دامادی سے مشرف وممتاز کر
اور محرمیت کے ساتہ مخصوص فرمایا۔ انجام کار یہان تک نوبت پہونچی کہ درگاہ بے نیازی کے واصلون
سے ایک اعلی درجہ کے واصل ہوگئے اور شیخ شیوخ العالم کی نعمت خلافت سے مالامال ہوئے۔ آپ شیخ شیوخ العالم
کی خدمت مین مستقیم رہے اور خویش واقارب جو دہلی مین رہتے تہے آپنے سب سے قطع تعلق کرلیا اور دوست کی
طرف یکسو ہوگئے مصرعہ دل وجان وتن باخیالت یکے شد ٭ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک
کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ مولانا بدرالدین اسحاق اس قدر زار قطار رویا کرتے اور آپکو ایسا جلد
رونا آتا کہ ایک ساعت بہی آپکی چشم مبارک آنسوون سے خالی نہین رہتی تہی۔ یہ ضعیف کہتا ہے بیت
اے ز عشقت خانۂ عقلم خراب ٭ ہر دم چشم ز گریہ غرق آب ٭ رونے کی کثرت سے آپکی دونون مبارک آنکہ

گل پڑگئے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ کاتب حروف کی دادی نے جو شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کی بیعت سے مشرف سے ممتاز ہوچکی تہین مولانا بدرالدین اسحاق سے کہا کہ اے بہائی اگر آپ ایک ساعت اپنے آنسوؤنکو تہاسکے رکہو تو مین اون کا علاج شربت کرون مولانا بدرالدین یہ سنکر روئے اور فرمایا اے میری بہن مین کیا کرون کہ آنسو میرے قبضہ مین نہین ہین ایک بزرگ فرماتے ہین بیت[1] ازآب دیدہ خانہ چشم خراب شد ٭ بس نامدیم دیدۂ خانہ خراب را ٭ کاتب حروف کے والد بزرگوار فرماتے ہین کہ مولانا بدرالدین اسحاق جناب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے انتقال کے بعد اجودہن کی قدیم جامع مسجد مین تشریف رکہتے تہے اور اسکا سبب یہ تہا کہ جب شیخ شیوخ العالم کا انتقال ہوگیا تو آپکے فرزندون مین سے شیخ بدرالدین سلیمان شیخ شیوخ العالم کے سجادہ پر بیٹہے۔ مولانا بدرالدین اسحاق جسطرح شیخ شیوخ العالم کی خدمت کرتے تہے اوسیطرح اپنے مخدوم زادہ کی خدمت مین کمربستہ اور ایستادہ رہتے تہے۔ ایک بزرگ کہتے ہین نظم بیت[2] درخدمت تو اے زدل وجان عزیزتر ٭ جان برمیان بہ بندم و صد بندگی کنم ٭ اور جب ایک مدت اسیطرح گذری حاسدون نے شیخ بدرالدین سلیمان اور مولانا بدرالدین اسحاق کے درمیان عداوت ڈالدی اور چاہا کہ آپ اپنی خادمی کے منصب سے جدا ہوجائین اسوجہ سے مولانا بدرالدین اسحاق کی خاطر مبارک منغض ہوئی اور آپنے اسبارہ مین کاتب حروف کے بزرگوار دادا سید محمد کرمانی سے مشورہ کیا سید محمد کرمانی مولانا بدرالدین اسحاق کی وہ عزت و وقعت جو آپ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین رکہتے تہے دیکہہ چکے تہے لہذا آپ نے فرمایا کہ مولانا! مصرع[3] صحبت کہ بعزت نبود دوری بہ ٭ مولانا بدرالدین اسحاق نے جب یہ بات سنی تو آپ سب سے علیحدگی کرکے اجودہن کی قدیم جامع مسجد مین آبیٹہے۔ الغرض والد بزرگوار علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ مین اور خواجہ یعقوب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین کے چہوٹے فرزند رشید اور شیخ شیوخ العالم قدس سرہ العزیز کے پوتے شیخ علاؤالدین اور چنداور لوگ جامع مسجد مین مولانا بدرالدین اسحاق سے کلام اللہ پڑہتے تہے کیونکہ آپ ہمارے خلیفہ تہے اخی مبارک جو شیخ شیوخ العالم کا غلام تہا اور شیخ قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی صاحبزادی بی بی فاطمہ کے جہیز مین اوسے دیدیا تہا جو مولانا بدرالدین اسحاق کے نکاح مین تہین وہ بہی آپکی خدمت مین موجود تہا۔ الغرض والد بزرگوار

---

[1] میرے آنسوؤن سے آنکہون کا مخزن نور خراب ہوگیا۔ پس مین نے اپنی آنکہون کا نام خانہ خراب کہا ہے ۱۲

[2] تیری خدمت مین اپنے دل وجان سے زیادہ عزیز۔ مین اپنی جان و دل سے سو بندگی کے واسطے حاضر ہون۔

[3] جو صحبت کہ عزت کے ساتھ نہو اوس سے دوری بہتر ہے ۱۲

فرماتے ہین کہ جسوقت مولانا چاشت کی نماز مین مشغول ہوتے تو اس قدر روتے کہ سجدہ کے وقت آپکے سجدہ کی تمام جگہ آنسوؤن سے تر ہو جاتی تھی۔ والدبزرگ یہ بھی فرماتے تھے کہ مولانا بدرالدین اسحاق قدس اللہ سرہ العزیز بہت جلد مردان خدا کے کمالات ہو نچگئے تھے اس جگہ آپکے آنے کی غرض صرف یہ تھی کہ لوگون کو تحصیل کمالات ہو جائے۔ جب کمال کو ہو نچگئے تو اس سے آگے کوئی جہت نہین رکھتے تھے آپکو جو کچھ حاصل ہوا شیخ شیوخ العالم کے دروازہ سے حاصل ہوا۔ **منقول** ہے کہ شیخ شیوخ العالم کی زندگی کے زمانہ مین مولانا بدرالدین اسحاق قدس اللہ سرہ العزیز اکثر اوقات یہ بیت زبان مبارک پر جاری کیا کرتے تھے ؎ پیش سیاست غمش روح چہ نطق تمیز ند ÷ اے زہزار صعوہ کم بس تو نوا چہ میزنی ÷ سارے سارے دن اس بیت کے ذوق مین عالم تحیر مین رہتے تھے اور جسوقت زبان مبارک پر آتی تھی یکا یک اہتزاز پیدا ہوتا تھا ایکدن کا ذکر ہے کہ شام کے وقت شیخ شیوخ العالم نے مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو امامت کا حکم فرمایا مولانا آگے بڑھے اور نماز شروع کی نیت باندہی اور قرارت کی جگہ یہی بیت زبان مبارک پر گذری بعدہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش مین ہوئے تو شیخ شیوخ العالم نے پھر آپ ہی کو امام بنایا اور فرمایا نماز شروع کرو اور حاضر رہو۔ اسدفعہ مولانا نے نہایت احتیاط سے نماز تمام کی۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مجھے مولانا بدرالدین اسحاق سے غایت درجہ کی محبت تھی جس قدر امور مجھے پیش آتے مولانا شیخ شیوخ العالم کے آگے ان مین مجھے بہت مدد دیتے اور خود بھی تربیت فرماتے یہان تک کہ جبتک مولانا بدرالدین زندہ رہے سلطان المشائخ اونکی عظمت و احترام کی وجہ سے کسی شخص سے بیعت نہ لیتے لیکن جب مولانا انتقال کر گئے تو پھر سلطان المشائخ نے لوگون سے بیعت لینا شروع کی اور کاتب حروف کے دادا سید محمد کرمانی کو جو اس خاندان کے محرم راز تھے اجودہن روانہ کیا تاکہ خواجہ محمد اور خواجہ موسی مولانا بدرالدین کے صاحبزادون اور اونکی والدۂ محترمہ کو جو شیخ شیوخ العالم کی صاحبزادی اور مولانا کی حرم محترم تہین شہر دہلی مین اپنے ہمراہ لے آئین چنانچہ کاتب حروف کے دادا ان حضرات کو دہلی مین لے آئے اور سلطان المشائخ نے انکے بارہ مین طرح طرح کی رعایتین ملحوظ رکھکر اونکے حق مین بہت کچھ تربیت فرمائی۔ چنانچہ یہ کیفیت بی بی فاطمہ کے ذکر مین مفصل بیان ہوگی جہان شیخ شیوخ العالم کی صاحبزادیون کے مناقب و فضائل کا ذکر ہوا ہے۔ مولانا بدرالدین اسحاق نے علم تصریف مین ایک نہایت قیمتی کتاب نظم کے پیرایہ مین تالیف کی ہے جو آپکی فصاحت و بلاغت اور تبحر کی واضح دلیل ہے اور جسے تصریف بدری کہتے ہین۔ اس کتاب کے آخر مین یہ چند شعر لکھے ہین ؎ اِنِّی بَسَطْتُ یَدَیَّ اِلَیْکَ اِلٰہِیْ ÷ وَلِسَیْلِ سَیْلِ الدَّمْعِ مِنْ آمَاقِیْ ÷ فَارْحَمْ بُکَائِیْ وَاعْفُ عَمَّا قَدْ حَوٰی ÷ مِنْ غَفْلَتِیْ فِیْ ہٰذِہِ الْاَوْرَاقِ ÷ وَاشْدُدْ بِفَضْلِکَ سَلْمَۃً فِیْ نَظْمِہٖ ÷ وَاحْفَظْہُ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنِّی الْبَاقِیْ ÷ وَاصْبُبْ عَلَیْہِ مِنْ قَبُوْلِکَ جُرْعَۃً ÷ تَہْوِیْ اِلَیْہَا اَفْئِدَۃُ الْعُشَّاقِ ÷ وَانْظُرْ تَنَاوُلُ

خاطری وشدۃ ابدی ❊ یا من سترت معایب الآفاق ❊ فقد ابتلیت بلیۃ لم ارجہا ❊ فرحا من التلبیس لا من راق الدین فیہا راحل او نادر ❊ واری النفاق مواضع الاخلاق ❊ والخل فیہا کالشح متنالس ❊ وعلیہ قس حال العدو والعاق ❊ والعیش فیہ لمن تزندق عابدا ❊ والیوم یوم الفسق والفساق ❊ العاذلین الآکلین لحومہم ❊ بیماز عون تمازع الاذواق ❊ واری الزمان عزیز الا فطان من ❊ او ہے البلاء والروع الاحراق ❊ وارحم عن یتلو ویدعو عبدک ❊ الاسحاق بن علی الاسحاق ❊ اور مولانا بدر الدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے تصریف مذکورہ کے تتمہ مین اپنے قلم مبارک سے سلطان المشائخ کی التماس سے یہہ بھی لکھا ہے سمع منی وقرا ہذا النظم العزیز الامام الحبر العالم نظام الملۃ والدین محمد بن احمد ذو الخصائل الرضیۃ والشمائل البہیۃ سمت شمائلہ واثارہ وعمت فضائلہ وانوارہ وانی وان کنت قلیل البضاعۃ فی ہذہ الصناعۃ ولکن اتفاق ہذا النظم کان لامر من ہو واجب الایتمار کسعی النملۃ بین یدی سلیمان وہو دام فضلہ التمس منی ہذہ الاسطر مع کثرۃ قدرہ فکتبت ذالک امتثالا لامرہ وانا اضعف الفقرا الی اللہ الغنی اسحاق بن علی الدہلوی بخطی رجاء ان یذکرنی بصالح دعائہ حامدا ومصلیا۔

ترجمہ نظم عربی۔ اے میرے معبود مین نے تیری طرف اپنے دونون ہاتہ پہیلائے ہین اور میرے گوشہ چشم سے آنسوؤن کی ندیان بہتی ہین۔ سو تو میرے رونے پر رحم کر اور جو غفلت ان اوراق مین ہوگئی ہے اوس سے درگذر کر۔ جو عیب اس نظم مین واقع ہوا ہے اوسے اپنے فضل سے دور کر اور اس نظم کو میرے مرنیکے بعد یادگار قائم کر۔ اپنی دریائے قبول سے اس نظم پر ایک گہونٹ ڈالدے تاکہ اسکی طرف عشاق کی گردنین جہک جائین میرے دل کے شغلون اور سختیون کو دیکہہ۔ اے عالم کے عیب پوشیدہ کرنیوالے مین اون سختیون کے ساتہ آزمایا گیا ہون جنکی امید نہین رکہتا تہا تو مجہے ہلاکت سے نجات دے کیونکہ میرے پاس کوئی دوا اور علاج نہین ہے۔ اس زمانہ مین دین بالکل مٹ گیا ہے یا کم ہے مین اسوقت اخلاق کی جگہ نفاق کو دیکہتا ہون۔ ان دنون مین دشمنی پوشیدہ اور خصومت آشکارا ہے اور اسی پر دشمنون اور دوستون کا حال قیاس کر۔ آج جو بددینی اختیار کرتا ہے اوسیکو راحت حاصل ہوتی ہے اور یہ زمانہ بدکاری اور بدکارون کا ہے۔ اس زمانے کے منصف حقیقت مین لوگون کے گوشت کہانے والے ہین جو اسطرح پارہ پارہ کرکے کہاتے ہین جیسے جانور۔ مین دیکہتا ہون کہ اس زمانہ مین ایسے دانشمند بہت کم پائے جاتے ہین جو بلا کی سختیون اور سوز اندہ خوف سے محفوظ ہون۔ خداوندا تو اوس شخص پر رحم کر جو اس قصیدہ کو پڑہے اور تیرے بندے اسحاق بن علی بن اسحاق کو دعائے خیر سے یاد کرے۔ ترجمہ نثر۔ مجہسے اس نظم مبارک کو اوس شخص نے سنا اور پڑہا جو خلق کا پیشوا اور کار دین مین بہت

کوشش کرنے والا اور حقائق کا جاننے والا ہے یعنے نظام الملۃ والدین محمد ابن احمد نے جو پسندیدہ خصلتون کا صاحب اور عمدہ عادتون کا مالک ہے اوسکی خوبیون کے نشانات اور نیکی کی خصلتین شامل اور اوسکی بزرگیان اور انوار عام ہین اور اگرچہ مین شاعری کے فن مین بہت کم پونجی رکھتا ہون لیکن اس نظم کے کہنے کا اتفاق اوس شخص کے فرمانے سے ہوا ہے جس کا فرمان قبول کرنا واجب و لازم ہے اور یہ میری کوشش بالکل ویسی ہی ہے جیسے سلیمان کے آگے چیونٹی کی کوشش۔ الغرض نظام الحق نے (اوسکی بزرگی ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے) باوجود اپنی بے حد قدر و منزلت ان چند سطرون کے لکھنے کی مجھسے التماس کی چنانچہ مین نے اوسکی امتثال امر کے لیئے یہ چند سطرین لکھین اور مین اون تمام فقرا سے ضعیف تر ہون جو خدائے بے نیاز کے محتاج ہین اور جیسے اسحاق بن علی دہلوی کہتے ہین ان چند سطرون کو اپنے قلم سے اسلیئے لکھا کہ نظام الحق اپنی نیک دعاؤن مین مجھے یاد رکھے درحالیکہ مین خدا کی تعریف کرنے والا اور پیغمبر پر درود بھیجنے والا ہون۔

دوسرا نکتہ۔ مولانا بدرالدین اسحاق قدس اللہ سرہ العزیز کی عظمت و کرامات اور آپکے دنیا سے عقبے مین انتقال کر جانے کے بیان مین **منقول** ہے کہ ملک شرف الدین کبری جو دیپالپور کا صوبہ تہا اوسکے دل مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے بیعت کرنے کا داعیہ پیدا ہوا اور اس ارادہ سے شیخ شیوخ العالم کی قدمبوسی حاصل کی۔ سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے بعد بیعت کی التماس کی۔ شیخ شیوخ العالم نے مولانا بدرالدین اسحاق کی طرف اشارہ کیا کہ تم ان سے بیعت لیلو۔ مولانا بدرالدین نے شیخ شیوخ العالم کے حکم سے ملک شرف الدین سے بیعت لی لیکن اسکے چند روز کے بعد بادشاہ وقت کے فرمان بموجب اوسے گرفتار کر لیا گیا اور دیپالپور سے شہر دہلی کی طرف روانہ کیا۔ ملک شرف الدین نے ایک عرضداشت اسباب مین مولانا بدرالدین کی خدمت مین لکہی اور اپنے لوگونکو حکم کیا کہ یہ خربزہ کی فصل ہے جب تم اجودہن پہونچو تو تہوڑے سے خربزے خرید کر عرضداشت کے ساتہ مولانا بدرالدین کی خدمت مین پیش کرنا۔ جو میرے مخدوم ہین جب ملک شرف الدین کے بہیجے ہوئے لوگون نے وہ عرضی خربزون کے ساتہ مولانا بدرالدین کی خدمت مین پیش کی تو عزیزون کی ایک جماعت اس بزرگ کی خدمت مین بیٹھی ہوئی تہی قاضی صدرالدین جو اجودہن کا حاکم تہا اور مولانا کی خدمت کیا کرتا تہا آپنے اوسکی طرف اشارہ کیا کہ صدرالدین! انہین تقسیم کر دو۔ چنانچہ قاضی صدرالدین نے خربزون کو تقسیم کر دیا اور جب مولانا کا نمبر آیا تو آپکا حصہ آپکے سامنے رکہدیا۔ اسپر مولانا بدرالدین نے فرمایا کہ صدرالدین! شرف الدین کبری کا حصہ بہی میرے پاس رکہدو۔ جب خربزے تقسیم کر دیے گئے تو مولانا بدرالدین نے اپنی دستار مبارک سر سے اوتاری اور اوسے خربزے کے متصل رکہکر فرمایا جو شرف الدین

کبری کا حصہ تہا کہ جبتک شرف الدین کبری یہان نہ آجائیگا ہم اوسوقت تک نہ تو یہ خربزہ ہی کہائینگے نہ دستار ہی سر پر رکہینگے۔ جب وہ یہان آپہونچیگا تو ہم اوسکے ساتہ ملکر خربزہ کہائینگے۔ یہ کہا اور مشائخ کی حکایات اور بزرگان دین کے مناقب بیان کرنے مین حاضرین مجلس کی طرف مشغول ہوئے۔ تہوڑی دیر نہ گزری تہی کہ شرف الدین کبری آپہونچے مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے دستار مبارک سر پر رکہی اور خربزہ کہانے مین مشغول ہوئے اسی اثنار مین شرف الدین کبری اپنی رہائی کی حکایت مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین یون عرض کرنے لگے کہ میرے دشمنون اور چغلخورون نے بادشاہ کے سامنے میرے باب مین چند ایسی باتین بیان کین جو حقیقت مین میری شان کے خلاف تہین اس لیئے بادشاہ نے میری گرفتاری کا حکم دیدیا لیکن پہر فوراً ہی بادشاہ کو اون کا کذب تحقیق ہوگیا اور اوسنے ایک دوسرا فرمان روانہ کیا کہ شرف الدین کو رہائی دیدو اور جس مقام تک آپہونچا ہے وہین سے اوسے اوسکی جاگیر روانہ کردو مین قصبہ پہروالہ مین پہونچا تہا کہ یہ دوسرا فرمان مجہے پہونچا چنانچہ مین مخدوم کی برکت سے رہا ہوکر بخیریت تمام خدمت اقدس مین حاضر ہوا **منقول** ہے کہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے یار نوبت بنوبت لکڑیان چننے کے لیئے اجودہن کے جنگلون مین جایا کرتے تہے جب مولانا بدرالدین کی باری آئی تو آپ ہی لکڑیان چننے کے لیئے تشریف لے گئے اوسوقت آپکے ساتہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے دو صاحبزادے ہی تہے جو شہر سے نکلکر مولانا بدرالدین کے ہمراہی مین جارہے تہے۔ اثنار راہ مین ان دونون صاحبزادون نے مولانا بدرالدین سے کہا کہ بابا کے مریدون کو وہ کرامت وعظمت حاصل نہین ہے جو سیدی احمد کے مریدون کو حاصل ہے کیونکہ سیدی احمد کے مرید شیر پر سوار ہوتے اور زہریلے سانپ ہاتہ مین لیلیتے ہین۔ مولانا بدرالدین نے فرمایا مخدوم زادون کو اس قسم کی باتین موںہ سے نکالنا نہ چاہیئین شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین نہایت بزرگ ہین کوئی شخص اونکی اور اونکے متعلقون کی عظمت وکرامات کی برابری نہین کرسکتا۔ اور اگر بالفرض کرے ہی تو اوسکا یہ دعوی چل نہین سکتا۔ الغرض جب یہ تینون صاحب آگے بڑہے تو ایک خونخوار شیر جنگل سے باہر نکلا جسے دیکہکر شیخ شیوخ العالم کے دونون فرزند ایک درخت پر چڑہ گئے۔ مولانا بدرالدین نے نہایت جرأت ودلیری سے آگے قدم بڑہایا اور آستین مبارک شیر کے سر پر رکہی اور فرمایا کہ اے کتے تجہے کیا مجال ہے کہ میرے مخدوم زادون کی طرف آنکہہ اوٹہاکر دیکہے۔ ازان بعد شیخ شیوخ العالم کے صاحبزادون کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپ لوگ درخت سے اوتر آئین اونہون نے جوابدیا کہ تاوقتیکہ یہ شیر نہ جائیگا ہم درخت سے نیچے نہ اوترینگے۔ مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے شیر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے کتے چلاجا شیر نے سر زمین پر رکہا اور لوٹ گیا۔ اب شیخ شیوخ العالم کے صاحبزادے درخت سے اوترے اور اپنے کہنے سے سخت نادم وپشیمان ہوئے۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولانا بدر الدین اسحاق ایکدفعہ کچھ لکھ رہے تھے اور نماز عصر کا وقت تنگ ہو گیا تھا ایک شخص نے کہا
خواجہ نماز کا وقت تنگ ہو گیا ہے آپنے حاضرین میں سے ایک شخص کو فرمایا کہ جاؤ آفتاب کو دیکھو اوسنے جاکر آفتاب کو دیکھا
اور عرض کیا کہ بیشک وقت تنگ ہو گیا ہے اور سورج ڈوبنے کو ہے آپنے دوسرے شخصکو حکم دیا کہ جاؤ دیکھو آفتاب ڈوبنے
کو ہے ؟ اوس نے عرض کیا کہ حضرت سورج ڈوبنے کو ہے زان بعد مولانا نے مجھے بھیجا مین نے کہا بیشک آفتاب قریب غروب
ہونیکو ہے۔ زان بعد مولانا نے فرمایا مین آج آفتاب کو حکم کرتا ہون کہ جبتک میرا صفحہ تمام نہ ہو جائے غروب نہ ہو۔ جب
آپکا صفحہ پورا ہو گیا تو فرمایا آفتاب کو دیکھو۔ جب ایک شخص نے اوپر جاکر آفتاب کو دیکھا تو اوسے اپنی جگہ پر برقرار پایا
خواجہ حکیم سنائی جناب امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کی مدح مین کیا خوب فرماتے ہین **شعر** قوت حسنش ز فوت نماز
داشتہ چرخ راز گشتن باز ؛ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولانا بدر الدین اسحاق شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ
العزیز کی اسدرجہ خدمت کیا کرتے تھے کہ دس آدمیون سے ویسی خدمت میسر نہین ہوتی تھی لیکن باوجود اسکے ہمیشہ
خدا تعالی کی یاد مین اسدرجہ مستغرق و مشغول رہتے تھے کہ اپنی خبر نہین رکھتے تھے۔ حقیقت مین مولانا نہایت
بزرگوار اور فضیلت مآب تھے اور صاحب نعمت تھے مین نے ایکروز آپ سے عرض کیا کہ جب مجھے کسی قسم کی سختیان
اور تنگیان پیش آتی ہین تو پہلے شیخ شیوخ العالم کو یاد کیا کرتا ہون پھر آپکو خدا تعالی کی جناب مین شفیع لاتا ہون
مولانا نے جواب دیا کہ مین پیشتر غیر محدود نعمت رکھتا تھا لیکن اب وہ مجھہ سے چھن گئی ہے جسکی تعزیت مین مصروف ہون
اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا سبحان اللہ۔ اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی کہ اس زمانہ مین اس حد تک
موجود ہے اور یہ قصہ یون تھا کہ ایکدن شیخ شیوخ العالم نے مولانا بدر الدین اسحاق کو عتاب کیا اور عتاب کی
وجہ یہ تھی کہ ایکمرتبہ شیخ شیوخ العالم نے مولانا بدر الدین کو آواز دی لیکن بدر الدین اسحاق آسدرجہ مشغولی
غالب تھی کہ شیخ شیوخ العالم کو جواب نہ دیسکے۔ شیخ شیوخ العالم بگڑ گئے اور رنجیدہ ہوکر فرمایا کہ اب تم از سر نو
اپنے کام مین مشغول ہو کیونکہ تمہارے پہلے کام سب ضائع اور رائگان گئے۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ
شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ایک ممتاز خلیفہ کا جو نہایت بزرگ اور صاحب کرامت
تھے انتقال ہو گیا۔ مین اونکے انتقال کے وقت موجود تھا۔ جب مین دہلی سے شیخ کبیر شیخ شیوخ العالم کی خدمت
مین گیا اور اون بزرگ کے انتقال کا حال شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین عرض کیا تو آپ آنکھون مین آنسو
بھر لائے اور فرمایا کہ اونکی نماز کا کیا حال تھا مین نے عرض کیا کہ آخیر وقت مین اونکی تین دنکی نمازین فوت ہو گئین
شیخ شیوخ العالم یہ سنکر خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہین دیا۔ مولانا بدر الدین اسحاق بول اٹھے کہ ان بزرگ کا

خاتمہ اچھا نہین ہوا۔ مین نے اپنے دل مین کہا تعجب کی بات ہے کہ شیخ شیوخ العالم نے تو اسبارے مین کچھ بھی نہین فرمایا پھر مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ ایسا کیون فرماتے ہین چنانچہ یہ خلش میرے دلمین یہانتک باقی رہی کہ مولانا بدر الدین اسحاق کا انتقال ہوگیا جب آپکے انتقال کا وقت قریب ہوا تو صبح کی نماز جماعت سے ادا کی اور معمولی اوراد و وظائف پورے کیئے۔ زان بعد دریافت کیا کہ اشراق کا وقت ہوگیا ہے لوگون نے کہا ہان آپنے نماز اشراق ادا کی اور اوراد مین مشغول ہوئے پھر پوچھا کہ چاشت کا وقت ہوگیا ہے لوگون نے کہا ہان۔ آپنے چاشت کی نماز ادا کی۔ زان بعد سر سجدے مین رکہا اور حق تعالی کی رحمت سے جاملے رحمۃ اللہ علیہ۔ سلطان المشائخ نے فرمایا اسوقت مین نے وہ زمانہ یاد کرکے کہا کہ بلاشبہ مولانا کو یہ بات کہنی سزاوار تہی اور وہ اسکے لائق تہے۔ ان بزرگ کا مدفن بہی اجودہن کی قدیم جامع مسجد مین ہے جہان آپ اکثر اوقات مشغول بحق رہتے تہے۔ بندہ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جن مردان خدا نے لب گور تک خدا تعالی کی عبادت و بندگی پر توفیق استقامت پائی ہے اور اپنے مشائخ کے ساتہ حسن معاملہ سے پیش آئے ہین اون کا نام اور شہرت قیامت تک باقی رہتی ہے۔ **مصرع** مائیم کہ در ہیچ حسابے نائیم ؛ ایک بزرگ کیا اچہا فرماتے ہین **بیت**

مردان جہان گوئے ز میدان بُبردند ؛ اے تنگ زبان حدیث مردان چہ کنی ؛

ازانجملہ شیخ باکرامت تکلف و بناوٹ سے بیزار شیخ جمال الملۃ والدین ہانسوی ہین جنکا دل مبارک غیر حق سے سلامت تہا اور جو اہل حقیقت کے جمال اور صاحبان اہل طریقت کے مقتدا تہے۔ علم و تقوی اور لطافت طبع مین بے نظیر اور دردلشی کے ساتہ مخصوص تہے۔ آپکی نظم جو عاشقان خدا کے لیئے ایک قانون ہے آپکے کمال عشق پر دلالت کرتی ہے۔ یہ بزرگوار شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ایک نہایت ممتاز خلیفہ اولو العزم تہے اور مشائخ کبار کے مرتبہ کو پہونچگئے تہے۔ شیخ شیوخ العالم کامل بارہ سال تک آپکی صحبت مین ہانسی مین سکونت پذیر رہے آپکی نسبت شیخ شیوخ العالم نے بہت دفعہ فرمایا ہے کہ جمال حقیقت مین ہمارا جمال ہے اور کبھی کبھی فرمایا کرتے تہے کہ جمال! مین چاہتا ہون کہ تمہارے سر سے قربان ہوجاؤن شیخ شیوخ العالم کا یہ ارشاد صاف طور پر آپکی بزرگی و عظمت پر دلالت کرتا ہے اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ شیخ شیوخ العالم کے نزدیک بہت کچہ قدر و منزلت رکہتے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ شیوخ العالم نے ایک شخص کو خلافت نامہ دیکر فرمایا کہ جب تم ہانسی مین پہنچو تو اسے ہمارے جمال کو دکہا دینا چنانچہ جب وہ شخص ہانسی گیا اور شیخ شیوخ العالم کا عنایت کیا ہوا خلافت نامہ شیخ جمال الملۃ والدین کو دکہایا تو آپنے اوس خلافت نامہ کو پارہ پارہ کر ڈالا اور فرمایا کہ تو خلافت کے قابل نہین ہے۔ اصل بات یہ تہی کہ اس شخص نے التماس و اصرار کے ساتہ شیخ شیوخ العالم سے خلافت نامہ پایا تہا

ورنہ حقیقت مین وہ اس قابل نہ تہا الغرض شیخ شخص پہر ہانسی سے اجودھن آیا اور جس خلافت نامہ کو کہ شیخ جمال الدین نے
چاک کردیا تہا شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پیش کیا اسپر شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ جمال کے چاک کیئے ہوئے خلافت نامہ
کو ہم جوڑ نہین سکتے شیخ جمال الدین ہانسوی کی عظمت و بزرگی اس قدر تہی کہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز
فرماتے تہے کہ جب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجہے اپنی دولت خلافت سے سرفراز فرمایا
تو ارشاد کیا کہ اس خلافت نامہ کو ہانسی مین مولانا جمال الدین کو دکہا دینا۔ چنانچہ یہ کیفیت نہایت بسط و شرح کے ساتھ
سلطان المشائخ کے حالات مین لکہی جاچکی ہے سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ منصب خلافت کے عطا ہونے سے پیشتر جس وقت
مین مولانا جمال الدین کی خدمت مین جایا کرتا تہا آپ میری تعظیم کے لیئے سروقد کہڑے ہوجایا کرتے تہے لیکن خلافت
کا منصب پانیکے بعد جب مین ایکدن آپکے پاس گیا تو آپ بیٹہے رہے۔ میرے دل مین فوراً کہٹکا ہوا کہ شاید میری خلافت
آپکے ناگوار خاطر ہے۔ شیخ جمال الدین نے نور باطن سے اس میرے خطرہ کو تاڑ لیا اور فرمایا۔ مولانا نظام الدین آج سے
پیشتر جو مین تمہاری تعظیم کے لیئے کہڑا ہوجایا کرتا تہا اوسکا اور سبب تہا لیکن جب مجھ مین اور تم مین محبت ہوگئی تو
مین اور تم ایک ہوگئے اب مجہے تمہارے آگے کہڑا ہونا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔ شیخ سعدی کہتے ہین **بیت**
قیام خواستمت کرد عقل مے گوید ؛ مکن کہ شرط ادب نیست پیش سرو قیام ؛ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ
ایسا اتفاق ہوا کہ مین اور شیخ جمال الدین ہانسوی اور خواجہ شمس الدین دبیر اور دیگر یارون اور عزیزون کی ایک جماعت
جناب شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت سے ایک ساتھ اپنے اپنے وطنون کی طرف لوٹی
رخصت کے وقت شیخ جمال الدین نے وصیت کی درخواست کی یہ اہل ارادت کا آداب ہے کہ جب سفر کا عزم کرتے ہین
اور شیخ سے رخصت ہوتے ہین تو کوئی وصیت چاہتے ہین اگر شیخ مرید کے سوال سے پیشتر ہی وصیت کردے
فہو المراد ورنہ مرید خود درخواست کرتے ہین۔ الغرض شیخ شیوخ العالم نور اللہ مرقدہ نے شیخ جمال الدین کے سوال کے
جواب مین فرمایا ہماری وصیت یہی ہے کہ فلان شخص کو (اور میری جانب اشارہ فرمایا) اپنی مصاحبت مین خوش رکہنا
چاہیئے **مصرع** مقصود توئی دگر بہانہ است ؛ شیخ جمال الدین اس وصیت کے بموجب مجھپر بے حد مہربانیاں فرماتے
تہے اور خواجہ شمس الدین دبیر بہی جو لطافت کی کان اور ظرافت کے سرچشمہ تہے بہت ہی تعظیم و تکریم سے پیش آتے
تہے۔ غرضکہ اسیطرح ہم لوگ اگروہا کے قریب پہونچے شیخ جمال الدین کے دوستون مین سے ایک عزیز جسے میران
کہا جاتا تہا اور جو اس موضع کا حاکم تہا یارونکے آنے کو باعث سعادت سمجہا اور نہایت جوش مسرت سے استقبال
کرکے شیخ جمال الدین کو مع تمام یارون کے اپنے گہر لیگیا۔ اور نہایت عزت و وقعت کے ساتھ مہمانی کی اور گرانبہا تحفے

پیش کیئے شیخ جمال الدین نے فرمایا کہ اے عزیز تونے عجیب و غریب میزبانی کی اب ہمین یہان سے کب رخصت کریگا کہ اپنے وطنون کو روانہ ہون کہا مین آپکو اوسوقت رخصت کرون گا جب مینہہ برسیگا۔ اس زمانہ مین مینہہ نہین برسا تہا اور مخلوق قحط کی بلا مین گرفتار تہی شیخ جمال الدین نے بالفعل اسکا کوئی جواب نہین دیا اور اس معاملہ مین باطن سے توجہ کی ابہی رات نگذری تہی کہ اس زور سے مینہہ برسا کہ اوس ولایت کے تمام اطراف کو سیراب کر دیا صبحکو ہر ایک شخص نہایت شادان و فرحان خدمت مین حاضر ہوا اور شیخ جمال الدین نیز آپکے تمام یارون کے لیئے کسے کسائے گہوڑے حاضر کیئے چنانچہ سب لوگ وہان سے ہانسی تک گہوڑون پر سوار ہوکر آئے۔ میری سواری کا گہوڑا بدلگام اور سرکش تہا اور سب سے پیچہے رہتا تہا اور یار توآگے بڑہ گئے اور مین تنہا رہگیا جسکی وجہ سے مجہے بہت کچہ مشقت جہیلنی پڑی انجام کار مین بے طاقت ہوکر گہوڑے سے اوترآیا اور پیدل رستہ چلنے لگا۔ صفرا غالب ہوا اور مین بے ہوش ہوکر گرپڑا لیکن اس حالت مین بہی شیخ شیوخ العالم کی یاد میری زبان پر جاری تہی جب مین ہوش مین ہوا تو مجہے اپنے اوپر بہرہ ہوگیا کہ دم واپسین مین بہی تن آپ ہی کی یاد پر جاؤن گا مصرع خوش آن رفتن کہ بر یادت رود جانم ٭ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ مین اجودہن جاتا تہا رستہ مین خیال آیا کہ ہانسی ہوتا چلون چنانچہ مین ہانسی پہنچا اور شیخ جمال الدین سے ملاقات کی آپنے فرمایا تم شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین میری طرف سے عرض کرنا کہ جمال الدین الدین کو خرچ مین بہت عسرت و تنگی رہتی ہے۔ شیخ شیوخ العالم اوسکے حق مین دعا فرمائین جب مین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پہونچا تو اون کا پیام عرض کیا۔ فرمایا اوس سے کہدینا کہ جب کسی شخص کو ولایت دیجاتی ہے تو اوسے ولایت کی استمالت واجب ہے۔ شیخ نصیرالدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے دریافت کیا کہ دنیاوی بادشاہونکی استمالت و لایت معلوم ہے لیکن جو حضرات آخرت کے بادشاہ ہین اونکی استمالت کیا ہے۔ فرمایا شاہان آخرت کی استمالت خدا کی طرف دل کو من کل الوجوہ متوجہ کرنا ہے۔ سائل نے دوبارہ عرض کیا کہ شیخ جمال الدین ہانسوی کی مشغولی اور کرامت مشہور ہے فرمایا ہان ایسا ہی ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کوئی شخص معصوم نہین ہے۔ ورنہ اوس بزرگ کا یہ پیام اور شیخ شیوخ العالم کا جواب دلیل کرتا ہے۔ **منقول** ہے کہ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کنیز تہی خادمہ اور نہایت صالحہ ہانسی سے شیخ جمال الدین کے عرائض شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بہی لیجایا کرتی تہی اور شیخ شیوخ العالم اوسے ام المومنین کہتے تہے۔ ایکدن شیخ شیوخ العالم نے فرمایا۔ کہ اے مومنون کی مان ہمارا جمال کیا کرتا ہے۔ ام المومنین نے عرض کیا کہ ہمارے خواجہ نے جس روز سے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پیوندگی کی ہے گاؤن اور اسباب اور

کتابت کے شغل کو کلیتہً ترک کر دیا ہے اور بھوک اور سخت سخت مصیبتین جھیلتا ہے۔ شیخ شیوخ العالم یہ حکایت سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا الحمد للہ ہمیشہ خوش رہیگا۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایکمرتبہ جاڑے کے موسم میں مَین شیخ جمال الدین ہانسوی کی خدمت مین بیٹھا تہا اسی اثنا مین شیخ جمال الدین نے یہ نظم زبان مبارک پر جاری کی۔ **بیت** بار وغنِ گاؤ اندرین روز خنک ؛ نیکو باشد ہریسہ و نان تنک ؛ مین نے کہا مولانا ذِکرُ الغائِبِ غِیبَۃٌ۔ یعنے غائب کا ذکر کرنا غیبت ہے۔ شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ اول مین نے اوسے موجود کر لیا ہے پھر اوسکا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اسکے بعد جیسا آپنے ذکر کیا تہا مجلس مین حاضر کیا گیا

منقول ہے کہ شیخ جمال الدین ہانسوی شیخ ابو بکر طوسی حیدری سے بہت محبت کیتے تہے جو جون ندی کے کنارے اندرپت کے متصل ایک نہایت خوش منظر پر فضا خانقاہ رکہتے تہے جو بہشت کے دعویدار تہی اسی خانقاہ مین آپ مدفون بہی ہین یہ نہایت عزیز درویش تہے اور انکا معاملہ حیدریوں سے کوئی نسبت نہین رکہتا تہا خلاصہ یہ کہ شیخ جمال الدین اور شیخ ابو بکر طوسی رحمۃ اللہ علیہما کے مابین انتہا درجہ کی محبت تہی اور اس باہمی محبت کا واسطہ و ذریعہ مولانا حسام الدین اندرپتی قاضیون اور واعظون کے شیخ تہے مولانا حسام الدین شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ سے بیعت تہے جسوقت شیخ جمال الدین جناب شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کو آتے تہے تو شیخ ابو بکر طوسی سے ملاقات کرتے تہے اور مولانا حسام الدین شیخ جمال الدین کے آنکو بہت ہی غنیمت شمار کرتے تہے اور بڑی بڑی عمدہ دعوتین کیا کرتے تہے جنمین سلطان المشائخ بہی موجود ہوتے تہے۔ ایکدفعہ شیخ جمال الدین ہانسی سے آتے تہے۔ مولانا حسام الدین نے استقبال کیا۔ جسوقت مولانا حسام الدین استقبال کے ارادہ سے باہر نکلے تو شیخ ابو بکر طوسی نے مولانا حسام الدین سے کہا کہ تم شیخ جمال الدین سے کہدینا کہ ابو بکر حج کو جاتا ہے چنانچہ جب مولانا حسام الدین موضع کلوکہری مین جون ندی کے کنارے پہونچے تو شیخ جمال الدین پرلے کنارے پر آپہونچے تہے۔ اس کنارے پر مولانا حسام الدین کہڑے اور اُس کنارے پر شیخ جمال الدین موجود تہے اور جون ندی بیچ مین تہی مولانا جمال الدین نے شیخ حسام الدین سے آواز بلند کہا کہ ہمارا اسپید باز یعنے شیخ ابو بکر طوسی کہان ہے؟ مولانا حسام الدین نے کہا کہ شیخ ابو بکر حج کو جاتے ہین شیخ جمال الدین نے اوسی کنارہ سے مولانا حسام الدین سے فرمایا کہ تم بہی یہین سے اونکے پیچھے جاؤ اور یہ بیت پڑہو۔ ہم بہی تمہارے تعاقب کرتے ہوئے پہونچتے ہین ابیات یہ ہین۔ **بیت** ہر پائے ترا سرم نثار اولیتر ؛ پایِ سر چہ بود ہزار سر اولیتر ؛ در غار وطن ساز چو بکر ازانکہ ؛ بو بکر محمدی بغار اولیتر ؛

شیخ قطب الدین منور جناب شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے سے منقول ہے کہ جس روز سے شیخ جمال الدین کے مبارک کان مین یہ حدیث پہونچی تہی۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغون مین سے ایک باغ

یا دوزخ کے گڑھون مین کا ایک گڑھا ہے اوسروز سے آپ نہایت متفکر اور اس وعید کی ہیبت سے سخت بے قرار تھے جنے کہ جب آپنے سفر آخرت قبول کیا اور خدا تعالی کی جوار رحمت مین جا پہونچے تو آپکے یار و عزیز بھی اسوجہ سے قلق و اضطراب مین تھے کہ شیخ کا حال قبر مین کیسا ہوگا چنانچہ چند روز کے بعد لوگون نے آپکی قبر مبارک پر گنبد تعمیر کرنا چاہا اور گنبد کی بنیادین کہودنی شروع کین جب لحد کے نزدیک پہونچے تو قبلہ کی جانب آپکے مونہ مبارک کے سامنے ایک کہڑکی ظاہر ہوئی جسمین سے بہشت کی خوشبو آتی تہی یہ دیکہتے ہی وہان سے ہٹ گئے اور اوس موضع کو ڈہا دیا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جب شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو لوگون نے آپکو خواب مین دیکہکر حال دریافت کیا فرمایا جون ہی لوگون نے مجہے قبر مین اوتارا عذاب کیے دو فرشتے آئے اور ان ہی کے عقب مین ایک اور فرشتہ آیا جس نے فرمان پہنچایا کہ ہم نے اسے صلوٰۃ البروج کی اون دو رکعت کی وجہ سے بخشدیا جو نماز مغرب کی سنتون کے متصل پڑہا کرتا تہا اور آیۃ الکرسی کی بدولت اوسکے سر مغفرت کا تاج رکہا جو ہر فرض کے متصل پڑہا کرتا تہا۔

منقول ہے کہ جب شیخ جمال الدین وفات پاگئے تو ام المومنین نے جو شیخ جمال الدین کی خادمہ تہین شیخ جمال الدین کا عصا اور مصلا جو آپنے شیخ شیوخ العالم کی خدمت سے پایا تہا شیخ جمال الدین کے چہوٹے صاحبزادے مولانا برہان الدین صوفی کو دیا جو شیخ قطب الدین منور کے والد بزرگوار تہے اور چونکہ مولانا برہان الدین ابہی صغیر السن ہی تہے اسلیئے ام المومنین انہین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین لیگئین شیخ شیوخ العالم نے نہایت مہربانی و شفقت سے مولانا بدر الدین کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا اور اپنی بیعت و ارادت کے شرف سے مشرف و ممتاز کیا اور چند روز اپنے پاس رکہکر رخصت کیا۔ مراجعت کے وقت خلافت نامہ اور وہ عصا و مصلا جو مولانا جمال الدین کو عطا ہوا تہا مولانا برہان الدین صوفی کو بخشا اور فرمایا۔ برہان الدین! جسطرح جمال الدین کو ہماری طرف سے اجازت حاصل تہی اوسیطرح تم بہی مجاز ہو اور یہ بہی فرمایا کہ تمہین چند روز مولانا نظام الدین یعنے سلطان المشائخ کی صحبت مین رہنا چاہیئے۔ اسوقت ام المومنین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بزبان ہندی عرض کیا کہ خوجا برہان الدین بالا ہے۔ یعنے کم عمر ہے اس بار گران کی طاقت نہین رکہہ سکتا۔ شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز نے بہی ہندی مین فرمایا کہ مادر مومنان! پونون کا چاند بہی بالا ہوتا ہے یعنے چودہوین رات کا چاند بہی پہلی شب کو چہوٹا ہی ہوتا ہے جو تدریجا کمال کو پہونچتا ہے۔ خواجہ سنائی کہتے ہین مصرع برگ توت است کہ گشتہ است بتدریج اطلس ؛ اسکے بعد شیخ شیوخ العالم نے مولانا برہان الدین کو رخصت کیا۔ مولانا برہان الدین جناب شیخ شیوخ العالم کے فرمان کے بموجب ہر سال سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر تربیت حاصل کرتے۔ الغرض جب مولانا برہان الدین مرتبہ کمال

پہونچے اور شیخ شیوخ العالم کی نظر کی برکت اور سلطان المشائخ کی صحبت کی وجہ سے مشائخ کبار کے اوصاف آپ مین جمع ہوگئے تو بھی آپنے کوئی مرید نہین کیا۔ اگر کوئی شخص بیعت کی غرض سے آتا اور آپکی طرف متوجہ ہوکر باصرار بیعت کرنا چاہتا تھا تو آپ فرماتے کہ باوجود سلطان المشائخ شیخ زمانہ حضرت سید نظام الدین محمد کے مجہہ جیسے کو کلاہ ارادت دینا اور بیعت لینا جائز نہین ہے۔ مولانا برہان الدین کی یہ تقریر سلطان المشائخ کے کان مبارک مین پہونچ چکی تھی۔ جب مولانا برہان الدین حسب معمول سلطان المشائخ کی خدمت مین آئے تو آپنے فرمایا۔ مولانا! جسطرح یہ ضعیف شیخ شیوخ العالم سے اجازت رکہتا ہے اوسیطرح تم بھی مجاز ہو اور جب یہ ہے تو لوگونکو کلاہ ارادت کیون نہین دیتے۔ مولانا برہان الدین نے کہا آپ جیسے بزرگ کے ہوتے مجھے جائز نہین ہے کہ کسیکو کلاہ ارادت دون۔ مولانا برہان الدین صافی اعتقاد کے ساتھ دل سے سلطان المشائخ کی محبت رکہتے تھے آپ جس سال ہانسی سے سلطان المشائخ کی خدمت مین دہلی آتے تو سلطان المشائخ فرماتے کہ مولانا کے لیئے جماعت خانہ مین چارپائی بچھادو۔ چونکہ تواضع و انکسار کے اوصاف مولانا برہان الدین کے ساتھ بخصوصیت کے ساتھ مختص تھے لہذا آپ ترک ادب کی وجہ سے جماعت خانہ مین چارپائی پر نہین سوتے تھے۔ آپ جسوقت سلطان المشائخ کی خدمت مین جانا چاہتے تو اول اپنے پاکیزہ کپڑونکو عود اور دوسرے عطریات سے معطر کرتے پہر سلطان المشائخ کی خدمت مین جاتے اگرچہ دن مین کئی مرتبے آپ بلائے جاتے۔ جب اسکی وجہ حکمت لوگون نے اس بزرگ سے دریافت کی تو فرمایا جب کبھی بزرگ کی خدمت مین جائین تو خوشبو ملکر جائین اور یہ بزرگ جمال باکمال رکہتے اور اپنا ظاہر حال آراستہ اور باطن معمور رکہتے تھے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جمال الدین ہانسوی کے ایک صاحبزادے نہایت بزرگ اور دانشمند تھے مگر دیوانے ہوگئے تھے کبھی کبھی ہوش مین آتے اور دانشمندانہ باتین کرتے تھے۔ اگرچہ دیوانے تھے لیکن جو باتین مین نے اون سے سُنی ہین ہزار ہوشیارون اور عقلمندون سے نہین سُنی۔ اکثر کہا کرتے تھے اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ۔ اسوقت مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ معنوی دیوانے ہین۔ ایکدن مین نے اس جملہ کے معنے اونسے دریافت کیئے۔ جواب دیا کہ علم۔ حق کے ورے ہے اور جو چیز حق کے ورے ہے حجاب حق ہے

ازانجملہ عارف ربانی زاہد سبحانی شیخ عارف ہین جو شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے خلیفہ تھے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز نے شیخ عارف کو سیوستان اور اوسکے حدود و اطراف مین بہیجا تھا اور بیعت کی اجازت دی تھی اور یہ قصہ یون ہوا کہ اوچہ اور ملتان کیطرف ایک بادشاہ تھا اور یہ عارف وہانکی امامت کا معزز منصب رکہتے تھے یا اور کوئی باہمی تعلق رکہتے تھے الغرض ایکدفعہ بادشاہ نے سو اشرفیان شیخ عارف کے ہاتھ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بہیجین۔ شیخ عارف نے

اون مین سے پچاس اشرفیان تو اپنے پاس رکھہ لین اور پچاس شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین پیش کین شیخ شیوخ العالم نے مسکراکر فرمایا۔ عارف! تم نے خوب برادرانہ تقسیم کی۔ عارف نہایت شرمندہ ہوئے اور فوراً پچاس اشرفیان نکالکر پیش کردین بلکہ اپنے پاس سے بہی کچہ اضافہ کیا اور نہایت عجز وانکسار کیساتہ بیعت کی التماس کی شیخ شیوخ العالم نے اون سے بیعت لی اور وہ محلوق ہوگئے۔ اور شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین اسدرجہ محویت واستغراق کے شاغل ورا سخ ہوئے کہ اعلیٰ درجہ کی استقامت حاصل کی یہانتک کہ آخرکار شیخ شیوخ العالم نے اونہین بیعت کی اجازت دی اور پہر سیوستان کیطرف روانہ کیا لیکن اور لوگ یہہ بہی کہتے ہین کہ مولانا عارف اپنا خلافت نامہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین لائے اور عرض کیا کہ حضور! یہ منصب نہایت نازک اور خطرناک ہے مین بیچارہ اس قابل نہین ہون اور میرا اندازہ اس قدر نہین ہے مین مشائخ کبار کے اس شغل وکار کا ذمہ وار نہین ہوسکتا۔ مخدوم کی شفقت و مہربانی سے مجہے یہی کافی وبس ہے کہ اپنی نظر مبارک مین لائے ہین چنانچہ خلافت نامہ واپس کرکے شیخ شیوخ العالم کی اجازت سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور پہر وہان سے واپس نہین آئے۔ رحمۃ اللہ علیہ کاتب حروف محمد مبارک علوی المدعو بامیر خورد عرض کرتا ہے کہ اس بندہ نے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ایک درویش نہایت بزرگ اور صاحب نعمت تہے جنہین شیخ علی صابر کہا جاتا تہا اور جو درویشی مین نہایت ثابت قدم اور مستجاب الدعوات تہے قصبہ دیگری مین رہا کرتے تہے اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین بیعت کرچکے تہے۔ جناب شیخ شیوخ العالم نے انکی لیاقت وقابلیت ملاحظہ فرماکر بیعت لینے کی بہی اجازت دیدی تہی۔ شیخ شیوخ العالم کا دستور تہا کہ بعض بزرگ یار جو آپکی دولت خلافت سے مشرف ہوتے تہے ہر ایک کو رخصت کرتے وقت ایک وصیت سے مخصوص فرماتے تہے اور اوسکے لیئے دعا کرتے تہے۔ اسی اثنا مین شیخ علی صابر نے عرض کیا کہ بندہ کے حق مین کیا حکم ہے۔ شیخ شیوخ العالم نے اونکے بارے مین فرمایا کہ صابر رہو جو کچہ خواہی کرد لیعنے تم سدا خوش عیش رہوگے اور افلاس وتنگی تم سے دور رہے گی۔ الغرض شیخ علی صابر نے آخر عمر تک عیش وخوشی مین زندگی بسر کی۔ شیخ علی صابر خوشرو اور کشادہ ابرو تہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

تیسرا باب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد اور بعض پوتون اور نواسون اور سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے اقربا اور اون سادات کرام کے مناقب وفضائل اور کرامات کے بیان مین جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین اور سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہما العزیز کے اختصاص کے ساتہ مخصوص ہین۔

کاتب حروف محمد مبارک علوی المدعو بامیر خورد عرض کرتا ہے کہ خوب اعتقاد مریدون کی را ہے پر پوشیدہ نرہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیان تہین لیکن شیخ شیوخ العالم کے نواسے اور پوتے اس کثرت سے ہین کہ مشرق سے مغرب تک عالم پر قابض ہین اور اطراف دنیا مین سے ہر طرف کو اپنے قدوم مبارک سے منور و روشن کیئے ہوئے ہین اور ایک جہان کو اپنی حمایت وحفاظت مین لیئے ہوئے ہین لیکن آپکے بعض فرزند اور نواسے اور پوتے ایسے ہین جنکی مناقب وکرامات نہایت وقعت کے ساتہ مشہور اور زبان زد خاص وعام ہین اور بعض نے سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین پرورش پائی ہے اور کاتب حروف نے اونکی صحبت حاصل کی ہے لہذا اس کتاب مین تمام بزرگوارون کے احوال لکہے جاتے ہین تاکہ اونکی برکت سے یہ کتاب دنیا کے صاحبدلون کے دلون مین اپنا گہر کرے اور امیدوار کاتب کے لیئے مغفرت کا دستور ہو۔ انشاءاللہ تعالٰی۔

تکملہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے صاحبزادون کے مناقب وفضائل اور کرامات کے ذکر مین۔ **ازانجملہ** شیخ زادہ معظم فخر بنی آدم خواجہ نصیر الدین نصر اللہ ہین جو شیخ شیوخ العالم کے فرزندون مین سب سے بڑے اور اوصاف حمیدہ واخلاق پسندیدہ مین مشہور ومعروف تہے۔ آپنے ایک زمانہ دراز تک خدا تعالٰی کی طاعت اور زراعت حراثت مین جو کسب حلال اور لقمہ پاکیزہ ہے گذارا اور ظاہر وباطن مین خدا تعالٰی کی بندگی کی اور اپنی عمر عزیز باریتعالٰی کی رضامندی مین بسر کردی رحمۃ اللہ علیہ۔ [کشتکاری ۱۲]

خواجہ نصیر الدین کے حالات

ازانجملہ علم کے دریا تحمل ووقار کی کان تقوی سے آراستہ ورع سے پیراستہ مولانا شہاب الملۃ والدین ہین جو کثرت علم اور بے انتہا فضائل کے ساتہ مشہور تہے اور اکثر اوقات شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت مین حاضر رہتے تہے اور اگر شیخ شیوخ العالم کی مجلس مین کوئی علمی بحث چھڑ جاتی تو آپ اوس باب مین بحث شروع کر لیتا کہ اس بحث کو نہایت دل آویز تقریر کے ساتہ تمام کرتے یہانتک کہ شیخ شیوخ العالم کی تسلی ہوجاتی۔

خواجہ شہاب الدین کے حالات

سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ مجہہ مین اور مولانا شہاب الدین مین محبت کا طریقہ مسلوک تہا اور یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بغیر اختیار وقصد کے مجہہ سے ایک جرأت ودلیری ہوگئی تہی اور اسکا قصہ یہ ہے کہ ایکدن عوارف کا نسخہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین موجود تہا اور آپ اوس مین سے کچہ فوائد بیان فرمارہے تہے وہ نسخہ نہایت باریک خط سے لکہا ہوا تہا یا کرم خوردہ اور غلط تہا۔ شیخ شیوخ العالم کو ایک موقع کے بیان کرنے مین کچہ توقف ہوا اور مین نے ایک اور نسخہ شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دیکہا تہا مجہے وہ فوراً یاد آگیا۔ اور شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین عرض کیا کہ شیخ نجیب الدین کے پاس صحیح نسخہ ہے۔

میری یہ بات شیخ شیوخ العالم کے دل مبارک پر گران گذری - ایک ساعت کے بعد زبان مبارک پر جاری ہوا کہ شاید اس سے یہ مراد ہے کہ درویش کو غلط نسخہ کے صحیح کرنے کی قوت نہین ہے - ایکدودفعہ یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری ہوئے اور مجھے اسبات کا خیال تک نہ تہا کہ یہ الفاظ آپ کسکے حق مین فرما رہے ہین کیونکہ اگر مین نے یہ بات قصداً کہی ہوتی تو اپنے اوپر گمان پہونچاتا الغرض جب شیخ شیوخ العالم نے دو تین مرتبہ یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری کیئے تو مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا نظام الدین! شیخ یہ الفاظ تمہاری بابت فرما رہے ہین مین جہٹ اُٹہا اور سر برہنہ کرکے شیخ کے قدمون مین گر پڑا اور مین نے کہا نعوذ باللہ اس گذارش سے میرا مقصود یہ تہا کہ عوارف کا ایک نسخہ جو مخدوم کے کتاب خانہ مین ہے مین نے اوس نسخہ کو دیکہا تہا اور اوسکی بابت حضور مین گذارش کی تہی اسکے سوا میرے دل مین اور کوئی بات نہ تہی ہر چند کہ مین نے معذرت کی لیکن مین شیخ شیوخ العالم کے چہرہ مبارک پر اوسی طرح نارضامندی کا اثر دیکہتا تہا آخر کار مین وہان سے اُٹہکر باہر آیا اوسوقت میری عقل حیران تہی اور مین کوئی تدبیر نہین کرسکتا تہا جس اندوہ و رنج کا لشکر مجہپر اوس روز ٹوٹ پڑا تہا کسیکو ایسا غم و اندوہ نہ ہو میری آنکہون سے بے اختیار آنسو جاری تہے اور آہ سرد کے نعرے بلند تہے الغرض مین نہایت بیقراری وحیرانی کی حالت مین باہر آیا اور چلتے چلتے ایک کنوئین پر پہنچا جی مین آیا کہ اپنے تئین اوس کنوئین مین ڈالدون لیکن پہر مین نے تامل کیا اور اپنے دل مین کہا کہ اسطرح مرجانا آسان ہے لیکن یہ بدنامی اتنی بڑی ہے جسکی کبہی تلافی نہین ہوسکتی یہ اندیشہ کرکے مین وہان سے لوٹا اور ناامیدی وحیرت کی حالت مین پریشان و سراسیمہ پہرتا اور گریہ وزاری کرتا رہا - خدا ہی جانتا ہے کہ اوسوقت میرا کیا حال تہا - خلاصہ یہ کہ شیخ شیوخ العالم کے ایک بلند اقبال فرزند تہے جنہین مولانا شہاب الدین کہکر پکارتے تہے اومین اور مجہ مین محبت کا طریق مسلوک تہا جب اونکو میرے حال کی خبر لگی تو شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین گئے اور میرے حال کو ایک نہایت بہتر اور موثر طریقے مین عرض کیا شیخ شیوخ العالم نے محمد خورد کو میری تلاش وجستجو مین بہیجا چنانچہ مین اونکے ساتہ آیا اور شیخ شیوخ العالم کے قدمون مین سر رکہا اوسوقت آپ خوش ہوئے اور اب رنجیدگی کے آثار آپکے چہرۂ مبارک سے مٹ گئے - اسکے دوسرے دن مجکو بلایا اور بہت کچہ شفقت ومہربانی فرمائی اور ارشاد کیا کہ نظام الدین! مین نے یہ تمام باتین تمہارے کمال حال کے لیئے کی ہین یہ الفاظ اُسیروز آپکی زبان مبارک سے سنے کہ پیر مرید کے لیئے مشاطہ ہے از ان بعد آپنے مجہے خلعت عنایت کیا اور لباس خاص سے مشرف فرمایا - سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ ایک ضعیف العمر شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین آیا اور کہا مین شیخ قطب الدین کی خدمت مین حاضر تہا - مین نے آپکو وہان دیکہا ہے - شیخ اوسے پہچانتے نہ تہے - لیکن جب اوسنے اپنی شناخت کرائی اور چند واقعات بیان کیئے تو آپنے اوسے پہچان لیا اس بڈہے کے ساتہ ایک نوجوان لڑکا بہی تہا جو اوسکا فرزند تہا اتفاقاً اوسوقت کوئی علمی بحث چہڑگئی اور وہ لڑکا ادب کا پہلو

چھوڑ کر گستاخانہ شیخ سے بحث کرنے لگا اور نوبت یہانتک پہونچی کہ سخن بلند ہوا۔ شیخ نے بہی کسی قدر تندی کے ساتھ گفتگو کی مین او
مولانا شہاب الدین دروازہ کے باہر بیٹھے تہے جب غلبہ کوتاہ ہوا تو ہم دونون اندر آئے دیکہا تو وہ لڑکا بے ادبون کی طرح
گفتگو کر رہا ہے۔ مولانا شہاب الدین نے اوس گستاخ و بے ادب لڑکے کو تادیب کے طور پر طمانچے مارنے شروع کیئے اسپر وہ لڑکا
غصہ مین جہلا اٹہا اور چاہا کہ سفاہت و حماقت سے مولانا کو چمٹ جائے۔ مین نے آگے بڑہکر اوسکے ہاتہ پکڑ لیئے۔ شیخ شیوخ العالم
قدس اللہ سرہ العزیز نے مسکرا کر فرمایا کہ باہم صفائی کر لو۔ چنانچہ مولانا شہاب الدین ایک نہایت عمدہ چابک اور کچہہ
روپے لائے اور اون باپ بیٹون کو عنایت فرمائے۔ دونون شیخ کی مجلس سے رخصت ہو کر لوٹ گئے۔ شیخ شیوخ العالم
کا دستور تہا کہ ہررات کو افطار کے بعد مجہے اور مولانا رکن الدین سمرقندی کو بلاتے اسوقت مولانا شہاب الدین
کبہی ہوتے اور کبہی نہین بہی ہوتے تہے ایکدن کا ذکر ہے کہ شیخ نے ہمین بلاکر اوسروز کی حکایت پوچہی اور اوس
بڈہے کے آنے اور مولانا شہاب الدین کے لڑکے کو ادب دینے کی حکایت بیان کی گئی۔ شیخ شیوخ العالم خاموشی کے
ساتہ اس حکایت کو سنتے اور ہنستے تہے۔ اسی اثنا مین۔ مین نے عرض کیا کہ جسوقت اوس نوجوان نے چاہا کہ مولانا
شہاب الدین کو چمٹ جائے مین نے اس قدر کیا کہ اوسکے ہاتہ پکڑ لیئے شیخ شیوخ العالم نے ہنسکر فرمایا کہ تم نے خوب کہا
شیخ سعدی خوب کہتے ہین **بیت** اے دیدنت آسائش و خندیدنت آفت ؛ گوئی از ہمہ خوبان ببرد بلطافت ؛

ازانجملہ شیخ المشائخ طریقت آفتاب عالم حقیقت شیخ بدر الملۃ والدین سلیمان ہین جو علم تقوی کے ساتہ مشہور
اور مشائخ کبار کے اوصاف کے ساتہ موصوف ہہے۔ شیخ شیوخ العالم کے انتقال کے بعد جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق
والدین اپنے والد کے سجادہ پر باتفاق رائے تمام بہائیون اور اون اہل ارادت کے جو وہان حاضر و موجود تہے بیٹہے اور
اوس مقام کو نور حضور سے منور و روشن کیا۔ کیونکہ آپ ہی الولد سر لابیہ کے پورے نمونے تہے۔ کاتب حروف نے
اپنے والد بزرگوار سید محمد مبارک کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ شیخ بدر الدین سلیمان محلوق نہ تہے بلکہ سر پر
مانگ رکہتے تہے جیسا کہ مشائخ چشت قدس اللہ سرہم العزیز کا طریقہ ہے کیونکہ آپ خلفائے چشت سے بیعت رکہتے
اور دست خلافت حاصل کیئے ہوئے تہے اور اسکی کیفیت یہ ہے کہ جب لوگون نے خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ
سرہ العزیز کو اونکے والد بزرگوار کے سجادہ پر بٹہانا چاہا تو بزرگان چشت اور دیگر اقربا نے اجازت نہین دی بلکہ
نارضامندی ظاہر کی کس لیئے کہ خواجہ قطب الدین اوسوقت نہایت کم سن اور نو عمر تہے اور انکے عم بزرگوار خواجہ
علی چشتی سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد و حکومت مین شہر دہلی آئے ہوئے تہے لہذا بزرگان چشت نے
خاندان چشت کے خلفا مین سے دو بزرگ و صاحب نعمت خلیفہ ایک خواجہ زور جنکے نام مبارک سننے کے وقت

شیخ بدر الدین سلیمان کے حالات

اس طریقہ کے لوگ تکبیر کہتے ہین یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔ کہتے ہین۔ دوسری خواجہ غور جنکے اسم مبارک سننے کے وقت تسمیہ یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے ہین۔ خواجہ علی کی خدمت مین اس مصلحت اور اس کیفیت کے اظہار کرنے کے لیئے روانہ کیئے کہ خواجہ قطب الدین کو جو ہنوز کم سن ہین خاندان چشت کا سجادہ دیتے اور اوہنین اونکے والد بزرگوار کی جگہ بیٹھاتے ہین۔ چنانچہ یہ حکایت نہایت تفصیل وتشریح کے ساتھ نکتہ سادات کاتب حروف کے والد بزرگوار کے ذکر مین تحریر کی گئی ہے۔ الغرض یہ دونون صاحب نعمت اور فضیلت مآب خلیفہ جب اجودہن کے نزدیک پہونچے اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کو خبر پہونچی کہ خاندان چشت کے دو بزرگ اور صاحب نعمت خلیفہ یہان آتے ہین تو شیخ شیوخ العالم نے اون کا استقبال کیا اور ان دونون بزرگوارون کو نہایت تعظیم وتکریم کے ساتھ اجودہن مین لائے اور عمدہ عمدہ دعوتین کین۔ زان بعد شیخ شیوخ العالم نے مولانا شہاب الدین اور شیخ بدرالدین سلیمان کو اونکی نظر مبارک مین پیش کیا اور کہا انہین اپنے دست مبارک سے کلاہ ارادت پہنایئے۔ خواجہ زور اور خواجہ غور نے متفقہ الفاظ مین کہا ہمین اس قدر مجال نہین ہے کہ آپ جیسے بادشاہ کے سامنے کسی کو کلاہ دین۔ شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ ہم یہ نعمت بہی تمہاری خاندان سے رکہتے ہین میرا دلی مقصد یہ ہے کہ یہ دونون فرزند آپکے ہاتہ سے کلاہ ارادت پہنین اون بزرگون نے کہا کہ اگر مخدوم ہمین معذور نہین رکہتے تو اشارہ ہو کہ مخدوم کے گہر کے جامہ دار سے کلاہ لائین اور مخدوم خود اپنے دست مبارک سے کلاہ درست فرمائین۔ زان بعد ہمین عنایت کرین کہ مخدوم زادون کے سر پر رکہین چنانچہ مولانا بدرالدین اسحاق شیخ شیوخ العالم کے ارشاد کے موجب دو کلاہ لائے اور شیخ شیوخ العالم کے ہاتہ مین دین آپنے اونہین اپنے دست مبارک سے درست کرکے خواجہ زور اور خواجہ غور کو عنایت کین ان دونون بزرگوارون نے شیخ شیوخ العالم کے سامنے مولانا شہاب الدین اور شیخ بدرالدین سلیمان کو کلاہ پہنائین یہان تک کہ اونکی برکت سے یہ دونون صاحبزادے تمام صاحبزادون سے مستثنیٰ وممتاز ہوئے ایک عالم باعمل ہوئے اور دوسرے شیخ شیوخ العالم کے وارث سجادہ قرار دئے گئے۔ الغرض چونکہ اکثر مشائخ چشت قدس اللہ سرہم العزیز سرپا ننگا رکہتے تہے۔ شیخ بدرالدین نے بہی اسی معنی کی رعایت کی۔ جب شیخ بدرالدین سلیمان نے وفات پائی تو شیخ شیوخ العالم کے گنبد کے اندر مدفون ہوئے۔ قدس اللہ سرہما العزیز۔

ازانجملہ سیرت خوب۔ اہل دلون کے نزدیک محبوب۔ خواجہ یعقوب ہین جو شیخ شیوخ العالم کے سب فرزندون مین چہوٹے اور فیاضی وسخاوت مین مشہور تہے آپکی کرامتین آشکارا ہین اور دعائین قبول ہوتی ہین۔ آپ اہل ملامت کی راہ چلتے۔ اور اوسکے مخالف خلق پر ظاہر کرتے مشغول بحق رہتے۔ طبع فیاض اور لطافت تام

رکہتے تہے - کاتبِ حروف نے اپنے والد بزرگوار سید محمد مبارک کرمانی سے سنا ہے - فرماتے تہے کہ مین اکثر اوقات سفر و حضر
مین شیخ زادہ عالم صاحبزادہ دارین خواجہ یعقوب کا مصاحب رہتا تہا بہت کم ایسے موقع پیش آئے ہونگے جنمین کسی
ضرورت خاص کی وجہ سے آپ کے ہمراہ نرہا ہون گا - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ خطۂ اودہ مین آپکے ساتہ گیا - جب اودہ مین
پہونچے تو ایک سرا مین اوترے - شیخزادہ مجہے سرا مین چہوڑکر شہر کی سیر و تماشے کے لئے باہر تشریف لے گئے ایک پہر
رات گذرچکی تہی لیکن آپ سرا مین تشریف نہین لائے اور کسی جگہ عیش مین مشغول ہو گئے - اوسی رات اودہ کے
صوبہ کو جو ایک بزرگ و معظم خان تہا درد شکم عارض ہوا اور ہوا بہی اس سختی کے ساتہ کہ ایک ساعت درد کی شدت سے
قرار نہ تہا - ہرچند کہ لوگون نے علاج کیا شفا میسر نہ ہوئی - اب علاج و دوا سے تجاوز کرکے تعویذ و دعاؤن کی نوبت
پہونچی اسی اثنا مین ایک شخص بول اوٹہا کہ حضرت شیخ شیوخ العالم کے فرزند رشید صاحبزادے خواجہ یعقوب کو مین نے
دیکہا ہے کہ عصر کی نماز کے وقت شہر اودہ مین تشریف لائے ہین اگر لوگ اونسے ملین تو قوی امید ہے کہ شیخزادہ عالم
کی دعا کی برکت سے یہ بیماری صحت سے بدل جائے اب آدہی رات گذر گئی تہی خان نے فورًا اپنے آدمیونکو شیخزادہ کی
طلب مین ہر طرف روانہ کیا اور لوگ تلاش و جستجو کرتے ہوئے سرا مین پہونچے جہان ہم فروکش تہے - خان کے بہیجے ہوئے
آدمی میرے پاس آکر کہنے لگے کہ شیخزادے کہان ہین خان صاحب بلاتے ہین - مین نے کہا عصر کی نماز کے وقت
مجہسے جدا ہوکر شہر مین پہرنے گئے ہین اور اسوقت تک تشریف نہین لائے وہ لوگ مایوس و نا امید ہوکر سرا سے لوٹے
اور شہر مین جا بجا تلاش کرنا شروع کردیا - ڈہونڈتے ڈہونڈتے ایک مقام پایا جہان خواجہ یعقوب عشرت مین مشغول
تہے - لوگون نے دیکہا کہ آپ سوتے ہین - نہایت ادب و آہستگی سے جگایا - جب آپ بیدار ہوئے تو لوگون نے بیان کیا
کہ آپکو خانصاحب بلاتے ہین - خواجہ یعقوب نے مسکراکر فرمایا - خدا کا شکر ہے کہ ہمارے پاس خرچ ختم ہوگیا تہا اور اسوقت
مین اسی فکر مین سوتا تہا کہ تم لوگ آ پہونچے - یہ کہکر آپ اوٹہے اور اونکے ساتہ روانہ ہوگئے - جب خان کے مکان پر
پہونچے دیکہا کہ درد کی شدت و سختی کی وجہ سے چارپائی سے زمین پر اور زمین سے چارپائی پر تڑپ رہا ہے اور ہلاکت کے
قریب پہونچگیا ہے - آپ بیمار کی چارپائی کے پاس بیٹہے اور اپنی دو انگلیان اوسکے پیٹ پر رکہکر کچہ پڑہا اوسیوقت
پیٹ کا درد جاتا رہا - خان اوٹہا اور شیخ زادہ کے قدمون مین گر پڑا - خزانچی کو حکم کیا کہ روپے کی ایک ہتیلی اور
فاخرہ خلعت شیخ زادہ کی خدمت مین پیش کیا جائے - فورًا تعمیل ہوئی اور خواجہ یعقوب روپے کی ہتیلی اور کپڑے لیکر
وہان سے لوٹے - نقدی روپون مین سے کچہ خان کے دربانون اور پردہ دارون کو عطا فرمایا اور باقی ساتہ لیکر سرا مین
تشریف لائے - انجام کار ہم وہان سے روانہ ہوئے - جب قصبہ امروہہ کے قریب پہونچے تو اثنائے راہ مین اوس

احوال خواجہ نظام الدین

بزرگ زادہ کو مردانِ غیب لے گئے اور غائب کر دیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ازانجملہ مردانِ دین کے اوصاف سے موصوف تقویٰ ولقین کے ساتہ مشہور و معروف خواجہ نظام الملۃ والدین ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ خواجہ نظام الدین کو جو خواجہ یعقوب سے بڑے تہے اور شیخ شیوخ العالم کو باقی فرزندون سے چہوٹے تہے شیخ شیوخ العالم اپنے تمام فرزندون سے زیادہ دوست رکہتے تہے۔ خواجہ نظام الدین لشکری اور سپاہی آدمی تہے اور شیخ شیوخ العالم سے بہت گستاخ تہے آپ جو کچہ کہتے شیخ شیوخ العالم اس وجہ سے کہ اونہین انتہا درجہ کا دوست رکہتے تہے رغبت کے کانون سے سنتے اور خوش آئندہ تبسم فرماتے اور جو کچہ وہ کہتے اوس سے کبہی رنجیدہ نہیں ہوتے تہے۔

منقول ہے کہ خواجہ نظام الدین جوانمردی اور شجاعت مین حیدر ثانی تہے۔ آپ فراست صادق رکہتے تہے اور کیاست ظاہر۔ چنانچہ شیخ شیوخ العالم کی وفات کے نکتہ مین آپکی فراست وکرامت کا بیان گذر چکا ہے۔ شیخ شیوخ العالم کے انتقال کے بعد جب دیار اجودہن مین کفار پہونچے تو خواجہ نظام الدین نے اپنی بے دہڑک شجاعت او بےخوف جوانمردی سے کفار کے ساتہ جنگ کی اور بعد جدال وقتال کے بعد شہادت کا چہلکتا ہوا ساغر مونہہ سے لگایا۔ جب لوگون نے مقتولون کے درمیان آپکی نعش کی تلاش کی تو اوس بزرگ زادہ عالم کی نعش کا کہین سراغ نہین ملا رحمۃ اللہ علیہ۔

نکتہ۔ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی صاحبزادیون کے فضائل وکرامات اور فضیلت کے بیان مین کاتبِ حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ شیخ شیوخ العالم کی تین صاحبزادیان تہین جن مین بی بی مستورہ سب سے عمر مین بڑی تہین دم واپسین تک پردہ ستر اور صلاح و عفت مین رہین اور بہت سی کرامتین اون سے ظہور مین آئین۔ دوسری بی بی شریفہ جو عبادت وطاعت کے شرف سے مشرف و ممتاز تہین۔ یہ بزرگ زادی عنفوان شباب مین بیوہ ہوگئی تہین اور پہر لبِ گور تک شوہر کی طرف مشغول نہین ہوئین۔ جب سے بیوہ ہوئین اس قدر مشغول بحق ہوئین کہ شیخ شیوخ العالم اکثر اوقات فرمایا کرتے تہے کہ اگر مشائخ کا سجادہ وخلافت عورتونکو دینا جائز ہوتا تو مین اپنا سجادہ اور منصب خلافت بی بی شریفہ کو دیتا وَلَوْ کَانَ النِّسَاءُ کَمِثْلِ ہٰذِہٖ لَفُضِّلَتِ النِّسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ۔ یعنی اگر عورتین اس جیسی ہوتین تو ضرور عورتین مردون پر فضیلت رکہتین۔ شیخ سعدی نے خوب کہتے ہین۔ **بیت** درسرا پردہ عصمت بعبادت مشغول ؛ نام در عالم و خود کنف ستر خدا

تیسری بی بی فاطمہ ہین جو مولانا بدر الدین اسحاق کے نکاح مین تہین۔ جب مولانا بدر الدین اسحاق نے اجودہن مین انتقال فرمایا تو چند صغیر فرزند چہوڑے منجملہ اونکے خواجہ محمد امام اور خواجہ محمد موسیٰ ہین جنکی وجہ سے سلطان المشائخ کو اس خاندان سے ایک نہایت مستحکم و مضبوط تعلق پیدا ہوگیا۔ کیونکہ سلطان المشائخ کو مولانا بدر الدین اسحاق سے

پلے درجے کی محبت تہی جیسا کہ مولانا بدرالدین اسحاق کے ذکر مین تحریر ہوچکا ہے۔ مولانا بدرالدین اسحاق کے انتقال کے بعد سلطان المشائخ اس فکر و اندیشہ مین تہے کہ اگر کہین سے خرچ کا انتظام ہو جائے تو بی بی فاطمہ کو مع اونکے فرزندون کے اجودہن سے دہلی مین بلالون تاکہ مولانا بدرالدین اسحاق کی محبت کا حق ہطرح سے ادا کیا جائے۔ الغرض اسبارہ مین کاتب حروف کے دادا بزرگوار سید محمد کرمانی سے مشورہ کیا۔ سید سلطان المشائخ کے جواب مین فرمایا۔ ہم سب لوگون پر واجب وفرض ہے کہ مولانا بدرالدین اسحاق کے صاحبزادون کی رعایت کرین کیونکہ اونہون نے ہم مین سے ہر ایک شخص کی نسبت شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بے انتہا مدد کی ہے جسوقت یہ دونون حضرات باہم مشورہ کر رہے تہے اسی اثنا مین ایک ملتانی سوداگر جو سلطان المشائخ کے پڑوس مین رہتا تہا آیا اور شاید اوسنے کسی جگہ سے سودا لیا تہا اور اوس مین خاطر خواہ نفع حاصل ہوا تہا۔ اشرفیون کی دو پوٹلیان سلطان المشائخ کی خدمت مین بطریق ہدیہ پیش کین سلطان المشائخ نے اشرفیون کی دونون پوٹلیان سید محمد کرمانی کے آگے رکہدین اور فرمایا کہ ایک تو تم اپنے گہر مین خرچ کے لیئے دیدو اور ایک مولانا بدرالدین اسحاق کے متعلقین و فرزندون کے سفر خرچ کے لیئے لیکر اجودہن روانہ ہو جاؤ کیونکہ تم اوس خاندان باکرامت کے محرم ہو۔ سید محمد کرمانی نے اون اشرفیون کو قبول کیا اور دوسرے ہی روز روانہ اجودہن ہوئے۔ بی بی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کو اون فرزندون سمیت شہر مین لائے اور سلطان المشائخ نے نہایت تعظیم سے ایک مکان مین اوتارا۔ الغرض جب بی بی فاطمہ اور اون کے عزیز فرزندون کو شہر مین ایک عرصہ گذر گیا تو خویش و بیگانہ مین سے ہر شخص نے گمان کیا کہ شاید سلطان المشائخ بی بی فاطمہ کو اپنے نکاح مین لانے کا قصد رکہتے ہین چنانچہ یہ افواہ جو سلطان المشائخ کے حال کے ہرگز لائق و مناسب نہ تہی تمام شہر مین مشہور ہوگئی اور بڑی تیزی کے ساتھ خاص و عام کے کانون مین پڑی۔ ایک رات تنہائی تہی۔ سید محمد کرمانی نے یہ حکایت سلطان المشائخ کی خدمت عرض کی کہ آپنے جو بی بی فاطمہ کو یہان بلالیا ہے۔ اسبارے مین لوگ طرح طرح کی چہ میگوئیان کرتے ہین۔ اون کا خیال ہے کہ آپ نے بی بی فاطمہ کو اپنے پاس بلاکر رکہا ہے اور اون کی خاطر و مدارات مین کوشان ہین اس سے دوسرا مقصود ہے (جیسا کہ اسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے) سلطان المشائخ نے جب یہ بات سُنی تو تحیر کی انگلی تفکر کے دانتون مین لی اور اپنے چہرے اور مصفا ڈاڑہی پر ہاتہ پہیر کر فرمایا۔ تم بہت جلد اجودہن کے قصد سے طیار ہو جاؤ۔ چنانچہ اسکے دوسرے روز سلطان المشائخ شیخ شیوخ العالم کی زیارت کے عزم سے روانہ اجودہن ہوئے اور جب زیارت سے فارغ ہوکر اجودہن سے مراجعت فرمائی۔ تو آپکے دہلی مین پہونچنے سے تین روز پہلے بی بی فاطمہ آپکے بیٹہے پیچہے انتقال کر گئین اور شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ متبرکہ مین مندہ دروازے کے باہر مدفون ہوئین

تیسرا روز تھا اور ایک خلق فاتحہ کی غرض سے جمع تھی کہ سلطان المشائخ اجودھن سے اسیر وز دہلی ہین آئے اور شیخ نجیب الدین متوکل کے روضۂ متبرکہ مین پہونچے اور انتقال کے تیسرے روز بی بی فاطمہ کی زیارت کی۔ زان بعد خواجہ محمد اور خواجہ موسی کی جو ہنوز نو عمر اور صغیر سن تھے اپنی نظر مبارک مین پرورش و تربیت کی اور خواجہ احمد نیشاپوری کو جو شیخ شیوخ العالم کے مریدٖ تھے انکی تعلیم کے لیئے مقرر فرمایا اور آتالیقی کی خدمت انکے حوالہ کی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ؁

تکملہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے پوتون کے فضائل و کرامات کے بیان مین۔

ازانجملہ مشائخ طریقت سے افضل اولیائے حقیقت بین اکرم شیخ علاؤ الملۃ والدین ابن شیخ بدر الدین سلیمان ہین جو علو درجات اور رفعت مقامات اور شدت مجاہدات اور ذوق مشاہدات مین اپنے زمانہ مین نظیر نہین رکھتے تھے اور بذل و ایثار مین بے مثل تھے۔ ظاہر و باطن کی طہارت کے مبالغہ مین مشائخ وقت مین کوئی آپکا دعویدار نہین تھا یہ بزرگوار سولہ سال کے تھے کہ شیخ شیوخ العالم کے سجادے پر اپنے والد بزرگوار شیخ بدر الدین سلیمان کی جگہ بیٹھے اور کامل چون سال تک اوس سجادہ کا حق کما ینبغی ادا کیا یہان تک کہ آپکی عظمت و کرامت کا شہرہ آپکی عزیز و قیمتی زندگی ہی مین تمام عالم مین مشہور ہو گیا تھا اور آپکا اسم مبارک اولیاء اللہ کے نامون کی فہرست مین مذکور و معروف ہو گیا تھا چنانچہ آپکے انتقال کے بعد دیار اجودھن اور دیپالپور اور جبالی مین جو کشمیر کی سمت مین واقع ہین ان شہرون کے باشندون نے غایت محبت اور اعتقاد کی وجہ سے بہت سے فرضی مقامات بنائے اور قبرین تیار کین اور آپکے روضۂ متبرکہ کے نام سے تبرک ذہین حاصل کرتے تھے اور اون مواضع مین صدقات خیرات کرتے اور ختم کرتے تھے۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے شیخ علاؤ الدین قدس اللہ سرہ العزیز میرے رضاعی بھائی تھے اور مجھ مین اور شیخ علاؤ الدین مین حق رضاعت ثابت تھا اور اونہون نے میری والدہ کا دودھ پیا تھا۔ علاوہ اسکے مین نے اور اونہون نے مولانا بدر الدین اسحاق سے ایک جگہ قرآن مجید پڑھا تھا چنانچہ اسکی مفصل کیفیت مولانا بدر الدین اسحاق کے ذکر مین بیان ہو چکی ہے۔ نیز میرے والد بزرگوار فرماتے تھے کہ ایکدن بچپن کے زمانہ مین مین اور شیخ علاؤ الدین شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر تھے۔ شیخ شیوخ العالم تو چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور ہم دونون چارپائی کی پٹی پکڑے ہوئے کھڑے تھے۔ اسی اثنا مین شیخ شیوخ العالم نے دہن مبارک مین پان رکھا اور از راہ شفقت اور فرزند پروری کے دہن مبارک سے پان نکالکر دست مبارک مین لیا اور شیخ علاؤ الدین کے مونہہ مین رکھا اور جو کچھ اوس مین سے باقی رہا تھا میرے مونہ مین دیا۔ زان بعد وضو کرنے کے لیئے چارپائی سے نیچے اوترے اور چوکی پر بیٹھے۔ ایک درویش عیسے نام تھے جو خلوت کی حالت مین آپکی خدمت مین سرگرم و مستعد رہتے اور جس حرم

شیخ علاؤالدین

محترم کی باری ہوتی اوسے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بہیجتے اور اس شغل کی نوبت مرعی رکہتے تاکہ اس کام مین عدل و انصاف کی پوری پوری رعایت رہے۔ الغرض خواجہ عیسی نے شیخ شیوخ العالم کو وضو کرایا اور مصلا بچہا دیا۔ شیخ شیوخ العالم وضو کرکے مصلے پر آ بیٹہے جس اثنا مین شیخ شیوخ العالم وضو مین مشغول تہے تو شیخ علاؤ الدین کہیلتے کہیلتے مصلے پر جا بیٹہے اور خواجہ عیسی نے شیخ علاؤ الدین کی طرف دیکہا اور دانتون مین انگلی لی۔ اسی حال مین شیخ شیوخ العالم نے اول خواجہ عیسی کی طرف نظر کی بعدہ شیخ علاؤ الدین کو دیکہا کہ مصلے پر بیٹہے ہین اسپر شیخ شیوخ العالم نے ایک خوش آئند تبسم کیا اور خواجہ عیسی سے اوس طرف کی زبان مین فرمایا کہ مُبنح نہ ہہی۔ یعنے بچہ کو بیٹہا رہنے دو۔ شیخ شیوخ العالم کے مبارک نفس کی برکت سے شیخ علاؤ الدین قریب دو قرن کے شیخ شیوخ العالم کے سجادہ پر بیٹہے اور اس محویت و استغراق کے ساتہ بیٹہے کہ کسی موقع پر آپکا قدم مبارک جامع مسجد کے دروازہ کے علاوہ اور کہین نہین گیا۔ اگر بادشاہان وقت آپسے ملاقات کرنے آتے تہے تو آپ اپنے مقام سے کبہی ہلتے تک نہ تہے اور خلق کو اونٹ کی مینگنی کی برابر سمجہتے تہے اور اگر کوئی شخص بیعت کے لئے آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تو آپ اوسے جناب شیخ شیوخ العالم کے روضہ متبرکہ کے حوالے کرتے اور خادم سے فرماتے کہ انہین بابا کی پائینتی لیجاؤ اور کلاہ دو۔ ہمیشہ روزہ رکہنا شیخ علاؤ الدین کا خاصہ تہا۔ کبہی کسی شخص نے اون بزرگوار کو دن مین کہانا کہاتے نہین دیکہا۔ یہان تک کہ وفات کے زمانہ تک بجز عیدین اور ایام تشریق کے افطار نکرتے اور ان پانچ روز کے علاوہ کسی وقت اور کسی حال مین افطار نہین کرتے تہے اور جب پہر رات گذر لیتی تب افطار کرتے آپکے خدام روغنی روٹیان اسقدر پتلی پکاتے کہ سیر بہر کی آٹہ روٹیان تک ہوتین۔ آپ اون مین سے دو روٹیان بہ ارجیل قدرے دودہ کے ساتہ نوش کرتے روٹی اور دودہ دونون ملکر سیر بہر کے قریب لازمہ ہوتا لیکن آپ بہت تہوڑی مقدار پر اکتفا فرماتے۔ اگرچہ افطار کے وقت اس کہانے کے علاوہ بہت سا حلوا اور روٹیان آپکے سامنے دستر خوان پر چنی جاتین لیکن آپ اوس مین سے کچہ بہی تناول نہین کرتے اور حلوے کے طباق اون لوگون کو بہیجتے جسکی نسبت آپکی خاطر مبارک اقتضا کرتی کیونکہ آپکے خدام اور دیگر مہمان و مسافر کہانا پکر سور ہتے تہے۔ جماعت خانہ مین جو دونون وقت درویشون کے سامنے دستر خوان بچہایا جاتا اونکے علاوہ بہت سے خاص و عام کو اوسمین سے روٹیان پہونچتین اور ایک کثیر مخلوق کو آپکے دستر خوان سے حصہ پہونچتا۔ جب شیخ علاؤ الدین مقام خلوت سے شیخ شیوخ العالم کے روضہ متبرکہ مین آتے تو بہت سے درویش و محتاج شیخ کی فیاضی و سخاوت کا شہرہ سنکر اسمقام پر پہلے ہی سے جمع ہو جاتے اور صف باندہکر کہڑے ہو جاتے آپ صف کی ابتدا سے لوگونکو دینا شروع کرتے اور ہر ایک کو کافی مقدار روپے کی عنایت فرماتے اور برابر دیتے ہو

گذر جاتے۔ اگر کوئی شخص ایکدفعہ لیکر اپنی جگہ سے ہٹکر دوسرے مقام پر صف کے درمیان آ کہڑا ہوتا اور لوگ شیخ کو خبر دیتے کہ
یہ شخص ایکدفعہ لیچکا اب دوبارہ لینے کو یہان آ کہڑا ہوا ہے شیخ اوسے پہلی مقدار سے دوچند دلواتے اور اگرچہ کئی مرتبے یہ
حرکت کرتا لیکن آپ اسپر غصے ہوتے اور کسی طرح کی زجر و توبیخ نہین فرماتے اور اس سے شیخ کا مقصود یہ ہوتا کہ کوئی
شخص مناع للخیر کی وعید مین داخل نہ ہو۔ جو لوگ شیخ کی خدمت خاص مین مشغول ہوتے اور جو لوگ آپکے وضو کے
لئے پانی مہیا کرتے اور آپکے کپڑے مبارک پہننے یا دہوتے تو کسی مخلوق کو مجال نہ ہوتی کہ انہین ذرہ بہر صدا و تکلیف پہونچا سکتا
اور اگر کسیکا انپر ہاتہ پہونچتا یا کوئی شخص کسی طرح کا صدمہ پہونچاتا تو شیخ اوسے خانقاہ سے باہر نکال دیتے۔ آپ طہارت
و پاکیزگی مین انتہا درجہ کی کوشش کیا کرتے تہے جیسا کہ ذیل کی حکایت سے یہ بات اچہی طرح ثابت ہوتی ہے۔

منقول ہے کہ جس زمانہ مین شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے شیخ رکن الدین دہلی سے
ملتان جاتے تہے تو اثنائے راہ مین شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے روضہ متبرکہ کی
زیارت کے لیئے تشریف لے گئے۔ جب آپ روضۂ متبرکہ سے باہر تشریف لائے تو شیخ علاؤ الدین قدس اللہ سرہ العزیز
سے ملاقات کی شیخ رکن الدین مصافحہ و معانقہ کے لیئے آگے بڑہے اور جہپٹ کر شیخ علاؤ الدین کے بغلگیر ہوئے اور
کہا خدا تعالی نے تمہین وہ استقامت بخشی ہے کہ کوئی شخص آپکے پاس بیٹھکر ہلنے تک کی طاقت نہین رکہتا لیکن مین
بسبب چند لوگونکی قرابت کے جو اس سفر مین میرے ساتہ ہین مجبور ہون اور وہ مجہے کشان کشان لیئے چلے جاتے ہین۔ اسکے بعد
آپ نے دوسریکو رخصت کیا۔ جب شیخ علاؤ الدین رحمۃ اللہ اپنے مقام پر آئے فوراً کپڑے اوتارے اور تازہ غسل کر کے دوسرے کپڑے
پہنے اور سجادہ پر آبیٹہے بعض لوگون نے شیخ رکن الدین کی خدمت مین یہ کیفیت عرض کی اور کہا یہ کس قدر تکبر و رعونت
ہے کہ آپ جیسے پاک اور پاک زادہ کے معانقہ کے سبب سے غسل کیا جائے اور اون کپڑون کو اوتار کر دوسرے کپڑے پہنے
جائین شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ تم لوگ مولانا علاؤ الدین کی قدر و منزلت کیا جانو حقیقت مین وہ اسی قابل ہین کہ
ایسا کرین کیونکہ ہم مین سے دنیا کی بو آتی ہے اور وہ اوس سے مبرا ہو کر زندگی بسر کرتے ہین اس تمثیلی حکایت کے بعد ہم
اصل مدعا کی طرف رجوع کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص ظالمون اور سرکشون کے دست ظلم سے چہوٹ کر شیخ شیوخ العالم کے روضہ
متبرکہ کی جماعت خانہ مین چلا آئے تو کسیکی مجال نہوتی کہ اوس مظلوم اور جفاکش کو بزور و جبر روضہ متبرکہ کی حرم سے باہر لا سکے
اگرچہ بادشاہ وقت ہی کیون نہ ہوتا لیکن سب دین و دنیا کے بادشاہ کے خوف و ہیبت سے لرزتا۔ جب شیخ علاؤ الدین نے
سفر آخرت قبول کیا اور دنیا سے مونہ موڑ کر رحمت حق سے جا ملے تو شیخ شیوخ العالم قدس سرہ العزیز کے روضہ متبرکہ کے پائین مین
مدفون ہوئے اور سلطان محمد تغلق نے جو شیخ علاؤ الدین کا مرید معتقد تہا ایک نہایت رفیع و بلند گنبد تعمیر کرایا۔ شیخ علاؤ الدین رح کے دو فرزند تہے

آپکی محسوس یادگارین باقی رہین جو صاحب عظمت وکرامت تھے۔ ایک شہزادہ معظم ذی وجاہت و مکرم شیخ معز الحق والدین تھے جو علم وکرامت مین مستثنی اور عظمت وجلالت مین ممتاز تھے۔ جو شخص آپکی مبارک اور نصیبہ ور پیشانی دیکھتا فوراً معلوم کرلیتا کہ آپ خاندان کرامت وبزرگی کے چشم وچراغ ہین آپکی خدمت اتالیقی مولانا وجیہہ الدین پائلی کے ہاتھ مین تھی اور علم کی تحصیل مین اونکی شاگردی اختیار کی تھی آپ دین و دیانت مین حظ کامل رکھتے تھے اور اسی دین و دیانت مین غلو پیدا کرنے کا یہ بدیہی نتیجہ تھا کہ آپ اپنے والد بزرگوار کی جگہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے مقام پر جلوہ آرا ہوئے اور بندگان خدا پر بذل وایثار کا دروازہ کھولا۔ چندروز کے بعد سلطان محمد تغلق نے شہر دہلی مین آپکو بلالیا اور جیسا کہ چاہیے تعظیم وتکریم کی رعایت کی زان بعد حکم ہوا کہ مین مناسب سمجھتا ہون کہ آپکی نظر مبارک مین سلطنت کے امور اتمام وتکمیل کو پہونچین کیونکہ اَلدِّیْنُ وَالْمُلْکُ تَوْاَمَانِ۔ یعنے دین و سلطنت دونون ایک پیٹ سے پیدا ہوئے ہین۔ شیخ معز الدین نے بادشاہ وقت کی اسبات کو قبول کرلیا لیکن چندروز کے بعد بادشاہ کی رائے اسکو مقتضی ہوئی کہ دیار گجرات آپکے حوالے کیئے جائین۔ شیخ معز الدین رحمۃ اللہ علیہ گجرات تشریف لے گئے اور آخرکار بتقدیر الٰہی ظالمون اور باغیون کے ہاتھ سے شہادت کے درجہ کو پہونچے آج آپکے روضہ متبرکہ کی برکت سے اوس طرف کے تمام شہر منور وروشن ہین۔ اور اوسکی پائتیون کی خاک اون شہرون کے حاجتمندون کی دردکی دوا ہے۔ شیخ علاؤالدین کے دوسرے فرزند یعنے شہزادہ علی الاطلاق مقبول اہل عالم باتفاق شیخ علم الحق والدین ہین جو تمام اوصاف حمیدہ مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے اور ظاہر وباطن مین آراستہ تھے۔ آپ سماع مین ذوق تمام رکھتے اور جگر سوز گریہ مین ہمیشہ مصروف رہتے تھے۔ کلام ربانی کے حافظ اور سنت نبوی کے پیرو تھے۔ سلطان محمد تغلق آپکے اعزاز واحترام مین انتہا درجہ کی کوشش کرتا تھا یہانتک کہ ہندوستان کی تمام مملکت کا شیخ الاسلام مقرر کردیا اور لکھو کہا بندگان خدا کی باگ آپکے ہاتھ مین دی اوس زمانہ کے تمام مشائخ آپکے محکوم ومنقاد ہوئے اور تسلیم کی گردنین آپ کے آگے خم کردین۔

غرضکہ شیخ علم الدین دین ودنیا مین نہایت بزرگ ومکرم تھے اور فیاض ازل نے دینی تقدس اور دنیاوی اعزاز مین سے کوئی چیز آپ سے دریغ نہین رکھی تھی۔ جب ان شیخ شیوخ الاسلام نے انتقال کیا تو اپنے والد بزرگوار شیخ علاؤالدین کے متصل گنبد کے اندر مدفون ہوئے۔ شیخ علاؤالدین کے ان دونون فرزندون کے بعد دو صاحبزادے یعنے دونون حضرات کے ایک ایک فرزند باقی رہے۔ شیخ معز الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ افضل الدین فضیل تھے جو آج اپنے والد بزرگوار اور جد عالی مقام کی جگہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق

والدین کے سجادۂ کرامت پر جلوہ فرما ہین اور آباو اجداد کی صورت و سیرت مین سجادہ معظمہ کا حق کما ینبغی اپنے سلف
طریقہ پر ادا کرتے ہین غایت مشغولی اور ترک و تجرید مین انتہا درجہ کی کوشش کرتے ہین آپکو تمام لوگ نگاہ ق
دیکھتے ہین۔ شیخ افضل الدین فضیل کی تاریخ زندگی مین جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف ہے وہ یہ ہے کہ آپنے
لوگونکے لیے بذل و ایثار کا دروازہ کہول رکہا ہے۔ اس خاندان کرامت کے معتقد امید وار ہین کہ حق تعالی
عالم کو سجادۂ کرامت پر مستقیم رکہے۔ شیخ شیوخ الاسلام علم الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے شیخ
خوبصورت پسندیدہ سیرت مظہر الحق والدین ہین جنہین تمام دینی علوم مستحضر ہین او جو اپنے والد بزرگوار کے
شیخ الاسلامی کے عہدہ سے ممتاز ہوئے۔ سلطان محمد تغلق انار اللہ برہانہ نے نہایت اعزاز و احترام کے سا
شیخ الاسلامی کا معزز منصب آپکے سپرد کیا اور اس شہزادہ کی تعظیم و توقیر مین حد سے زیادہ کوشش کی حتی کہ
تک آپ دنیہی ہی محترم و مکرم ہین اور آپکے تمام اوقات معمور ہین۔ خدا تعالی آپکی ذات ملک صفات کو دین
کی کامرانی مین دائم و قائم رکہے آمین ثم آمین **ازانجملہ** شہزادہ عالم خواجہ عزیز الملۃ والدین ابن خواجہ یعقوب ر
علیہ ہین جو فیاضی و سخاوت و مروت و مردمی مین بے مثل تہے آپ مستجاب الدعوات اور صاحب فتوح تہے۔ د
اور تلنگ کے اطراف کے تمام باشندے آپکے معتقد اور غلام تہے۔ کاتب حروف نے ان بزرگزادہ سے دیو
ملاقات کی ہے حقیقت مین آپ زیبا ہیئت اور شوکت و دبدبہ بہت کچہہ رکہتے تہے۔ آپکے برادر حقیقی خواجہ
معادہ باطن تہے اور عام اخلاق رکہتے تہے۔ یہ دونون بہائی جو عالم کے شہزادے تہے سلطان المشا
نظر مبارک مین بہت مدت تک رہے ہین۔ اور آپ سے ایک زمانہ دراز تک پرورش پائی ہے۔ شیخ عزیز ا
دیوگیر ہی مین شہادت پائی اور وہین دفن ہوئے اور خواجہ قاضی سلطان المشائخ کے حظیرہ مین یارون کے چبو
کے بہرے پر مدفون ہین۔ رحمۃ اللہ علیہما۔ **ازانجملہ** کمال طریقت جمال حقیقت شیخ زادہ کمال الحق وا
ابن شہزادہ بایزید ابن شہزادہ نصر اللہ ہین جنکا لباس تکلف و بناوٹ سے ہمیشہ خالی ہوتا تہا اور جو
و سخاوت مین عدیم المثال اور بے نظیر تہے۔ آپ بہت سی روٹیان پکواتے اور محتاج و مساکین کو تقسیم کر
لذیذ و مزیدار کہانون سے ہمیشہ احتراز کرتے اگر آپ سفر کا قصد کرتے تو روٹیون کے بہت سے بہرے ہوئے ٹ
ساتہ ساتہ ہوتے۔ جس زمانہ مین یہ بزرگوار سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت مین دہار سے جو آپکی سکو
مقام تہا دہلی مین تشریف لائے تو کاتب حروف اس خاندان معظم کے اون حقوق کی رعایت کی وجہ سے جو اسکے آباو
رکہتے تہے ان بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوا تہا اوس وقت شیخ حجرہ کے اندر چارپائی پر بیٹ

تہے جون ہی کاتب حروف کو دیکہا حجرہ کے اندر سے ایک دیگچی ہاتہ مبارک مین لیئے ہوئے باہر تشریف لائے اور ایک مٹی کا بڑا ساطباق خادم نے لاکر آپکے سامنے رکہدیا۔ شیخ نے اپنے دست مبارک سے دیگچی مین سے ہرلسیہ نکالا اور گہی کی جگہ تیل ڈالکر میرے آگے رکہا اور بعد کے حلوا بہی ہرلسیہ پر زیادہ کیا اور فرمایا اسے رغبت سے کہاؤ کیونکہ مین نے تمہاری بزرگوار دادی کے ہاتہ کی پکی ہوئی روٹیان بہت کہائی ہین۔ چنانچہ کاتب حروف نے ہرلسیہ تناول کیا۔ حقیقت مین اوس مین وہ لذت تہی کہ جو مین نے معمولی کہانون مین کبہی نہین پائی۔ شیخ کمال الدین جو ایک بہت بڑے صاحب کرامت تہے۔ ابتدائے حال مین حضرت سلطان المشائخ کے باورچیخانہ مین دیگ شوئی کیا کرتے تہے یعنے برتن مانجہنے اور صاف کرنے کی خدمت آپکے سپرد تہی اور اسی خدمت کا نتیجہ تہا کہ آپکو یہ نعمت وکرامت حاصل ہوئی۔ جسوقت شیخزادہ کمال الدین اور شیخزادہ عزیز الدین نے چاہا کہ دونون بہائی کسی مقام کا سفر کرین تو حضرت سلطان المشائخ نے رخصت کے وقت ایک چنبلی کا پہول شیخ کمال الدین کے ہاتہ مین دیا اور ایک شیخزادہ عزیز الدین کے ہاتہ مین۔ اور شیخ کمال الدین کو حکم ہوا کہ تم مالوہ مین جاکر رہو۔ شیخزادہ عزیز الدین کی نسبت فرمان ہوا کہ تم دیوگیر کی ولایت مین سکونت اختیار کرو جب دونون بہائی سلطان المشائخ کی خدمت سے رخصت ہوکر باہر آئے تو شیخزادہ عزیز الدین نے کہا کہ سلطان المشائخ نے جو یہ ایک ایک پہول عطا کیا ہے اس سے کیا غرض حاصل ہوگی۔ شیخزادہ کمال الدین نے جواب مین فرمایا خاطر جمع رکہو کہ سلطان المشائخ ہمین ایک جلال یعنی بزرگی عنایت کی ہے۔ الغرض یہ دونون بزرگزادے آخر عمر تک نہایت متمتع رہے اور بہت ہی جاہ وجلال اور عیش وعشرت کے ساتہ زندگی بسر کی۔ وفات کے زمانہ تک بہت سی کرامتین ظہور مین آئین اور انکی ذات سے مخلوق خدا کو عظیم الشان فائدہ پہونچا۔ بزرگزادے شیخ کمال الدین کا روضہ متبرکہ تمام دردون کے لیئے دوا اور خلق کا حاجت روا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

خواجہ عزیز الدین کے حالات

ازانجملہ صورت وسیرت مین سلف کے آئینہ خلف کے فخر خواجہ عزیز الملۃ والدین ابن خواجہ ابراہیم ابن خواجہ نظام الدین ہین۔ آپکی والدہ محترمہ سیدہ تہین اور رشتہ مین کاتب حروف کی پہوپہی لگتی تہین۔ کاتب حروف اور اکثر اون اہل ارادت کا گمان ہے جو ان بزرگوار شیخزادہ سے ملے ہین کہ آپ سے کوئی صغیرہ وجود پذیر نہین ہوئی شیخ عزیز الدین کا باطن خدا تعالی کی یاد سے معمور تہا اور ظاہر تبسم اور پاکیزہ اخلاق سے آراستہ رکہتے تہے۔ آپکا دل مبارک مراقبہ اور ذکر خفی سے منور اور خدا تعالے کی طرف رجوع تہا اور یہ سب باتین اوس برکت سے حاصل ہوئی تہین کہ آپنے حضرت سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین پرورش پائی تہی اور دسترخوان بچہنے کے وقت ہمیشہ حاضر رہتے تہے اگر کسیوقت خواجہ محمد اور خواجہ موسی جنہین سلطان المشائخ سے دسترخوان کی دعا پڑہنے کا عہدہ ملا تہا حاضر

ہوتے تو یہ بزرگزادے دسترخوان کی دعا پڑھتے اور جبتک آپ دعا مین مشغول رہتے سلطان المشائخ برابر فرماتے رہتے
بجہہ خدا کی رحمت ہو اور یہ مرحمت اونکے حق مین مخصوص ہوتی تہی ان شہزادہ نے حضرت سلطان المشائخ کی
مشغولی اور عالم مشاہدہ کی صحبت پائی ہے جیساکہ باب اوراد و مشغولی کے نکتہ مین تحریر ہوا ہے شہزادہ عزیز الدین
فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مین قصبہ کہر یہ مین اپنے بہانجے کے کارخیر مین گیا ہوا تہا جب وہان سے لوٹا تو اول جناب
سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور قدمبوسی کی سعادت حاصل کی آپ مہربانی و شفقت سے فرمانے لگے
کہ تمہارے بہانجے کا کارخیر کیونکر ہوا اور سماع کی مجلسین بہی ہوئین آپ مسکراتے جاتے اور ان باتونکو دریافت کرتے
جاتے تہے ان بعد فرمایا اپنی والدہ کو دیکہہ آئے ہو مین نے عرض کیا نہین اول مخدوم کی پائبوسی کی سعادت
حاصل کی ہے۔ اسکے بعد اوس سعادت کو حاصل کرونگا آپنے میرے حق مین دعائے خیر کی اور فرمایا کہ جاؤ وہ سعادت بہی
حاصل کرو۔ آخر الامر جب ان شہزادہ کی حیات کا پیمانہ لبریز ہوا تو چند ان بزرگوار صاحب کرامت کی ذات مبارک
کو کسی قسم کی بیماری و زحمت لاحق ہوئی دو تین روز تک بیماری کی تکلیف رہی ایک ساعت بہی لب مبارک کلام اللہ
کی تلاوت سے خالی نہین رہے۔ انجام کار اسی بیماری مین رحمت حق سے جا ملے اور سلطان المشائخ کے روضہ متبرکہ کے
سامنے مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔ **نکتہ** حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز
کے نواسون کی بزرگی و کرامات اور فضائل و مناقب کے بیان مین۔

ازانجملہ شیخ شیوخ العالم کے نواسون کے سردفتر شہزادہ معظم و مکرم خواجہ محمد ابن مولانا بدر الدین اسحاق ہین
جنکی والدہ محترمہ شیخ شیوخ العالم کی صاحبزادی تہین۔ یہ شہزادے تمام اوصاف حمیدہ کے ساتہ موصوف اور
علم دینی اور تقویٰ و طہارت موزونی طبع ذوق سماع جگر سوز گریہ اور فیاضی طبع سخاوت و شجاعت مین مشہور
مذکور تہے۔ بچپنے کے زمانے سے لیکر بڑہاپے تک حضرت سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین پرورش پائی۔ کلام ربانی
کے حافظ ہوئے اور علوم وافر عشق کامل حاصل کیا حتی کہ سلطان المشائخ کی حالت زندگی ہی مین آپکی خلافت کے معزز و
ممتاز مرتبے کو پہونچگئے۔ اور سلطان المشائخ کی حیات مین خلق خدا سے بیعت لینے لگے۔ خواجہ محمد سلطان المشائخ
کی امامت کے ساتہ مخصوص تہے۔ چنانچہ آج کے دن تک لوگ انکو خواجہ محمد امام کہکر پکارتے ہین۔ سلطان المشائخ
کو انکی امامت مین رقت و ذوق حاصل ہوتا تہا اور بعد امامت کے سلطان المشائخ کے لباس خاص سے ممتاز و معزز
ہوتے تہے۔ سلطان المشائخ کے نزدیک کوئی شخص مجلس مین اون سے اونچی جگہ پر نہین بیٹہہ سکتا تہا۔ آپ رقص مین
سلطان المشائخ کے ساتہ موافقت کرتے اور سلطان المشائخ کی مجلس مین آپکے حکم سے صاحب سماع ہوتے تہے

شیخ شیوخ العالم کے نواسوں اور اعلی درجہ کے یاروں میں سے کسیکو یہ رتبہ نہتا آپنے سلطان المشائخ کے جان بخش ملفوظات
سے ایک کتاب تالیف کی ہے جسکا نام انوار المجالس ہے - آپکی اکثر عمر عزیز خدا تعالی کی عبادت اور ذوق سماع میں کہ
اسمیں غلو، تمام رکہتے تہے گذری ہر طرح کے ماہر و کامل قوال جو فارسی اور ہندی میں ید طولی رکہتے تہے آپکی خدمت میں
حاضر ہوا کرتے تہے آپ علم موسیقی کے واضع و موجد تہے اور اسدرجہ موجد تہے کہ کوئی شخص اونکی نظیر کا نشان نہیں دیسکتا
علم موسیقی کے معانی و رموز کے بیان کرنے اور معمات کے اشارے اور اونہیں حقیقت پر محمول کرنیمیں آپ ایک آیت تہے -
کاتب حروف نے ان بزرگ زادہ عالم کو کیا حالت سماع اور کیا غیر سماع میں بہت دفعہ دیکہا ہے کہ آپکی مبارک
آنکہیں ہمیشہ کمال ذوق کی وجہ سے آنسوؤں میں غلطان رہتی تہیں حالت سماع میں جو گریہ و نعرہ آپ سے ظہور
میں آتا تہا وہ اہل دلوں کے جگروں میں سوراخ کرتا تہا - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ سے لوگوں نے
استدعا کی کہ شیخ ابو بکر طوسی کی خانقاہ میں جو اندرپت کے حوالی میں ہے تشریف لیچلیں اوس مجلس میں بڑے
بڑے صاحب نعمت درویش حاضر تہے اور ہر چند کہ قوال بڑی کوشش و کشش سے غزلیں گا رہے تہے لیکن سننے والوں پر
کوئی اثر نہیں پڑتا تہا مجلس کی یہ کیفیت دیکہکر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ سماع کو چہوڑ دیں اور بزرگوں کی حکایتیں
اور نقلیں بیان کرنے میں مشغول ہوں اسی اثنا میں اہل مجلس کو ذوق پیدا ہوا اور شیخ علی زنبیلی نے
شیخ نظام الدین پانی پتی کی طرف متوجہ ہوکر کہا جو شیخ بدر الدین غزنوی کے ممتاز خلیفہ تہے اور خوبصورتی و
خوش الحانی میں ہزار دو ہزار میں ایک تہے کہ ہمیں تمہارا سماع مطلوب ہے یعنے ہم چاہتے ہیں کہ تم کچہہ گاؤ اور
ہم سنیں چنانچہ شیخ نظام الدین پانی پتی مجلس کے بیچ میں قوالوں کی جگہ جا بیٹہے لیکن چونکہ تنہا تہے اسلیے سلطان المشائخ
نے خواجہ محمد کی طرف جنکا ذکر خیر اوپر ہو چکا اشارہ کیا کہ تم نظام الدین کی مدد کرو - خواجہ محمد اپنے مقام سے اوٹہے
اور شیخ نظام الدین پانی پتی کے برابر جا بیٹہے ان دونوں بزرگوں نے اول ایک غزل شروع کی زان بعد آواز اونچی
کی جب اس بیت پر پہونچے ؎ ہر بیخردے کہ بینی امشب مست ۔ از من ہمہ درگذر ارتار و زہ ؛ تو سلطان المشائخ اور
تمام مجلس کے حاضرین پر بہت کچہ اثر پڑا - الغرض باوجود اُن تمام فضائل خاص کے جو خدا تعالی نے خواجہ محمد کو عنایت کیے
تہے انکسار و تواضع بہی بخشا تہا اور یہ اوسی عاجزی و انکساری کا بدیہی ثمرہ تہا کہ آپ سلطان المشائخ کا اشارہ پاتے
ہی ایک ایسی مجلس کے بیچ میں بے تکلف آ بیٹہے اور گانا شروع کر دیا - حقیقت میں جو لوگ خداوندی بارگاہ کے
مقبول ہوتے ہیں اون سے تمام حرکات و سکنات ایسے ہی ظہور میں آتی ہیں جو اوس بارگاہ کے قابل اور پسندیدہ ہوتی ہیں
یہ شہزادے علم حکمت میں بہی کافی حصہ رکہتے تہے بندہ ضعیف کہتا ہے بہیت تعلم حکمت جا ئے رسیدہ کہ بندہ شک

میان گور کند شور بو علی سینا ؛ **ازانجملہ** علم مین مشہور حلم مین مذکور زہد وتقوی کے ساتہ موصوف خواجہ موسی ابن مولانا بدر الدین اسحاق ہین جو خواجہ محمد امام کے برادر حقیقی تہے۔ ان بزرگوار نے بہی جناب سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین تربیت پائی ہتی اور تمام علوم مین کمال حاصل کیا تہا اپنے زمانہ کے ذو فنون اور فرزانۂ عصر تہے آپنے اصول فقہ مین بزدوی مولانا وجیہہ الدین پائلی سے پڑہی تہی اور کلام ربانی کے حافظ تہے تحقیق سخن مین کوشش کرتے اور طبع فیاض در لطافت بہت کچہ رکہتے تہے عربی وفارسی اشعار ونظم مین پورا حصہ حاصل تہا اور اکثر اوقات پر سوز غزل کہتے تہے جو لوگ علم موسیقی مین مہارت تامہ اور درک کامل رکہتے تہے وہ اس علم کے دلربا لطف آپکے روح افزا نغمات سے حاصل کرتے تہے۔ غرضکہ خواجہ موسی تمام علوم مین ید طولی رکہتے تہے خاصکر علم حکمت مین وہ کمال پایا تہا جسکی نظیر اوس زمانہ مین باوجود تلاش کے بہی دستیاب نہین ہوتی تہی اور ساتہ ہی تجربات حکمت مین بہی پہلے درجہ کا کمال حاصل تہا اپنے بڑے بہائی خواجہ محمد امام کی غیبت مین خود سلطان المشائخ کی امامت کرتے اور نہایت خوش لحنی سے قرارت کرتے اور سلطان المشائخ کی جناب سے خلعت فاخرہ کے ساتہ مشرف وممتاز ہوتے آخر کار یہ دونون بزرگ اور بزرگ زادے سلطان المشائخ کے خطیرہ مین مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہما **ازانجملہ** شیخزادہ دلکشا والی ولایات والا خواجہ عزیز الملۃ والدین صوفی ہین۔ ان بزرگوار کی والدہ محترمہ بی بی مستورہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز کی صاحبزادی ہین۔ یہ شیخزادے بے شمار فضائل اور انگنت معانی ولطائف رکہتے تہے اور حضرت سلطان المشائخ کے روح افزا ملفوظات سے ایک کتاب مرتب کی تہی جسے تحفۃ الابرار فی کرامت الاخیار کے نام سے آج تک شہرت حاصل ہے اور جو سلطان المشائخ کی نظر مبارک سے اکثر اوقات گذری ہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ کے حضور مین دسترخوان بچہایا گیا تہا اور تمام حاضرین کہانا کہانیکے لئے بیٹہے تہے۔ مولانا وجیہہ الدین پائلی ان شیخزادے سے اونچی جگہ بیٹہ گئے۔ سلطان المشائخ نے دیکہا تو فرمایا۔ مولانا! جسطرح مین اسبات کو دوست نہین رکہتا کہ کوئی مجید متعلم سے بلند جگہ بیٹہے اسیطرح مین اسے بہی پسند نہین کرتا کہ کوئی متعلم میرے مخدوم زادون سے اونچے مقام پر بیٹہے اگرچہ مخدوم زادہ مجید کیون نہ ہی اور حقیقت یہ تہی کہ مولانا وجیہہ الدین کو شیخ عزیز الدین کی نسبت یہ علم نہ تہا کہ آپ شیخ شیوخ العالم کے نواسہ ہین جبانہون نے آپکو مجید دیکہا تو جانا کوئی اور شخص ہے۔ لہذا اوسیوقت مولانا وجیہہ الدین نے زمین پر موںہہ رکہکر معذرت کی اور کہڑے ہوکر عرض کیا کہ حضرت! مجہے معلوم نہ تہا کہ یہ شیخ زادہ عالم ہین ورنہ کبہی یہ جسارت ودلیری بندہ سے ظہور مین نہین آتی۔ ان بزرگ زادہ نے سلطان المشائخ کے فرمان کے بموجب قاضی محی الدین کاشانی کی خدمت مین تلمذ کیا تہا اور قاضی صاحب کو انکی شاگردی پر فخر تہا۔ خوش خطی اور باریک کتابت مین فرید عصر

خواجہ عزیز الدین کے حالات

اور یگانۂ روزگار تھے اس فن خاص مین دنیا مین آپکی نظیر پائی نہین جاتی تھی اور جہان مین کوئی شخص اوس لطافت کے ساتھ کتابت نہین کر سکتا تھا۔ جیسے آپکے پرزور قلم سے ہوتی تھی۔ ایکدفعہ یہ شہزادے کاتب حروف کے گھر مین اوس وسیلۂ محبت سے جو آبا و اجداد مین مربوط تھا تشریف لائے اور اس شکستہ دل کو بزرگی و فضیلت عنایت کی اون فوائد کے اثنا مین جو آپ سلسلہ وار بیان کر رہے تھے کاتب حروف کی طرف رخ مبارک متوجہ کرکے فرمایا۔ بیت۔

گر وقت خوشت ہست غنیمت میدار ٭ کان را چو نماز قضا نتوان کرد ٭ ان بزرگ کے ایک فرزند رشید تھے جو صورت و سیرت مین بالکل اپنے سلف کے فوٹو اور آئینہ تھے یعنے شہزادہ قطب الملۃ والدین حسن ہین خدا تعالی اونکے دینی امور کو نیک کرے اور مردان خدا کے مرتبے مین پہنچائے جو زہد و ورع اور تقوی و طہارت مین بے مثل تھے اور بذل و ایثار حلم و عفو مین اپنے ہمعصرون سے سبقت لے گئے تھے۔ آپ شیخ نصیرالدین محمود کی شرف خلافت سے مشرف تھے اور شیخ نصیرالدین محمود کے خط مبارک سے لکھی ہوئی اجازت اپنے پاس رکھتے تھے خلق خدا سے بیعت لیتے تھے اور ہزارہا دل آپکی بدولت آسائش پاتے ہین۔ خدا تعالی ہمیشہ ہمیشہ اس بزرگ زادہ کو طریقت کی راہ پر مستقیم و قائم

تکملہ دوسرے شہزادے یعنے شیخ کبیر الملۃ والدین کے فضائل خاص مین جو محبت و وفا کے آئینے اور خلفاء ووالا کے پورے فوٹو تھے یہ بزرگ زادہ شیخ عزیز الدین کے چھوٹے بھائی اور شیخ شیوخ العالم کے نواسے ہین جنہون نے ابتدائے جوانی سے دم وفات تک حضرت سلطان المشائخ کے سایۂ عاطفت اور نظر مبارک مین پرورش پائی اور کبھی آپکی صحبت سے جدا نہین ہوئے آپ خانقاہ کے دیوار کے تلے مقام سکونت رکھتے تھے اور ہمیشہ سلطان المشائخ کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے۔ اگر اتفاقاً آپ دسترخوان بچھنے کے وقت تشریف نرکھتے تو سلطان المشائخ کے حکم سے سید الرحیم ان بزرگوار کا حصہ انکے مکان پر پہنچا دیتے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ یہ بزرگوار سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر تھے اور ایک شخص چند کاک آپکے سامنے لایا۔ سلطان المشائخ نے اقبال خادم کو بلا کر فرمایا کہ انہین تقسیم کر دو۔ اقبال نے تمام حاضرین جلسہ کو وہ کاک تقسیم کر دیئے۔ سب نے اپنا اپنا حصہ کھا لیا لیکن شیخ کبیرالدین اوسے ہاتھ مین لیئے بیٹھے رہے۔ اسوقت حضرت سلطان المشائخ کی زبان مبارک سے تین مرتبہ یہ لفظ نکلے کہ اگر زہد و تقوے مین کوئی شخص صوفی ہے تو مخدوم زادہ کبیرالدین ہے۔ شیخ کبیرالدین نے سلطان المشائخ کی بے انتہا محبت کی وجہ سے اپنے بڑے بھائی شیخ عزیزالدین کی صحبت کو ترک کر دیا تھا اور معین مقام مین اپنی تمام عمر عزیز صرف کر دی تھی جب آپنے سفر آخرت قبول کیا تو یارون کے چبوترہ مین مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

تکملہ سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے اقربا کے فضائل و مناقب اور بزرگی کے بیان مین

خواجہ رفیع الدین ہارون کے حالات

ازانجملہ خواجہ رفیع الملۃ والدین سلطان المشائخ کے حقیقی بھانجے ہین جو مکارم اخلاق کے ساتہ موصوف اور جناب سلطان المشائخ کی قربت و شفقت کے ساتہ مخصوص و معروف تہے اور بچپن کے زمانہ سے بڑھاپے تک سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین پرورش پائے ہوئے تہے۔ آپ سلطان المشائخ کی مہربانی و شفقت کی وجہ سے کلام ربانی کے حافظ ہو گئے تہے سبحان اللہ اوس شفقت و مہربانی کا کیا کہنا جو سلطان المشائخ کو آپ پر تہی کہ اگر کسیوقت یہ بزرگ کہانا کہاتے وقت دسترخوان پر نہ ہوتے تو سلطان المشائخ باوجود اس قدر بزرگون کے ہوتے کہانے مین توقف کرتے اور ان بزرگ کے پہونچنے کا انتظار کرتے۔ آپکے پاس جو تحفے اور ہدیئے آتے اون مین سے کافی حصہ آپکو بہیجتے اور اپنے تمام اقرباؤن کی فہرست مین اس بزرگ کا اول نمبر رکہتے اور اپنے فرزندون کی جگہ ظاہر و باطن مین آغوش محبت اور سایۂ عاطفت مین پرورش کرتے ہروقت اونہین دیکہکر مسکراتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو کیا کرتے۔ خواجہ رفیع الدین ہارون اکثر اوقات سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین رہتے تہے اور سلطان المشائخ کی زندگی ہی مین آپکے گہر اور حظیرہ کی تولیت آپکے سپرد کی گئی تہی۔ اگرچہ یہ بزرگ تیر و کمان اور سپاہگری و کشتی مین ہمیشہ مصروف رہتے تہے اور ان فنون کی مشق کی تمام و کمال ہوس انکے دل مین موجود تہی لیکن سلطان المشائخ کو انکی خاطر داری یہان تک منظور تہی کہ آپنے کبہی اشارۃً یا کنایۃً بہی اونہین ان کامون سے منع نہین کیا بلکہ انتہا شفقت کی وجہ سے آپ اون کامونکی طرف رغبت دلاتے جن مین یہ بزرگ راغب تہے اور اکثر اوقات ان پسندیدہ ہنرون کی کیفیت دریافت فرمایا کرتے تہے جو شرعاً جائز اور درست ہین بلکہ ان ہنرون کی باریکیان اور غوامض کی تلقین فرمایا کرتے تہے تاکہ اس بزرگوار کی خاطر مبارک خوش ہو۔ حق تعالی اس بزرگ کو جو سلطان المشائخ کی ایک مخصوص یادگار ہے جادۂ طریقت پر مستقیم رکہے اور یاران روضہ پر دائم و قائم رکہے آمین۔

خواجہ تقی الدین نوح کے حالات

ازانجملہ خواجہ تقی الملۃ والدین نوح ہین جو علم کے ساتہ موصوف اور تحمل و وقار کی طرف منسوب تہے۔ فرشتون کی سی صفات اپنے مین رکہتے تہے اور پسندیدہ ذات۔ حضرت سلطان المشائخ کے شرف قرابت سے مشرف تہے اور خواجہ رفیع الدین ہارون کے چہوٹے بہائی تہے۔ سلطان المشائخ کی نظر خاص سے مخصوص تہے اور جوانی ہی کے زمانہ مین بزرگون کے اوصاف حاصل کر لیئے تہے۔ کاتب حروف اس بزرگ کے فضائل و مناقب کیا لکہہ سکتا ہے۔ جبکہ خود سلطان المشائخ نے اس بزرگ کے بارہ مین یون ارشاد فرمایا ہے کہ یارو! اسے عزیز رکہو کیونکہ یہ نہایت نیک آدمی ہے۔ حافظ قرآن ہے اور ہر جمعہ کی شب کو ختم کرتا ہے۔ تعلیم و تعلم مین اسکی خواہش بہی ہے اور علمی حصہ بہت کچہ حاصل ہے باوجود ان پسندیدہ صفات کے کسی سے کچہ غرض نہین رکہتا ہے اور کسی کی دوستی و دشمنی سے کام نہین ہے۔ غرض کہ ہر طرح سے نہایت صالح اور نیک بخت ہے یہان تک کہ ایک روز مینے اوس سے

دریافت کیا کہ تقی الدین! تم جو اس قدر طاعت وعبادت کی محنت اٹھاتے ہو اس سے تمہارا کیا مقصود ہے او نہون نے جواب دیا کہ اس سے میرا مقصود صرف حضور کی حیات ہے یہان تک پہنچکر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ جواب اوسکی سعادت کی دلیل ہے۔ **منقول** ہے کہ ایکدفعہ سلطان المشائخ مرض موت سے پیشتر کسی مرض مین گرفتار ہوئے اوسوقت آپنے خواجہ نوح کو اپنے پاس بلایا اور اسکے ساتہ ہی درویشون کی ایک جماعت کو جو آپ سے ملاقات کرنے کی غرض سے آئی تہے بلایا اور اپنے یارون اور اون درویشون کے سامنے خواجہ نوح کو اپنی جانشینی اور خلافت کا معزز عہدہ عطا فرمایا اور اسکے بعد یہ وصیت کی کہ جو چیز تمہارے پاس پہونچے خواہ وہ کتنی ہی عزیز اور بیش قیمت ہو تو راہ خدا مین صرف کردو اور کچہ اپنے پاس نہ رکہو اور اگر تمہارے پاس کوئی چیز نہ ہو تو کبہی اوسکے حصول کی امید نہ رکہو کیونکہ خدا تعالی اپنے غیبی خزانہ سے تمہین بہت جلد عنایت کریگا اور حاضر وغائب کسیکی برائی بیچا ہو نیز خدا سے کسیکے لیے بددعا نکرو اور ظلم وجفا کے بدلے جود وعطا کام مین لاؤ۔ بادشاہ وقت سے وظیفہ اور گاؤن نہ لو کیونکہ درویش قرار رکہتا ہے اور وظیفہ خوار نہین ہوتا۔ اگر تم ایسا کروگے تو بادشاہ تمہارے دروازے پر آئینگے اور تمہاری خدمت کو سعادت ونیک بختی خیال کرینگے۔ الغرض خواجہ نوح سلطان المشائخ کی زندگی کے زمانہ مین عین شباب کے عالم مین مرض دق مین مبتلا ہوئے اور اسی مرض مین سفر آخرت قبول کیا۔ آپکا روضہ متبرکہ سلطان المشائخ کے حظیرہ مین ہے اور جس چبوترہ پر سلطان المشائخ کے بہت سے یار واصحاب مدفون ہین اوسیکے سرے پر آپ کا بہی مدفن ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

احوال ابوبکر مصلا دار

ازانجملہ زاہد یگانہ عابد زمانہ خدا تعالی کا منتخب وبرگزیدہ شرف اختصاص کے ساتہ مخصوص خواجہ ابوبکر مصلی دار خاص ہین جو سلطان المشائخ کی قرابت کے شرف کے ساتہ مشرف تہے اور خلا ملا مین آپکی خدمت مین مصروف رہتے تہے اگرچہ آپکو سلطان المشائخ کی خدمت مین سے کوئی وقت سانس لینے کو نہین ملتا تہا اور ہر وقت اسمین مصروف ومشغول رہتے تہے۔ لیکن پہر بہی ہمیشہ روزہ سے رہتے تہے بلکہ کئی کئی دن گذر جاتے اور آپ افطار نہین کرتے تہے یہان تک کہ آپکا شکم مبارک پیٹہ سے لگجاتا تہا۔ قطع نظر اسکے آپ انتہا درجہ کی مشغولی اور سخت مجاہدہ مین محو رہتے تہے۔ جمعہ کے دن سلطان المشائخ کا مصلا نماز فجر کے بعد کیلوکہری کی جامع مسجد مین لیجایا کرتے تہے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا تہا تو سلطان المشائخ فرمایا کرتے تہے کہ خواجہ ابوبکر میرا مصلی جامع مسجد مین لیگئے ہین اور مشغول بحق ہین۔ خواجہ ابوبکر کو سماع کا بہت ذوق وشوق تہا اور اس مین بتمام وکمال غلو رکہتے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حالت سماع مین غایت ذوق اور ایثار کی وجہ سے اپنی دستار اور کرتہ قوال کو دیدیا بلکہ اکثر ایسا ہی ہوا کرتا تہا کہ جس مجلس سماع مین حاضر ہوتے عمامہ اور کرتا قوال کو دیدیتے اور تہ بند گلے مین حمائل کرکے مونڈہون پر باندہ لیتے۔ رقص کی حالت مین

وہ تہبند آپکو نہایت زیب دیتا تہا۔ غرضکہ جب آپ پر وجد طاری ہوتا تو دل دوز اور جگر سوز نعرے بلند کرتے اور قوالون کو پکڑ کر خوب ہلاتے اور آپکے ذوق و شوق سے حاضرین مجلس کو نہایت ذوق حاصل ہوتا اور یہ سلطان المشائخ کے اوس فرمانے کی برکت کا اثر ہے کہ آپ فرمایا کرتے تہے کہ جب مجہے سماع کی حالت مین اہتزاز و رقص ہوتا ہے تو خواجہ ابوبکر میرے نزدیک ہوکر میری حفاظت و نگرانی مین کوشش کرتے ہین۔ جب سلطان المشائخ کا انتقال ہوگیا تو اگرچہ آپکے بعض بادشاہی وظیفے اور گاؤن اور زمین مین مشغول ہوگئے لیکن اس بزرگ نے کسی چیز کے ساتہ کوئی تعلق پیدا نہین پیدا کیا ور اگرچہ اپنے ساتہہ بہت سے متعلق رکہتے تہے لیکن سلطان المشائخ کی برکت سے ہمیشہ سرخوشانہ حالت مین زندگی بسر کی۔ آخرکار چند روز مبتلائے مرض رہکر دار فنا سے دار بقا مین رحلت کرگئے اور سلطان المشائخ کی پائنتی مدفون ہوئے۔

ازانجملہ مولانا قاسم ہین جو سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے بہانجون مین سے ایک نہایت نامور اور بلند اقبال شخص ہین۔ خواجہ قاسم۔ عمر کے صاحبزادے اور خواجہ ابوبکر کے بہتیجے ہین جو لطائف التفسیر کے مشہور مصنف ہین۔ آپ تفسیر کے دیباچہ مین فرماتے ہین کہ رحمت پروردگار کا امیدوار بندۂ قاسم۔ جناب سید السالکین برہان العاشقین نظام الحق والدین کے حقیقی بہانجے کا فرزند عرض کرتا ہے کہ جب خدا تعالی نے اس فقیر پر اپنی عنایت سابقہ کی اور اس بیچارہ کو عدم کے پردہ سے عالم وجود مین لایا تو طرح طرح کی نعمتون کے ساتہ مخصوص کیا جن مین سے بعض نعمتین جو فلاح دارین کی موجب اور دین و دنیا کی سعادت کے باعث ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ اس خاکسار کو سلطان المشائخ قطب الاقطاب عالم کی نظر مبارک مین ملحوظ رکہا اور آپنے اپنے طرح طرح کے باطنی انفاس سے جو حقیقت مین غیب کی کان اور لاریبی علوم کے قرار کی جگہ ہے۔ زبان مبارک سے جو ناطق بحق ہے ارزانی فرمائے سب سے اعلی درجہ کی نعمت یہ تہی کہ یہ شکستہ اور بے دست و پا چار برس چار مہینے چار دن کا تہا کہ اس مسکین کے والد بزرگوار (خدا وہنین اپنی رحمت و رضامندی مین ہانک لے) عاشقونکے سردار اور مشتاقون کے مقتدا و پیشوا جناب سلطان المشائخ کی خدمت مین لیگئے تاکہ آپکے حکم سے مکتب مین بٹہائین۔ حضرت سلطان المشائخ نے از روئے تلطف و بندہ نوازی پہلی تختی اوس قلم سے جو قلم وحی کی حکایت کرتا تہا اور اوس ہاتہ سے جو بواسطۂ آبا و اجداد جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتہ تک پہونچنے والا تہا لکہی جس وقت آپ تختی لکہہ رہے تہے تو لوگون نے مجہے آپکے سامنے کہڑا کر دیا تہا لیکن مین ناسمجہی سے بیٹہہ گیا۔ اقبال جو سلطان المشائخ کے قدیم خادم تہے مجہے دوبارہ کہڑا کیا مگر ضعیف پہر بیٹہہ گیا۔ تیسرے مرتبہ اقبال نے کہڑا کرنا چاہا عالمیون کے مخدوم اور جہانیونکے ملجا و ماوا نے فرمایا کہ اقبال! اس بچے کو چہوڑ دو یہ بیٹہکر پڑہے گا۔ الغرض جب آپ تختی لکہہ چکے تو بیٹہے بیٹہے کمال شفقت کی وجہ سے اپنی زبان مبارک سے آپ دو دفعہ اون لکہے ہوئے حرفون کی

ملقین کی زبان یعنی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ خدا تعالیٰ اس بچے کو بڑی عمر عنایت کریگا اور کمال علم سے مشرف فرمائیگا۔ چنانچہ جب یہ ضعیف بارہ سال کا ہوا تو خدا تعالیٰ نے حفظ کلام مجید کی دولت سے معزز و ممتاز کیا اور اسکے بعد ایامون کے بادشاہ علماء اجلہ اور فضلاء عصر کے سرتاج جناب جلال الملۃ والدین کی خدمت مین پہنچا یا خدا تعالیٰ اونکی بزرگی کے جھنڈے اونچے اور دراز کرے اور اونکے نیزہ کا سایہ ہمارے نصیب کرے۔ اس دین پرور بزرگ نے عاجز کو اپنی نظر مبارک سے مشرف فرمایا اور بے انتہا شفقت و مہربانی مبذول کی چنانچہ پچاس سال کے قریب اس علماء کے سردار اصفیا کے زیور کی شاگردی مین رہا اور ابتدائی علوم سے لیکر انتہائے علوم تک اپنی قرارت سے سبقاً سبقاً نکالے اور تمام کتابین پوری کرلین آخرکار شرف اجازت سے مشرف ہوا اور ہدایہ بزدوی کشاف مشارق مصابیح کی سند حاصل کی۔ جب یہ خاکسار تعلیم سے فارغ اور تمام علوم کے متون و شروح سے واقف ہوگیا تو عربی و فارسی کی تفسیر پر ایک غور مین ڈوبی ہوئی نظر ڈالی اور ہر تفسیر کو لطیف عبارت اور غریب معانی والفاظ سے لبریز پایا۔ فوراً دل مین خیال پیدا ہوا کہ مین ایک ایسا مجموعہ تیار کرون جو معانی غریب اور عامہ تفاسیر کے لطائف کو شامل ہو تاکہ عام و خاص لوگ اچھی طرح اوس سے متمتع ہون اور اوسکے مطالعہ سے قرآن مجید کے اسرار اور فرقان مجید کی باریکیون پر مطلع ہون۔ چنانچہ مینے اس ڈھنگ کی ایک تفسیر لکھی اور اوسکا نام لطائف تفسیر رکھا۔

خواجہ عزیز الدین کے حالات

ازانجملہ فخر زہاد جمال عباد خواجہ عزیز الملۃ والدین ابن خواجہ ابوبکر مصلے دار خاص ہین جو اپنے زمانہ مین علم و تقویٰ اور ورع و احتیاط مین لاثانی اور عدیم النظیر تہے۔ اور سلطان المشائخ کی قرابت کے شرف سے مشرف و ممتاز تہے۔ اس بزرگ نے سلطان المشائخ کے چند ملفوظات ایک جگہ مرتب کرکے ایک دیوان مین جمع کئے ہین اور اونکا نام مجموع الفوائد رکھا ہے۔ اس تالیف مین آپنے اپنا نام عبد العزیز ابن ابوبکر خواہرزادہ سلطان المشائخ لکہا ہے۔ سبحان اللہ سالہا سال گذر گئے ہین کہ یہ عزیز اور جو شخص راہ طریقت پر سیدہا چل رہا ہے اور بچپن سے بڑھاپے تک کسی فرض نماز کی تکبیر اولی فوت نہین ہوئی ہے۔ آپکا قاعدہ تہا کہ مسجدون مین گشت لگاتے پہرتے اور جبتک تکبیر اولی نہ پاتے نیت نہ باندہتے جب آپنے عین عالم شباب مین قدم رکہا اور تعلیم و تعلم مین غلو کیا تو جو کچھ آپ حاصل کرتے تہے اوسے عمل کے ساتہ مقرون کرتے تہے یعنے آپکا علم عمل کے ساتہ ساتہ تہا۔ اب آپ ہر شب جمعہ کو قران کا ختم کرتے ہین۔ اور زمانہ دراز سے سلطان المشائخ کے جماعت خانہ مین پانچ وقت امامت کرتے ہین۔ مخلوق خدا کو توبہ و استغفار کی تلقین کرتے اور جو کچھ آپکے پاس آتا ہے آنے جانے والونکی مہمانی مین صرف کرتے اور محتاج و مساکین کے ساتہ نیک سلوک سے پیش آتے ہین باوجودیکہ آپ کوئی وظیفہ معین مقرر نہین رکہتے اور کسی رئیس و امیر کے پاس آمد و رفت نہین کرتے مگر پہر بہی اپنے متعلقین کے ساتہ

نہایت اچھی حالت مین زندگی بسر کرتے ہین۔ حق تعالیٰ نے اونہین صبر جمیل عنایت فرمایا ہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ یہ بزرگ سلطان المشائخ کی خدمت مین اوس وقت پہونچے جبکہ آپ قیلولہ مین تھے خادم نے حضرت سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ خواجہ عزیز ہر جمعہ کی شب کو قرآن کا ختم کرتے ہین اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ خواجہ عزیز جب قرآن پڑھتے ہین تو پکار کر پڑھتے ہین یا آہستگی سے جواب دیا کہ آہستگی سے پڑھتے ہین خادم کا یہ جواب سلطان المشائخ کے مزاج کے بہت ہی موافق پڑا اور وزنی الفاظ مین اونکی تعریف کی۔ ایکبار دوسرمرتبہ خواجہ بشیر کے فرزند رشید نور الدین جو سلطان المشائخ کی شفقت و مہربانی کے ساتھ مخصوص و ممتاز تھے خواجہ عزیز کو سلطان المشائخ کی خدمت مین لے گئے اور عرض کیا مخدوم! عزیز آپکے مرید ہین۔ فرمایا۔ ہان میرے مرید ہین۔ اور مجھے اس فرزند پر بہت بڑا فخر ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانون کو اسکی درازی عمر کی وجہ سے متمتع اور فائدہ مند کرے۔

تکملہ کاتب حروف کے جد امجد اور والد بزرگوار اور ان سادات کرام چچاؤن کے مناقب و فضائل کے بیان مین جو حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی قربت و صحبت اور شفقت و مرحمت کے ساتھ مخصوص تھے اور جو جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین اور حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہما العزیز کے اتصال مین اعلیٰ رتبہ رکھتے تھے

از انجملہ آل رسول کے سردار اولاد بتول مین افضل مصطفےٰ کے جگر گوشہ مرتضیٰ و زہرا کی آنکھون کے نور سید محمود کرمانی۔ کاتب حروف کے بزرگوار دادا ہین جو سادات کرمان کے مقتدا و پیشوا تھے۔ اس پاک سید کے آبا و اجداد کے بہت سے گاؤن اور باغات و اراضی اور دنیاوی اسباب کرمان مین موجود تھے اور آپکے ایک چچا سید احمد کرمانی ملتان مین سکۂ دار الضرب کا ممتاز و معزز عہدہ رکھتے تھے۔ الغرض سید محمد کرمانی تجارت کی غرض سے کرمان چھوڑ کر شہر لاہور مین تشریف لائے اور خاطر خواہ نفع اٹھا کر مع الخیر وطن تشریف لیگئے۔ اسکے بعد آپکا دستور ہو گیا کہ جب کرمان سے لاہور آتے مراجعت کے وقت اجودھن مین قیام کرتے اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی سعادت قدمبوسی حاصل کرتے۔ ازان بعد ملتان مین اپنے عم بزرگوار کی خدمت مین حاضر ہوتے اور پھر وہان سے کرمان جاتے اس آمد و رفت کے اثنا اور شیخ شیوخ العالم کی پابوسی کی سعادت پانے مین شیخ شیوخ العالم کے اعتقاد و محبت کی دولت سید محمد کرمانی کے دل مین خاطر خواہ جگہ پکڑ گئی یہان تک کہ آپنے شیخ شیوخ العالم سے بیعت کر لی اور اس محبت کی یہان تک نوبت پہونچی کہ کرمان کے املاک و سامان کو بالکل ترک کر دیا اور ملتان مین اپنے عم بزرگوار سید احمد کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ سید احمد نے اپنی عزیزہ و پیاری صاحبزادی بی بی رانی کو آپکے نکاح مین دیدیا جو کاتب حروف کی دادی ہین اور اس نکاح سے سید احمد کی غرض یہ تھی کہ سید محمد کرمانی کو بھی ملتان ہی مین رکھین اور ہر چند کہ سید احمد نے دنیاوی اسباب اونکے سامنے پیش کیا اور طرح طرح

اونہین ہطرف رغبت دلائی لیکن چونکہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی محبت سید محمد کے دل و دیدہ کے دامنگیر ہوگئی تھی لہذا آپکو ملتان مین سکونت میسر نہین ہوئی اور جب سید احمد کی تمام کوششین رائگان گئین اور وہ کسیطرح اسبارہ مین کامیاب نہین ہوئے تو ایکدن سید احمد نے کہا کہ شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کی صحبت بھی غنیمت و عزیز ہے۔ تم انکی صحبت مین رہنا پسند کرو تو بہت بہتر ہے۔ سید محمد کرمانی نے جواب دیا کہ جس محبت کی آگ میرے دل مین بھڑک رہی ہے وہ انکی محبت سے فرو نہین ہوسکتی۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین۔ **بیت**

خار سودائے تو آویختہ در دامن دل ؎ حیف باشد کہ باطراف گلستان نگرم ؎ زان لعد بی بی رانی اور آپنے متعلقین کو کو ہمراہ لیکر اجودہن مین آئے اور آپنے اپنے اسباب املاک اور وطن قدیم کو بالکل ترک کر دیا اور اجودہن مین فقر و فاقہ پر قناعت کی اور شفقت و مہربانی کے ساتھ شیخ شیوخ العالم کی نظر لطف مین مخصوص ہوئے۔ بی بی رانی اور انکے متعلقین بھی شیخ شیوخ العالم کی شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ جسوقت شیخ شیوخ العالم کے اعلی یار آپکے باورچی خانہ کے لیئے کریل کی لکڑیان جنگل مین چننے جاتے تو سید بھی اونکے ساتھ ہو لیتے اور صحرا سے لکڑیان لاتے لیکن سید محمد بہ نسبت اور لوگون کے بہت کم لکڑیان لاتے۔ وجہ یہ کہ آپکے مبارک ہاتھ نہایت نازک تھے جنہین کریل کے کانٹے زخمی کر دیتے۔ جب شیخ شیوخ العالم پر یہ قصہ واضح ہوا تو آپنے فرمایا۔ سید کو جنگل مین جانے اور لکڑیان لانیکی حاجت نہین ہے۔ ہم نے اون سے یہی قبول کرلیا۔ اب اونہین یہ تکلیف گوارا نکرنی چاہیئے۔ الغرض سید محمد کرمانی اٹھارہ سال شیخ شیوخ العالم کی نظر مبارک مین رہے اور بارہ سال سلطان المشائخ کی ارادت مین زندگی بسر کی اور چونکہ سلطان المشائخ اور سید محمد کرمانی دونون اجودہن مین غریب الدیار تھے اسلیئے سید محمد کرمانی کو سلطان المشائخ سے انتہا درجہ کی محبت تھی اور جب ان دونون بزرگوارون کی باہمی محبت جناب شیخ شیوخ العالم کو تحقیق ہوگئی تھی لہذا آپنے فرمایا کہ تم دونون ایکدوسرے کی صحبت مین رہو اور آج سے تم دونون مین بھائی چارہ ہوگیا ہے۔ یہ اوسی صحبت کا اثر تھا کہ سید محمد کرمانی اپنے فرزندون سمیت سلطان المشائخ کی خدمت مین آئے اور باقی عمر آپ ہی کی خدمت مین بسر کردی۔ یہ روایت مشہور ہے کہ ایکدفعہ سید محمد کرمانی کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے سلطان المشائخ کا مزاج متغیر ہوگیا اس وجہ سے سید محمد سلطان المشائخ کے دسترخوان پر حاضر ہوتے تھے یہان تک کہ ایک رات کو سلطان المشائخ نے خواب مین دیکھا کہ جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک قبہ مین تشریف رکھتے ہین اور سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ قبہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین یہ واقعہ معائنہ کرکے دل مین خیال کررہا ہون کہ سید محمد کو مجھسے وہ رنجش ہے جسے وہ خوب جانتے ہین۔ اگر مین قبہ مین جاؤن تو مجھے اندر جانے دینگے یا نہین۔ مین

اسی خیال مین متردد تھا اور ان باتون کا سلسلہ خیال بڑہتا چلا جاتا تہا کہ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے آواز دی کہ مولانا نظام الدین! ادہر تشریف لائیے۔ جب مین قبہ کے قریب پہنچا تو آپ میرا ہاتھ پکڑکر قبہ کے اندر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لے گئے اور پائے بوسی کی سعادت حاصل کرائی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولانا نظام الدین محمد! تم نسب صحیح کے ساتہ ہمارے فرزند اور سید محمد بہی ہمارا فرزند ہے۔ جب دن ہوا تو سلطان المشائخ سید محمد کے مکان پر تشریف لائے۔ لوگون نے سید محمد کو اطلاع دی۔ فرمایا کہ جبتک سلطان المشائخ کو نہین بہیجا وہ ہمارے پاس نہین آئے۔ چنانچہ اسکے بعد سید محمد نے بڑی گرم جوشی کے ساتہ سلطان المشائخ کا استقبال کیا۔ اور دونون حضرات مکان کے صحن مین باہم مہربانیان کرتے اور خوشخبری دیتے ہوئے ایکدوسرے کے قدمون مین گر پڑتے اور بغلگیر ہوکر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ شیخ سعدی خوب فرماتے ہین۔ **بیت** چہ خوش بود کہ دو دلارام دست در گردن ؛ بہم نشستن و حلوائے آشتی خوردن ؛ انجام کار سید محمد چند روز بیمار رہکر شب جمعہ ۷۱۱ھ ہجری کو دار فنا سے رحلت فرمائے دار بقا ہوئے اور سلطان المشائخ کے خطیرہ مین یارون کے چبوترے مین دفن ہوئے۔ سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے چار فرزند اپنی مخصوص یادگارین چہوڑے ہین۔ سید محمد نور الدین مبارک۔ ایک۔ سید کمال الدین احمد۔ دو۔ سید قطب الدین حسین تین۔ سید خاموش۔ چار۔ جیساکہ آگے چلکر انکے مناقب مین تفصیل کے ساتہ واضح ہوگا۔

ازانجملہ کاتب حروف کے والد بزرگوار یعنے سید السادات نور الملۃ والدین مبارک ابن سید محمد کرمانی ہین جنہون نے باختیار خود دنیا کو ترک کردیا تہا اور جو عام وخاص کے نزدیک اوصاف حسنہ کے ساتہ ممتاز وپسندیدہ تہے۔ وہ اولیا کے زمرہ مین نگاہ قبول سے دیکھے جاتے اور محبوب اصفیا تہے۔ غربا کی حاجت برآری اور کہانا کہلانے مین مشہور اور حسن کلام کے ساتہ مذکور تہے۔ بزرگ جناب سید محمد کرمانی کے تمام فرزندون سے بڑے تہے۔ شیخ شیوخ العالم کے زمانۂ حیات مین اجودہن مین پیدا ہوئے۔ آپنے انکی کنیت ابو القاسم مقرر کی۔ آپ لوگون مین ان لفظون سے مشہور تہے۔ ابو القاسم شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے مرید۔ لیکن سلطان المشائخ آپکو سید ہی کہکر پکارتے تہے اور اکثر خلق اسی نام سے یاد کرتی تہی۔ سید نور الدین بہت سے فضائل خاص اور لطافت طبع سے آراستہ تہے اور بے شمار درویشون کی صحبت اٹہائے ہوئے تہے اور اونکی راہ وروش اچہی طرح جانتے تہے۔ سبحان اللہ نوے سال کی مدت مین جو اوس پاک سید کی عمر عزیز کا اندازہ تھا دنیا اور ابنائے دنیا کی طرف ذرہ بہر بہی میل نہین کیا۔ اور اور کسی وجہ سے مشغول نہین ہوئے۔ خدا تعالی کے فضل وکرم سے اپنی تمام عمر باوجود اسکے کہ کثرت سے متعلقین رکہتے تہے نہایت خوشی سے بسر کی۔ اور عالی ہمتی فراخ حوصلگی سے مہمانون کے ساتہ بے حد رعایت کرتے تہے اور نہایت

لذیذ و بامزہ کہانے اونکے سامنے پیش کرتے تہے۔ اہل دنیا کو پاک سید کے کہانے کی لذت کی تمنا و آرزو ہمیشہ رہتی تہی۔ آپ علما و فقرا کو انتہا سے زیادہ عزیز و دوست رکہتے تہے اور اپنے فرزندون کو درویشون کی خدمت کرنے اور اون سے علوم حاصل کرنے اور اہل عشق کی صحبت اختیار کرنیکی رغبت دلاتے تہے خاصکر کاتب حروف کو ان امور کی سخت ہدایت فرماتے تہے اور اوسکی تعلیم مین حد سے زیادہ مبالغہ کرتے تہے۔ کاتب حروف کے اُستادون کو جو زر و مال دینے مین آپنے فیاضی اور دریا دلی کی اوسکی کچہ کیفیت مولانا و استادنا فخر الملۃ زرادی کے ذکر مین لکہا گیا ہے جو سلطان المشائخ کے ایک معزز خلیفہ تہے۔ سید نور الدین نے اپنی تمام عمر عزیز سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین بسر کی اور باوجود اسکے آپنے خانوادہ چشت خواجہ قطب الدین چشتی سے بیعت کی تہی۔ دو دفعہ چشت کو تشریف لے گئے تہے دوسرے مرتبہ جب آپ خواجہ قطب الدین چشتی کی خدمت مین پہونچے تو چند روز قیام کیا اور اوس کریم خانوادہ کی بے حد خدمت کی جس سے خواجہ قطب الدین کو تحقیق ہو گیا کہ یہ پاک و بزرگ سید خاص خواجگان چشت کی زیارت کے لیئے آتا ہے چنانچہ اسکا ثمرہ یہ تہا اونہون نے اس سید کو اپنی خلافت کے معزز منصب سے ممتاز فرمایا اور خرقہ خلافت اور اجازت نامہ اپنے نشان مبارک کے ساتہ عطا فرما کر مخصوص کیا۔ اور اسکے ساتہ ایک مغلی کمیت گہوڑا جو خاص خواجہ کی سواری کا تہا۔ آپکو بخشا اور وصیت کی کہ سید! تمہین ہمیشہ باوضو رہنا چاہیئے اور کبہی کہانا تنہا کہانا نہ چاہیئے۔ جب یہ سب کچہ ہو چکا تو خواجہ قطب الدین چشتی نے سید کو بڑے اعزاز کے ساتہ واپس کیا اور یہ تمام اونکی برکت کا بدیہی اثر تہا کہ بزرگ سید شیخ شیوخ العالم کی نظر مبارک مین گذرائے گئے اور شیخ شیوخ العالم نے اپنے موتہہ مبارک سے پان نکال کر سید کے موتہہ مین دیا تہا اور جناب شیخ علاؤ الدین سا تہہ مولانا بدر الدین اسحاق سے قرآن مجید یاد کیا تہا جیسا کہ شیخ علاؤ الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ذکر مین لکہا جا چکا۔ الغرض بزرگ سید فرماتے تہے کہ جس سال مین چشت سے واپس آتا تہا خواجہ قطب الدین چشتی کے عنایت کیئے ہوئے گہوڑے پر سوار ہوکے چلا آتا تہا گہوڑا خواجہ کے پایگاہ خاصہ کا داغدار تہا اور اوسکی پشت کے نیچے آپکے اصطبل کے نشان پڑے ہوئے تہے اتفاق سے اسی سال مین کفار کا لشکر سلطان علاؤ الدین خلجی کے عہد حکومت مین دہلی کے فتحیاب لشکر سے شکست کہا کر بہاگا چلا جاتا تہا اور ہزار ہزار دو دو کے دستے متفرق چلے جاتے تہے۔ خراسان کی اثنا راہ مین چند مواقع پر یہ لوگ مجہسے مزاحم ہوئے اور میرا گہوڑا اور کیڑا لتا بقچہ جس مین خواجہ کا خرقہ بندہا ہوا تہا چہین لیجانا چاہتے تہے لیکن جون ہی اونکی نظر خواجہ کے پایگاہ خاص کے اون داغون پر پڑتی تہی جو گہوڑے مین پائے جاتے تہے گہوڑے کے سمون کو بوسہ دیتے اور کہتے تہے کہ تم خواجہ قطب الدین چشتی کی برکت سے صحت و سلامتی کے ساتہہ وطن پہونچ جاؤ گے۔ کاتب حروف کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تہے کہ خواجہ قطب الدین چشتی ہنوز نہایت کمسن تہے کہ لوگون نے چشت کے سجادہ پر آپکے والد بزرگوار کی جگہ آپکو بٹہانا چاہا

زگان چشت اور دیگر اقربا نے کہا کہ چونکہ خواجہ قطب الدین ابھی بہت ہی کم سن ہیں اور انکے عم بزرگوار خواجہ علی چشتی دہلی میں تشریف رکھتے ہیں جو سجادہ کے وارث ہیں لہذا ہم اونہیں اطلاع دیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں۔ چنانچہ اونہوں نے اس مصلحت کی غرض سے خاندان چشت کے دو بزرگ خلیفہ جو نہایت صاحب نعمت تھے خواجہ علی چشتی کی خدمت میں دہلی روانہ کیئے اور اس حکایت کا تھوڑا حصہ شیخ شیوخ العالم کے فرزند رشید شیخ بدر الدین سلیمان کے ذکر میں لکھا جا چکا ہے۔ الغرض جب یہ دونوں خلیفہ شیخ علی چشتی کی خدمت میں دہلی پہونچے اور بزرگان چشت کی عرضیاں پیش کین تو خواجہ علی نے چشت کا عزم کیا یہ زمانہ سلطان غیاث الدین بلبن کی حکومت و سلطنت کا تھا۔ جب سلطان غیاث الدین نے یہ واقعہ سنا کہ خواجہ علی چشت کا عزم رکھتے ہیں تو وہ آپکے قدموں میں آگرا اور قسم کھا کر عرض کیا کہ اگر خواجہ چشت کا عزم رکھتے ہیں تو میں حکومت و سلطنت سے دست بردار ہوتا ہوں اور خواجہ کے ہمرکاب چشت میں چلتا ہوں۔ خواجہ نے فرمایا غیاث الدین! تم بندگان خدا کی حفاظت و رعایت کے متکفل ہو اور ایک عالم تمہارے سایہ حمایت میں عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا ہے اگر تم مملکت سے دست بردار ہو کر چشت چلے جاؤ گے تو عالم میں عام پریشانی پہیلجائے گی اور اسپر خدا تم سے مواخذہ کریگا۔ سلطان نے جواب دیا کہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا لیکن میں خواجہ کی رکاب سے دور ہونے والا نہیں ہوں جب اجہ علی نے سلطان غیاث الدین کو صدق اعتقاد میں اس قدر واثق اور مضبوط پایا تو ناچار شہر دہلی میں رہنا اختیار لیا اور بزرگان چشت اور اپنے اقربا کے نام خطوط لکہے اور ملک شمس الدین کنہ جو ہیرو کا بادشاہ اور خاندان چشت کا مرید بندہ تھا اوسکے نام بھی بایں مضمون خط لکھا کہ میں نے جو نعمت مشائخ چشت اور اپنے والد بزرگوار اور چچاؤں سے حاصل ہے اپنے بھتیجے خواجہ قطب الدین کو بخشی اور سجادہ چشت کا مقام اوسکے حوالہ کیا۔ سب لوگوں کو چاہیئے کہ اوسکی طرف التجا رین۔ جب یہ دونوں خلیفہ چشت میں پہونچے اور خواجہ علی کے خطوط بزرگان چشت اور ملک شمس الدین کو پہونچائے تو بھی قربا کی تسلی نہیں ہوئی اور اونہوں نے پھر مخالفت و منازعت شروع کی اس موقع پر ملک شمس الدین نے کہا چونکہ تم ب صاحب اس جلیل القدر اور بزرگ خاندان کے وارث ہو لہذا ایک بات میرے ذہن میں پیدا ہوئی ہے اگر قبول کرو تو کہوں ب نے اپنی رضامندی ظاہر کی اور اوسکے فیصلہ کو تسلیم کرنے کا عہد کیا۔ ملک شمس الدین نے کہا کہ پیران چشت کا عصا و سجادہ اوس حجرے میں ہے جسکے دروازہ کے آگے تم لوگ بیٹھے ہوئے ہو اور اس حجرہ کا دروازہ مقفل ہے بس فیصلہ کی صورت یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص اوس قفل پر اپنا ہاتہ لگائے اور قفل بغیر کنجی کے اوسکی ہاتہ کی برکت سے کہلجائے وہی شخص سجادہ کا مستحق تسلیم کیا جائے اور سجادہ کا مقام اوسکے سپرد کر دیا جائے۔ تمام لوگوں نے اس بات کو منظور کر لیا اور ہر شخص نے قفل کو ہاتہ لگانا اور ہلانا شروع کیا لیکن قفل کسیکے ہاتہ لگانے سے نہیں کہلا۔ جب خواجہ قطب الدین

چشتی کی نوبت پہونچی تو ایک خادم نے خواجہ کو گود مین لیا اور حجرے کے دروازہ کے پاس لایا۔ جون ہی خواجہ نے قفل کو ہاتہ لگایا فوراً کہل گیا اور حجرے کا دروازہ بہی خود بخود کہل گیا۔ اس کرامت کا غلغلہ تمام خراسان چشت مین پہیلگیا۔ اور سب حاضرین مجلس آپکے دلی معتقد ہوگئے۔ الغرض خادم خواجہ قطب الدین کو گود مین لیئے ہوئے حجرے کے اندر گیا اور مشائخ چشت کے سجادہ پر آپکو بہٹا دیا۔ خواجہ ابو محمد چشتی خواجہ ابو احمد چشتی کے فرزند رشید ہین اپنے خرقۂ ارادت اور منصب خلافت اپنے والد بزرگوار سے پایا اور چوبیس سال کی عمر مین اپنے والد کی جگہ اونکے فرمانے کی مطابق سجادہ پر بیٹہے اور خواجہ ابو یوسف چشتی خواجہ ابو محمد چشتی کے فرزند ہین آپ بہی اپنے والد بزرگوار کے مرید اور تربیت یافتہ ہین اور خرقۂ خلافت بہی ان ہی سے پہنا ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی خواجہ ابو یوسف چشتی کے صاحبزادے ہین اور خرقۂ ارادت و خلافت اپنے والد بزرگوار سے رکہتے ہین۔ الغرض خواجہ قطب الدین چشتی کے مناقب و فضائل اور کرامات اسقدر ہین کہ قلم اونکے لکہنے سے محض عاجز و قاصر ہے۔ خواجہ محمد چشتی کے فرزند رشید اور خواجہ قطب الدین کے پوتے آج سجادۂ چشت پر جلوہ افروز ہین اور انہار کرامت و عظمت کے ساتہ مشہور و معروف۔ خلاصہ یہ کہ جب کاتب حروف کے والد بزرگوار بہت بڑے اعزاز و اقتدار کے ساتہ چشت سے دہلی مین پہونچے تو آپنے آخر عمر تک کوئی مرید نہین کیا اور کسی سے بیعت نہین لی۔ نہ کبہی یہ فرمایا کہ مین خواجہ قطب الدین چشتی کا خلیفہ ہون حالانکہ تمام لنگر دار مسافرون نے بزرگ سید کی یہ وقعت و بزرگی خواجہ قطب الدین چشتی کی خدمت مین دیکہی ہتی اور خواجہ کی نظر رحمت و مہربانی جو بزرگ سید کے بارے مین ہتی سب نے ملاحظہ کی ہتی اگرچہ اون درویش مسافرون مین سے ہر ایک شخص نے دہلی مین ایک لنگر اور گاؤن سے تعلق کر لیا ہتا لیکن والد بزرگوار علیہ الرحمۃ نے کوئی تعلق اختیار نہین کیا اور ان تمام باتون پر سلطان المشائخ کی خدمت و محبت کو ترجیح دی اور آخر عمر تک اس قاعدہ سے کبہی منحرف نہین ہوئے۔ اکثر حکایات و نقل اور روایات جو اس کتاب مین لکہی گئی ہین جناب والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہین کیونکہ اس باعظمت و کرامت خاندان کی راہ و روش سے آپ سے زیادہ و بہتر کوئی شخص واقف نہین ہے بلکہ جس شخص کو اس خاندان کی راہ و روش کی تحقیق منظور ہوتی یا کرامت کے بارے مین کچہ دریافت کرنا ہوتا یا کسی بات مین شبہ ہوتا آپ سے دریافت کیا کرتا۔ آخر الامر بزرگ سید چند روز مرض مین مبتلا ہو کر صفر کی پندرہ تاریخ ۷۴۹ہجری مین پنجشنبہ کے روز بوقت چاشت رحمت حق سے جا ملے اور سلطان المشائخ کے خطیرہ مین سید محمد کرمانی کے نزدیک یارون کے چبوترہ مین مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ بزرگ سید کے بعد تین صاحبزادے باقی رہے۔ ایک کاتب الحروف۔ دوسرے سید لقمان تیسرے سید داؤد۔ کاتب حروف کے بزرگوار نانا مولانا شمس الدین

وامعانی سید داؤد کے بارے مین کیا خوب کہا ہے **بیت** میر داؤد گو سلیمان نیست ٭ بر دلِ دوستان به از جان بشیہ
ازانجملہ سید باوقار سرور سادات روزگار سید کمال الدین امیر احمد ابن سید محمد کرمانی ہین جو کاتب حروف کے بزرگوار تھے اور مردی و جوانمردی مین حیدر ثانی۔ صدق وافر اور فراست کامل رکھتے اور درویشون اور لشکری کو چاندی سونے کی کافی مقدار بخشے دیتے اگرچہ یہ بزرگ گاؤن اور زمین کے مالک تھے اور طبل و علم برداری کا رکھتے تھے لیکن باوجود ان علائق کے تمام تصوفی اوصاف کے ساتھ موصوف تھے۔ عقل کامل رکھتے اور اپنے کامون کا انجام بمقتضائی عقل دیتے تھے۔ امیر خسرو خوب فرماتے ہین **بیت** کار نکرد جز بکمالات علم و عقل گوئی کہ صد عمامہ بزیر کلاہ داشت بہ سبحان اللہ عجیب قوت رکھتے تھے کہ بجز صدق و راستی کے زبان مبارک پر کوئی جاری ہنین ہوتی تھی اور یہ تمام فضائل اوس تربیت و پرورش کا ثمرہ تھا جو آپکو سلطان المشائخ کی نظر مبارک حاصل ہوئی تھی۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ بزرگ سید کے والدین آپ سے بہت راضی تھے اور آپ اونکی رضامندی بجد کوشش کرتے تھے۔ جو کچھ آپکو سلطان وقت سے ملتا سب والدین کے سامنے پیش کر دیتے۔ اور پھر اوسکی کچھ باز پرس نکرتے۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ میرے بہائی امیر احمد ہنوز پیٹ مین تھے۔ اور مین اپنے بزرگوار سید محمد کرمانی کے ساتھ گہر سے نکلکر باہر جاتا تہا ایک صاحب نعمت دیوانہ ہمارے سامنے آکر کہنے لگا کہ تمہارے گہر مین ایک لڑکا پیدا ہوگا اوسکا نام امیر احمد رکہنا۔ جب ہم باہر سے گہر آئے تو میرے بہائی امیر احمد پیدا ہو چکے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان محمد تغلق نے سید امیر احمد کو بہاکسی کے قید خانہ مین جو دیوگیر کے متصل ہے بہیجدیا سخت قید کا حکم فرمایا۔ سید امیر احمد سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت مین لشکر تلنگ کی افسری کا عہدہ رکھتے اور بادشاہ نے آپکی مخالفون کی شکایتون پر عمل کر کے انہین بہاکسی کے جیل مین قید کر دیا تہا جو اب تک اسی نام مشہور ہے۔ یہ قید خانہ ایسا جانگزا اور جگر خراش تہا کہ جو کوئی اس مین قید کیا جاتا زندہ سلامت نرہتا کیونکہ زہریلے سانپ اور چیونٹے اور گربہ صفت چوہے اسدرجہ بہرے ہوئے تہے کہ کوئی شخص مشکل سے جانبر ہو سکتا جبتک بزرگ سید اس قید خانہ مین رہے موذی جانورونکو آپکو ایذا پہونچانے کی مجال ہنین ہوئی۔ شب کو قیدیون کو زنجیرون مین جکڑتے تو بزرگ سید کی زنجیر خدا تعالی کی عنایت سے علیحدہ ہو کر گر پڑتی۔ بزرگ سید قید کے محافظون کو بلاتے اور پڑی ہوئی زنجیر کو دکہا کر فرماتے کہ مین نے ان زنجیرون کو اپنے جسم سے علیحدہ نہین کیا ہے بلکہ خدا تعالی کے کرم و بخشش سے خود بخود علیحدہ ہو گئی ہین۔ جب صبح ہوئی تو قید خانہ کے محافظون نے یہ معائنہ کر کے سلطان محمد تغلق کی خدمت مین عرضی لکہی سلطان نے حکم دیا کہ سید امیر احمد کو قید سے رہا کر

میرے پاس بھیجا وسید امیر احمد اوس زمانہ میں ایک زلف رکھتے اور قبا پہنا کرتے تھے جب سلطان کے پاس آپ پہنچا نا چاہا
تو برابر کی دو زلفین کرکے ایک ادہر دوسری اودہر لٹکائی اور صوفیانہ خرقہ پہنکر سلطان کے آگے تشریف لے گئے سلطان
نے پوچھا کہ سید! تم نے یہ کیا کیا۔ جواب دیا کہ ہم میں بجز اسکے اور کچھ باقی نہیں رہا تہا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرزندون کی ظاہری اتباع اور صوری مشابہت رکھتے تھے لیکن جب ہم نے اوسے بہی ترک کردیا تو اپنی سزا دیکھ لی یہ سنکر
سلطان نے کہا کہ سید! تم چاہتے ہو کہ اس حیلہ سے اور بہانہ سے ہم سے بہاگ جاؤ اور ہم چاہتے ہیں کہ امور مملکت
تمہارے مشورہ سے طے کریں۔ زان بعد سلطان نے بزرگ سید کو اوسی لباس پر چھوڑا اور اپنے ملک کا ایک بڑا کارکن مقرر
کیا اور محل امانت ومشورہ قرار دیا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سید امیر محمد بیمار پڑے اور ایک مقام پر چارپائی پر لیٹے ہوئے
تہے کوئی شخص آپکے پاس نہ تہا اوس مکان میں ایک کہڑکی تہی دفعۃً ایک شخص نے باہر کیطرف سے کہڑکی میں سر ڈالکر
بزرگ سید کی طرف دیکہا بزرگوار سید نے پوچہا کہ آپ کون ہیں جواب دیا کہ میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ہون یہ کہتے
ہی غائب ہوگئے اور بزرگ سید نے اوسی وقت اپنے تئین تندرست پایا تمام مرض صحت سے بدل گیا اور اب یہ کیفیت
ہوئی کہ نہایت چاق وتوانا ہوگئے۔ آخرکار ۷۴۲ہجری میں لشکر لاہور میں بواسیر کی تکلیف میں گرفتار ہوئے اور غرۂ
جمادی الاخری کو سفر آخرت قبول کیا آپ کا تابوت وہان سے نقل کیا گیا اور سلطان المشائخ کے خطیرہ میں اپنے والد
بزرگوار کے متصل یاروں کے چبوترہ میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔
سید امیر احمد کے پیچھے اونکے دو فرزند محسوس یادگار رہیں باقی رہے۔ ایک سید السادات منبع السادات عماد الحق والدین
امیر صالح جو علم وورع اور تقوی میں بے مثل اور یگانۂ روزگار تہے۔ آپکا ظاہر جمال محمدی سے آراستہ اور باطن ذکر
خفی سے پیراستہ تہا۔ دوسرے فرزند رشید سید نور الدین نور اللہ قلبہ بنور المعرفۃ (خدا اون کے دل کو نور معرفت سے
روشن کرے) تہے۔ **ازانجملہ** سید باصفا جگرگوشۂ مصطفےٰ حسن وملاحت کی کان لطافت وظرافت کے سرچشمے

دریائے پیغمبری کے چمکدار موتی قصر حیدری کے شب چراغ گوہر سید السادات نبیرہ سید المرسلین قطب الحق والدین حسین
بن سید محمد کرمانی ہیں جو کاتب حروف کے منجھلے چچا ہیں یہ بزرگ علم وفضل وایثار ظاہر وباطن کی طہارت اور لطافت
طبع میں بے نظیر زمانہ تہے اور عقل کامل فراست وافر رکہتے تہے جبتک زندہ رہے مجردانہ زندگی بسر کی اور متعلقین و
تزویج کے تعلق سے مبرا رہے آپنے سلطان المشائخ کے خلیفہ مولانا فخر الدین زرادی کی خدمت میں علوم دینی کی
تحصیل کی اور ہمیشہ مکان کا دروازہ کہلا رکہا جو شخص چاہتا بلا تامل آپکے مکان میں چلا آتا اور غریب الوطنوں اور جا جمنددو
شہر کے باشندون کو آمد ورفت کرنے سے کوئی مانع ومزاحم نہ ہوتا کیونکہ آپکے مکان پر کوئی چوبدار اور دربان

مقرر نہ تہا حتی کہ لوگ اوس مقام تک بڑی جرأت و دلیری سے چلے جاتے تہے جو اس بزرگ سید کی خلوت کا مقام تہا اور جو کچھ اونکا مقصود و مطلوب ہوتا آپ اوسے پورا کرتے اور حاجتمندون کو نہایت خوشدل واپس کرتے۔ وضیع و شریف مین کسی شخص کو بات میسر نہوئی بجز اس پاک اور پاک زادہ اور پاکباز سید کے اور یہ فضائل اوس برکت کا اثر تہا کہ آپنے بچپن زمانہ سے بڑہاپے تک جناب سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین تربیت و پرورش پائی تہی اور سلطان المشائخ کی ہمسر خواندگی کے لقب سے مشہور تہے۔ چنانچہ واعظون کے سرتاج کریم الدین جو نظم و نثر دونون کے مالک تہے بزرگ سید کی مدح مین یون تحریر کرتے ہین **بیت** ۱۵۱ صفات ذات وے اندر جہان ہمین نہ بس است ٭ کہ شیخ خواندش فرزند خواجہ را نبسہ است ٭ قطع نظر ان باطنی صفات کے آپ جمال باکمال بہی رکہتے تہے جس شخص کی نظر آپکے جمال باکمال پر پڑتی اگرچہ وہ نہایت رنجیدہ و غمگین ہوتا بالخاصیت مسرور و شادمان ہو جاتا۔ شیخ سعدی خوب فرماتے ہین **بیت** ۱۵۲ اے روئے تو راحت دل من ٭ چشم تو چراغ منزل من ٭ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **نظم** ۱۵۳ اے سید پاک و پاک زادہ ٭ در عالم حسن داد دادہ ٭ در حسن لطافت و ظرافت ٭ خوبان ہمہ پیش تو پیادہ ٭ در پیش قد لطافت تو ٭ سرو چمن ایستادہ ٭ از روئے تو کافتاب حسن است ٭ شوریست درین جہان فتادہ ٭ از بوے سر زلف گیسوانت ٭ بوے بنسیم صبح دادہ ٭ ایکدفعہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کو قبض شدید ہوا آپنے غسل کرکے سپید کپڑے جسم مبارک پر آراستہ کیئے اور باغ کی طرف جانا چاہا اسی اثنا مین آپنے سید پاک کو بلایا جب سید السادات سلطان المشائخ کے پاس آئے تو سلطان المشائخ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہمین قبض لاحق ہو گیا تہا اور ہم باغ جانا چاہتے تہے اسی اثنا مین ہمین الہام ہوا کہ سید حسین کو طلب کرو۔ جناب سید حسین کا قاعدہ تہا کہ نماز فجر کے بعد ہر روز سلطان المشائخ کی خدمت مین بلائے جاتے اور آپ نماز ظہر تک سلطان المشائخ کی خدمت مین رہکر ہمنشینی اور ہم کلامی کی دولت سے مشرف ہوتے اور اسرار و انوار سے فیضیاب ہوتے تہے اسی اثنا مین بہت سے رموز و لطائف کا ذکر چہڑ جاتا اور بے شمار علمی تحقیقات کا انکشاف ہوتا۔ علما و مشائخ اور سلاطین و امرا اور خان لوگ سلطان المشائخ کی پائبوسی کی سعادت حاصل کرنیکے بعد

---

۱۵۱ اونکی ذات اور صفات کی تعریف اس جہان مین یہی قدر کافی ہے کہ شیخ نے اونکو اپنا فرزند کہا اور خواجہ کے نواسے ہین ۱۲

۱۵۲ آپکا چہرہ ہمارے دل کی راحت اور آنکہین چشم و چراغ ہین ۱۲

۱۵۳ اے پاک سید۔ ملک حسن مین اعلی درجہ کے امیر لطافت ظاہری و باطنی اور ظرافت مین تمام عالم کے خوبصورت اور اہل کمال تیرے آگے دست بستہ کہڑے ہین۔ سرو چمن تیری خوبی کے سامنے دست بستہ کہڑا ہے۔ تیرے چہرہ کی خوبصورتی کا اس جہان مین شور ہے۔ ہان تیری زلف اور گیسو سے نسیم صبح نے خوشبو پائی ہے ۱۲

بزرگ سید کے مکان پر جاتے تھے کیونکہ وہ اوس شفقت و مہربانی کا معائنہ کرتے تھے جو سلطان المشائخ کو آپکے ساتھ تھی۔ علاوہ اسکے آپکی جبین مبارک پر سرداری کا دبدبہ اور اقبال کا ستارا ہر وقت چمکتا رہتا تھا۔ اور سلطان المشائخ کی نظر کی برکت سے آپکے جہان آرا چہرہ پر جمال یوسفی ظاہر رہتا۔ شیخ سعدی کہتے ہین **بیت**[۵۱] دیباچہ صورت بدیعت * عنوان کمال حسن ذات است * یہ ضعیف کہتا ہے **رباعی**[۵۲] راحت دلہاست دیدن سوئے تو * فرحت جانہاست جانان روئے تو * بند زلفین از دو گیسو باز کن * تا جہان خوشبو شود از بوے تو * گرد کوبت اہل دل گردان مدام * خانہ اہل ولا کوئے تو * لوگ کہتے ہین کہ مرد کی کمال لطافت وہ چیز ہے کہ کمتر اور نادر کسی اور شخص مین پائی جائے۔ بزرگ سید مین تین چیزین خصوصیت کے ساتھ پائی جاتی تہین جو اور شخص مین بہت کم دیکھی گئی ہین۔ ایک قبول عامہ۔ دوسرے زیب جامہ۔ تیسرے نوک خامہ۔ یہ ضعیف کہتا ہے۔ **قطعہ**[۵۳] زیب جامہ چنانکہ مے باید * نوک خامہ ترا مسلم شد * در لطافت قبول عامہ شدی * ذات پاکت بدین مکرم شد * بزرگ سید کا لباس اکثر اوقات صوفیانہ ہوتا تہا جو رنگ برنگ کے صوف اور کمخواب اور چینی وغیرہ کپڑے سے تیار کیا جاتا تہا۔ ان کپڑون مین سے جس قسم کا لباس ایکدفعہ زیب جسم فرماتے اوسے دوبارہ نہ پہنتے۔ اور جسکو طبیعت مبارک چاہتی عطا فرماتے۔ علی ہذا القیاس مکلف و لذیذ کہانے جو لطافت مین انتہا درجہ کو پہونچ جاتے تہے یارون اور عزیزون کو کہلاتے۔ آپکا موتہہ مبارک ایکدم پان سے خالی نہ رہتا تہا یعنے پے در پے اور متواتر پان نوش کرتے تہے اگرچہ ایک پان دس روپیے کو دستیاب ہوتا۔ جب سلطان المشائخ کا انتقال ہوگیا تو آپکے خلفا بزرگ سید کے اعزاز و احترام مین انتہا درجہ کی کوشش کرتے تہے اور آپکی ملاقات کے لیئے قدیم دستور کے مطابق آپکے مکان پر جاتے تہے کیونکہ آپنے سلطان المشائخ کی خدمت مین انکے باب مین بہت کچہ مدد کی تہی جیساکہ سلطان المشائخ کے خلفا کی خلافت کے باب مین گذر چکا ہے۔ آخر الامر سلطان محمد انار اللہ برہانہ کے عہد حکومت مین جب ۷۳۲ھ ہجری مین ملک ہندوستان کی مسند وزارت خواجہ جہان احمد ایاز مرحوم کے جہان آرا جمال سے زیب و زینت اختیار کی اور وہ دیوگیر کی طرف روانہ ہوئے تو خواجہ جہان احمد نے اون دونون مین اوس محبت و قدر و منزلت کی وجہ سے جو سید پاک کی سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین دیکھی تہی اور اونہین سلطان المشائخ کی مجلس مین نہایت

---

۵۱ تیری بدیع صورت تیری کمال ذات کی لطافت کا آئینہ ہے ۱۲

۵۲ تیری طرف دیکہنا دلون کی راحت اور تیرا چہرہ دیکہنا جان کی خوشی ہے۔ اپنے گیسؤنکی گرہ کہول کہ جہان تیری خوشبو سے معطر ہوجائے ۱۲

۵۳ جامہ زیبی جس قدر چاہیئے تجہے حاصل ہے اور نوک خامہ تیرے لئے مسلم ہوئی۔ اپنی لطافت سے قبول عام تجہے حاصل ہوا۔ اور تیری ذات ان عمدہ اوصاف سے موصوف ہوئی ۱۲۔ ۱۲

مکرم و معظم دیکھا تھا اپنے پاس رکھنا چاہا لیکن بزرگ سید نے اونکی اس التماس اور التماس کے ساتھ اصرار کو قبول نہین کیا۔ مگر جب آپنے دیکھا کہ مبادا خواجہ جہان احمد سلطان محمد کے حکم سے بزور مجھے اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرے تو آپنے خواجہ جہان احمد مرحوم سے فرمایا کہ مین دو شرطون کے ساتھ تمہاری صحبت مین رہ سکتا ہون۔ ایک یہ کہ سیادت داہل تصوف کا لباس جو مین پہنتا ہون وہی ہمیشہ پہنا کرون گا اور اس لباس کو کبھی اور کسی حال مین ترک نکرون گا۔ دوسرے یہہ کہ تم مجھے کسی معین شغل مین مشغول نکرو۔ آپکی ان دونون شرطون کی وجہ یہ تھی کہ سلطان محمد سادات اور صوفیون سے ان دونون صفتون کو بدل دیدیتا تہا۔ چنانچہ خواجہ جہان احمد مرحوم نے ان دونون شرطون کو قبول کر لیا اور دم مرگ تک پورا کیا اور سید بزرگ کی تعظیم و تکریم مین انتہا درجہ کی کوشش کی لیکن خواجہ جہان احمد اس تعلق سے پیشتر بزرگ سید کا جو جلال و عظمت اور جاہ و راحت اور شوق و ذوق سلطان المشائخ کی زندگی کے زمانہ مین رکھتے تھے سید کو اسکے بعد وہ بات میسر نہین ہوئی۔ یہان تک آخر عمر مین آپ پر فالج گرا جیسا کہ اکثر دوستان خدا کو یہی واقعہ پیش آیا ہے اثناء زمانہ بیماری مین بہت دفعہ شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز اور ایک مرتبہ خواجہ جہان احمد عیادت کے لیئے بزرگ سید کے مکان پر تشریف لائے۔ ازان بعد آپنے شعبان کی اکیس تاریخ سنہ ۷۵۲ہ ہجری مین بوقت نماز فجر پنجشنبہ کے دن انتقال کیا۔ ایک بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ **بیت** سرو[۵۱] بے زبوستان معانی فرو شکست ٭ بر بیچ ز آسمان معانی خراب شد ٭

ازانجملہ سادات کرام کے شرف برگزیدہ مخلوق کے خلاصہ خاص و عام کے مقبول سید السادات منبع البرکات شمس الملۃ والدین سید خاموش ابن سید محمد کرمانی کاتب حروف کے چھوٹے چچا ہین جو علم و فضل اور فیاضی و سخاوت و لطافت طبع اور خاص و عام کو کہانا دینے مین بے مثل اور یگانہ روزگار تھے۔ آپنے سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین پرورش پائی تھی۔ اور مجلس خلوت مین سلطان المشائخ کے سامنے نظامی کا خمسہ نہایت خوش لحنی اور درد کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ سلطان المشائخ کی نظر خاص کے ساتھ مخصوص تھے اور بے اندازہ جمال اور بے حد لطافت رکھتے تھے۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **قطعہ**[۵۲] در ذات مبارک تو پیدا ست ٭ ہر جا کہ لطافتے است ای جان ٭ وصف تو حد بیان من نیست ٭ حسن تو بس است دلیل و برہان ٭ جو یار و عزیز کہ شہر سے سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے شب کو بزرگ سید کے مکان مین رہتے تھے۔ چنانچہ قاضی محی الدین کاشانی جنکے سید خاموش شاگرد تھے اور مجمع البحرین

[۵۱] سرو بوستان معانی بیٹھ گیا یعنے گر پڑا اور ایک آسمان معانی کا برج جس طرح طرح کے اسرار پیدا اور منکشف ہوتے تھے خراب ہو گیا

[۵۲] تیری ذات مبارک سے جہان کہین کہ لطافت اور خوبی ہے پیدا ہے۔ تیرے اوصاف کا بیان کرنا میری قدرت سے باہر ہے تیرا کمال ہی تیرے اوصاف کی کافی دلیل ہے ۱۲

اور رہا یہ اون سبے ٹرہی تہی اور مولانا حجت الدین ملتانی اور مولانا بدر الدین یار اور مولانا شرف الدین یار اور مولانا شمس الدین
یحیٰی اور مولانا حسام الدین اور بہت سے اودھ کے باشندے اور شیخ نصیر الدین محمود اور مولانا علاؤ الدین سنبہلی او
دوسرے عزیز ہمیشہ آپکے مکان مین فروکش ہوتے تہے آپ اِن حضرات کے لیئے ہر قسم کے عمدہ عمدہ کہانے تیار کرتے تہے
اور ان عزیزون کے لیئے قوالون کو نوکر رکہہ چہوڑا تہا جو ہر وقت حاضر رہتے تہے آپکے گہر کا دروازہ ہمیشہ کہلا رہتا تہا
اور دنیادار یعنے سلاطین و امرا اور اہل کتب اور دیگر شغل دار آپکی لطافتِ طبع اور پاکیزہ راہ و روش کی وجہ سے محبت کے
قیدی ہوگئے تہے اور آپکا ایک اشارہ پاتے ہی مسلمانون کی مہمات و مقاصد کو انجام پر پہونچا دیتے تہے اور دو سو
آدمیون کے قریب جنمین درویش اور غریب الدیار اور دلق پوش ہوتے تہے آپکے مکان مین کہانا کہاتے تہے اور خاص
خاص دوست و احباب اس تعداد کے علاوہ ہوتے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سید خاموش نے موضع دیوگیر مین
پچہلی شب کو کاتب حروف کو ایک شخص کے ہاتہہ بلا بہیجا جب مین اونکی خدمت مین پہونچا دیکہتا ہون کہ تسبیح ہاتہہ مین
لیئے ہوئے قبلہ رخ مشغول بیٹہے ہین تہوڑی دیر کے بعد میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ کل شیخ کمال الدین گُنی نے
مجلس مین مجہسے معارضہ کیا اور صرف حسد و فضول کی وجہ سے مجہے کہا کہ تم سید نہین ہو۔ اب مین خود بہی شغول
اور اپنے تمام بچون کو بہی مشغول ہونے کا حکم کیا ہے تمہین اس لیئے بلایا ہے کہ ہمارے ساتہہ تم بہی مشغول ہو
اگر ہمارا نسب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک درست اور صحیح ہے تو حق تعالیٰ اس حاسد کو ضرور مقہور فرمائیگا
چنانچہ مین آپکے قریب بیٹہہ گیا۔ جب ہم سب لوگ صبح کی نماز پڑہہ چکے تو ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ شیخ کمال گُنی
گردن مین دستار ڈالے ہوئے دو تین اور آدمیون کے ساتہہ دروازے کے آگے کہڑا ہے مین نے اوسے اندر آنیکی
اجازت دی اور وہ اوسی طرح گردن مین دستار ڈالے ہوئے اندر آیا اور سید خاموش کے قدمون مین گر پڑا اور کہنے لگا
کل جو مین نے آپکی نسبت ایک بات کہی تہی حقیقت مین اس جلیل القدر اور محترم خاندان کے غلامون کی شان کے
لائق نہ تہی۔ مین اوس سے پشیمان ہون اور دل سے توبہ کرکے اپنی گستاخی کی معافی کے لیئے حاضر خدمت ہوا ہون
بزرگ سید نے بڑے تامل کے بعد اوسکا سر اپنے قدمون سے اوٹہایا اور فرمایا اگر تو اسقدر جلد توبہ نکرتا اور میری
قدمون پر سر نرکہتا تو اپنی گستاخی کی سزا دین و دنیا مین دیکہہ لیتا۔ انجام کار سید خاموش عالم شباب اور عین
کامرانی کے زمانہ مین مرض اسہال مین مبتلا ہوئے اور یکشنبہ کی رات مہینے کی چہبیسوین تاریخ سنہ ۲۳۱ ہجری مین
انتقال فرماگئے اور دیوگیر مین خواجہ خضر کے مقام کے نیچے مدفون ہوئے۔ آپکا روضۂ متبرکہ اون شہرون کی مخلوق کا
حاجت روا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ ۔ ۔

چوتھا باب سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے خلفاء کے مناقب و فضائل اور کرامات کے بیان میں۔ اور جناب سلطان المشائخ کے باعظمت دربار میں سے اُن خلفاء کے خلافت پانے کے ذکر میں۔ یہ تا دس حضرات کی سوانح عمری اور بحیبیں نکتون کو شامل ہے۔ کاتب حروف محمد مبارک علوی کرمانی المشہور بامیر خورد عرض کرتا ہے کہ اس بندہ نے اپنے والد بزرگوار اور اون چچاؤں رحمۃ اللہ علیہم سے سنا ہے جو سلطان المشائخ کے اختصاص کے ساتھ مخصوص تھے کہ جب آخر عمر میں سلطان المشائخ کے عنصر ہمایون اور ذات خدا متون کو مرض لاحق ہوا تو بعض اعلی یارون اور خدمتگارون نے جو حضرت سلطان المشائخ کے ملازم تھے جیسے سید السادات سید حسین اور نصیر الدین محمود جو اوس زمانہ مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر تھے اور مولانا فخر الدین زرّادی اور خواجہ مبشر جو قدیم خدمتگار رہا اور خواجہ اقبال خادم ان تمام عزیزون نے اتفاق کیا اور سلطان المشائخ کی خلافت کے لیئے آپکے اعلی یارون مین سے ایسے بیس آدمیون کو انتخاب کیا جو علم و زہد و ورع و تقوی و بذل و ایثار عشق و محبت ذوق و شوق اور باطنی شغل مین مشہور تھے امیر خسرو کی قلم سے ایک محضر تیار کرایا اور سلطان المشائخ کی خدمت مین گذرانا سلطان المشائخ نے اس کاغذ کو دیکھکر فرمایا کہ اس قدر آدمیون کو خلافت کے لیئے منتخب کرنیکی کیا ضرورت ہے جب ان لوگون نے سلطان المشائخ کی نارضامندی کا اثر اس سبب سے مشاہدہ کیا تو اون مذکورہ اولیا مین سے چند آدمیون کو انتخاب کیا اور جب دوسرا منتخب شدہ کاغذ کو آپکے سامنے پیش کیا اور وہ کاغذ سلطان المشائخ کے شرف مطالعہ سے مشرف ہوا تو آپنے اون بزرگوارون مین سے صرف ایک شخص یعنے مولانا اخی سراج الدین کے بارہ مین فرمایا کہ اس کام مین اول درجہ علم کا ہے چنانچہ یہ کیفیت اس بزرگ کے ذکر مین مشرح طور پر بیان ہوگی الغرض جب ان بزرگون نے حضرت سلطان المشائخ کے دل مبارک مین اس بات کو جگہ دی تو سید السادات سید حسین کو حکم ہوا کہ ان عزیزون کے لیئے خلافت نامے لکھو۔ مولانا فخر الدین زرّادی نے جو علم اور فصاحت و بلاغت مین کمال رکھتے تھے ان عزیزون کی خلافت نامے سیاہی سے لکھے اور سید السادات سید حسین نے اپنے قلم مبارک سے سپیدی چھوڑی۔ جب خلافت نامون کی کتابت ہو چکی تو سلطان المشائخ کی خدمت مین گذارے۔ آپنے دوبارہ سید حسین کو حکم فرمایا کہ تم ان سب کاغذون مین کتبہ کرو۔ اس موقع پر سلطان المشائخ نے کتبہ مذکور کے کتابت مین لانے کا سبب بیان کیا اور ایک تمثیلی حکایت باین مضمون بیان کی کہ جب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خلافت کے لیئے لوگون نے بعض عزیزون کو منتخب کیا تو مولانا بدر الدین اسحاق کو حکم ہوا کہ تم ان عزیزون کے خلافت نامے لکھو۔ اس موقع پر ایک قدیم یار نے گفت و شنود شروع کی اور کہا کہ مجھے اس کام مین سالہا سال

خون کہا تے ہوئے ہوگئے ہین اور ارادت وبیعت مین ان عزیزون پر سبقت رکہتا ہون پہر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مجھے منصب خلافت نہ پہونچے اور کیا یہ ممکن ہے کہ شیخ مجھے خلافت کے عہدہ سے معزز وممتاز نہ فرمائین۔ مین اس قدر لیاقت رکہتا ہون کہ اس کاغذ کو اپنے ہاتہ سے لکہون اور اس کام مین مشغول ہون۔ جب یہ بات شیخ شیوخ العالم کے مبارک کان مین پہونچی تو آپ نے مولانا بدر الدین اسحاق سے فرمایا کہ ان عزیزون کے خلافت نامون مین جنہین تم نے اپنے قلم سے لکہا ہے اپنا کتبہ کردو تاکہ کسی حریص کو اس کام مین کچہ دخل نہو۔ الغرض سید حسین نے سلطان المشائخ کے حکم سے ان بزرگون کے خلافت نامون مین اپنا کتبہ اس عبارت مین کیا۔ حُرِّرَتْ ہٰذِہِ الْاَسْطُرُ بِالْاِشَارَۃِ الْعَالِیَۃِ اَدَامَ اللّٰہُ عُلَاہَا وَصَانَ عَنْ کُلِّ آفَۃٍ وَحَمَاہَا بِخَطِّ الْعَبْدِ الضَّعِیْفِ الرَّاجِیْ بِالْفَضْلِ الرَّحْمَانِیْ حُسَیْنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمُوْدٍ الْعَلَوِیِ الْحُسَیْنِیِ الْکِرْمَانِیْ یعنے یہ چند سطرین برتر اشارہ سے لکہی گئی ہین۔ خدا تعالی اوسکی بزرگی ہمیشہ رکہے اور ہر آفت سے محفوظ رکہے۔ اور یہ اشارۂ عالیہ بندۂ ناتوان خدا تعالی کے فضل کا امیدوار حسین بن محمد بن محمود العلوی حسینی کرمانی کے قلم سے لکہا ہے۔ جب یہ خلافت نامے تیار ہوگئے تو سلطان المشائخ نے اونہین اپنی اس عبارت سے مزین فرمایا۔ مِنَ الْفَقِیْرِ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ عَلِیِّ الْبَدَاوٗنِیِّ الْبُخَارِیْ۔ یعنے یہ خلافت نامہ فقیر سلطان نظام الدین کی طرف سے ہے جسکا نام محمد بن احمد بن علی ہے اور جو شہر بداون کا باشندہ اور ابتدا مین بخارا کا رہنے والا ہے۔ اسکے بعد جن بزرگون کے لیئے خلافت نامے لکہے گئے تہے وہ جس مقام پر موجود تہے مختلف مجلسون مین اونکے خلافت نامے مع خلعت خلافت کے سلطان المشائخ کی سعادت بخش نظر کے سامنے ان عزیزون کو دیئے گئے جو اسوقت موجود تہے اونہین سلطان المشائخ نے خود اپنے دست مبارک سے عنایت فرمائے۔ سلطان المشائخ نے ان بزرگون مین سے ہر ایک کو نعمت ووصیت کے ساتہ معزز ومکرم فرمایا جیسا کہ آگے چلکر ان بزرگون مین سے ہر ایک شخص کے ذکر مین انشاء اللہ تعالی مفصل طور پہ لکہا جائیگا۔ اسوقت مولانا شمس الدین یحیی اور مولانا علاؤ الدین نیلی خطہ اودہ مین تہے سلطان المشائخ کے حکم سے ان دونون بزرگون کے خلافت نامے مع خلعت خلافت کے شیخ نصیر الدین محمود کے سپرد کیئے گئے تاکہ یہ دینی امانت اون تک پہنچا دین۔ ان خلافت نامون کی کتابت ذیحجہ کی بیسوین تاریخ ۷۲۴ھ ہجری مین ہوئی اور حضرت سلطان المشائخ کا انتقال ربیع اول کی اٹہارہوین تاریخ ۷۲۵ھ مین ہوا۔ پہر جو لوگ یہ کہتے ہین یا اپنی کتابت مین اپنی طرف سے لکہہ لیتے ہین کہ سلطان المشائخ ان بزرگون کے خلافت نامون کے لکہنے سے محض بے خبر تہے اور آپکا دست مبارک غلبۂ مرض کی وجہ سے خبر نہ رکہتا تہا۔ بلکہ لوگ سلطان المشائخ کا ہاتہ پکڑکر نشان کرا لیتے تہے یہ محض بے بنیاد اور فضول ہے کیونکہ سلطان المشائخ کو جو غلبۂ تحیر عارض ہوا تہا وہ انتقال سے صرف

چالیس روز بیشتر تہا اس سے زیادہ نہ تہا۔ لیکن ان بزرگون کی خلافت نامونکی کتابت اور وصیت کی دولت سے مخصوص
ہونے سلطان المشائخ کے انتقال سے تین مہینے ستائیس روز پیشتر واقع ہوا تہا۔ اب ہم خلفاء مذکورین قدس اللہ سرہم العزیز
کے مناقب وفضائل بیان کرنا شروع کرتے ہین —— **ازانجملہ** دریاے علم وزہادت کے چمکدار موتی اہل محبت
وکرامت کے مقتدا مولانا شمس الدین محمد بن یحیی ہین (خدا تعالی اونکے آرامگاہ کو ٹہنڈا رکہے) یہ ضعیف کہتا ہے۔ **بیت**
دریائی علم وگنج زہادت باتفاق ❊ یعنی کہ شمس ملت ودین در علوم طاق ❊ اس بزرگ کا ذکر چار نکتون کو شامل ہے
پہلا نکتہ اس بیان مین کہ مولانا شمس الدین یحیی سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین
کیونکر معتقد ومرید ہوئے۔ **منقول** ہے کہ مولانا شمس الدین اور مولانا صدر الدین نا ولی دونون خالہ زاد بہائی
تہے اور تعلیم پانے کے زمانہ مین تعطیل کے دنون مین کپڑے دہونے کے واسطے غیاث پور کے حوالی مین دریاے جون
کے کنارے آیا کرتے تہے اوس زمانہ مین سلطان المشائخ کی عظمت وکرامت کا آوازہ انکے مبارک کان مین پہونچگیا
تہا کہ علما اور شہر کے امرا سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر زمین بوسی کیا کرتے اور اس دربار کی خاک کو اپنی
سعادت ونیکبختی جانتے ہین چونکہ یہ دونون بزرگ ابتدائی زمانہ مین اہل تصوف کے چندان معتقد نہ تہے اس لیے
سلطان المشائخ کی ملاقات کا زیادہ خیال نہ تہا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ غیاث پور کے حوالی مین دونون صاحب تشریف رکہتے
تہے کہ مولانا شمس الدین نے مولانا صدر الدین سے فرمایا کہ شاہ نظام الدین سلطان المشائخ اسجگہ سکونت
رکہتے ہین اور شہر کی تمام خلق اونکی بدل معتقد ہے لیکن یہ معلوم نہین کہ اونکے علم کا کیا حال ہے آؤ آج اونکی خدمت
مین چلین اور علم وفضل کا اندازہ کرین مگر ہم افراط کے ساتہ تعظیم نکرینگے اور خلق کی طرح اونکے سامنے سر نہ جہکائینگے
بلکہ صرف سلام کرکے بیٹہ جائینگے اس نیت سے سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ جونہی سلطان المشائخ کی
مبارک ان دونون بزرگون کے جمال پر پڑی عظمت وہیبت جو حق تعالی نے اپنے دوستون کی پیشانی مین رکہی ہے
مولانا شمس الدین اور مولانا صدر الدین رحمۃ اللہ علیہما مین اثر کیا جس سے یہ دونون بزرگوار فوراً زمین پر گر پڑے
مصرعہ[1] سزد خوبان عالم را زمین پیش تو بوسیدن ❊ **نظم**[2] آن دل کہ ز دست دیگران بربودم ❊ ہرگز بکسے نداد
ونمودم ❊ جانان تو بیک نظر چنان بربودی ❊ گوئی کہ ہزار سال بے دل بودم ❊ اسوقت سلطان المشائخ نے
فرمایا کہ بیٹہ جاؤ۔ چنانچہ دونون بزرگوار بیٹہ گئے۔ جب تہوڑی دیر گذری سلطان المشائخ نے فرمایا تم دونون شہر

---

[1] تمام عالم کے خوبصورتون کو تیرے قدم چومنے سزاوار ہین۔ ۱۲
[2] وہ دل جسے مین نے دوسرون سے حفاظت مین البسیار کہا تہا کہ نہ کسی کو دیا اور نہ دکہایا لیکن اے جان تو نے
ایک نظر مین اوسکو اس طرح سے لے لیا۔ گویا دل کبہی پہلو مین نہ تہا ۱۲

سکونت رکہتے ہو؟ جواب دیا جی ہان! فرمایا کچھ پڑہتے ہو؟ عرض کیا جی ہان ہم دونون خادم مولانا ظہیر الدین بہکری کی خدمت مین بزودی پڑہتے ہین۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے بزودی کا وہ مقام جہان تک یہ دونون بزرگ پڑہ چکے تہے اور اوس سبق مین ایک ایسا مشکل اور دقیق مسئلہ باقی رکہا تہا جو خود مولانا ظہیر الدین سے حل نہین ہوا تہا سلطان المشائخ نے اوس اشکال کا اونسے استکشاف کیا۔ جون ہی اشکال تقریر ان بزرگوارون کے کانون مین پہونچی عالم تحیر مین محو ہوگئے اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ مخدوم! یہی ایک مقام ایسا مشکل رکہا ہے کہ جو ہنوز حل نہین ہوا ہے اور جسکی بابت مولانا ظہیر الدین نے فرمایا ہے کہ اسکی مین تحقیق کرون گا۔ سلطان المشائخ نے اول تبسم کیا اور اوس مشکل مقام کو اسدرجہ حل کیا کہ ان دونون بزرگون کو اچہی طرح تسلّی ہوگئی اور کسیطرح کی کوئی خلش باقی نہین رہی۔ اوٹہتے وقت سلطان المشائخ نے اپنا تہبند مولانا شمس الدین یحیی کو عنایت کیا اور دستار مولانا صدر الدین کو مرحمت فرمائی۔ جب یہ بزرگ سلطان المشائخ کی خدمت سے جدا ہوئے اور مجلس سے اوٹہکر باہر آئے تو باہم کہنے لگے پہلے تو ہم نے شیخ کی عظمت وکرامت ہی کانون سے سنی تہی لیکن اب آپکے علمی تبحر کا بہی معائنہ ہوگیا یہ کہتے ہوئے مولانا ظہیر الدین کی خدمت مین پہونچے۔ سلطان المشائخ کے دیئے ہوئے تہبند کو مولانا شمس الدین نے سر سے لپیٹا اور مولانا ظہیر الدین کے سامنے کہڑے ہوگئے۔ مولانا نے پوچہا کہ آج خلاف معمول تم نے یہ تہبند سر سے کیون باندہا ہے مولانا شمس الدین نے عرض کیا کہ حضرت! آج ہم جناب سلطان المشائخ شیخ نظام الدین کی خدمت مین حاضر ہوئے تہے اور اون کی عظمت وکرامت ہم نے سنی تہی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اونکی کرامت کے ساتہ علمی تبحر کا بہی مشاہدہ کیا۔ چنانچہ سلطان المشائخ نے یہ تہبند تو مجہے عنایت فرمایا اور دستار مولانا صدر الدین کو۔ ازان بعد ان دونون بزرگون نے سلطان المشائخ کی مجلس کی حکایت ہر طریقے سے بیان کی کہ مولانا ظہیر الدین پر سلطان المشائخ کی ملاقات کی آرزو غالب آئی اور انجام کار دولتِ ملاقات کو پہونچے۔ الغرض دوسری مجلس مین مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ سلطان المشائخ کی سعادتِ ارادت سے مشرف ہوئے۔ اور چونکہ آپنے صدق دل سے سلطان المشائخ سے بیعت کی تہی اس لیئے تدریجاً سلطان المشائخ کے منصبِ خلافت سے ممتاز ہوئے۔ ایک بزرگ خوب کہتے ہین۔ **بیت** جائے رسیدۂ بمعانی ومرتبہ ؛ کانجا بحیلۂ وفکرت الیشان نمیرسد؀

دوسرا نکتہ۔ مولانا شمس الدین یحیی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت وروش کے بیان مین

سالکانِ راہ طریقت کو واضح ہو کہ مولانا شمس الدین انتہا درجہ کے بزرگ اور پاک تہے اور تزویج کے تعلق سے مبرا۔ اس بزرگ کا ظاہر و باطن اہل تصوف کے اوصاف کے ساتہ موصوف تہا اور اون تکلفات کی رعایتون سے

بالکل خالی تہا جو خلق مین مروج ہین اگر دنیا دارون مین سے کوئی شخص اس بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوتا تو اوسکا آنا آپکے دل مبارک پر سخت دشوار و گران گذرتا اور اوسکی معذرت مین نہایت حیران ہوتے آپکا ایک خدمت گار تہا فتوح نام جو مولانا کی ذات فرشتہ صفات کی خدمت و نگرانی مین مصروف رہتا تہا آپ اوسے بلا کر کہتے کہ اس عزیز کی معذرت کر فتوح آنیوالے شخصکو اپنے مکان پر لیجاتا اور عمدہ و لذیذ کہانے مرتب کرتا اور وہین بہا تحفے پیش کر کے نہایت عزت کے ساتہ رخصت کرتا۔ مولانا کا عام قاعدہ تہا کہ جب تحفون اور ہدیون مین سے کچہ چیز آپکی خدمت مین پہونچتی تو آپ اوسکی طرف ذرا بہی التفات نکرتے فتوح آکر اوٹہا لیتا اور آمد و رفت کرنے والون پر صرف کرتا۔ مولانا کی عجب ذات باکمال تہی کہ مردان خدا کی علامات آپکی مبارک پیشانی مین ظاہر تہین جون ہی آپ کے چہرۂ مبارک پر کسیکی نظر پڑتی اوسکے دل مین فوراً رعب و ہیبت بیٹہ جاتی اور اوسے معلوم ہو جاتا کہ یہ مرد خدا اسلاف کی صورت و سیرت پر ہے۔ اوس زمانہ کے تمام علما و مشائخ مولانا کے مطیع و منقاد اور معتقد تہے۔ شیخ نصیرالدین محمود جیسے بزرگوار شخص نے ابتدائی زمانہ مین آپ سے کچہ پڑہا تہا اور آپکی خدمت مین زانوئے ادب طے کئے تہے جسکا اثر یہ تہا کہ شیخ نصیرالدین آخر عمر تک جب مولانا شمس الدین کی خدمت مین جاتے تو آپکے سابقہ حقوق کی رعایت سلف کے طریق پر کرتے۔ مولانا شمس الدین اعلی یارون کے درمیان نہایت مکرم و معظم اور صاحب صدر تہے اور بہت سے فضائل خاص اور علو مرتبہ رکہتے تہے۔ جب آپ سلطان المشائخ کی دولت خلافت سے مشرف ہوئے تو لوگون کے بیعت لینے سے حتے الامکان احتراز کرتے تہے۔ اور اگر کوئی شخص ارادت کی نیت سے آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تو تا بہ امکان احتراز کرتے لیکن جب وہ بہت ہی منت سماجت کرتا اور آپ اوسے اسکام مین صادق و راستباز دیکہتے تو اوسوقت اوس سے بیعت لیتے۔ **منقول** ہے کہ مولانا شمس الدین فرمایا کرتے تہے کہ اگر خلافت نامہ کے کاغذ پر سلطان المشائخ کا نشان مبارک اونکے دستخط خاص کے ساتہ نہوتا تو مین ہرگز اوسکاغذکو اپنے پاس حفاظت سے نرکہتا۔

تیسرا نکتہ مولانا شمس الدین یحیی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و تبحر کے بیان مین۔

منقول ہے کہ مولانا شمس الدین اور مولانا صدرالدین ناولی طالب العلمی کے ابتدائی زمانہ مین علوم کی تحقیق و تدقیق اور توجیہ و تنقیح کرنے اور مقدمات وارد کرنے اور مخالفون کو الزام دینے مین شہر کے تمام علما مین مشہور و معروف تہے جس مجلس مین یہ دونون بزرگ تشریف لیجاتے کسیکو انپر اعتراض کرنے کی مجال نہ ہوتی۔ چنانچہ خود مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تہے کہ ہم علوم اصول و فقہ اور معانی و بیان کے شبہات اور اختلافات کی عمدہ طور سے تحقیقات کرتے تہے اور آئندہ و گذشتہ کے سبقون کی تحقیقات مین حد سے زیادہ چہان بین کیا کرتے تہے اور جو کچہ اون سبقون کے دوران ہوتے یعنے شبہات اور قیود شروع وغیرہ سے اسقدر مستحضر ہوتے تہے کہ استادون کی مجلس مین وہ شبہا

جو مذکورہ سبقوں مین وارد ہوتے ہم اونہین علین تقریرمین دفع کردیتے تہے حتے کہ کسیکو اعتراض کی جگہ نہ ملتی۔ الغرض مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے علم و تبحر کی شہرت اسدرجہ تک پہونچ گئی تہی کہ شہر کے بڑے بڑے اُستاد آپکی خدمت مین زانوئے ادب طے کرتے تہے اور آپکی شاگردی کو باعث فخر سمجہتے تہے۔ جو شخص اس بزرگ کی شاگردی اختیار کرتا فیض اثر نظر کی برکت سے دین و دنیا مین کامل حصہ اور علوم دینی سے وافر بہرہ حاصل کرتا تہا۔ اکثر شہر کے علما و فضلا آپکی شاگردی کی طرف منسوب تہے اور ظاہری علوم کی سند اور دینی علوم کی تحقیق آپکی نسبت کرتے تہے اور اپنے فخر و مباہات کو اس بزرگ کی رفیع مجلس سے وابستہ جانتے تہے جو شخص آپکی شاگردی کی طرف منسوب ہے علما کے حلقہ مین نہایت عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکہا جاتا ہے۔ الغرض مولانا شمس الدین ایک علمی مسئلہ مین اس قدر تفکر و تدبر کیا کرتے تہے جو قابل اظہار نہین آپ ایک ایسے عصر زمانہ اور محقق روزگار تہے کہ دینی علوم کی بہت سی تصنیفات عالم مین آپکی مجموعہ میں یادگار رہین باقی ہین اور ایسے کامل الذات وحید الدہر تہے جو شریعت و حقیقت کو جامع ہے۔ حکیم خواجہ سنائی کہتے ہین مثنوی

قبلۂ زیرکان ستانۂ اوست ؛ گنج معنی کتابخانۂ اوست ؛ علم دین از برای دین باید ؛ تو چنینی و این چنین باید ؛ از تو دارند صد ہزار فتوح ؛ وارد و صا درطبیعت روح ؛

چوتھا نکتہ مولانا شمس الدین یحیی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات اور سماع کے ذکر مین اور آپکے دار دنیا سے واز عقبی رحلت کرجانے کے بیان مین۔ مولانا سلیمان شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کے مرید سے سنا گیا ہے کہ جمعہ کا دن تہا۔ مین نماز جمعہ کے بعد مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا مولانا اوسی وقت جامع مسجد سے تشریف لائے تہے اور اوپر کے کپڑے اوتار کر ایک نسخہ کے لکہنے مین مشغول ہوگئے۔ مولانا سلیمان کہتے ہین اوسوقت میرے دل مین خیال پیدا ہوا کہ نماز جمعہ کے بعد مشائخ کی مشغولی کا وقت ہے یہ کیا بات ہے کہ ایسا بزرگ ایسے وقت مین کتابت مین مشغول ہے۔ جونہی یہ خطرہ میرے دل مین گذرا مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مشغولی کتابت سے سر اوپر اوٹہایا اور میری طرف دیکہکر فرمایا کہ سلیمان ! مین اوس سے بہی غافل و خالی نہین ہون۔ مولانا کی یہ گفتگو سنکر مین حیرت مین پڑ گیا کہ یہ کس درجہ کا کشف ہے۔ غرضکہ مولانا نے اسیوقت میرے اوس خطرہ کی لفظ بلفظ حکایت کی جو ابہی ابہی میرے دل مین گذرا تہا اس جیسی بہت سی کرامتین اس بزرگ مین دیکہی گئی ہین۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ اس بندہ نے مولانا شمس الدین قدس اللہ سرہ العزیز کو محفل سماع مین بہت دفعہ دیکہا ہے لیکن آخر عمر مین جو آپنے سماع سنا اور اوسکے بعد رحمت حق مین جا ملے اوسکی کیفیت یہ ہے کہ سلطان المشائخ کے خطیرہ مین عرس تہا اور محفل عرس مین مولانا شمس الدین اور شیخ

نصیرالدین محمود اور شیخ قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر بہت سے عزیز موجود تھے۔ یہ محفل و سماع بیچ کے بڑے گنبد مین تھی اور موجودہ تمام بزرگ اوس مجلس مین سماع سن رہے تھے مسافرون اور حیدریون اور قلندرون کی جماعت اوس بڑے طاق کے نیچے سماع سن رہے اور رقص کر رہے تھے جو روضہ کی انتہا حد مین واقع ہے۔ قوال و درویش بے اختیارانہ جوش کے ساتہ دف بجاتے اور شیخ سعدی کا یہ قصیدہ ایک نہایت دلربا الحان سے پڑھ رہے تھے۔ **قصیدہ۔** غمے کز تو دارم بہ پیش کہ گویم ٭ دوائے دل دردمند از کہ جویم ٭ اگر کشتہ گردم بہ تیغ جفایت ٭ بہ پیش کسی این ماجرا را نگویم ٭ طبیبم تو باشی علاج از کہ خواہم ٭ اسیر تو باشم خلاص از کہ جویم ٭ ز سعدی چہ گویم چہ جویم چہ پویم ٭ غمے کز تو دارم بہ پیش کہ گویم ٭ یہ قصیدہ کچھ ایسے دردانگیز لہجہ مین پڑھا گیا تہا کہ مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ تمام لوگونکو چیرتے پہاڑتے ہوئے گنبد سے باہر نکل آئے اور قوالون اور درویشون کے نزدیک جو سماع کر رہے تھے اور دف بجا رہے تھے تشریف لے گئے اور نہایت خاموشی کے ساتہ کہڑے رہے سماع کا ذوق و شوق درویشون کی صحبت مین اثر کر گیا اور ایک عجیب و غریب حالت طاری ہوئی۔ مولانا اپنا مبارک ہاتہہ بار بار اپنے مصفا سینہ پر پہیرتے اور جنبش کرتے تھے یہان تک کہ قوالون نے سماع کے افسردہ قالب مین ایک تازہ روح پہونکی اور عجیب خوش لحنی سے گانا شروع کیا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ مین سماع کی لذت نے اثر کیا اور آپنے ایک عاشقانہ جنبش کی جو یار و عزیز اس بابرکت مجلس مین موجود تھے سب ہمہ تن ہو کر مولانا کی یہ کیفیت دیکہہ رہے تہے۔ اس واقعہ کے بعد بہت تہوڑا عرصہ گذرا کہ مولانا نے سفر آخرت قبول کیا رحمۃ اللہ علیہ مولانا شمس الدین کے انتقال کی کیفیت یہ ہے کہ جس زمانہ مین سلطان محمد ظلم و تعدی کی داد دیتا اور اپنی خون آشام تلوار کو بندگان خدا کے خون سے سیراب کرتا تہا اوس وقت مین اوس نے مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو طلب کیا اور چند روز تک اس بزرگ کو ایک ایسے مکان مین رکہا جو شاہی رعب و ہیبت سے پُر تہا۔ ازان بعد بادشاہ نے اپنے پاس بلایا۔ جب مولانا بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے تو سلطان نے فرمایا۔ تم جیسا دانشمند اور ہوشیار آدمی اس مقام مین رہکر کوئی معقول و عمدہ کام نہین کر سکتا۔ تم کشمیر مین جاؤ اور وہان کے بتخانون مین بیٹہکر خلق خدا کو اسلام کی دعوت دو۔ بادشاہ جب اپنی اس تقریر کو ختم کر چکا تو چند آدمی دربار سے

لہ اے جو غم تجہہ سے پہونچا ہے اوسکا اظہار کس کے سامنے کرون اور دوائے دل دردمند کس سے حاصل کی جاوے۔ اگر مین تیری تیغ جفا سے ہلاک بہی ہو جاؤن تو اس ماجرے کا کسی سے اظہار نکرون گا۔ جب تو میرا طبیب ہے پہر مین کسی معالج کی طرف رجوع کر سکتا ہون اور اس حالت مین کہ تیرا قیدی ہون خلاصی کی التماس کس کے سامنے لیجا سکتا ہون۔ سعدی کا حال کیا بیان کرون کہ غم جو تجہے ہے وہ کس کے آگے اظہار کیا جاوے ۱۲

مقرر کیئے گیئے کہ اس بزرگ کو کشمیر کی طرف روانہ کریں۔ مولانا شاہی دربار سے رخصت ہوکر مکان پر تشریف لائے
تاکہ کشمیر کی طرف روانہ ہونے کا سامان مہیا کریں جو عزیز اوسوقت موجود تھے آپنے اونکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ
یہ لوگ کیا کہہ رہے ہین مین نے اپنے شیخ کو خواب مین دیکہا ہے کہ مجھے بلا رہے ہین۔ مین اپنے خواجہ کی خدمت مین
حاضر ہونے کا سامان کر رہا ہون۔ یہ لوگ مجھے کہان لیئے جاتے اور کدہر بہیجتے ہین چنانچہ اسکے دوسرے ہی روز
مولانا کو بیماری لاحق ہوئی اور آپکے سینۂ مبارک پر ایک غلولہ کی شکل بڑا سا آبلہ ظاہر ہوا اور باطنی غم واندوہ
نے اپنا اثر پیدا کیا۔ لوگون نے حکماء کی تجویز سے آبلہ کو شگاف دیا اور زخم کے بہرنے کے لیئے مرہم لگایا۔ جب یہ خبر
بادشاہ کو پہونچی تو اوس نے ایک اور فرمان آپکی طلبی کا جاری کیا اور لوگون سے بیان کیا کہ اسکی تفتیش کرو
مبادا مولانا نے حیلہ کیا ہو۔ چنانچہ لوگون نے تفحص وتفتیش کے بعد مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو اوسی تکلیف وزحمت
مین بادشاہ کے دربار مین لے گئے اور جب بادشاہ کو آپکے مرض کی تحقیق ہوگئی تو اوسنے رخصت کر دیا اور اسکے
چندروز بعد مولانا رحمت رب العالمین کے جوار مین جا ملے۔ اگرچہ مولانا نے اپنی حالتِ زندگی ہی مین خطیرہ کے باہر پائینوں
کی طرف خطیرہ کی دیوار کے نیچے ایک چبوترہ اپنے لیئے بنایا تہا لیکن دفن کے وقت کاتب حروف کے والد سید مبارک محمد
کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا کو خطیرہ کے اندر لانا چاہیئے۔ چنانچہ لوگ آپکے حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوئے اور
مولانا علاؤالدین نیلی کے چبوترہ کے متصل جو زمین تہی والد بزرگوار نے اوسکی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہان
دفن کرو کیونکہ مولانا علاؤالدین نیلی جناب مولانا شمس الدین یحیی کے یار وہم سبق اور ہمراز تہے۔ لوگون نے
ایسا ہی کیا۔ چنانچہ اب آپ مولانا علاؤالدین نیلی کے چبوترہ کے متصل ایک چبوترہ مین جو نہایت پرفضا
اور مصفا ہے مجردانہ آرام فرما رہے ہین۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلافت نامہ کا
نسخہ جو سلطان المشائخ کی ...... عظمت سے آپکو عطا ہوا تہا یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ الحمد للہ الذی سمت ہمم اولیائہ عن الرکون الی الاکوان عارًا واعلقت
ہمومہم بالواحد الحنان نارًا فدارت علیہم بکرۃ وعشیًا کاس المحبۃ من کوثر محبوبہم دارًا کلما جن
علیہم اللیل تشتعل قلوبہم من الشوق نارًا وتفیض اعینہم من الدمع مدرارًا ویستمعون لمناجات
الحبیب اسرارًا ویطوفون بسرادقات العز افکارًا لا یزال منہم فی کل زمان من ہم علی مکنونۃ لطائف
العرفان فیظہر فی الاقطار اثارہ وینشر فی الافاق انوارہ لسانہ ناطق بالحق وہو داعی اللہ فی
الخلق لیخرجہم من الظلمات الی النور ویقربہم الی الرب الغفور۔ ثم الصلوۃ علی صاحب الشریعۃ

الغُرّ والطریقة الزهراء رسول الرحمة المخصوص بخلافة ربه فی مقام البیعة وعلی خلفائه الراشدین الذین
فازوا بکل مقام علی وعلی الآل الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی۔ اما بعد فان الدعوة الی الواحد العلام من ارفع
دعائم الاسلام واوثق عروة فی الایمان علی ما ورد فی الخبر عنه علیه السلام والذی نفس محمد بیده لئن شئتم
لاقسمن لکم ان احب عباد الله الی الله الذین یحببون الله الی عباد الله ویحببون عباد الله الی الله و
یمشون فی الارض بالنصیحة والامر وما مدح الله عباده الذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا
وذریاتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما وقد اوجبها الله تعالی علی وقفه لاتباع سید المرسلین
وقائد الغر المحجلین بقوله عز وجل قل هذه سبیلی ادعو الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی و
واتباعه انما یکون برعایة اقواله والاقتداء به فی اعماله وتنزیه السر عن کل ما سوی الله فی الوجود
والانقطاع الی المعبود ثم ان الولد الاعز التقی والعالم المرضی المتوجه الی رب العالمین شمس
الملة والدین محمد بن یحیی افاض الله الواحد انواره علی اهل الیقین والتقوی لما صح قصده
الینا ولبس خرقة الارادة منا واستوفی الحظ من صحبتنا اجزت له اذا استقام علی اتباع سید الکائنات
واستغرق الاوقات بالطاعات وراقب القلب عن هواجس النفس والخطرات واعرض عن الدنیا
واسبابها ولم یرکن الی ابنائها واربابها وانقطع الی الله بالکلیة واشرقت فی قلبه
الانوار القدسیة والاسرار الملکوتیة وانفتح باب الفهم التعریفات الالهیة ان یلبس الخرقة
للمریدین ویرشدهم الی مقامات الموقنین کما اجازنی بعد ما لاحظنی بنظرة الخاص والبسنی
خرقة الاختصاص شیخنا الفائح فی الاقطار فوائح نفحاته الرائح فی الآفاق لوائح کراماته
السائح فی العالم القدس اذکاره البائح بمحبة الرحمن آثاره قطب الوری علامة الدنیا فرید الحق
والشرع والدین طیب الله ثراه وجعل حظیرة القدس مثواه وهو لبس الخرقة من ملک المشائخ
سلطان الطریقة قتیل محبة الجبار قطب الملة والدین بختیار اوشی وهو من بدر العارفین معین الملة
والدین الحسن السنجری وهو من حجة الحق علی الخلق عثمان الهارونی وهو من سند النطق الحاجی
الشریف الزندنی وهو من ظل الله فی الخلق مودود الچشتی وهو من ملک المشائخ اهل التمکین ناصر
الملة والدین یوسف الچشتی وهو من ملجأ العباد محمد الچشتی وهو من عمدة الابرار وقدوة الاخیار
ابی احمد الچشتی وهو من سراج الاتقیاء ابی اسحاق الچشتی وهو من شمس الفقراء علو دینوری

وہو من اکرم اہل الایمان ہبیرۃ البصری۔ وہو من تاج الصالحین برہان العاشقین حذیفۃ المرعشی
وہو من سلطان السالکین برہان الواصلین تارک المملکۃ والسلطنۃ ابراہیم بن ادہم وہو من
قطب الولایۃ ابی الفضل والفضائل والدرایۃ الفضیل بن عیاض وہو من قطب العالم والشیخ
معظم عبد الواحد بن زید وہو من رئیس التابعین امام العالمین الحسن البصری وہو من
امیر المؤمنین فی اعالی المقامات المنتہی الیہ خرقۃ کل طالب علی بن ابی طالب کرم اللہ
وجہہ وقدس اللہ اسرارہم وابقی الی یوم القیامۃ انوارہم وہو من سید المرسلین خاتم
النبیین المنوط باتباعہ محبۃ رب العالمین محمد ن المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی کل من
انتمی واقتدی فمن لم یصل الینا ووصل الیہ فقد استخلفناہ عنا فیدہ العزیزۃ نائبۃ
عن یدنا والتزام حکمہ فی امر الدین والدنیا من تعظیمناہ وعظمناہ واٰمن لم یحفظ حق من حفظناہ
اللہ الموفق الہادی والمستعان وعلیہ التکلان ثم حررت ہذہ الاسطر بالاشارۃ العالیۃ
امام الدین محمد بن احمد علاہ وصانہ عن کل اٰفۃ وحماہ بخط العبد الضعیف الراجی بالفضل الربانی
حسین بن محمد بن محمود ن العلوی الکرمانی وذلک فی الیوم العشرین من ذی الحجۃ اربع وعشرین
سبع مائۃ **ترجمہ خلافت نامہ** بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تمام حمد و ثنا اوس خدا کو ثابت ہے
اپنے دوستون کے ارادون کو عالم اور اہل عالم کی طرف میل کرنے کی طرف کردیئے اور اون کے دلی قصدون
علائق و احاد و حنان کے سات نیکو کاری کی روسے وابستہ کیا پس صبح و شام خدا کے دوستون پر محبوب کے
ایسے محبت کی شراب کا پیالہ ہمیشہ اور بلا زوال دور کرتا رہتا ہے۔ جب اون پر رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے
ق و ذوق سے اونکے دل مشتغل ہوجاتے اور آنکھین بارش کی طرح آنسو بہاتی ہین وہ دوست کے
ہمراز کہنے کی وجہ سے برخورداری حاصل کرتے اور خدا تعالی کے سراپردہ کے گرد فکرون کی روسے گہومتے ہین
اہین سے بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین جو ہر زمانہ مین عرفان کی تازگی کے لباس سے آراستہ رہنے پر اطراف
مین اون کی نشانیان ظاہر ہوتی اور عالم مین اونکے انوار روشن و واضح ہوتے ہین۔ ولی کی زبان حق
سات گویا ہوتی ہے اور وہ خلق مین خدا کا داعی ہوتا ہے تاکہ خلق کو گمراہی کی تاریکی سے ہدایت کی روشنی
طرف نکالے اور اونہین رب غفور کیطرف نزدیک کرے۔ حمد و ثنا کے بعد روشن شریعت اور تابان طریقت
صاحب یعنے رسول رحمت پر خدا کی کامل رحمت نازل ہو جو مقام بیعت مین اپنے پروردگار کے خلیفہ

ہونیکے ساتھ مخصوص ہین اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اون خلفاء پر بہی خدا کی رحمت کاملہ نازل ہو جو راہ راست دکہانے والے اور برتر مقام پر پہونچنے والے ہین اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی آل پاک پر بہی خدا کی رحمت نازل ہو جو اپنے رب کو ہر صبح شام یاد کرتے ہین۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے لیعد واضح ہو کہ خدائی واحد علام کی طرف پکارنا ارکان اسلام کا ایک اعلیٰ وارفع رکن اور ایمان کا نہایت مضبوط کڑا ہے جیساکہ پیغمبر علیہ السلام کی حدیث مین وارد ہوا ہے کہ مجہے اوس پاک ذات کی قسم ہے جسکے قبضہ قدرت مین محمد کی جان ہے اے مسلمانو! اگر تم چاہو تو مین تمہارے وثوق و تیقن کے لیئے قسم کہا کر کہتا ہون کہ بندگان خدا مین سبسے زیادہ خدا کے دوست وہ لوگ ہین جو خدا کو دوست رکہتے ہین اوسکے بندون کی طرف اور بندگان خدا کو دوست رکہتے ہین خدا کی طرف یعنے خدا کی محبت و عشق کا طریقہ سکہتے ہین۔ نیز بری باتون سے باز رکہتے اور اچہی باتون کا حکم کرنے کے لیئے زمین پر چلتے ہین اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے اپنے بندہ نکی مدح سرائی ان لفظون مین کی ہے کہ اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ الخ یعنے رحمٰن کے بندے وہ ہین جو کہتے ہین۔ الٰہی! ہمین ہماری بیبیون اور اولادین سے آنکہونکی خنکی عطا فرما اور ہمین پرہیزگارون کا امام قرار دے۔ اور تحقیق خدا تعالیٰ نے اپنے بندون پر اس حدیث کی استواری اور موافقت کے لحاظ سے اوس بہترین پیغمبر کی پیروی لازم و واجب کی ہے جو اپنی امت کے اون لوگون کو بہشت کی طرف کہینچ لیجانیوالا ہے جنکے اعضاء وضو روشن و درخشان ہونگے جیساکہ خود تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد! آپ فرما دیجیئے کہ یہ میری راہ اور میرا دین ہے۔ اور اے میری امت مین تمہین خدا کی طرف اوس بینائی کی روسے بلاتا ہون جسپر مین ہون اور وہ لوگ میری پیروی کرتے ہین اور پیغمبر کی پیروی بجز آپکے اقوال کی رعایت و نگاہداشت کرنے اور اعمال مین آپکی اقتدا کرنے اور اون تمام چیزون سے سر کو پاک کرنیکے جو وجود و پیدائش مین خدا کے سوا ہین اور تمام خلائق سے قطع تعلق کرکے معبود کی طرف ملنے کے ہرگز حاصل نہین ہوتی۔ پہر جاننا چاہیئے کہ فرزند عزیز پرہیزگار اور خدا کی صفات وحدانیت کا عالم اور خدا کا پسندیدہ اور رب العالمین کی طرف توجہ کرنے والا یعنے شمس الملۃ والدین محمد بن یحیی نے (خدائے واحد اوسکے انوار کو اہل یقین اور صاحب تقویٰ پر فائض کرے) جب اپنا قصد و ارادہ ہماری طرف درست کیا اور ارادت کا خرقہ ہماری طرف سے زیب جسم کیا اور ہماری صحبت کا کافی و وافی حصہ حاصل کیا تو مین نے اوسے اجازت و رخصت دی جبکہ مین نے تجربہ کرلیا کہ وہ جناب سید کائنات کی پیروی و اتباع پر ثابت قدم و مستقیم ہے اور اوسنے اپنے تمام اوقات طاعات الٰہی مین مستغرق کر دیئے ہین اور غلبات نفس اور خطرات کے ہجوم سے اپنے دل کو محفوظ رکہتا ہے۔ دنیا اور اسباب دنیا سے روگردان ہے اور ابناء دنیا اور ارباب دنیا

کی طرف میل کرنے سے بری ہے اوس نے تمام علائق کو قطع کردیا ہے اور ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہے اوسکے دل مین عالم قدس کے انوار تابان و درخشان ہین اور عالم ملکوت کے اسرار چمک رہے ہین اوس کے لیئے خدا تعالی کی معرفت کے دریافت کرنے کا دروازہ کہل گیا ہے اور محبت خدا کا ذوق وشوق دلمین بہرا ہوا ہے۔ مین نے اوسے اسبات کی اجازت دی کہ مریدین کو خرقہ پہنائے اور اونہین موقنین کے مقامات کی طرف راہ دکہائے مین نے شمس الدین یحیی کو ویسی ہی اجازت دی جیسے مجہے میرے شیخ نے اپنی نظر خاص سے ملاحظہ کرنے اور خرقہ اختصاص کے پہنانے کے بعد اجازت دی وہ شیخ جنکی بندگی کی خوشبو ہر طرف پہیلی ہوئی ہے اور کرامتون کی روشنی ہر جانب پہونچی ہوئی ہے۔ عالم قدس مین اون کے افکار نے بلند پروازی کی ہے اور رحمان کی محبت اونکے آثار نے ظاہر کی وہ کون ہے خلق کے قطب۔ دنیا کے علامہ فرید الحق والشرع والدین خدا تعالی اونکی آسودگی کو خوش کرے اور حظیرۃ القدس کو اون کا آرامگاہ مقرر فرمائے۔ جناب فرید الحق والدین نے ارادت وخلافت کا خرقہ مشائخ کے بادشاہ طریقت کے سلطان محبت خدا کے کشتہ یعنے قطب الملۃ والدین بختیار اوشی سے زیب جسم فرمایا اور اونہون نے خلافت کا خرقہ عارفون کے مہتاب معین الدین حسن سنجری سے پہنا اور معین الدین حسن سنجری نے خلافت کا خرقہ عثمان ہارونی سے پہنا جو خدا کی دلیل اوسکی خلق پر ہین اور عثمان ہارونی نے خلافت کا خرقہ حاجی شریف زندنی سے حاصل کیا اور اونہون نے مودود چشتی سے پہنا جو خلق مین سایۂ خدا ہین۔ خواجہ مودود چشتی نے بادشاہ شیوخ صاحب تمکین ناصر الدین یوسف چشتی سے خرقۂ خلافت لیا اور یوسف چشتی نے ابو محمد چشتی سے حاصل کیا جو بندگان خدا کی پناہ تہے۔ ابو محمد چشتی نے خلافت کا خرقہ عمدۃ الابرار قدوۃ الاخیار ابو احمد چشتی سے زیب بدن فرمایا اور ابو احمد چشتی نے بزرگ ترین اہل ایمان پرہیزگارون کے چراغ ابو اسحاق شامی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا (چشتی کے القاب بار کا اطلاق اسی بزرگ سے نکلا ہے کیونکہ اس بزرگ کا اصلی وطن چشت تہا) ابو اسحاق شامی چشتی نے خرقۂ خلافت درویشون کے آفتاب حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری سے پہنا اور خواجہ ممشاد علو دینوری نے بادشاہ مشائخین بزرگترین اہل ایمان ابو ہبیرۃ بصری سے خرقۂ خلافت پہنا اور ابو ہبیرۃ بصری نے صالحون کے سرتاج اور عاشقون کی دلیل حضرت حذیفہ مرعشی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور حذیفہ مرعشی نے سالکون کے شہنشاہ واصلون کی دلیل سلطنت کے ترک کرنے والے حضرت ابراہیم ادہم بلخی سے خرقہ خلافت پہنا اور ابراہیم ادہم بلخی نے قطب الاقطاب قطب ولایت صاحب فضل وفضائل ذو الراے حضرت فضیل بن عیاض سے حاصل کیا۔ اور حضرت فضیل نے قطب عالم شیخ معظم حضرت عبد الواحد بن زید سے خرقۂ خلافت پہنا اور عبد الواحد زید نے

تابعین کے سردار علماء کے امام حضرت خواجہ حسن بصری سے خرقۂ خلافت پہنا اور حضرت خواجہ حسن بصری نے امیر المومنین خلیفہ برحق حضرت رسول رب العالمین کے جانشین اہل عالم کے پیشوا آسمانی فرشتون کے درمیان سکونت کرنیوالی اعلی مقامات مین جگہ لینے والے جنکی طرف ہر طالب کا خرقہ منتہی ہوتا ہے یعنے جناب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے خرقۂ خلافت پہنا جو خلفاء راشدین کے ختم اور اہل مشارق و مغارب کے امام ہین۔ خدا تعالی اونکی ذات کو بزرگ کرے اور تمام مشائخ کے اسرار پاک کرے اور اونکی روشنائی قیامت کے روز تک باقی رکہے اور حضرت مرتضی علی بن ابی طالب نے سید المرسلین خاتم النبیین سے خرقۂ خلافت زیب جسم فرمایا جنکی پیروی پر رب العالمین کی محبت موقوف ہے اور جنکا نام پاک محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ خدا تعالی اون پر اور اونکے فرزندون اور یارون پر رحمت و سلام نازل فرمائے۔ اور اون لوگون پر بہی رحمت کاملہ نازل ہو جو آپ سے نسبت رکہتے اور اقتدا کرتے ہین پس جو شخص کہ ہماری طرف نہ پہونچ سکے اور شمس الدین یحیی کی طرف پہونچے تو اوسے واضح ہو کہ ہمنے شمس الدین یحیی کو اپنی جگہ جانشین کیا اور اپنا خلیفہ بنایا ہے پس اوسکا عزیز رکہنا میرے رکہنے کے قائم مقام ہے اور دین و دنیا کے کامون مین اوسکی فرمانبرداری کرنا حقیقت مین میری تعظیم و توقیر کرنا ہے۔ خدا تعالی اوس شخص پر رحم کرے جو اوسکی توقیر کرے جیسے مین بزرگ و گرامی کہون اور عزت کرون اور اللہ تعالی اوسے ذلیل و خوار کرے جو اوس شخص کے حق کی رعایت نکرے جسکے حق کی مین رعایت کرون اور خدا تعالی ہی مددگار اور راہ دکہانے والا اور مدد کا لگا گیا ہے اور اوس پر تمام کامون کا بہروسہ ہے۔ پہر یہ بہی واضح ہو کہ یہ چند سطرین حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محمد کے اشارہ عالیہ لکہی گئی ہین خدا اونکی بزرگی کو ہمیشہ نگاہ رکہے اور ہر آفت سے محفوظ رکہے۔ نیز یہ سطرین بندۂ ضعیف فضل رحمان کا امیدوار حسین بن محمد بن محمود علوی کرمانی کے قلم خاص سے لکہی گئی ہین اور یہ کتابت ذیحجہ کی بیسوین تاریخ سنہ ۷۴۲ھ مین واقع ہوئی۔

ازانجملہ مشائخ طریقت کے شیخ عالم حقیقت کے بادشاہ ظاہر و باطن کی صفائی مین یکسان محبت و وفا کی کان علم و عقل اور عشق و ورع اور مکارم اخلاق اور بذل و ایثار اور بندگان خدا کی تحمل جفا اور تالیف قلوب کیلئے درہم و دینار سے مکافات کرنے مین بینظیر و لاثانی یعنے شیخ نصیر الملۃ والدین محمود ہین جو عجب پسندیدہ ذات اور مقبول و برگزیدہ اوصاف رکہتے تہے یہانتک کے اوس زمانہ مین دانشمند علماء اور مشائخ روزگار اور متوسط درجہ کی مخلوق چہوٹے بڑے سب کے سب آپکے معتقد و مطیع تہے (خدا تعالی اونکی قبر پاک کو پاک و ستہرا رکہے) اور اس عالم حقیقت کے بادشاہ کا ذکر چار نکتون کو شامل ہے۔ **پہلا نکتہ** سلطان المشائخ کی اوس پرورش و عاطفت کے ذکر مین جو شیخ نصیر الدین محمود کے حق مین ظہور مین آئی۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ شیخ نصیر الدین محمود ابہی ابتدائی زمانہ

جناب سلطان المشائخ کی نظر خاص میں ملحوظ ہوگئے تھے اور دینی و دنیاوی نعمت کے ساتھ مخصوص تھے چنانچہ ایک موقع کا ذکر ہے کہ خواجہ محمد گاذرونی جناب شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید خاص جو اکثر اوقات سلطان المشائخ کی خدمت میں آیا کرتے تھے اس رات کو سلطان المشائخ کے جماعت خانہ میں موجود تھے جب تہجد کی نماز ادا کرنے کے لیئے تجدید وضو کے واسطے گئے تو اپنا بالاپوش جماعت خانہ میں چھوڑ گئے کسی شخص نے اوس بالاپوش کو اٹھا لیا اور وہاں سے چلتا بنا۔ خواجہ محمد وضو کرکے آئے تو اپنا بالاپوش نہ پایا اور خواجہ محمود بیاشای سے جو جماعت خانہ کا خادم اور با صفا درویش اور عزیز بے ریا تھا گفت و شنید ہوئی اتفاق سے اس وقت شیخ نصیر الدین محمود خانقاہ کے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے مشغول بحق تھے۔ جب آپنے ان دونوں صاحبوں کی گفتگو سنی تو اپنا لبادہ خواجہ محمد گاذرونی کو عطا فرمایا شدہ شدہ اس حکایت کی خبر سلطان المشائخ کو پہونچی آپنے شیخ نصیر الدین کو اوپر بلا بھیجا اور اس نیک خصلت کو پسند فرما کر انتہا سے زیادہ شفقت و مہربانی فرمائی۔ وہ خاص اپنا لبادہ انہیں دیکر بہت سی نیک دعائیں دیں۔ کاتب حروف نے جناب سید السادات اپنے عم بزرگوار حسین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ آج جناب سلطان المشائخ کی باعظمت بارگاہ شیخ نصیر الدین محمود کے وجود سے بارونق ہے اور دہلی شہر میں بجز شیخ نصیر الدین محمود کے کوئی شخص سلطان المشائخ کا مقام و مرتبہ نہیں رکھتا ہے کیونکہ آپ ظاہر و باطن میں تا بہ امکان سلطان المشائخ کی طرز و روش سے سر مو تجاوز نہیں کرتے ہیں اور اس کام میں سلطان المشائخ کے تمام خلفاء میں پوری برخورداری آپکو حاصل ہے اور مرتبہ کمال پہ پہونچ گئے ہیں۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** میان جملہ اصحاب ہم چو ماہے بود؛ چہ نسبت است بمہ بلکہ بادشاہے بود؛ حقیقت میں شیخ نصیر الدین محمود ایک ایسی عجیب و غریب ذات رکھتے تھے جو تمام حمیدہ اوصاف کے ساتھ موصوف تھی اور اعلیٰ یاروں کے طبقے میں اخلاق شائستہ کے ساتھ مشہور و معروف۔ یہ ضعیف کہتا ہے

قطعہ میان اہل ارادت نظیر پیر آمد؛ زہے روش کہ درین راہ بے نظیر آمد؛ ضمیر روشن او ہرچہ کرد در عالم؛ بہ نزد اہل صفا جملہ حق پذیر آمد؛ نیز کاتب حروف نے السادات سید حسین اپنے عم بزرگوار رحمہ سے یہی سنا ہے کہ ایکدن شیخ نصیر الدین محمود نے امیر خسرو سے کہا جو اعلیٰ درجہ کے یاروں میں شمار کیئے جاتے تھے کہ آپ کو

لہ درمیان جملہ احباب کے وہ مثل ماہ تابان تھے بلکہ چاند سے نسبت غلط ہے وہ مثال بادشاہ تھے ۱۲

سلہ اہل ارادت کے درمیان وہ اپنے پیر کی زندہ مثال اور اس طریقہ میں بے نظیر تھے۔ جو انکی روشن ضمیری سے ظاہر ہوا۔ اوسکو جملہ اہل صفا نے قبول کیا۔ ۱۲

سلطان المشائخ کی خدمت مین پوری قربت اور تمام وکمال مرتبہ حاصل ہے تم جسوقت چاہتے ہو سلطان المشائخ کی خدمت مین چلے جاتے ہو اور کوئی روک ٹوک نہین ہوتی - امیر خسرو خوب فرماتے ہین - **بیت** زہے سعادت و اقبال چشم آنکس را که در جمال تو دستور ہست نظر بابد ؞ تم فرصت کے وقت مجھہ غریب کی طرف سے سلطان المشائخ کی خدمت مین یہہ عرض کرو - ہمام کہتا ہے **بیت**[1] ای صبا بندۂ نوازی کن واز حال ہمام ؞ وقت فرصت ہمہ در بندگی یار بگو ؞ کہ مین بیچارہ غریب الدیار اودھ مین سکونت رکہتا ہون اور خلق کی مزاحمت کی وجہ سے مشغول بحق نہین ہو سکتا ہون اگر سلطان المشائخ کا حکم ہو تو پہاڑون اور صحراؤن مین نکلکر بفراغت خدا تعالی کی طاعت و بندگی مین مصروف ہون - امیر خسرو نے اقرار کیا کہ مین تمہاری یہ التماس سلطان المشائخ کی خدمت مین ضرور عرض کرونگا اور امیر خسرو کا دستور تہا کہ اپنے باری کے دن جب جماعت خانہ مین موجود ہوتے تو عشا کی نماز کے بعد اور استراحت کے وقت سلطان المشائخ کی خدمت مین جاتے اور بیٹہکر ہر قسم کی حکایتین نقل کرتے جیسا کہ ہم سلطان المشائخ کے ذکر مین لکہہ آئے ہین - الغرض امیر خسرو نے اس موقع پر شیخ نصیر الدین محمود کی عرضداشت سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش کی آپنے فرمایا - امیر خسرو! شیخ نصیر الدین سے کہدو کہ تمہین خلق مین رہنا اور لوگونکے جور و ظلم کی مصائب جہیلنے چاہئین - اور اونکے عوض مین بذل و ایثار اور سخاوت و بخشش کرنا چاہیئے - کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جناب سلطان المشائخ کمال عقل اور حکمت و کرامت کے ساتہ موصوف تہے اور ہر شخص کو اوسی کام کا حکم فرماتے تہے جو اوسکے قابل و شایان دیکہتے تہے کسیکو سکوت و خاموشی کا حکم فرماتے اور کسیکو گوشہ نشینی اور دروازہ بند کرکے بیٹہنے کا ارشاد کرتے - کسی کی نسبت حکم صادر ہوتا ہے کہ تم بہت سے مرید کرنے مین کوشش کرو کسیکو ارشاد ہوتا کہ تمہین خلق مین اور لوگون کے ظلم و جفا سہنا چاہیئے اور اون سے حسن معاملہ کرنا مناسب ہے اور یہ مرتبہ انبیا و اولیا کا مقام ہے یہ کام اوس شخص سے بن آتا ہے جو اسکے شایان و قابل ہے یہ کام میرا تمہارا نہین ہے - ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین **بیت**[2] تو نہ مرد عشق بازی ما ؞ برو اے خواجہ کار دیگر کن ؞

دوسرا نکتہ اوس مجاہدے کے بیان مین جو سلطان المشائخ نے شیخ نصیر الدین محمود کو تلقین کیا ہے اور شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہما العزیز کے مجاہدون کے بیان مین - شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تہے کہ ابتدائی زمانہ مین جب مین سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہو کر

[1] ای صبا بندہ نوازی کر - اور ہمام کا حال فرصت کے وقت دوست کی خدمت مین گذارش کر ۱۲

[2] تو میرے عشق کے قابل نہین ہے - پس چلا جا اور کسی دوسرے کام مین مشغول ہو ۱۲

ارادت لایا اور بیعت کی سعادت سے مشرف ہوا تو ایکدن ٹہیک دوپہر کے وقت اوس درخت بڑ کے نیچے کہڑا تہا جو سلطان المشائخ کے مکان مین موجود تہا۔ اسی اثنا مین سلطان المشائخ جماعت خانہ کے کوٹہے پر سے نیچے تشریف لائے تاکہ پرانے حجرے مین جو ستون کے چبوترہ کے اندر ہے قیلولہ کرین جون ہی آپنے اس ضعیف کو کہڑا دیکہا حجرے مین تشریف نہین لیگئے بلکہ باہر مین جاکر بیٹہہ گئے اور خواجہ نصیر خادم کو میرے بلانے کیلیئے بہیجا۔ جب مین دولت قدمبوسی کو پہونچا تو فرمایا نصیرالدین! بیٹہہ جاؤ۔ مین بیٹہہ گیا۔ زان بعد فرمایا کہ تمہاری دل مین کیا ہے اور اس کام سے مقصود کیا ہے اور تمہارے والد کیا کام کرتے ہین مین نے عرض کیا کہ میرا مطلوب اس کام مین بجز مخدوم کی درازی عمر اور ترقی دولت کی دعا کے اور کچھ نہین ہے شیخ سعدی خوب فرماتے ہین **بیت** بشنو نفسی دعائی سعدی[1] ٭ گرچہ ہمہ عالمت دعاگوست ٭ اور درِ دولت کی جوبتیان سیدہی کرنا اور سر و دیدہ سے اونکی خدمت مین مصروف رہنا میرا دلی مقصد ہے۔ ایک بزرگ خوب فرماتے ہین **بیت** عہدے کردم کہ خدمت کس نکنم ٭ در ہر دو جہان مگر خدا را و ترا ٭ میرے والد بہت غلام رکہتے ہین جو پشمینہ کی سوداگری کرتے ہین۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے بہت سی عنایت و مہربانی کا اظہار کرکے فرمایا۔ نصیرالدین! سنو جس زمانہ مین مَین اپنے خواجہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر تہا تو ایکدن کا ذکر ہے کہ اجودہن مین ایک دانشمند جو میرا یار اور ہم سبق تہا اور مدتون تک مین نے اور اوسنے ایک جگہ تعلیم پائی تہی میرے سامنے آیا جب اوسنے مجہے میلے کچیلے اور پہٹے پُرانے کپڑون مین دیکہا تو دریافت کیا کہ مولانا نظام الدین! تمہین یہ کیسا دِن پیش آیا اور تمہاری یہ کیا حالت ہوئی اگر اس قدر زمانہ تک تم شہر مین لوگون کو تعلیم دیتے تو مجتہد زمانہ کہلائے جاتے اور اسباب و روزگار بہت کچہ حاصل کرلیتے۔ مین نے اوس یار عزیز کی یہ باتین سنکر کچہ جواب نہین دیا اور معذرت کرکے اپنے خواجہ کی خدمت مین حاضر ہوا شیخ شیوخ العالم نے پوچہا نظام! اگر تمہاری یارون مین سے کوئی شخص تم سے ملکر کہے کہ یہ کیسا دن ہے جو تمہین پیش آیا ہے اور تعلیم و تعلم جو فراغت و رفاہیت کا سبب ہے اوسے ترک کرکے تم اس دہاڑے کو پہونچگئے ہو اور اس روز مین مشغول ہوئے ہو تو تم اوسکا کیا جواب دو۔ مین نے عرض کیا کہ جو کچہ مخدوم کا ارشاد ہو وہی عرض کرون فرمایا اوسکا جواب یون دینا چاہیئے **بیت** نہ ہمرہی تو مرا راہ خویش گیر و برو[2] ٭ ترا سعادت باد و مرا نگونساری ٭ زان بعد شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ باورچی خانہ مین جاکر کہو کہ ایک خوان طرح طرح کے کہانون سے آراستہ کرکے لائین۔ مینے فورًا

[1] سعدی بہی دعاگو ہے اگرچہ تمام عالم آپکی دعا کرتا ہے ۱۲

[2] تو میرا ہمراہی نہین ہوسکتا اپنی راہ لے تجہے سعادت مطلوب ہے اور مین اسی مین خوش ہون ۱۲

حکم کی تعمیل کی۔ جب باورچی خانہ کے داروغہ نے ایک آراستہ خوان کہانا کہا تو شیخ شیوخ العالم نے فرمایا۔ نظام ! اس کہانیکے خوان کو سر پر رکہو اور اوس مقام پر لیجاؤ جہان تمہارا وہ یار مقیم ہے۔ مین نے خواجہ کے فرمان کے مطابق کہانے کا خوان سر پر کہا اور اوس طرف چل نکلا چلتے چلتے اوس سرائے مین پہونچا جہان وہ فروکش تہا۔ جون ہی اوسکی نظر مجہپر پڑی زار قطار روتا ہوا دوڑا اور کہانے کا خوان میرے سر سے اُتار کر پوچہنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ مین نے کہا مجہسے تمہاری ملاقات کرنے اور باہمی بحث و گفتگو کرنے کا حال شیخ شیوخ العالم کو باطنی نور سے روشن وہویدا ہوگیا شیخ نے ساری کیفیت مجہسے دریافت کی جب مین نے تمام باتین صاف صاف عرض کردین تو شیخ نے یہ خوان مرحمت فرمایا اور تمہاری بات کا جواب اس بیت مین عنایت کیا **بیت** نہ ہمرہی تو ۔ ہزار راہ خویش گیر و برو ؛ ترا سعادت بادا مرا نگونساری ؛ اوس دانشمند عزیز نے میری یہ گفتگو سنکر جواب دیا۔ خدا کا شکر ہے کہ تم ایک ایسا بزرگ و معظم شیخ رکہتے ہو جس نے تمہارے نفس کو اس حد تک ریاضت دی ہے اب مجہے بہی اپنے شیخ کی خدمت مین لیچلو تاکہ ایسے بزرگ کی پائبوسی کی سعادت حاصل کرون۔ الغرض جب وہ کہانا صرف ہوگیا تو دانشمند نے اپنے خدمتگار سے کہا کہ یہ خوان سر پر رکہکر ہمارے ساتہہ ساتہہ چل۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے اوس عزیز سے کہا ایسا نکرو جسطرح خوان سر پر رکہکر لایا ہون اوسیطرح واپس ہون گا اور شیخ کی خدمت مین پہنچاؤن گا۔ چنانچہ مین نے خوان اپنے سر پر رکہہ لیا اور وہ دانشمند میرے ساتہ ساتہ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین آیا سر سے تاج رعونت اوتار کر بادشاہ اہل محبت کی درگاہ کی خاک پر رکہی اور شیخ شیوخ العالم کے مکاشفہ اور محاورہ سے آپکا اسیر محبت ہوگیا اور دلی عقیدت مندی کے ساتہ بیعت کی۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت**[۱] از دیدہ و دل بندہ شکل تو شدم ؛ یارب چہ خوش است این طریق خوش تو ؛ شیخ نصیر الدین محمود فرماتے ہین کہ جس اثنا مین سلطان المشائخ یہ فوائد اپنے غلام سے فرما رہے تہے اور مجاہدہ کی تلقین کر رہے تہے اور عشق انگیز ابیات پڑہتے تہے تو آپکی پرنم آنکہون سے آنسوؤن کی ندیان ٹپکی بہ رہی تہین اور انتہا درجہ کی رقت طاری تہی۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** چشمم از خون دل روان کردہ ؛ جوئے خون ہمچو آب بر در تو ؛ اسی اثنا مین سید السادات سید حسین کاتب حروف کے عم بزرگوار جنکا وصف شرح و بیان سے مستغنی ہے اور جنکا شمہ اونکے حالات مین لکہا گیا ہے عالم شباب اور کامرانی کے زمانے مین عجیب کیفیت سے آئے رومال سے کمر بندہا ہوا اور ناز مین دستار مبارک مونڈہے پر پڑا ہوا جوانون کی طرح خرامان دروازے سے آئے اور چاہتے تہے کہ دہلیز سے گذر کر سلطان المشائخ کے حجرے کے اندر تشریف لیجائین کہ سلطان المشائخ نے فرمایا۔ سید !

---

[۱] تیرا طریق اور تیری روش ہی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ مین دل و جان سے تیرا غلام ہوگیا ۱۲

یہان آکر بیٹھو اور سعادت حاصل کرو۔ سلطان المشائخ کے فرمان کے مطابق وہ صاحب سعادت وہان آکر بیٹھ گئے جہان مین اور سلطان المشائخ بیٹھے تھے اور سعادتون اور دولتون کے دریافت کرنے مین جنکا ذکر اوس مجلس مین ہو رہا تھا شریک ہوئے۔ اس حکایت کی تصدیق کے لیئے کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جس زمانہ مین سید با صفا کی پاک ذات فالج کی زحمت مین مبتلا ہوئی تو سید نے اس بندہ اور اسکے بہائیون کو شیخ محمود کی خدمت مین روانہ کیا اور فرمایا کہ تم جاکر شیخ محمود سے دریافت کرو کہ آپکو وہ دن یاد ہے کہ سلطان المشائخ حجرہ کی دہلیز مین بیٹھے ہوئے تھے اور فوائد و ابیات زبان فیض ترجمان سے بیان فرما رہے تھے تم بہی اوسوقت موجود تھے جب مین اوس مجلس سے عبور کرکے اندر جانے لگا تھا تو سلطان المشائخ نے مجھے بلایا تھا اور فرمایا تھا کہ سید! یہان آکر بیٹھو اور سعادت حاصل کرو۔ جب ہم نے یہ پیام شیخ محمود کو پہونچایا تو آپنے فورًا فرمایا۔ بیشک وہ دن مجھے خوب یاد ہے جب مین شیخ محمود کی مجلس سے اٹہکر باہر آیا اور سید السادات کی خدمت مین پہنچا تو آپ سے دریافت کیا کہ سلطان المشائخ نے جو بیتین اوس وقت فرمائی تہین آپکو اون مین سے کچہ یاد ہین۔ سید السادات کو جس قدر بیتین یاد تہین پڑہین اور باقی بیتین مین نے اونہین یاد دلائین۔ اب مین پہر اصل قصہ کی طرف رجوع کرتا ہون۔ شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تہے کہ ابتدائی زمانہ مین ایکدفعہ نفس مجھے تکلیف دینے لگا اور سوء تنفس کا عارضہ پیدا ہوگیا جس سے مین نہایت منغص و پریشان ہوا چنانچہ مین نے اوسکے دفعیہ کے لیئے اس قدر عرق لیمو پیا کہ معرض ہلاکت مین پہونچ گیا اوسوقت مین نے اپنے دلمین کہا کہ یہ شخص مرنا اختیار کرتا ہے نہ وہ کہ نفس مزاحم حال ہوتا ہے۔ شیخ نصیر الدین محمود یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مین نے غایت مجاہدہ سے دس روز تک کچہ نہین کہایا تہا۔ یہ خبر سلطان المشائخ تک پہونچی آپنے مجھے اپنے پاس بلایا اور اقبال خادم سے فرمایا کہ باورچیخانہ مین سے ایک روٹی لے آ۔ اقبال ایک روٹی اور اوسکے ساتہ بہت سا حلوا لے آیا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ ساری روٹی کہالو۔ مین متحیر تہا کہ ساری روٹی ایکدفعہ کہانا میرے اندازہ سے باہر ہے۔ اس روٹی کے کہانے کے لیئے چند روز چاہئیین۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ اس بزرگ کی ظاہر و باطن کی مشغولی اور مجاہدہ کی حکایتین اس درجہ ہین جنکی تحریر سے قلم محض عاجز ہے۔ جو لوگ اس بزرگ کی قدمبوسی کی دولت کو پہونچی ہین اونہون نے آپکی نورانی پیشانی مین تقوی کے آثار محسوس کیئے ہین۔ اس بزرگ کی آخیر عمر مین جبکہ آپ کا کمال عروج کو پہونچگیا تہا اور ذات مبارک محض روح ہوگئی تہی جو خوشبو سلطان المشائخ کی مجلس مین آتی تہی ویسی ہی خوشبو شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مبارک سے کاتب حروف کے مشام جان مین پہونچی ہے اور افسردہ دلون

جان کو تیس برس کے بعد تر و تازگی اور انبساط و خوشی حاصل ہوئی جن صاحبدلوں نے سلطان المشائخ کی مجلس کو دیکھا ہے اور اوس معنی پر جو معنی کا مغز ہے پہونچگئے ہین۔ آپکے بعد شیخ نصیر الدین محمود کی مجلس کو اوسی طریق پر پایا ہے اور دونون مجلسون مین کوئی تفاوت نہین دیکھا ہے۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت** مراز مجلس تو بوے یار مے آید؛ خوشم ز بوئی تو کز سوئے یار مے آید؛ ہزار پیرہن دل چو گل شود پارہ؛ ازین نسیم کہ از کوئے یار مے آید؛ جب شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے اس کرامت کا مشاہدہ ہوا تو مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس بزرگ کا کام کمال کے مرتبہ کو پہونچگیا ہے تعجب ہے کہ اس جیسے پاک ذات کو دنیا مین چھوڑین اسی معنی کے مناسب دو ابیات ہین جو سلطان المشائخ کی زبان مبارک سے گذری ہین **رباعی** ہیچ منمائی روے شہرافروزت؛ چون نمودی برو سپند بسوز؛ آن جمال تو چیست مستی تو؛ وان سپند تو چیست ہستی تو؛ اس رباعی کی شرح مفصل طور پر ستر کرامت کے نکتہ مین لکہی جائے گی۔ الغرض اسکے بعد بہت تہوڑے دن گذرے تہے کہ شیخ نصیر الدین محمود نے سفر آخرت قبول کیا اور مقعد صدق مین قرار پکڑا۔ قدس اللہ سرہ العزیز۔ آپکا انتقال رمضان مبارک کی اٹھارہوین تاریخ ۷۵۷ھ ہجری مین جناب سلطان المشائخ کی وفات سے بتیس سال بعد ہوا۔

تیسرا نکتہ اوس اشارہ کے بیان مین جو شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے نفس کی قلع و قمع کرنے مین کاتب حروف کو تلقین فرمایا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ کاتب حروف اس بزرگ بادشاہ دین کی خدمت مین حاضر تہا اور اوس مشائخ روزگار کے سردار کے جمال و کمال کی دید مین مشغول تہا اسی اثنا مین آپنے تربیت فرما کر ارشاد کیا کہ آدمی کا نفس ایک درخت کے قائم مقام ہے جو شیطانی خواہش کی مدد سے اس شخص کی ذات مین جڑ پکڑ لیتا ہے اور دن بدن محکم و مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ اگر آدمی تدریج و سکونت کے بعد عبادت و تقوی کے زور اور محبت و عشق کی قوت سے ہر روز اوس درخت کو ہلاتا رہے تو ضرور اوسکی جڑ ضعیف اور سست ہوجائے اور اکھڑ جانیکے قابل ہوجائے۔ پہر حق تعالی کی بندگی کی مدد اور پیر کی محبت کی وجہ سے بالکل اکھڑ جائے۔ یہ موثر اور دلپسند تقریر فوراً بندہ کے دل مین اوتر گئی اور خود بخود دل نے قبول کرلی۔ اور واقعی بات یہ ہے کہ مشائخ کبار جو بہی نصیحت کرتے ہین حق کے ساتہ کرتے ہین کیونکہ اونہون نے شیطان اور نفس دونون کو مقہور کر رکہا ہے اور اپنے مبارک دل کے اطراف و جوانب کو ان دشمنون سے بالکل

ل مجہے تیری مجلس مین اپنے دوست کی خوشبو آتی ہے۔ مین تیری لطافت سے خوش ہون کہ یہ خوشبو یار کی جانب سے میری مجلس مین آرہی ہے اس خوشبو پر جو یار کی طرف سے آرہی ہے ہزار دل مثل گل پارہ ہون کیا مضائقہ ہے ۱۲ ٭ کسیکو اپنا پیارا چہرہ نہ دکہا اگر ایسا ہوجائے تو سپند جلانا چاہیئے۔ تیرا جمال تیری مستی ہے اور میرا بطور صدقہ سپند جلانا تیری ہستی ۱۲

خالی کردیا ہے حق کے ساتھ موافقت کی ہے اور غیر حق سے تبرا و بیزاری جب کوئی واصل اور معظم و محترم شیخ اوس مقام سے جو
حق تعالی کا منظور نظر ہے نصیحت کرتا ہے ضرور ہی دل مین جگہ کرتی ہے **مصرع** سخن کز جان برون آید نشیند لاجرم
بردل ❊ **چوتھا نکتہ** شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز کی بعض کرامتون کے بیان مین۔

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ بندہ ایک دفعہ اپنے بہائیون یعنے جناب سید السادات عماد الدین امیر صالح رحمۃ اللہ علیہ
اور سید نور الدین مبارک کے ساتھ جناب شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت مین جارہے تھے جاڑے کا موسم تھا رستہ مین
میرے بہائیون مین سے ایک صاحب بول اوٹھے کہ اگر شیخ محمود صاحب کرامت ہونگے تو کسی قسم کی شیرینی ہمارے سامنے
پیش کرین گے جب ہم اوس بزرگ کی خدمت مین پہونچے اور اوس بادشاہ دین کی قدمبوسی سے مشرف و معزز ہوئے
تو حضور نے خادم کو شربت لانے کا حکم فرمایا فورًا حکم کی تعمیل ہوئی اور شربت کے چھلکتے ہوئے پیالے ہمارے سامنے
لاکر رکھے گئے جب شربت کے لبریز پیالے خادم نے ہمارے ہاتھون پر رکھے ہمارے دل مین فورًا یہ خیال گذرا کہ یہ تو پینے کی
چیز ہے اور ہم نے کہانیکی نسبت کہا تھا ہنوز ہم اس اندیشہ مین تھے کہ آپنے خادم سے فرمایا کہ دوسری شیرینی لا۔
ہم نے عرض کیا کہ حضرت! شربت تو ہم پی چکے ہین۔ فورًا زبان مبارک پہ جاری ہوا کہ وہ پینے کی چیز تھی اور یہ
کھانے کی چیز ہے۔ کاتب حروف نے خواجہ عزیز الملۃ والدین سے جو حضرت سلطان المشائخ کی شرف قرابت کے ساتھ
مشرف و ممتاز تھے سنا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ایکدفعہ مین شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر تھا کہ
آپنے اسی اثنا مین خادم سے قلم دوات اور کاغذ کا ٹکڑا مانگا خادم نے فورًا حاضر کیا۔ مینے دیکھا کہ آپنے قلم کو سیاہی مین
تر کرکے کچھ کاغذ پر لکھا اور میرے ہاتھ مین دیکر فرمایا کہ جب تم سلطان المشائخ کے روضۂ مقدسہ مین پہونچو تو یہ کاغذ روضہ
کے آگے رکھدینا جونہی یہ سبز کاغذ آپنے میرے ہاتھ مین دیا ووہین ہی میرے دل مین خیال گذرا کہ اس کاغذ کو
کہول کر پڑھنا چاہیے اور دیکھنا چاہیئے کہ کیا لکھا ہے۔ پہر مین نے سوچا کہ اول روضۂ مبارک کے آگے رکھنا چاہیئے
جیسا کہ شیخ کا حکم ہے بعد ازان مطالعہ کرنا مناسب ہے چنانچہ مین نے وہ کاغذ سلطان المشائخ کے روضہ کے سامنے رکھدیا
پہر جو اٹھا کر دیکھتا ہون تو کاغذ بالکل سفید پاتا ہون اس سے تعجب اور تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہوئی۔ کاتب حروف
عرض کرتا ہے کہ جب کسی دوست کو اپنا قصۂ حال جو درحقیقت ایک طرح کا خداوندی بہید ہے دوسرے دوست کی
خدمت مین عرض کرنا منظور ہوتا ہے تو وہ دوست اسبات کو کبھی پسند نہین کرتا کہ کوئی اور شخص اوس بہید سے واقف
ہو کیونکہ اگر ایسا کریگا تو دوسرے بہید کے سُننے کا مستحق ہوگا ورنہ نہین۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **رباعی** گر شمۂ بر دو
سِترّ تو از جان نرود ❊ اندوہ و غم عشق تو آسان نرود ❊ ہرگز دل پردرد نیابد درمان ❊ تا قصۂ حال او بسلطان نرود ❊

کاتب حروف نے خواجہ خیر الدین کافور سے سنا ہے جو ایک نہایت پاک اور درست اعتقاد مرید تھے اور درویشون سے انتہا درجہ کی محبت رکہتے تہے فرماتے تہے کہ جب مین نے عزیزون کی خدمت مین کمر ہمت باندہی ہے اور اس کام مین چپت وچالاک کہڑا ہوا ہون تو مین نے چاہا کہ دستار اپنے اختیار سے کمر خدمت مین باندہون اور جس طرح میرے مخدوم شیخ اشارہ فرمائین اوسی طرح دستار کو پاس رکہون جب یہ بات میری دل مین گذری تو شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت مین حاضر ہوا پابوسی کے بعد خدمت مین بیٹہا اور وہی دستار کا خطرہ اسوقت میرے دل مین گذرا اسی اثنا مین شیخ نے خادم سے فرمایا کہ زین الدین جو دستار لوگ میرے لیئے لائے ہین یہان لاؤ۔ خادم نے دستار حاضر کی تو مین نے دیکہا کہ وہ کہلی ہوئی تہی شیخ نصیر الدین نے وہ دستار مجہے عنایت فرمائی چنانچہ مین اوسروز سے اسوقت تک کہلی ہوئی دستار اپنے پاس رکہتا ہون۔ یہی خواجہ کافور فرمایا کرتے تہے کہ مین نے خواجہ قوام الدین کو فرماتے سُنا ہے جو مرید صادق تہے کہ ایکدفعہ مجہے نہایت تنگی اور سختی پیش آئی اور مطالبہ ومصادرہ کی وجہ سے اپنے منصب سے موقوف وبرطرف ہو گیا اس موقوفی کے زمانہ مین اون دوستون اور عزیزونکی یہ کیفیت تہی جنسے مین اس سے پیشتر دلی محبت رکہتا تہا کہ اگر مین اونکی طرف توجہ کرتا یا کوئی بات کہتا تہا تو وہ مجہسے منہہ موڑ لیتے تہے اور میری کچہہ نہ سنتے تہے۔ اگر مین فروختگی کے لیئے اسباب بازار مین بہیجتا تو کوئی اوسے خریدتا نہ تہا۔ اس وجہ سے مین نہایت عاجز وبے قرار ہوا اور اسی حال مین اپنے مخدوم شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین گیا اور دل مین یہ بات ٹہان لی کہ شیخ کی قدمبوسی کے بعد کیفیت عرض کرونگا اور آپکے باطن مبارک سے فراخی وخلاصی کی دعا چاہونگا جب مین نے حضور کی سعادت قدمبوسی حاصل کی تو اس سے پیشتر کہ مین اپنا مطلوب عرض خدمت کرون خود شیخ نے اپنے کرم قدیم سے پوچہنا شروع کیا اور اثنا کلام مین یہ بیتین زبان مبارک سے ارشاد فرمائین قطعہ

مله دنیا چو مقدر است نخروشی به ÷ رزق تو رسد بوقت کم کوشی به ÷ چیزیکه نخرند نه فروشی به ÷ گفت تو نه کنند خاموشی به ÷

الغرض شیخ نے نور باطن سے میرا اندیشہ وخیال مجہپر ظاہر کر دیا مین نے سر زمین پر رکہکر عرض کیا کہ غلام کے دل مین ایک یہی خطرہ تہا جسپر مخدوم نور باطن سے مطلع ہوئے۔ بندہ کو اس کرامت سے ایک قسم کی تقویت اور مدد حاصل ہوئی۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جب سید محمد محمود کاتب حروف کا فرزند (خدا تعالیٰ اوسے نیک بیتون مین پرورش پانے کی توفیق دے) حمل مین تہا تو اوسکی مان نے نیت کی اور اسباب پر عزم کر لیا کہ

مله دنیا جب تقدیر الٰہی اور اندازۂ ربانی ہے تو تیرا جزع وفزع نکرنا ہی بہتر ہے اور جب یہ معلوم ہے کہ رزق وقت پر پہونچنے والا ہے تو اوس کے لیئے کم کوشش کرنا مناسب ہے جو چیز لوگ تم سے خرید نہ کریں اوس کا نہ بیچنا ہی بہتر ہے اور جب کوئی تمہاری بات نہ سنے تو خاموشی اختیار کرنا چاہیئے ۱۲

اگر میرے ہان لڑکا پیدا ہوگا تو اوسکا جو نام شیخ نصیر الدین محمود تجویز کردینگے وہی نام رکھونگی اور جس کپڑے نے شیخ محمود کی صحبت حاصل کی ہوگی اوسکا کرتا پہناؤنگی اور اوسے شیخ کی نظر مبارک مین پیش کرکے آپکے قدمون مین ڈال دونگی۔ تاکہ حق تعالیٰ اونکی برکت سے اوسے سعادت و برخورداری بخشے۔ چنانچہ جب سید محمود پیدا ہوا تو بندہ شیخ محمود کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپ اوسوقت قیلولہ مین مشغول تھے۔ قیلولہ سے فارغ ہوئے تو لوگون نے میری حاضر ہونیکی اطلاع دی حضرت نے بندہ کو اندر بلا لیا اور اپنی قدیم عادت کے مطابق غلام کی عزت و حرمت مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا مین ابھی کھڑا ہی تھا کہ حضرت نے پوچھا کہ تمہارے کتنے فرزند ہین مجھے آپکے سوال سے نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت ہوئی لیکن مین فوراً حضور کی قدمبوسی مین مشغول ہوا جب بیٹھا تو پھر دریافت کیا کہ تمہارے کئے فرزند ہین مین نے عرض کیا کہ حضور مین اسی بابت کچھ عرض کرنے آیا ہون۔ چنانچہ مین نے اپنا تمام ماجرا اسطرح بیان کرنا شروع کیا کہ اس کمترین کے چند فرزند حالت طفلگی مین مرگئے اب میرے ہان ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اوسکی مان نے یہ نذر مانی ہے کہ اسکے بعد مین نے سید محمود کی والدہ کی نذر اور اوسکے پیدا ہونیکا سارا قصہ شیخ کی خدمت مین عرض کیا۔ حضرت نے میری تمام عرضداشت رغبت کے کانون سے سنکر فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ کہ زوال کا وقت جاتا رہے اور سایہ ڈہلجائے مین باہر آکر بیٹھ گیا۔ حضرت نے عنایت کی اور خادم کے ہاتھ پان بھیجا زان بعد بندہ کو پھر اندر بلا لیا مین دیکھتا ہون کہ اپنا مصلّی زانوئے مبارک کے پاس رکھے ہوئے ہین او چند گز کپڑا زانوے مبارک پر لیٹے ہوئے ہین۔ جون ہی مین سامنے گیا مصلا ہاتھ مین لیکر بندے کو عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ تمہارے کام آئے گا اور وہ کپڑا بھی ہاتھ سے اوٹھا کر بندے کو دیا اور فرمایا یہ کپڑا اپنے چھوٹے بچے کے لیئے لیجاؤ اور اسکے کپڑے قطع کرکے اوسے پہنادو۔ اسموقع پر حضور کے خادم نے عرض کیا کہ یہ کپڑا شیخ کی دستار مبارک ہے۔ اسکے بعد بندہ نے عرض کیا کہ بچہ کا نام بھی معین کردیجیئے۔ شیخ نے کچھ تامل کیا اور پوچھا تمہارا کیا نام ہے مین نے کہا محمد۔ پھر فرمایا تمہارے چھوٹے بھائیون کا۔ مین نے عرض کیا ایک کا نام سید لقمان ہے۔ دوسرے کا سید داؤد۔ آپنے پھر تامل کیا اور دوسرے مرتبہ بعینہ یہ تقریر فرمائی کہ اوسکا نام محمود ہونا چاہیئے۔ حضرت کی یہ تقریر سنتے ہی فوراً میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ بزرگ شیخ نے یہ نام ربانی الہام سے تجویز فرمایا ہے اور اسکے ساتھ ہی مجھے اپنے فرزند کی سعادتمندی و برخورداری کی کامل امید ہوگئی۔ خواجہ نظامی نے کیا خوب فرمایا ہے۔ **بیت** ہر کہ زدل دامن پیران گرفت ؎[1] گنج بقا زین رہ پیران گرفت ؎ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جب سلطان محمد تغلق کی دولت و حشمت کا ستارہ شہاب ثاقب بنکر چمکا اور ممالک ہندوستان پر

[1] ترجمہ: جنے دل سے پیرون کا دامن پکڑا اوس نے پیرون کی راہ سے بقا کا خزانہ حاصل کیا ہے۔

اوسکا پورا تسلط ہوا تو اوس نے شیخ نصیر الدین محمود کو جو باتفاق تمام عالم اپنے زمانہ کے شیخ تہے اور جمیع مخلوق آپ کی
مرید و فرمانبردار تہی۔ طرح طرح کی ایذائین پہونچائین لیکن باینہمہ محترم و معظم اور دین کے بزرگ شیخ نے اپنے پیرون کی اتباع
کی وجہ سے تحمل و برداشت کو ضروری بات سمجہا اور اوسکی تلافی و مکافات مین ذرا کوشش نہین کی۔ یہان تک کہ آخر
عمر مین اس بادشاہ کو ٹہٹہہ کی مہم پیش آئی (ٹہٹہہ ایک موضع کا نام ہے شہر دہلی سے ہزار میل کے فاصلہ پر)
اور وہ اس مہم کے سر کرنے کے لیئے خود وہان گیا۔ چند روز کے بعد شیخ نصیر الدین محمود کو علما اور بزرگان دین کی
ایک جماعت کے ساتہ بلایا اور جیسا کہ احترام و اکرام کرنا چاہیئے تہا ویسا نہین کیا۔ آپنے اسپر بہی برداشت کی جسکا
نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان محمد تغلق مر گیا اور تخت سلطنت سے اوترکر تختۂ تابوت مین بند ہوا اور اوسکا جنازہ شہر مین لایا گیا
الغرض لوگون نے شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے پوچہا کہ سلطان محمد تغلق جو آپکو طرح طرح کی تکلیفین پہونچاتا
تہا اسکا سبب کیا تہا فرمایا مجہہ مین اور خدا تعالی مین ایک معاملہ تہا اسوجہ سے خدا نے سلطان محمد تغلق کو میری تکلیف
دینے پر آمادہ کر دیا تہا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ حق تعالی اپنے دوستونکو اوس انتہا درجہ کی گرمی کی وجہ سے کہ
اونکے حق مین جائز رکہتا ہے ایک ایسے طریق کے ساتہ جو اوسے معلوم ہے اوس درجہ کو پہونچاتا ہے یعنے جو اون سے
لغزش ہوتی ہے اوسکی دنیا ہی مین تلافی کر دی جاتی ہے تاکہ کل قیامت کے دن (جسکا وقوع یقینی ہے) انبیاء و
اولیا کے سامنے اون کا راز فاش نہو اور اسیطرح معظم و مکرم رہین۔ اس مطلب کی تصدیق کے لیئے ایک حکایت احیاء العلوم
سے نقل کی جاتی ہے **حکایت** بنی اسرائیل مین جو پیغمبر گذرے ہین اون مین ایک پیغمبر ذوالیقین نام تہے (اونپر اور ہمارے نبی
آخر الزمان پر خدا کا درود و سلام ہو) ایکدفعہ اونکے دل مبارک مین ایک خطرہ گذرا جسکی وجہ سے اون پر عتاب الہی
ہوا اور مواخذہ کیا گیا اور یہ اسوجہ سے کہ اَلْمُخْلِصُوْنَ عَلٰی خَطَرٍ عَظِیْمٍ۔ یعنے دوستان خدا کے لیئے بڑی بڑی مصیبتین
اور بلائین ہین۔ الغرض اونہین خداوندی فرمان پہنچا کہ تم اسبات کو پسند کرتے ہو کہ اس خطرے کی جزا تمہین قیامت کے
دن دی جائے یا دنیا ہی مین ملجائے۔ پیغمبر صاحب نے جواب مین کہا کہ مین اپنی سزا دنیا ہی مین بہگتنا پسند کرتا ہون
تاکہ قیامت کے روز میدان عرصات مین انبیا اور اولیا کے سامنے کشف خطرہ کی وجہ سے نادم و شرمسار نہ ہون
چنانچہ اسکے بعد خدا تعالی کے حکم سے ایک عورت ان پیغمبر صاحب کے نکاح مین آئی جسنے اونہین طرح طرح کی تکلیفین اور
ایذائین پہنچانی شروع کین چونکہ پیغمبر صاحب کو معلوم تہا کہ یہ بلا اختیاری اور میری ہی پسند کی ہوئی ہے اس لیئے
اون ناقابل برداشت ظلمون اور جفاؤن کو دل سے قبول کرتے اور نہایت خوشی کے ساتہ سہتے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر
ہے کہ چند عزیز ان پیغمبر صاحب کے گہر مین مہمان ہوئے۔ آپنے نہایت خندہ پیشانی اور بشاشت کے ساتہ اونہین

اپنا مہمان کیا اور اون کے لئے گہر سے کہانا لانیکا ارادہ کیا لیکن جب گہر مین جاکر کہانا مانگا تو عورت نے کہانا نہین دیا اور اُلٹی جور و جفا سے پیش آئی پیغمبر صاحب نہایت منغص اور کبیدہ خاطر باہر تشریف لائے۔ مہمانون نے اونکے چہرہ مبارک پر ناخوشی اور ملالت کے آثار دیکہکر خاموشی اختیار کی غرضکہ پیغمبر صاحب نے چند مرتبہ ایسا کیا کہ گہر مین جاتے تہے اور باہر آتے تہے لیکن ہر بار عورت ظلم و ستم توڑتی تہی اور کوئی چیز نہین دیتی تہی آخرکار مہمانون مین سے ایک شخص نے پیغمبر صاحب سے پوچہا کہ یہ کیا بات ہے جسے ہم دیکہہ رہے ہین۔ پیغمبر صاحب نے اپنے حضرہ کی کیفیت اور اوسکی جزا دنیا ہی مین اختیار کر لینے کی تفصیل بیان کی۔ الغرض شیخ نصیر الدین محمود کی ذات ہمایون صفات کو آخر عمر مین چند روز تک زحمت لاحق رہی اور آپنے اوسی زحمت کی وجہ سے اٹہارہوین ماہ رمضان المبارک ۷۵۷ھ ہجری کو چاشت کے وقت دار فنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ شیخ نصیر الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مکان ہی مین ایک مقام تھا جو ہمیشہ حضرت کا منظور نظر تہا چنانچہ لوگون نے وہی مقام تجویز کرکے آپکو وہان دفن کیا۔ آپکے روضۂ مبارک سے بوے بہشت آتی ہے اور خلق کا قبلۂ حاجات مانا جاتا ہے رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔ **از انجملہ** کان صفا معدن وفا ظاہر و باطن محبت و عشق سے آراستہ۔ عشق و محبت کے ذوق مین دنیا و عقبیٰ کی لذت سے دل برخاستہ موافقت دوست مین عزت یافتہ شیخ قطب الدین منور ہین (خدا تعالیٰ اونکی قبر کو انوار قدس سے منور و روشن کرے۔) اس محترم و بزرگ شیخ کا ذکر پانچ نکتون مین شامل ہے۔

شیخ قطب الدین منور کے حالات

پہلا نکتہ شیخ قطب الدین منور نور اللہ مرقدہ کے اوصاف اور کثرت بکا اور درونی ذوق و شوق کے بیان مین۔ آپ علم و عقل وفا و عشق ورع و بکا کے ساتھ موصوف و مشہور اور اسقاط تکلف کے ساتھ مخصوص تہے۔ غوغائے خلق کا مطلقاً خیال نرکہتے تہے اور اپنے آبا و اجداد کے اُس گوشہ مین جہان اونہون نے اپنی عزیز عمر بن خدا کی محبت و عبادت مین صرف کی تہین انتہائے عمر تک نہایت خوشی کے ساتھ بسر کر دی اور کسی وقت کسیطرح دنیا اور اہل دنیا کی طرف میل نہین کیا۔ جو کچھہ غیب سے تہوڑا بہت پہونچتا تہا اوسی پر قناعت کرتے اور کسیکے دینے لینے کی کبہی کچھہ پروا نکرتے۔ کسی بزرگ نے کیا ہی اچہا کہا ہے **بیت** شیر نر بوسد بحرمت مرد قانع را قدم ٭ پیر سگ خاید بدندان پاے مرد ہر درے ٭ اس جلیل القدر اور محترم شیخ نے کسیوقت کسی صورت مین کسی دروازہ اور دربار کا موہنہ نہین دیکہا اور اوسکا پاؤن مبارک جو حقیقت مین اولیا کے سر کا تاج تہا بجز نماز جمعہ یا اپنے آبا و اجداد کی زیارت کے کبہی جگہ سے نہین ہلا۔ اور ہانسی سے کسیوقت قدم باہر نہین نکالا۔ اطراف عالم مین خلائق جوق جوق سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کی غرض سے خطہ ہانسی مین آتی تہی جو اندلون

ملہ نر شیر حرمت و عزت کے ساتھ قانع آدمی کے قدم کو بوسہ دیتا ہے اور جو شخص ہر دروازہ پر بہٹکتا ہے اوسکے پاؤن کو بوڑہا کتا دانتون سے چباتا ہے ۱۲

آپ کے وجود مبارک کی وجہ سے بہشت کا ایک خوشنما قطعہ نظر آتا تھا آپ حضرت سلطان المشائخ کے ایک معزز و ممتاز خلیفہ تھے
اور امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کے عظیم الشان و محترم خاندان کے چشم و چراغ تھے جنکی صدارت و امارت ہمیشہ غلام رہی ہے
اور جنہین ہر زمانہ مین خلافت کا معزز تمغہ ملتا رہا ہے - آپکے باطن مبارک مین عجب شوق اور عجب درد مضمر تھا جسکا یہ ہی
اثر یہ تھا کہ آپکی تقریر دلکشا سے وسدم محبت و عشق کی آگ بھڑکتی تھی کسی عزیز نے کیا ہی خوب فرمایا ہے - بیت [۱]
نازنینا مہر تو سوزیست بجان نہاد ✤ شعلہائے آتشین در سینۂ بریان نہاد ✤ اس عاشق صادق کی جگر سوز
آنسو عشاق کی عشق کی آگ کو بھڑکاتے اور عشق و محبت کو تیز کرتے تھے بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے بیت [۲] اے کان
عشق و مایہ سوز و شان و درد ✤ از گریۂ تو آتش عشاق شعلہ زد ✤ سبحان اللہ عجب زندگانی تھی کہ ساری عمر عزیز اپنے پیر
کی محبت و شوق مین صرف کی - آپکا حال یہ تھا کہ جب آپکے سامنے پیر کا نام لیا جاتا تو بمجرد نام کے سنتے ہی اس قدر گریہ
و بکا غالب ہوتا کہ آپکے رونے سے وہ لوگ بھی زار قطار رونے لگتے جو راہ درویشی مین صادق ہوتے امیر خسرو فرماتے
ہین - بیت [۳] بیاد قامت آن نازنین سرشک دو چشم ✤ بہر زمین کہ برآید درخت ناز برآید ✤ بندہ ضعیف
عرض کرتا ہے بیت [۴] در عشق تو حاصلم ہمین گریۂ خون است ✤ آخر نظرے کن کہ حال این سوختہ چونست ✤
شیخ قطب الدین منور اوس انتہا درجہ کی حضوری اور باطنی محبت کی وجہ سے جو اپنے پیر کی خدمت مین رکھتے
تھے سلطان المشائخ کی زیارت نکر سکے جیساکہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز نے
بوقت رخصت حضرت سلطان المشائخ سے فرمایا تھا کہ گو تم بظاہر ہم سے غائب ہو لیکن باطن مین ہر وقت
ہمارے ساتھ ایک جا ہو - شیخ شیوخ العالم کے اس کہنے کا یہی مطلب تھا کہ زیارت کے لئے آمد و رفت کرنا
کوئی چیز نہین باطنی اعتقاد و محبت بڑے کام کی بات ہے - اسی لحاظ سے شیخ قطب الدین منور اپنے پیر کی
زیارت کو کبھی نہین گئے ایک بزرگ نے خوب کہا ہے بیت [۵] از لسکہ دو دیدہ در خیالت دارم ✤ در ہر چہ نگہ کنم توئی
پندارم ✤ شیخ سعدی فرماتے ہین - بیت [۶] از خیال تو بہر سو کہ نظر میکردم ✤ پیش چشمم در و دیوار مصور میشد ✤

[۱] اے نازنین تیری محبت نے ایک سوز جان مین پیدا کر دیا ہے اور سینہ بریان مین آگ کے شعلہ بھڑکا دئے ہین - ۱۲
[۲] اے عشق کی کان سوز کی پونجی درد کے شان تیرے گریہ سے عشاق کی آگ بھڑک اٹھی ۱۲
[۳] اوس نازنین کے قد کی یاد مین آنکھ کے آنسو جسین زمین پر گرتے ہین وہان درخت ناز پیدا ہوتا ہے ۱۲
[۴] تیرے عشق مین مجھے یہی خون کا رونا حاصل ہوا ہے آخر دیکھ کہ اس سوختہ کی کیا کیفیت ہے ۱۲
[۵] از بسکہ میری دونون آنکھین تیرے خیال مین محو ہین - مین جس چیز کو دیکھتا ہون تجھی کو تصور کرتا ہون
[۶] تیرے خیال مین جس طرف میری نظر جاتی ہے ہر در و دیوار مین تو ہی نظر آتا ہے ۱۲

دوسرا نکتہ شیخ قطب الدین منور اور شیخ نصیر الدین محمود کے حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے باعظمت دربار سے ایک ہی مجلس میں تمغۂ خلافت پانے کے بیان میں۔ روشن ضمیران عالم پر واضح ہو کہ جب حضرت سلطان المشائخ کے حکم سے خلفاء کے خلافت نامے لکھے گئے جیسا کہ اسکی مفصل کیفیت اسی باب کے ابتدا میں لکھی جا چکی ہے تو یہ دونوں بزرگ اوس زمانہ میں سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپنے اول شیخ قطب الدین منور کو بلایا اور اپنے دست مبارک سے خلافت کا معزز خلعت دیکر جو وصیت کرائی ہے شیخ قطب الدین منور کی اور خلافت نامہ جو پہلے ہی تیار کیا گیا تھا سلطان المشائخ کی نظر مبارک میں لیتے آپکے سامنے اونکے دست مبارک میں لوگوں نے دیا اور حکم ہوا کہ جاؤ دو رکعت نماز بطور شکرانہ ادا کرو۔ شیخ منور فوراً جماعت خانہ میں آئے اور دوگانہ ادا کیا۔ یاروں نے آپکو مبارکبادی دی اور آپنے سب کا شکریہ ادا کیا۔ اسی اثنا میں شیخ نصیر الدین محمود بلائے گئے اور آپکو بھی خلعت خلافت عنایت کیا گیا اور حسب المعمول وصیت کیگئی لوگوں نے سلطان المشائخ کے سامنے خلافت نامہ اونکے دست مبارک میں دیا ابھی شیخ نصیر الدین محمود سلطان المشائخ کی خدمت میں دست بستہ کھڑے ہی تھے کہ شیخ قطب الدین منور دوبارہ طلب کیے گئے جب آئے تو سلطان المشائخ نے شیخ منور سے فرمایا کہ تم شیخ نصیر الدین محمود کو خلافت کی مبارکبادی دو۔ شیخ قطب الدین منور نے ایسا ہی کیا۔ ازاں بعد شیخ نصیر الدین محمود کو حکم ہوا کہ تم شیخ قطب الدین منور کو خلافت کی مبارکبادی دو۔ شیخ نصیر الدین محمود نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اب تم دونوں باہم بغلگیر ہو جاؤ کیونکہ تم دونوں آپس میں بھائی بھائی ہو۔ تقدیم و تاخیر کا کچھ خیال نہ کرو۔ چنانچہ دونوں صاحبوں نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ دونوں بزرگ اس ابدی سعادت اور سرمدی دولت سے مالا مال ہو کر سلطان المشائخ کی خدمت مبارک سے اوٹھکر باہر تشریف لائے تو شیخ نصیر الدین محمود نے شیخ قطب الدین منور کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ سلطان المشائخ نے جو وصیت تمہیں کی ہے اوسے مجھپر ظاہر کرو تاکہ میں اوس وصیت کو جسکا سلطان المشائخ نے مجھے حکم فرمایا ہے تمہارے آگے بیان کروں شیخ قطب الدین منور نے کہا۔ برادر من! سلطان المشائخ نے جو وصیت مجھے فرمائی ہے وہ حقیقت میں ایک مخفی بھید ہے جسے حضور نے اپنے غلام پر ظاہر کیا ہے۔ اب تم ہی انصاف کرو کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ پیر کا بھید کسی پر ظاہر کیا جائے تمہارا بھید تمھارے ساتھ اور میرا بھید میرے ساتھ ہے۔ سلطان المشائخ نے جو وصیت اپنی زبان دُرفشاں پر جاری فرمائی ہے وہ اس شعر کے بہت ہی مناسب ہے **بیت** عشقے[۵۱] کہ ز تو دارم اے شمع چگل ٭ دل داند و من دانم و من دانم و دل ٭

---

[۵۱] تیرے عشق میں جو میرا حال ہے اوسکو میں اور میرا دل ہی جانتا ہے ۱۲

شیخ نصیرالدین محمود نے اس جواب دل کشا کی بہت تعریف کی اور انصاف سے کہا کہ واقعی یہی بات ہے جو تم نے بیان کی۔ معتبر بین ثقات سے **منقول** ہے کہ جب شیخ قطب الدین منور رخصت ہونے لگے تو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ قطب الدین منور! عوارف کا وہ نسخہ جو شیخ جمال الدین ہانسوی تمہارے جد بزرگوار نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت سے خلافت کا معزز تمغہ پانیکے وقت حاصل کیا تھا اور جن دنون مین کہ ضعیف شیخ شیوخ العالم کے حضور سے سعادت خلافت حاصل کر کے ہانسی مین شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین پہنچا تھا اور اونہون نے پہلے درجہ کی تربیت و پرورش کے بعد عوارف کا یہ نسخہ میرے آگے رکہکر فرمایا تہا کہ مین نے یہ نسخہ بڑی بڑی نعمتون کے ساتہ شیخ شیوخ العالم سے حاصل کیا ہے۔ آج تمہین اس امید پر بخشش کرتا ہون کہ میری اولاد مین سے ایک فرزند تم سے تعلق پیدا کرے گا تم اوسکے حق مین اون دینی و دنیاوی نعمتون مین سے جو تمہارے ساتہ ہین کوئی نعمت دریغ نرکہو اور اوسے ان نعمتون سے سرفراز کرو۔ زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا اب مین یہ نسخہ مع اون نعمتون کے تمہین بخشتا ہون تم اوسے اپنے ساتہ لیجاؤ اور احتیاط و حفاظت سے رکہو۔ چنانچہ وہ نسخہ اسوقت تک شیخ قطب الدین منور کی واجب الاحترام خاندان مین موجود ہے یعنے آپکے فرزند رشید ستودہ صفات شیخزادہ نور الدین نور اللہ قلبہ بنور المعرفۃ کے پاس ہے جو الولد سر لابیہ کے مطابق اپنے آبا و اجداد کی سیرت پر چلتے ہین خدا سے امید ہے کہ یہ فرزند نونہال دلون کا قبلہ ٹہرے اور بتعظیم تمام اوس نسخے کو محفوظ رکہے۔

تیسرا نکتہ شیخ قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ کے بعض کرامات کے بیان مین۔ **منقول** ہے کہ شیخ قطب الدین منور کی نسبت حاسدون نے سلطان محمد ابن تغلق انار اللہ برہانہ سے طرح طرح کی چغلیان کہائین اور آپکی طرف وہ باتین لگائین جو بادشاہ کے مزاج کے سراسر مخالف تہین اگرچہ اس لگائی بجہائی سے بادشاہ کا مزاج بگڑ گیا لیکن اوسے کوئی ایسی بات ہاتہ نہ لگی جسکی وجہ سے شیخ قطب الدین جیسے بزرگ کو کچہ کہے یا کسیطرح کا مکابرہ کرے اسلیئے اوسنے چاہا کہ اول شیخ کو دنیا سے فریفتہ کرے بعدہ اس قوت سے خصومت و ایذا کا دروازہ کہولے۔ اس بنا پر بادشاہ نے دو گاؤن کا فرمان شیخ کے نام لکہوا کر صدر جہان مرحوم یعنے قاضی کمال الدین کے ہاتہ مین دیا اور فرمایا کہ یہ فرمان شیخ قطب الدین منور کے پاس لیجاؤ اور جسطرح ممکن ہو اور جو طریقہ کہ تم جانتے ہو ایسا کرو کہ شیخ اسے قبول کر لین۔ قاضی کمال الدین صدر جہان مغفور ہانسی مین آئے اور بادشاہ کا فرمان دستار مین لپیٹ کر شیخ کی خدمت مین گئے۔ جب شیخ نے سنا کہ صدر جہان آئے ہین تو آپ جو تبرے کے اوس طاق مین جہان شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا قدم مبارک پہونچا ہے بیٹھ گئے۔ قاضی کمال الدین نے نہایت ادب کے ساتہ سلام کیا اور بادشاہ کا فرمان شیخ کے سامنے رکہدیا اور اوسکی طرف سے بہت ہی اخلاص و محبت کا اظہار کر کے کہا کہ بادشاہ آپ کا کمال معتقد ہے اور اوسے شیخ کی خدمت مین بہت کچہ اخلاص و محبت ہے۔ شیخ قطب الدین منور نے

فرمایا کہ جس زمانہ مین سلطان ناصر الدین اوچہ اور ملتان کی طرف جاتا تہا تو اوس وقت سلطان غیاث الدین بلبن الغخان تہا وہ بادشاہ کے حکم سے دو گاؤن کا فرمان لیکر شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت مین پہنچا شیخ شیوخ العالم نے فرمایا کہ ہمارے پیرون نے اس قسم کے فتوح قبول نہین کی ہین اسکے طالب بنا بین اور بہت ہین اونہین دینا چاہیئے ہم نہین لیتے چنانچہ یہ بیان شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی کرامات کے نکتہ کے ذکر مین نہایت بسط و شرح کے ساتہ لکہا جا چکا ہے۔ اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد شیخ قطب الدین الدین منورؒ نے قاضی کمال الدین سے یہ بہی فرمایا کہ تم صدر جہان اور مسلمانون کے واعظ ہو اگر کوئی شخص اپنے پیرون کے طریقہ کی مخالفت کرے تو تمہین اوسے نصیحت کرنا اور اس خیال واہی سے منع کرنا چاہیئے نہ کہ اُلٹی ترغیب و خواہش دو۔ قاضی کمال الدین شیخ قطب الدین منور کا یہ جواب سنکر نہایت شرمندہ ہوئے اور معذرت کرکے سامنے سے اُٹھ کہڑے ہوئے۔ سلطان محمد ابن تغلق کی خدمت مین ہو نچکر شیخ منور کی عظمت و کرامت کا ذکر کیا اور اونکی بزرگی و جبروت کی اس ڈہنگ سے تقریر کی کہ سلطان کا دل بالکل نرم ہوگیا اور جو شکوک شیخ کی طرف سے حاسدون نے بادشاہ کے دل مین ڈال دیئے تہے یک لخت مٹ گئے۔

منقول ہے کہ ایکدفعہ شیخ قطب الدین منور یاد حق مین مشغول تہے کہ ایک قلندر آیا اور حماقت و بے حیائی کی باتین کرنی شروع کین اور بے ادبی اور گستاخی کرنے لگا۔ شیخ جو اوسے دیتے تہے اوسپر قانع نہوتا تہا اور حرص و خواہش کی وجہ سے کچہ زیادہ مانگتا تہا جب اوسنے بہت ہی گستاخی کی اور بے شرمی کی حد سے تجاوز کر گیا تو شیخ نے فرمایا اول اوس مُردار کو جو کمر مین باندہ رکہا ہے خرچ کر ڈال پہر مانگیو۔ اسوقت شیخ جمال الدین آپکے مرید و معتقد خدمت مین کہڑے ہوئے تہے جون ہی شیخ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے فوراً درویش کو لپٹ گئے اور اوسکی کمر سے کافی مقدار سونے کی نکال لی۔ کاتب حروف نے خواجہ کافور سے جو درویشون کے بارے مین نہایت پاک اعتقاد رکہتے تہے سنا ہے۔ کہتے تہے کہ مین ایکدفعہ تین اور آدمیون کے ساتہ بادشاہ وقت کے قیدخانہ مین محبوس کیا گیا تہا اور ایسی صورت واقع ہوئی تہی کہ ہم چارون آدمیون نے مال و جان کے خیال سے ہاتہ اُٹہا لیا اور حیات عزیز سے دل برداشتہ ہوکر صاحبدلون کے پُر اثر نفس اور مقبول دعا پر کان رکہدیئے کہ شاید کسی مخلص اور صادق نفس کی دعا کے اثر سے رہائی پائین چنانچہ ہم چار آدمیون نے اتفاق کرکے شہر دہلی سے ایک شخصکو شیخ قطب الدین منور کی خدمت مین بہیجا اور کہا کہ تو اوس بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوکر ہمارے لیئے فاتحہ کی درخواست کر لیکن ہمارے قید ہونے کی کوئی کیفیت بیان نکیجیو۔ جب وہ شخص دہلی سے چلکر اوس صاحبدلان عالم کے سرتاج کی خدمت مین پہنچا تو بعد سعادت قدمبوسی کے فاتحہ کی التماس کی۔ شیخ نے فاتحہ پڑہی۔ زان بعد فرمایا کہ وہ چار شخص جو بادشاہ کی قید مین گرفتار ہین اون مین سے تین آدمی تو نجات پائینگے لیکن جو تہا شخص اگرچہ میرا مرید و معتقد ہے لیکن

اوسکی عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے اور عنقریب چھلکنا ہی چاہتا ہے۔ جونہی یہ بات شیخ قطب الدین منور کی زبان مبارک پر جاری ہوئی وہ شخص وہان سے لوٹ آیا اور ہمین خوشخبری پہنچائی۔ اسکے چندروز بعد ہم تینن آدمیون نے قید سے رہائی پائی اور چوتھا شخص ساغر شہادت موتھہ سے لگا کر راہی جنت ہوا۔

چوتھا نکتہ شیخ قطب الدین منور قدس اللہ سرہ کی سلطان محمد تغلق انار اللہ برہانہ سے ملاقات کرنے کے بیان مین۔ ثقات سے **منقول** ہے کہ جس زمانہ مین سلطان محمد تغلق خطہ ہانسی کی طرف گیا اور ہنسی مین نزول اجلال فرمایا جو ہانسی سے تقریبًا چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے تو نظام الدین عرف مخلص الملک کو جو ظلم و ستم کی مجسم تصویر تہا ہانسی کے قلعہ کے دیکھنے کے لیئے بہیجا تاکہ قلعہ کی درستی و خرابی کی کیفیت معلوم کرے جب نظام الدین تلاش و تفتیش کرتا ہوا شیخ قطب الدین منور کے مکان کے قریب پہنچا تو لوگون سے دریافت کیا یہ کسکا مکان ہے لوگون نے جواب دیا سلطان المشائخ کے معزز خلیفہ شیخ قطب الدین منور کا۔ کہا تعجب کی بات ہے کہ یہان بادشاہ آئے اور یہ شیخ اوس کی ملاقات کو نہ جائے۔ الغرض جب نظام الدین قلعہ کی کیفیت معلوم کرکے بادشاہ کے پاس پہنچا اور واقعی حال بیان کیا تو اثنار گفتگو مین یہ بہی بیان کیا کہ یہان سلطان المشائخ کے خلفاء مین سے ایک شخص رہتا ہے مگر افسوس ہے کہ بادشاہ کی زیارت کو نہین آیا۔ بادشاہ کی نخوت و غرور کی رگ حرکت مین آئی اور اوس نے فورًا شیخ حسن برہنہ کو جو سر سے پاؤن تک صورت جاہ و تکبر تہا۔ شیخ قطب الدین منور کے لانے کے لیئے بہیجا۔ حسن برہنہ شیخ قطب الدین منور کے مکان کے متصل پہنچا تو اپنے ہمراہیون کو مکان سے دور چہوڑ دیا اور تنہا پیادہ آکر شیخ کے مکان کی دہلیز مین زانو پر سر رکہکر بیٹھ گیا اور اسطرح بیٹہا کہ کوئی شخص اوسے دیکھ نہ سکے۔ اس بات کو تہوڑا عرصہ گذر گیا شیخ منور یا درچی خانہ کے کوٹھے پر جو دہلیز کے پاس ہی تہا مشغول بحق تہے جب شیخ کی مشغولی ختم ہوئے تو نور باطن سے معلوم کیا کہ حسن برہنہ دہلیز مین بیٹہا ہوا ہے آپنے شیخ زادہ نور الدین سے فرمایا کہ ایک آنے والا شخص دروازہ کے پاس منتظر ہے اوسے طلب کرکے یہان لے آؤ۔ شیخ زادہ دہلیز مین آیا تو شیخ حسن برہنہ کو اوسی ہیئت پر بیٹھا پایا اس سے شیخ زادہ نے فرمایا کہ تمہین شیخ بلاتے ہین۔ حسن سر برہنہ شیخ قطب الدین منور کی خدمت مین آیا اور سلام کے بعد مصافحہ کرکے بیٹھ گیا پہر کہا کہ حضور کو بادشاہ نے یاد کیا ہے شیخ منور نے فرمایا کہ اس بلانے مین مجہے اختیار دیا گیا ہے کہ نہین حسن نے جواب دیا نہین بلکہ مجہے شاہی حکم ہوا ہے کہ آپکے پاس آؤن اور بادشاہ کے پاس لیجاکر حاضر کرون فرمایا الحمد للہ کہ مین اپنے اختیار سے بادشاہ کے پاس نہین جاتا ہون۔ اسکے بعد آپنے اپنا موتھہ مبارک اہل خانہ کی طرف کرکے فرمایا کہ مین نے تمہین خدا کو سونپا۔ یہکر مُصلا کندہے پر ڈالا لکڑی ہاتہ مین لی اور پیادہ روانہ ہوگئے۔ جب آپ اپنے آباؤ اجداد کے حظیرہ کے پاس پہونچے تو شیخ حسن سر برہنہ سے کہا اگر تم کہو تو مین اپنے بزرگون کی زیارت کرلون۔ کہا بہتر ہے۔ شیخ منور اپنے جد بزرگوار اور

واجب الاحترام والد کی قبروں کی پائنتی کی طرف گئے اور زیارت کے بعد عرض کیا کہ میں آپکے بتلائے ہوئے گوشہ اور اپنے گھر سے باختیار خود نہیں نکلا ہوں بلکہ بادشاہ کے بھیجے ہوئے آدمی مجھے کشان کشان لیئے جاتے ہیں مجھے بجز اسکے کسی بات کا افسوس نہیں کہ چند بندگان خدا کو بے خرچ اور بغیر کسی ظاہری بہروسہ کے چھوڑے جاتا ہوں یہ کہکر وہاں سے چل کھڑے ہوئے۔ جب روضہ سے باہر آئے تو ایک شخص کو دیکھا کہ کافی مقدار چاندی ہاتھ میں لیئے کھڑا ہے۔ شیخ نے فرمایا یہ کیا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت میں نے منت مانی تہی میرا مطلب حاصل ہوگیا۔ یہ آپکی خدمت میں شکرانہ لایا ہوں شیخ نے اوس شکرانہ کو قبول کر کے فرمایا۔ میرے گھر والے بے خرچ ہیں اس رقم کو اونہیں پہنچا دے۔ خلاصہ یہ کہ جب شیخ مقام بنسی پہلین پہونچے جو ہانسی سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر واقع تہا تو سلطان کو شیخ کے آنے کی خبر ہوئی اور شیخ حسن سر برہنہ نے جو معاملہ اس بزرگ کا اپنی آنکہہ سے دیکہا تہا بے کم و کاست بادشاہ سے ظاہر کردیا لیکن بادشاہ نے انتہا درجہ کی تکبر و نخوت کی وجہ سے اغماض کیا اور شیخ کو اپنے سامنے طلب کرکے روانہ دہلی ہوگیا۔ دہلی میں پہونچکر دوبارہ شیخ کو ملاقات کے لیئے طلب کیا۔ جب شیخ بادشاہ کی ملاقات کو جانے لگے تو آپنے سلطان السلاطین فیروز شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ سے ملکر پوچھا جو اوس زمانہ میں نائب باربک تہے کہ ہم درویش لوگ ہیں بادشاہوں کی مجلس میں جانے اور اون سے باتیں کرنے کے آداب نہیں جانتے تم جیسا اشارہ کرو ویسا کیا جائے۔ اوس بادشاہ حلیم و کریم نے شیخ کے جواب میں کہا کہ چونکہ میں نے سنا ہے کہ چغلخوروں نے آپکی بابت بادشاہ سے بہت ہی بیہودہ باتیں لگائی ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ بادشاہوں اور سلاطین کی طرف مطلق ملتفت نہیں ہوتے اون کی ذرہ بھر مراعات نہیں کرتے۔ اگر واقع میں ایسا ہی ہے تو میں مشورہ دیتا ہوں کہ آپکو بادشاہ کی خدمت میں تواضع اور نرمی و اخلاص کرنا چاہیئے۔ غرضکہ آپ بادشاہ کی طرف چلے۔ جس اثنا میں کہ شیخ سلطان کی طرف جارہے تہے شیخزادہ نورالدین (خدا اونہیں مردان کامل کے رتبہ کو پہنچائے) شیخ کے پیچھے پیچھے چلے جارہے تہے انکے دل میں بادشاہ کے دربار کے امرا و وزرا کے ہجوم نے اس درجہ رعب ڈالا اور درباری ہیبت نے اسقدر اثر کیا کہ دل قابو سے نکلگیا اور اس کی وجہ یہ تہی کہ شیخ زادہ کم عمر اور ناتجربہ کار تہا۔ کبہی بادشاہوں کا دربار نہ دیکہا تہا اور سلاطین کی شوکت و عظمت کا مشاہدہ نکیا تہا اسی اثنا میں شیخ قطب الدین منور نور باطن سے شیخزادہ کے احوال پر مطلع ہوئے اور سر نیچے کرکے فرمایا۔ بابا نورالدین اَلْعَظَمَۃُ وَالْکِبْرِیَاءُ لِلّٰہِ۔ یعنے ساری عظمت و بزرگی خاص خدا کے لیئے ہے۔ جونہی شیخزادہ کے کان میں یہ لفظ پڑے باطن میں ایک طرح کی تقویت ظاہر ہوئی اور اطمینان و تسلی حاصل ہوئی حتے کہ وہ رعب و ہیبت اونکے دل سے بالکل جاتا رہا اور دربار کے امرا و وزرا اونکی نظر میں بکریوں جیسے

معلوم ہونے لگے۔ چونکہ بادشاہ کو پہلے ہی معلوم ہوگیا تہا کہ اس وقت شیخ تشریف لائینگے لہذا وہ بیٹھے بیٹھے دفعتہ اہر ا ہوگیا۔ اور کمان ہاتہ مین لیکر تیر اندازی مین مشغول ہوا۔ یہان تک کہ شیخ قطب الدین منور قدس اللہ سرہ العزیز تشریف لائے۔ جب بادشاہ نے شیخ کے فراخ ونصیبہ ور پیشانی مین مردان حق کی علامتین دیکہین تو پلے درجہ کی تعظیم سے پیش آیا اور مصافحہ کے لیئے ہاتھ بڑھایا شیخ نے مصافحہ کرتے ہوئے بادشاہ کا ہاتھ ایسی مضبوطی کے ساتھ پکڑا کہ پہلی ہی ملاقات مین ایسا جبار و قاہر بادشاہ جس نے اولیاء خدا کو تیغ ظلم سے خاک وخون مین ملا یاتھا بدل معتقد ہوگیا اور کہا مجہے صرف اسبات کا رنج اور رنج کے ساتھ افسوس ہے کہ مین آپکے شہر مین گیا اور آپنے کسی قسم کی تربیت نہین فرمائی اور اپنی ملاقات سے مشرف ومعزز نہین فرمایا۔ شیخ نے فرمایا کہ اول تو آپ اسی کو دیکھیئے پہر اس درویش بیچہ کی طرف نظر کیجیئے۔ یہ درویش اس قدر وقعت نہین رکہتا کہ بادشاہون کی ملاقات کو جائے۔ ہان تنہا گوشہ مین بیٹھکر بادشاہ اور تمام مسلمانون کی دعاگوئی مین مشغول رہتا ہے اور جب یہہ ہے تو مجہے اس عتاب سے معذور رکہنا چاہیئے۔ سلطان محمد کا دل شیخ قطب الدین منور کے اخلاق وصفات اور آپکی دلکشا تقریر سے جو تصنع اور بناوٹ سے محض خالی تہی موم کی طرح پگہل گیا۔ سلطان السلاطین فیروز شاہ کو جو جبلی حلم اور فطری اخلاق سے موصوف تہے حکم کیا کہ جو شیخ کا مطلوب ومقصود ہو اوسکی فوراً التعمیل کی جائے۔ شیخ قطب الدین منور نے فرمایا کہ خداوند عالم مجہہ فقیر کا مقصود ومطلوب ہے وہی اپنے آباواجداد کا کونہ ہے۔ چنانچہ اسکے بعد شیخ کو نہایت اعزاز واحترام کے ساتہ رخصت کیا گیا اور آپ واپس ہانسی پلٹ کر ہانسی مین تشریف لے آئے۔ **منقول** ہے کہ اعظم ملک کبیر معظم مرحوم ومغفور جو عدل وخلق اور کرم و فتوت کے ساتہ موصوف تہا۔ کہتا تھا کہ سلطان محمد مجہسے فرمایا کرتے تہے کہ مشائخ زمانہ مین جس نے مصافحہ کے وقت میرا ہاتہہ پکڑا ضرور اوسکا ہاتہہ کانپنے لگا مگر بزرگ شیخ منور نے اپنی دینی قوت سے میرا ہاتہہ نہایت مضبوطی سے پکڑا اور ذرہ لرزہ واقع نہین ہوا۔ مجہے فوراً معلوم ہوگیا کہ یہ بزرگ اون لوگون مین سے نہین ہین جنکی باتین سلطان نے مجہہ تک پہونچائی ہین۔ مین نے اوسکی پیشانی سے دین کی ہیبت محسوس کی اور صاف تاڑ گیا کہ یہ نہایت بزرگ شخص ہین اسکے بعد بادشاہ نے سلطان السلاطین فیروزشاہ کو اور خواجہ ضیاء الدین برنی کو شیخ منور کی خدمت مین ایک لاکہہ تنکہ دیکر بہیجا کہ شیخ کے حضور مین بطریق نذر پیش کرین شیخ منور نے فرمایا۔ نعوذ باللہ کہ یہ درویش لاکہہ تنکہ قبول کرے۔ جب یہ دونون صاحب شیخ سے رخصت ہوکر سلطان کی خدمت مین آئے اور بیان کیا کہ شیخ آپکے اس عطیہ کو قبول نہین فرماتے تو حکم ہوا کہ اچہا پچاس ہزار تنکہ جاکر دو۔ دونون بزرگ پہر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپنے انہین بہی قبول نہین کیا۔ زان بعد بادشاہ نے فرمایا کہ اگر شیخ یہ مقدار بہی قبول نہ فرمائین تو

خالق مجھے کیا کہے گی میری سخت بے عزتی ہوگی اور لوگ مجھے نظر حقارت سے دیکھیں گے۔ جب اس گفتگو نے بہت طول پکڑا تو سلطان السلاطین فیروز شاہ اور مولانا ضیاء الدین برنی نے مجبور ہو کر دو ہزار تنکہ پیش کیئے اور کہا ہم بادشاہ کے سامنے اس مقدار سے کم ہرگز بیان نہیں کر سکتے اور یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ شیخ اس قدر بھی قبول نہیں فرماتے۔ پس یہ آپکو ضرور قبول کرنا پڑے گا۔ شیخ نے فرمایا سبحان اللہ درویش کو صرف دو سیر کھچڑی اور ایک دانگ گھی کفایت کرتا ہے وہ ہزاروں لیکر کیا کرے گا۔ لیکن اس کے بعد آپنے مخلصوں کی کمال اصرار و الحاح اور بادشاہ کی دفع مضرت کے لیئے دو ہزار تنکہ بہزار حیلہ قبول کیئے اور اوس میں سے اکثر حصہ تو سلطان المشائخ اور شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کے روضہ اقدس اور شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت میں بھیجا اور جو باقی رہا اوسے ہر کس و ناکس کو تقسیم کر دیا۔ ہر چند روز کے بعد عظمت و کرامت اور نہایت وقعت و عزت کے ساتھ ہانسی کی جانب روانہ ہوگئے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے۔ **قطعہ** گر قدم بر چشم ما خواہی نہاد ٭ دیدہ در رہ می نہم تا میروی ٭ دیدہ سعدی و دل ہمراہ تست ٭ تا نہ پنداری کہ تنہا میروی ٭ [۵۱]

پانچواں نکتہ شیخ قطب الدین منور نور اللہ قبرہ بانوار القدس کے سماع سننے کے بیان میں۔

کاتب حروف محمد مبارک العلوی المدعو بامیر خورد عرض کرتا ہے کہ جس زمانہ میں شیخ قطب الدین منور کو سلطان محمد دہلی میں اپنے ساتھ لایا تو اون ایام میں سلطان المشائخ کے روضہ میں عرس کی دعوت تھی اس مجمع میں شیخ قطب الدین منور اور مولانا شمس الدین یحیی اور شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ ارواحہم موجود تھے وہ انوار سعادت جو اوس سماع میں غیب سے نازل ہو رہے تھے کاتب حروف برابر مشاہدہ کر رہا تھا۔ شیخ منور کو سماع میں عجب گریہ و ذوق اور صفائی حاصل تھی۔ آنسوؤں کے قطرے آپکے چشم مبارک سے داڑھی شریف پر ٹپک ٹپک کر اسطرح بہتے تھے جیسے چمکیلے موتی مصفا فرش پر گر رہے ہیں۔ آپ اوس مجلس میں عین حالت رقص میں سر مبارک حاضرین مجلس کے قدموں میں رکھتے اور زار قطار رو رو کر مصرع پائے بزرگان گرفت گریہ عشاق لو ٭ یہ بیت زبان حال سے فرماتے تھے ٭ زندہ ام من بیاد شیخ بلے ٭ جان من یاد شیخ شد آرے ٭ [۵۲] شیخ قطب الدین منور کے اوس ذوق و شوق کا اثر جو آپ کو اوس مجلس میں حاصل تھا کاتب حروف اپنے دل میں اس وقت تک محسوس پاتا ہے اور اوس کا اشتیاق انبساط کا فرا اب تک زبان پر موجود ہے۔ وہ شخص نہایت مبارک ہے جسکی یاد سے

---

[۵۱] اگر تو میری آنکھوں کے رستہ آنا چاہے میں آنکھوں کی پتلیاں راستہ میں بچھاؤں گا۔ سعدی کی جان اور آنکھیں تیرے ساتھ ہیں تجھے اکیلا ہونے کا خیال نہ ہونا چاہیئے۔

[۵۲] میں اپنے شیخ کی یاد میں زندہ ہوں۔ فی الواقع شیخ کی یاد میری جان ہے ۱۲

دلون کو راحت میسر ہو۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** خوشوقت آن کسے کہ از وراحتے رسد٭ برجان اہل عشق کہ مشتاق حضرت اند٭ اون ہی دنون کا یہ بہی ذکر ہے کہ شیخ قطب الدین منور سلطان المشائخ کے روضہ مین ایک رات مشغول ہوئے **مصرع** شب محرم عاشقان است شبہا ش طلب٭ اور اپنے مخدوم و شیخ سے راز و نیاز کی باتین کرنے لگے۔ کاتب حروف کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے کہانا لپکا کر میرے ہاتہ اوس اہل محبت کے سردار کی خدمت مین بہیجا مین دیکہتا ہون کہ یہ بزرگوار چہاردیواری عمارت کے اندر خواجہ جہان مرحوم کے گنبد کے متصل قبلہ رخ حضوری تمام کے ساتہ تشریف رکہتے ہین۔ جب میری نظر ان کے چہرۂ مبارک پر پڑی تو دیکہتا ہون کہ ایک جلیل الشان اور مقتدر بادشاہ صاحب ولایت جلوس فرما ہے جسکا ظاہر اوسکے عشق آمیز باطن کی حکایت بیان کر رہا ہے وہ صفائی و ذوق عجیب و غریب صفائی و ذوق ہے جنہین حقتعالی نے اونکی مبارک ذات مین ودیعت رکہی تہی۔ آپ کہانا کہاتے جاتے اور نہایت خوش آئندہ مسکراہٹ کے ساتہ ہس کمترین سے فرماتے جاتے تہے کہ یہ کہانا تمہاری اونہین بزرگوار دادی کے ہاتہ کا پکا ہوا ہے جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے بیعت رکہتی تہین مین نے کہانا بہت کہایا اور نہایت رغبت سے کہایا ہمارے تمہارے اور تمہارے ہمپر بے انتہا حقوق ہین۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اونہین اسیطرح سے پیوستہ رکہے۔ کاتب حروف کو چونکہ محترم و برگزیدہ شیخ کے ساتہ کہانا کہانے کی سعادت نصیب ہوئی ہے اس لئے امید ہے کہ خدا اوسکے سر پر بخشش کا تاج رکہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مَنْ اَکَلَ مَعَ مَغْفُوْرٍ فَقَدْ غُفِرَ لَہٗ۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی بخشے ہوئے کے ساتہ کہانا کہاتا ہے خدا اوسے بہی بخشدیتا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ **ازانجملہ** زاہد روحانی عابد سبحانی مولانا حسام الملۃ والدین ملتانی سلطان المشائخ کے ممتاز و اولوالعزم خلیفہ ہین جو علم تقوی اور ورع و زہد مین ایک کامل آیت تہے آپکو علم فقہ مین انتہا درجہ کی مہارت تہی۔ ہدایہ کی دونون جلدین حفظ تہین اور اون کے تمام مطالب نوک زبان تہے۔ علم سلوک مین قوت القلوب اور احیاء العلوم دونون جامع کتابین از بر تہین اور باوجود ان تمام بزرگیون اور فضائل کے زائر الحرمین اور صاحب تصنیف تہے۔ ان بزرگوار کا ذکر جمیل تین نکتون پر شامل ہے۔

پہلا نکتہ مولانا حسام الدین کی عظمت و بزرگی اور سلطان المشائخ کی اون عنایتون اور مہربانیون کے بیان مین جو مولانا پر مبذول تہین۔ سبحان اللہ مولانا حسام الدین زہد و ورع کی مجسم تصویر اور اتقا و پرہیزگاری کے پورے فوٹو تہے۔ آپ کا طریقہ بالکل طریقۂ سلف تہا اور آپ کا معاملہ بالکل صحابہ

مولانا حسام الدین ملتانی

رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا معاملہ تہا آپ اعلیٰ درجہ کے یارون مین مشہور اور بزرگون کے گروہ مین معروف تہے سلطان المشائخ نے آپکے بارہ مین فرمایا ہے کہ شہر دہلی مولانا حسام الدین کی حمایت مین ہے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ یہ بزرگ بازار مین چلے جاتے تہے کہ آپکے کندہے مبارک سے مصلا گر پڑا اور اوس انتہا درجہ کے باطنی شغل سے جو آپکو حاصل تہا مصلا گرنے کی مطلق خبر نہین ہوئی۔ جب تہوڑی دور چلے تو ایک شخص نے عقب سے آواز دی کہ شیخ آپکا مصلا گر پڑا ہے۔ اگرچہ چند مرتبے شیخ شیخ کہہ کے آواز دی مگر چونکہ آپ اپنے تئین شیخ نہ جانتے تہے اسلیئے آپنے اس نام کو اپنے مین راہ نہ دی یہانتک کے آواز دینے والے نے مصلا زمین سے اوٹہایا اور مولانا کے پیچہے دوڑا اور آپ سے ملکر عرض کیا حضرت مین نے کئی مرتبے آواز دی کہ آپ کا مصلا گر پڑا ہے اسے لیتے جایئے مگر حضور نے نہین سنا۔ فرمایا عزیز من! مین شیخ نہین ہون نہ یہ مرتبہ رکہتا ہون یہی وجہ ہے کہ مجہے بالکل خیال نہین گذرا کہ تو مجہے آواز دے رہا ہے۔ الغرض اس بزرگ اور فخر خاندان قوم کو ناموری اور شہرت سے یہانتک احتراز تہا کہ شیخ کے نام سے نہین بولتے تہے۔ **منقول** ہے کہ جب یہ بزرگ خانہ کعبہ کی زیارت سے فارغ ہوکر لوٹے اور اس شہر مین تشریف لائے تو جمعہ کا روز تہا آپ سیدہے کیلوکہری کی جامع مسجد مین پہونچے اور سلطان المشائخ کا اول اول قاعدہ تہا کہ صبحکی نماز کے بعد کیلوکہری کی جامع مسجد کیطرف جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیئے جانے کا اہتمام فرماتے اور وہان پہونچکر مشغول بحق ہوتے۔ کیلوکہری مین آپکے قیلولہ اور وضو کرنے کے لیئے ایک چہوٹا سا نہایت صاف مکان لوگون نے بنا دیا تہا۔ مولانا حسام الدین وہان چاشت کے وقت پہونچے اور اپنے دلمین ٹہان لیا کہ مین اتنے مسجد کے کسی گوشہ مین چہپکر بیٹہ جاؤن اور نماز کے بعد سلطان المشائخ کی قدمبوسی حاصل کرون چنانچہ آپنے ایسا ہی کیا۔ چونکہ سلطان المشائخ کو نور باطن سے معلوم ہوگیا تہا کہ مولانا حسام الدین یہان آ پہونچے ہین اس لیئے آپنے خواجہ ابوبکر مصلی دار سے ارشاد فرمایا کہ دیکہو مولانا حسام الدین ابہی مکہ معظمہ سے آئے ہین اور اسی مسجد کے کسی گوشہ مین بیٹہے ہوئے ہین جاؤ اونہین ڈہونڈ کر لے آؤ۔ خواجہ ابوبکر مصلی دار نے مسجد کے کونے کونے کو ٹٹولنا شروع کیا۔ ایک گوشہ مین دیکہتے ہین کہ مولانا حسام الدین بیٹہے ہوئے مشغول ہین۔ سلام کیا اور کہا آپکو سلطان المشائخ بلا رہے ہین۔ یہ سنکر مولانا متحیر ہوئے اور دل مین کہا اگرچہ مین چہپکر اس گوشہ مین آ بیٹہا تہا لیکن چونکہ سلطان المشائخ مکاشف عالم ہین اون سے چہپ نہ سکا۔ الغرض مولانا نے سلطان المشائخ کی سعادت قدمبوسی حاصل کی اور آپکی عنایتون اور مہربانیون کے ساتہ مخصوص و ممتاز ہوئے۔ ازان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہونا چاہے اوسے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی علحدہ نیت کرنا اور اسی نیت سے جانا چاہیئے۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خاص کا مستحق ہو۔ کسی کے طفیل مین زیارت نکرے۔ مولانا حسام الدین سلطان المشائخ کی یہ بات سنتے ہی فوراً تاڑ گئے کہ

سلطان المشائخ نے یہ بات خداوندی الہام سے فرمائی ہے آپنے اوسی وقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت مصمم کرلی اور زیارت کے لیے دوبارہ مدینہ طیبہ تشریف لیگئے۔ زہے عنایت پیر جو مرید کی ترقی درجات پر مبذول ہو اور زہے خوب اعتقاد مرید کہ پیر کے حکم قبول کرنے اور اوس کے فرمان کے جاری کرنے مین جان تک دریغ نکرے۔

دوسرا نکتہ مولانا حسام الدین ملتانی اور مولانا شمس الدین یحیی اور مولانا علاؤ الدین نیلی قدس اسرارہم العزیز کی باہمی ملاقات کے بیان مین۔ واضح ہو کہ ایکدفعہ مولانا شمس الدین یحیی اور مولانا علاؤ الدین نیلی رحمۃ اللہ علیہما ایک ساتھ ملک اودہ سے سلطان المشائخ کی خدمت مین آئے سلطان المشائخ کا قاعدہ تہا کہ جب اودہ کے یار آپکے پاس حاضر ہوتے تہے تو آپکی سعادت قدمبوسی حاصل کرنیکے بعد اونہین حکم ہوتا تہا کہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار نور اللہ تربتہ کی زیارت کو جاؤ اور جب یہ دولت وسعادت حاصل کرچکو تو شہر مین آکر یاران شہر سے ملاقات کرو۔ اس قاعدہ اور حکم کے مطابق مولانا شمس الدین اور مولانا علاؤ الدین شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کی زیارت کو گئے اور جب وہان سے لوٹ کر شہر مین آئے تو بعض عزیزون سے ملاقات کی۔ یکے بعد دیگرے مولانا حسام الدین ملتانی کی بہی خدمت مین حاضر ہوئے لیکن اتفاق سے اوسوقت مولانا گہر مین تشریف نہ رکہتے تہے انہون نے دیکہا کہ ایک نہایت مختصر سا درویشانہ چہپر چہا بنا کچہ پرانا پڑا ہے اور یہی آپکی سکونت کا مقام ہے چنانچہ خواجہ سنائی کہتے ہین۔ ؎ [۱] داشت لقمان یک گریچہ تنگ ؛ چون گلوگاہ نائے و سینہ چنگ ؛ بوالفضولے سوال کرد زوے ؛ چیست این خانہ شش بدست و سہ پے ؛ با دل سرد چشم گریان پیر ؛ گفت ہذا لمن یموت کثیر ؛ یہ حضرات اس گہر کو دیکہکر ابہی حیرت و تعجب ہی مین تہے کہ سامنے سے مولانا حسام الدین نمودار ہوئے دونون بزرگون نے آگے بڑہکر استقبال کیا اور سلام علیک کے بعد مصافحہ و معانقہ سے پیش آئے اسوقت مولانا کی یہ حالت تہی کہ ایک سبز کرتا نہایت میلا کچیلا پہنے ہوئے تہے اور ایک دست مبارک مین تہوڑی سی کہچڑی دستار مین بندہی ہوئی تہی اور دوسرے مین قدرے ایندہن تہا ان دونون بزرگون نے آپکی یہ کیفیت دیکہکر باہم کہا کہ حقیقت یہ ہے سلف صالحین کا طریقہ یہی ہے اور مسلمانی اسیکا نام ہے۔ الغرض باہم ملاقات کرنیکے بعد مولانا شمس الدین یحیی نے عرض کیا کہ حضرت! یہ ایندہن مجہے دیدیجے اور مولانا علاؤ الدین نیلی نے التماس کی کہ کہچڑی کی پٹلیا مجہے عنایت کیجیے تاکہ حضور کی منزلگاہ مین پہونچادین اور اس سعادت سے کچہ حصہ حاصل کرین۔ مولانا حسام الدین نے فرمایا عزیزان من! تم دونون محض مجرد ہو کسی قسم کا تعلق نہین رکہتے ہو مگر مین نے شرعی بوجہہ قبول کرلیا ہے اور جب یہ ہے تو بارکشی میرا ہی حق ہے یہ فرماکر مولانا حسام الدین

[۱] لقمان کا گہر نہایت تنگ تہا جیسے نے کا گلا اور چنگ کا ہوتا ہے ایک فضول شخص نے اوس سے کہا کہ یہ چہہ بالشت اور تین قدم کا کیا گہر ہے لقمان نے با دل سرد اور چشم گریان کہا کہ شخص فانی کے واسطے یہ گہر بہت کافی ہے ۱۲

گہر مین تشریف لے گئے۔ اور کہچڑی و ایندہن دیکر اوسکے پکانیکا حکم فرمایا اور ایک پہٹا ہوا نہایت پُرانا بوریا تہہ مین لیکر باہر آئے ان بزرگون کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بہی بیٹہہ گئے۔ مولانا شمس الدین یحیی نے ایک تہ بند اور مولانا علاؤالدین نے ایک تنکہ چاندی نذر کی اور مشائخ کی حکایات سلف کے فضائل و مآثر بیان کرنے مین مشغول ہوئے۔ اسی اثنا مین نماز چاشت کا وقت ہوگیا سب نے نماز پڑہی۔ اسکے بعد مولانا حسام الدین ایک مختصر سے طباق مین کہچڑی اور اوسپر قدرے گہی رکہکر لائے اور درویشانہ طریق پر عزیزون کے سامنے پیش کیا جب تینون صاحب کہانا کہا کر فارغ ہوگئے تو مولانا حسام الدین نے وہ چاندی کا تنکہ جو مولانا علاؤ الدین نے پیشکش کیا تہا مولانا شمس الدین کو عطا کیا اور جو تہ بند مولانا شمس الدین نے پیش کیا تہا وہ مولانا علاؤ الدین کے آگے رکہا اور نہایت معذرت کی۔ الغرض جب یہ دونون بزرگ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپنے عزیزان شہر کی زیارت و ملاقات کی کیفیت دریافت کی ان دونون عزیزون نے نمبروار تمام یارون کی کیفیت بیان کرنی شروع کی۔ جب مولانا حسام الدین کی ملاقات کا ذکر کیا تو سلطان المشائخ نے رغبت کے کانون سے سُنا آپ اون کا حال سُنتے جاتے اور آنکہون سے آنسو بہاتے جاتے تہے۔ اسی اثنا مین سلطان المشائخ نے اقبال خادم کو بُلاکر فرمایا تہوڑی سی چاندی لے آ اقبال نے فوراً حکم کی تعمیل کی پہر فرمایا کہ جاؤ کپڑا بہی لے آؤ۔ جب کپڑا بہی آگیا تو آپنے اپنا مُصلّا جسپر تشریف رکہتے تہے چاندی کے پاس رکہہ دیا اور خواجہ رضی کو جو آپکے "فا صہ" خاص تہے اور تیز رفتاری مین ہوا کا مقابلہ کرتے تہے طلب فرماکر حکم کیا کہ یہ مصلا یہ کپڑا یہ چاندی مولانا حسام الدین کے پاس لیجا۔ خواجہ رضی یہ ہماری نعمت اور گرانبہا خلعت مولانا کی خدمت مین لیکر پہونچے تو آپنے فرمایا۔ خواجہ۔۔۔ یہ مہربانی میرے حق مین کس وجہ سے ہوئی ہے مین تو اپنا یہ رتبہ نہین دیکہتا خواجہ رضی نے عرض کیا کہ مخدوما مجہے معلوم نہین وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغ۔ یعنے قاصد پر تو پیغام پہنچا دینا ہے اور بس مولانا نے فرمایا کہ اچہا جسوقت سلطان المشائخ نے یہ بخشش مجہے مرحمت فرمائی تہی اوسوقت آپکے پاس کون کون بیٹہا تہا خواجہ رضی نے کہا مولانا شمس الدین یحیی۔ مولانا علاؤ الدین نیلی اور چند اور عزیز یہ سنکر مولانا حسام الدین کو یقین ہوگیا کہ انہی لوگون نے سلطان المشائخ سے کہا ہوگا۔ زان بعد آپنے خواجہ رضی کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ عزیز درویشون کے تجسس احوال کے لیئے آتے اور اونکے بہید ٹٹولتے ہین۔ ان لوگون کو کیا منصب ہے کہ فقیرون کے حال کا تجسس کرین۔ الغرض جب مولانا حسام الدین اپنے قاعدہ کے مطابق سلطان المشائخ کی خدمت مین آئے تو سعادت قدمبوسی حاصل کرنیکے بعد مولانا شمس الدین یحیی اور مولانا علاؤ الدین نیلی سے ملاقات کی اور کہا۔ عزیزو ابتنے یہ کیا کیا کہ سلطان المشائخ کے حضور مین میرا احوال عرض کیا۔ مین کون ہون کہ سلطان المشائخ کی خدمت مین ذکر

کہا جاؤن ہم فقرا کے گروہ پر واجب ہے کہ ایک دوسرے کے ستر حال اور پردہ پوشی مین کوشش کرین۔ مجھ جیسے ہزارون آدمی اس درگاہ کے غلام ہین جنکے حال سے کوئی بھی اطلاع نہین رکھتا اور نہین جانتا کہ اون پر کیا گذر رہی ہے۔ یہ بات کہ سلطان المشائخ مکاشف عالم ہین یہ اور قصہ ہے اور اوسکا دوسرا حکم ہے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** تاچہ مرغم کم حکایت پیش عنقا کردہ اند ÷ تاچہ مورم کم سخن پیش سلیمان کردہ اند ÷ جب مولانا حسام الدین اپنی گفتگو کا سلسلہ ختم کر چکے تو ان بزرگون نے آپکے جواب مین کہا۔ مولانا۔ جب ہم آپکی خدمت سے لوٹ کر سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضور نے ہم سے فرمایا تم نے کن کن عزیزون کو دیکھا اور اونہون نے تم سے کس طرح ملاقات کی۔ بہلا ہم سے یہ کب ہو سکتا تہا کہ عزیزون کی ملاقات کی کیفیت مین سے کچھ چھپا سکتے۔ ہمین بجز اسکے اور کچھ بن ہی نہین پڑا کہ جو کچھ ہو صاف صاف بیان کردین لہذا ہم اس مین معذور ہین معاف فرمائیے۔

تیسرا نکتہ۔ مولانا حسام الدین ملتانی کے حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس سرہ سے خلافت پانے کے بیان مین ۔۔ ثقات سے **منقول** ہے کہ جس روز شیخ نصیر الدین محمود اور شیخ قطب الدین منور قدس اللہ سرہما العزیز نے خلافت کا معزز تمغہ پایا اوس کے دوسرے روز مولانا حسام الدین کی طلبی کا سلطان المشائخ کی خدمت سے حکم صادر ہوا۔ مولانا حسام الدین نے فرمایا کہ جب مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا تو آپکے انتہا درجہ کی عظمت و ہیبت سے میرے جسم سے پسینہ جاری ہوگیا۔ لوگون نے سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین مجھے خلافت نامہ اور خلعت خاص عنایت کیا۔ اسوقت مین نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا کہ مخدوم نے اس بیچارہ ضعیف کے حق مین بے حد شفقت و مہربانی فرمائی کہ کمترین کو دولت خلافت سے مالا مال کردیا۔ اب اس ناچیز غلام کو کوئی وصیت کیجیے اور ارشاد فرمائیے کہ مین کیا کرون۔ سلطان المشائخ نے اپنا دست مبارک آستین سے نکال کر شہادت کی انگلی سے میری طرف اشارہ کرکے دو دفعہ فرمایا کہ دنیا کو ترک کردینا کو ترک کر۔ اور فرمایا کہ مریدون کی کثرت مین کوشش نکر۔ اسکے بعد مولانا نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو شہر مین نہ رہون بلکہ جاری پانی کے کنارے سکونت اختیار کرون کیونکہ شہر مین کنوؤن کا پانی ملتا ہے۔ اور اوس سے وضو کرکے دل مطمئن نہین ہوتا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا نہین شہر مین ہی رہو۔ کُنْ کَاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ اور اس طرح رہو جیسے اور لوگ رہتے ہین۔ نفس چاہتا ہے کہ تمہین آسائش و آرام کے مقام سے اوٹہا کر ایک ایسے مقام مین پہنچائے جہان تمہارے اوقات متفرق و پریشان ہوجائین۔ یہ ضروری بات ہے کہ جب تم شہر سے نکلکر بہتے پانی کے کنارہ سکونت اختیار کروگے تو مسافر و شہری تمہارا پتہ تلاش کرکے وہان پہونچین گے اور یہ مشہور ہوجائے گا کہ فلان درویش نے فلان جگہ سکونت کے لیئے اختیار کی ہے۔ لوگ جوق جوق وہان پہونچین گے اور تمہارے وقت کے مزاحم ہون گے۔ اور کنوؤن کے پانی مین اگرچہ علماء کا اختلاف ہے مگر اوس کے باب مین شرعی وسعت بہت ہے ۔۔

اس کے بعد مولانا حسام الدین نے عرض کیا کہ اکثر وقت ایسا ہوتا ہے کہ مجھے کافی مقدار فتوح پہونچتی ہے اوس میں سے کچھ تو میں
اپنے بال بچون کا حصہ اوٹھا رکہتا ہون اور کچھہ مسافرون کے لیئے مقرر کرتا ہون اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دنون گذر جاتے
ہین اور کوئی چیز مجھے نہین پہونچتی۔ بال بچے فاقہ کشی کیوجہ سے مزاحمت کرتے ہین مسافر محروم جاتے ہین۔ فرمایئے
ایسے وقت قرض لون کہ نہین۔ سلطان المشائخ نے فرمایا قرض کرنا دو حال سے خالی نہین یا تو تم اپنے لیئے قرض لوگے
یا مسافرون کے لیئے اور مسافر بہی دو حال سے باہر نہین یا غریب الدیار ہونگے جو دور دراز سے آگئے یا شہری کہ روزانہ
آمد و رفت کرین۔ جو لوگ مسافر ہین اور دور دراز سے آتے ہین اونکی نیت سے قرض لینا جائز ہے اگر سہل ہو کیونکہ مسافر
تمہین معذور نہ رکہین گے اور شہری لوگ جو گاہ بیگاہ آمد و رفت کرتے ہین اون کے لیئے تکلف کی کچھ حاجت نہین جو موجود ہو
پیش کر دو نہ ہو تو قرض نہ لو۔ اور جو تم خاص اپنے لیئے قرضہ کروگے تو اوس کی دو ہی صورتین ہین۔ ایک یہ کہ جب فتوح
تم کو پہونچیگی خرچ کروگے۔ دوسری یہ کہ فتوح نہ پہونچنے کی حالت مین قرض کروگے اور دونون حالتون مین تمہارا
مطلب حاصل ہوگا اور جب یہ ہوگا تو درویشی کس طرح کر سکوگے۔ حقیقت مین درویش تو وہ ہے کہ جب پاس ہو
صرف کر ڈالے نہ ہو تو صبر کرے۔ ناکامیابی و نامرادی کے ساتہ موافقت کرے اور اپنے تئین تدبیر مین نہ ڈالے
ازان بعد فرمایا کہ درویش کو بے بابی نہ ہونا چاہیئے اور بے بابی کی دو قسمین ہین۔ ایک صوری دوسری معنوی۔
صوری بے بابی تو وہ درویش ہین جو در بدر مارے مارے پہرتے ہین اور کچھہ نہ کچھہ مانگ تانگ کر حاصل کر لیتے ہین۔
اور معنوی بے بابی وہ درویش ہین جو بظاہر تو گہر کے کونے مین مشغول ہین مگر دل مین خیال کرتے ہین کہ زید سے
ہمین پہونچیگا یا عمرو سے ملیگا۔ بلحاظ تجربہ صوری بے بابی۔ معنوی بے بابی سے بہتر ہے۔ کیونکہ صوری بے بابی
جیسا کہ ہے ویسا ہی اپنے تئین ظاہر کرتا ہے مگر معنوی بے بابی بظاہر اپنے تئین مشغولان حق کے طریق پر ظاہر کرتا ہے
اور باطن مین در بدر مارا پہرتا ہے۔ نعوذ باللہ کہ کسی شخص کا ایسا معاملہ ہو۔ آمدیم برسر حکایت۔

منقول ہے کہ ایک دن قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا
کہ بندہ نے خواب دیکھا ہے کہ سلطان المشائخ سوار ہوئے تشریف لے جارہے ہین اور بارہ عزیز مخدوم کے برابر
سوار ہوئے چلے جارہے ہین اون مین سے ایک مولانا حسام الدین ملتانی بہی ہین۔ سلطان المشائخ نے فرمایا
شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے مریدون مین ایک عزیز تہا اوس نے خواب مین دیکہا
کہ شیخ شیوخ العالم ایک کشتی مین سوار ہین اور کچھہ یار بہی آپکے ساتہ موجود ہین۔ جن مین ایک یہ ضعیف بہی
تہا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ مولانا حسام الدین کی یہ بہت بڑی عظمت و کرامت کی دلیل ہے کہ سلطان المشائخ نے

اون کی حکایت مین اپنی نظیر بیان کی۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مولانا حسام الدین نے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ مخدوم! خلق طالب کرامت ہے۔ فرمایا۔ اَلْكَرَامَةُ هِيَ الْاِسْتِقَامَةُ عَلٰى بَابِ الْغَيْبِ۔ یعنے دروازہ خداوندی پر استقامت کرنا ہی کرامت ہے۔ تم اپنے کام مین ثابت قدم اور مستقیم رہو۔ کرامت کے طالب ہو۔ انجام کار جس سال مین کہ شہر کی مخلوق کو دیوگیر مین نکالا گیا۔ مولانا گجرات مین تشریف لے گئے اور وہین آپکا انتقال ہوا۔ آپ کا مرقد پاک آج اون شہرون کی خلق کا حاجت روا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ

ازانجملہ عالم ربانی عاشق سبحانی مولانا فخر الملۃ والدین زرّادی قدس اللہ سرہ العزیز ہین جو کثرت علم لطافت طبع شدت مجاہدہ ذوق مشاہدہ کے ساتھ مشہور اور انتہا درجہ کی ترک وتجرید اور کثرت گریہ مین اعلی درجہ کے عزیزون مین معروف تھے۔ آپ سلطان المشائخ کے نہایت اولوالعزم اور ممتاز خلیفون کی فہرست مین مندرج تھے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ یہ بزرگوار عشق کے مجسم تصویر اور محبت الٰہی کے پورے فوٹو تھے۔ جو شخص آپکی نورانی پیشانی کو دیکھتا یقیناً معلوم کر لیتا کہ یہ بزرگ واصلان درگاہ حق تعالی مین سے ہین۔ آپ کا ذکر کچھ نکتون کو شامل ہے

پہلا نکتہ مولانا فخر الدین زرادی کے جناب سلطان المشائخ نظام الحق والدین کی خدمت مین ارادت لانے کے ذکر مین۔ شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے سنا گیا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین مین شہر مین تعلیم پاتا تھا۔ مولانا فخر الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مین حاضر ہوتا تھا اوس مجلس مین مولانا فخر الدین زرادی اور امیران بورکش مولانا فخر الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہدایہ پڑہتے تھے اور ساری مجلس مین ان دونون شاگردون سے زیادہ تر کوئی شخص تیز طبع اور بحث کرنے والا نہ تہا۔ اس مجلس مین جس وقت سلطان المشائخ کا ذکر آتا یہ لوگ آپکو اسطرح ذکر کرتے جیسے اہل تعصب کسیکو ذکر کرتے ہین اور مجھے نہایت ناگوار و دشوار گذرتا مین اون سے کہاکرتا تہا کہ آپ لوگ یہ باتین اوسی وقت تک کہتے ہو جب تک سلطان المشائخ کو نہین دیکہتے۔ الغرض ایکدن مین نے اونہین اُبہار اُکسا کر سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہونے پر آمادہ کر دیا۔ اور وہ اس پر راضی ہو گئے۔ جب مین اور میرے ساتھ وہ دونون سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو مین سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے بعد بیٹھ گیا۔ سلطان المشائخ نے اون دونون کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ تم کہان رہتے ہو جواب مین عرض کیا۔ شہر مین۔ بعدہٗ آپ نے فرمایا پڑہتے کہان ہو۔ عرض کیا فخر الدین ہانسوی سے۔ پہر پوچہا کیا پڑہتے ہو۔ کہا۔ ہدایہ۔ فرمایا۔ تمہارا سبق کہان تک پہنچا ہے۔ مولانا فخر الدین جو میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے آگے بڑہکر بیٹھ گئے اور مقام سبق کی تقریر یاد اوس شبہہ کی توضیح کی جو سبق مین حل ہونے سے رہگیا تہا

شبہ کی تقریر بیان کرکے سلطان المشائخ سے اوسکا جواب طلب کیا۔ آپنے کمال تبحر سے دانشمندانہ جواب مین سلسلۂ گفتگو شروع کیا۔ سلطان المشائخ تقریر کرتے جاتے تہے اور مولانا فخر الدین آپ کی لطافتِ تقریر سے حیرت مین پڑکر پیچہے ہٹتے جاتے تہے یہانتک کہ میرے پاس پہونچ گئے اور جہک کر میرے کان مین کہا کہ مین اسیوقت کلاہ ارادت لینا چاہتا ہون۔ سلطان المشائخ نے فرمایا مولانا کیا کہتے ہو۔ شیخ نصیر الدین محمود فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا۔ حضور! کلاہِ ارادت کی استدعا کرتے ہین۔ سلطان المشائخ نے مسکراکر فرمایا۔ اسوقت نہین بلکہ دوسری مجلس مین دیدی جائیگی۔ مگر مولانا فخر الدین نے باصرار مجہسے کہا کہ اگر سلطان المشائخ اس مجلس مین کلاہِ ارادت نہین دینگے تو مین اپنے تئین ہلاک کرڈالتا ہون۔ جب مینے سلطان المشائخ کی خدمت مین یہ بات عرض کی تو آپنے فرمایا بہت اچہی بات ہے۔ اوسیوقت مولانا فخر الدین زرادی اور امیران بورکش دونون کو کلاہ ارادت پہناکر سرفراز فرمایا۔ مولانا فخر الدین فوراً محلوق ہوئے اور دانشمندون کے زمرہ اور اون کی قیل وقال سے نکلکر درویشون کے حلقے مین بصد آرزو داخل ہوئے اپنی تمام کتابین اور مسودات یارون کو بخشدیئے اور دانشمندی کا غرور جاہ ومنزلت کی طلب یک لخت سر سے دور کردی۔ امیر خسرو کیا خوب فرماتے ہین۔ **بیت**[1] بود ز عقل بیشیا ازین باد غرور بسرم ✤ پیش درِ تو خاک شد آن ہمہ کج کلاہیم ✤ اور اوسروز سے یہ بزرگوار سلطان المشائخ کے غلامون کے سلسلہ مین منسلک ہوئے۔ غیاث پور ہی مین سکونت اختیار کی اور پنجوقتہ نماز جماعت خانہ مین سلطان المشائخ کے ساتہ ادا کرتے رہے۔ کسی خوش اور صالح وقت مین سلطان المشائخ کی خدمت مین جاتے اور اوس روحانی مجلس سے انکی روح پاک پرورش پاتی تہی اور اوس مجلس کے ذوق سے مست ہوکر پہر بار بار آمد ورفت کرتے تہے۔ انجام کار آپنے سلطان المشائخ کے مکان کے آگے گہر بنالیا اور وہین رہنے لگے تاکہ وقت بے وقت اوس سعادت کو حاصل کرتے رہین۔ شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔ **مصرع**[2] خوش آن سرے کہ شود خاک آستانۂ تو ✤ یہانتک کہ جس زمانہ تک سلطان المشائخ زندہ رہے مولانا فخر الدین نے کبہی سر آستانہ سے دور نہین کیا۔ یہ ضعیف کہتا ہے **بیت**[3] عشق آن را مسلم است اے جان ✤ کو نہد سر بر آستانہ دوست ✤ امیر حسن کہتے ہین۔ **بیت**[4] اگر رقیب تو پرسد حسن چہ ماند برین در ✤ تو آبروئے وہ اورا بگو کہ خاک درست این ✤ جیب

---

[1] اس سے پیشتر عقل کے سبب سے غرور کی ہوا میرے سر مین بہری ہوئی تہی۔ لیکن تیرے دروازہ کے آگے میری وہ ساری کج کلاہی خاک مین مل گئی ۱۲ [2] وہ سر بہت اچہا ہے جو تیرے دروازے کی خاک بنجائے۔

[3] عشق اوسی کا کامل ہے جو دوست کے دروازے کی چوکہٹ پر اپنا سر رکہے ۱۲

[4] حسن اگر تیرا رقیب تجہسے دریافت کرے کہ یہ کیا ہے تو اوسکو جواب دینا چاہیئے کہ دوست کے دروازے کی خاک پا ہے ۱۲

جب سلطان المشائخ صدر جنت مین خرامان خرامان پہونچے اور مقعد صدق مین قرار پکڑا تو مولانا فخر الدین کو ایک آن آرام قرار نہ رہا۔ جب تک دریائے جون کے کنارے اوس مقام پر سکونت اختیار کی جہان سلطان السلاطین فیروز شاہ نے اپنے محل کی عمارت کی ہے اور شہر فیروز آباد بسایا ہے۔ زہے اثر قدم مبارک کہ آج اوس بزرگ دین کے قدم کی برکت سے وہان بادشاہ کا محل تیار ہوا اور ایک عظیم الشان شہر آباد ہوا پہر چند روز تک آپنے مقام لونی مین قیام فرمایا اور ایک عرصہ تک حوض علائی کے کنارہ پہ قیام پذیر رہے۔ اسکے بعد آپ اکثر اوقات سفر مین رہنے لگے اور شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کے لیئے اجمیر تشریف لے گئے۔ بعدہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کے لیئے اجودہن تشریف لے گئے۔ الغرض آپ صحراؤن۔ پہاڑون۔ غارون مین خدا تعالی کی عبادت کرتے رہے اور اس سے آپکی غرض یہ تہی کہ کوئی شخص آپکے احوال پر مطلع نہو۔ خلاصہ یہ کہ آپنے اپنی تمام عمر عزیز پیر کی محبت و عشق مین بسر کی اور خلوت و تنہائی اور یاد الہی مین گذار دی۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین۔ **بیت** بکنج غارے عزلت گزینم از ہمہ خلق ÷ کزان لطیف جہان یار غار من باشد ÷ خلاصہ یہ کہ اس بزرگوار نے سلطان المشائخ کی نظر کی برکت سے عالم مین قبولیت عظیم حاصل کی تہی جس شخص کی نظر آپکے چہرۂ مبارک پر پڑتی سر زمین پر رکہتا اور مولانا کی محبت کا اسیر ہو جاتا۔ رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا نکتہ۔ مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدہ اور مشغولی باطن کے بیان مین۔

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ کے انتقال کے بعد مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ بسنالہ مین چلے گئے۔ جو پہاڑ کے بیچ مین واقع ہے یہان بند کے سرے پر ایک مختصر سی قدیم مسجد بنی ہوئی ہے جس مین آپ مشغول ہوئے چونکہ یہ مقام نہایت غیر آباد اور اوجڑ تہا اس لیئے کوئی متنفس سکونت نکر سکتا تہا۔ علاوہ ازین درندون اور وحشی جانورون کا مسکن تہا۔ شیر۔ بہیڑیے کا ہر وقت خوف لگا رہتا تہا۔ دو تین عزیز جو مولانا کے ساتھ تہے اس خطرناک مقام سے کانپ کانپ اُٹہتے تہے اور چونکہ متصل تین روز تک اونہین کہانے کی بہی کوئی چیز میسر نہوئی تہی لہذا سب وہان سے بہاگ کہڑے ہوئے اور مولانا کو ایسے پُر خوف اور خطرناک مقام مین تنہا چہوڑ کر واپس چلے آئے۔ خواجہ حکیم سنائی کہتے ہین **بیت** تا بلا نازمین شمر داورا ÷ چون بلا دید در سپرد اورا ÷ جب کاتب حروف کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اونہون نے کچہہ کہانا پکاکر تیار کیا اور کچہ کہانے کا اسباب

سلہ ایک غار کے کونے مین تمام خلق سے تنہا اس لیئے بیٹہا ہون کہ اوس کے لطف و مہربانی سے جہان میرا یار غار ہو جائے ۱۲
سلہ جب تک بلا و مصیبت نہ تہی اوسنے ناز نہین شمار کیا۔ اور جب مصیبت و بلا دیکہی تو اوسے اوس کے سپرد کر دیا ۔ ۱۲ ۔

ساتھ لیا اور چند اون عزیزون کے ساتھ روانہ ہوئے جو مولانا کی خدمت مین شاگردی اور اخلاص کا حق رکھتے تھے جیسے
مولانا استاد نا رکن الملۃ والدین اندرپتی اور مولانا سراج الدین عثمان (ان دونون حضرات کا ذکر سلطان المشائخ
کے خلفا مین آئے گا) اور مولانا صدر الدین - مولانا رکن الدین کے بہائی - اور عبد اللہ کولی سلطان المشائخ کے
رکابدار - اور کاتب حروف جو ان تمام عزیزون مین سب سے کم عمر اور بچہ تہا - غرضکہ یہ سب لوگ لسنالہ مین مولانا فخر الدین
کی خدمت مین گئے - دیکھتے ہین کہ وہ بادشاہ فقر مجاہدہ لسنالہ کے بند مین جو شیرون اور اژدہون کا مقام ہے
اور جا بجا سانپون کی کینچلیان پڑی لٹک رہی ہین نہایت استقلال و بے التفاتی کے ساتھ قبلہ رخ مشغول بحق
بیٹھے ہین اسوقت آٹھ روز گذر گئے تہے کہ مولانا نے افطار کے وقت کچہ نہین کہایا تہا - لیکن بہ تعجب اور تعجب کے ساتھ
حیرت سے دیکہا گیا کہ آپکی ذات مبارک مین کسیطرح کا ضعف و ملال ظاہر نہین ہوا - حقیقت مین آپ روح مجرد ہو گئے
تہے اور بیابان و پہاڑون کو اپنے جمال سے روشن و منور کر دیا تہا اور خواجہ سنائی کی اس مثنوی پر جو سلطان المشائخ
کی زبان مبارک پر گذری ہے عمل در آمد کیا تہا **مثنوی** دشت و کہسار گیر ہمچو وحوش ؛ خانمان با بمان بگربہ و
موش ؛ خانہ کان از برائے قوت کنند ؛ مور و زنبور و عنکبوت کنند ؛ قوت عیسی چو ز آسمان سازند ؛ ہم ملائک
حایش خانہ پردازند ؛ جب عزیز و یار اوس عاشق صادق کی خدمت مین پہونچے تو مولانا انہین دیکہکر بہت خوش
ہوئے اور ان عزیزون کا آنا نہایت مغتنم سمجہا - آپنے ہر شخص سے اوسکے رتبہ کے موافق معذرت کی اور فرمایا تم نے
اس قدر کیون زحمت اوٹہائی مجہے معلوم ہوتا ہے کہ میرے یارون مین سے تمہین کسینے خبر کر دی ہے - بعدہ فرمایا
سبحان اللہ ایک لوگ تو میری موافقت کر نہین سکے دوسرے بہید ٹٹولنے آئے اور سر کا کشف کرنا چاہتے ہین
لیکن چونکہ سعادت ملاقات نصیب ہونی تہی حق تعالی نے یہ سبب پیدا کیا - الغرض اس بزرگ دین نے مجاہدہ
مین انتہا درجہ کی کوشش کی تہی اور اس ابدی سعادت کو اپنے اوپر لازم کر لیا - کاتب حروف لڑکپن کے زمانے
سے سن بلوغ تک اس بزرگ کی خدمت مین بہت رہا ہے جب تنہائی اور خلوت مین اس بزرگ کی خدمت مین
حاضر ہوتا قبلہ رخ بیٹھے اور زانوئے مبارک پر سر رکہے ہوئے مشغول حق دیکہتا - دس پانچ مرتبہ نہین بلکہ بہت
دفعہ ان جیسی باتین دیکہنے کا اتفاق پڑا ہے جب سے سلطان المشائخ نے سفر آخرت قبول کیا - آپنے دائمی روزہ
اختیار کیا - یہان تک کہ جس زمانہ تک آپ زندہ رہے کبہی روزہ افطار نہین کیا - شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ

لہ مثل جنگلی جانورون کے جنگل اور پہاڑ مین بسیر اکر - گہربار کو اونکے اہل کیواسطے چہوڑ دے - گہربار کہانا اور دیگر چیزون کے مہیا کرنیکے واسطے
بنانا مکڑی چیونٹی وغیرہ کا کام ہے - حضرت عیسی آسمان پر ہین اور وہین روزی رسان اون کا رزق پہونچاتا ہے ۱۲

فرمایا کرتے تھے کہ جو ترقی مقامات ہمین چھ مہینے دو مہینے مین حاصل ہوتی تھی۔ مولانا فخر الدین زرادی کو ایک ساعت مین میسر ہو جاتی تھی رحمۃ اللہ علیہ۔

تیسرا نکتہ ۔ مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کے علم و تبحر کے بیان مین۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ کے زمانہ زندگی مین ایک دانشمند عالم بغدادی مالکی مذہب غیاث پور مین آیا اور اس سے پیشتر کہ شہر مین داخل ہو۔ ایک خواب دیکھا وہ یہ کہ ایک فرشتہ بہشتی طباق ہاتھ مین لئے ہوئے اور اوسپر ایک سبز حلہ ڈالے ہوئے آسمان سے اوترا چلا آتا ہے۔ جب وہ زمین پر اُترکر اس دانشمند کے پاس سے ہوکر گذرا تو اس نے دریافت کیا۔ یہ طبق کیسا ہے۔ فرشتہ نے جواب دیا کہ علم لدنی کا طبق ہے مجھے خدا کا حکم ہوا ہے کہ اسے لیجاکر مولانا فخر الدین زرادی کے مصفا سینہ مین ڈالون۔ دانشمند نے دریافت کیا کہ مولانا فخر الدین زرادی کون بزرگ ہین۔ فرشتہ بولا ایک دانشمند ہے شیخ نظام الدین کے مریدون مین تمام تعلقات سے مجرد۔ جب وہ دانشمند خواب سے بیدار ہوا تو شہر مین جانے کا قصد ملتوی کیا۔ اور غیاث پور ہی مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر خواب کی تقریر اول سے آخر تک عرض کی اور ساتھ ہی التماس کی کہ مین مولانا فخر الدین زرادی کو دیکھنا چاہتا ہون۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ وہ جماعت خانہ مین ہونگے یا سیدون کے گہر مین۔ ان سیدون سے مراد کاتب حروف کے والد بزرگوار اور چچا ہے کیونکہ مولانا کو ان لوگون سے انتہا درجہ کی محبت تھی اور جماعت خانہ سے جب کہین تشریف لیجاتے تھے تو ان ہی بزرگوارون کے مکان مین رونق افروز ہوتے تھے۔ غرضکہ اوس دانشمند نے جماعت خانہ مین آکر دریافت کیا کہ یہان مولانا فخر الدین زرادی کون بزرگ ہین۔ حاضرین مجلس نے مولانا کی طرف اشارہ کیا دیکھا کہ ایک نوجوان بالا قد سپید پوست خوبصورت انتہا درجہ کی ملاحت و صباحت کے ساتھ بیٹھے ہین۔ شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے **بیت** اے صورتت ز گوہر معنی خزینۂ ٭ مارا ز درد عشق تو در دل دفینۂ ٭٭ چہرۂ مبارک غایت صفائی سے آفتاب جیسا روشن و تابان ہے اور اوسپر خدا کی تجلی کا نور جلوہ نما ہے۔ جماعت خانہ کے ایک کونے مین مشغول بحث بیٹھا ہے۔ یہ دانشمند مولانا کی خدمت مین آکر بیٹھا اور خواب کی حکایت نقل کی۔ مولانا فخر الدین زرادی نے مسکرا کر فرمایا کہ اس عظیم الشان دربار کی سلک مین بہت سے فخر الدین زرادی کے غلام منسلک ہین نہ معلوم وہ کون سے فخر الدین زرادی ہین جو تجھے خواب مین بتائے گئے ہین۔ یہ دانشمند مجمع البحرین کا ایک نسخہ جو فقہ مین نہایت عجیب و غریب تصنیف ہے اور نسخہ تصریف مالکی کہ کثرت معانی مین اور زیادہ مختصر اور لطیف تر کوئی دوسرا نسخہ اسوقت تک دستیاب نہین ہوا تھا اور سب سے پیشتر یہی دانشمند یہان لایا۔ غرضکہ یہ دونون عجیب و غریب نسخے مولانا فخر الدین کی نظر مبارک مین پیش کرکے تصریف مالکی کا ذکر کرنے لگا

مصنف نے تصریف کے قواعد و مقدمات اس طرز سے بیان کیئے ہیں کہ ان کا حل اور توضیح ناممکن نہیں تو قریب قریب دشوار ضرور ہے۔
اور اسوقت تک ان دونون کتابون کی کوئی شرح تصنیف نہین ہوئی ہے۔ اوسکی یہ تقریر سنکر مولانا فخرالدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ
نے تصریف مالکی کا نسخہ اوس کے ہاتھ سے لیلیا اور عشا کی نماز پڑہنے کے بعد اوسکا مطالعہ کرنا شروع کیا اثناء مطالعہ
مین اوس کے تمام قیود اور ضمائر اور مشکلات قلم مبارک سے ہر کلمہ کے نیچے لکھتے چلے گئے اور سارے مشکلات پانی کر دئے
جب دن ہوا تو مولانا نے نسخہ کو درست کر کے اوس دانشمند کے ہاتھ مین دیا۔ مجمع البحرین کا نسخہ اس سے پیشتر کہ شہر مین اشاعت
پائے۔ مولانا فخرالدین نے اوسے مولانا رکن الدین کو پڑھانا شروع کیا۔ دانشمند نے مولانا کا یہ علمی تبحر اور خدا داد
قابلیت دیکھکر کہا الحمدللہ کہ میرے خواب کی تصدیق ہوگئی کیونکہ علم مین اسدرجہ قوت اوسی شخص کو نصیب ہوتی ہے جسکا
سینہ علم لدنی سے آراستہ و معمور ہوتا ہے۔ الغرض مولانا نے ان دونون عجیب و غریب نسخون کو بغیر کسی شرح کی مدد کے
پڑھانا شروع کیا اور اوسکے غرائب و لطائف کا نفس الفاظ سے استنباط کیا اس سے علماء شہر مین یہ دونون
کتابین بے نظیر مشہور ہوگئین۔ اسی زمانہ مین کاتب حروف کے والد رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان المشائخ کے مکان
کے نزدیک ایک نہایت وسیع مکان کرایہ کو لیا تھا اور خود طلبہ کو درس دیتے تھے مستعد اور تیز طبع متعلمون کو جمع
کیا اور اونہین تحصیل علوم پر ترغیب دی اور اس سے اونکی غرض یہ تھی کہ کاتب حروف کو کچھ پڑھنا آجائے مولانا
فخرالدین بھی چاشت کی نماز سے فارغ ہوکر اس مجلس مین تشریف لاتے اور مولانا رکن الدین اندرپتی کو ہدایہ
پڑھایا کرتے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ عالم ربانی مولانا رکن الدین سامانی جو شہر کے مشاہیر علماء مین گنے جاتے
تھے سلطان المشائخ کی زیارت کو آئے اور سلطان المشائخ کی خدمت سے لوٹتے وقت اوس انتہا درجہ کے اتحاد
و محبت کی وجہ سے جو اونہین مولانا فخرالدین سے تھی اس مجلس مین تشریف لائے اوسوقت مولانا فخرالدین ہدایہ
کا سبق پڑھا رہے تھے۔ جب آپنے مولانا کمال الدین کو آتے دیکھا تو ہدایہ کی احادیث کے تمسکات کو چھوڑ کر احادیث
صحیحین سے تمسک کرنے لگے۔ مولانا کمال الدین نے فرمایا کہ حضرت! آپ ہدایہ کے احادیث تمسکات کو ترک کر کے
دوسری حدیثون سے تمسک کرتے ہین فرمایا۔ ہان اگر آپکو کوئی خدشہ ہو تو اوسے بیان کیجیئے۔ چونکہ آپ موثر
اور دلکش تقریر مین نہایت مستحکم تمسکات لا رہے تھے اس لیئے مولانا کمال الدین کو اعتراض کا کوئی موقع نہین ملا
بلکہ وہ لفظ لفظ کی نہایت انصاف سے داد دیتے اور وسیع و جامع الفاظ مین تعریف و تحسین کرتے جاتے تھے۔
مولانا کمال الدین سامانی سے روایت کی جاتی ہے کہ فرماتے تھے۔ ایکدفعہ سماع کے بارے مین بحث ہوئی اور مشاہیر
علماء کے حضور مین سماع کے ایک نکتہ کی بابت تقریر ہوئی۔ مولانا فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ بھی اوس مجلس مین

موجود تھے آپنے اثنا ر بحث مین علما ر شہر کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ تم دو شقون مین ایک شق اختیار کرلوگے اگر حرمت کی شق اختیار
کروگے تو مین سماع کی حلت ثابت کرون گا اور اگر حلت کی جانب اختیار کروگے تو حرمت ثابت کرون گا۔ مولانا کمال الدین
یہ حکایت بیان کرتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے کہ عجب تبحر علمی تھا کہ اسقدر مشاہیر کے سامنے ایسا بڑا دعویٰ کیا جائے
اور وہ بجز سکوت و خاموشی کے کچھ جواب نہ دین۔ ایسے موقع پر اپنا مدعا ہر پہلو پر ثابت کرنا بجز قوت علم اور تفقہ کے
ناممکن ہے۔ علاوہ ازین آپ مین یہ عجیب خاصیت تھی کہ کسی بحث مین کبھی مسامحت نکرتے تھے بلکہ جبتک صاف
طور پر الزام نہ دے لیتے اور قائل نکر دیتے خاموش نہ رہتے۔ اگرچہ جانب مقابل علامۂ عصر اور یگانۂ روزگار ہی کیون
نہو تا۔ چنانچہ ایکدن کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ کے جماعت خانہ مین نماز فجر کے بعد مولانا وجیہہ الدین پائلی جنکا
ذکر اعلیٰ یارون مین اوپر لکھا جا چکا ہے تشریف رکھتے تھے اور مولانا فخر الدین بھی اتفاق وقت سے موجود تھے۔ دونون
بزرگون مین بزدوی کے ایک مسئلہ پر بحث چھڑ گئی جو اصول فقہ مین ایک مشکل اور سخت کتاب گنی جاتی ہے۔ جانبین
سے رد و قدح اور سوال و جواب ہونے لگا اور اس مناظرہ نے بہت بڑا طول کھینچا۔ مولانا وجیہہ الدین پائلی جن
مقدمات کی تقریر کرتے تھے مولانا فخر الدین نہایت اطمینان اور حسن عبارت کے ساتھ اون مقدمات پر اور مقدمات
زیادہ کرکے اعتراض کرتے تھے۔ غرضکہ اس مناظرہ و مباحثہ کی یہان تک نوبت پہونچی کہ مولانا وجیہہ الدین
غصہ مین بھر گئے اور مناظرہ کا پہلو بدلکر مجادلہ کا دروازہ کھولا۔ طعن تشنیع شروع کی اور برا بھلا کہنے لگے۔
اسوقت مولانا فخر الدین پر گریہ غالب ہوا اور آپ جواب کی طرف مشغول نہ ہوئے۔ جب مولانا وجیہہ الدین
طعن تشنیع سے باز آئے تو مولانا فخر الدینؒ درویشانہ صفائی کی اور مجلس سے اوٹھ کھڑے ہوگئے۔ اون ہی دنون کا
ذکر ہے کہ ایکدفعہ شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز اوس مجلس مین تشریف لے گئے جہان مولانا فخر الدین
طالب العلمون کو درس دیا کرتے تھے۔ مولانا فخر الدین نے شیخ نصیر الدین محمود سے فرمایا کہ یہ (کاتب حروف کی طرف اشارہ
کرکے) بچہ تعلیلات مین نہایت ہوشیار ہے کچھ اس سے پوچھو شیخ نصیر الدین نے کمترین سے دریافت کیا کہ یَحِبُّ کی
اصل کیا تھی اور کیا تعلیل ہوئی۔ جب مین نے اس کلمہ کی اصل بتادی اور واقعی تعلیل کردی تو شیخ نصیر الدین
محمود نے اعتراض کیا کہ جس وجہ اور علت سے یَجِبُ مین واو گر پڑا ہے وہ علت اَحَبَّ یُحِبُّ مین نہین پائی جاتی
پھر باوجود اسکے یہان واو کیون گرادیا گیا۔ مین نے کہا اگرچہ یہان وہ علت نہین پائی جاتی مگر موافقت بات کیلئے
یہان بھی واو گرادیا گیا جون ہی یہ جواب میری زبان سے نکلا مولانا فخر الدین مارے خوشی کے اچھل پڑے اور
انشراح باطن کے لیئے دستار اور مسواک جو آپکے دست مبارک مین تھی کمترین کی طرف پھینکدی۔ اس تقریر سے

میرا اتنا ہی مقصود تہا کہ ہس فدوی نے ان دو بزرگون کی سعادت بخش نظر مین خلعت پایا اور تحسین سے مشرف ہوا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب مولانا فخر الدین سبق سے فارغ ہوا کرتے تو قصیدہ سبعیات کی ایک بیت بندہ کو یاد کراتے اور تعلیلین دریافت کرتے اور وصیت فرماتے کہ مادہ اور لفظ مین زیادہ کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ اصل یہ ہی ہے یہین سے تمام علوم کا دروازہ آسانی کے ساتہ کُھلیگا۔ حقیقت مین مولانا فخر الدین اجتہاد کا مرتبہ رکھتے آپنے سماع کی اباحت مین دو مستقل رسالے خاص تقریر سے تصنیف کیئے ہین اور اوسکے اباحت کے مقدمات اصول فقہ کے قواعد پر منطبق کیئے ہین جنسے آپکا علمی کمال اور تبحر بخوبی واضح ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ آپکے دوسرے فضائل و محامد مثلاً جگر سوز گریہ اندرونی ذوق ظاہر و باطن کی صفائی اونکی اس قدر واقعات ہین کہ قلم قید کتابت مین لانے سے محض عاجز ہے۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین **بیت** سعدیؔ[1] کہ داد حسن ہمہ نیکوان بداد ÷ عاجز بماند در تو زبان فصاحتش ÷ اگر کبہی مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ یارون کے ساتہ زراعت و باغ اور پہاڑ و جنگل کی سیر کی غرض سے باہر تشریف لیجاتے تو کاتب حروف ہی ان بزرگون کے ساتہ ہوتا تہا خدائے علّام الغیوب کو گواہ کرکے کہتا ہون کہ اگرچہ ان صحبتون کو تیس برس سے زائد گذر گئے مگر ان مجلسون کا ذوق ابتک مین اپنے دل مین محسوس پاتا ہون امیر خسرو فرماتے ہین **بیت** مرا[2] باز آن طریق ساقی خود یاد مے آید ÷ غم دیرینہ بازم در دل ناشاد مے آید ÷ اور یہ ناچیز بندہ سلطان المشائخ کے طفیل سے صرف ان بزرگونکی یاد مین زندگی بسر کرتا ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہین۔ **بیت** جانِ[3] من زندہ بتاثیر ہوائے دگرست ÷ سازداری نکند آب و ہوائے دگرم۔

چوتھا نکتہ مولانا فخر الدین زرادی کے سماع سُننے اور جگر سوز گریہ اور اوس حالت کے بیان مین جو آپپر سماع کے وقت طاری ہوتی تہی۔

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ ایک رات علائی کے حوض خاص کے کنارے سماع کی مجلس گرم ہوئی اور اس مجلس مین مولانا فخر الدین زرادی اور مولانا حسام الدین سلطان المشائخ کے معزز و مقتدر خلفا موجود تہے۔ خوشگو قوال اور خوش الحان غزل خوان حاضر تہے۔ جب سماع شروع ہوا تو مولانا فخر الدین کو سماع نے فوراً اثر کیا آپ اسدرجہ گریہ غالب ہوا کہ آپ کا دم گُہٹ گُہٹ گیا۔ **مصرع** گریہ گرہ شدہ گلو رہ بستہ شد آواز را ÷ جب عزیزانِ مجلس رقص مین اوٹہے تو مین نے مولانا فخر الدین کی پیشانی کو دیکہا کہ وہ بالکل زرد پڑ گئی تہی اور آنکہ

[1] ای سعدی تمام حسینون نے اوس کے حسن کی داد دی۔ یہی وجہ ہے کہ تیری زبان فصاحت اوسکے بیان حسن مین عاجز و گنگ ہے ۱۲
[2] مجہے اپنے ساقی کی پہر طرز و روش یاد آتی ہے۔ پرانا غم پہر میرے دل ناشاد مین آتا ہے ۱۲
[3] میری جان ایک اور ہی ہوا کی تاثیر سے زندہ ہے۔ اوس کے ہوا اور آب و ہوا مجہسے سوافقت نہین کرتے ۱۲

دریا کی طرح پانی بہتا تہا - ایک بزرگ فرماتے ہین بیت چشمہا آب روان کرد چہ چارہ است آن را که بحیله نتوان آب روان گرد آورد ؛ اس حالت مین آپ پاؤن کے انگوٹہون کے بل رقص مین جست کر رہے تہے - علی ہذا القیاس مولانا حسام الدین ملتانی کو مین دیکہہ رہا تہا کہ آپ کے مقام صدر سے جہان کہڑے ہوئے تہے قوالون کے مقابل مین رقص کے لیئے جنبش کی اور سیدہے قوالون کے پاس آئے اور بیت سنکر پہر اوسی طرح سیدہے اپنی جگہ لوٹ گئے اور مقام صدر مین جا کہڑے ہوئے - غرضکہ ان دونون بزرگون کے ذوق سماع نے جملہ حاضرین مجلس مین وہ اثر کیا جو بیان سے باہر ہے - اسیطرح یکرات دو آباد حوض سلطان پر مجلس سماع مرتب ہتی مولانا فخر الدین اس مقام پر جلوہ فرما تہے اور چند روز سے یہین سکونت رکہتے تہے - سید خاموش کاتب حروف کے عم بزرگوار اور دوسرے یار و عزیز اس مجلس مین موجود تہے - جب مجلس سماع گرم ہوئی تو مسعود سحر خوان نے امیر خسرو کی ایک غزل جس مین رقت اور سوز و گداز پیدا کرنے کے سارے سامان جمع تہے نہایت خوش الحانی اور رقت سے پڑہی اور جب وہ ان دو بیتون پر پہونچا **قطعہ** تو بادشاہ بتانی[2] و خواہشم اینست ؛ که شغل روئے ہی بر درت مرا باشد ؛ ندانم این دل گمراہ را که فتوی داد ؛ که بت پرستی در عاشقی روا باشد ؛ تو مولانا فخر الدین مین ان دو بیتون نے انتہا درجہ کا اثر پیدا کیا - آپ پر اس قدر گریہ غالب ہوا کہ ہلاکت کے قریب پہونچ گئے - اور بے انتہا رونے کی وجہ سے آنکہون کے نیچے کی پلکین سرخ ہوگئین - مولانا نہایت سریع البکا تہے اور اعلی رتبہ کے یارون مین کسی شخص پر ایسا گریہ غالب نہوتا تہا جیسا کہ آپ پر ہوتا تہا - رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ -

پانچوان نکتہ - مولانا فخر الدین زرادی قدس اللہ سرہ العزیز کے سلطان محمد بن تغلق انار اللہ برہانہ سے ملاقات کرنیکے ذکر مین - کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جس زمانہ مین سلطان محمد بن تغلق نے شہر کی مخلوق کو موضع دیوگیر روانہ کیا اور اون ہی ایام مین ملک ترکستان اور خراسان کو زیر و زبر کرنا اور چنگیز خان کے خاندان کو تہ تیغ کرنا چاہا تو دہلی اور اوسکے اطراف کے تمام صدور و اکابر کو طلب کیا - جب سب لوگ جمع ہوگئے تو بادشاہ نے دربار کرنے کا حکم کیا اور فرمایا کہ ایک عظیم الشان خیمہ نصب کرین اور اوس مین ممبر رکہین تاکہ مین اوسپر چڑہکر خلق کو کفار سے جہاد کرنے کی ترغیب دلاؤن - اوسیروز مولانا فخر الدین اور مولانا شمس الدین یحیی اور شیخ نصیر الدین محمود بلائے گئے - شیخ قطب الدین دبیر نے کہ سلطان المشائخ کے

[1] آنکہون نے پانی بہایا تو اسکا علاج کیا ہوسکتا ہے کیونکہ حیلہ سے بہتا ہوا پانی روک نہین سکتے ۱۲

[2] تو ملک حسن کا بادشاہ ہے اور میری یہ آرزو ہے کہ تیری چوکہٹ پر سر رکہنا مجہے میسر ہو نہین معلوم کہ اس میرے دل کو کس نے کہا کہ صنم پرستی عاشقی مین روا ہے ۱۲

مریدون مین سے ایک پاک اعتقاد مرید اور ولایت سیر کی جمال کے عاشق زار اور مولانا فخرالدین زرادی کے شاگرد خاص تھے
چاہا کہ قبل اسکے کہ دوسرے عزیز شاہی دربار مین پہونچین مولانا فخرالدین کو دربار شاہی مین لیجاؤن اور مولانا کو منظور
نہ تھا کہ سلطان سے ملاقات کرین بلکہ آپ بار بار فرماتے تھے کہ مین اس مرد کے گھر کے دروازے پر اپنا سر خاک و
خون مین غلطان دیکھتا ہون یعنے اگر مین بادشاہ کے پاس جاؤن گا تو کسی قسم کی منافقت و مدارات نہ کرونگا
اور جب یہ ہوگا تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑے گا۔ الغرض جب مولانا کی بادشاہ سے ملاقات ہوئی تو شیخ قطب الدین
دبیر نے مولانا کی جوتیان اٹھا کر خدمت گارون کی طرح بغل مین مار کر کھڑے ہوگئے۔ بادشاہ یہ بات اپنی آنکھون
سے دیکھ رہا تھا مگر اسموقع پر اوسنے خاموشی اختیار کی اور کچھ نہ کہا۔ ازان بعد مولانا فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ
سے گفتگو کرنے مین مشغول ہوا اور کہا مین چنگیز خان کی خاندان کو تباہ کرنا چاہتا ہون تم اس کام مین میرا ساتھ
دوگے مولانا نے فرمایا انشاءاللہ۔ سلطان بولا یہ شک کا کلمہ ہے۔ مولانا نے فرمایا مستقبل مین یہی آتا ہے
یہ جواب مولانا کی زبان مبارک سے سنکر بادشاہ سخت پیچ و تاب مین پڑا لیکن غصہ کے آثار دبا کر بولا کہ ہمین کچھ
نصیحت کیجیئے تاکہ اوسپر عمل کرین۔ مولانا نے فرمایا کہ غصہ کو نکالو۔ سلطان نے فرمایا کون سے غصہ کو فرمایا
سبعی غضب کو۔ یہ سنکر بادشاہ اس قدر غضبناک ہوا کہ ہزار ضبط کے بعد بھی آثار غضب اوسکے بشرہ سے نمایان
ہوگئے لیکن اب بھی اوسنے سکوت کیا اور مولانا کی نسبت کوئی گستاخی نہین کرسکا۔ اسکے بعد حکم ہوا کہ کھانا
حاضر کیا جائے۔ کھانا لایا گیا تو سلطان اور مولانا ایک ہی طباق مین کھانا کھانے مین مشغول ہوگئے۔ مولانا
فخرالدین زرادی علیہ الرحمۃ کھانا کھاتے وقت اسقدر منغض و مکدر تھے کہ سلطان کو معلوم ہوگیا کہ انہین
میرے ساتھ کھانا کھانا برا لگتا ہے۔ اب بادشاہ نے ہڈیون سے گوشت چھڑا چھڑا کر آپکے سامنے رکھنا شروع
کیا۔ مولانا نے نہایت ناخوشی اور کراہت سے تھوڑا تھوڑا کھا کر ہاتھ دسترخوان سے اٹھا لیا۔ جب دسترخوان اٹھایا گیا تو
مولانا شمس الدین یحیی اور شیخ نصیرالدین محمود کو لوگ بلا کر لائے۔ اسجگہ دو روایتین منقول ہین۔ ایک یہ کہ جسوقت
یہ بزرگ تشریف لائے تو مولانا فخرالدین نے مولانا شمس الدین یحیی کو اپنے سے بالاتر مقام پر جگہ دی اور شیخ
نصیرالدین محمود کو اپنی جگہ بٹھایا اور خود نیچے بیٹھ گئے۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ ایک طرف تو مولانا شمس الدین
یحیی اور مولانا نصیرالدین بیٹھے اور ایک طرف مولانا فخرالدین زرادی رحمۃ اللہ علیہم۔ لیکن پہلی روایت صحیح
ہے کیونکہ شیخ قطب الدین دبیر جو اس مجلس مین موجود تھے پہلی روایت کے ناقل ہین۔ الغرض جب رخصت ہونے کا
وقت ہوا تو ان بزرگون کے لیئے جدا جدا ایک ایک صوف کا جامہ اور ایک ایک روپے کی تھیلی بادشاہ کے حضور سے

نذر کی گئی تھی ہر ایک بزرگ نے خلعت و روپیہ ہاتھ میں لیا اور جس طرح آئے تھے خدمت کر کے لوٹ گئے۔ لیکن جب مولانا فخر الدین کا نمبر آیا تو قبل اسکے کہ آپکے دست مبارک میں خلعت اور روپیون کی تھیلی دین جھٹ شیخ قطب الدین دبیر نے خلعت و تھیلی اپنے ہاتھ میں لے لی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مولانا اس خلعت اور تھیلی کو ہاتھ تک نہین لگائینگے۔ اور جب ایسا ہو گا تو بادشاہ کو عذر ہاتھ لگ جائے گا اور اسوجہ سے وہ مولانا کی بیحرمتی کے درپے ہو گا۔ جب یہ بزرگ لوٹ گئے تو بادشاہ نے شیخ قطب الدین دبیر کو عتاب آمیز خطاب میں کہا کہ اے مزور و شکال یہ کیسی لغو اور بیجا حرکتین ہین جو تجھسے ظہور مین آئین۔ اول تو تو نے فخر الدین زرادی کی جوتیان اپنی بغل مین مارلین بعدہ اونکا خلعت اور روپیہ کی تھیلی اپنے ہاتھ مین لے لی۔ آج تو نے اونہین میری تیغ جہانسوز سے بچادیا اور اپنی جان پر بلا و مصیبت توڑی۔ شیخ قطب الدین نے کہا۔ عالیجاہا وہ میرے اُستاد اور مخدوم کے خلیفہ ہین میرا دینی فرض ہے کہ اونکی جوتیان تعظیماً سر پر رکھون چہ جائیکہ بغل مین بھی نہ مارون اور خلعت و روپے کی تھیلی جو مین نے اپنے ہاتھ مین لی یہ کوئی بات نہ تھی اونکی زحمت رفع کرنے کی غرض سے مین نے ایسا کیا بادشاہ نے نہایت درشت مزاجی سے بہت سی سخت اور کڑی باتین شیخ قطب الدین دبیر کو کہین اور کہا ان کفر آمیز اعتقادون کو چھوڑ ورنہ ابھی اپنا سر خاک و خون مین غلطان دیکھے گا۔ اگرچہ بادشاہ کو حسن اعتقاد کی وجہ سے شیخ قطب الدین کی بے ریائی پہلے ہی سے معلوم تھی کہ بہت دفعہ انکی راسخ اعتقادی اور ثابت قدمی کا امتحان ہو چکا تھا کیونکہ جب بعض شوریدہ بخت بدنصیب جیسے افتخار دبیر اور اس جیسے اور لوگ شیخ قطب الدین دبیر کی ایذادہی کے لیئے سلطان المشائخ کی بابت بے ادبانہ مباحثہ اور گستاخانہ مناظرہ کرتے تو شیخ قطب الدین اون نالائقون سے بادشاہ کے سامنے بیباکانہ مکابرہ کرتے اور نہایت سخت و کڑے جواب بے محابا دیتے اور جب وہ قتل و قید کی دہمکی دیتے تو شیخ قطب الدین کہتے زہے سعادت و دولت اگر مجھے حضرت سلطان المشائخ کی محبت مین قتل کر ڈالین اور مین درجۂ شہادت پاکر جلد تر اونکی خدمت مین جا حاضر ہون اور تمہاری اس ننگ و عار سے رہائی پاؤن۔ خلاصہ یہ کہ آخر عمر تک جب مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اس قتال بادشاہ کی مجلس مین ہوتا تو بادشاہ دست حسرت ملکر کہتا۔ افسوس فخر الدین زرادی میری خون آشام تیغ سے کیسے صحیح سلامت نکلگئے لیکن واقعی بات یہ ہے کہ جسکا دل خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے وہ ہمیشہ حق تعالی کی عصمت و حفاظت مین ہوا کرتا ہے اور اوسکے مخالف و دشمن اوسپر فتح نہین پا سکتے ہین۔

چھٹا نکتہ۔ مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کے خانہ کعبہ کی زیارت کو جانے اور جہاز کے ڈوبجا

اور انتقال فرمانے کے بیان مین۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جب مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ دیوگیر مین تشریف لے گئے اور سلطانی حوض پر فروکش ہوئے تو آپکو خانہ کعبہ کی زیارت کا شوق دامنگیر ہوا اگرچہ خانہ کعبہ کی زیارت کی نیت اور عزم آپکے دل مبارک مین بہت پیشتر سے تھا لیکن کوئی موقع نہ ملتا تھا جب آپ دیوگیر پہونچے تو وہ دبا ہوا اشتیاق بھڑک اوٹھا ان دنون مین قاضی کمال الدین صدر جہان جو مولانا فخر الدین ہانسوی کی شاگرد اور بھانجے تھے۔ مولانا فخر الدین زرادی کی خدمت مین بکثرت آمد و رفت رکھتے تھے۔ یہ مولانا فخر الدین ہانسوی مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی استاد تھے اوس فرط محبت کے سبب جو ان دونون بزرگون مین تھی۔ مولانا فخر الدین زرادی نے قاضی کمال الدین صدر جہان سے خانہ کعبہ کی زیارت کے لیئے جانے کا مشورہ کیا۔ قاضی کمال الدین نے فرمایا کہ بغیر اجازت بادشاہ کے اتنی دور و دراز سفر کا عزم کرنا خلاف مصلحت ہے کیونکہ ادھر اس شہر کی آبادی اسوقت سب سے زیادہ اہم اور مقصود ہے۔ بادشاہ کو منظور ہے کہ یہ شہر علماء مشائخ صدور معارف کے وجود باجود سے اطراف عالم مین مشہور و معروف ہو جائے بہر صورت مین آپکی اس رائے کے ساتھ ذرا متفق نہین ہون بالخصوص جبکہ بادشاہ آپکی ایذا دہی کے درپے ہے۔ مولانا فخر الدین نے یہ جواب سنا تو اپنے مخفی بھید کے ظاہر کرنے سے سخت پشیمان ہوئے۔ اور یہ حکایت کاتب حروف کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کی والد نے فرمایا کہ مولانا یہ بات اچھی نہین ہوئی کیونکہ عشق مین مشورہ کی کچھ ضرورت نہین۔ کوئی بزرگ کہتے ہین **بیت** در عشق چہ[۱] جائے خانہ داری ست ٭ مجنون شو و کوہ گیر و بخروش ٭ مولانا نے فرمایا کہ مین نے قاضی کے اتحاد و محبت پر اعتماد کرکے یہ بھید ظاہر کیا اور اوسنے اپنے نزدیک یہ مصلحت دیکھی والد نے فرمایا کہ اگر اسکے بعد قاضی کمال الدین سے ملاقات کا اتفاق ہو تو اس قصد کی بابت کچھ ذکر نکرنا اور چند روز کے گذر جانے کے بعد اسکی تدبیر کے انصرام مین مشغول ہو جانا۔ الغرض تھوڑے عرصہ کے بعد مولانا فخر الدین زرادی کے بھتیجے نے جو قصبہ پیٹھون مین رہتے تھے۔ مولانا کو اپنے کار خیر کی تقریب مین طلب کیا۔ مولانا بھتیجے کے کار خیر مین شریک ہونے کے بہانے سے قصبہ پیٹھون مین تشریف لے گئے اور وہان جاکر سفر حجاز کا عزم کر لیا اور اودھر روانہ ہونے سے پیشتر شب کو عشا کے وقت والد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے والد نے آپکو دیکھکر فرمایا شاید آپ کا وہ عزم مصمم ہو گیا ہے فرمایا۔ ہان۔ یہ فرماکر تھوڑی دیر بیٹھے اور رخصت کے وقت دو تنکہ نقرہ آپنے کاتب حروف کے ہاتھ مین دیئے اور اسکے دوسرے روز روانہ ہو گئے۔ جب آپ قصبہ پیٹھون سے روانہ ہوکر کوکن تھانہ پہونچے تو وہان سے جہاز پر سوار ہونا چاہا۔ جہاز مین سوار ہوتے وقت ایک خط

[۱] عشق مین خانہ داری کی کوئی جگہ نہین۔ مجنون ہونا کوہ و بیابان قطع کرنا جوش و خروش کرنا چاہیئے ۱۲

یارون کی طرف دولت آباد مین روانہ کیا خط کے عنوان مین یہ بیت آپکے خط مبارک سے لکھی ہوئی تھی **بیت** آتش نامہ کہ اندوہ
وغم سینۂ ماست ÷ اے باد ببر بغمگساران برسان ÷ جب عزیزون نے خط کہول کر پڑہا تو خط مین یہ بیت اور لکھی ہوئی
تھی **بیت** یارم آوارگی لبسر دارو ÷ رفتن حج بہانہ افتادست ÷ غرضکہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ بعافیت وسلامت خانہ
کعبہ مین پہونچے اور ارکان حج ادا کیئے۔ پہر وہان سے بغداد کا قصد کیا بزرگان بغداد یعنے علماء و مشائخ چونکہ پہلے ہی
سن چکے تہے کہ ایک عدیم المثال اور لاجواب بزرگ تشریف لاتے ہین سب استقبال کے لیئے شہر سے باہر نکلے اور
آپکے خیر مقدم کرنے کو سعادت دارین سمجہا۔ مولانا چند روز تک بغداد مین رہے اور علم حدیث مین خوب خوب بحث
ہوئی۔ یہان تک کہ آپ تمام علماء بغداد سے فائق و افضل ثابت ہوئے۔ وہان سے لوٹے تو شہر دہلی مین واپس آنے کی
غرض سے جہاز پر سوار ہوئے جہاز مین سلطانی اسباب لدا ہوا تہا اور اس کثرت کے ساتہ لدا ہوا تہا کہ جہاز
بوجہل ہوکر غرق ہونے لگا۔ جہاز کے افسر مولانا کی خدمت مین آکر عرض کرنے لگے کہ جہاز غرق ہوا چاہتا ہے اگر
آپ اجازت دین تو ہم تہوڑا اسباب نکالکر دریا مین ڈال دین جہاز ہلکا ہو جائے گا۔ مولانا نے فرمایا کہ مجہے اون آدمیو
کے اسباب پر کیا تصرف ہے کہ اوسکی نسبت کچہ کہہ سکون یا دریا مین ڈال دینے کا حکم کرون۔ غرضکہ مصلے بچہائے
قبلہ رخ بیٹہے رہے اور جہاز غرق ہوگیا آپ بہی غرق ہوگئے اور مرتبہ شہادت کو پہونچے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔
ازانجملہ ذات پسندیدہ تمام عزیزون اور یارون مین جیسے نور دیدہ عالم علوم سبحانی حافظ کلام ربانی بادشاہ
عالم راز۔ علماء مین تقریر خوب کے ساتہ ممتاز مولانا علاؤ الدین نیلی رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ جو سلطان المشائخ کے
معزز خلیفہ تہے۔ آپ ایسے مقرر و فصیح تہے کہ بڑے بڑے زبردست علماء آپکی تقریر کے شیدائی تہے اور جب
آپ کلام کرتے تہے تو تقریر کا جادو تمام حاضرین کو خود بخود اپنا گرویدہ بنالیتا تہا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے یارون مین
اعلیٰ نحو اور علم سلوک مین سب سے زیادہ ممتاز و نامور شمار کیئے جاتے تہے اور کشاف و مفتاح کے غوامض بیان
کرنے مین اپنا نظیر نہ رکہتے تہے۔ مولانا فرید الدین شافعی جو اودہ کے شیخ الاسلام تہے اور مروجہ علوم مین اپنا نظیر
نہین رکہتے تہے اونکی مجلس مین آپ کشاف کی قرارت کرتے تہے اور مولانا شمس الدین یحییٰ اور علماء اودہ سامع
تہے۔ کاتب حروف نے ان بزرگ کو دیکہا ہے ظاہر مین علماء کی شان رکہتے تہے لیکن حقیقت مین اہل تصوف
کے اوصاف کے ساتہ موصوف تہے۔ ایکدن سلطان المشائخ فجر کی نماز ادا کرکے جماعت خانہ کے کوٹہے پر تشریف
لے گئے اور جہان ہمیشہ تشریف رکہا کرتے تہے وہین جاکر بیٹہ گئے۔ مولانا علاؤ الدین ذرا دیر کرکے پہونچے۔

یہ خط جو ہمارے سینہ کا اندوہ و غم ہے اسے اے باد صبا لیجا کر میرے غمگساروں کو پہونچادے ۔ یار کو آوارگی کا خیال ہے حج مین جانا کا

جن عزیزون نے سلطان المشائخ کے ساتھ نماز نہ پڑہی تہی اونہون نے مولانا علاؤ الدین نیلی کی اقتدا کی اور جماعت خانہ کے صحن مین آپکو امام بناکر نماز مین مشغول ہوئے۔ مولانا علاؤ الدین نے امامت کی حالت مین ایسی خوش الحانی سے قراءت ادا کی کہ سننے والونکو مزہ آگیا اور انتہا درجہ کا ذوق شوق پیدا ہوا۔ سلطان المشائخ بہی کوٹہے پر بیٹہے ہوئے قراءت سن رہے تہے آپ پر بہی وہ ذوق و شوق کی حالت طاری ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ حضور نے فوراً اقبال خادم کو بلاکر فرمایا کہ یہ خوش آواز عزیز جو نماز مین مشغول ہے۔ اسکے پاس میرا مصلا لیجا اور سلام پہیرنے کا منتظر رہ۔ جون ہی نماز سے فارغ ہو مصلا اوسکے ہاتہ مین دیدے۔ خواجہ اقبال نے ایسا ہی کیا مولانا علاؤ الدین نیلی نے جب سلام پہیرا دیکہتے ہین کہ ایک شخص فرشتہ صفت بہشتی خلعت آسمان کرامت کے حضور سے لایا ہے اور منتظر کہڑا ہے آپنے نہایت تعظیم و تکریم سے وہ مصلی اقبال خادم کے ہاتہ سے لیکر جو درحقیقت مقبول اہل دل تہے سر اور آنکہون پر رکہا اور جان کے برابر حفاظت و احتیاط سے رکہا۔ اگرچہ یہ بزرگ سلطان المشائخ کے حضور سے اجازت مطلق رکہتے تہے معہذا آپنے ایک مرید بہی نہین کیا۔ بلکہ آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تہے کہ اگر سلطان المشائخ زندہ ہوتے تو مین خلافت نامہ حضور کی خدمت مین پہنچا دیتا اور عرض کرتا کہ اگرچہ مخدوم نے از راہ بندہ نوازی شفقت و مہربانی فرمائی ہے اور اس ناچیز بندہ کو اپنی دولت خلافت پر پہونچایا ہے لیکن بندہ اپنے تئین اس محل اور مرتبہ کے قابل نہین دیکہتا۔ اور اس دینی منصب اور شرعی عہدہ کی ذمہ داری نہین کرسکتا اور اس قضیہ مین شیخ عارف خلیفہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق قدس اللہ سرہ العزیز کی اتباع و تقلید کرتا ہے۔ شیخ عارف کے حالات و کیفیت جناب شیخ شیوخ العالم کے خلفاء کے ذکر مین مفصل تحریر کی جاچکی ہے وہان دیکہنا چاہئیے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مولانا شمس الدین یحیی اور مولانا علاؤ الدین نیلی اور چند دیگر عزیز اودہ سے سلطان المشائخ کی خدمت مین تشریف لائے تہے اور اُن دنون مین ملاعین نے چارون طرف سخت تشویش پہیلا رکہی تہی دہلی کے اطراف و جوانب کو خراب برباد کر رہے تہے اور خلق کو گہیر گہیر کر قلعون مین لاتے تہے یہ بزرگ جب سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچے تو آپنے چوتہے روز انہین بلاکر اودہ جانے کی اجازت دی اور ایک ایک کو رخصت کردیا۔ یہ بزرگ اسوجہ سے کہ سلطان المشائخ نے اسقدر جلد رخصت کردیا اور کچہ روز بہی خدمت مین رکہنا پسند نہ فرمایا نہایت منغص و مکدر ہوئے اور ملال و رنج کے ساتہ اودہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب تلپتہ مین داخل ہوئے تو مولانا علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کو تپ محرق کا آغاز ہوا اس سے مولانا شمس الدین یحیی اور دوسرے یارون کو زیادہ حیرت ہوئی۔ مولانا علاؤ الدین نازک اور لطیف اندام آدمی تہے اور تمام رستے خراب پڑے ہوئے تہے۔

یہ لوگ اسی اندیشہ میں تلپتہ میں اوترپڑے اور چند روز تک اسمین قیام پذیر رہے۔ ادہر ایک عرضداشت سلطان المشائخ کی
خدمت مین باین مضمون روانہ کی کہ حضور کے غلام فرمان عالی کے مطابق دہلی سے روانہ ہوئے پہلی ہی منزل مین مولانا
علاؤ الدین کو بخار آگیا اور ایسا سخت وشدید بخار ہوا کہ ہمین مجبورًا تلپتہ مین ٹہیرنا پڑا علاوہ اسکے رستے پہلے کی
نسبت نہایت خطرناک اور خراب ہین اسباب مین جیسا ارشاد ہو عمل مین لایا جائے سلطان المشائخ نے فورًا
ان بزرگون کے لیئے خرچ اور مولانا علاؤ الدین کے لیئے اپنی سواری خاص بہیجی اور کہلا بہیجا کہ تم فورًا پلٹ آؤ
جب سلطان المشائخ کا یہ حکم ان بزرگون کو پہونچا تو بڑی خوشی کے ساتہ تلپتہ سے لوٹے۔ مولانا علاؤ الدین سے فرمایا
کہ آپ اس سواری مین بیٹہہ جائیے اور ہم پاپیادہ چلتے ہین مولانا نے فرمایا میری کیا ہستی ہے کہ سلطان المشائخ
کی سواری خاص مین سوار ہون۔ الغرض ان بزرگون نے ایک ڈولی کرایہ کی اور مولانا اوس مین سوار ہوئے
مولانا نے فرمایا کہ سلطان المشائخ کی سواری میرے آگے آگے چلنی چاہیئے تاکہ اوسپر میری نظر پڑے اور میری صحت
کا موجب ہو۔ جب یہ لوگ سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچے تو آپنے انکے حال پر بے انتہا شفقتین اور
حد سے زیادہ مہربانیان ارزانی فرمائین اور فرمایا۔ مولانا علاؤ الدین کی بیماری کا آغاز کیونکر ہوا۔ مولانا کے
ہمراہیون نے بخار کی کیفیت بیان کی تو آپنے اقبال خادم سے ارشاد کیا کہ صبح کے کہانے مین سے جو کہانا
بچ گیا ہے اوس مین سے تہوڑا سا لے آؤ۔ اقبال کہچڑی اور گہی لے آئے۔ مولانا علاؤ الدین سے فرمایا کہ اسے
کہاؤ۔ جونہی مولانا نے کہچڑی گہی کہایا بخار بالکل جاتا رہا۔ ازان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا چونکہ
یہان ملاعین کی تشویش چارون طرف پہیلی ہوئی تہی اور اطراف شہر کی خلقت شہر مین جبرًا داخل کی جاتی
تہی اور لوگون کو آب وطعام بمشکل دستیاب ہوتا تہا۔ مسافرون کے ساتہ خاصکر نہایت سختی برتی جاتی تہی
اس لیئے مین نے تمہین اس قدر جلد رخصت کر دیا تہا کہ اگر اپنے مکانون پر جلد پہونچ جاؤ تو بہت اچہا ہو۔
تم اسوجہ سے تنگدل اور مکدر ہوئے حالانکہ تنگدلی کی کوئی بات نہ تہی۔ اسکے بعد جب سلطان المشائخ
کو معلوم ہوا کہ مولانا علاؤ الدین نیلی ڈولی مین سوار ہوکر آئے ہین اور سواری خاص مین نہین بیٹہے تو آپنے
فرمایا کہ تم اس مین سوار ہوکر کیون نہین آئے۔ مولانا نے روے نیاز زمین پر رکہکر عرض کیا کہ اگرچہ مخدوم
از راہ بندہ نوازی حد سے زیادہ مہربانی وکرم فرماتے ہین لیکن اس کمترین کو اپنا مرتبہ اور اپنی قدر خود جاننی چاہیئے
غرضکہ مولانا علاؤ الدین جبتک زندہ رہے ہمیشہ اوس سواری کو ایسے موقع پر رکہتے جو ہر وقت آپکی زیر نظر
رہتی۔ آپ اوسکو بوسہ دیتے اور برکتین حاصل کرتے۔ خدا تعالی نے مولانا علاؤ الدین کو علمی فضائل بہت کچہ

عنایت کیے تھے اور فی نفسہ آپ ایک بڑے جلیل القدر او عظیم الشان منصب سے ممتاز تھے لیکن با اینہمہ جو اعتقاد آپ سلطان المشائخ کی خدمت میں رکھتے تھے وہ سب پر غالب تھا۔ آپنے آخر عمر میں سلطان المشائخ کے ملفوظات یعنے فوائد الفواد اپنے قلم مبارک سے تمام وکمال لکھے اور بیشتر اوقات زیر نظر رکھتے اور مطالعہ کیا کرتے تھے بلکہ اونہیں اپنے اوراد و وظائف ٹھیرا لیئے تھے۔ آپکی یہ کیفیت دیکھکر لوگون نے پوچھا کہ حضرت! آپکے پاس اس قدر معتبر کتابیں ہر علم وفن کی موجود ہیں لیکن آپ بجز سلطان المشائخ کے ملفوظات کے کسی کتاب کی طرف رغبت نہیں کرتے۔ مولانا نے جواب میں فرمایا کہ اے غافلو کتب سلوک وغیرہ سے ایک جہان پٹا پڑا ہے اور ہر فن کی کتابیں ہر جگہ دستیاب ہو سکتی ہیں لیکن میں اپنے مخدوم کے روح افزا ملفوظات کہ اون ہی سے میری نجات متعلق ہے۔ کہاں پا سکتا ہون۔ ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہیں **بیت** مرا نسیم[1] تو باید صبا کجاست کہ نیست ٭ کجاست زلف تو مشک خطا کجاست کہ نیست ٭ بندہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** خیال[2] روئے تو شد عید من ازان شدم ٭ مرا بعید کسان نیست حاجتے چندان ٭ ٭

انجام کار بندگی چند روز تک بیمار رہے اور اوسی بیماری میں انتقال فرما گئے۔ سلطان المشائخ کے خطیرہ میں گنبد دہلیز کے آگے چبوترہ کے اندر مقابر یارون کے متصل اوس عمارت میں مدفون ہوئے جسے مولانا ممدوح نے اپنے جیتے جی خود تعمیر کرایا تہا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ ٭

مولانا برہان الدین غریب کے حالات

ازانجملہ علم عشق جہان صدق زہد وورع تقوی وطہارت میں معروف۔ کثرت گریہ کے ساتھ اعلی یارون میں موصوف ومشہور یعنی مولانا برہان الملۃ والدین غریب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ایک عزیز کہتا ہے۔ **بیت** عجیب[3] است این محب حق بدنیا ٭ حبیب اللہ فی الدنیا غریب ٭ اِن بزرگ کے حالات دو نکتون کو شامل ہیں۔

پہلا نکتہ اوس محبت واعتقاد کے بیان میں جو مولانا برہان الدین غریب سلطان المشائخ سے رکھتے تھے رحمۃ اللہ علیہ۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جو اعتقاد ومحبت مولانا برہان الدین کو سلطان المشائخ سے تہا۔ عجب اعتقاد تہا کہ مرتے دم تک اپنی پشت مبارک غیاث پور کی طرف کبھی نہیں کی۔ یہ ایک ایسی بات تھی جو بڑے بڑے عزیزون میں سے کسیکو میسر نہیں ہوئی۔ آپ اعتقاد ومحبت کی فہرست میں تمام یارون سے ممتاز اور سب کے مقتدا مانے جاتے تھے اور بہت سے اعلی درجہ کے یارون سے ارادت میں سابق تھے۔ محبت وعشق کے

[1] مجھے تو تیری نسیم چاہیئے ورنہ صبا تو کون سی ایسی جگہ ہے جہاں نہیں ہے تیری زلف کہاں ہے ورنہ مشک خطا کون ایسی جگہ ہے جہاں نہیں ہے ۱۲

[2] تیرے چہرے کا خیال میری لیئے عید ہے۔ مجھے لوگوں کی عید سے ذرا غرض نہیں ۱۲

[3] یہ محب حق دنیا میں غریب ہے اور حبیب خدا دنیا میں غریب ہوا کرتا ہے ۱۲

گھایلون اور زخمیون کے لیئے زود اثر مرہم تہے اور عاشقون کی درد کی عمدہ دوا۔ خوش طبعان وقت جیسے امیر خسرو امیر حسن۔ اور انکے مثل دیگر عزیز آپکی لطافت طبع اور عشق کی وجہ سے آپ اسیر محبت تہے اور بیشتر اوقات یہ عزیز آپ کی صحبت مین رہا کرتے تہے چنانچہ جس زمانہ مین شیخ نصیر الدین محمود شہر مین طلبا کو پڑھاتے تہے آپ بہی تا... رہا کرتے تہے اور کبہی کبہی آپکی امامت بہی کیا کرتے تہے۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ نے مولانا محمود رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ تم کہان رہتے ہو شیخ محمود نے عرض کیا کہ شہر مین مولانا برہان الدین غریب کے گہر مین اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا ؏ مرد شوریدہ باش ہر کجا خواہی باش ٭ مولانا برہان الدین کو سماع مین پلے درجیکا غلو تہا اور بہت رکہتے تہے اور آپکے ساتھ آپکے یارون کے رقص مین ایک جداگانہ طرز تہی۔ چنانچہ آپکے یارون کو اور لوگ برہانی پکارا کرتے تہے۔ آپکی تاثیر دلی کا یہ حال تہا کہ جو شخص ایکساعت آپکے پاس بیٹہتا آپکے عشق آمیز کلام کے ذوق محاورہ دلفریب کی صفائی سے آپکی جمال ولایت پر عاشق ہوجاتا اعتقاد ومحبت مین بندگان خدا اسکے لیئے آپ سے بہتر رہنما پیر کوئی نہ تہا۔ کاتب حروف نے بہت دفعہ اس بزرگ کی سعادت قدمبوسی حاصل کی ہے اور اونکے عشق انگیز کلمات کا اسیر ہوا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

دوسرا نکتہ سلطان المشائخ کے مولانا برہان الدین سے ناراض ہونے اور پہر آپ سے راضی وخوشنود ہونے سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے باعظمت دربار سے آپکو خلافت ملنے کے بیان مین۔

کاتب حروف عرض کرتا ہے۔ چونکہ مولانا برہان الدین کی عمر ستر سال سے تجاوز کر گئی تہی اور کبر سنی علاوہ آپ اپنی خلقت وبناوٹ مین نہایت ہی ضعیف وکمزور واقع ہوئے تہے پہر سب سے قطع نظر کرکے پیر کی محبت مین بالکل سوختہ ہوگئے تہے امیر خسرو کیا خوب فرماتے ہین **بیت** خسروا گرچہ سوختہ است نہ زپئے دیگران با سوختہ باد ازین گر ز برائے تو بسوخت ٭ لہذا مولانا غایت ضعف سے اپنی کملی کی دو تہ کرکے اوسپر گہر مین بیٹہ جاتے تہے یہ بات دیکہکر علی زنبیلی اور ملک نصرت نے جو سلطان علاؤ الدین کے مقرب اور حضرت سلطان المشائخ کے مرید تہے اور مخلوق بہی ہوگئے تہے خدمت مین سلطان المشائخ کے لگایا کہ مولانا برہان الدین غریب سجادہ شیخ پر بیٹہکر اوس طریقہ کی ہرگز رعایت نہین کرتے جو مشائخ کا ہے بلکہ اپنے تئین افضل وبزرگ سمجہتے ہین۔ سلطان المشائخ یہ بات سنکر سخت رنجیدہ ہوئے اور جب مولانا برہان الدین رحمۃ اللہ سلطان المشائخ کی زیارت وملاقات کے لیئے آئے تو سلطان المشائخ نے انسے کوئی بات نہین کی۔ مولانا پائبوسی کے بعد سلطان المشائخ

ف ۱ خسروا اگر تو دوسرے کے لیئے جلی ہے تو اس سے زیادہ جلجائے کیونکہ وہ تیرے لیئے نہین ہے ۱۲

خدمت سے جماعت خانہ میں آ بیٹھے اوسی وقت اقبال خادم آیا اور سلطان المشائخ کا یہ فرمان پہنچایا کہ تم فوراً لوٹ جاؤ اور اپنے گھر چلے جاؤ۔ مولانا سخت متحیر ہوئے کہ یہ کیا حادثہ ہوا اور کیا ماجرا واقعہ ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ بیت۔ تا چہ کردم دلبر یار کہ شیرین لب دوست ٭ سخن باز نمے باشد و چشم از نازش ٭ مولانا مجبوراً وہاں سے باہر نکلے اور مولانا ابراہیم کے گھر میں آئے جو سلطان المشائخ کے طشت دار اور مولانا برہان الدین غریب کے دوست اور مخلص مہربان تھے۔ یہ مولانا ابراہیم غیاث پور میں رہتے تھے۔ مولانا برہان الدین یہیں آکر ٹھہرے جب آپکو یہاں قیام کیے ہوئے دو روز ہو گئے تو مولانا ابراہیم نے سوچا کہ مبادا سلطان المشائخ کو خبر ہو جائے کہ مولانا برہان الدین میرے مکان میں قیام پذیر ہیں۔ اور محل عتاب میں آؤں چنانچہ اونہوں نے مولانا پر یہ خیال ظاہر کیا آپ وہاں سے نکلکر شہر میں گئے اور نہایت سراسیمہ اور پریشان خاطر اپنے گھر میں آکر اس تعزیت میں بیٹھے کہ سلطان المشائخ کو اون کی طرف سے رنج و صدمہ پہنچا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر شہر کے تمام یاروں میں پھیل گئی۔ عزیزان شہر آپکی ملاقات کو آتے تھے اور آپکو روتا دیکھکر خود زار قطار رونے لگتے تھے۔ چند روز کے بعد امیر خسرو علیہ الرحمۃ جو مولانا برہان الدین کے قدیم دوست تھے حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے اور نہایت بہتر طریقے سے بابت شفاعت مولانا عرض کیا۔ حضور! مولانا برہان الدین آپکا مرید صادق اور بندہ معتقد ہے۔ اب وہ اسقدر ضعیف و کمزور ہو گئے ہیں کہ پورے پر بیٹھ نہیں سکتے اونکے دونوں زانوؤں میں سخت درد رہتا ہے اور اس زحمت کے دفع کرنے کے لیے ناچار اپنی کملی کو دو تہ کر کے نیچے ڈال لیتے ہیں۔ امیر خسرو ہر چند کہ اس جیسی باتیں عرض کرتے تھے لیکن سلطان المشائخ رغبت سے کانوں سے نہ سنتے تھے اور قبول نہ فرماتے تھے۔ آخرکار امیر خسرو نے دوسرے یاروں سے اسبارہ میں مشورہ کیا اور سب نے متفق ہو کر یہ قرار داد ٹھیرایا کہ امیر خسرو دستار گردن میں ڈالکر سلطان المشائخ کی خدمت میں جائیں اور مولانا کی معافی کی التماس کریں۔ چنانچہ امیر خسرو نے ایسا ہی کیا۔ دستار اپنی گردن میں ڈالی اور سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مؤدب کھڑے رہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ترک! کیا چاہتے ہو۔ عرض کیا۔ مولانا برہان الدین کے عفو جرائم کی التماس حضرت مخدوم سے چاہتا ہوں۔ سلطان المشائخ نے مسکرا کر فرمایا کہ وہ کہاں ہیں اچھا اونہیں بلاؤ۔ فوراً آدمی گیا اور مولانا برہان الدین گھر سے تشریف لائے۔ جب یہاں پہونچے تو مولانا اور امیر خسرو دونوں حضرات نے اپنی اپنی دستاریں گردنوں میں ڈالیں اور سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سر زمین پر رکھا اور صف نعال میں کھڑے ہو گئے۔

لہٰذا ایسا معہود دوبارہ کیا قسمت ہوا کہ دوست مونھ سے نہیں بولتا اور اوسکی آنکھیں خدنگ ناز کا نشانہ نہیں بناتیں۔ ۱۲

سلطان المشائخ نے ان سے اپنی خوشنودی و رضامندی ظاہر کی اور مولانا دوبارہ تجدید بیعت سے مشرف ہوئے والحمد للہ علی ذالک

کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جب بعض اعلیٰ یاروں کو سلطان المشائخ کے باعظمت دربار خلافت کی اجازت ہوئی تو سید السادات سید خاموش عم کاتب حروف اور خواجہ مبشر نے جو سلطان المشائخ کے قدیم خدمتگار تھے اور آپنے فرزندوں کی طرح انکے ہاں پرورش پائی تھی۔ رئیس السادات سید حسین کی خدمت میں عرض کیا کہ مولانا برہان الدین سابق مریدوں میں ایک پاک اعتقاد راسخ قدم مرید ہیں اور اعتقاد و محبت میں سب یاروں میں ممتاز ہیں یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اونکی خلافت کے لیئے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں التماس نکی جائے۔ سید حسین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اقبال سے کہوں گا تاکہ موقع و محل دیکھکر مولانا کی یہ گذارش سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کریں چنانچہ اسکے کچھ دنوں بعد سید خاموش اور خواجہ مبشر نے خواجہ اقبال کے کان میں یہ بات ڈال دی۔ چونکہ خواجہ اقبال کو سادات سے انتہا درجہ کی محبت تھی اور ہمیشہ اونکی حمایت و مدد میں لگے رہتے تھے یہ بات فوراً قبول کرلی اور مولانا برہان الدین سے فرمایا کہ تم مستعد و تیار ہوکر آؤ تاکہ تمہیں سلطان المشائخ کی خدمت میں پیش کردوں جب مولانا آئے تو اقبال آپکو اپنے ساتھ اندر لے گئے اور سید خاموش بھی اسوقت اونکے ساتھ تھے۔ سلطان المشائخ جو جماعت خانہ کے چوبی حجرہ میں جو جماعت خانہ کے کوٹھے پر تھا لیٹے ہوئے تھے لحاف اوپر پڑا ہوا تھا مگر چہرۂ مبارک کھلا ہوا تھا۔ جب یہ سب حضرات اندر پہونچے تو خواجہ اقبال نے سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کیا کہ مولانا برہان الدین غریب مخدوم کا بندۂ قدیم پائے بوسی کی اجازت چاہتا اور بخشش و رحمت کی امید رکھتا ہے سلطان المشائخ آنکھ کھولکر اقبال کی طرف دیکھنے لگے۔ مولانا فوراً زمین پر گر پڑے اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا۔ بعدہ خواجہ اقبال حضرت سلطان المشائخ کی نظر مبارک کے سامنے کپڑوں کا بقچہ خاص لائے اور کھولکر ایک پیراہن۔ ایک کلاہ۔ جنہوں نے سلطان المشائخ کی صحبت پائی تھی نکال لی اور سلطان المشائخ کے آگے لار کھی آپنے اپنا دست مبارک پیراہن اور کلاہ سے چھوا دیا۔ اسکے بعد خواجہ اقبال نے سلطان المشائخ کے روبرو وہ کپڑے مولانا برہان الدین کو پہنا دیئے اور یہ کہا تم بھی سلطان المشائخ کے خلیفہ ہو۔ اسوقت سلطان المشائخ یہ سب باتیں دیکھ رہے تھے سن رہے تھے پر ساکت و خاموش تھے اور سکوت رضامندی کی دلیل ہوتی ہے۔ سلطان المشائخ کے انتقال کے بعد مولانا برہان الدین چند سال زندہ رہے اور خلق خدا کی بیعت لیتے رہے۔ جب دیوگیر میں تشریف لے گئے تو سفر آخرت قبول کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آج آپکا روضہ مبارک اون شہروں کی خلق کا قبلۂ حاجات ہے۔

مولانا شمس الدین یحییٰ

ازانجملہ صورت صفا۔ سیرت وفا۔ سابقین کی شمع۔ صادقوں کی صبح صاحب یقین۔ مقتدا دین۔ مولانا

وجیہہ الملۃ والدین یوسف کلا کہری عرف چندیری ہین جو سلطان المشائخ کے سابقین خلفا مین ایک نہایت بلند مرتبہ
خلیفہ اور اپنے زمانہ کے عابد و زاہد اور کمال درجہ عاشق تہے۔ آپ مین درد و ذوق بہت تہا اور سلطان المشائخ کی
خدمت مین بیحد اعتقاد و محبت رکہتے تہے ایک پیر عزیز تہے۔ مکارم اخلاق مین بے نظیر ایک مقتدر بادشاہ تہے سلوک
ولایت مین عدیم المثال۔ آپکی مناقب و کرامات اس کثرت سے ہین کہ قلم اونہین ضبط تحریر مین لانے سے محض عاجز
و قاصر ہے۔ مولانا برہان الدین غریب رحمۃ اللہ مولانا یوسف ہی کے ذریعہ سے سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچے
ہین جسطرح مولانا یوسف مولانا عمر کلا کہری کے وسیلہ سے خدمت اقدس مین پہونچے۔ کاتب حروف عرض کرتا
ہے کہ چونکہ مولانا یوسف ارادت و اجازت کی رو سے تمام اعلی درجہ کے یارون مین سابق و مقدم ہین۔ اس لیئے
مناسب یہی تہا کہ آپ کا ذکر اون سے پہلے ہوتا لیکن جبکہ سابق الذکر حضرات کے حقوق صحبت و تربیت کاتب
حروف پر بکثرت تہے۔ اس لحاظ و رعایت سے اون کا ذکر مقدم کیا گیا۔ اور اس بزرگ کے حالات تین نکتون پر
پہلا نکتہ مولانا وجیہہ الدین یوسف کی اوس محبت و عشق اور کمال اعتقاد کے ذکر مین جو آپکو جناب سلطان المشائخ
کے حق مین تہا۔ **منقول** ہے کہ ایکدفعہ مولانا وجیہہ الدین یوسف سلطان المشائخ کی آرزوے قدمبوسی مین
باہر نکلے اس زمانہ مین آپ سرائے دہاری مین سکونت پذیر تہے یہان سے غیاث پور چہ یا سات میل کے فاصلہ پر
واقع تہا۔ مولانا یوسف نے سرائے سے نکلکر چند قدم باہر رکہے تہے کہ آپکے دل مبارک مین خطرہ گذرا کہ اے یوسف
تو سلطان المشائخ کی خدمت مین پاؤن کے بل چلتا ہے۔ شیخ کی راہ مین سر کے بل چلنا چاہیئے **مصرع** ما قدم
از سر کنیم در طلب دوستان ؛ یعنے ہمین دوستونکی طلب مین پاؤن کو سر بنانا چاہیئے۔ جونہی آپکے دل مین یہ خطرہ
گذرا ووہین سلطان المشائخ کی در دولت کی جانب سر کے بل چلنا شروع کیا۔ تین چار قدم چلے تہے کہ آپنے اپنے
تئین سلطان المشائخ کی خانقاہ کے نیچے دیکہا۔ یہ بہی منقول ہے کہ ایکدفعہ مولانا یوسف موضع کلا کہری سے
سلطان المشائخ کی پابوسی کے اشتیاق مین روانہ ہوئے اثنائے راہ مین آپکے دل مبارک مین آیا کہ کیا اچہا ہوتا
کہ یہ شخص یعنے مین یہان سے اوڑکر سلطان المشائخ کی قدمبوسی مین پہونچتا۔ ہنوز آپکے دل مبارک مین یہ خطرہ
گذر اہی تہا کہ حق تعالی نے آپکے اعتقاد صاف اور اشتیاق غالب کی برکت سے اوڑنے کی قوت عنایت فرمائی اور
آپ فوراً سلطان المشائخ کے در دولت کی جانب روانہ ہوئے۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین **ع** گر سر قدم
نے کنم از پیش اہل دل ؛ سر بر نمے کنم کہ مقام خجالت است ؛ اسی اثنا مین خداوندی عنایت سے آپکے

ل؎ اگر مین اہل دل کے سامنے سر قدم نکرون تو مین سر اٹہانیکی طاقت نہین رکہتا کہ مقام خجالت ہے ۱۲

دلِ مبارک مین گذرا کہ سلطان المشائخ کی بارگاہ مین سر کے بل چلنا چاہیئے کیونکہ ایسے عظیم الشان بارگاہ مین پاؤن کے بل چلنا ہرگز سزاوار نہین۔ جب اس خطرہ نے نہایت استحکامی کے ساتہ آپکے دلپر نقش کردیئے تو مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے سر کے بل چلنا شروع کیا اور اسوقت آپ پر وہ حالت طاری ہوئی کہ بالکل بیخود ہو گئے اور اپنے آپ تک کی خبر نرہی۔ جب ہوش مین آئے تو سرِ مبارک گرد آلود دیکہا اور پگڑی سر سے جدا ہوکر گردن مین لپٹی ہوئی پائی پہر جو آنکہہ اوٹہاکر دیکھا تو اپنے تئین آپ ستارے کے کنارے پایا۔ اسوقت آپنے وہان وضو کیا اور سر پر پگڑی باندہی۔ اور سلطان المشائخ کی خدمت مین آپکے حظیرہ مین داخل ہوئے اور سعادت قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ چونکہ سلطان المشائخ مکاشفِ عالم تہے اور آپ پر تمام راز سربستہ عیان تہے لہذا آپکو اس عاشق مشتاق کا حال سرتاپا معلوم تہا۔ چنانچہ آپنے مولانا یوسف کے سامنے ذیل کی حکایت بیان کرنا شروع کی کہ قنوج مین ایک راجہ تہا جسکے لیئے پینے کا پانی حوض بدہ کیارسے جو موضع کیتہل مین ہے روزمرہ تازہ لایا جاتا تہا اوسکے ہان ایک اونٹنی تہی جسے سانڈنی کہتے ہین اور جو تیز رفتاری مین ہوا سے سبقت لیجاتی تہی لوگ اوسپر پانی کی پکہال لادکر لاتے تہے اون ہی دنون کا ذکر ہے کہ کیتہل مین ایک شخص تہا جو قنوج کی ایک عورت سے کمال تعشق رکہتا تہا اور اوسکی آتش فراق مین شب و روز جلتا تہا اوسے کوئی ایسا شخص دستیاب نہ ہوتا تہا کہ اپنا پیام اوس عورت تک پہنچ سکتا یہان تک کہ اوس غریب عاشق نے ایکدن اوس شخص سے اپنے عشق کی واضح طور پر تشریح کی جو بدہ کیار سے راجہ کے لیئے پانی لیجاتا تہا اور اپنا درد فراق بیان کرتا ہوا اوسکے ساتہ ساتہ روانہ ہوا۔ یہ شخص اپنے عشق اور جگر سوز رنج و غم کی داستان بیان کرنے مین اس درجہ مشغول تہا کہ بیخودانہ حالت مین بالکل معلوم نہ ہوا کہ سانڈنی سوار کے ساتہ کس طرح رستہ طے کر رہا ہے۔ **خلاصہ** یہ کہ جب وہ اپنے دردِ عشق کی داستان بیان کرتے کرتے قنوج کے قلعہ کے نزدیک پہونچگیا تو اب وہان سے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ جو شخص راجہ کے لیئے پانی لارہا تہا اوسنے جب اسے لوٹتے دیکہا تو کہا اے شخص اب تو قنوج مین پہونچگیا ہے دیکہہ وہ سامنے قنوج کا قلعہ نظر آتا ہے۔ اب کہان جاتا ہے خود ہی اپنی معشوقہ کو پیام دیدے۔ غریب عاشق جو ابہی داستانِ عشق کے اظہار مین محو تہا ہوش مین آیا اور ایک آہ سرد کہینچکر کہا کہ افسوس تو نے مجہے مار ڈالا۔ یہ کہکر سر سے پاؤن تک تہرتہر کانپنے لگا اور فوراً زمین پر گر پڑا۔ قریب ہی ایک بتخانہ تہا اسنے ہزار حیلہ اپنے تئین بتخانہ کے دروازے پر لا ڈالا۔ دیکہتا ہے کہ بتخانہ کے دروازہ پر جلی حرفون مین لکہا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص سقدر دوردراز مسافت قطع کرے کہ بشری طاقت سے خارج ہو اور اوسے تلف ہونے کا خوف ہو تو کیا کرے۔ اوسکا علاج یہ ہے کہ اپنے تلوؤن کو تیل سے چرب کرکے آگ سے تاپے بعدہ کسی دیوار کے سہارے سے پاؤن اونچے کرکے لیٹ جائے رستہ کی

اور رحمت جاتی رہے گی۔ جون ہی یہ علاج اوسکی نظر پڑا فوراً تیل کی تلاش مین مشغول ہوا دیکھتا کیا ہے کہ ایک بیت کے پاس
غ تیل سے بہرا ہوا روشن ہے اوسنے جہٹ اوس تیل سے اپنے تلوے چپ کیئے اور چراغ کی لو سے تلوؤن کو
سینکا پہر ایک دیوار پر پاؤن رکہکر لیٹ گیا اسی اثنا مین اوسے نیند آگئی تہوڑی دیر گذری تہی کہ ساری
ن جاتی رہی اور اب نہایت چاق و توانا ہو گیا۔ غرضکہ عشق کے نتایج بے شمار اور فوائد آن گنت ہین عاشق
چاہیئے کہ عشق مین صادق ہو تاکہ اوسکا پہل میسر ہو **دوسرا نکتہ** مولانا وجیہ الدین یوسف کے سلطان المشائخ
جلیل القدر دربار سے نیک انفاس اور طرح طرح کی نعمتین پانے کے بیان مین **منقول** ہے کہ ایکدن سلطان المشائخ
نہایت خوشوقت اور مسرور و شادان بیٹہے تہے کہ اسی اثنا مین مولانا یوسف آئے اور شرف قدمبوسی حاصل کی سلطان المشائخ
اقبال خادم سے فرمایا کہ فلان کاسۂ چوبین میوہ سے بہر کر لے آؤ اقبال نے حضور کے ارشاد کی فوراً تعمیل کی
سلطان المشائخ نے اوس کاسۂ چوبین کو دست مبارک مین لیکر فرمایا کہ مولانا یوسف تیس سال سے یہ پیالہ میرے
پاس ہے۔ آج مین تمہین ارزانی کرتا ہون یوسف فوراً دامن پہیلا کر آگے بڑہے۔ سلطان المشائخ رضی اللہ تعالے
نے مولانا کے دامن مین پیالہ الٹ دیا اور فرمایا حق تعالی تمہین روٹی اور ایمان و امان کرامت فرمائے۔
عمر مین مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ بارہا فرمایا کرتے تہے کہ جسروز سے سلطان المشائخ نے مجھے یہ دولت عنایت
فرمائی ہے مجھے رزق و نعمت کی کوئی کمی نہین رہی اور حق تعالی مجھے ہمیشہ اپنی امان و حفاظت مین رکہتا ہے اسکے
ساتہ ہی مین خدا سے امید رکہتا ہون کہ وہ مجھے دنیا سے امن و امان کے ساتہ اوٹہائے گا۔

منقول ہے کہ ایکدفعہ سلطان المشائخ کے زانوے مبارک مین کوئی مرض حادث ہوا جس کی وجہ سے زانو
جکڑ گیا اور درد پیدا ہو گیا۔ ضعف نے غلبہ کیا اور آپکو سخت کرب بے چینی لاحق ہوئی خلق اطراف و جوانب
دیہاتوں اور اودہ اور دوسرے شہرون سے جوق جوق آتی تہی اور اعلی درجہ کے مرید بہی سبکے سب عیادت
کیلیے دوڑے چلے آتے تہے۔ مولانا یوسف بہی چندیری سے آئے۔ آپنے آتے ہی اول سلطان المشائخ کی قدمبوسی
حاصل کی بعدہ حضور کی ذات شریف کی صحت کے لیئے فاتحہ کی التماس کی جب فاتحہ تمام کر چکے تو سلطان المشائخ
نے زانوے مبارک کی طرف دم کیا۔ دوسرے روز سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بہت لوگ آئے اور سبنے دعا کی
لیکن کسیکی دعا موثر نہ پڑی مولانا یوسف نے کل التماس فاتحہ کی اور زانو پر دم کیا آج درد زانو بالکل جاتا
رہا اور ورم نہایت ہلکا ہو گیا۔ اسکے تیسرے روز سلطان المشائخ نے غسل صحت فرمایا۔ اسپر ہر شخص نے
جناب جلیل القدر حضرت سے تہنیت بہیجا اور مبارکبادی دی۔ مولانا یوسف نے بہی مبارکبادی دی اور صدقہ

تقسیم کیا **منقول** ہے کہ ایکدن حضرت سلطان المشائخ کے جماعت خانہ مین مولانا یوسف اور چند دیگر حضرات بیٹھے تھے۔ اسی اثنا رمین ایک مرد نے چند درم سامنے ڈالکر کہا کہ انکی شیرینی تیار کرو مولانا یوسف اور انکے ساتھ دوسرے یارون نے چند اور درم اوس مین ملائے اور بہت سی شیرینی تیار کی۔ شیرینی سامنے رکہی گئی تو ہر شخص نے اوسکی طرف ہاتھ بڑہایا لیکن مولانا یوسف نے اپنا ہاتھ مبارک کشیدہ رکہا حاضرین نے کہا کہ آپ یہ شیرینی کیون نہین تناول فرماتے مولانا نے فرمایا کہ مین از روئی طریقت کے اپنے تئین سلطان المشائخ کا غلام جانتا ہون۔ اس مجلس مین سلطان المشائخ کی ذات شریف موجود ہے ہمتین یہ شیرینی حضور کے سامنے پیش کرنی چاہیئے تاکہ اونکے سامنے صرف کیجائے سب یار شیرینی لیکر سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے آج مولانا یوسف کلاکہری سے ایک ایسا عظیم الشان فائدہ اُٹھایا ہے کہ جو سخت ریاضت کے علاوہ حاصل نہین ہوسکتا۔ سلطان المشائخ نے دریافت کیا کہ قصہ کیا تہا یارون نے سارے قصہ کی تقریر بجنسہٖ عرض کردی۔ سلطان المشائخ نے اپنی دُرر بار زبان سے فرمایا کہ درویشی کی روش مین کوئی شخص مولانا یوسف کی نظیر نہین ہے وہ اس راہ مین ثابت قدم سالکون کی چال چلتا ہے **منقول** ہے کہ چندیری کی حکومت و ولایت ایک شخص تمر نامی کے ہاتہہ مین تہی اوسکے لشکر کے بہت سے لوگ سلطان المشائخ کے مرید تہے جو آپکے ایما و اشارے سے مولانا یوسف سے ہی بہت کچہ محبت و اعتقاد رکہتے تہے اور انکی تربیت اس بزرگ کی نظر مین تہی۔ ایک مرتبہ تمر نے ایک شور برپا کیا جسکے سبب سے تمام مرید اطراف و جوانب مین چلدیئے۔ مولانا یوسف کی خاطر مبارک یارون کی الگ سے نہایت پریشان ہوئی مولانا یوسف کا ایک دوست جسے آپ سے نہایت اعتقاد و اخلاص تہا آپکے پاس آکر کہنے لگا کہ اب اس موضع مین رہنے کا کچہہ مزا نہین رہا۔ لکھنوتی کی طرف میری ملک ہے آپ وہان تشریف لیچلیئے بار برداری اور راستہ کا خرچ اور اسکے علاوہ سامان سفر مین مہیا کردون گا۔ مولانا یوسف نے فرمایا کہ یہان مین خود نہین آیا ہون بلکہ شیخ کا بہیجا ہوا آیا ہون مین شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کرون گا دیکہنا چاہیئے کہ کیا حکم ہوتا ہے چنانچہ اسکے بعد مولانا یوسف سلطان المشائخ کی قدمبوسی کے لیئے دہلی مین آئے اور سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے بعد عرض کیا کہ ایک شخص مجہسے کہتا ہے کہ لکھنوتی کی طرف عزم کر چونکہ مین اوس شہر مین حضور کا بہیجا ہوا گیا ہون اس لیئے بغیر اجازت مخدوم کے لکھنوتی مین نہین جا سکتا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مولانا یوسف خواہ تم چندیری مین رہو یا دوسری جگہ چلے جاؤ ہمیشہ خدا تعالی کی حفظ و امان مین رہوگے مولانا نے سر زمین پر رکہکر عرض کیا کہ چونکہ حضور کی زبان مبارک پر چندیری کا نام پہلے جاری ہوا ہے لہذا

مین چندیری ہی مین رہون گا۔ سلطان المشائخ نے اس ادب کی رعایت پر مولانا کی بہت تحسین کی۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے مولانا کو رخصت کیا اور آپ چندیری تشریف لے گئے۔

تیسرا نکتہ مولانا وجیہ الدین یوسف کے سلطان المشائخ سے خلافت کے پانے کے بیان مین۔

منقول ہے کہ عہد علائی مین ایک والی بادشاہ کی طرف سے چندیری کی فتح کے لیئے بہت بڑے لشکر کے ساتھ متعین ہوا اور وہ حضرت سلطان المشائخ کے معتقدون مین سے تہا۔ روانگی کے وقت آپکی خدمت مبارک مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ مجہے بادشاہ نے فلان مقام کی فتح کرنے پر نامزد کیا ہے اگر مخدوم سلطان المشائخ کیطرف سے کوئی یار ہی ہمارے ساتہہ نامزد ہو جائے تو ہم اوسکی پناہ مین چلین اور اوس مقام کی فتح کی امید واثق ہو۔ سلطان المشائخ نے مولانا یوسف کو طلب فرمایا اور جب وہ تشریف لائے تو آپنے اونہین اپنی اجازت سے مشرف فرما کر ولایت چندیری کی طرف روانہ کیا جب لشکر وہان پہنچا تہوڑے دنون مین چندیری فتح ہو گیا اور مولانا وجیہ الدین یوسف نے اوس مقام مین سکونت اختیار کی اسکے بعد سے اوس شہر کے جس قدر مخلوق سلطان المشائخ کی ارادت کے لیئے حاضر ہوتی آپ اون سے فرماتے کہ تم چندیری ہی مین جا کر مولانا یوسف کی خدمت مین ارادت لاؤ اور میرا تصور کرو۔ اگر ایسا کروگے تو فقیر سے گویا وابستہ ہو گے اسکے بعد خلق نے موضع چندیری مین مولانا یوسف کی خدمت مین توجہ کی مولانا یوسف نے اوس بے انتہا درجہ کے اعتقاد کی وجہ سے کہ سلطان المشائخ کی نسبت رکہتے تہے ان لوگون سے فرمایا کہ جبتک سلطان المشائخ صدر حیات مین جلوہ آرا ہین مین خلق کے ہاتہہ مین دست بیعت نہ دون گا لیکن مین اوس جامے کو آگے رکہکر جو سلطان المشائخ کے جسم مبارک سے ملا گیا ہے اور حضور سے مجہے عنایت ہوا ہے تمہین تلقین و بیعت اور ارادت کرتا ہون تم لوگ اسبات کا تصور کرو کہ گویا سلطان المشائخ کی ذات شریف موجود ہے چنانچہ اسی طریقہ پر سلطان المشائخ کے زمانہ حیات مین مولانا وجیہ الدین یوسف نے چند آدمیون کو حلقہ ارادت مین داخل کیا تہا۔

منقول ہے کہ سلطان المشائخ کی مہربانی و بخشش آخر عمر مین ہی مولانا یوسف پر مکرر ہوئی اور یہ قصہ یون ہوا کہ جس زمانہ مین سلطان المشائخ اعلی درجہ کے یارون کو خلافت کے لیئے اختیار کرتے تہے اور بعض حضرات اس دولت سے مشرف ہو چکے تہے تو مولانا یوسف علیہ الرحمۃ سلطان المشائخ کی خدمت مین طلب کیئے گئے آپنے حاضر ہو کر سر زمین پر رکہا اسوقت خواجہ اقبال نے عرض کیا کہ مخدوم عالمیون کی مہربانی و شفقت اون غریب الدیار اور بیچارون پر حد سے زیادہ ہے جنہون نے اس آستانہ پر سر رکہا ہے اگر حضور اپنے کرم وافر سے

زمرتو اپنے بندہ کو نوازین اور شفقت بے اندازہ اپنے بیچارے کے حق مین جائز رکہین تو بعید از بندہ پروری نہ ہوگا
سلطان المشائخ کو بہی چونکہ مولانا یوسف پر مزید عنایت و مہربانی مطلوب تہی اسلیئے آپنے فرمایا کہ ہم نے اونہین پہلے
ہی اجازت دیدی ہے اور منصب خلافت عطا کردیا ہے اسوقت خواجہ اقبال ایک کُرتہ اور کلاہ جس نے بہت مدت
ان سلطان المشائخ کی صحبت پائی تہی لائے اور سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین مولانا یوسف کے جسم مبارک کو
ان سے آراستہ کیا اور کہا تم بہی سلطان المشائخ کے خلیفہ ہو۔ مولانا یوسف نے اوٹہکر سلطان المشائخ کے دست
مبارک کو بوسہ دیا۔ سلطان المشائخ کی طرف سے بتجدید فرمان ہوا کہ مولانا یوسف کو اجازت و ارادت پہلے سے بہی
حاصل تہی لیکن یہ سعادت اوس سعادت پر زیادہ ہوئی اور وہ نور علی نور کے مورد ہوئے۔ غرضکہ مولانا یوسف
نہایت معظم و مکرم شخص تہے اور آپ پر کشف و کرامات کا دروازہ مفتوح تہا۔ کاتب حروف نے ان بزرگوار سے
ملاقات کی ہے اور اونکی مجلس کا ذوق حاصل کیا ہے۔ دیار چندیری کی بہت سی مخلوق آپکی مرید تہی۔ آپ کا روضہ
مبارکہ چندیری مین ہے جس سے اوس طرف کے لوگ برکت و یمن حاصل کرتے ہین۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

ذکر مولانا سراج الدین عثمان رحمۃ اللہ

منجملہ اونکے صوفی خوش لقا زاہد دلربا مولانا سراج الملۃ والدین عثمان ہین جو تقویٰ و طہارت اور زہد و ورع
ور مکارم اخلاق اور لطافت طبع مین مشہور اور دوسرے یارون مین ممتاز و موصوف تہے اور جو سلطان المشائخ
کے خلفا مین ایک معزز خلیفہ تہے انکو لوگ اخی سراج بہی کہتے تہے جو لوگ ملک اودہ اور دیار ہندوستان سے
سلطان المشائخ کے غلامون کے سلسلہ مین داخل ہوئے۔ یہ اون سب سے ارادت مین سابق تہے۔ سلطان المشائخ
نفس مبارک ان ہی کے حق مین باین مضمون جاری ہوا ہے کہ مولانا سراج الدین آئینہ ہندوستان ہے۔ آپ
سن عالم جوانی مین کہ ہنوز ڈاڑہی کے بالون کا آغاز نہ ہوا تہا۔ لکہنوتی سے آئے اور سلطان المشائخ کے آستانہ
پر ارادت رکہا اور اون یارون کی صحبت مین پرورش پائی جو سلطان المشائخ کی خدمت و ملازمت مین ہمیشہ
زندگی بسر کرتے تہے جب سال تمام ہو جاتا تو آپ اپنی والدہ مکرمہ کو دیکہنے لکہنوتی چلے جاتے اور پہر سلطان المشائخ
کی خدمت مین حاضر ہو جاتے۔ آپ بیشتر اوقات سلطان المشائخ کی خدمت مین مجرد الحال اور فارغ البال
رہتے اور سلطان المشائخ کے جماعت خانہ کے ایک گوشہ مین اپنی عمر عزیز بسر کرتے حتے کہ کاغذ اور کتاب کے
علاوہ کوئی سامان و اسباب آپکے پاس نہ تہا۔ یہ بہی منصب کتابت خانہ اور جماعت خانہ مین رکہتے۔ القصہ
جب بعض اعلی یارون کو سلطان المشائخ کے فرمان کے بموجب لوگون نے خلافت کے لیئے منتخب کیا تو اون مین
اس بزرگ کو بہی شامل کیا اور جب ان تمام بزرگون کے نام نامی سلطان المشائخ کے سامنے لیئے گئے تو مولانا

سراج الدین کے بارہ مین ارشاد ہوا کہ اس کام مین سب سے پہلا درجہ علم کا ہے اور مولانا سراج الدین علم سے چندان حصہ رکھتے نہین
جون ہی یہ بات مولانا فخرالدین زرادی کے کان مین پہونچی آپکی زبان مبارک سے نکل گیا کہ مین اوسے چھ مہینے مین عالم تبحر اور
دانشمند کامل بنا دونگا چنانچہ مولانا سراج الدین نے کبرسنی مین علم پڑھنا شروع کیا اور کاتب حروف کے ساتھ آغاز
تعلم مین میزان اور تصریف اور قواعد اور اوسکے مقدمات کی تحقیق کی۔ خود مولانا فخرالدین رحمۃ اللہ علیہ نے اونکے لیئے
ایک مختصر و مفصل تصریف تالیف کی اور اوسکا نام عثمانی رکھا۔ جبتک مولانا فخرالدین غیاث پور مین رہے آپکو برابر پڑھاتے
رہے بعدہ آپ مولانا رکن الدین اندرپتی کی خدمت مین پہونچے اور کاتب حروف کے ساتھ کافیہ مفصل۔ قدوری۔
مجمع البحرین کی تحقیق مین مصروف رہے بہت تھوڑے دنون مین افادت کے مرتبہ مین پہونچ گئے اور سلطان المشائخ کے
خلافت نامہ سے جسپر حضور کی مہر کا نشان تھا مشرف ہوئے۔ قبل اسکے کہ مولانا سراج الدین ہندوستان کا عزم کرتے
شیخ نصیرالدین محمود خلافت نامہ لیکر اودھ مین پہونچے۔ اسکے بعد آپ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور ابھی
تعلیم و تعلم مین مشغول رہے جب سلطان المشائخ جنت مین تشریف لے گئے تو اسکے تین سال بعد تک بھی تعلیم و تعلم مین مستغرق
رہے اور سلطان المشائخ جعل اللہ الجنۃ مثواہ کے حظیرۂ اقدس مین گنبد کے اندر رہے۔ جب مخلوق دیار دیوگیر کی طرف
جلاوطن کی گئی تو مولانا سراج الدین لکھنوتی مین تشریف لے گئے اور کچھ کتابین حضرت سلطان المشائخ کے کتابخانہ سے جو طلبہ
کے لیئے وقف تھا مطالعہ کے لیئے ساتھ لیتے گئے۔ علاوہ اسکے سلطان المشائخ کے وہ کپڑے جو آپنے وقتاً فوقتاً حضور سے پائے تھے
وہ بھی ساتھ لیگئے اور اوس طرف کے شہرون کو اپنے جمال ولایت سے آراستہ و منور کیا اور خلق خدا سے بیعت لینی شروع کی
چنانچہ اوس ملک کے بادشاہ آپکے مریدون کے سلسلہ مین داخل ہوئے۔ مولانا سراج الدین نے عمر بہت پائی اور نہایت
مقصد دری اور کامیابی کے ساتھ زندگی بسر کی۔ آپنے آخر عمر مین مولانا رکن الدین اندرپتی کے لیئے جو آپکے استاد تھے اور
کاتب حروف کے واسطے جو آپ کا ہم سبق تھا بطریق یادگار چند تنکہ چاندی کے روانہ کیئے اور پچھلے حقوق کی رعایت کما حقہ
مرعی رکھی (حق تعالی اون سے قبول فرمائے آمین۔) جب آپکے انتقال کا وقت قریب آ لگا تو اطراف لکھنوتی مین اپنے
دفن کے لیئے ایک نہایت عمدہ مقام پسند کیا اول اوس مقام مین آپنے سلطان المشائخ کے وہ کپڑے جو اپنے ہمراہ لے گئے تھے بہ تعظیم
تمام دفن کیئے اور اوسے بصورت قبر بنایا بعدہ جب انتقال ہونے لگا تو وصیت کی کہ مجھے سلطان المشائخ کے کپڑون کی
قبر کی پائینتی دفن کرنا چاہیئے۔ چنانچہ جب آپکا وصال ہوا تو سلطان المشائخ کے کپڑون کی قبر کی پائینتی آپ کا مدفن قرار پایا رحمۃ اللہ
علیہ رحمۃ واسعۃ۔ مولانا سراج الدین کا روضہ متبرکہ سلطان المشائخ کے کپڑون کی برکت سے قبلہ ہندوستان ہے اور
آپکے خلفا اس زمانہ تک اون شہرون مین خلق خدا سے بیعت لیتے ہین۔

(ذکر مولانا شہاب الدین امام)

از انجملہ کان ذوق مایہ شوق زاہد باکمال عابد باجمال مولانا شہاب الملۃ والدین حضرت سلطان المشائخ کے امام ہین۔ یہ بزرگوار بڑے پایہ کے شخص تہے اس سے زیادہ اور کون سی کرامت و عظمت ہوسکتی ہے کہ سلطان المشائخ کی امامت کے شرف سے مشرف ہوئے اور دن رات مین پانچ وقت ایسے جلیل القدر بادشاہ کی سعادت بخش نظر کے منظور و ملحوظ ہوتے تہے جسکی نظر جان بخش کے محتاج تمام بادشاہان جہان تہے۔ جب مولانا شہاب الدین علیہ الرحمۃ سلطان المشائخ کی دولت ارادت سے مشرف ہوئے تو حضور کا فرمان جاری ہوا کہ خواجہ نوح کو تعلیم و تربیت دینا شروع کرین (خواجہ نوح کا ذکر سلطان المشائخ کے اقربا مین مذکور ہے) ایک چہوٹا سا حجرہ جو جماعت خانہ مین تہا آپکے حوالہ کیا گیا اور آپ جناب سلطان المشائخ کے یارون اور خدمتگارون مین پرورش پانے لگے۔ برسون سے آپکے دل مین یہ آرزو تہی کہ اگر کسی طرح ایک دفعہ سلطان المشائخ کی امامت میسر ہوجائے تو اس دولت و کرامت کی وجہ سے سبقت کی گیند اپنے ہمعصرون اور مصاحبون سے اُچک لی جائے۔ غرضکہ آپ ہر شخص کو اس دولت پر کامیاب ہونیکی غرض سے اُبہارتے اور اکساتے رہتے تہے لیکن آپکی یہ آرزو بر نہ آتی تہی کیونکہ سلطان المشائخ کی امامت کا معزز و ممتاز منصب مولانا بدر الدین اسحاق کے فرزند رشید اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے نواسہ جناب شہزادہ خواجہ محمد کے تفویض مین تہا جو تقوی و طہارت اور صدق و یقین کے ساتھ موصوف تہے اور جنکے فضائل و مناقب شیخ شیوخ العالم کے نواسون کے ذکر مین تحریر ہوچکے ہین خلاصہ یہ کہ یہ دینی شغل خواجہ محمد کے ساتھ مخصوص تہا اور اون کے ہوتے کسیکو طاقت نہ تہی کہ امام بننے کی جرأت کرسکتا بلکہ جب خواجہ محمد کہین تشریف لیجاتے تو دوسرا شخص آپکی اجازت سے نائب بنتا امامت کرتا جیسے آپکے بہائی خواجہ موسی وغیرہ۔ آخر الامر مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اسبارہ مین کاتب حروف کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا والد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہین اس دولت پر کامیاب ہونے کے لئے ہمیشہ منتظر رہنا چاہیئے اگر اب کبھی خواجہ محمد اور خواجہ موسی کہین تشریف لیجائینگے تو مین اقبال خادم سے کہدونگا اور وہ تمہین امامت کے لئے مصلے پر کہڑا کردینگے۔ اسوجہ سے مولانا شہاب الدین علی الدوام ملازمت سلطان المشائخ مین رہتے تہے اتفاق کا ذکر ہے کہ خواجہ محمد اور خواجہ موسی غائب ہوگئے اوسی وقت خواجہ اقبال نے مولانا کا ہاتھ پکڑکر مصلے پر کہڑا کردیا۔ مولانا شہاب الدین لحن داؤدی رکہتے تہے اور اس قدر خوش آواز تہے کہ آپکی خوش الحانی سے پرندے ہوا مین اور درندے جنگل مین مست و مدہوش ہوجاتے تہے۔ مولانا نے اس امامت مین نہایت رقت پیدا کرنے والی قرأت بڑی خوش لحنی کے ساتھ پڑہی یہانتک کہ سلطان المشائخ کو سخت رقت پیدا ہوئی۔ کاتب حروف کے والد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تہے کہ جب سلطان المشائخ نماز سے فارغ ہوئے اور جانماز سمیٹ کر مبارک سر پر ڈالکر اپنی مقررہ جگہ کی طرف روانہ ہوئے تو مولانا نہایت عجلت سے

پیچھے پیچھے تشریف لائے اور حضرت سلطان المشائخ کے مبارک قدموں میں اپنے تئیں ڈال دیا۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہیں

بیت گر دست دہد ہزار جانم ؛ بر پائی مبارکت فشانم ؛ یعنے اگر مجھے ہزار جانیں بھی میسر ہوں تو تیرے پاؤں مبارک میں نثار کروں۔ سلطان المشائخ نے اپنا قد مبارک جو سرو روان کی مانند تھا خم کیا تاکہ مولانا کا سر جو آپکے پاؤں مبارک پہ رکھا ہوا تھا اٹھا ئیں اسی اثنا میں سلطان المشائخ کے مونڈھے مبارک سے جانماز مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی پشت پر گر پڑی آپنے وہ جانماز مولانا شہاب الدین کو عطا فرمائی۔ الغرض اوسی زمانہ میں خواجہ محمد امام شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے مرقد شریف کی زیارت کے لیئے اجودھن (جو اب شہر پاکپٹن کے نام سے شہرت رکھتا ہے) کو تشریف لے گئے اور مولانا شہاب الدین بحکم نیابت سلطان المشائخ کی دولت امامت کے ساتھ مشرف ہوئے اور جبتک سلطان المشائخ مسند حیات پہ جلوہ آرا رہے مولانا شہاب الدین سلطان المشائخ کی خدمت سے آخر عمر تک شرف امامت کے ساتھ مشرف رہے۔ لیکن جب سلطان المشائخ صدر جنت کی طرف تشریف لے گئے تو مولانا دیوگیر کی جانب تشریف لے گئے اور خلق خدا سے بیعت لینی شروع کی اور سلطان المشائخ کے اعتقاد و محبت کے قائم رکھنے میں انتہا سے زیادہ کوشش کی۔ خود مولانا شہاب الدین علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت خلافت نامے مرتب ہو رہے اور قید کتابت میں لائے جا رہے تھے تو سلطان المشائخ نے مجھے فرمایا کہ مولانا شہاب الدین تم کاغذ کیوں نہیں لیتے اور اپنا خلافت نامہ کسلیئے مرتب نہیں کراتے۔ اگر یہ وقت فوت ہوگیا تو آئندہ پشیمان ہوگے۔ میں نے عرض کیا کہ بندہ کو مخدوم جہان کی یہی شفقت و مہربانی کافی ہے۔ نیز مولانا شہاب الدین یہی فرماتے تھے کہ میں ایکدفعہ جماعت خانہ کے صحن میں کھڑا تھا اور سلطان المشائخ جماعت خانہ کے کوٹھے پر مقام معہود میں تشریف رکھتے تھے سلطان المشائخ کے آگے کاتب حروف کے عم بزرگوار سید السادات سید حسین بیٹھے تھے اور سلطان المشائخ سے عرض کر رہے تھے کہ اگر مخدوم اپنے یاروں میں کسی شخص کو منتخب کریں تو ہم کمترین مخدوم کی غیبت میں اوسکی طرف متوجہ ہوں اسوقت سلطان المشائخ نے جماعت خانہ کے صحن کی طرف دیکھکر فرمایا کہ وہ یار یہ جوان ہے سید السادات سید حسین نے جماعت خانہ کے صحن کی طرف نظر کر کے دیکھا کہ وہاں میں کھڑا ہوا ہوں۔ بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں ہمیشہ اس عزیز سے کہتا ہوں کہ جو پانی میرے وضو کرنے کے لیئے گرم کرتا ہے اوس سے تو بھی وضو کرے مگر جوان رعایت ادب یہانتک کرتا ہے کہ اوس پانی سے وضو نہیں کرتا بلکہ لب دریا پر جاکر وضو کرتا ہے۔ الغرض مولانا شہاب الدین فرماتے تھے کہ جب سید السادات سید حسین سلطان المشائخ کی خدمت سے واپس ہوئے اور مجھے جماعت خانہ کے صحن میں کھڑا دیکھا تو بیحد مہربانی فرمائی اور سلطان المشائخ کی عنایت و شفقت کی خوشخبری دی اور جو باتیں میری نسبت حضور نے سید سے بیان کی تھیں سب میرے سامنے دوہرائیں۔ چونکہ میں اپنے تئیں اس مرتبہ میں نہیں دیکھتا تھا

اس لیے سید السادات سے کہا کہ آپنے پہر مجہہ مسکین سے خوش طبعی اور مزاح کرلی شروع کی سید السادات نے فرمایا کہ مین تم سے مزاح نہین کرتا بلکہ واقعی بات یہ ہے کہ سلطان المشائخ کو تمہارے نسبت انتہا درجہ کی شفقت و عنایت مدنظر ہے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ یہ واقعی امر ہے کہ تاوقتیکہ مولانا شہاب الدین کو سلطان المشائخ کی جناب سے اجازت نہین ہوئی آپنے اس دینی کام مین ہاتہہ نہین ڈالا کیونکہ جب آپ بہمہ وجوہ اوصاف حمیدہ اور فضائل خاص کے ساتہہ موصوف تہے تو اسبات کا کبہی گمان نہین کیا جاسکتا کہ ایسا بزرگ دینی کام مین سلطان المشائخ پر افترا کرے بلا بالیقین کے ساتہہ کہنا پڑتا ہے کہ آپکو ضرور اجازت ہوگئی ہوگی۔ اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین۔ مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سماع مین تمام و کمال غلو تہا اور آپ اوسکے غوامض مین وقوف کلی رکہتے تہے۔ اکثر اوقات رقص و بکا ذوق و شوق کے ساتہہ کیا کرتے تہے اور آپکو سماع سے کمال راحت حاصل ہوتی تہی۔ جب آپ دیوگیر سے دہلی مین تشریف لائے تو اسکے بہت دنون بعد انتقال فرمایا اور شہر دہلی ہی مین اپنے مکان کے متصل مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

پانچوان باب بعض اون یاران اعلی کے مناقب و فضائل اور کرامات کے بیان مین جو سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والملۃ والدین شرف ارادت اور قربت سے مخصوص و مشرف تہے۔ اور آپکی شفقت و مہربانی کی وجہ سے

فلک اعلی سے تحت الثریٰ تک کی تمام چیزین اون کے تصرف مین تہین۔

مصرع وَبَنُو حَنِيْفَةَ كُلُّهُمْ اَخْيَارٌ ۔ یعنے ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام فرزند نیک و بہتر ہین امیر خسرو نے کیا خوب فرمایا ہے۔ **مثنوی**[1] از مریدانش رہروان یقین ۔ ہر یکے والی ولایت دین ۔ ہمہ شیطان کُش فرشتہ خدم ۔ وز روش بر ہوا نہادہ قدم ۔ بر سر از شین شرع ساختہ تاج ۔ دل شان عرش و سجدہ شان معراج ۔ مُلکِ وحدت بنام ایشان است ۔ بندہ خسرو غلام ایشان ہست ۔ نام من زان ستودہ کیشان باد ۔ حشر من درمیان ایشان باد ۔

الغرض بالجملہ پیشوائے اصحاب طریقت مقدم ارباب حقیقت خواجہ ابو بکر مندہ رحمۃ اللہ علیہ ہین جو علم و زہد اور ورع و تقوی مین آراستہ اور سلف صالحین کی سیرت و صورت سے پیراستہ تہے۔ کاتب حروف نے اپنے والد سید مبارک محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ خواجہ ابو بکر مندہ سلطان المشائخ کے مصاحب قدیم تہے اور دونون حضرات باہم ایک دوسرے کی صحبت مین مدت رہے ہین۔ ابہی سلطان المشائخ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی شرف خلافت سے ممتاز و مشرف نہ ہوئے تہے کہ خواجہ ابو بکر مندہ نے آپ سے عرض کیا تہا کہ جب آپ شیخ شیوخ العالم

[1] سلطان المشائخ کے مریدوں مین جو حقیقت مین یقین کے رہروان تہے ہر ایک ولایت دین کا والی تہا سبکے سب شیطان کے ذلیل کرنیوالے تہے اور فرشتے اونکی خدمت کا دم بہرتے تہے اون کا قدم ملکہ راسخہ کی وجہ سے ہوا پر تہا اور اونکے سرون پر شرع کے نگین کا تاج تہا اونکے دل عرش اور سجدہ معراج۔ ملک وحدت اونکا زیر نگین تہا ۔ بندہ خسرو اونکا ادنی چاکر ہے خدا وند امیرا نام اونکے دفتر مین درج ہوا ہو

شیخ کبیر کی سعادت خلافت سے مشرف ہونگے مین آپکی خدمت مین ارادت لاؤن گا اور حضور سے بیعت کرون گا چنانچہ جسوقت سلطان المشائخ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کی دولت خلافت اور دوسری سعادتون سے مشرف ہوئے اور شہر مین تشریف لائے تو ہر ایک شخص نے چند روز کے بعد آپ سے بیعت کی التماس کی اور سخت مزاحمت کی لیکن سلطان المشائخ کو منظور تہا کہ اول کوئی نہایت صالح اور متقی شخص دولت بیعت سے سرفراز ہو تاکہ اس دینی کام مین نمایان برکت ظاہر ہو اسی اثناء مین سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کاتب حروف کے جد بزرگوار تہے خواجہ ابوبکر مندہ سے کہا کہ تم نے سلطان المشائخ سے بیعت کرنیکا وعدہ کیا تہا خواجہ ابوبکر نے جواب دیا کہ ہان بیشک مین نے وعدہ کیا تہا لیکن اس اہم اور عظیم الشان کام مین جو اسوقت تک مجہسے تاخیر ہوئی ہے اوسکی ایک وجہ خاص ہے اور وہ یہہ ہے کہ سلطان المشائخ نے شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر قدس سرہ کی خدمت سے خلافت پانے کے وقت جو نعمت حاصل کی ہے جب اوس نعمت کا اثر مین خود معائنہ مشاہدہ کرلونگا اوسوقت سلطان المشائخ کی خدمت مین ارادت لاؤن گا۔ شدہ شدہ یہ بات سلطان المشائخ تک بہی پہونچی اور آپنے اسکے جواب مین بجز سکوت و خاموشی کے کچہ نہ فرمایا جب چند روز اسپر گذر گئے تو ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ جناب سلطان المشائخ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی نور اللہ مرقدہ کی زیارت سے واپس تشریف لا رہے تہے۔ جب بڑے دروازہ کے اندر جو شہر دہلی مین واقع ہے پہونچے تو خواجہ ابوبکر مندہ نے سامنے سے آکر دیکہا کہ سلطان المشائخ کی پیشانی مبارک سے ایک نہایت درخشان اور چمکیلا نور تابان ہے جسکی چمک آسمان پر پڑتی ہے جون ہی خواجہ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے وہ نور معائنہ کیا فوراً سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ اے مخدوم اپنا دست ارادت میرے ہاتہ مین دیجیئے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ خواجہ ابوبکر! تم تو کسی دلیل و برہان کے منتظر تہے عرض کیا بیشک لیکن مین نے اسوقت وہ برہان اور نعمت کا اثر آپکی پیشانی مبارک مین معائنہ کیا ہے یہ سنکر سلطان المشائخ مسکرائے اور اثناء راہ مین اون سے بیعت لی۔ اپنی کلاہ مبارک اون کے سر پر رکہی اور نعمت ارادت سے مشرف فرمایا۔ خواجہ ابوبکر کی قبر شریف سلطان المشائخ کے حظیرہ مین درمیان چبوترہ یارون کے واقع ہے رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ بندہ ضعیف کہتا ہے۔

رباعی

[1] نورے کہ ز پیشانی آن ماہ بتافت ٭ ظلمت زدگان معصیت را دریافت ٭ یک ذرہ ازان نصیب این بندہ رسید ٭ من توشۂ آخرت ازان خواہم یافت ٭

قاضی محی الدین کاشانی

منجملہ اونکے عالم ربانی قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ ہین جو وفور علم و حلم اور زہد و تقوی احتیاط و ورع کے ساتہ یاران اعلی مین انتہا درجہ کی شہرت رکہتے تہے۔ یہ بزرگوار

---

۱ جو نور کہ اوس ماہ کی پیشانی سے تابان ہوا اوس نے معصیت کے ظلمت زدون کو پالیا مجہے جو بمقدار ذرہ اوس نور سے حاصل ہوا ہے اوسے مین توشۂ آخرت بناؤن گا۔ ۱۲

خاندان علم وکرامت سے تہے۔ قاضی قطب الدین کاشانی کے نواسے اور استاد شہر تہے آپنے باوجود اون فضائل خاص کے جو آپکی ذات بابرکات مین موجود تہے حضرت سلطان المشائخ کی دولت ارادت جو تمام سعادتون کی جڑ ہے حاصل کی تہی۔ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے۔ بیت حریف مجلس ماخود ہمیشہ دل مے برد۔ علی الخصوص کہ پیرایۂ برو بستیند۔ آپ سلطان المشائخ کی نظر مبارک مین تمام وکمال عزت رکہتے اور ہمیشہ نگاہ وقعت سے دیکہے جاتے تہے یہانتک کہ جس وقت آپ سلطان المشائخ کی خدمت مین آتے تعظیما کہڑے ہوجاتے یہ دولت یارون مین کسی اور کو بہت کم میسر ہوئی ہے۔ آپکے وجود باجود سے سلطان المشائخ کی مجلس بہت پُر رونق ہوتی اور بہت دیر تک اوسکا رنگ جمارہتا جو مشکلات علمی قاضی صاحب کو وقتاً فوقتاً پیش آتی وہ آپ سلطان المشائخ سے حل کرتے اور اہل طریقت کی حکایتین عشق کے رموز۔ سوالات وجوابات اور طرح طرح کے بہت سے لطائف وظرائف سے مجلس اقدس گرم رہتی۔ چنانچہ اون مین سے کچہ ذکر اسی کتاب مین اپنے محل مین درج ہوگا اور صاحبدلان عالم کی نظرون مین لایا جائیگا۔ بعض وہ لوگ جنہین سلطان المشائخ کی خدمت مین بیٹہنے کی طاقت نہ ہوتی تہی۔ قاضی محی الدین کاشانی کی تشریف آوری کے منتظر رہتے تہے اور جب آپ تشریف لاتے تہے تو وہ لوگ آپکے طفیل مین سلطان المشائخ کی مجلس مین جگہ پاتے اور ذوق مجلس حاصل کرتے تہے۔ قاضی محی الدین تکلف وبناوٹ سے بالکل خالی تہے اور آپکا طریقہ اور چال چلن بالکل اہل سلف کے مانند تہا آپنے ابتدائے ارادت سے دنیاوی تعلقات سے ہاتھہ اوٹہا لیا تہا اور تجملات دنیا کو خدا حافظ کہدیا تہا۔ فرمان وظیفہ جو علما کا تمغا اور مایۂ معاش تہا آپ سلطان المشائخ کی خدمت مین لائے اور اوسے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور فقر ومجاہدہ کا طریقہ اختیار کیا۔ جب کچہ عرصہ اسیطرح گذر گیا اور آپکے اکثر افعال خیر سلطان المشائخ نے مشاہدہ کیئے تو دولت خلافت سے مشرف کرنا چاہا اپنے دست مبارک سے ایک کاغذ پر ذیل کا مضمون لکہکر قاضی محی الدین کو عنایت کیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم تمہین چاہیئے کہ دنیا اور اوسکی فانی زینت کو ترک کرکے خدا کی طرف متوجہ ہو دنیا اور اہل دنیا کیطرف ذرا التفات نکرو۔ اگر تمہین جاگیر پرگنہ ملے تو اوسے قبول نکرو۔ اور بادشاہون کے عطیہ کو نگاہ قبول سے نہ دیکہو۔ اور اگر تمہارے پاس مسافر آئین اور اوسوقت تمہارے پاس کوئی چیز نہ ہو تو اوسے خدا کی نعمتون مین سے ایک نعمت شمار کرو اور غنیمت جانو پس اگر تمنے اون باتون پر عمل کیا جنکا مین نے حکم کیا ہے اور میرا گمان ہے کہ تم ایساہی کروگے تو تم میرے خلیفہ ہو۔ اور اگر میرے فرمان کے مطابق عمل نکیا تو میرا خلیفہ مسلمانون پر خدا ہے۔

منقول ہے کہ جب قاضی محی الدین کو فقر وفاقہ کی شدت اور افلاس وتنگی کی سختی کا سامنا ہوا تو آپکے اتباع وخدم نے جو ناز ونعمت اور پاکیزہ لباس کے ساتھہ خوگر تہے۔ آپکو سخت تنگ کرنا شروع کیا اور ایک معتقد نے

آپکے مناقب و مآثر بغیر آپکی درخواست کے سلطان علاؤ الدین کی خدمت مین بیان کیئے سلطان نے فرمایا کہ اودھ کی قضا یہ قاضی محی الدین کا موروثی عہدہ ہے مع انعامات اور بہت سی جاگیر اور گاؤن کے تفویض کرین جب یہ خبر قاضی صاحب کو پہونچی تو آپ سلطان المشائخ کی زیارت کو دہلی مین تشریف لائے اور ساری کیفیت عرض کی کہ سلطان علاؤ الدین نے بغیر میری درخواست کے یہ حکم دیا ہے مین حضور کی خدمت مین اسلیئے حاضر ہوا ہون کہ مخدوم جیسا فرمائین عمل مین لایا جائے سلطان المشائخ قاضی صاحب کی یہ بات سنتے ہی آپ سے رنجیدہ ہوگئے اور فرمایا یہ ضروری بات ہے کہ اس جیسا خطرہ تمہارے دل مین گذرا ہوگا اوسوقت یہ حکم تمہاری نسبت صادر ہوا آپنے یہ فرمایا اور اپنی توجہ و مہربانی اونپر سے اوٹھالی۔ الغرض اسوجہ سے قاضی محی الدین کی زندگی منغص اور زمانہ پریشان ہوگیا اور آپکو سخت مصائب جھیلنے پڑے۔ بعض راوی یون بھی بیان کرتے ہین کہ جو کاغذ سلطان المشائخ نے اپنے دست مبارک سے لکھکر دیا تھا اوسپر لپیٹ کر لیا اور ایک کونے مین مخفی کرکے رکھدیا اور پورے ایکسال تک سلطان المشائخ کا مزاج قاضی صاحب پر متغیر رہا۔ لیکن جب ایکسال تمام وکمال گذر گیا تو اب سلطان المشائخ کا مزاج مبارک اپنے قدیم عادت کی طرف رجوع ہوا۔ قاضی محی الدین تجدید بیعت و ارادت سے مشرف ہوئے اور حضرت سلطان المشائخ نے اپنی قدیم توجہ و مہربانی اون پر مبذول فرمائی۔ الحمد للہ علی ذلک غرضکہ قاضی محی الدین کاشانی سلطان المشائخ کے زمانہ حیات ہی مین انتقال فرما گئے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

منجملہ اونکے مقتدائے علما پیشوائے صلحا کثرت علوم اور استاد زمانہ کے ساتھ معروف و مشہور۔ کشف دقائق اور انکشاف رموز کے ماہر فرید عصر۔ علامہ زمان مولانا وجیہ الدین پائلی رحمۃ اللہ علیہ ہین جو زہد و ورع تقوی و طہارت شدت مجاہدہ ترک و تجرید مین اوس زمانہ مین اپنی نظیر نرکھتے تھے اور ان تمام فضائل کا ثمرہ یہ تھا کہ آپ سلطان المشائخ قدس سرہ کے دولت ارادت سے مشرف ہو چکے تھے خود مولانا وجیہ الدین فرماتے تھے کہ ایکدفعہ مین پانی پت جاتا تھا اثناء راہ مین ایک صوفی کو دیکھا اور دیکھتے ہی میرے دل مین ایکطرح کا انکار اوسکی طرف سے پیدا ہوا صوفی بولا اے مولانا تمہین کوئی مشکل مسئلہ پوچھنا ہے تو پوچھو اور جو اشکال رکھتے ہو پیش کرو میرے دل مین بہت سی علمی شبہات باقی رہگئے تھے جو ہنوز صاف نہین ہوئے تھے چنانچہ مین نے ایک ایک اشکال اوسکے سامنے پیش کیا اور اوسنے سبکے جواب دیئے اور نہایت شافی اور موجہ جواب دیئے اور یہان تک تفصیل کی کہ مجھے خاطر خواہ اطمینان ہوگیا۔ جب مسئلہ قضا و قدر کی بحث چھڑی گئی تو اوسنے اسکا بھی جواب شافی عنایت فرمایا اور مباحثہ کی تمام ہونے کے بعد مجھسے دریافت کیا کہ تم مرید کس کے ہو۔ مین نے کہا حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا مرید ہون یہ سنکر صوفی بولا کہ شیخ نظام الدین قدس سرہ العزیز ہمارے قطب ہین۔ **منقول** ہے کہ ایکدفعہ مولانا وجیہ الدین رحمۃ اللہ علیہ

شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے روضۂ مبارک کی زیارت کے لیئے اجودھن تشریف لے گئے جب آپ شیخ شیوخ العالم کے روضہ کے قریب زمین بوس ہو کر بیٹھے تو روضۂ مبارک کے اندر سے آواز آئی کہ ابو حنیفہ ثانی تم خوب آئے۔ مولانا وجیہہ الدین اپنے پاس کوئی کتاب نہیں رکھتے تھے لیکن آپکی ذہانت کی یہ کیفیت تھی کہ درس دیتے وقت بڑے بڑے نامی گرامی علماء آپکی خدمت مین زانوئے ادب تہ کرتے تھے۔ آپ پڑھاتے وقت کوئی نسخہ ہاتھ مین نہ لیتے اور جس مرتبہ کسی بحث کی تقریر کرتے دوسری دفعہ اوسی بحث کی ایک دوسرے پیرایہ مین تقریر کرتے جو پہلی تقریر سے زیادہ دلکش اور موثر ہوتی

منقول ہے کہ مولانا وجیہہ الدین کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات میسر ہوئی تھی اور آپ اونہی کے ارشاد کے مطابق سلطان المشائخ کی دولتِ ارادت سے مشرف ہوئے تھے۔ مولانا وجیہہ الدین ہمیشہ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوتے اور جماعت خانہ مین سلطان المشائخ کے دسترخوان پر بیٹھکر کہانا تناول فرمایا کرتے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ کوئی شخص آپکی جوتیان جماعت خانہ مین سے لیگیا۔ سلطان المشائخ کو خبر ہوئی تو آپنے اپنے پاؤن مبارک کی جوتیان مولانا کو عنایت کین کہ اونہین پہنکر گہر جائین مولانا نے حضور کے پاؤن مبارک کی جوتیان ہاتھ مین لین اونہین چومتے ہوئے باہر تشریف لائے باہر آکر سر مبارک سے عمامہ اوتارا اور اوس مین جوتیان لپیٹ کر سر پر بدستور رکھ لیا اور ننگے پاؤن گہر کی جانب روانہ ہوئے یارون مین سے ہر ایک شخص نے کہا کہ مولانا! سلطان المشائخ نے اپنے پاؤن مبارک کی جوتیان آپکو اس لیئے عنایت فرمائی ہین کہ پابرہنہ تشریف نہ لیجائین مولانا وجیہہ الدین نے جواب دیا کہ صاحبو! یہ سر کا تاج ہے جسے آج سلطان المشائخ نے مجھے ارزانی فرمایا ہے مجھے یہ کب طاقت ہے کہ اس سعادت کو پاؤن مین پہنون بلکہ سر پر رکھکر گہر جاتا ہون۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** در بندگی[1] آنجا کہ ترا حلقہ مرا گوش ست ٭ در چاکری آنجا کہ ترا پائے مرا سر ٭ الغرض جب لوگون نے آپکی یہ کیفیت سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کی اور تمام واقعہ سرتاپا بیان کیا کہ مولانا وجیہہ الدین نے ایسا ایسا کیا تو حضور نے فرمایا کہ مولانا وجیہہ الدین سے کہدینا چاہیئے کہ ابہی شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کو چلے جائین چنانچہ مولانا شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کی زیارت کے لیئے تشریف لے گئے اور خواجہ کے مقبرہ متبرکہ مین اپنی جوتیان پائین جب آپ زیارت سے فارغ ہو کر سلطان المشائخ کی خدمت مین آرہے تھے تو باغات کرہ مین پہونچے وہان دیکھتے ہین کہ ایک بوڑہا آدمی جو زاہدون کی صورت اور عابدون کے لباس مین تہا کندہے پر مصلیٰ ڈالے ہوئے عصا ہاتھ مین لیئے ہوئے تسبیح گردن مین ڈالے ہوئے سامنے آیا اور سلام کر کے بیان کرنا شروع کیا کہ مین ایک مسافر

[1] بندگی مین جس جگہ تیرا حلقہ ہو میرا کان حاضر ہے اور نوکری مین جس جگہ تیرے قدم ہون میرا سر موجود ہے ۱۲

شخص ہون دور دراز سے آیا ہون میرے دل مین چند علمی بحث کی بابت اشکال و شبہہ باقی ہے مین چاہتا ہون کہ اونہین آپ سے
حل کرون مولانا وجیہہ الدین اوسکے سوالات کے جوابات دیتے جاتے اور دریاے حیرت مین مستغرق ہوتے جاتے تھے کہ یاخدا
یہ شخص باشندہ شہر نہین ہے بلکہ گانون کا رہنے والا معلوم ہوتا ہے پہر اسے اس قدر علوم کہان سے حاصل ہوگئے۔ الغرض
جب وہ شخص بحث سے فارغ ہوا تو مولانا وجیہہ الدین سے پوچہا کہ آپ کہان جاتے ہین فرمایا سلطان المشائخ نظام الحق کی
کی خدمت مین اوس نے کہا سلطان المشائخ نظام الدین کو مین نے بارہا دیکہا ہے وہ تو چندان علمی مذاق رکہتے ہین نہ ہین
بلکہ معمولی استعداد کے آدمی ہین تم باوجود اس قدر علم و فضل کے اونکے پاس کیون جاتے ہو مولانا نے جواب دیا
کہ اے مولانا یہ آپ کیا فرماتے ہین سلطان المشائخ عالم متبحر اور فاضل اجل ہین اون کا باطن مبارک علم لدنی
سے آراستہ ہے اوس شخص نے دوبارہ کہا کہ مین نے بہت دفعہ سلطان المشائخ سے ملاقات کی ہے اور اکثر مناظرہ کیا
وہ چندان علم نہین رکہتے تم اونکے پاس ہرگز نہ جاؤ۔ مولانا وجیہہ الدین نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مولانا
تم میرے سامنے اس قسم کی باتین نہ کہو۔ جون ہی مولانا وجیہہ الدین کی زبان مبارک سے کلمہ لاحول نکلا وہ شخص
جو ابہی آپ کے پاس کہڑا ہوا باتین کررہا تہا دور ہوگیا۔ مولانا وجیہہ الدین نے دوبارہ کلمہ لاحول پڑہا وہ اور
دور ہوگیا اب مولانا کو یقین ہوگیا کہ یہ شخص شیطان ہے آپنے متواتر کلمہ لاحول پڑہنا شروع کیا۔ یہانتک کہ وہ
شخص آنکہون سے غائب ہوگیا جب مولانا وجیہہ الدین سلطان المشائخ کی خدمت مین پہونچے تو قبل
اسکے کہ آپ یہ عرض کرین کہ سلطان المشائخ نے نور باطن سے معلوم کرکے فرمایا کہ مولانا تم نے اوس شخص کو خوب
پہچان لیا ورنہ اوس نے تو تمہین راہ سے بے راہ کر ہی دیا تہا **منقول** ہے کہ جو کہانا مولانا وجیہہ الدین
کی غذا ہوتا تہا اوسکا سارا سامان خود اپنے ہاتہ سے فراہم کرتے تہے اور دیگ حکمت مین اس طرح پکاتے تہے کہ کسی
مخلوق کو اوس سے ذرا تکلیف نہ پہونچتی۔ آپ کا پیراہن مبارک دبیز اور موٹا ہوتا تہا اور عمامہ درمیانی۔ اکثر
اوقات آپکے کپڑے شکر رنگ رہتے تہے اسپر بعض بے خبر اور غافل لوگ مولانا کو خست اور بخل کیطرف منسوب کرتے
تہے۔ حالانکہ آپ علم و عقل مین کمال درجہ رکہتے تہے۔ شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے **بیت** سعدیا نزدیک رای
عاشقان؛ خلق مجنون اند و مجنون عاقل است ؛ یعنے اے سعدی اس رستہ کے عشاق کے نزدیک تو خلق مجنون
ہے اور مجنون عاقل۔ انجام کار آپ دار دنیا سے رحلت فرماکر دار القرار مین تشریف لے گئے اور حوض شمسی کے
کنارہ قاضی کمال الدین صدر جہان مرحوم اور قتلغ خان مرحوم کے خطیرہ مین جو آپکے شاگرد رشید ہین دفن
ہوئے۔ آپ کا مدفن ان دونون بزرگوارون کے قبرون کے اوپر ہے رحمۃ اللہ علیہ۔

فخر الدین ۷۱۹ھ

منجملہ انکے فضل زہاد زینت عباد مولانا فخر الملۃ والدین مروزی ہین جو جمال ورع اور کمال تقوی سے آراستہ تہے اور قطع نظر اسکے کلام ربانی کے حافظ تہے آپ سلطان المشائخ کے مصاحبان قدیم اور مریدان سابق مین شمار کیئے جاتے تہے آخر عمر مین سلطان المشائخ کی خدمت مین زندگی بسر کی اور غیاث پور توطن اختیار کیا باوجود مبالغہ تقوی اور انتہا درجہ کی طہارت و تزکیہ کے ترک و تجرید مین بہت کوشش کی۔ آپ ہمیشہ کلام مجید کے لکہنے مین مصروف رہتے اور اختلاف خلق سے الگ زندگی بسر کرتے تہے عظمت وکرامت مین اپنا نظیر نہ رکہتے تہے اور مردان غیب سے ملاقات حاصل تہی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ سلطان المشائخ کی خدمت مین اپنا ایک واقعہ اسطرح بیان کرنے لگے کہ ایکدن مجہپر پیاس کا غلبہ ہوا اور میرے پاس کوئی ایسا شخص نہ تہا جس سے پانی مانگون۔ دفعتہً پانی کا بہرا ہوا ایک کوزہ غیب سے پیدا ہوا۔ مین نے اوس کوزہ کو فورًا توڑ ڈالا سارا پانی گر گیا ازان بعد مین نے کہا کہ مین یہ پانی نہین پیتا بلکہ کرامت کا پانی ہوگا۔ آپ یہانتک پہونچے تو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ آپ کرامت ہی پینا چاہیئے۔ اور چونکہ تم اس قابل ہو اسلیئے تمہین یہی سزاوار ہے اَلکَرَامَۃُ لَاتُرَدُّ۔ ازان بعد مولانا فخر الدین نے بیان کیا کہ یہ تو بہت دفعہ واقع ہوا ہے کہ مین نے بالون مین کنگہی کرنی چاہی اور میرے پاس کوئی ایسا شخص نہ ہوا کہ کنگہی لا کر دے فورًا دیوار شق ہوئی اور اوس مین سے کنگہی نکلی مین نے اوٹہا کر بالون مین پہیری اور رکہدی۔ سلطان المشائخ نے اپنے قلم مبارک سے ایک رقعہ ان بزرگوار کی طرف خدا تعالی کی محبت کے ذکر مین لکہا تہا جسکا ذکر عنقریب اسی کتاب مین آئیگا اور محبان درگاہ بے نیازی اوس سے تمام وکمال حظ اوٹہائینگے۔ الغرض جب ان بزرگ کا انتقال ہوا تو سلطان المشائخ کے حظیرہ مین یارون کے چبوترہ مین دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

فصیح الدین ۷۱۰ھ

منجملہ انکے عالم علوم دینی صاحب اسرار یقینی مولانا فصیح الملۃ والدین ہین جو کمال علم و فضل اور ورع و تقوی سے آراستہ تہے آپ اکثر یاران اعلی سے ارادت و بیعت مین سابق و اول تہے اور سلطان المشائخ کی علمی مجلس مین اکثر سوالات علمی اور عالم حقیقت کے رموزات کا استکشاف کیا کرتے تہے اور شافی جوابون کے ساتھ مشرف ہوا کرتے تہے متعلمی کے زمانہ مین مولانا فصیح الدین اور قاضی محی الدین کاشانی دونون ایک دوسرے کے بہت ساتہ رہے ہین اور مولانا شمس الدین توشیچہ کی مجلس مین اعلی طبقہ کے طلبا مین علم اصول فقہ کی تحقیق مین شاغل و مصروف رہکر علماء کے جرگہ مین وفور علم اور ذکائے طبع مین مشہور و معروف تہے۔ جب فضل ربانی اور جذب رحمانی نے مولانا فصیح الدین کے دل مین ایک فوری جوش پیدا کیا تو آپنے راہ حقیقت کو طے کرنا شروع کیا اور اس راہ مین نہایت کوشش کے ساتھ گامزن ہوئے اور علم کو عمل کے ساتھ مقرون کرنے کی خواہش دل مین پیدا ہوئی آپنے فورًا عزلت و گوشہ نشینی اختیار کی اور جو برائے نام تعلق اور کچہ یونہی سا دنیا سے لگاؤ اور بار یک سلطان غیاث الدین بلبن کے

فرزندون کی تعلیم کا کام تھا سب کو یک لخت ترک کردیا اگرچہ سلطان کے فرزندونکی تعلیم کا تعلق آپکے اہل وعیال اور بچون کے ضروری خرچ اور قوت لایموت کا سبب تہا مگر آپنے اسکی بہی کچہ پروانہ کی اور خداوند تعالی کی کرم وبخشش پر نظر کرکے ترک کردیا اسپر مولانا کے فرزند مزاحم ہوئے اور کہا کہ جب آپنے سلطان کے فرزندون کی تعلیم کا تعلق ترک کردیا تو اب ہماری قوت کا سامان کہان سے میسر ہوگا کیا آپکے مصلے کے نیچے سے کچہ پیدا ہوا کریگا۔ غرضکہ مولانا نے چندروز اسی حالت مین بسر کیئے آپ کا ایک دوست تہا جب اوسے آپکے اس ترک وتجرید کی خبر ہوئی تو چند تنکہ لایا اور مولانا کے مصلے کے نیچے رکہکر چلا گیا۔ مولانا نے اپنی حرم محترم کو بلا کر فرمایا کہ مصلے کے نیچے جو چیز رکہی ہے اوسے اٹہا لو اور بچون کے ضروری مصارف کا سامان مہیا کرو۔ جب آپ کا یہ حال قاضی محی الدین کاشانی کو معلوم ہوا تو وہ آپکی ملاقات کے لیئے تشریف لائے اور آپکی ترک وتجرید اور مشغول بحق ہونے کی کیفیت بحق ہونے کی کیفیت معلوم کرکے واپس تشریف لے گئے اسکے چندروز بعد مولانا فصیح الدین قاضی محی الدین کاشانی کی زیارت کو تشریف لے گئے ملاقات اور معمولی مزاج پرسی کے بعد قاضی محی الدین نے فرمایا کہ مین سلوک مشائخ مین ایک کتاب کا مطالعہ کررہا تہا اوس مین مین نے پڑہا کہ جسروز قیامت برپا ہوگی جسکے آنے مین ذرا شک نہین اور جس کے وقوع پر ہمارا ایمان ہے اور ہم اوسکی تصدیق کرتے ہین۔ خلائق مین سے ہر ایک شخص بزرگان دین مین سے ایک ایسے بزرگ کے جھنڈے کے تلے ہوگا جس کے ساتھ دنیا مین اوس نے پیوند کیا ہوگا فوراً میرے دلمین گذرا کہ مین بہی بزرگان دین مین سے کسی بزرگ کا ہاتھ پکڑون اور اپنی اخروی سعادت کو اوسکی حمایت مین ڈالون اب ہمکو واجب ہے کہ بزرگان دین مین سے کسی بزرگ کی طلب وتلاش مین نکلین اور اوسکی خدمت مین بیعت کرین۔ اوس زمانہ مین سو بزرگون سے زیادہ صاحب دعوت اور ذی ارشاد موجود تہے جو وفور علم اور فضل وکرامات کے ساتھ مشہور ومعروف تہے۔ یہ دونون بزرگ اسی اندیشہ اور کوشش مین ہوئے کہ کس بزرگ کا مرید ہونا چاہیئے اسی اثنا مین اونکے دلون مین یہ خطرہ گذرا کہ یہان ایک سید موجود ہین نہایت بزرگ اور مشائخ کی صحبت پائے ہیں دونون بزرگون نے کہا کہ سید کے پاس چلنا اور اون سے دریافت کرنا چاہیئے پہر جسکی نسبت وہ اشارہ کرین اوس سے بیعت کرین چنانچہ دونون بزرگوار سید کی خدمت مین پہونچے اور اپنی کیفیت اونکی جناب مین عرض کی اونہون نے فرمایا کہ یہان شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے خلیفہ سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس الله سرہما العزیز موجود ہین جو وفور علم اور کمال عمل اور عشق وعقل اور ذوق شوق سے آراستہ ہین اونکی خدمت مین بیعت کرنی چاہیئے اوس زمانہ مین سلطان المشائخ نے غیاث پور مین آکر سکونت اختیار کی تہی یہ دونون بزرگ غیاث پور

مین آئے جب سلطان المشائخ کی سعادت قدمبوسی اور شرف مکالمہ سے مشرف ہوئے تو آپکی خدمت مین بیعت کی درخواست کی سلطان المشائخ نے اوسیوقت قاضی محی الدین کاشانی کے ہاتھ مین دست بیعت دیا اور مولانا فصیح الدین سے فرمایا کہ تمہارے باب مین شیخ شیوخ العالم سے دریافت کرونگا۔ مولانا فصیح الدین کہتے ہین کہ بمجرد اس بات کے سننے کے مین دریائے تحیر مین مستغرق ہوگیا کہ شیخ شیوخ العالم رحمت حق سے مل چکے ہین۔ سلطان المشائخ اون سے کیونکر دریافت کرینگے یہ خطرہ میرے دل مین گذرا اور زبان سے کچھ ظاہر نہین کیا۔ الغرض یہ دونون بزرگ سلطان المشائخ کی زمین بوسی کے بعد واپس چلے آئے جب دوسری دفعہ آپکے حضور مین حاضر ہوئے تو سلطان المشائخ نے مولانا فصیح الدین کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مین نے تمہاری کیفیت شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین عرض کی اور اونسے درجۂ قبولیت پایا سو اب تم بیعت کرو جب مولانا دولت بیعت سے مشرف ہوگئے تو سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ مخدوم عرصہ ہوا کہ شیخ شیوخ العالم دار فانی سے انتقال کرکے دار البقا مین تشریف لے گئے مخدوم نے میری نسبت کس سے دریافت کیا۔ فرمایا جس کام مین مجھے تردد پیش آتا ہے مین شیخ شیوخ العالم سے اوسکی بابت دریافت کرلیتا ہون اور حضرت کے ارشاد کے مطابق عملدرآمد کرتا ہون الغرض مولانا فصیح الدین بے شمار فضایل اور عبادت و زہادت اور بہت سے لطائف کے ساتھ آراستہ تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ سلطان المشائخ کی حیات ہی مین مجاز ہوگئے تھے یعنے آپکی اجازت سے لوگون سے بیعت لیتے تھے اور آپکی حیات ہی مین انتقال کرگئے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ اونکے سلطان الشعرا برہان الفضلا امیر خسرو شاعر رحمۃ اللہ علیہ ہین جو فضیلت و بزرگی مین متقدمین و متاخرین سے سبقت لے گئے تھے اور باطن صاف رکھتے تھے۔ آپکی صورت و سیرت مین اہل تصوف کا طریقہ عیان تھا اور اگرچہ بظاہر بادشاہون سے تعلق رکھتے تھے لیکن حقیقت مین اون لوگون مین شمار کیے جاتے تھے جو تصوف کے رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین جیسا کہ فرماتے ہین

بیت ؎ مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست ✤ کمر بخدمت سلطان ببند و صوفی باش ✤ یعنے اہل طریقت سے یہی مراد نہین ہے کہ ظاہری لباس مین اونکی مشابہت کرے بلکہ حقیقت مین صوفی رہ گو بادشاہ کی خدمت مین کمربستہ رہتا ہو کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار کو فرماتے سنا ہے کہ جس زمانہ مین امیر خسرو پیدا ہوئے ہین انکے والد امیر لاچین کے پڑوس مین ایک صاحب نعمت دیوانہ رہتا تھا۔ آپکے والد بزرگوار آپکے پیدا ہونے کے بعد کپڑے مین لپیٹ کر اوس دیوانے کے پاس لے گئے دیوانہ نے امیر خسرو کو دیکھتے ہی فرمایا کہ امیر لاچین جس شخص کو تم میرے پاس لائے ہو یہ خاقانی سے دو قدم آگے ہوگا۔ غرضکہ جب امیر خسرو ابتدائی زمانہ کے مرحلے طے کرکے حد بلوغ کو پہونچے تو سلطان المشائخ کی شرف ارادت سے مشرف ہوئے اور طرح طرح کی شفقتون اور مہربانیون کے ساتھ مخصوص اور نظر خاص کے ساتھ ملحوظ ہوئے۔ اس زمانہ مین

جناب سلطان المشائخ امیر خسرو کی نانی کے گہر مین مندہ پل کے دروازہ کے متصل سکونت پذیر تہے اور اوسی زمانہ مین امیر خسرو نے شعر کہنے شروع کیئے تہے آپ کا قاعدہ تہا کہ جو مضمون نظم کرتے سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش کرتے یہان تک کہ ایکدن سلطان المشائخ نے فرمایا کہ امیر خسرو! صفاہانیون کی طرز پر کوئی غزل لکھو یعنے عشق و درد انگیز اشعار اور زلف و خال آمیز نظم کہو اوسروز سے امیر خسرو علیہ الرحمۃ معشوقون کے زلف و خال اور استعارات و کنایات مین مستغرق ہو گئے اور ان دل آویز صفات کو انتہائے کمال پر پہونچایا۔ زان بعد آپنے دیوان مبتدی و منتہی مولانا رفیع الدین پانچہ کے والد بزرگوار قاضی معز الدین پانچہ کی معرفت سلطان المشائخ کی خدمت مین گذرانا اور اوسکے رموز و اشارات کی کماحقہ تحقیق کی اور اگلے بادشاہون کے عہد مین جس قدر شعرا تہے آپ سب مین بلند تر مشہور ہوئے۔ علاوہ امرین آپنے اپنے اعتقاد صادق سے جناب سلطان المشائخ کی محبت و رفاقت مین اس حدتک کوشش کی کہ حضور کے محرم راز ہونیکے سزاوار و شایان ہوئے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ آپنے سلطان المشائخ کی مدح مین ایک شعر کہکر حضور کی خدمت مین پیش کیا فرمان ہوا کہ کیا مانگتے ہو مانگو چونکہ امیر خسرو نظم کے بارے مین حریص تہے اور ہوس سخن غایت درجہ رکہتے تہے اسلیئے آپنے شیرین سخنی کی درخواست کی حکم ہوا کہ اچہا چارپائی کے نیچے جو شکر کا طشت رکہا ہے لے آؤ اور اپنے سر پر نچہاور کرو اور کچہ اوس مین سے کہا بہی لو۔ امیر خسرو نے فوراً حکم تعمیل کی یہی وجہ ہے کہ آپکی شیرین سخنی پورب سے پچہم اور جنوب سے شمال تک تمام جہان مین مشہور ہوگئی اور اہل عالم نے فخر شعرائے سلف و خلف کا معزز خطاب آپکو دیا اور جو درخواست آپنے سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش کی اوسنے قبولیت کا جامہ پہنا یہان تک آخر عمر مین امیر خسرو اپنے تئین سخت ندامت کرتے اور کمال افسوس سے فرمایا کرتے تہے کہ مین نے اس سے بہتر درخواست کیون نہین کی۔ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف مذاق کی بہت سی کتابین لکہی ہین جب آپ کوئی کتاب تمام کرتے تو اول سلطان المشائخ کی خدمت مبارک مین پیش کرتے حضور اوس کتاب کو دست مبارک مین لیکر فرماتے کہ ہم فاتحہ پڑہتے ہین۔ زان بعد آپ وہ کتاب امیر خسرو کے ہاتھ مین دیتے اور کبہی ایسا بہی ہوتا کہ کتاب کہولکر اوسکی چند سطرین پڑہتے اور بعض بعض باتون پر اعتراض کرتے لیکن سلطان المشائخ کی اس سے غرض امیر خسرو کی تنقیص نہوتی بلکہ اونکے کمال حال کی طرف اشارہ ہوتا۔ تاکہ آپ اپنے فن شعر پر فریفتہ نہون اور اس سے بہتر و برتر کام کی طرف رغبت کرین۔

امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے تمام اوقات معمور تہے آپ ہر شب کو تہجد کے وقت قرآن مجید کے سات سیپارے نہایت خوش الحانی سے پڑہتے تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ نے آپ سے دریافت کیا کہ ترک! تمہاری مشغولی کی کیا کیفیت ہے۔ عرض کیا مخدوما چند روز سے یہ ایک نیا اتفاق پیش آتا ہے کہ جب پچہلی رات ہوتی ہے تو خود بخود گریہ غلبہ کرتا ہے اور بیخبر زدہ نکلے

مجھے اور کچھ نہین سوجھتا سلطان المشائخ نے فرمایا الحمد للہ کہ اب کچھ کچھ ظاہر ہونا شروع ہو گیا ہے۔ سلطان المشائخ نے بہت سے رقعے جو ذوق و شوق کو متضمن تھے اپنی قلم مبارک سے تحریر فرما کر امیر خسرو کو بھیجے ہین چنانچہ اسی کتاب مین اونکے فوائد اپنے محل مین درج ہوئے ہین۔ امیر خسرو کو سلطان المشائخ کی خدمت مین وہ منزلت و قربت حاصل تھی جو کسی اور کو میسر نہتی آپ جسوقت چاہتے بلا کھٹکے خدمت والا مین حاضر ہوجاتے اور سلطان المشائخ تمام امور مین آپ سے مشورہ کرتے اگر اعلیٰ درجہ کے یارون مین سے کسیکی کوئی درخواست ہوتی تو وہ امیر خسرو سے بیان کیجاتی اور آپکی سفارش سے سلطان المشائخ کی خدمت مین پیش ہوتی جیسا کہ شیخ نصیر الدین محمود کے ذکر مین بیان ہوچکا ہے۔ جو عنایتین اور مہربانیان سلطان المشائخ کی امیر خسرو کے بارے مین مبذول ہوئین ہین آپنے اون سب کو قید کتابت مین لاکر ایک مفصل فہرست کا جامہ پہنایا ہے۔ مختصراً یہان چند باتون کا ذکر کیا جاتا ہے۔ امیر خسرو فرماتے ہین کہ ایک دفعہ سلطان المشائخ نے اس بندہ سے فرمایا کہ مین سب سے تنگ ہوتا ہون لیکن ترک تجھسے کبھی تنگ نہین ہوتا دوسری دفعہ حضور نے یون ارشاد فرمایا کہ مین ہر شخص سے تنگ ہوتا ہون یہان تک کہ اپنے سے تنگ ہوتا ہون مگر تجھسے تنگ نہین ہوتا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے سلطان المشائخ کی خدمت مین درخواست کی اور جرأت کرکے عرض کیا کہ آپکی جو نظرین امیر خسرو کے بارے مین ہین اون ہی نظرون سے صرف ایک دفعہ مجھے دیکھ لیجئے آپنے اوسکے سامنے تو کچھ ارشاد نہین کیا لیکن تخلیہ مین مجھسے فرمایا کہ اوس شخص کی درخواست کے وقت میرے دل مین گذرا کہ اوس سے فوراً کہدون کہ تو امیر خسرو جیسی قابلیت پیدا کر لا۔ ایک اور مرتبہ کا ذکر ہے کہ خواجہ نے بندہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تو میرے لیئے دعا کر کیونکہ تیری بقا میری زندگی پر موقوف ہے تو یہ دعا کر کہ میرے بعد لوگ تجھے میرے پہلو مین دفن کرین۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہ بات آپنے بہت دفعہ مجھے یاد دلائی ہے۔ اور فرماتے تھے کہ انشاء اللہ تعالی ایسا ہی ہوگا۔ علاوہ ازین جناب خواجہ نے بندہ کی نسبت خدا سے عہد کیا ہے کہ جب آپ جنت مین تشریف لے جائینگے تو بندہ کو ہمراہ بہشت مین لیجائینگے۔ انشاء اللہ تعالی۔

ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ خواجہ نے فرمایا کہ امیر خسرو! مین نے خواب مین دیکھا کہ گویا مین مندہ پل کے ایک کنارے پر شیخ ب الدین متوکل کے گھر کے دروازہ کے متصل موجود ہون اور وہان پانی کا ایک نہایت صاف اور چمکدار چشمہ جاری ہے تم ایک بلند دُکان پر بیٹھے ہو وہ وقت نہایت خوش اور امیدواری کا تھا۔ اسی حالت مین تمہارا خیال میرے دل مین گذرا اور مین نے خدا سے تمہارے لیئے اوس نعمت کی درخواست کی جو مجھے مطلوب تھی مجھے یقین ہے کہ میری اوس دعا نے خدا کی جناب مین جامۂ قبولیت پہنا اور تم مین انشاء اللہ تعالی وہ حال عنقریب ظاہر ہوگا۔

ایک اور دفعہ بندہ نے خواجہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ آج کی رات اس دعاگو کے دل میں غیب سے القا ہوا ہے کہ خسرو درویشوں کا نام نہیں ہے تم خسرو کو محمد کاسہ لیس کے نام سے پکارو۔ امیر خسرو فرماتے ہیں کہ بندہ کا یہ خطاب غیب سے عطا ہوا ہے اور جناب مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نام کی خبر دی ہے اس لیئے بندہ کو ابدی نعمتوں کی امیدواری ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ امیر خسرو یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ نے بندہ کو ترک اللہ کے معزز و ممتاز خطاب سے سرفراز فرمایا ہے اور حضور کے بہت سے فرمان جو خاص آپکے خط مبارک سے مزین و آراستہ ہیں اسی خطاب سے بندہ کے حق میں مبذول ہوتے ہیں بندہ نے اونہیں تعویذ بنا کر رکھا ہے تاکہ دفن کے وقت اپنے ساتھ لیجائے۔ اور کل قیامت کے دن خدائے رحمان اون فرامین اور کو اغذات کے طفیل میں مجھ بیچارے کو بخشدیگا انشاء اللہ الکریم۔

ذیل کی بیت خواجہ کی زبان مبارک سے میں نے سُنی ہے بیت درپیش تو اے تہی کس لیکہ منم ✤ درراہ غمت کمینہ تر خسرو منم

خواجہ نے بندہ کو بلا کر فرمایا کہ سنو میں نے ایک خواب دیکھا ہے زان بعد حضور کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ آدھی رات کو میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا علیہ الرحمۃ کے فرزند رشید شیخ صدر الدین میرے پاس تشریف لائے ہیں انتہا درجہ کی تواضع سے پیش آیا لیکن اسکے ساتھ اونہوں نے بھی اسدرجہ تواضع کی کہ بیان سے باہر ہے ابھی اثنا ہی میں دیکھتا ہوں کہ خسرو! تم دور سے ظاہر ہوئے اور ہمارے پاس آکر معرفت کے نکات و دقائق بیان کرنے شروع کیئے۔ اس بات کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ صالح موذن نے نماز فجر کی اذان دی اور میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ جب سلطان المشائخ سارے خواب کی تقریر کر چکے تو فرمانے لگے دیکھو یہ کیسا درجہ ہے جو تمہیں میسر ہوا۔ مجھ ضعیف و بیچارہ نے عاجزی و نیازمندی کا سر زمین پر رکھکر عرض کیا کہ خدا مجھ خاکروب کا یہ مرتبہ حضور ہی کا عنایت کیا ہوا ہے ورنہ میں اسکا ہرگز سزاوار و لائق نہ تھا۔ میری اس بات سے خواجہ رونے لگے اور اس زور سے روئے کہ بندہ بھی آپکے رونے سے زار قطار رونے لگا۔ زان بعد خواجہ نے فرمایا کہ ہماری کلاہ خاص حاضر کرو فورًا حکم کی تعمیل ہوئی اور لوگوں نے کلاہ شریف حاضر کی مخدوم نے اپنے دست مبارک سے بندہ کو پہنائی اور فرمایا تمہیں چاہیئے کہ کلمات مشائخ اکثر اوقات نظر میں رکھو سلطان المشائخ نے اوس انتہا درجہ کی شفقت و مہربانی کی وجہ سے جو امیر خسرو کے بارے میں رکھتے تھے یہ دو بیتیں آپکی شان میں فرمائیں ؎ خسرو کہ بنظم و نثر مثلش کم خواست ✤ ملکیست ملک سخن آن خسرو راست ✤ آن خسرو ماست ناصر خسرو نیست ✤ زیرا کہ خدائے ناصر خسرو ماست یعنے نظم و نثر میں خسرو کا نظیر بہت کم پیدا ہوا۔ ملک سخن کی بادشاہی خسرو کو مسلم ہے وہ خسرو ہمارا ہے ناصر خسرو نہیں ہے کیونکہ خدا ہمارے خسرو کا ناصر و مددگار ہے۔ سبحان اللہ اس سے بہتر و برتر اور کون سا مرتبہ ہو سکتا ہے کہ حضرت

سلطان المشائخ کی زبان فیض ترجمان سے امیر خسرو کے وصف میں یہ کچھہ جاری ہوا۔ واہ واہ کیا کمال عظمت اور پرورش اور شفقت حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی ہے۔ اب ہم امیر خسرو علیہ الرحمۃ کے ذکر کی طرف رجوع کرتے ہین۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ غیاث پور مین کاتب حروف کے والد بزرگوار کے مکان مین امیر خسرو نے دعوت عام دی۔ سلطان المشائخ اور بہت سے بزرگان شہر اوس مجلس مین تشریف رکھتے تھے بہلول قوال امیر حسن کی اس غزل کی زمین مین غزل گارہا تہا **نظم** زہے ترکے کہ از خمہائے ابرو ❊ کمان پیدا کند پنہان ز تدبیر ❊ بگوش مدعی کے جائے گیرد ❊ مزامیرے کہ ہست اندر مزامیر [۱] الغرض جب سماع موقوف ہوا تو امیر خسرو نے اپنی غزل پڑہنی شروع کی جون ہی آپنے مطلع پڑھا آواز بند ہوگئی گلا پہنچ گیا مجبور ہوکر آپنے شیخ سعدی کی یہ غزل پڑہنی شروع کی **بیت** معلمت [۲] ہمہ شوخی و دلبری آموخت ❊ جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت ❊ آپنے یہ ساری غزل نہایت رقت کے ساتھ پڑہی۔ زان بعد سلطان المشائخ نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات تہی کہ تم اپنی غزل پڑہتے ہوئے ہر بار رک رک جاتے آپنے کہا کہ اوسوقت مجھپر اسقدر معنی کا ہجوم ہوتا تہا کہ جسکے ضبط مین مین حیران و ششدر رہتا تہا۔ آخر الامر امیر خسرو سلطان غیاث الدین تغلق کے ساتھ لکھنوتی مین تشریف لیگئے اور آپکی غیبت مین سلطان المشائخ کا وصال ہوگیا یعنے ہنوز امیر خسرو لکھنوتی ہی مین تہے کہ سلطان المشائخ جنت مین تشریف لیگئے۔ جب سفر سے واپس آئے تو سلطان المشائخ کے انتقال کی خبر سنکر مونھہ سیاہ کیا اور کرتہ پہاڑ ڈالا اور خاک مین لوٹتے ہوئے سلطان المشائخ کے حظیرہ کے سامنے آئے **مصرع** جامہ دران چشم چکان خون دل روان ❊ زان بعد آپنے فرمایا اے مسلمانو۔ تم جانتے ہو مین کون شخص ہون سنو! مین اس بادشاہ کے غم مین نہین روتا بلکہ اپنے لیئے روتا ہون کیونکہ سلطان المشائخ کے بعد مجھے چندان بقا نہ ہوگی۔ چنانچہ آپ اس واقعہ کے بعد صرف چھہ مہینے زندہ رہکر رحمت حق مین ملگئے اور سلطان المشائخ کے روضہ کی پائنتون مین دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

منجملہ اونکے جمال زہاد۔ پیشوائے عباد سالک طریق ورع و تقوی۔ طالب وصلت مولی۔ مولانا جمال الملۃ والدین ہین جو علوم ربانی مین مشغول اور مشاہدات جمال رحمانی مین اعلی درجہ کے یارون مین مشہور و معروف ہیے۔ آپکے باطن مبارک کی مشغولی اس حد تک پہونچگئی تہی کہ سلطان المشائخ کی مجلس مبارک مین آپ اسدرجہ مشغول ہوتے کہ اپنے آپکی خبر نہ رکھتے تہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ مولانا جمال الدین کے لیئے ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس مین وہ بجز حق تعالی کے اور کسیکو یاد نہین رکھتے سلطان المشائخ یاران اعلی کی مشغولی کے بارے مین یہ بات مولانا جمال الدین کی

[۱] عجب محبوب ہے کہ اپنی ابرو کی خمو سے کمان پیدا کرتا ہے۔ مخفی تدبیر سے مدعی کے کان مین وہ مزامیر کب اثر کرتا ہے جو مزامیر مین ہو ۱۲
[۲] تیرے معلم نے یہ تمام شوخی اور دلبری کی تعلیم دی ہے جفا اور ناز و عتاب اور ستمگری کا طریقہ اوسی نے سکھایا ہے ۱۲

بطور نظیر پیش کیا کرتے تھے اور مجلس مقدس میں ہی خطاب کے ساتھ مخاطب ہوتے تھے۔ آپ سلطان المشائخ کے زمانہ حیات ہی میں جوار رحمت حق میں مل گئے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

منجملہ اون کے صحرائے تصوف کے شیر تکلف و بناوٹ سے عاری مولانا جلال الملۃ والدین اودہی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو زہد و ورع اور ترک و تجرید کے ساتھ اول سے آخر تک موصوف رہے آپنے تمام دنیاوی تعلقات دفعۃً ترک کر دیئے اور دنیا کے غوغا سے عاجز آکر گوشہ نشینی اختیار کی اور خدا کی عبادت سلطان المشائخ کی محبت میں مشغول ہوئے آپ اودہ کے اکثر یاروں سے ارادت و بیعت میں سابق تھے اور سبکے نزدیک معظم و مکرم سمجھے جاتے تھے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ اودھ کے تمام یاروں نے اتفاق کیا کہ سلطان المشائخ سے علمی تبحر حاصل کرنے کی اجازت لینی چاہیئے اگرچہ ان بزرگوں میں ایک ایک بزرگ عالم متبحر اور فاضل عصر تھا لیکن سلطان المشائخ کے حکم سے یاد حق میں مشغول تھا مگر چونکہ ایک عمر دراز علم کے شغل میں مصروف کی تھی اسلیئے اونہیں یہ ہوس دامنگیر ہوئی کہ اس کام کیساتھ علمی مناظروں کا بھی چرچا رہنا چاہیئے اونہیں اس امر کی بات ہوئی کہ سلطان المشائخ سے اسبارہ میں اجازت حاصل کرنی چاہیئے الغرض سب یاروں نے مولانا جلال الدین سے التماس کیا کہ وہ اسبارے میں مخدوم جہان سے عرض کریں جب یہ تمام بزرگ سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپکی مجلس کی یہ کیفیت تھی کہ خدا وعلی کی صفت کبریائی سلطان المشائخ پر متجلی تھی اور اوسکی ہیبت و رعب سے بہت سے بڑے بڑے یار آپکے سامنے بولنے کی طاقت نہ رکہتے تھے لیکن مولانا جلال الدین کو وقت و بے وقت عرض کرنے کی اجازت تھی لہذا آپ حلقہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مخدوم! اگر حکم ہو تو یاران اودہ کبھی کبھی علمی مجلس قائم کرکے بحث و مناظرہ کیا کریں۔ سلطان المشائخ کو معلوم تھا کہ یہ سوال اون تمام یاروں کی طرف سے پیش ہوا ہے جو اسوقت مجلس میں حاضر ہیں اس لیئے آپنے فرمایا میں کیا کروں افسوس مجھے تو اون سے ایک اور امر مطلوب ہے اور وہ پیاز کی طرح تو ہی پوست ہیں۔ کاتب حروف کہتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کے جواب سے میں نے یہ مستنبط کیا ہے کہ اس سے آپکی مراد یہ ہے کہ وہ لوگ مغز نہیں رکہتے کیونکہ جس قدر علم کی اس کام میں حاجت تھی جیسے اونہوں نے شروع کیا ہے وہ حاصل ہو گیا اور تحصیل علوم سے اصلی غرض عمل کرنا ہے خداوند تعالی کی محبت بمنزلہ مغز کے ہے اور جو کچھ اسکے سوا ہے سب بمنزلہ پوست ہے یہی وجہ ہے کہ شیخ نصیر الدین محمود فرماتے تھے کہ ایکدفعہ مولانا شمس الدین یحییٰ اور یہ ضعیف دونوں سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر تھے سلطان المشائخ نے مولانا شمس الدین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ لب بند کرو اور دروازہ بہتر ارکہو۔ آپ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ مولانا وجیہ الدین پائلی سے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مولانا تمہارے اور خدا تعالی کے درمیان یہی زبان ہے۔ الغرض مولانا جلال الدین کی ذات صفات کو چندروز تک زحمت عارض رہی اور اسکے چندروز بعد دار فنا سے دار بقا میں رحلت فرما گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ کریم الدین سمرقندی اون کے مجموعہ صفا سیرت و فاخواجہ کریم الملۃ والدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ ہین جو یگانہ کے ساتھ شہرت رکھتے اور مکارم اخلاق مین دنیا مین اپنا نظیر نرکہتے تہے آپکا ظاہرہ باطن اہل تصوف کے اوصاف سے آراستہ تہا فضائل خاص اور علوم بیشمار مین بے مثل تہے آپکی فیاض طبیعت غایت درجہ کی لطافت اور عقل کامل انتہا مرتبہ کی فراست پر فائق ہوئی تہی اور یہ تمام باتین حقیقت مین اسکا ثمرہ تہا کہ آپ سلطان المشائخ کی سلک ارادت مین منسلک تہے اور اپنے صفائی اعتقاد کی وجہ سے مخدوم جہان کی محبت مین نہایت راسخ قدم اور محکم تہے اور اسکے ساتھ ہی حضرت سلطان المشائخ کے ہمیشہ منظور نظر تہے یہان تک کہ حضور کی بخشش و مہربانی آپکے بارے مین حد درجہ تہی اور اسکا سبب یہ ہوا کہ آپکے والد بزرگوار خواجہ کمال الملۃ والدین سمرقندی جو دولت خراسان کے وزیر اعظم تہے دیار ہندوستان مین تشریف لائے اور بادشاہ ہند کی طرح طرح کی مہربانیون کے ساتھ مخصوص ہوئے۔ ملتان سے لیکر ہانسی تک کے تمام مواضع و پرگنجات جیسے دیپالپور اور پاک پٹن وغیرہ آپکی تفویض کیئے گئے اور ان شہرونکی حکومت کا طغریٰ آپکے نام پر لکہا گیا۔ آپ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ کے مرید ہوگئے تہے اور اسی وجہ سے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ کے نواسہ خواجہ اسحاق کے والد بزرگوار خواجہ محمد نے سلطان المشائخ کے فرمان کے بموجب اپنی صاحبزادی کو شیخ کریم الدین کے نکاح مین دیدیا تہا اور اس خاندان معزز کی قرابت کے سبب مولانا کریم الدین نہایت عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکہے جاتے تہے آپنے اپنی عمر عزیز کا اکثر زمانہ غیاث پور مین جناب سلطان المشائخ کے یاران اعلیٰ مین گذارا۔ چونکہ آپ طبیعت لطیف اور نظم دلپذیر اور ہمت عالی رکہتے تہے اسلیئے بڑے بڑے طباع اور صاحب فہم و فراست حضرات آپکے اسیر محبت تہے چنانچہ خواجہ ضیاء الدین برنی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے اسدرجہ محبت تہی کہ اکثر اوقات کسی غریب و نادر کتاب کا نسخہ اپنے ہاتھ سے لکہکر ان بزرگوار کی خدمت مین پہونچاتے اور آپکے کرم و بخشش کی حد سے زیادہ ممنون و مشکور ہوتے تہے امیر خسرو اور امیر حسن جیسے بزرگان دین آپ سے نہایت اخلاص و محبت کے ساتھ پیش آتے تہے جب سلطان المشائخ نے انتقال فرمایا تو آپنے سلطان محمد تغلق انار اللہ برہانہ کی استدعا و خواہش سے اون سے ملاقات کی اور انواع و اقسام کی عنایتوں اور مہربانیوں کے مخصوص ہوئے یہان تک کہ سلطانی دربار سے آپکو شیخ الاسلام والوزرا ملک سندہ گانوہ کے خطاب سے معزز و ممتاز ہوئے اور آخرکار اون دیار مین تشریف لے گئے وہان جاکر اپنی عقل کامل کے زور سے مسلمانون کی تمام مہمین اور امور عدل و انصاف کے طریقے پہر جاری کیئے اور ظلم و ناانصافی کو اون شہرون سے مٹا دیا۔ کاتب حروف نے ان بزرگوار کو مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ سلطان المشائخ کی صحبت مین دیکہا ہے۔ حقیقت مین آپ جمال باکمال رکہتے

اور صلحا کے لباس سے آراستہ تھے۔ آپ سلطان المشائخ کے اوس خلعت خاص سے مشرف تھے جس نے حضور کے جسم مبارک کی ایک مدت تک صحبت حاصل کی تھی۔ انجام کار آپنے ستگانوہ مین رحلت فرمائی اور وہین مدفون ہوئے۔ آپکے مزار پاک کی خاک آج اون شہرون کے باشندون کی آنکھون کا کاجل ہے رحمۃ اللہ علیہ- مولانا کریم الدین کے ایک فرزند تھے جنکی ذات عدیم المثال اہل محبت کو غایت درجہ محبوب تھی اور جنکی فیاض طبیعت حقائق معرفت کے غوامض کی کاشف تھی آپ کا نوک قلم مغز سخن کو اسطرح لکھتا تھا کہ اون سے معانی کی آنکھین کھلجاتی تھین کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے **بیت** [۱] چہ آتش است ندانم ضمیر او یارب * کہ نقد سکۂ معنی از و عیار گرفت * یعنے جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے نواسے شیخزادہ معظم احمد بن خواجہ کریم الدین- خواجہ حکیم ثنائی فرماتے ہین **بیت** [۲] در نکتہ بو حنیفہ کوفی * در ورع ہمچو شافعی صوفی * کاتب حروف اس بزرگ زادہ سے ایک تو اسوجہ کہ میرے اسلاف اون سے نہایت محبت رکھتے اور اونکے بزرگ ہمارے خاندان سے کمال تعلق رکھتے تھے۔ دوسرے اسوجہ سے کہ حضرت خود بھی صاف محبت رکھتے تھے مین اون سے بدل محبت کرتا اور جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا علی ہذا القیاس اونکے برادر عزیز کہ دوستون کے دل اونکے دیدار کے طالب اور فرحت انگیز دید کے خواہان تھے نہایت بزرگ شخص تھے یعنے شیخزادہ مکرم نظام الملۃ والدین رحمۃ اللہ علیہ- ان بزرگوار کی ذات پسندیدہ لعبینہ صورت معنی تھی شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** [۳] این ظرافت کہ تو داری ہمہ دلہا بفریبد * این لطافت کہ تو داری ہمہ غمہا بزداید *

صحابہ اونکے فضلا کے بلک الملوک لطافت طبع ہین دریا امیر حسن علاء سنجری رحمۃ اللہ علیہ ہین جنکی جگر سوز غزلیات عاشقون کے دلون کی چقماق سے محبت کی آگ نکالتی تھین اور دلپذیر اشعار سخنورون کے دلون کو راحت پہونچاتے تھے۔ آپکے روح افزا لطائف اہل ذوق کا مایہ تھا اور آپ کا کلام شیخ سعدی کی چاشنی رکھتا تھا چنانچہ آپنے ایک بیت اسی بارہ مین کہی ہے فرماتے ہین **بیت** [۴] حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ است * کہ اہل معنی گلچین آن گلستان اند * مولانا حسن ہمیشہ نامدار شعروان مین نہایت وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور کوئی شخص لطیفہ اور نظم بالبداہتہ آپسے بہتر نہ کہہ سکتا تھا اوس عہد کے بادشاہ اور شہزادے آپکے لطائف و ظرائف گوش ہوش سے سننے کی رغبت رکھتے تھے اور ان تمام سعادتون کے حصول کا سبب یہ تھا کہ آپ سلطان المشائخ کی غلامون کے سلک مین منسلک تھے اور سلطان المشائخ

---

[۱] خداوندا مین نہین جانتا کہ اوس کے ضمیر پر تنویر مین کس غضب کی آگ ہے کہ معانی کا نقد سکہ اوس سے پرکھا جاتا ہے ۱۲ [۲] نکتہ بیانی مین ابو حنیفہ اور زہد و تقوی مین امام شافعی کی طرح صوفی تھے ۱۲

[۳] اس ظرافت سے تمام عالم کے دل گرویدہ ہوتے ہین اور آپکی لطافت یاد کر کے غم بڑھتا ہے ۱۲

[۴] حسن نے یہ پھول گلستان سعدی سے لائے ہین کہ اہل معنی اوسی گلستان کے گلچین ہین ۔ ۱۲

نظر خاص کے ساتھہ مخصوص تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ یہ بزرگ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اوساوقت مجلس اقدس
مین بہت سے عزیز حاضر تھے سلطان المشائخ نے آپکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مین الہی فضلا کا ذکر کررہا تہا کہ اتنے مین تم آگئے۔ آپنے
سلطان المشائخ کے روح افزا ملفوظات ایکنہایت عمدہ پیرایہ مین لکھے اور حتی الامکان سلطان المشائخ کی بجنسہ تقریر کی رعایت کی اونکا نام
فوائد الفواد رکہا جو آج تمام جہان کے اہل دلون کے نزدیک نہایت مقبول و مطبوع ہین بلکہ عاشقان الہی کے لیئے قانون اور
دستور العمل بنگئے ہین۔ شرق سے غرب تک تمام عالم مین پہیل گئے ہین اور گھر گھر اون کا چرچا ہورہا ہے۔ سلطان الشعرا
امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بارہا فرمایا کرتے تہے کہ کاش میری وہ تمام کتابین جنمین مینے اپنی تمام عمر صرف کی ہے برادرم امیر حسن آ
مالک ہوتے اور سلطان المشائخ کے وہ ملفوظات جو اونہون نے جمع کیئے ہین وہ میرے مقدر مین ہوتے تاکہ مین اونکی وجہ سے دین
و آخرت مین فخر و مباہات کا جھنڈا اونچا کرتا۔ مولانا امیر حسن جبتک اس عالم مین زندہ رہے مجرد زندگی بسر کی آخر عمر مین
دیوگیر مین چلے گئے اور وہین دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ اونکے قاضی شرف الدین مولانا حسام الدین ملتانی کے یار تہے جو سلف کی سیرت و صورت رکہتے اور فخر خلف
آپکو قاضی شرف الدین فیروز گہی بہی کہتے تہے۔ آپ وفور علم اور زہد و تقوی کے ساتہہ آراستہ اور ترک تکلف سے پیراستہ
قرآن مجید کے حافظ اور درگاہ سبحانی کے عاشق تہے۔ اگر کوئی شخص آپکو دیکہتا تو بیساختہ بول اٹہتا کہ یہ کوئی مقرب
ہے جو اس ہیئت سے زمین پر چلتا ہے یہ بزرگوار علوم کا کافی حصہ رکہتے اور فضل و بزرگی مین ایک آیت تہے۔ کتاب
لبِ دیوان احسن حسن اس بزرگ کے سامنے رکہا ہے اور اوسکے دقائق و حقائق دریافت کیئے ہین۔ آپکا دستور تہا کہ اپنے
گہر کی ضروری اور مایحتاج چیزین مثلاً غلہ لکڑی وغیرہ خود اوٹہاکر گہر مین لاتے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ لکڑی اپنے
ہاتہہ مین لیئے ہوئے رستہ مین چلے آرہے تہے کہ سامنے سے قاضی کمال الدین صدر جہان مرحوم نے آپکو دیکہا باوجودا
کرو فر اور حشمت و شوکت کے کہ صدر جہان تشریف لیئے جاتے تہے آپکو دیکہتے ہی گہوڑے سے اوتر پڑے شرف قدمبوسی
حاصل کی اور حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا یہ مرد خدا جو کسی شخص کیطرف ذرا التفات نہین کرتا سلف کے طریقہ پر چلتا
بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** خوشم بدولت خواری و ملک تنہائی ؛ کہ التفات کسے را بروز گارم نیست[۱]
کا لباس صرف ایک چادر ہوتی تہی جسکا آدہا حصہ آپ اوپر کے جسم پر اوڑہے رہتے اور نصف آدہے حصہ کا تہبند
تہے۔ آپکو سلطان المشائخ کی خدمت مین بہت کچہہ عزت و وقعت حاصل تہی۔ مولانا حسام الدین اور یاران اعلی جب مجلس
مین حاضر ہوتے تو اکثر اوقات آپ ہی گفتگو کی سلسلہ جنبانی شروع کرتے جیسا کہ سلطان المشائخ کے ذکر مین

[۱] مین اس دولت خواری اور تنہائی سے نہایت خوش ہون کہ کسی کو میرے حال سے تعرض نہین ہے۔ ۱۲

مفصل ذکر ہوا ہے۔ آخر کار دیوگیر میں تشریف لے گئے اور وہیں دار فنا سے عالم بقا کیطرف تشریف لیگئے وہیں آپکا مدفن ہے رحمۃ اللہ علیہ

مولانا امام الدین دارالامانی رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ اونکے عابد اہل طریقت۔ افضل اہل حقیقت مولانا امام الملۃ والدین آدہمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اوس زمانہ کے لوگ آپ کو دارالامانی بہی کہتے تہے علم میں کافی حصہ رکہتے تہے اور تقوی کامل سے آراستہ تہے۔ دنیائے غدار میں بہت دن تک زندہ رہے اگرچہ آپ علمائے تزک واحتشام رکہتے تہے لیکن حقیقت میں اہل تصوف کی صفت سے موصوف تہے جب آپ اپنے قدیم وطن ملتان سے شہر دہلی میں تشریف لائے تو سلطان المشائخ کی سلک ارادت میں منسلک ہوئے اور صرف جناب سلطان المشائخ کی محبت وعشق کی وجہ سے شہر میں سکونت اختیار کی۔ اسکے بعد آپ کا ہمیشہ یہ دستور رہا کہ جب سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو دن کو وہان رہتے اور شب کو کاتب حروف کے والد بزرگوار کے مکان پر رونق افروز ہوتے اور وہیں سوتے۔ آپ انتہا درجہ کے تقوی وورع کے سبب سے ہر روز غسل کرتے اور ترک وتجرید میں انتہا سے زیادہ کوشش کرتے۔ آخر الامر چند روز بیمار رہکر انتقال فرماگئے رحمۃ اللہ علیہ۔

خواجہ مبارک گوپاموی

منجملہ اونکے صوفی باصفا۔ زاہد باوفا۔ شیخ مبارک گوپاموی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو بذل وایثار اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں تمام یاران اعلی میں مشہور تہے انکو امیر دادبہی کہا جاتا تہا۔ سینہ مصفا اور ہیئت دلکشا رکہتے تہے آپ جمال ولایت پیر کے عاشق اور جناب سلطان المشائخ کے سابق مریدون میں سے تہے سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز نے پورے سو رقعے اپنے خط مبارک سے مزین وآراستہ کرکے اور طرح طرح کے کرم وبخشش کا اظہار کرکے آپکی طرف بہیجے ہین جب یاران اودھ جیسے مولانا شمس الدین یحیی اور شیخ نصیر الدین محمود اور مولانا علاؤالدین نیلی اور دوسرے عزیز سلطان المشائخ کی خدمت سے واپس جاتے تو انکی نسبت حضور کی درگاہ سے حکم صادر ہوتا کہ جب تم گوپامو میں پہونچو تو خواجہ مبارک سے ضرور ملنا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ کاتب حروف شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت میں حاضر تہا اتنے میں خواجہ مبارک تشریف لائے اور معمولی مزاج پرسی کے بعد چند تنکہ پیش کرکے کہا کہ میں آپکی ملاقات کی نیت کرکے گہر سے باہر نکلا تہا۔ اثنائے راہ میں ایک عزیز نے یہ چند تنکہ نذر کیئے اور درویشونکی رسم یہ ہے کہ جب کسی عزیز کو دیکہنے اور ملاقات کرنے کی غرض سے جاتے ہین تو جو کچہ اثنا راہ میں پیدا ہوتا ہے وہ اوس شخص کی نذر کرتے ہین جنکی ملاقات کو جاتے ہین۔ شیخ محمود رحمۃ اللہ علیہ نے تقسیم کیا اور چلتے وقت وہ چند تنکہ خواجہ مبارک کے نذر کیئے ان بزرگوار کو کاتب حروف کے والد سے بہت محبت تہی۔ اکثر زبان فیض ترجمان سے جاری ہوتا تہا کہ مین تمہارے والد کا مسلمان کیا ہوا ہون۔ ایکدن کاتب حروف نے اسکی وجہ دریافت کی اور عرض کیا کہ حضرت آپ جو یہ فرماتے ہین کہ مین تمہارے والد کا مسلمان کیا ہوا ہون اسکے کیا معنی ہین فرمایا۔ اصل کیفیت یہ ہے کہ مین سلطان

علاؤالدین کا داروغہ عدالت اور اوسکے خاصون مین داخل تہا اور پیری مریدی کی راہ سے محض ناواقف۔ مین بالکل نہین جانتا تہا کہ یہ طریقہ کیا ہے بلکہ اس جماعت کا سخت انکار کرتا تہا۔ جب مجہے تمہارے والد کی صحبت کا اتفاق ہوا تو اونہون نے مجہہ سے آمادہ کیا کہ ایک دفعہ سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوکر اونسے ملاقات کرو۔ الغرض مجہے سلطان المشائخ کی خدمت مین لے گئے اور مین اول ہی مجلس مین آپکے شرف مکالمہ اور سوال وجواب سے مشرف ہوا اور اوسی وقت حضور کے خادمون مین داخل ہو گیا اور تمام باتون سے ہاتہہ اوٹہا لیا۔ پس جب مین تمہارے والد بزرگوار کی شفقت ومہربانی کی وجہ سے اس دولت کو پہونچا اور حضور سلطان المشائخ کے غلامون کی سلک مین داخل ہوا تو گویا اون کا مسلمان کیا ہوا قرار پایا۔ الغرض جبتک خواجہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ زندہ رہے اون حقوق کی رعایت والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ اور نیز کاتب حروف کے ساتھہ اپنے امکان وقدرت کے مطابق کرتے رہے۔ حق تعالی یہ نیکیان اون سے قبول فرماے۔ آپ ہمت بلند اور حوصلہ فراخ رکہتے تہے اور دفعۃً دنیاوی تعلقات ترک کر دئے تہے۔ آپکا قاعدہ تہا کہ جس شخص کے گہر کہانا بہیجتے خوان طرح طرح کی نعمتون سے آراستہ کرکے بیش بہا اور شفاف برتنون مین بہیجتے اور فرما دیتے کہ یہ خوان مع برتنون کے تمہاری نذر ہین۔ نماز نہایت اطمینان وراحت وتعدیل ارکان اور بہت ہی خشوع وخضوع کے ساتھہ ادا کرتے۔ کاتب حروف نے اس درجہ خشوع وخضوع اور اس ہیئت کے ساتھ نماز پڑہتے کسیکو نہین دیکہا آخر عمر مین چند روز بیمار رہکر انتقال فرما گئے اور سلطان المشائخ کے روضہ کی پائینتی اول رستہ مین دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

منجملہ اونکے مالک دنیا۔ طالب عقبی خواجہ موید الدین کرہ رحمۃ اللہ علیہ ہین جنکا ظاہر صفا سے آراستہ اور باطن وفا سے پیراستہ تہا زہد وتقوی مین معروف اور اعتقاد خوب مین مشہور تہے۔ آپ ابتدا مین دنیاوی کامون مین مصروف تہے امور سلطنت کی بجا آوری کو فرض منصبی سمجہتے اور بادشاہ زادہ معظم کے لقب سے یاد کئے جاتے تہے جس زمانہ مین سلطان علاوالدین کے عہدی کے منصب پر ممتاز تہا اور اوسے شاہ وقت کی طرف سے جاگیر ملی تہی تو خواجہ موید الدین اوسکی پیشی مین نہایت اہم اور عظیم الشان امور کو انجام دیتے۔ چونکہ سعادت ابدی روز ازل سے آپکی قسمت مین لکہی جا چکی تہی لہذا آپ سلطان المشائخ کے غلامون کی سلک مین داخل ہوئے اور بالاختیار دنیاوی تعلقات سے ہاتہہ اوٹہا لیا۔ جب سلطان علاؤالدین تخت شاہی پر جلوہ آرا ہوا اور مستقل طور پر سلطنت کی باگ اوسکے ہاتہہ مین دیگئی تو اوسنے خواجہ موید الدین کو یاد کیا اور جب سنا کہ وہ تارک دنیا ہوگئے ہین اور سلطان المشائخ کے آستانہ پر سر رکہدیا ہے تو اوسنے ایک ایلچی کی زبانی جناب سلطان المشائخ کو پیغام بہیجا کہ مخدوم کرم کیجئے اور خواجہ موید الدین کو اپنی خدمت سے رخصت کر دیجئے تاکہ وہ ہمارے کامون کو سر انجام دے جب بادشاہ کا فرستادہ سلطان المشائخ کے حضور مین پہونچا تو آپنے فرمایا کہ اب خواجہ موید الدین نے ایک اور کام اختیار کیا ہے

اور اوسی کے انجام دہی میں کوشش کر رہا ہے۔ ایلچی جو بادشاہ کا پیغام لایا تہا سلطان المشائخ کا یہ جواب اوسپر نہایت شاق اور گران گذرا اور رنجیدہ آواز میں کہنے لگا کہ مخدوم! آپ تمام لوگوں کو اپنا جیسا کرنا چاہتے ہین۔ سلطان المشائخ نے فرمایا اپنا جیسا کرنا کیا معنے مین تو یہ چاہتا ہون کہ سب لوگ مجہسے برتر و بہتر ہو جائین۔ جب بادشاہ نے سلطان المشائخ کا یہ جواب سنا تو خواجہ مؤید الدین سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ کاتب حروف نے اِن بزرگوار کو دیکہا ہے۔ ایک پیر عزیز۔ دراز قد۔ سپید پوست۔ خوبصورت۔ اور پاکیزہ خصلت تہے۔ آپکا مزار سلطان المشائخ کی پائنتی روضہ مبارک مین حضور کے یارون اور خدمتگارون مین موجود ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔ **منجملہ** اون کے صوفیون کے جمال متقیون کے شرف خواجہ تاج الملۃ والدین رحمۃ اللہ علیہ دادری ہین۔ جو زہد و تقوی کے مجسم تصویر تہے۔ آپ شروع شروع مین دنیا اور اہل دنیا کے ساتہ تعلق رکہتے تہے لیکن جب سعادت ابدی نصیب ہوئی تو آپنے اس ذلت و خواری کو یکلخت ترک کر دیا اور سلطان المشائخ کی دولت ارادت سے مشرف و ممتاز ہوئے۔ سلطان المشائخ کی الفت و محبت آپکے دل مبارک مین اسطرح متمکن اور جاگیر ہوئی کہ تمام دنیاوی تعلقات یکبارگی قطع کر دیئے اور فقر و مجاہدہ اور فاقہ کو اپنی دولت و ثروت جانی شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے **ع** بپائے سرو در افتادہ ام چو لالہ و گل[1] ٭ کہ او شمائلِ قدِ نگار من دارد ٭ ایک اور بزرگ فرماتے ہین **بیت** اے سرو تو شاد م شکلت بفلان ماند ٭ اے گل ز تو خوشنودم تو بوے کسے داری[2] ٭ جناب سلطان المشائخ کی الفت و محبت مین آپکی یہ کیفیت ہو گئی تہی اور محبت کی یہان تک نوبت پہونچگئی تہی کہ جو شخص آپکے سامنے سلطان المشائخ کا نام لیتا تو فوراً آپ کی دونون آنکہون سے آنسوؤنکی ندیان جاری ہو جاتین۔ آپ سماع مین غلو تمام رکہتے تہے اور اسکے ساتہہ ہی سریع البکا تہے یعنے آپکو رونا بہت جلد آتا تہا اور عاشقانہ رقص کیا کرتے تہے جنکہ آپکے ذوق سے حاضرین مجلس کے دلون کو راحت پہونچتی تہی۔ حالت سماع مین بیش قیمت خلعت قوالون کو عنایت کرتے اور عالی ہمتی اور ترک و تجرید کی طرف نسبت رکہتے تہے۔ آخر الامر دیوگیر سے واپس آتے وقت رستہ مین کہتول کے پڑاؤ مین بیمار ہو گئے جب نزع کا وقت ہوا تو آپنے ایک نہایت دلربا تبسم کیا۔ جیسا کہ خواجہ سنائی نے اس واقعہ کو نظم کے پیرایہ مین یون ادا کیا ہے[3] **مثنوی** عاشقی را یکے فسردہ بدید ٭ کو ہمی مرد و خوش ہمی خندید ٭ گفت او را بوقت جان دادن ٭ چیست این خندہ خوش استادن ٭ گفت خوبان چو پردہ برگیرند ٭ عاشقان پیش شان چنین میرند ٭ الغرض جب آپنے دار فنا سے بیت القا...

[1] سرو سے کے قدمون مین مثال لالہ و گل پڑا ہوا ہون کہ وہ میرے نگار سے قد مین مماثلت رکہتا ہے ۱۲ [2] اے سرو مین تجہہ دیکہکر شاد کام ہون کہ تیری شکل (فلانی) کسی سے ملتی ہوئی ہے ۱۲ [3] کسی نے عاشق کو مرتے ہوئے ہنستے دیکہا اور اوس سے پوچہا کہ دم توڑتے ہوئے کہو ہنسا ہو یہ ہنسنے کا ہے اوسنے جواب دیا کہ معشوق جب رخ سے پردہ اُٹہاتے ہین عاشق اسی طرح اونکے سامنے جان سے جاتے ہین ۱۲

خواجہ تاج الدین [illegible] علیہ

[illegible]

کی طرف رحلت کی تو آپ کا جنازہ شہر مین لایا گیا اور سلطان المشائخ کے حظیرہ مین یارون کے چبوترہ مین دفن کیے گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

منجملہ اونکے لطافت طبع مین بے نظیر دنیا کے اہل دلون کے نزدیک پسندیدہ و دلپذیر خواجہ ضیاء الملۃ والدین برنی رحمۃ اللہ علیہ ہین جو خاص و عام مین قبولیت عام رکہتے اور بیحد لطافت بے اندازہ ظرافت کیسا تھہ مشہور تہے جس مجلس مین آپ رونق افروز ہوتے تمام حضار جلسہ آپکی روح افزا لطائف پر کان لگائے رہتے۔ آپ مجمع اللطائف اور جوامع الحکایات تہے اور علما و مشائخ و شعرا کی صحبت سے کافی حصہ رکہتے تہے علاوہ ازین ہمت بلند اور حوصلہ فراخ رکہتے تہے اور یہ نتیجہ اسکا تہا کہ ابتدائی زمانہ سے اپنے والد بزرگوار کی شفقت و مہربانی کی وجہسے جو اپنی ساری خاندان مین ایک نہایت محترم و معزز بزرگ تہے سلطان المشائخ کی سعادت ارادت سے مشرف ہوئے تہے اور اخلاص کا سر آپکے آستانہ مبارک پر رکہا تہا۔ سلطان المشائخ کی الفت و محبت مین غیاث پور مین رہنا اختیار کیا اور آپکے حضور مین مرتبہ قربت تمام و کمال حاصل کیا جیساکہ آپ اپنی کتاب حسرت نامہ مین اسکی کیفیت تحریر فرماتے ہین آخر الامر اسی وجہسے کہ اپنے زمانہ مین فن ندیمی مین نظیر نہین رکہتے تہے۔ سلطان محمد انار اللہ برہانہ کی خدمت مین ایک معزز عہدہ پر ممتاز ہوئے اور دنیائی غدار و مکار بیوفا سے کافی حصہ حاصل کیا۔ جب آپکی عمر شریف ستر سے تجاوز کر گئی تو آپنے گوشہ نشینی اختیار کی اور سلطان فیروز شاہ کی دولت و سلطنت سے آپکا کفاف و ما یحتاج مقرر ہو گیا۔ آپنے حالت عزلت مین بہت ہی مفید و بے نظیر کتابین تصنیف کین۔ جن مین ثنائے محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور صلاۃ کبیر اور عنایت نامہ الٰہی اور مآثر سادات اور تاریخ فیروز شاہی آپکی عمدہ یادگارین اور ذہن رسا کے مفید نتائج ہین۔ انکے علاوہ اور بہی بہت سی کتابین آپنے لکہین اور اونکی تکمیل کی۔ آپ سلطان الشعرا امیر خسرو اور ملک الفضلا امیر حسن کی صحبت مین بہت رہے ہین اور اونکی مجالس سے حسب دلخواہ فائدہ اوٹہایا ہے باوجود ان تمام فضائل اور اوصاف کے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزندون کی محبت آپکے دل مبارک مین اسقدر جہ راسخ ہو گئی تہی کہ جسکی نظیر اوس عہد مین بہت کم پائی جاتی تہی انجام کار آپ چند روز بیمار رہکر دار دنیا سے دار عقبی مین مردانہ و عاشقانہ تشریف لے گئے۔ جسوقت آپ کا انتقال ہوا ہے مکان مین ایک درم بلکہ ایک دانگ نہ تہا بلکہ حالت بیماری مین آپنے تن کے کپڑے تک لوگونکو خیرات کر دیئے تہے آپکی نعش مبارک صرف ایک چادر مین لپیٹی گئی تہی اور نیچے ایک بوریا رکہدیا گیا تہا۔ خلاصہ یہ کہ انجام کار جناب سلطان المشائخ کی صحبت کا اثر بادشاہونکی صحبت پر غالب آیا اور مولانا ضیاء الدین کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ دنیا سے مسکینونکی طرح بالکل ویسے ہی تشریف لے گئے جیسے لیجانا چاہیئے تہا آپ سلطان المشائخ کے حظیرہ کے متصل اپنے والد

خواجه مؤید الدین محمد انصاری

بزرگوار کی پائینتی کی جانب مدفون ہین۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ **منجملہ** اون کے زہد و تقوی کی مجسم تصویر۔ عاشق درگاہ مولی۔ واقف رمز و مصلحت خواجہ مؤید الملۃ والدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ ہین جنہون نے باختیار خود مصلحتا اور دنیاوی امور سے دست برداری کی اور محبت پیر کے ساتھ موافقت برتی۔ اللہ اللہ آپ عجیب و غریب روش رکھتے تھے جسروز سے سلطان المشائخ کے غلامون کی سلک مین داخل ہوئے مرتے دم تک کسی چیز کی طرف مشغول نہین ہوئے اور کسی شخص کی طرف توجہ نہین کی لیکن سادات کرام یعنے کاتب حروف کے چچاؤن کے ساتھ جو سلطان المشائخ کی قرابت کے ساتھ مخصوص تھے بالخصوص جناب سید حسین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ غایت درجہ کا التفات رکھتے تھے اور اونکی محبت کی طرف منسوب تھے آپکو ذوق کامل اور جگر سوز گریہ بہت لاحق رہتا تھا اور اسبارہ مین خصوصیت کے ساتھ یاران اعلی مین مشہور و معروف تھے اور یہ سب اسباب کا نتیجہ تھا کہ آپ حضرت سلطان المشائخ کی نظر خاص کے ساتھ ملحوظ تھے اور حضور کے لباس خاص کے ساتھ مشرف وممتاز تھے۔ خواجہ مؤید الدین فرمایا کرتے تھے کہ میرے یہان کوئی لڑکا پیدا نہ ہوتا تھا۔ چونکہ میری اہلیہ بھی جناب سلطان المشائخ کی سلک ارادت مین داخل ہو چکی تھی اسلیئے ایک دن اوس نے مجھسے کہا کہ سلطان المشائخ کی خدمت اقدس مین اپنا قصہ عرض کرنا چاہیئے اور التماس کرنی چاہیئے کہ میرے گھر مین کوئی فرزند نہین ہوتا ہے اوس زمانہ مین میری اقامتگاہ قصبہ اپری مین سکونت پذیر تھی جب مین نے سلطان المشائخ کی خدمت مین اپنا واقعہ عرض کیا تو حضور نے خواجہ اقبال سے فرمایا کہ ایک روٹی اور تھوڑی سی کھجورین لے آؤ۔ ازان بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس روٹی مین سے ہر روز تھوڑی تھوڑی کھاتے رہو اور یہ اندازہ کرلو کہ جب تم وہان پہونچو تو یہ روٹی تمام ہو جائے اور جسوقت تم مکان پر پہونچو تو یہ کھجورین اوس پاکدامن کو دو تاکہ وہ رغبت اور شوق سے کھائے خدا تعالی تمہین فرزند عطا کرے گا۔ مولانا مؤید الدین فرماتے ہین کہ مین نے ایسا ہی کیا حق تعالی نے اس برکت سے مجھے ایک شائستہ فرزند یعنے مولانا نور الدین محمد مؤید انصاری عنایت فرمایا۔ یہ بزرگوار بیشمار فضائل اور انگنت خصائل کے ساتھ آراستہ تھے۔ الغرض مولانا مؤید الدین انصاری آخر عمر مین چندروز مبتلائے زحمت رہے لیکن یہ بات تعجب کے ساتھ دیکھی جاتی تھی کہ ایام علالت مین فرائض و سنن بلکہ آداب و مستحبات مین کوئی چیز فوت نہین ہوئی یہانتک کہ آپ اس دنیائے غدار سے موںھ موڑکر دار البقا مین تشریف لے گئے اور سلطان المشائخ کے خطیرہ چبوترۂ یاران مین دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا شمس الدین

منجملہ اونکے سوختہ محبت ساختہ مودت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ ہین جو امیر حسن شاعر کے بھلنجے اور جو جناب سلطان المشائخ کے اعلی درجہ کے مریدون مین شمار کیئے جاتے اور آپکی محبت کے ساتھ عام و خاص مین بے نظیر شہرت رکھتے تھے۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ جسوقت یہ عاشق

صادق حضرت سلطان المشائخ کے جماعت خانہ مین نماز کے لیئے حاضر ہوئے تو نماز کی تحریمہ باندھنے وقت جبتک سلطان المشائخ کے جمال مبارک کو نہ دیکھتے تحریمہ نہ باندھتے یعنے جماعت کی صف سے اپنا سر مبارک باہر نکالتے اور سلطان المشائخ کا روئے جہان آرا دیکھکر نیت باندھتے امیر خسرو نے کیا خوب کہا ہے **بیت**[۵۰] در اثنائے نماز اے جان نظر سوئے قامت دارم ٭ مگر از قامتِ خوبت قبول افتد نماز من ٭ خلاصہ کلام یہ کہ جب عاشق صادق مرض محبت مین مبتلا ہوئے اور عشق کی بیماری نے سخت غلبہ کیا سعدی فرماتے ہین **رباعی**[۵۱] ماجرائے دل دیوانہ بگفتم بہ طبیب ٭ کہ ہمہ شب در چشم ست بفکرت بازم ٭ گفت این نوع حکایت کہ تو گفتی سعدی ٭ درد عشق است ندانم کہ چہ درمان سازم ٭ تو چاہا کہ اپنی جان عزیز کو سلطان المشائخ کی محبت مین قربان کرڈالین اسی اثنا مین لوگون نے سلطان المشائخ کو خبر کی کہ اوس سوختۂ محبت نے عزم مصمم کرلیا ہے کہ اپنی عزیز و پیاری جان سلطان المشائخ کی محبت مین فدا کردے۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے۔

بیت

	وقت آنست کہ جان بر سر کویت بازم[۵۲]		خاک درگاہِ تو بر تارکِ سر اندازم	

الغرض سلطان المشائخ نے جو عاشقون کے ماوا و ملجا ہتے ارادہ کیا کہ اوس عاشق جانباز کے درد عشق کے علاج کے لیئے تشریف لیجائین تاکہ حضور کا جمال مبارک اوس کے دل کو تسکین و تسلی بخشے چنانچہ آپ در دولت سے بر آمد ہو کر اودہر تشریف لے گئے اور رسم عیادت ادا کرنے کی غرض سے باہر نکلے ہنوز آپ رستہ ہی مین تہے کہ لوگون نے بیان کیا کہ وہ عزیز جو مرض عشق مین مبتلا تہا دوست کے جمال مبارک کی تاب نہ لایا اور اپنی چاہیتی جان معشوق حقیقی کے تفویض کی سلطان المشائخ نے سنتے ہی فرمایا کہ الحمد للہ دوست دوست کے پاس پہونچا شیخ سعدی خوب فرماتے ہین **رباعی**[۵۳] جان در قدم تو ریخت سعدی ٭ وین منزلت از خدائے میخواست ٭ خواہی کہ دگر حیات یابد ٭ یکبار بگو کہ کشتۂ ماست ٭

منجملہ اونکے زائر الحرمین صاحب النفسین مولانا نظام الملۃ والدین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ہین جو علم و زہد اور تقوی و ورع مین سلطان المشائخ کے اعلی یارون مین مشہور و معروف تہے۔ حضرت سلطان المشائخ کے انتقال کے بعد

---

[۵۰] بحالتِ اثنائی نماز میں اپنی نظر تیرے قد پہ جمائے رکہتا ہون کہ شاید تیرے خوبصورت قد سے میری نماز قبولیت کا جامہ پہنے ۱۲
[۵۱] مین نے اپنے دل کا ماجرا طبیب سے کہا کہ تمام رات فکر و تردد مین میری آنکہین کہلی رہتی ہین اوس نے جواب دیا کہ اے سعدی تو نے جو اس قسم کی حکایت بیان کی ہے یہ درد عشق ہے لیکن مین درد عشق کا علاج کرنا نہین جانتا ۱۲
[۵۲] اب وقت وہ ہے کہ اپنی جان تیرے کوچہ مین فدا کرون اور تیری درگاہ کی خاک اپنے سر پہ ڈالون ۱۲
[۵۳] سعدی نے اپنی جان تیرے قدم پر قربان کی اور وہ یہ مرتبہ خدا سے چاہتا تہا کہ اب اگر تو دوسری بار اوسے زندہ ہونا چاہتا ہے تو ایک دفعہ یون کہدے کہ یہ ہمارا کشتہ ہے ۱۲ ٭ ۱۲ ٭

جب یہ بزرگوار ملک اودہ سے آکر حضور کے خطیرہ میں سکونت پذیر ہوئے ہیں تو کاتب حروف نے انہیں دیکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپکا ظاہر و باطن اہل تصوف کے اوصاف حمیدہ کے ساتھ موصوف تھا اگر مجلس علم مین کوئی علمی مسئلہ چھڑ جاتا تو آپ نہایت عمدہ طور پر موجہ بحث کیا کرتے اور خوش تقریری سے اوس بحث کو تمام کرتے تھے آپ اہل تصوف کی راہ و روش سے خوب واقف تھے اور سماع پر شیفتہ و شیدا تھے یہان تک قوالون کی ایک مختصر سی جماعت آپکے ساتھ ہمیشہ رہا کرتی اور آپ ہر روز ایک وقت سماع سنتے تھے اور ان فضائل خاص کا ثمرہ یہ تھا کہ آپ اون اعلی درجہ کے یارون کی سلک مین داخل تھے جو سلطان المشائخ کی مجلس کے ساتھ ایک طرح کی خصوصیت خاص رکھتے تھے۔ قطع نظر اسکے آپ خاص طور پر جناب سلطان المشائخ کی نظر خاص مین ملحوظ تھے آخر عمر مین چند عرصہ تک شہر مین سکونت رکھی اور مریدان اعلی مین نہایت وقعت و عزت کے ساتھ زندگی بسر کی جب آپنے دار فنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی تو اپنے گہر کے متصل حصار سیری کے اندر مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

منجملہ اونکے صورت عشق۔ مایۂ صدق خواجہ سالار رحمۃ اللہ علیہ ہین جو زہد و ورع اور تقوی و طہارت سے آراستہ تھے اور جنکا دل مبارک سلطان المشائخ کی محبت سے لبریز اور مالا مال تہا۔ ان بزرگوار نے اس دنیائے غدار مین خلق کی صحبت سے جو ایک نہایت قوی اور مہلک آفت ہے ہاتھ اوٹہا کر گوشہ نشینی اختیار کی اور سب طرف سے مونھ موڑ کر ایک گوشہ مین بیٹھ گئے۔ امیر خسرو فرماتے ہین **بیت** اگرچہ گوشۂ غم ناخوش است بر ہمہ لیکن ؛ چو تو خیال منی باغ و بوستان من است آن[1] ؛ اور سارا زمانہ پیر کی محبت پیر کی یاد پیر کی باتون مین بسر کیا اور جو کچھہ غیب سے پہنچا اوسپر قناعت کی اور کسی مخلوق کی طرف کبہی توجہ نہین کی آپ پر ذوق سماع اور جگر سوز گریہ بہت غالب تہا جس شخص کی نظر ان بزرگ کے جمال مبارک پر پڑتی فوراً محبت کا سلسلہ اوسکے دل مین جنبش کرتا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ کے خطیرہ مین سماع ہو رہا تہا اس بزرگوار مین شیخ سعدی کی ذیل کی بیت نے اسقدر اثر کیا کہ بیخود ہوگئے اور سخت محویت طاری ہوئی **بیت** از سر زلف عروسان چمن دست بدار ؛ بسر زلف اگر دست رسد باد صبا را ؛ خواجہ سالار بیشتر اوقات جناب سلطان المشائخ کے خلیفہ مولانا حسام الدین ملتانی کی صحبت مین رہا کرتے تھے اور مولانا کے ہمراہ حضور کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا کرتے آخر عمر مین چند روز بیمار رہکر انتقال فرما گئے۔ رحمۃ اللہ علیہ

ذکر خواجہ سالار

حضرت سلطان المشائخ کے اون بعض یارونکا مجمل ذکر

منجملہ اونکے مولانا فخر الدین میرٹہی ہین جو مشائخ کی صورت و سیرت رکھتے اور زہد و ورع تقوی و پرہیزگاری سے

[1] اگرچہ کنج تنہائی سبکو ناخوش معلوم ہوتی ہے لیکن چونکہ مجھے تیرا خیال ہے میرے نزدیک وہی باغ ہے ۱۲

آراستہ تھے ایک نہایت مسن اور بوڑھے عزیز تھے اور جناب سلطان المشائخ کے مریدان سابق مین اعلی درجہ کے مرید تھے۔
منجملہ اونکے مولانا محمود لنو پیتہ ہین۔ یہ بھی بوڑھے عزیز تھے اور اپنے پیر کی بے انتہا محبت کی وجہسے وطن مالوف اور شہر کو یکبخت ترک کر دیا تھا اور سلطان المشائخ کی محبت مین غیاث پور مین آ بسے تھے۔ کاتب حروف نے ان بزرگ کو دیکھا ہے ایک بوڑھے شخص تھے نورانی دراز قد کہ آپکی اکثر کلمات وحکایات عشق سے لبریز تھے۔ منجملہ اونکے مولانا علاء الدین اندرپتی ہین۔ یہ حضرت نہایت بزرگ تھے اور علوم کا کافی حصہ رکھتے تھے۔ فضائل بے شمار اور خصائل پسندیدہ کے ساتھ موصوف تھے۔ قطع نظر اسکے حافظ کلام ربانی تھے۔ سلطان المشائخ کے اکثر اقربا نے ان ہی بزرگ سے قرآن مجید حفظ کیا۔ کاتب حروف کے اعمام بزرگ اور خود کاتب حروف ان ہی کے شاگرد ہین۔ آپ پر جگر سوز گریہ بہت غالب تھا اور انتہا درجہ کی مشغولی مین مصروف تھے ساری عمر تلاوت قرآن مجید مین بسر کی اور طریقہ اولیا را سعدہ اس دنیائے غدار سے سفر کیا رحمۃ اللہ علیہ۔ منجملہ اونکے مولانا شہاب الملۃ والدین کستوری ہین۔ یہ بزرگ حرمین محترمین کے زائر اور مشغول بحق تھے۔ سلطان المشائخ کے سابق مریدون مین اعلی درجہ کے مرید اور آپکے یارون مین معتبر شخص تھے فضائل ظاہری و باطنی اس قدر رکھتے تھے اور یاد حق مین اسقدر مشغول تھے کہ شیخ نصیر الدین محمود جیسے بزرگ شخص نے آپکو مرید کرنے کی اجازت دی تھی اور یہ ظاہر بات ہے کہ اوس شخص کے دینی فضائل کس حد پر ہوسکتے ہین جسے شیخ کے انتقال کے بعد اوسکا ایک اعلی درجہ کا خلیفہ ایسے اہم اور بھاری کام کی اجازت دے جو حقیقت مین نبوت کی نیابت ہے باوجودیکہ اس کام مین اس قدر دشواریان اور باریکیان ہین جو بیان مین نہین آسکتین۔
منجملہ اونکے مولانا حجۃ الدین ملتانی ہین جو علوم بسیار اور فضائل بے شمار کے ساتھ آراستہ تھے طبقہ خواجگان چشت قدس اللہ ارواحہم کے مشائخ کا شجرہ نہایت فصاحت وبلاغت کے ساتھ عربی زبان مین نظم کیا۔ منجملہ اونکے مولانا بدر الدین تولہ ہین جنہین لوگ فوق بھی کہتے تھے یہ بزرگوار خزانہ علم کے مالک اور فضائل خاص کے سرچشمہ تھے تقوی وورع مین کمال رکھتے تھے منجملہ اونکے مولانا رکن الدین جعفر ہین جو ابتدا سے سماع کے شیفتہ تھے اور اس کام مین آپکو صدق وراستی کمال ذوق وشوق حاصل تھا۔ آپ جمال ولایت پیر کے عاشق اور اونکی محبت مین دیوانہ تھے۔ خوشنویسی اور علم الخط مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ آپنے اکثر معتبر کتابین جیسے کشاف و تفسیر وغیرہ جناب سلطان المشائخ کے لیئے نہایت خوشخط اور عمدہ طور پر لکھین اور خدمت اقدس مین پیش کین۔ کاتب حروف نے اس عاشق صادق کو پایا ہے اور اونکے باطنی ذوق سے کمال وتمام بہرہ حاصل کیا ہے۔ منجملہ اونکے خواجہ عبد الرحمن سارنگپوری ہین جو ذوق ودرد کی مجسم تصویر تھے۔ کاتب حروف نے اس بزرگ کو حالت سماع مین

دیکھا ہے کہ آپکے ذوق سماع اور جگر سوز گریہ نے تمام حاضرین مجلس کے دلون مین اس قدر اثر کردیا کہ کسیکو اپنے آپکے تک کی خبر نہ ہتی۔ **منجملہ** اونکے خواجہ احمد بدایونی ہین جو ترک و تجرید مین بے مثال اور زہد و تقوی مین بے نظیر تہے آپنے مرتے دم تک اپنے لیئے کوئی مسکن نہین بنایا اور اگرچہ اہل و عیال رکہتے تہے لیکن آپنے کبہی اینٹ پر اینٹ نہین رکہی اور خام و پختہ کوئی مکان نہین بنایا اور بجائے در و دیوار اور چہت کے صرف ایک مختصر سی جہوپڑی تیار کی آپ کا طریقہ مشایخ کا سا تہا اور سماع کیوقت کسی طرح سے آپکو قرار نہوتا تہا چنانچہ بارہا دیکہا گیا ہے کہ مجلس سماع مین مستانہ وار گردش کرتے اور ہاتہہ پاؤن مارتے تہے۔ ایکدفعہ اس بزرگ نے کاتب حروف کو بے انتہا بزرگی عنایت فرمائی اور بندہ آپکی علمی مجلس مین مسائل شرعی کی تحقیق کے لیئے حاضر ہوا ہے۔ مین نے عرض کیا کہ حضور خوش ہین فرمایا مجہے تمام و کمال اوسیوقت خوشی حاصل ہوتی ہے کہ پنجوقتہ نماز مین حاضر ہوتا ہون رحمۃ اللہ علیہ۔ **منجملہ** اونکے خواجہ لطیف الدین کہنہ سالی ہین یہ ایک بوڑہے عزیز تہے جو ارادت و بیعت مین اکثر یاران اوسے سابق تہا اور بیشتر اوقات مشغول بحق رہتے تہے۔ شیخ نصیر الدین محمود جیسے بزرگ آپکی تعظیم و تکریم مین بیحد کوشش کرتے تہے رحمۃ اللہ علیہما **منجملہ** اونکے مولانا نجم الدین محبوب عرف شکر خائے تہا نیسری ہین جو اپنے باطنی نور اور اندرونی فراست سے دنیا و آخرت کو دیکہتے تہے۔ زہد تمام اور ورع کمال رکہتے تہے محبت و عشق مین ایک آیت تہے اور یاران اعلی مین اوصاف حمیدہ کے ساتہ موصوف تہے اور علاوہ ان باتون کے اعتقاد پیر مین اپنا نظیر نہ رکہتے تہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ سلطان المشائخ کے روضہ اقدس کے آگے تشریف رکہتے تہے اور کاتب حروف بہی حاضر خدمت تہا کہ آپنے تلوینات محبت اور رموز عشق مین بحث چہیڑ دی اور اوسے نہایت عمدہ طور پر تکمیل کو پہونچایا۔ کاتب حروف نے اپنے حوصلہ ضعیف کے مطابق اون امثال احکامات اور عشق آمیز ابیات درد انگیز اشعار سے جو آپ دلی جذبات اور ذوق و شوق سے فرما رہے تہے اور آپکی اثر صحبت سے محفل مین ایک شور و اضطراب برپا تہا بہت سے نظائر مستنبط کیئے اس حالت مین یہ بزرگ اپنے عشق صادق کی وجہ سے خود ذوق حاصل کر رہے تہے۔ جب یہ مجلس برخاست ہوئی تو آپنے انتہا درجہ کی شفقت و مہربانی سے فرمایا کہ گو تم اس راہ کی قابلیت رکہتے ہو لیکن اوسے عمل مین نہین لاتے اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ اپنی باطنی لیاقت کو عملی طور پر ظاہر کرو۔ خدا تعالی کا شکر ہے کہ کاتب حروف کے دل مین آپکی یہ نصیحت تمام و کمال اثر کر گئی اور حق تعالی سے واثق امید ہے کہ اوس صاحب ذوق کے نفس کی برکت سے عمل مقبول کی توفیق دیگا۔ **منجملہ** اونکے خواجہ شمس الدین دہاری ہین جنہین لوگ اچہی کہتے تہے۔ یہ بزرگ ایک بوڑہے عزیز تہے نورانی۔ اگرچہ ابتدائے حال مین آپ دنیا کی طرف مشغول تہے اور اہل دنیا سے میل جول رکہتے

لیکن جب سعادت ابدی کا ستارہ اوج اقبال پر چمکا تو آپ سلطان المشائخ کے غلاموں کے سلک میں داخل ہوئے اور
حضور کی مجلس اقدس میں نشست و برخاست کرنے کا مرتبہ پایا سلطان المشائخ کے ملفوظات سے آپنے ایک عجیب و غریب کتاب
مرتب کی ایک دفعہ ان بزرگوار نے سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو آنے جانے والوں کے لیئے ایک
مکان تیار کروں فرمایا کہ خواجہ شمس الدین! یہ کام اون مشاغل سے کسی طرح کم نہیں ہے جنسے تم باہر آئے ہوئے ہو۔ ازان
بعد سلطان المشائخ نے آپکو وہ دوات عنایت کی جو آپ کی حضور میں رکھی ہوئی تھی اور اس میں اسطرف اشارہ تھا
کہ جو آپکو آخر عمر میں پیش آیا یعنے لوگوں نے پھر اونہیں دنیاوی اعمال میں مشغول کیا اور ظفر آباد کی جاگیر اون کے
حوالہ کی چنانچہ آپ کا وہیں انتقال ہوا اور وہیں مدفن قرار دیا گیا رحمۃ اللہ علیہ **منجملہ** اونکے مولانا یوسف[13] بدایونی
ہیں۔ یہ بھی ایک بوڑھے عزیز تھے جو علم کامل اور زہد وافر اور ورع رکھتے تھے اور جنکی تعظیم و تکریم میں یاران اعلی
انتہا درجہ کی کوشش کرتے تھے۔ کاتب حروف نے اس بزرگ کو شیخ نصیر الدین محمود کی مجلس میں دیکھا ہے ایک بوڑھے
عزیز تھے نہایت مصفا اور تقریر دلکشار کہتے تھے رحمۃ اللہ علیہ **منجملہ** اونکے مولانا سراج[14] الدین حافظ بدایونی ہیں
جو لطافت طبع اور فضائل خاص اور اعتقاد خوب کے ساتھ موصوف و آراستہ تھے۔ رحمہ اللہ علیہ رحمۃ
واسعۃ۔ **منجملہ** اونکے مولانا قاضی[15] پائلی ہیں جو علم وافی اور فضل کامل رکھتے تھے اور زہد و ورع میں اپنا نظیر نرکھتے
تھے۔ عشق مفرط اور رقص و بکا و ذوق تمام کے ساتھ موصوف تھے۔ **منجملہ** مولانا قوام[16] الدین یکدانہ او دہی ہیں جنکی
روش اور چال چلن بالکل سلف کی روش جیسی تھی ان بزرگ کے حق میں سلطان المشائخ نے فرمایا کہ وہ نیک مرد
اور سعادت اندوز ہے۔ آپنے مولانا شمس الدین یحیی کی خدمت میں کشاف کی قرارت کی تھی اور انتہا درجہ کی مشغولی
اور کمال مرتبہ کی ترک تجرید میں مشغول تھے کبھی کوئی وقت آپ پر ایسا نہیں گذرا کہ اوس میں آپکے پاس کوئی غلام اور دین
ہاتھ بٹانیوالا آدمی ہو اور آپکی خدمت کرے لیکن آخر وقت میں ایک لونڈی آپکو دستیاب ہو گئی جس سے دو اولاد
پیدا ہوئیں اگرچہ یہ لونڈی اپنے آقا کے گہر کا تمام کام کاج کرتی تھی لیکن مولانا قوام الدین اپنے حصہ کا آٹا اپنے ہاتھ سے
پیستے۔ غرضکہ اس قسم کا مجاہدہ و ریاضت جو مولانا موصوف کو حاصل تھی دوسرے کو کم میسر ہوئی رحمۃ اللہ علیہ۔
منجملہ اونکے مولانا برہان[17] الدین ساوی ہیں جو کثرت علم اور نہایت ورع و تقوی کے ساتھ آراستہ تھے باوجودیکہ آپ علمی
بحر میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے لیکن کبھی قلم فتوی ہاتھ میں نہیں لیا گو آپ سب سے آخر سلطان المشائخ کی خدمت میں
پہونچے لیکن حضور کی سعادت بخش نظروں کی برکت سے جملہ اوصاف میں یاران اعلی میں موصوف ہو گئے تھے اور طریقہ
سلف پر سماع کا اتباع کرتے تھے **منجملہ** اونکے خواجہ عبد[18] العزیز بانگر مووی ہیں یہ بزرگوار ایک نہایت بامروت عزیز

جو غایت صلاحیت اور مکارم اخلاق مین اپنا نظیر نہین رکہتے تہے۔ اگرچہ آپ پہلے پہل دنیاوی امور مین مشغول تہے لیکن آخر مین سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور دفعۃً محبت پیر کے طریقہ پر راسخ القدم اور مستقیم ہو گئے منجملہ اونکے مولانا جمال الدین اودہی ہین یہ بہت بڑے دانشمند اور بجد مشغول بحق تہے اور سماع کے عاشق و شیدا آپ کا ظاہر و باطن اہل تصوف کے اوصاف کے ساتہہ موصوف تہا رحمۃ اللہ علیہ کاتب حروف نے اپنے والد اور چچاؤن سے سنا ہے کہ جب مولانا سلطان المشائخ کی قدمبوسی اور بیعت کے شرف سے مشرف ہو کر جماعت خانہ مین تشریف لائے اور جوان صالح کے خطاب سے مخاطب ہوئے تو یہان اکثر یاران دانشمند جیسے مولانا وجیہ الدین پائلی اور دوسرے یار جمع تہے اون ہی ایام مین خراسان کی طرف سے ایک عالم آیا تہا جسے مولانا نجات کہتے تہے وہ بہی اس مجمع مین حاضر تہا۔ یہ شخص بہت سے علماء شہر سے بحث کر چکا تہا اور عین مجلس مناظرہ مین اونہین الزام دے چکا تہا اوسکی زور تقریر اور حاضر جوابی کی ایسی دہوم تہی کہ کسیکو اوس سے معارضہ کرنیکی تاب نہ تہی چنانچہ اس مجلس مین بہی ایک مسئلہ چہڑ گیا اور مولانا جمال الدین اودہی نے بحث شروع کر دی اور انجام کار اوسے یہان تک ملزم کیا کہ کوئی جواب بن نہ آیا اوسوقت مولانا وجیہ الدین پائلی اور دیگر حاضرین مجلس نے کمال انصاف سے داد دی اور سب نے متفقہ الفاظ مین مولانا جمال الدین کو مبارکباد دیکر کہا کہ آپ پر خدا کی رحمت ہو اور آپکے علم مین خدا برکت عنایت کرے۔ آج تم نے اس عزیز کے سر سے رعونت و نخوت دور کی اسی مجلس مین خواجہ اقبال بہی موجود تہے آپنے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ جوان صالح یعنے مولانا جمال الدین بڑے دانشمند عالم ہین سلطان المشائخ نے دریافت فرمایا کہ تمہین کس طرح معلوم ہوا خواجہ اقبال نے عرض کیا کہ اونہون نے مولانا نجات سے گفتگو کی اور ایسے دلائل بیان کئے کہ اوسے بالکل بند کر دیا چنانچہ مولانا وجیہ الدین پائلی اور دیگر حاضرین مجلس نے انصاف کیا اور اونکی تصویب فرمائی یہ سنکر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ خواجہ اقبال! جوان صالح اور یاران مجلس کو بلا لاؤ۔ جب مولانا جمال الدین اور حاضرین مجلس حاضر ہوئے تو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مولانا جمال الدین تمہارے آنے پر خدا کی رحمت ہو کہ تم نے علوم کو بیچا نہین زان بعد قوال طلب کئے گئے اور سلطان المشائخ سماع مین مصروف تہے اسی اثناء مین آپنے مولانا جمال الدین کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا کہ جوان عاشق سماع سنو پہر تو مولانا کی یہ کیفیت تہی کہ جون جون سماع مین ترقی ہوتی جاتی اور قوال گاتے جاتے وون وون آپکو رقت زیادہ ہوتی جاتی تہی اسکے بعد دوبارہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ سماع سنو اس مین تمہین تمام و کمال حظ حاصل ہوگا۔ زان بعد سلطان المشائخ نے مولانا کو اپنے لباس خاص سے مشرف فرمایا سلطان المشائخ کے اس ارشاد کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپکو عجیب و غریب حظ سماع مین حاصل ہوتا تہا۔ آپکے سینۂ مبارک سے عشق کی آگ اس قدر شعلہ زن ہوتی تہی کہ حاضرین

مجلس کے دلون مین ایک فوری درد پیدا ہو جاتا تہا یہ برکت صرف جناب سلطان المشائخ کی سعادت بخش نظر سے حاصل ہوتی ہتی۔ اور اسی وجہ سے مولانا کو اس بارہ مین ہر دن شوق زیادہ ہوتا جاتا تہا۔ ذیل کے اشعار حکیم ثنائی کے ہین جو گذشتہ عاقلون اور باقی ماندہ جاہلون کے بارے مین آپنے نہایت خوبی سے لکھے ہین **قصیدہ**

آن کسانیکہ راہ دین رفتند	چہرہ از ننگ خلق بنہفتند	پختہ از حسرت طلب گل شان	سوختہ ز آتش وفا دل شان
ہرکہ اندر جہان جز ایشان بود	لاجرم زیر حکم ایشان بود	ہمہ رفتند و کام و دولت ماند	ہمہ مردند نام و حشمت ماند
وان گروہے کہ نو رسیدہ ستند	عشوۂ جان و دل خریدہ ستند	سر باغ و دل زمین دارند	کے دل عقل و شرح دین دارند
ہمہ از راہ صدق بیخبر اند	آدمی صورت اند لیک خر اند	مکتب شرع را ندیدہ ہنوز	بدر عقل نارسیدہ ہنوز
ہمہ دیوان آدمی اوبند	ہمہ غولان بہ بے رہی پویند	ماہ رویان و تیرہ ہوش انند	جاہ جویان و دین فروش انند
در سخن چون شتر گسستہ مہار	چون شتر مرغ حملہ آتش خوار	ہیچ نایافتہ ز تقوی بوئے	تہی از آب ماندہ ہمچو سبوئے
	ہمہ جویان کبر و تمکین اند	ہمہ قلب شریعت و دین اند	

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے ؎ ذَهَبَ الَّذِيْنَ يُعَاشُ فِيْ أَكْنَافِهِمْ وَبَقِيْتُ فِيْ خَلْقٍ كَجِلْدِ الْأَجْرَبِ

یعنے جنکی پناہ مین عیش کیا جاتا تہا وہ چل بسے اور مین گندہ اور خارشتی پوست کی طرح خلق مین باقی رہگئی۔

چھٹا باب ارادت اور مرید اور مراد اور مشائخ رحمہم اللہ کی خلافت کے بیان مین

ارادت کی تحقیق مین — مریدان خوب اعتقاد کو واضح ہو کہ شیخ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ سالکون کا ابتدائی کام راہ خدا تعالیٰ مین ارادت ہے اور اس صفت کو ارادت اسلئے کہتے ہین کہ یہ سب کامون مین مقدم ہے سالک اول اول اپنی خاطر کو راست و درست کرتا ہے اور عزیمت و قصد مصمم کرتا ہے پہر فعل کے ساتہ مقرون ہوتا ہے

ترجمہ جن لوگون نے دین کا رستہ طے کیا اونہون نے ننگ خلق سے اپنا چہرہ چھپایا اونکی مٹی حسرت طلب سے پختہ اور دل وفا کی آگ سے سوختہ ہوا اور جب اونکی یہ کیفیت ہتی تو دنیا مین اونکے جس قدر آدمی تہے سب اونکے مطیع فرمان تہے لیکن وہ دنیا سے اوٹھ گئے اور کام و دولت باقی ہی سب یہان سے چلدئے اور حشمت و شوکت چھوڑگئے انکے بعد جو لوگ پیدا ہوئے وہ صرف دل کے عشوہ کے خریدار ہوئے اونکی ساری ہمت زمین و باغ مین مصروف ہوئی اور جب یہان تک نوبت پہونچی تو عقل و دین سب ضائع ہوگئے وہ راہ صدق سے بالکل غافل و بےخبر ہین اور گو آدمی کی صورت مین ہین لیکن حقیقت مین گدہے ہین جنہون نے شرع کا مکتب آنکھہ سے نہین دیکہا۔ اور عقل کے دروازہ تک اونکی رسائی نہین ہوئی سبکے سب دیو خصلت آدمی صورت ہین اور لوگونکے گمراہ کرنے مین غول بیابانی سے کم نہین اگرچہ بظاہر مہ پارہ ہین لیکن باطن مین تیرہ۔ مکدر۔ جاہ و حشمت کے متلاشی اور دین فروش ہین بات کرنے مین شتر بے مہار ہین اور وحشت مین شتر مرغ۔ تقوی کی بو تک اون مین پائی نہین جاتی اور سبوکی طرح پانی سے خالی ہین۔ سب تکبر و تمکنت کے خواہان ہین اور شریعت و دین کے الٹ پلٹ کرنے والے ۱۲

لیکن حقیقت مین ارادت یہ ہے نُہُوضُ الْقَلْبِ فِیْ طَلَبِ الْحَقِّ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ- یعنی خدا تعالی کی طلب مین دل کا راست و درست ہونا- نکتہ مرید کے بیان مین- حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ مرید کی دو قسمین ہین ایک رسمی دوسری حقیقی- رسمی مرید وہ ہے جسے پیر تلقین کرے کہ دیکھی ہوئی چیز کو نادیدہ اور سنی ہوئی بات کو ناشنیدہ اعتقاد کرے اور اہلسنت وجماعت کی روش پر چلے- اور حقیقی مرید وہ ہے جسے پیر تلقین کرے کہ تو ہماری صحبت مین رہ یا ہم تیری صحبت اختیار کرین- یہین حضرت سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ جو کچھ علما زبان سے دعوت کرین مشائخ عمل سے دعوت کرین لیکن شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ مرید کے معنی بلحاظ اشتقاق عین ارادت کے ہین یعنے صاحب ارادت کو مرید کہتے ہین جیسے عالم اوس شخص کو کہتے ہین جو علم رکھتا ہو مگر طریقت مین مرید اوسے کہتے ہین جسکے لیئے ارادت نہو یعنے جبتک کوئی شخص ارادت سے مجرد نہوگا اوسے مرید نہ کہین گے مطلب یہ کہ مرید وہ ہے جو اپنا اختیار عالم باقی مین منحصر کرے اور خدا کی مرضی کے ساتھ موافقت کرے **بیت** ما قلم در سر کشیدیم اختیار خویش را ؎ اختیار آنست کو قسمت کند درویش را ؎ ایک بزرگ کا قول ہے کہ مرید ایسے کہتے ہین جسکا ظاہر خدا کی راہ مین مجاہدے کے ساتھ موصوف ہو اور باطن مکابرات یعنے نفسانی خواہشون سے جھگڑا کرنے کے ساتھ متصف ہو- یہ ضعیف کہتا ہے- **شعر** مرید آنست کز دنیا گریزد ؎ بہر دم با ہوائے خود ستیزد ؎ فریب زیب دنیا را بدان ہیچ ؎ کہ شد چون زلف خوبان پیچ در پیچ ؎ لیکن اس قوم نے مرید ومراد مین فرق بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ مرید مبتدی کو کہتے ہین اور مراد منتہی کو یعنے مرید وہ ہے کہ خداوندی کام مین عین مشقت وسختی مین زندگی بسر کرے اور مراد وہ ہے کہ جسے پیر کسی ایسے کام کی تلقین کرے جسمین چندان مشقت وسختی نہو پس جب یہ ہے تو مرید مستغنی ہوگا اور مراد موقوف ومرفہ- اس لحاظ سے ہمارے نزدیک حضرت موسی علیہ السلام مریدون کا درجہ رکھتے تھے کیونکہ وہ جناب الہی مین عرض کرتے ہین رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ- یعنے خداوندا میرے لیئے میرا سینہ کھول دے اور میرا کام مجھپر آسان کردے اور ہمارے آقا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مراد تھے کیونکہ آپکے بارہ مین ارشاد خداوندی ہوا ہے اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ یعنے اے ہمارے نبی ہم نے تمہارا سینہ کھول دیا- یہی وجہ تھی کہ حضرت موسے علیہ السلام نے جناب الہی مین درخواست کی کہ رَبِّ اَرِنِیْ یعنے خداوندی تو مجھے اپنا دیدار نصیب کر جواب ملا کہ لَنْ تَرٰانِیْ یعنے موسی تو مجھے ہرگز ہرگز نہ دیکھ سکیگا اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب فرمان آیا کہ اَلَمْ تَرَ اِلیٰ رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ یعنے اے محمد کیا تم نے اپنے رب کو نہین دیکھا اور خدا تعالی کا قول کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ سخن طریقت کے لیئے پوشیدگی اور

۱؎ مرید وہ ہے کہ دنیا سے بھاگے اور ہر وقت اپنے نفس امارہ سے جھگڑتا رہے دنیا کی ظاہری زیب زینت کو جو مثل خوبان پیچ در پیچ ہے ہیچ جانے ۱۲

مقصود بہ مطلع کیا گیا ۱۲

مرحقیقت کے واسطے لگا ہوا شت ہے الغرض اب مین اصل قصہ کی طرف رجوع کرتا ہون۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے که ایک شخص پیر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ گناہون سے توبہ کی پیر نے فرمایا کہ دو باتین ہین جن سے آدمی حق تعالی کی طرف پہونچتا ہے۔ ایک تخلیہ ہے۔ اور گناہون سے نفس کو خالی کرنے کو تخلیہ کہتے ہین۔ دوسرے تحلیہ ہے اور نفس کو عبادات کے زیور سے آراستہ کرنے کو تحلیہ کہتے ہین۔ پیر نے یہ بہی فرمایا کہ جب مرید عبادت مین مشغول ہو تو اوسے چار چیزین پیش آتی ہین۔ ایک دنیا۔ دوسرے خلق۔ تیسرے شیطان۔ چوتہے نفس۔ مرید نے پیر کی خدمت مین عرض کیا کہ اوسوقت کیا کرنا چاہیئے۔ پیر نے فرمایا کہ دنیا سے تجرد کر اور خلق سے الگ ہو جا۔ شیطان سے جنگ کر۔ اور اوسوقت پیر کو یاد کر۔ نفس کے گہوڑے کے موہنہ مین تقوی کی لگام ڈال اور ایک گوشہ مین بیٹھ جا مرید نے ایسا ہی کیا اور ایک عرصہ کے بعد آکر کہنے لگا کہ حضور نے جسطرح ارشاد فرمایا تہا مین نے اوسکے موافق عمل درآمد کیا لیکن میرا نفس کہتا ہے کہ تو کمزور و ضعیف ہو جائے گا اور عبادت کے مرتبہ کو نہ پہونچیگا یعنے عبادت الہی کرتے کرتے ضعیف ہو جائیگا اور اوسکی انتہا کو نہ پہونچیگا۔ جا قوت حاصل کر اور اس بے نتیجہ بات کا خیال چہوڑ۔ اوسکے جواب مین پیر نے فرمایا کہ تو توکل اختیار کر نفس تیرا مطیع ہو گا اور اوس مین سکون پیدا ہو جائیگا مرید چلا گیا اور تہوڑے دنون بعد پہر حاضر ہوا عرض کیا کہ حضور اسوقت مجہے وہ حالت پیش آئی ہے کہ گذشتہ باتین یاد آتی ہین کہ فلان جگہ مین نے یہ کیا تہا اور فلان مقام پر یون گیا تہا۔ پیر نے فرمایا کہ تو اپنا کام خدا کے سپرد کر اور جو کچہ کرے اوسی خدا کی طرف سے جان۔ مرید نے ایسا ہی کیا الغرض جب وہ تمام باتین بجالایا تو خدا کی جانب کا دروازہ اوسپر کہلگیا۔ ایک عرصہ کے بعد پہر اوسنے خدمت پیر مین عرض کیا اور اپنا یہ واقعہ سرتاپا بیان کیا۔ پیر نے فرمایا کہ عزیز من اسے فردوس محبت کہتے ہین۔ زان بعد اوسپر ایک اور دروازہ کہل گیا اور اوسنے پہر پیر سے عرض کیا پیر نے فرمایا کہ اسے صحرائے قرب کہتے ہین۔ حضرت سلطان المشائخ جب کسی یار سے بیعت لیتے تو بیعت لیتے وقت فرماتے کہ تجہے اسبات کا اعتقاد کرنا چاہیئے کہ دنیا اور اہل دنیا کو پیدا ہی نہین کیا ہے اور یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مولانا تقی الدین مجنون نے مجہے ایک رقعہ لکہا اور دو شخصون کو میرے پاس روانہ کر کے کہلا بہیجا کہ انہون نے اس ضعیف کے سامنے توبہ کی ہے تم اسے بیعت مین لو مین اونکا رقعہ دیکہکر اور ان دونون شخصون کا بیان سنکر باین خیال متردد و حیران تہا کہ مجہے کیا کرنا چاہیئے کیا ان سے بیعت لون یا نہین کیونکہ بعض مشائخ قدس اللہ اسرارہم العزیز کے نزدیک توبہ اور ارادت ایک چیز ہے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ جب کوئی شخص شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ

سرہ العزیز کی خدمت مین ارادت کی نیت سے آتا تو اول آپ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑہنے کا حکم فرماتے بعدہٗ آمن الرسول پڑہتے اور اسکے بعد شہد اللہ سے ان الدین عند اللہ الاسلام تک پڑہتے پہر فرماتے کہ تو نے اس ضعیف اور اسکے خواجہ اور ہمارے خواجہ خواجگان جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اور خداے تعالی سے عہد کیا کہ ہاتہ پاؤن اور آنکہہ کو نگاہ رکہے گا اور شرع شریف کے طریقہ پر چلیگا اور جب آپ کسیکو خرقہ پہناتے تو یون ارشاد کرتے ولباس التقوی ذالک خیر والعاقبۃ للمتقین یعنے پرہیزگاری کا لباس تمام لباسون مین بہتر ہے اور آخرت کی خوبیان پرہیزگارون کے ساتھ مخصوص ہین۔ نیز آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ ارادت کی چند قسمین ہین بطحائے کعبہ ارادت ہے۔ حرم کعبہ ارادت ہے۔ کعبہ ارادت ہے۔ پہلی قسم یعنے بطحائے کعبہ ارادت یہ ہے کہ کسیکو کسی طرح کی تکلیف نہ دے نہ زبان سے نہ ہاتہ سے اور نہ کسیکو برا کہے نہ کسیکی برائی سنے اپنے ظاہر کو نگاہ رکہے حرم کعبہ ارادت کے یہ معنی ہین کہ حقیقت کی آنکہہ ہذیان مصروف کرکے آنکہہ و زبان اور ہاتہ کی کافی طور پر نگہداشت کرے اور کعبہ ارادت کا یہ مطلب ہے کہ دل حق کی طرف لگائے رکہے اور ہمیشہ ذکر اور تسبیح و تہلیل مین بدل مشغول رہے۔ شیطانی وسوسہ کو خاطر سے دور رکہے۔ سلطان المشائخ نے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہم اغفر للمحلقین قالوا یا رسول اللہ قال والمقصرین یعنے خداوندا اون لوگونکو بخشدے جو سر منڈاتے ہین۔ اسپر صحابہ نے عرض کیا کہ اے رسول خدا اور اون لوگون کے لیئے جو سر کے بال کترواتے ہین ؟ فرمایا خداوندا اون لوگونکو بہی بخشدے جو سر کے بال کترواتے ہین اسکے بعد بعض صحابہ محلوق ہوئے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ اے رسول خدا اگر آپ بہی محلوق ہون یعنے سر منڈوا لین تو سب صحابہ حضور کی متابعت کرین اوسوقت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم محلوق ہوئے۔ جب مضمون حدیث یہان تک فرمایا تو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ کمال نبوت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکہو کہ جس کام کے عمل کی اورون سے درخواست کی پہلے خود عمل مین لائے تاکہ دوسرے لوگ عملی طور پر اوسکا اظہار کرین اور اوسمین آپکی فرمانبرداری کرین۔ ایسے شخص سے یہ بات کیونکر متصور ہوسکتی ہے کہ خود نکرے اور غیر کو کرنے کا حکم دے۔ امیر خسرو نے کیا خوب کہا ہے بیت آن گفت مذکر نکند خلق کہ او را بہ گفتار رسیے یابی و کردار نیابی ؎ یعنے جو واعظ اور نصیحت گو ایسی بات کی لوگون کو نصیحت کرے کہ خود اوسپر عامل نہین ہے تو خلق اوسے کسی شمار مین نہین لاتی۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ سالک ہمیشہ کمال کی طرف متوجہ رہتا ہے یعنے وہ جبتک سلوک مین ہے کمالیت کا امیدوار ہے۔ ازان بعد فرمایا کہ ایک تو سالک ہوتا ہے ایک واقف۔ ایک راجع رستہ کے طے کرنے والے کو سالک کہتے ہین

اور واقف اوسے کہتے ہین جو اس محل مین وقفہ کرے اسپر حاضرین نے دریافت کیا کہ حضرت سالک کو وقفہ ہوتا ہے فرمایا ہان۔ جسوقت سالک کی راہ طاعت مین فتور پڑتا ہے یہان تک کہ طاعت کا ذوق بالکلیہ زائل نہین ہوتا بلکہ کچھ باقی رہتا ہے تو اس حالت مین اوسے وقفہ حاصل ہوتا ہے پہر اگر اوس نے بہت جلد اسکا تدارک کر لیا اور انابت و توبہ سے قرین ہوگیا تو سلوک کا مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے اور اگر نعوذ باللہ اسی حالت مین رہا اور توبہ و انابت کی طرف جلد متوجہ نہ ہوا تو خوف ہے کہ وہ راجع ہوجائے۔ ازان بعد سلطان المشائخ نے اس راہ کی سات مضمون بیان فرمائین۔ اعراض۔ حجاب۔ تفاصل۔ سلب مزید۔ سلب قدیم۔ تسلی۔ عداوت۔ اسکے بعد آپنے ان ساتون مضمون کی تفصیل فرمائی اور ارشاد کیا کہ اسے یون سمجھنا چاہیئے کہ دو دوست ہین۔ ایک عاشق۔ دوسرا معشوق۔ باہم ایکدوسرے کی محبت مین مستغرق۔ اس اثنا مین اگر عاشق سے کوئی حرکت ظہور مین آئے کہ معشوق کی طبیعت کے مخالف ہو یا کوئی ایسی لغزش وجود مین آئے جو دوست کو ناپسندیدہ ہو تو وہ دوست اس سے اعراض کرے گا یعنے موںھہ پہیر لیگا پس عاشق کو واجب ہے کہ فورًا اوس لغزش کی معافی مین مشغول ہو اور دوست کے سامنے معذرت کرے ایسا کرے گا تو دوست فورًا راضی ہوجائے گا اور وہ تہوڑا سا اعراض جو اوسے حاصل ہوا تہا نیست و نابود ہوجائیگا۔ اور اگر عاشق اس خطا پر اصرار کرے گا اور ہٹ سے پیش آئیگا معذرت بہی نکریگا تو وہ اعراض حجاب کی طرف منتقل ہوجائیگا اور معشوق اپنے اور اوسکے درمیان آڑ کر لیگا۔ سلطان المشائخ حجاب کی تمثیل بیان کرتے کرتے جب یہان تک پہونچے تو آپنے دست مبارک اونچا کیا اور آستین موںھہ پر رکہکر فرمایا کہ عاشق و معشوق مین اس طرح حجاب واقع ہوجاتا ہے پس عاشق کو واجب و لازم ہے کہ فورًا معذرت کرے اور توبہ کی طرف جہک پڑے کیونکہ اگر وہ اسبارے مین سستی کرے گا تو وہ حجاب تفاصل یعنے باہمی جدائی سے بدل جائیگا اور دوست اوس سے جدائی اختیار کرے گا اول تو خفیف سا اعراض ہی تہا جب معذرت نہ کی حجاب ہوگیا اور جب اسپر ہٹ کی اور عذر نکیا تو دونون مین مفارقت و جدائی ہوگئی پہر اگر اسوقت بہی عاشق اپنے ان جرمون کی بخشش نہ چاہے گا تو اوسے سلب مزید حاصل ہوگا۔ یعنے جو برکت اوسے اوراد اور ذوق طاعت وغیرہ مین میسر تہی اوس سے چہین لی جائے گی۔ اگر یہ شخص اب بہی اپنی کرتوت پر نادم نہوگا اور معذرت نکرے گا اور اوسی بطالت پر ہمیشگی کرے گا تو سلب قدیم حاصل ہوگا۔ وہ طاعت وراحت جو مزید سے زیادہ رکہتا تہا وہ بہی چہین لی جائے گی اگر اسوقت بہی توبہ مین قصور ہوا تو اب تسلی کا مرتبہ ہے یعنے اوسکی جدائی سے دوست کا دل آرام پاتا اور آسودہ ہوتا ہے۔ اگر عاشق نے اسپر بہی تاخیر کی اور اپنی کرتوتون کا تدارک نہین کیا تو

اب عبادت کا مرتبہ آگیا یعنے دوست اوسکا دشمن اور قوی دشمن ہو جائیگا۔ نعوذ باللہ منہا۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ سے لوگون نے دریافت کیا کہ وہ کون سی بات ہے جس سے مرید کو قیامت کے روز مشائخ کے حضور مین ندامت و شرمندگی نہ اوٹھانی پڑے اور اوسے کیا کرنا چاہیئے جس سے یہ بات پیش نہ آئے ممکن ہے کہ یہ نعمت سلطان المشائخ کی تعلیم و بندگی کی مدد سے حاصل ہو فرمایا سالک کو اثناء سلوک مین بہت سے ایسے حالات پیش آتے ہین جو اوسکے حاکم وقت ہوتے ہین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایکدفعہ شیخ محمد اجل سنزی کی خدمت مین ایک شخص آکر مرید ہوا اور اسباق کا منتظر ہوا کہ خواجہ کیا ارشاد فرماتے ہین۔ انجام کار شیخ نے فرمایا کہ عزیز من جو چیز اپنے لیئے دوست نہین رکہتا ہے اوسے دوسرے کے لیئے بہی دوست نرکہہ اور جو بات اپنے لیئے چاہتا ہے وہی دوسرے کے لیئے بہی چاہ۔ یہ سنکر مرید چلا گیا۔ اور چند روز کے بعد پہر خدمت شیخ مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ جس روز مین بیعت کے شرف سے مشرف ہوا تہا تو اسباق کا منتظر تہا کہ خواجہ مجہے کسی ورد و وظیفہ کا حکم فرماینگے لیکن حضور نے کچہہ ارشاد نہین فرمایا۔ خواجہ نے فرمایا کہ اوس دن مین نے تجہے کس چیز کی مشق کرنے کا حکم دیا تہا۔ مرید تحیر انگیز گفتگو سے ہکا بکا ہوگیا۔ اور کوئی جواب نہین دیا۔ اسپر خواجہ نے تبسم کرکے فرمایا کہ اوس دن مین نے تجہے اسباق کا حکم دیا تہا کہ جو چیز اپنے لیئے پسند نہین کرتا ہے اوسے دوسرے کے لیئے پسند نکر اور جو بات اپنے لیئے چاہتا ہے وہی دوسرے کے لیئے چاہ۔ جب تو نے پہلے ہی بسم اللہ غلط کی اور اول تختی درست نہ کی تو دوسرا سبق تجہے کیونکر دون۔

سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک شخص کسی پیر کی خدمت مین حاضر ہوکر مرید ہوا شیخ نے اوسے حکم کیا کہ دو کام نکیجیو۔ ایک دعوئے خدائی۔ دوسرے دعوئے پیغمبری۔ شیخ کی یہ گفتگو سنکر مرید حیران ہوگیا کہ یہ کیا فرماتے ہین جب کوئی بات اوسکی سمجہہ مین نہین آئی تو شیخ سے اوسکی تفسیر طلب کی فرمایا دعوئے خدائی کا یہ مطلب ہے کہ سارے کام اپنی مراد کے مطابق طلب کرے اور دعوئے پیغمبری کے یہ معنی ہین کہ تو یون چاہے کہ ساری مخلوق تیری خواہان ہو اور تجہے بدل دوست رکہے سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ مرید کو چاہیئے کہ کسیوقت کسی شخص کی امانت قبول نکرے جس زمانے مین مین ارادت کے شرف سے مشرف ہوا تہا ایک شخص میرے پاس امانت لایا اور مینے اوسکے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اسپر اوسنے کہا مین جو امانت لایا ہون صرف ایک رات آپکی دہلیز مین رکہنا چاہتا ہون لیکن مین اسپر راضی نہین ہوا۔ آپنے یہ بہی فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسیکی امانت قبول کرے وہ میرا مرید نہین ہے۔ سلطان المشائخ سے لوگون نے پوچہا کہ باپ اپنے فرزندون کو مرید کرسکتا ہے اور یہ بات اوسے لائق ہے کہ نہین۔ فرمایا۔ اسبارہ

مشائخ کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ باپ اپنے فرزندونکو مرید کرسکتا ہے اور یہ اوسے جائز ہے چنانچہ خواجگان چشت نے اپنے فرزندون سے بیعت لی ہے اور اونہین اپنا مقام و مرتبہ عنایت کیا ہے۔ آپ یہہی فرماتے تھے کہ باپ کے شیخ ہونے مین اور فرزندون کے مرید ہونے مین کسیکو اختلاف نہین ہے البتہ اس مین مشائخ کا اختلاف ہے کہ فرزند شیخ اور باپ مرید ہو۔ ایکدن سلطان المشائخ کی خدمت مین ایک مسافر آیا آپنے اوس سے دریافت کیا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے سجادہ پر اون کے فرزندون مین سے کوئی متمکن ہے مسافر درویش نے عرض کیا کہ ہان لڑکے کا نواسہ اونکے سجادہ پر موجود ہے لیکن اوسکی حالت اور عمل دگرگونہ ہے اوس شہر کے تمام اوقاف اوسکے قبضہ مین ہین۔ لعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا۔ مین سنتا ہون کہ وہ منصب احتساب پر بہی مامور ہے۔ مسافر نے جواب دیا کہ جی ہان۔ سلطان المشائخ نے سر ہلایا اور فرمایا کہ اَبْنُ النَّجِیْبُ لَایَنْجَبُ وَاِنْ یَّنْجَبَ فَعَجَبٌ۔ یعنے اول تو بزرگ اور نجیب آدمی کا فرزند نجیب و بزرگ ہوتا نہین اور ہوتا ہے تو بڑے تعجب کی بات ہے۔ زان لعد آپنے فرمایا کہ ایک بزرگ نے اس قصہ کی حکمت یون بیان کی ہے کہ خدا تعالی اپنی قدرت کے کرشمے اور صنعت عجیب کے نمونے مخلوق کو اسلیئے دکہاتا ہے کہ بندہ اپنے عجز کا اعتراف کرے اور خوب سمجہ لے کہ مین محض بے اختیار ہون۔ دیکہو جب تم مقام شیخی مین ہوتے ہو تو لوگون کی تکمیل مین انتہا درجہ کی کوشش کرتے ہو اور بہتون کو کامل بنا دیتے ہو لیکن اگر یہ بات تمہارے اختیار ہوتی تو اپنے فرزندون کو جو تمہارے نزدیک سب سے بہتر و اولیٰ تر ہین کامل بنا دیتے اور یہ تاثیر اون مین ضرور اثر کرتی تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ یعنے خداوندا تو ہی جسے چاہے عزت دیتا اور جسے چاہتا ذلیل کرتا ہے اور تو ہی زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ سلطان المشائخ یہہی فرماتے تہے کہ بعضے کہتے ہین ہمین خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات نصیب ہوئی ہے اور اون سے ہمارا پیوند ہے یہ بات اگرچہ ممکن ہے۔ مگر مشائخ اسے پسند نہین کرتے۔ اسی اثناء مین آپنے یہہی فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کا ایک فرزند تہا سب فرزندون سے عمر مین بڑا اور علم و فضل مین بزرگ۔ اوسنے شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز کے مزار مبارک سے بیعت کی اور محلوق ہوا۔ جب یہ خبر شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کو ہوئی تو آپنے فرمایا اگرچہ شیخ الاسلام قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز ہمارے خواجہ اور مخدوم ہین لیکن اسطرح کی بیعت جائز نہین ہے بیعت وہ ہے کہ کسی ایسے شیخ کے ہاتہ مین ہاتہ دے جو ظاہر مین زندہ ہو۔ مولانا سراج الدین حافظ بداؤنی نے سلطان المشائخ سے سوال کیا کہ مَنْ لَیْسَ لَہٗ شَیْخٌ فَشَیْخُہٗ اِبْلِیْسُ۔ حدیث ہے (یعنے جسکا کوئی پیر نہین ہوتا اوسکا رہنما ابلیس لعین ہوتا ہے) سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ حدیث نہین ہے البتہ مشائخ کا قول

زان بعد آپ نے ایک درویش کا ذکر کیا کہ جب وہ کسی ایسے شخص کو دیکھتا تھا کہ کسی سے پیوند اور تعلق نہین رکھتا تو کہتا کہ یہ کسی کے پلے مین نہین بیٹھا ہے۔ راوی نے یہ حکایت عرض کر کے کہا کہ کیا اسکا یہ مطلب ہے کہ وہ کوئی وزن و وقعت نہین رکھتا ہے فرمایا یہ مطلب نہین ہے بلکہ اسکے یہ معنی ہین کہ جو شخص کسی شیخ سے پیوند کرتا ہے تو اسکے بعد سے جو عمل کرتا ہے قیامت کے روز وہ اوسکے پیر کے پلڑہ مین رکھین گے یہین سے لوگ کہتے ہین کہ فلان شخص کسیکے پلہ مین نہین بیٹھا ہے یعنے پیر نہین رکھتا ہے نکتہ اس بیان مین کہ اول ایک پیر اور مشائخ سے بیعت کرین پھر دوسرے مشائخ اور پیر سے بیعت کرین۔ سلطان المشائخ نے فرمایا بعض درویش پہلے ایک پیر سے بیعت کر لیتے ہین لیکن اوسی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ دوسرے پیر کے پاس جاتے اور اوس سے بیعت کرتے اور خرقہ بھی پہنتے ہین۔ میرے نزدیک تو یہ کوئی بات نہوئی کیونکہ مرید کو خدا تعالی کی محبت اپنے پیر کی محبت کے اندازہ پر ہوتی ہے اور جب یہ ہے تو جو شخص دو پیرون سے بیعت کرے گا اور دو پیر کے خرقے لیگا تو پھر یہ بات کیونکر حاصل ہوگی بیعت وہی معتبر ہے جو اول مرتبہ کسی شخص سے کی ہے اگرچہ وہ پیر مشائخ مین ادنی درجہ رکھتا ہو اور اون ہی مین کا ہو آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز بارہا فرمایا کرتے تھے کہ آدمی ہر بابی اور ہر دری نہ ہونا چاہئے بلکہ ایک دروازہ کو پکڑنا اور نہایت استحکامی اور مضبوطی سے پکڑنا واجب ہے چنانچہ آپ اپنے مریدون کو سب سے اول یہ نصیحت فرماتے اور نہایت زور کے ساتھ اس مضمون کو بیان کرتے اسی اثنا مین حاضرین نے سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ شیخ حسین منصور حلاج کا کیا حکم ہے فرمایا کہ اونکا حکم مردود ہے۔ اصل مین وہ خیر نساج کے مرید تھے لیکن بعدہ اونہین چھوڑ کر جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور بیعت کی درخواست کی جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چونکہ تم خیر نساج کے مرید ہو اس لیئے مین تمہاری بیعت نہین لیتا غرضکہ خواجہ جنید نے اونکی اس درخواست کو رد کر دیا اور چونکہ آپ مقتدائے وقت اور شیخ زمان تھے اسلیئے آپکا اونکی اس درخواست کو رد کرنا گویا سب کا رد کرنا تھا۔ مین نے خاص سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی ہے فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ اِنَّا رَاَیْنَا الْمَشَائِخَ اِسْتَفَادُوْا عَنْ غَیْرِ شَیْخٍ وَّاحِدٍ کَاَبِیْ عُثْمَانَ فَاِنَّہٗ کَانَ مُتَمَسِّکًا بِمُتَابَعَۃِ یَحْیَی الرَّازِیْ وَبَعْدَہٗ رَغِبَ فِیْ صُحْبَۃِ شَاہِ الْکِرْمَانِیْ ثُمَّ تَبِعَ الشَّیْخَ اَبَا حَفْصِ الْحَدَّادِ وَبَلَغَ مَبْلَغَ الرِّجَالِ وَاَنْتَ فَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا اِعْلَمْ اَنَّ تَعَلُّقَ الْاِرَادَۃِ تَعَلُّقٌ لَا یَشْتَرِکُ فِیْہِ غَیْرُہٗ وَتَعَلُّقُ الرُّبُوْبِیَّۃِ تَعَلُّقٌ یَشْتَرِکُ فِیْہِ غَیْرُہٗ فَاِنَّہٗ یُمْکِنُ اَنْ یُّرَبِّیَ الصَّغِیْرَ الْوَالِدَیْنِ فِیْہِ الصِّفَۃُ الْمَطْہَرُ اِلَّا اَنْ یَّمُوْتَ الشَّیْخُ کَمَا کَانَ حَالُ الشَّیْخِ اَبِی النَّجِیْبِ السُّہْرَوَرْدِیْ لَمَّا مَاتَ شَیْخُہٗ اُحْوِجَ الْفَقِیْرُ اِلَی الْاِسْتِفَادِ بِاَشَارَتِہٖ عَنِ الشَّیْخِ حَمَّادِ الدَّبَّاسِ یعنے اگر کوئی کہنے والا کہے کہ ہم نے

مشائخ کو دیکہا ہے کہ اونہون نے علاوہ ایک پیر کے بہت سے مشائخ سے فائدہ اوٹہایا ہے جیسے شیخ ابوعثمان کہ وہ اول اول یحیی رازی کی پیروی کرتے اور اونکے طریقہ سے تمسک کرتے تہے لیکن پہر شاہ کرمانی کی صحبت مین راغب ہوئے اور اسپر بہی اکتفا نہین کیا بلکہ ابوحفص حداد کی پیروی کی اور مردان راہ خدا کے مرتبہ کو پہونچگئے اور تم نے اس طریقہ کے وسیع دائرہ کو تنگ کردیا ہے سو واضح رہے کہ ارادت کا علاقہ ایک ایسا علاقہ ہے جسمین اوسکا غیر شریک نہین ہوسکتا ہان تربیت و پرورش کا ایسا علاقہ ہے جسمین اوسکا غیر شریک ہوسکتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک بچہ کی پرورش اوسکے مان باپ کے علاوہ کسی اور کے ہاتہہ تکمیل کے مرتبہ کو پہونچ جائے مثلاً اوسے دایہ پال لے۔ لیکن ہان جب پہلا شیخ انتقال کرجائے تو مرید کو دوسرے پیر کی طرف رجوع کرنا جائز ہے جیسے شیخ ابوالنجیب سہروردی اپنے شیخ احمد غزالی کے انتقال کے بعد اونکے شاہزادے شیخ حماد دباس سے مستفید ہوئے۔ **نکتہ** توبہ اور اوسپر مستقیم رہنے کے ذکر مین۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ سالک کو چاہئیے کہ جب راہ سلوک مین قدم رکہے تو اول توبہ کرے۔ توبہ کی دو قسمین ہین ایک عوام کی توبہ دوسری خواص کی توبہ عوام کی توبہ یہ ہے کہ گناہون پر ندامت و پشیمانی اوٹہائے اور آئندہ گناہ نکرنے کا قصد مصمم کرے۔ اور خواص کی توبہ یہ ہے کہ خداتعالی کے علاوہ ہر چیز سے قطع تعلق کرنے کا عزم ہو۔ سالک کو چاہئیے کہ جب توبہ کرے تو اوسپر استقامت کرے کیونکہ یہ رستہ اوسیوقت طے ہوسکتا ہے کہ جب اوس مین استقامت ہو اور طلب جاہ و کرامت نہو پہر اس استقامت کو چاہئیے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت واقتدا مین ہو اور کوئی مستحب و آداب سالک سے فوت نہو خواجہ عطار فرماتے ہین **بیت** جاویدہ در متابعت مصطفی گزین * تا نور شرع او شود بزتو مقتدا * یعنے مصطفی کی متابعت ہمیشگی اختیار کر تاکہ اوسکا نور شرع تیرا مقتدا ہو۔ اور جو دعا کہ استقامت توبہ کے لیئے آئی ہے اس کتاب کے اوس باب مین منقول ہے جہان ماثورہ دعاؤن کا نکتہ ذکر کیا گیا ہے۔ الغرض جب کوئی شخص توبہ کرلیتا ہے تو جو کچہہ اس سے پیشتر اوس سے ظہور مین آچکا ہے وہ اوسپر ماخوذ نہین ہوتا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ جو شخص شراب سے توبہ کرتا ہے تو اوسکے سابق کے ہمنشین و ہمصحبت اوسکی مزاحمت کرتے اور ہر بار شراب پیتے اور اوس مقام کیطرف رغبت دلاتے اور طلب کرتے ہین جہان اوسنے اس سے ذوق حاصل کیا ہے اور وہ اسبارہ مین کوشش کرتے ہین کہ یہ شخص پہر شراب کا ہمارا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو لیکن اسبات کا اوسیوقت وجود ہوتا ہے جبکہ اسکے دل مین کچہہ نکچہہ شراب نوشی کی ہوس باقی رہتی ہے کیونکہ جب وہ اپنے دل کو اس اندیشہ سے بالکل پاک صاف کرلیتا ہے تو پہر کوئی ہمنشین اور حریف اوسکی مزاحمت نہین کرسکتا۔ اوسکی صدق توبہ کی دلیل یہی ہے کہ جو لوگ ہنوز گناہ کرتے ہین اوسکے ہمنشین و حریف ہے اونکی رغبت اسکی طرف بالکل مائل نرہے زان بعد آپنے فرمایا کہ لوگونکی زبان پر کسیکی معصیت کا ذکر اوسیوقت تک جاری رہتا ہے

جبتک اوسکے ذہن فسق وگناہ کا اثر باقی رہتا ہے لیکن جب تائب اپنے دل کو گناہ اور ناشائستہ باتون سے بالکل پھیر دیتا ہے تو پھر اوس جرم اور گناہ کو کبھی یاد نہین کرتا۔ یہ سب باتین استقامت توبہ کی دلیلین ہین یعنے ان تمام باتون سے معلوم ہو سکتا ہے کہ تائب اپنی توبہ پر مستقیم ہے اب اوسے کوئی گناہ اور معصیت کی طرف مائل کر سکتا ہے نہ فسق کے ساتھ اوسکا نام زبان پر لا سکتا ہے۔ زان بعد فرمایا کہ جو شخص کسی شیخ کا ہاتھ پکڑتا اور بیعت کرتا ہے وہ حقیقت مین خدا تعالی سے عہد کرتا ہے چاہیئے کہ اوسپر ثابت قدم رہے اور اگر اوسے اسپر ثبات و دوام میسر نہین ہے کہ کسی سے بیعت نکرے بلکہ جیسا تھا ویسا ہی رہے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص توبہ کرے اور اس سے پیشتر کسیکے ساتھ برائی سے پیش آیا تو چاہیئے کہ اوسکے پاس جاکر معذرت کرے اور معافی چاہے اور جسطرح ممکن ہو اوسے خوش کرے اور اگر وہ شخص فوت ہو گیا ہے تو اسے لازم ہے کہ جس قدر اوسے برا کہا تھا اور بدی سے پیش آیا تھا اوسیقدر مرنیکے بعد اوسے نیکی سے یاد کرے۔ اور بھلائی کیسے پیش آئے۔ اگر اسنے کسیکو ناحق قتل کیا ہے اور مقتول کا کوئی ولی موجود نہین ہے جسکے تفویض مین خونبہا کرے تو اسے ایک بردہ آزاد کرنا چاہیئے گویا بردہ آزاد کرنا ایک مردہ کا زندہ کرنا ہے۔ اور اگر کسیکی منکوحہ یا مملوکہ سے زنا کیا ہے تو اوسکے پاس جاکر عذر کرے اور حق معاف کرائے لیکن جب وہان تک پہونچ نہ سکے اور عذر و معذرت نہ کر سکے تو خدا سے معافی کی التجا کرے۔ جب کوئی شراب خوار توبہ کرے تو لطیف و خوشگوار شربت اور پانی لوگون کو پلائے۔ زان بعد آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اوسکا مونہہ معصیت کی طرف اور پیٹھ حق تعالی کی جانب ہوتی ہے پس جسوقت تائب ہو تو چاہیئے کہ مونھ خدا تعالی کی طرف اور پیٹھ معصیت کی طرف ہو۔ پھر آپنے فرمایا کہ تائب کو طاعت خداوندی مین پورا پورا ذوق و شوق حاصل ہونا چاہیئے اور جو شخص توبہ کے بعد ہی معصیت کی طرف رجوع کرتا ہے اور معاذا بعد گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ نور طاعت کا ذوق نہین پاتا ہے۔ آپنے یہ بھی فرمایا کہ توبہ و انابت جوانی کی حالت مین بہتر ہوتی ہے ورنہ حالت پیری مین توبہ نکرے گا تو کیا کرے گا۔ اسکے بعد آپنے یہ دو بیتین زبان مبارک پر جاری کین۔ **نظم** چون پیر شوی بر سر انجام آئی [1] سر کار خود بنا کام آئی [1] سازی روی حق را ز تیرہ رائے [1] معشوقہ روز بے نوائی [1] بعدہ فرمایا کہ خدا تعالی بندہ سے اوسکی جوانی کی بابت بھی سوال کرے گا۔ یُسْئَلُ الْمَرْءُ مِنْ شَبَابِہٖ۔ حکیم ثنائی جوانی و بڑہاپے کے بارہ مین کیا خوب فرماتے ہین۔ **مثنوی**

راکعم کرد روزگار حسود [2]	از پس این رکوع چیست سجود [2]

[1] جب تو بوڑھا ہوا اور برائیون کا خاتمہ ہو گیا تو ناچار اپنے کام کی طرف رجوع کرنا پڑا اسوقت تو اپنی تیرہ رائی سے حق تعالی کی طرف متوجہ ہوگا اور محتاجی کے زمانہ مین معشوقہ سے ملے گا۔

[2] مجھے حاسد زمانہ نے راکع کیا ورنہ مین نہین جانتا تھا کہ رکوع و سجود کیا چیز ہے۔

تاجوانی مددگہ مابن بود	جوی عمرم پرآب روشن بود	خوش خوش از من جہان نہرل مجاز	عاریہ تہا ہمہ ستاند باز
پنبہ از گوش کرد بیرون مرگ	کہ بسازی برای رفتن برگ	دل ازین عمر مختصر برگیر	گر چنین عمر کس نگردد پیر
مرد پیر از لقای جانان شد	با چنین عمر پیر نتوان شد	ہست پیراند ولایت دین است	آنکہ گویند پیر پیران است
سیرم از عمر و زندگانی خویش	مے نگیرم براین جوانی خویش	این حیاتم مرا ملال آمد	زندگانی مرا وبال آمد

اب مین پہر توبہ کی طرف رجوع کرتا ہون۔ سلطان المشایخ فرماتے تہے کہ توبہ کی تین قسمین ہین اور ان ہی پر توبہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایک توبہ حال دوسرے ماضی تیسرے مستقبل۔ توبہ حال کے یہ معنی ہین کہ جو کچہ پہلے کر چکا ہے اوس سے پشیمان ہو ندامت اوٹہائے اور توبہ ماضی یہ ہے کہ اپنے دشمنون اور مدعیون کو راضی کرے مثلاً اگر کسی نے کسیکے دس درم غصب کیئے ہین اور زبان سے توبہ توبہ کرتا ہے تو یہ توبہ کسی کام کی نہین ہے۔ توبہ یہ ہے کہ اوسے دس درم واپس کر کے راضی کرے۔ توبہ مستقبل کے یہ معنی ہین کہ آئندہ گناہ نکرنے پر عزم بالجزم کرے پہر آپنے فرمایا کہ جب مین شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کی خدمت مین حاضر ہوا اور توبہ و انابت کی تو بار بار آپکی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ مدعیون اور صاحب حقوق کو راضی کرنا چاہیئے چونکہ آپ اسبارے مین زیادہ مبالغہ کرتے تہے لہذا مجہے یاد آیا کہ مجہے ایک شخص کے بیس جیتل دینے ہین اور ایک شخص سے مین نے ایک کتاب مستعار لی تہی جو میرے پاس سے جاتی رہی چونکہ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر نور اللہ مرقدہ دشمنون اور صاحب حقوق کے راضی کرنے مین بہت کچہ تاکید فرماتے تہے مجہے معلوم ہو گیا کہ مخدوم مکاشف عالم ہین۔ مینے فوراً دل مین نیت کر لی کہ اسمرتبہ دہلی مین جاکر اون کو راضی کرونگا چنانچہ جب دہلی مین آیا تو جس شخص کے مجہے بیس جیتل دینے تہے وہ بزاز تہا اور مین نے اوس سے کپڑا لیا تہا دہلی مین پہونچکر مجہے کوئی ایسا موقع نہین ملا کہ ایکبار بیس جیتل میرے پاس موجود ہون اور مین اوسے پہونچا دون کیونکہ معاش کا دائرہ بہت تنگ تہا اور گذر اوقات بہت مشکل سے ہوتی تہی کبہی پانچ جیتل میسر ہو گئے۔ گاہے دس۔ آخر کار ایکدفعہ دس جیتل ہاتہ لگ گئے مین اونہین لیکر بزاز کے دروازے پر پہونچا آواز دی تو وہ گہر سے نکلا۔ مینے اوس سے کہا کہ تیرے بیس جیتل مجہے دینے ہین چونکہ مجہے میسر نہین کہ ایکدفعہ بیس جیتل ادا کرون لہذا اسوقت دس جیتل لایا ہون انہیں لیلے باقی انشاء اللہ بہت جلد ادا کر دونگا۔ اوس شخص نے یہہ سنکر کہا بیشک جہان سے تم آئے ہو وہان سے مجہے بہی

لہ جب تک جوانی میری مددگار رہی میری عمر کی ندی لبریز اور روشن تہی مین اسپر نازان تہا کہ زمانہ مجہسے عاریت لیگا لیکن موت نے اس غفلت کی روئی نکال کر متنبہ کیا کہ سفر آخرت طے کرنے کے لیئے سامان مہیا کرنا چاہیئے۔ نیز اس مختصر زندگی سے دل اوٹہانا ضرور ہے کیونکہ ایسی عمر سے کوئی پیر نہین ہوتا ہے۔ مین اپنی زندگی سے سیر ہون اور اپنی اس جوانی پر روتا ہون۔ اس زندگی سے مجہے سخت ملال آیا اور یہ زندگانی وبال جان ہو گئی ۱۲

توقع رکھنی چاہیئے اور وہین کا ثمرہ ہے۔ الغرض وہ سب جنتل تو اوس نے مجھسے لے لیئے اور باقی کی نسبت کہا کہ وہ مین نے
تمہین معاف کر دئے۔ ازان بعد مین اوس شخص کے پاس گیا جس سے کتاب لایا تہا اور اوس سے ملکر کہا کہ خواجہ تم سے
مین نے ایک کتاب عاریۃً لی تہی لیکن اتفاق سے میرے پاس سے جاتی رہی اب مین کوئی نسخہ موجود کرتا اور ویسی ہی
لکہوا کر تمہارے حوالہ کرتا ہون اوس نے میری یہ گفتگو سنکر کہا کہ جہان سے تم آتے ہو اور جسکی تم نے صحبت پائی ہے اوسکا
نتیجہ بہی ہے مین نے وہ تم کو بخشدی۔ اسکے بعد بحث توبہ کی طرف پہر رجوع کیجاتی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے
تہے کہ ایک متقی ہے اور ایک تائب۔ متقی تو وہ ہے جو کبہی گناہ مین آلودہ ہی نہوا ہو اور تائب اوسے کہتے ہین جسنے
معصیت کا ذائقہ چکہنے کے بعد توبہ کی ہو اس مسئلہ مین لوگ مختلف ہین بعضے کہتے ہین کہ متقی اور تائب دونون ایک درجہ
مین ہین اور بعضے کہتے ہین کہ تائب متقی سے افضل ہے کیونکہ وہ معصیت کا مزہ چکہنے کے بعد تائب ہوا ہے اور جس شخص نے
کسی طرح کا ذوق حاصل کیا ہے وہ اوس سے بہتر و خوشتر ہے جس نے مطلقاً کسی قسم کا ذوق حاصل نہین کیا ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ متقی تائب سے افضل ہے پہر آپ نے اسکی صحت مین ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایکدفعہ دو شخصون مین مباحثہ
ہوا ایک نے کہا متقی تائب سے افضل ہے دوسرے نے کہا کہ تائب متقی سے افضل ہے اور اس مین یہان تک سلسلہ بڑہا کہ
دونون شخص پیغمبر وقت کے پاس گئے اور اسبارہ مین قطعی فیصلہ کے طالب ہوئے پیغمبر وقت نے دونون کے دعوی سنکر فرمایا
کہ مین اپنی طرف سے کوئی حکم بیان نہین کر سکتا بلکہ منتظر وحی ہون کہ کیا حکم ہوتا ہے اسی اثنا مین پیغمبر پر وحی آئی
کہ ان دونون شخصون کو واپس کر دو اور کہدو کہ آجکی رات تم دونون ایک جگہ شب باش ہوا ور صبحکو دونون ملکر
گہر سے نکلو پہلے پہل جو شخص ملے اوس سے اس مسئلہ کا حکم دریافت کرو چنانچہ اون دونون نے ایسا ہی کیا دوسرے دن
گہر سے باہر نکلے ایک مرد سامنے سے آیا اونہون نے اوس سے کہا کہ خواجہ ہمین مشکل پیش آئی ہے جسے آپ حل کر دیجئے
اوسنے کہا وہ کیا ہے کہا یہ بتا دیجئے کہ جس شخص نے کبہی گناہ نکیا ہو کیا وہ اوس شخص سے بہتر ہے جس نے گناہ کرکے توبہ کی ہو
اوسنے کہا سنو۔ مین جلاہا ہون علم تو مین نے پڑہا ہے نہین کہ اس مسئلہ کو اچہی طرح حل کرون مگر اتنا ضرور جانتا ہون کہ مین
کپڑا بنتا ہون اور اوس کی بہت سے تار ہوتے ہین بعض تار ٹوٹ ہی جاتے ہین جنہین مین جوڑتا ہون تو میرے نزدیک
وہ تار جو ٹوٹا نہین ہے اوس تار سے بہتر ہوتا ہے جو ٹوٹتا ہے اور مین اوسے جوڑتا ہون اوسکا یہ فیصلہ سنکر دونون شخص
پیغمبر وقت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور تمام واقعہ سرتاپا بیان کیا۔ پیغمبر نے فرمایا کہ یہی تمہارے سوال کا جواب تہا۔
ذیل کی عبارت خاص سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے لکہی ہوئی مین نے دیکہی ہے یَا دَاوٗدُ قُلْ لِلْمُذْنِبِیْنَ تُوْبُوْا
اِلَیَّ قَبْلَ قِیَامِ السَّاعَۃِ فَاِنَّ الْمُذْنِبِیْنَ یَنْظُرُوْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ وَفِی الْحَدِیْثِ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا

اِذَا اَذْنَبَ لَمْ یُکْتَبْ عَلَیْہِ حَتّٰی یُذْنِبَ ذَنْبًا اٰخَرَ فَلَمْ یُکْتَبْ عَلَیْہِ حَتّٰی اَذْنَبَ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاِذَا اجْتَمَعَتْ عَلَیْہِ مِنَ الذُّنُوْبِ ثُمَّ اِذَا عَمِلَ حَسَنَۃً وَّاحِدَۃً کُتِبَ لَہٗ خَمْسُ حَسَنَاتٍ وَجُعِلَ خَمْسُ حَسَنَاتٍ بِاِزَاءِ خَمْسِ سَیِّئَاتٍ وَفِی الْحَدِیْثِ التَّوْبَۃُ مِنَ الزِّنَا اَیْسَرُ مِنَ التَّوْبَۃِ عَنِ الْغِیْبَۃِ اَلتَّوْبَۃُ صِفَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْاِنَابَۃُ صِفَۃٌ لِّلْمُقَرَّبِیْنَ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبٍ وَالْاَوْبَۃُ صِفَۃٌ لِّلْمُرْسَلِیْنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ قِیْلَ لِلشَّیْخِ التَّائِبِ اَبْطَاْتَ وَاَسْرَعْتَ اَبْطَاْتَ حَیْثُ اَخَّرْتَ التَّوْبَۃَ اِلَی الشَّیْبِ وَاَسْرَعْتَ حَیْثُ تُبْتَ قَبْلَ الْمَوْتِ **شعر** اِلٰہِیْ تُبْتُ عَمَّا کَانَ مِنِّیْ ÷ فَکَفِّرْ سَیِّئَاتِیْ وَارْضَ عَنِّیْ ÷ وَعَامِلْنِیْ بِلُطْفِکَ یَا اِلٰہِیْ ÷ وَلَا تَقْطَعْ لِاَجْلِ الذَّنْبِ مِنِّیْ ÷ فَکُنْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لِیْ مُعِیْنًا ÷ وَاَحْسِنْ لِیْ کَمَا اَحْسَنْتَ ظَنِّیْ ÷ یعنے اے داؤد تم گنہ گارون سے کہدو کہ قیامت کے برپا ہونے سے پیشتر میری جناب مین توبہ کرو کیونکہ قیامت کے روز گنہ گار مجھے کن انکھیون سے دیکھینگے اور حدیث مین آیا ہے کہ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اوسکا وبال اوسپر اوسوقت تک نہین لکھا جاتا جبتک دوسرے گناہ کا مرتکب نہو علی ہذا القیاس اس دوسرے گناہ کا وبال بھی اوسکے دفتر اعمال مین نہین لکھا جاتا وقتیکہ تیسرے گناہ کا مرتکب نہو جب چند گناہ جمع ہوجاتے ہین اور اوسوقت ایک نیکی کرلیتا ہے تو اوسکے لیئے پانچ نیکیان لکھی جاتی ہین اور اس کے علاوہ پانچ اور نیکیان اون پانچ گناہون کے مقابلہ مین لکھی جاتی ہین جو اس نیکی سے پیشتر ظہور مین آئے تھے۔ حدیث مین یہ بھی آیا ہے کہ زنا سے توبہ کرنا غیبت سے توبہ کرنے سے بہت آسان ہے۔ توبہ ایمانداروں کی صفت ہے اور انابت مقربون کی جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبٍ یعنے رجوع کرنے والا دل لیکر آیا۔ اور اوبہ پیغمبرون کی صفت ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ۔ قیامت کے دن بوڑھے تائب سے کہا جاکا کہ تونے تاخیر کی اور عجلت بھی کی تاخیر تو تجہہ سے یون ظہور مین آئی کہ تونے توبہ مین یہان تک دیر کی کہ بڑھاپے کی حد کو پہونچ گیا اور جلدی یون کی کہ موت سے پیشتر توبہ کے دروازہ پر سر تسلیم خم کردیا۔ سلطان المشائخ کے مسودہ مین جو اشعار واقع ہوئے ہین اون کا ترجمہ یہ ہے کہ خداوندا مینے اون گناہون سے توبہ کی جو مجھسے سرزد ہوئے تو تو میرے گناہون کو مٹاڈال اور مجھسے راضی وخوش ہوجا خداوندا اپنے لطف وکرم کے ساتھ مجھسے معاملہ کر۔ اور گناہ کی وجہ سے مجھسے قطع تعلق مت کر قیامت کے دن میرا مددگار ہوا ور میرے حسن ظن کے مطابق میرے ساتھ نیکی کر۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک پیر کا قول ہے کہ خدا کی عنایتین بندون کے حق مین دو ہین یعنے ابتدائی زمانہ عصمت وعفت کے ساتھ عزیز رہنا اور آخر زمانہ توبہ کے ساتھ۔ خدا تعالی حضرت سلطان المشائخ کی برکت سے سلسلہ چشتی نظامی کے تمام غلامون اور مریدون کو یہ بات نصیب کرے **نکتہ** اس بیان مین کہ پیر جس بات کا حکم کرے مرید کو اوسے قبول کرنا چاہیے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جس بات کی نسبت پیر کا ارشاد ہو مرید کو وہی بات کرنی چاہیئے لیکن ہم

ایسا ہونا چاہیئے کہ احکام شریعت اور قواعد طریقت سے بخوبی واقف ہوتا کہ مرید کو نامشروع بات کا حکم نہ فرمائے اور
اگر پیر کسی ایسی چیز کا حکم کرے جس میں علما کا اختلاف ہے تو مرید کو اوس کے آگے سر تسلیم خم کرنا اور رغبت کے کانوں سے
سننا چاہیئے کیونکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ۔ یعنی میری امت کا اختلاف رحمت
ہے اور جب یہ ہے تو شیخ کسی نہ کسی مجتہد کے قول پر حکم کرتا ہے پس مرید کو اوسکے ارشاد کے مطابق عمل کرنا چاہیئے پس
جو شخص پیر سے پیوند کرے اور اوس سے ارادت و بیعت قائم کرے (اور اسی کو تحکیم کہتے ہیں یعنے پیر کو اپنا حاکم مقرر کرنا)
پھر جو کچھ پیر کہے اوسے مرید نہ سنے تو اوسے مرید نہ کہیں گے نہ اسپر تحکیم کا اطلاق درست و صحیح ہوگا علی ہذا القیاس
جو شخص پیر کے بعض قول و فعل کا منکر ہوگا اوسے بھی مرید نہ کہیں گے۔ زان بعد حضور نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ
ایک بڑہیا شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ہمیشہ جہاڑو دیا کرتی تھی اور خانقاہ کے صحن کو نہایت پاک
و ستھرا رکھتی تھی۔ شیخ نے ایکدن اوس سے دریافت کیا کہ بڑہیا! اس جہاڑو دینے سے تیرا کیا مقصد ہے بیان کر
تیرے حصول غرض میں کوشش کروں۔ بڑھیا نے عرض کیا کہ حضور اس سے میری ایک غرض ہے لیکن چونکہ ابھی
اوسکے عرض کرنیکا وقت نہیں آیا ہے اسواسطے اپنا حال بیان کرنا نامناسب سمجھتی ہوں۔ ہان جب وہ وقت ہوگا تو
عرض کرونگی۔ غرضکہ وہ بڑہیا ایک مدت تک خانقاہ کی یوں ہی خدمت کرتی رہی۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ شیخ کی
خدمت میں ایک نہایت حسین و خوبصورت نوجوان آیا اور بیعت کی بڑہیا آئی اور شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ
حضور اس جوان سے فرمائیں کہ مجھے اپنے نکاح میں لے آئے۔ بڑہیا کی یہ بات سنکر شیخ متامل ہوئے اور اپنے دل میں کہا
کہ یہ عورت بڑہیا نہایت بدصورت ہے اور یہہ جوان نہایت حسین و خوبصورت ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ اس سے
نکاح کرنے پر آمادہ ہوجائے۔ الغرض شیخ خلوت میں تشریف لے گئے اور تین رات دن کچھہ کہایا پیا نہیں زان بعد
آپ نے دونوں کو بلایا اور جوان کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ تم اس بڑہیا کو اپنے نکاح میں لے آؤ جوان نے دلی رغبت
کے ساتھہ شیخ کے اس حکم کو قبول کیا۔ اسکے بعد بڑہیا نے التماس کی کہ شیخ اس جوان کو حکم فرمائیں کہ جسطرح لوگ
دلہنوں کو بناتے سنوارتے ہیں اوسیطرح یہ بھی مجھے سنوارے اور زینت و سنگار سے آراستہ کرے۔ شیخ ابو سعید نے
اوس جوان سے ارشاد فرمایا اور اوس نے فوراً تعمیل کی ادہر شیخ نے اپنے مطبخ کے داروغہ کو حکم دیا کہ جس قدر کہانا پکتا
آج اوس سے دو چند پکانا چاہیئے۔ زان بعد بڑہیا نے عرض کیا کہ حضور اس جوان سے فرمائیں کہ مجھے زمین سے
اوٹہاکر تخت پر بٹہائے جسطرح دولہا دلہن کو گود میں لیکر پلنگ پر بٹہاتا ہے شیخ نے جوان سے ارشاد کیا کہ ایسا کرو اور
اسکی بھی تعمیل کی جب جوان بڑہیا کو زمین سے اوٹہانے لگا تو بڑہیا نے کہا اے شیخ اس جوان نے آپکے سامنے مجھے خاک

اوٹھایا ہے آپ اسے حکم کیجیے کہ جب اوس نے مجھے زمین سے اُٹھا کر تخت پر بٹھایا ہے تو پھر مجھے تخت سے زمین و خاک پر نڈالے یعنے اس کام کو وفا کے ساتھ انجام پہونچائے بیوفائی اور عہد شکنی نکرے شیخ نے جوان کو ایسا ہی ارشاد کیا اور اوسنے بدل قبول کیا

نکتہ تجدید بیعت کے بیان مین۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا ارادہ کیا تو مکہ کے فتح ہونے اور اوسپر چڑہائی کرنے سے پیشتر آپنے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کے پاس بطریق رسالت روانہ کیا بعد کو لوگون نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ مکیون نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرڈالا جب یہ خبر آپنے سنی تو صحابہ رضوان اللہ علیہم کو طلب کرکے فرمایا کہ آؤ مجھسے بیعت کرو اور اس بات پر عہد کرو کہ جبتک ہمارے جسمون مین جان باقی ہے اہل مکہ سے جنگ کرین گے اور کبھی پیٹھہ نہ موڑینگے صحابہ نے فوراً بیعت کی اوسوقت جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے تنہ سے تکیہ لگائے ہوئے تھے اور اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہین اسی اثنا مین ایک صحابی ابن رکوع نام تشریف لائے اور بیعت کی درخواست کی جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اس سے پیشتر سب لوگون کے ساتھہ بیعت نہین کی اونہون نے عرض کیا کہ ای رسول خدا کی تو ہے لیکن اسوقت تجدید بیعت کرتا ہون۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دست بیعت دیا اور تجدید بیعت کو جائز رکھا مشائخ کہ جو تجدید بیعت کرتے ہین اونکی یہی دلیل ہے۔ ایکدفعہ ایک جوان نے سلطان المشائخ سے تجدید بیعت کی اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ شاید اوسے کسیکی طرف سے کچھہ تکلیف پہونچی تھی آپنے اوسکے حق مین یہ بیت ارشاد فرمائی سے اے لیسا شیر کان ترا آہو ست ٭ اے لیسا درد کان ترا دار و ست ٭ اور فرماتے تھے کہ مین اپنے خواجہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے جامہ مبارک کے آگے تجدید بیعت کرتا ہون اور عجب نہین ہے کہ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر بھی اپنے پیر کے جامہ مبارکہ کے آگے تجدید بیعت کرتے ہولا۔ کاتب حروف نے ایک کتاب مین لکھا دیکھا ہے کہ پیر کے کپڑے کے آگے تجدید بیعت کرنا ایسا ہے گویا خدمت مخدوم مین تجدید بیعت کی۔ مین خدا تعالی سے امیدوار ہون کہ وہ مجھہ ضعیف و بیچارہ کو ان بزرگون کے طریقہ پر عمل کرنے کی توفیق دے اور اونکے غلامون کے سلسلہ مین داخل کرے کیونکہ مین نے اپنے خواجہ اور خواجہ کے خواجہ اور خواجگان چشت علیہم الرحمۃ والرضوان اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا ہے اور وہ مجھے توفیق دے کہ زبان و کان کو نگاہ رکھون اور شرع شریف کے واضح اور صاف رستہ پر رہون اور دینی کام کی توفیق اور خدا تعالی کی محبت عنایت ہو۔ اور بندگان مخدوم کے سلک مین رکہے۔ یہ ضعیف کہتا ہے بیت عہد کردیم کہ دل در خم زلف تو نہم ٭ جان مشتاق بزیر سم اسپ تو نہم ٭ ایکدفعہ ایک شخص نے سلطان المشائخ کی

سلہ مینے عہد کر لیا ہے کہ دل تیری زلف پر پیچ مین پہنسا ہوا رکہون اور میری جان مشتاق تیرے قدمون مین ہو ۱۲

خدمت مین حاضر ہوکر تجدید بیعت کی مخدوم جہان نے اوسوقت یہ بیت زبان مبارک پر جاری کی بیت در عشق[۱] تو
کار خویش ہر روز؛ از سر بریم زہے سرو کار؛ **نکتہ** بیان مین اعتقاد مرید کے پیر کی خدمت مین۔ مریدان خوب اعتقاد کو
واضح ہو کہ مرید کو چاہیئے کہ اوسکا اعتقاد و محبت پیر کی خدمت مین اس حد تک پہونچ جائے اور اسدرجہ پر ترقی کر جائے
کہ اپنے زمانہ مین بجز اپنے پیر کے اور کسیکو نہ جانے اور اسباب کا خیال تک نکرے کہ کوئی اور خدا کی طرف پہونچا سکتا ہے
چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** کہ نیست در ہمہ عالم[۲] باتفاق امروز؛ جز آستانۂ تو مقصدے و ملجائے؛ اور اگر
سست اعتقاد مرید کے دل مین اسبات کا خطرہ گذرے کہ دنیا مین میرے پیر کے علاوہ کوئی اور شخص بہی خدا کی
طرف پہونچا سکتا ہے تو یقیناً سمجہہ لینا چاہیئے کہ اوسکے اعتقاد مین شیطان ملعون تصرف کرتا اور اس ہربابی
کو پیر کی مشغولی سے باہر لاتا اور اعتقاد مین خلل ڈالتا ہے اور اوسے ایسی چیز کی طرف راہ دکہاتا ہے جس سے اوسکی
اعتقاد و ارادت مین فساد و بگاڑ پڑتا ہے نعوذ باللہ منہ۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ سے لوگون نے دریافت کیا کہ سنا جاتا
ہے کہ اگر پیر مرید کے احوال مین سفر کرے اور اوسکی عمل مین کسی طرح کی خرابی پائے تو مرید کے لیئے چندان خوف نہین ہے
اور اگر عالم اعتقاد مین سفر کرے اور اوسے اعتقاد مین درست اور مضبوط پائے تو مرید کو امیدوار خیر ہونا چاہیئے
فرمایا بیشک یہ ٹہیک ہے کیونکہ اصل اس کام مین اعتقاد ہے جیسا کہ عالم ظاہر مین اصل چیز ایمان ہے جسطرح
مومن کے لیئے ضرور ہے کہ خدا تعالی کی وحدانیت اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت مین ایمان درست
ہو اسیطرح مرید کو بہی ضرور ہے کہ پیر کے حق مین اعتقاد درست اور مضبوط ہو جیسے ایماندار آدمی گناہ کی وجہ سے کافر
نہین ہوتا ویسے ہی مرید بہی جب اعتقاد مین محکم و مضبوط ہوتا ہے تو کسی لغزش کی وجہ سے اوسکی نسبت یہ نہین
کہہ سکتے کہ وہ طریقت سے مرتد ہو گیا کیونکہ امید ہے کہ اعتقاد کی درستی کے سبب وہ پہر اصل کیطرف رجوع کرے گا
سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک مرتبہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ اس راہ مین
مرید کا عقیدہ مقصود ہوا کرتا ہے تو جو شخص مضبوط قصد اور پاک اعتقاد سے آتا ہے اوسے قابل و لائق سمجہنا چاہیئے
کیونکہ عقیدہ کی بدولت اس شخص کے دل مین بہی فرحت و راحت پیدا ہوتی ہے اور اسکے عقیدہ سے اور دن کو بہی
مسرت و خوشی نصیب ہوتی ہے بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایکدفعہ لکہنوتی سے ایک شخص شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین
قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا خواجہ نے دریافت کیا کہ تم کہان سے آئے ہو اور کس نیت سے آئے ہو۔

---

[۱] تیری محبت مین اگر مین اپنا کام روز شروع کرون کیسی خوش نصیبی ہے ۱۲

[۲] تیرے آستانہ کے سوا اس زمانہ مین اور کوئی جگہ پناہ و حصول مقصد کی نہین ۱۲

اوس نے عرض کیا کہ فاتحہ کی درخواست کی نیت سے شیخ شیوخ العالم نے اپنے اون یارون اور فرزندون سے جو اوس موقع پر جمع تھے فرمایا کہ فاتحہ پڑھو۔ اسکے بعد پھر ارشاد ہوا کہ تم کس غرض و نیت سے آئے ہو اوس نے پھر وہی عرض کیا کہ فاتحہ کی درخواست کی نیت سے آیا ہون یہ سنکر خواجہ زار قطار رونے لگے اور فرمایا عقیدہ ایسا ہی ہونا چاہیئے چنانچہ آپنے دوبارہ فاتحہ کے پڑھنے کا حکم فرمایا بعد ازان ارشاد کیا کہ اس شخص کا عقیدہ اسکے فعل سے بہتر ہے کیونکہ فعل فقط اپنے ہی لیئے ہوتا ہے اور عقیدہ اپنے لیئے بہی اور غیر کے لیئے بھی۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ ایک درویش کے سانپ نے کاٹ کہایا اوس نے کہا اگر میری ارادت اور عقیدت اپنے شیخ کے ساتھ درست ہے تو مجھے کسی علاج کی حاجت نہین ہے اور اگر ارادت درست نہین تو پہر میرا مرجانا بہتر ہے۔ چونکہ وہ اپنے شیخ کی خدمت مین عقیدہ کامل رکہتا تھا لہذا اوسکے عقیدہ کی برکت سے زہر نے ذرا اثر نہین کیا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ اس درویش سے مراد جناب سلطان المشائخ کی ذات مبارک تہی جیسا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی کرامات کے نکتہ مین بیان کیا جاچکا ہے کہ جب سلطان المشائخ حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین تشریف لیئے جارہے تھے تو سفر کے جنگل مین آپکے سانپ نے کاٹ لیا تہا اور اس بات پر دلیل کہ درویش سے مراد سلطان المشائخ کی ذات مبارک مراد ہے یہ ہے کہ خود سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ شیخ شیوخ العالم شیخ فرید الحق والدین اکثر بیان فرمایا کرتے تہے کہ ایک درویش کو ایسا حال پیش آیا ہے یا ایسا کام پیش آیا تہا یہی وجہ ہے کہ جون ہی سلطان المشائخ نے یہ حکایت بیان کی مین فوراً معلوم کر گیا کہ درویش سے سلطان المشائخ کی ذات مبارک مراد ہے اور سلطان المشائخ نے اس حکایت مین اسی معنی کی رعایت کی ہے آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک دفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے دعا کے لیئے ہاتھ اوٹھائے اور فرمایا کوئی ہے کہ اس دعا کو مجھسے یاد کرلے مین سمجھہ گیا کہ اس سے شیخ کا مقصود یہ ہے کہ مین اس دعا کو یاد کرلون چنانچہ مین نے شتابانہ لہجہ مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ یہ دعا یاد کرلے۔ حضرت شیخ نے مجھے وہ دعا عنایت کی مین نے عرض کیا کہ ایک مرتبہ اسے حضور کے سامنے پڑھ لون۔ زان بعد یاد کرون شیخ نے فرمایا اچہا پڑہو جب مین اوس دعا کو پڑہنے لگا تو آپنے اعراب کی تصحیح کرکے فرمایا کہ اسطرح پڑہو چنانچہ جسطرح آپنے ارشاد فرمایا مین نے اوسیطرح پڑھا اگرچہ جسطرح مین پڑہتا تہا وہ بہی ایک معنی کر درست تہا الغرض وہ دعا اوسیوقت میرے ذہن نشین ہوگئی مین نے دوبارہ عرض کیا کہ حضور! مجھے دعا یاد ہوگئی ہے ارشاد ہو تو پڑہون فرمایا ہان پڑہو۔ مین نے ساری دعا اوسیطرح پڑہی جسطرح شیخ نے مجھے تعلیم کی تہی اور حسب اعراب کی تصحیح و اصلاح کی تہی اسی آپکی اصلاح کے مطابق ادا کیا

جبکہ مین شیخ کی خدمت سے رخصت ہوکر باہر آیا تو مولانا بدر الدین اسحاق نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا جو دعا کے اعراب ویسے ہی پڑہے جیسے شیخ نے بتائے تہے مین نے کہا کہ اگر سیبویہ جو اس علم کا موجد اور واضع ہے اور اوسکے علاوہ اور لوگ جو اس علم کے قواعد کے بانی ہین مجہسے کہین کہ اس لفظ کے اعراب ایسے نہین ہین جیسے تم نے پڑہے تو بہی مین اوسیطرح پڑہون جسطرح شیخ نے بتایا ہے اسپر مولانا بدر الدین اسحاق نے فرمایا کہ واقعی بات یہہ ہے کہ شیخ کی خدمت مین جس آداب کی تم رعایت کرتے ہو وہ ہم مین سے کسیکو نصیب نہین ہوتی۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز پر مرض غالب تہا اور رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو آپ شدت مرض کی وجہ سے روزہ ترک کرتے تہے ایکدن کا ذکر ہے کہ آپکے سامنے خربوزہ لایا گیا اور اوسکی پہانکین کرکے سامنے رکہی گئی ہین۔ شیخ نے تناول کرنا شروع کیا اور اسی اثنا مین حضور نے مجہے ایک قاش اوٹہا کر عنایت کی اگرچہ مین روزہ سے تہا لیکن فورًا دل مین خیال پیدا کیا کہ اسے اسیوقت کہا لیجیے کیونکہ جو چیز اب شیخ شیوخ العالم کے دست مبارک سے نصیب ہوئی ہے وہ پہر کب میسر ہوسکتی ہے بہتر ہے کہ مین اسے کہالون اور اس روزہ کے کفارہ مین دو مہینے کے متصل اور پے درپے روزے رکہدون الغرض مین قاش کہانا ہی چاہتا تہا کہ شیخ نے فرمایا دیکہو البسامت کرو مجہے تو شرعی اجازت ہے اسوجہ سے روزہ نہین رکہتا اور تم روزہ سے ہو تمہین یہ قاش کہا کر ہرگز روزہ توڑنا نہ چاہیئے۔ مین نے تو تمہارے اعتقاد کی آزمایش کیلیے ایسا کیا ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مولانا بدر الدین اسحاق کو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے آواز دی اور وہ اوسوقت نماز مین مشغول تہے لیکن شیخ کا ادب ہروقت ملحوظ خاطر تہا لبیک کے ساتہ جواب دیا شیخ نے فرمایا کہ ایکدن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہانا تناول فرمارہے تہے کہ ایک صحابی کو آواز دی جو مصروف نماز تہے اونہون نے جواب دینے مین تاخیر کی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا اور رسول بلائین تو فورًا جواب دینا چاہیئے۔ اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ کا فرمان رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مانند ہے آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے اپنے شیخ کی خدمت سے ایک مندیل پائی تہی جسے وہ ہمیشہ اپنے ساتہہ رکہتے اور طرح طرح کی برکتین اور نعمتین اوس سے حاصل کرتے تہے ایکدن آپ سوتے تہے اور وہ مندیل آپکے پاؤن کی طرف رکہی ہوئی تہی اتفاق سے مندیل کو آپ کا پاؤن لگ گیا جب بیدار ہوئی تو انتہا درجہ کا قلق و اضطراب ظاہر کیا یہان تک کہ بار بار کہتے تہے مجہے امید ہے کہ کل قیامت کے روز اسی تاسف اور رنج وغم کے میدان مین حیران وسرگشتہ پہرونگا اوسوقت ذیل کی حکایت آپکی زبان مبارک پر جاری ہوئی کہ شیخ شبلی رح کی خدمت مین ایک شخص نے حاضر ہوکر کہا کہ مین آپکا مرید ہونا چاہتا ہون۔ شبلیؒ نے فرمایا مین ایک شرط سے تیری ارادت وبیعت قبول کرتا ہون وہ یہ کہ جو کچہہ مین حکم

دون اوسپر تجھے عمل کرنا ہوگا۔ مرید نے کہا بیشک مین ایسا ہی کرون گا۔ شبلی رح نے فرمایا اچھا یہ تو بتا کہ تو کلمہ شہادت کسطرح پڑہتا ہے کہا مین یون پڑہتا ہون۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ شبلی رح نے فرمایا تو کلمہ شہادت کس طرح پڑہتا ہے یون پڑہہ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ۔ مرید نے فوراً یون ہی پڑھا۔ ازان بعد شبلی رح نے فرمایا کہ عزیز من اسشبلی تو آنحضرت کے ادنی اور کمینہ چاکرون مین ایک چاکر ہے۔ حقیقت مین خدا کے پیغمبر وہی ہین مجھے تیرے اعتقاد کا امتحان کرنا منظور تہا اس لیے تجھسے ایسا کہا۔ شیخ مجد الدین بغدادی تحفۃ البررۃ مین تحریر فرماتے ہین کہ ایک گروہ نے تجارت کی غرض سے سفر کا ارادہ کیا مگر ساتھ ہی اونہین اپنے مالون اور جانون کا پورا خوف تہا اسلئے اتفاق کرکے ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور آپکے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ ہم لوگ سفر کا عزم رکھتے ہین اگر حضور کوئی دعا یا ورد ہمارے نامزد کرین تو بہت اچھا ہو تاکہ اوسکی برکت سے ہمارے اموال اور جانین سلامتی مین رہین شیخ نے فرمایا خدا کے نام سے سفر کرو اور رستہ مین اگر کوئی خطرناک موقع اور دہشت وہراس پیش آئے تو فوراً میرا نام لینا اور کہنا ابوالحسن خرقانی انشاءاللہ تم اوس خوف ودہشت سے خلاصی پاؤگے۔ جب تاجرون کے گروہ نے شیخ کی یہ بات سُنی تو بعضون نے آپکے اس ارشاد کو رغبت کے کانون سے سنا اور دل سے قبول کیا اور بعدہ سب ملکر روانہ ہوئے اثناء راہ مین راہزنون کا سامنا ہوا اور اونہون نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ جن لوگون نے اعتقاد صاف سے شیخ کے نام کے ساتھ تمسک کیا اونھون نے خلاصی پائی اور جن لوگون نے خدا تعالی کے نام اور آیات ودعوات کے ساتھ تمسک کیا ہلاک ہوئے اور اون کے اموال غارت گئے اسبات سے دونون فرقون کا تعجب زیادہ ہوا اور حیرت پر حیرت طاری ہوئی جب سفر سے لوٹے اور شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو شیخ نے اون سے دریافت کیا کہ کیا واقعہ پیش آیا اونہون نے عرض کیا کہ ہمین یہ معاملہ پیش آیا اور تعجب کی یہ بات ہے کہ خدا کے نام اور دعاؤن کی برکت نے اپنا کوئی اثر ظاہر نہین کیا اور آپکے نام کی برکت سے ہم لوگ سالم ومحفوظ رہے۔ کیا خدا کا نام بندون کے نامون سے زیادہ بابرکت اور بزرگ نہین ہے۔ شیخ نے فرمایا بیشک خدا کا نام بندون کے نام سے بہت بابرکت اور بزرگ تر ہے لیکن بات یہ ہے کہ جس شخص کا نام تمنے ذکر کیا اوسکے مسمے کو اچھی طرح نہین پہچانا اور جب یہ ہے تو گویا اوسکے نام کو ذکر ہی نہین کیا اور جس گروہ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جسے وہ کماحقہ پہچانتے تھے تو گویا اونہون نے خدا تعالی کا نام ذکر کیا اور اسبات کی تصدیق وہی شخص کر سکتا ہے جسنے حقیقت کا کچھہ ذوق چکہا اور حقیقت کا رکا مشاہدہ کیا ہو۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ مین نے شیخ رفیع الدین شیخ الاسلام سے سنا ہے وہ فرماتے تہے کہ میرا ایک قرابتی شیخ محمد اجل سنجری کا مرید تہا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لوگون نے اوسپر کوئی بہتان لگایا اور حکومت کیطرف سے اوسے قید کرکے مقتل گاہ مین لیگئے جلاد نے اوسے حسب قاعدہ قبلہ کی جانب کہڑا کیا مگر چونکہ اس صورت مین اوسکے پیر کی قبر

ئے ہوتی ہتی اس لیئے وہ فوراً اوس طرف سے مونہہ پہیر کر دوسری طرف کہڑا ہوگیا جلاد بولا کہ اے شخص ایسی حالت مین قبلہ
موںہہ کرنا چاہیئے اوس مرد نے برجستہ جواب دیا کہ مین اپنے قبلہ کی جانب مونہہ کرکے کہڑا ہوا ہون تجہے اپنے کام مین
ف ہونا چاہیئے امیر حسن کیا خوب فرماتے ہین بیت اگرچہ در عرب از بہر قبلہ کعبہ نہا شد؛ نبود قبلۂ مجنون مگر قبلۂ لیلیٰ
المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز سے لوگون نے سوال کیا کہ ایک مرید پنجوقتہ نماز پڑہتا اور تہوڑا سا ورد اذکر تا ہے لیکن
ے دلمین شیخ کی محبت بہت کچہ ہے اور پیر کا اعتقاد نہایت راسخ و مستحکم اور ایک مرید طاعت و عبادت مین بہت
رف رہتا اور تسبیح و اوراد بے اندازہ کرتا ہے۔ حج بہی ادا کرچکا ہے لیکن شیخ کی محبت اور اوسکے اعتقاد مین قصور ہے
یے ان دونون مریدون مین کونسا مرید بہتر ہے فرمایا بہتر و افضل وہ ہے جو شیخ کا معتقد و محب ہے۔ ازان بعد آپکی
ن مبارک پر جاری ہوا کہ جو شخص شیخ کا محب و معتقد ہوا وسکا ایک وقت متعبد سست اعتقاد کے تمام
قات پر ترجیح و بزرگی رکہتا ہے۔ بعد ازان سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بعض لوگون کا مذہب یہ ہے کہ اولیاء اللہ
بیون پر بزرگی رکہتے ہین کیونکہ انبیاء علیہم السلام بیشتر اوقات خلق مین مشغول رہتے ہین یعنی امتیون کی دعوت و تلقین
مصروف ہوتے ہین اور اولیاء اللہ شب و روز مشغول بحق رہتے ہین اور اونہین بجز اس مشغولی کے اور کام ہی نہین ہوتا
ن حقیقت یہ ہے کہ یہ مذہب بالکل باطل ہے وجہ یہ کہ اگرچہ انبیاء علیہم السلام خلق کے ساتہہ مشغول رہتے ہین لیکن اونکی
لی بحق ہونے کا زمانہ اولیاء کے تمام اوقات پر شرف رکہتا ہے۔ آپنے یہہ بہی کہا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ
العزیز فرماتے تہے کہ ایک شخص نے مجہسے پیوند کیا تہا اور بیعت و ارادت لایا تہا لیکن جب میرے پاس سے گیا تو چند روز
تو اوسکا مزاج برقرار رہا مگر بعد کو متغیر ہوگیا اور ایک اور شخص تہا کہ مجہسے بہت دور چلا گیا اور وہان بہت دنون تک
رچہ اوسپر ایسی حالت مین ایک دراز عرصہ گذر گیا لیکن اوسکی کیفیت وہی رہی ذرا تبدیل و تغیر مزاج مین واقع
ن ہوئی اوسوقت شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس شخص نے جب سے مجہسے پیوند کیا ہے اوس زمانہ سے اسوقت تک
سکا مزاج ایک حال پر ہے اور کسیطرح کی تغییر واقع نہین ہوئی ہے۔ سلطان المشائخ جب بیان کرتے کرتے اس کلمہ پر
پہنچے تو آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور پرنم آنکہون سے آنسوؤن کی ندیان بہنے لگین اور اثنائے گریہ ہی مین زبان
رک پر یہ لفظ جاری ہوئے کہ یہ بندہ آج تک شیخ کی قدیم محبت پر برقرار ہے بلکہ اوسوقت سے کسیقدر زیادہ اونکی
تاثیر ہے دل مین موجود ہے۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ سے لوگون نے سوال کیا کہ اگر کوئی مرید اپنے پیر کی خدمت مین بہت کم
رہتا ہو اور گہر مین اوسکی یاد مین اکثر اوقات مشغول رہتا ہو اوسکا کیا حکم ہے فرمایا کہ وہ بہت اچہا مرید ہے اگر
شخص پیر کی خدمت سے غائب ہوکر اوسکی یاد مین ہمیشہ مصروف رہے تو وہ اوس شخص سے بہتر ہے جو رات دن

خدمت پیر میں حاضر رہے لیکن اوسکی محبت و یاد سے بے خبر ہو۔ آپکے بعد آپنے یہ مصرع زبان مبارک پر جاری کیا مصرع
بیرون و درون به که درون و بیرون ۔ یعنے خدمت پیر میں حاضر رہکر غائب ہونے سے یہ بہتر ہے کہ اوس سے غائب ہوکر حاضر
رہے۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ کی مجلس میں یہ مسئلہ چھڑ گیا کہ مرید مخدوم کی خدمت میں حاضر ہوکر زمین پر سر رکھتے اور سر بسجود
ہوتے ہیں۔ سلطان المشائخ نے فرمایا میں چاہتا تہا کہ خلق کو اس فعل سے منع کروں لیکن چونکہ میں نے اپنے شیخ کی خدمت میں لوگونکو
ایسا ہی کرتے دیکہا ہے اسلیئے منع نہیں کیا۔ اس اثنا میں امیر حسن رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ جو لوگ مخدوم جہان کی خدمت
میں حاضر ہوتے اور ارادت و بیعت لاتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ ارادت و بیعت پیر کی محبت و عشق سے عبارت ہے تو جب یہ
تو جہان عشق و محبت حاصل ہوا وہان سر زمین پر رکہنا اور مرید کو سر بسجود ہونا ایک نہایت سہل خدمت ہے۔ سلطان المشائخ
نے فرمایا کہ میں نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ ایکدفعہ شیخ ابو سعید ابو الخیر
رحمۃ اللہ علیہ سوار ہوئے تشریف لیئے جاتے تہے رستہ میں ایک مرید سامنے سے آیا۔ چونکہ مرید پیادہ تہا آتے ہی آپکے زانو کو بوسہ
دیا شیخ نے فرمایا کہ اور نیچے مرید نے شیخ کے پاؤن کو چوما شیخ نے فرمایا اور نیچے۔ مرید نے گہوڑے کے زانو کو بوسہ دیا شیخ نے
فرمایا اور نیچے۔ مرید نے فوراً آپکے گہوڑے کے سم کو چوم لیا۔ شیخ نے فرمایا اور نیچے۔ اب مرید زمین پر سر بسجود ہوا اور شیخ کے
سامنے کی زمین کو بوسہ دیا۔ اسوقت شیخ ابو سعید ابو الخیر نے فرمایا کہ میں نے جو تجہے نیچے کا حکم فرمایا اس سے میرا یہ مقصد نہ تہا کہ تو میری
قدمبوسی کرے بلکہ منشا یہ تہا کہ تیرا درجہ بلند ہو۔ چنانچہ جون جون تو نیچے بوسہ دیتا گیا وون وون تیرا رتبہ بلند ہوتا گیا۔
کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ قَالَ صُهَيْبٌ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُقَبِّلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَ
رِجْلَيْهِ۔ یعنے صہیب صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کو جناب عباس کے ہاتھ پاؤن چومتے دیکہا۔ سلطان المشائخ فرماتے
تہے کہ اس سے پیشتر میرے پاس ایک بزرگ زادہ سیاحت کیئے اور روم و شام دیکہے ہوئے آیا تہا ابہی وہ شخص میرے پاس بیٹہا ہوا ہی
تہا کہ اتنے میں وحید الدین قریشی آئے اور زمین پر سر بسجود ہوئے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں بیت[1] شعاع روزی تابد از جبین
کسیکه در گہت تو بر نهد بخاک جبین ۔ تو وارد مسافر نے جونہی وحید الدین کو سر بسجود دیکہا تو جہنجہلا کر کہا کہ ایسا مت کرو
کیونکہ شریعت میں کسی جگہ سجدہ کرنا جائز نہیں ہے غرضکہ وہ وحید الدین سے خوب جہگڑا اور اوسپر غالب ہو گیا میں نے
نہایت نرمی کے ساتہ کہا کہ بہائی اس قدر غصہ نہو اور جہگڑا نہ کرو سن یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو حکم فرض ہوتا ہے جب
اوسکی فرضیت جاتی رہتی ہے تو استحباب باقی رہتا ہے۔ مثلاً عاشورہ کا روزہ گذشتہ امتون پر فرض تہا ہمارے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جب رمضان کے مہینے کے روزے فرض ہوئے تو عاشورہ کے روزہ کی فرضیت منسوخ ہوگئی

[1] اوس شخص کی پیشانی سے نور چمکنے لگتا ہے جو تیری چوکہٹ سے اپنا ماتہا رگڑتا ہے۔

اور استحباب باقی رہا علی ہذا القیاس گذشتہ امتون مین لوگ باہم سجدہ کیا کرتے تھے اور یہ سجدہ اونمین مستحب تہا چنانچہ رعیت بادشاہ کو شاگرد استاد کو امتی لوگ پیغمبر وقت کو جورو خاوند کو سجدہ کرتی تہی لیکن جب ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دور دورہ ہوا تو وہ سجدہ منسوخ ہوگیا اور اوسکا استحباب جاتا رہا لیکن اباحت باقی رہی اور جب سجدہ مباح ہے تو اتقی ہی تہا کہ امر مباح کو منع کرنا کہان آیا ہے میری یہ تقریر سنکر وہ شخص ساکت و خاموش ہوگیا اور کوئی جواب دیتے بن نہ پڑا۔ بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ باوجود اسکے لوگون کا میرے سامنے سر بسجود ہوتا مجہے ناگوار معلوم ہوتا اور نہایت شاق گذرتا ہے لیکن چونکہ ہمارے شیخ کے سامنے لوگون کا یہی دستور تہا اس لئے مین منع نہین کرسکتا۔ کیونکہ میرے منع کرنے سے دو باتین لازم آتی ہین ایک تجہیل مشائخ دوسری تفسیق مشائخ۔ نعوذ باللہ منہا۔ ایک بزرگ فرماتے ہین بیت[1] در خدمت رکابت سر بر زمین نہادہ خورشید ز آسمان چہارم ہزار بار ٭ **نکتہ** خرقہ کی اصل حقیقت اور اوسے بخشش کرنے کے بیان مین۔ سلطان المشائخ فرماتے ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین دربار خداوندی سے خرقہ پایا اور اوسے خرقہ فقر کے ساتھ شہرت ہوئی۔ زان بعد حضور نے تمام نہین تو اکثر صحابیون کو جمع کرکے فرمایا کہ مجہے خدا تعالی کے دربار سے خرقہ ملا ہے اور ساتھ ہی یہ حکم ہوا ہے کہ تم مین سے جو شخص اسکے قابل ہو اوسے عنایت کرون۔ یہ فرماکر آپنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ اگر یہ خرقہ مین تمہین دون تو تم کیا کروگے صدیق اکبر نے عرض کیا سچائی اور راستی اختیار کرون گا طاعت خداوندی مین مصروف ہون گا سخاوت کرونگا بعدہ آپنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بہلا اگر یہ خرقہ مین تمہین دون تو تم کیا کروگے حضرت عمر رضہ نے کہا عدل کرون گا انصاف کی حفاظت رعایت کرون گا۔ پہر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ملتفت ہوکر فرمایا کہ اگر یہ خرقہ مین تمہین عنایت کرون تو تم کیا کروگے۔ حضرت عثمان نے جواب مین عرض کیا کہ مال و زر خدا کی راہ مین صرف کرون گا۔ سخاوت و فیاضی سے کام لون گا۔ آخر الامر آپنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ علی اگر مین تمہین یہ خرقہ دون تو تم کیا کروگے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ مین لوگونکی پردہ پوشی کرون گا مخلوق کے عیب چہپانے مین کوشش کرون گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ مجہے خدا کی جناب سے حکم ہوا تہا کہ جو شخص یہ جواب دے اوسیکو خرقہ دینا۔ سلطان المشائخ فرماتے ہے کہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تہے۔ آپ وہ چالیس ہزار دینار لیکر حضرت کی خدمت مین آئے اور عجب شان سے آئے۔ ایک پرانی کملی سے جسم چہپائے اور تکمے کی جگہ کانٹا لگائے ہوئے۔ اوسیوقت جبرئیل علیہ السلام بہی اسی ہیئت سے تشریف لائے

[1] تیری خدمت مین آفتاب آسمان چہارم سے ہزار بار زمین پر سر رکہتا ہے ۱۲

ایک کملی اوڑہے ہوئے اور تکمہ گھنڈی کی جگہ کانٹا لگا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل! یہ کیا صورت بنار کہی ہے جبرئیل نے عرض کیا کہ ای رسول اللہ آج تمام آسمانی فرشتونکو حکم ہوا ہے کہ صدیق اکبر کی موافقت مین کملی اوڑہین اور گھنڈی کے بجائے کی جگہ کانٹا لگائین چنانچہ آج تمام فرشتون کا یہی لباس ہے۔ اسموقع پر سلطان المشائخ نے یہ دو مصرعے زبان مبارک پر جاری کیئے **بیت** شکرانہ چل ہزار دینار دہند ٭ تا مسیح گلیم عشق را بار دہند ٭ زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب جنید رحمۃ اللہ علیہ نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ پہنایا تو زبان مبارک سے یون ارشاد فرمایا کہ جو کچھ پیر ہمارے بارہ مین بجالائے تہے ہم اوسے تیرے حق مین بجالائے باقی کام خدا تعالی کا ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جو خلعت شیخ کی خدمت سے ملا ہے اور اوسنے شیخ کی صحبت پائی ہے اوسے غیر شخص کو دینا ناجائز ہے لیکن اگر اور لوگ تبرکاً اوسے دہوکر پہنین تو مضائقہ نہین مگر بہتر یہی ہے کہ اوسے دہوئین بہی نہین۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ پیر کی صحبت اوٹہائے ہوئے تحفون کی نسبت اگر کوئی شخص وصیت کر جائے کہ اونہین میرے ساتہہ قبر مین دفن کر دینا تو اوسکی وصیت کے مطابق عمل کرنا اور اونہین اوس شخص کے ساتہہ قبر مین دفن کرنا درست ہے۔ علی ہذا القیاس اگر کوئی شخص باینمضمون وصیت کر جائے کہ پیر کے دیئے ہوئے تحفے میری نیکبخت اور صالح اولاد کے حوالہ کر دینا تو اوسکی وصیت کے مطابق صالح اولاد کو دینا واجب و ضروری ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ مین نے ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت سے خرقہ پایا اور وہ خرقہ چشتی کمل کا تہا خدا کا شکر ہے کہ پیر کا عطا کیا ہوا خرقہ اسوقت تک میرے پاس موجود ہے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے انتقال کے بعد جب لوگون نے آپکی نعش مبارک قبر مین اوتاری تو وہ خرقہ جو حضور نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت سے حاصل کیا تہا۔ آپکے جسم مبارک پر ڈالدیا اور جناب شیخ شیوخ العالم کا مصلی آپکے سرہانے رکہا اور اسیطرح آپکی نعش مبارک کو مع ان تحفون کے دفن کیا۔ کاتب حروف یہ بہی عرض کرتا ہے کہ میرے جد بزرگوار سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو جامے حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز اور جناب سلطان المشائخ اور شیخ شیوخ العالم کے پوتے شیخ علاؤ الدین سے پائے تہے اور جنہون نے اولیاء خدا کی صحبت اوٹہائی تہی آپ کے دست مبارک سے ایک جگہ بیٹے ہوئے والد بزرگوار سید مبارک محمد کو پہونچے تہے خدا کا شکر ہے کہ وہ دولت کاتب حروف کے خاندان مین اسوقت موجود ہے۔ انکے علاوہ دوسرے جامے جو والد بزرگوار اور چچاؤن کو سلطان المشائخ کی خدمت سے حاصل ہوئے تہے اس خاندان مین موجود ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ قیامت کے روز اس گروہ مین سے بعض لوگ چورون کے زمرہ مین جمع کیئے جائینگے وہ کہین گے کہ ہم نے تو کبہی چوری نہین کی جواب ملیگا کہ بیشک تم نے کسیکا مال و متاع تو نہین چرایا لیکن مردون کا جامہ پہنا اور اون کا سا عمل نہین کیا۔ انجام کار یہ لوگ پیرون کی شفاعت سے نجات پائین گے۔

سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایک شخص عزیز البشر نام بداؤن سے دہلی میں آیا اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند رشید مولانا ناصح الدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب اوسے ایک عرصہ آپکی خدمت میں گذر چکا تو خرقہ کا خواستگار ہوا اور بہی نیت ایک اور جماعت نے بھی کی۔ اتفاق کا ذکر ہے کہ چند درویش حوض سلطان پر جمع تھے کہ اتنے مین وہ درویش بھی آ حاضر ہوا جو خرقہ کی طلب مین تھا لیکن جون ہی اسنے حوض سلطان کو دیکھا بے ساختہ زبان سے نکل گیا کہ یہ کیا حوض ہے بداؤن کا حوض شاغر اس سے بہتر ہے محمد کبیر بھی وہان موجود تھے جب اونہون نے اوس شخص کی زبان سے یہ بات سنی مولانا ناصح الدین سے کہا کہ اس بے ادب اور دروغگو کو خرقہ نہ دینا چنانچہ مولانا ناصح الدین نے محمد کبیر کے کہنے کے مطابق اوسے خرقہ نہ دیا۔ شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ مین نے سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کو فرماتے سنا ہے کہ اس ضعیف نے بہت لوگون کو خرقہ دیا ہے لیکن اون مین چار شخص تو ایسے ہین جنہین خرقۂ ارادت دیا گیا ہے اور باقی لوگونکو خرقہ تبرک۔ اور شیخ بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جس قدر خرقے ہم نے لوگون کو دیئے ہین اون مین پانچ یا چھ خرقے تو خرقہ ارادت تھے اور باقی سب خرقے تبرکاً دیئے گئے ہین۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ نے جو فرمایا ہے کہ۔ اس ضعیف نے بہت لوگون کو بہت سے خرقے دیئے ہین مگر خرقۂ ارادت صرف چار ہی شخصون کو دیئے ہین۔ اس فرمانے مین کیا حکمت تھی۔ سو واضح ہو کہ حضرت سلطان المشائخ کے ہزارون بندگان خدا مرید تھے اور آپنے سب کو ارادت و بیعت مین قبول کرکے کسیکو کلاہ اور کسیکو خرقہ عنایت کیا تھا لیکن اس سے آپکی مراد یہ تھی کہ خرقۂ ارادت صرف اون ہی لوگونکو ملا ہے جو مرید حقیقی تھے اور مرید حقیقی کی تفصیل سابق مین سلطان المشائخ کے بیان سے گذر چکی جہان آپنے مرید کی قسمین بیان فرمائی ہین۔ یا یون کہیے کہ سلطان المشائخ کی ان سے وہ مرید مراد ہین جو تمام افعال و اقوال مین پیر کے تابع ہین اور پیر کی روش سے سر مو تجاوز نہین کرتے یہان تک کہ پیر کے ساتھ انتہا درجہ کی متابعت اور اتحاد کی وجہ سے نفس واحد کے مانند ہو گئے ہین جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ الفقراء کنفس واحدۃ یعنے تمام فقرا ایک النفس کے مانند ہین ؎ مصرع بیگانگی مبین تو مائی و تو ائیم ؞ کاتب حروف نے خاص سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ رَاَیْتُ بِخَطِّ شَیْخِ الْاِسْلَامِ شِہَابِ الدِّیْنِ السُّہْرَوَرْدِیْ اَنَّہٗ ذَکَرَ اِلْبَاسَ الْخِرْقَۃِ اِلَی الْجُنَیْدِ وَبَعْدُ اِخْتَصَرَ عَلَی الصُّحْبَۃِ وَغَیْرِہٖ مِنَ الْمَشَائِخِ عَنْعَنَۃَ الْخِرْقَۃِ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاعْتَمَدَ السُّہْرَوَرْدِیُّ عَلٰی حَدِیْثِ ابن خالد وللمشائخ فیہ طریقتان الطریقۃ الحسن البصری والطریقۃ الکمیلیۃ فانہ البس علیہ السلام علیا وہو البس الحسن البصری والکمیل ابن زیاد فخرقۃ الحسن البصری معروفۃ واما الکمیل البس عبد الواحد بن زید والبس ہو ابا یعقوب النسوسی والبس ہو ابا یعقوب النہرجوری والبس ہو ابا عبد اللہ

بن عثمان والبس ہو ابا الیعقوب الطبری والبس ہو ابا القاسم بن رمضان والبس ہو ابا العباس ابن ادریس والبس ہو

داؤد بن محمد المعروف بخادم الفقرا و والبس ہو محمد بن مالک والبس ہو اسمعیل القصیری والبس ہو شیخنا ابا الحسنات احمد بن عمر الصوفی والبس ہو ہذا الفقیر یعنے سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی کی قلم سے لکھا دیکھا ہے کہ اپنے خرقہ پہنانے کا ذکر کیا ہے اور اسکی نسبت حضرت جنید رضی اللہ عنہ کی طرف کی ہے۔ اور ان کی صحبت پر انحصار کیا ہے لیکن انکے علاوہ اور مشائخ نے یکے بعد دیگرے نسبت کرتے ہوئے اس سلسلہ کو جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچایا ہے یعنے خرقہ پہنانے کی نسبت بہت سے واسطوں کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے اور شیخ شہاب الدین سہروردی کا اعتماد ابن خالد کی حدیث پر ہے اور مشائخ کے نزدیک خرقہ پہنانے کے دو طریقے ہیں ایک طریق تو حضرت حسن بصری کی طرف منسوب ہے اور دوسرا کمیل بن زیاد کی جانب جنکا خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خرقہ پہنایا اور حضرت علی نے حسن بصری اور کمیل بن زیاد کو پہنایا۔ چونکہ حسن بصری کا خرقہ معروف و مشہور ہے اس لیئے اوسے چھوڑکر کمیل بن زیاد کے خرقہ کی قدرے تفصیل کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ کمیل بن زیاد نے عبد الواحد بن زید کو اور اونہوں نے ابو یعقوب السوسی کو اور ابو یعقوب نے ابو یعقوب نہرجوری کو اور اونہوں نے ابو عبد اللہ بن عثمان کو اور ابو عبد اللہ نے ابو یعقوب طبری کو اور اونہوں نے ابو القاسم بن رمضان کو اور اونہوں نے ابو العباس بن ادریس کو اور اونہوں نے داؤد بن محمد المعروف بخادم الفقرا کو اور اونہوں نے محمد بن مالک کو اور اونہوں نے اسمعیل قصری کو خرقہ پہنایا اور اسمعیل قصری نے ہمارے شیخ ابو الحسنات احمد بن عمر صوفی کو اور اونہوں نے اس فقیر کو پہنایا۔ **نکتہ** مشائخ قدس اللہ ارواحہم واسرارہم العزیز کی خلافت کے بیان میں حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز سے مولانا فصیح الدین نے دریافت کیا کہ مشائخ کی خلافت کا سزاوار کون شخص ہے اور یہ منصب کس شخصکو مل سکتا ہے فرمایا جس شخص کے دل میں خلافت کی توقع نہو۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ ظہیر الدین سقا میرے پاس آکر کہا کرتا تہا کہ جسے میں مرید کرتا ہوں وہ دوسرے شیخ کا مرید ہو جاتا ہے اور مجھپر اوسے ترجیح دیتا ہے میں نے ایکدفعہ اوس سے کہا کہ تجھے شیخ الاسلام بہاؤ الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف سے اس بارہ میں اجازت خاص ہوئی تھی یا نہیں اوس نے بیان کیا کہ کوئی خاص اجازت نہیں ہوئی تھی میں نے یہ سنکر فوراً دلمیں خیال کیا کہ جس شخصکو شیخ کی طرف سے بیعت و مرید کرنے کی اجازت نہیں ہوئی اوس کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ ایکدفعہ چند لوگوں نے حضرت سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ وہ کون کون اوصاف ہیں جنکی وجہ سے آدمی مشائخ کی خلافت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ اس کام کی لیئے بہت سے اوصاف درکار ہیں لیکن جس زمانہ میں کہ خواجہ نے مجھے دولت خلافت

عنایت فرمائی تھی ایکدن مجھے یون فرمایا تھا کہ خدا تعالی نے تجھے علم عشق عقل تینون چیزین عنایت فرمائی ہین اور جو شخص ان تین چیزون کے ساتھ موصوف ہو اوسے مشائخ کی خلافت سزاوار ہے۔ مین نے خواجہ سے یہی سنا ہے کہ مشائخ رحمہم اللہ جب اپنی خلافت سے کسیکو مشرف کرتے ہین تو اوسکے تین طریقے ہین ایک جو سب سے بہتر اور محکم تر ہے جسکے حما کہتے ہین اور جسمین بہت سی خیر و برکت مضمر ہوتی ہے یہ ہے کہ پیر کو کسیکے بارے مین خدا تعالی کی طرف سے الہام ہو اور حق تعالی بغیر واسطہ شیخ کے دل مین یہ بات ڈالدے کہ فلان شخص کو خلافت کا معزز منصب دینا چاہیئے کیونکہ وہ اسکے قابل ہے۔ دوسرے یہ کہ شیخ مرید کے معاملہ مین انتہا سے زیادہ غور کرے اور اجتہاد کرکے اپنی خلافت عنایت کرے لیکن یہ طریقہ پہلے طریقہ سے کم درجہ رکھتا ہے کیونکہ قاعدہ کے مطابق اجتہاد مین صواب و خطا دونون کا احتمال ہوتا ہے تیسرے یہ کہ کسیکی شفاعت و عنایت کی وجہ سے شیخ خلافت دیدیتا ہے اور یہ طریقہ اوپر کے دونون طریقون سے ادنی ہے۔ اسی اثنا مین لوگون نے سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ جس صورت مین پیر نے اوسے خوشی کے ساتھ اجازت نہین دی ہے بلکہ لوگونکی سعی سفارش سے خلافت میسر ہوگئی ہے تو اب شیخ کا منصب عہدہ اوسے مل سکتا ہے۔ فرمایا ایسی صورت مین کیونکر مل سکتا ہے بعدہ آپنے فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے خلیفہ مولانا فخر الدین صفاہانی بلگرام مین رہتے تھے ایکدفعہ اونہون نے وہان سے ایک شخص داؤد نامی درویش کو شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین بھیجا اور خلافت کی التماس کی کہ یہان کے لوگ مجھسے مزاحمت کرتے اور کلاہ مانگتے ہین لہذا حضور مجھے خلافت کا منصب عنایت کردین اس زمانہ مین مین بھی شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین حاضر تھا۔ جون ہی مولانا فخر الدین کے فرستادہ نے یہ گذارش خدمت اقدس مین کی آپکے چہرہ مبارک سے ناگواری کے آثار نمایان ہوئے اونکی التماس کو قبول نہ فرمایا اور ایک مدت تک فرستادہ بے غرض پڑا رہا۔ ایک دفعہ مین نے تنہا اور ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم کے فرزند رشید جناب مولانا شہاب الدین کے ساتھ شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین اوسکا ذکر کیا اور نہایت بہتر و عمدہ طریقہ کے ساتھ کیا مگر ہر دفعہ ناخوشی اور بے رضامندی کے آثار شیخ مین ظاہر ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ عطیہ حقیقی ہے آرزو سے حاصل نہین ہوتا جو شخص اس کے قابل ہوتا ہے وہ اس سے ہمیشہ اعراض و پہلو تہی کرتا ہے۔ تیسری دفعہ مین نے ایک ایسے موقع پر جو نہایت ہی عمدہ اور خوش وقت تھا مولانا فخر الدین کے بارے مین عرضداشت کی اس دفعہ حضور نے فرمایا کہ مولانا نظام الدین! تم کیا کہتے ہو۔ مین نے عرض کیا مخدوم حاکم ہین مولانا مخدوم بظاہر درویشی مین مشغول معلوم ہوتے ہین آپنے مہربانی و عنایت سے فرمایا کہ مولانا بدر الدین اسحاق سے اوسکے لیئے خلافت نامہ لکھوالو چنانچہ جب خلافت نامہ مرتب ہوگیا تو مولانا فخر الدین کو بھیجدیا گیا۔ اسکے بعد اتفاق سے ایکدفعہ مولانا فخر الدین نے

دہلی مین ملاقات ہوئی مین نے اونکی خلافت کی کیفیت اور اس عزز منصب حاصل ہونے کا واقعہ دریافت کرنا شروع کیا مین نے دیکھا کہ اونہین میرا یہ سوال شاق وگران گذرا فوراً میرے دلمین خیال آیا کہ جو کچھ شیخ شیوخ العالم انکے بارہ مین فرماتے تھے وہ بالکل ٹھیک تھا اور مین غلطی پر تھا۔ مولانا ضیاء الدین برنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے فرماتے ہین کہ مین ایکدفعہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر تھا۔ اشراق کے وقت سے چاشت تک آپکے جان بخش کلمات اور روح افزا گفتگو سننے مین مشغول رہا۔ اوسروز بہت سے بندگان خدا سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین بہ نیت ارادت حاضر ہوئے اور دولت ابدی سے مشرف ہوئے اسوقت میری دلمین خطرہ گذرا کہ مشائخ سلف مرید کرنے مین نہایت احتیاط کرتے اور خوب غور و تامل کرنیکے بعد کسیکو مرید کیا کرتے تھے سلطان المشائخ اپنے انتہا درجہ کی کرم و مہربانی کی وجہ سے عام و خاص کی دستگیری کرتے اور بغیر امتحان و امتیاز کے لوگون سے بیعت لیتے ہین۔ میرے دلمین آیا کہ آپ سے اسبارہ مین دریافت کرنا چاہیئے لیکن چونکہ حضور کاشف عالم تھے فوراً میرے اس خطرہ سے واقف ہوگئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ مولانا ضیاء الدین! تم ہر بات کو مجھسے دریافت کرتے ہو لیکن کبھی یہ نہین پوچھتے کہ مین بغیر تحقیق کیئے آنیوالونکو بیعت کے سلسلہ مین کیون داخل کرلیتا اور بے تفتیش ہر شخص کے ہاتھ مین دست بیعت کیون دیدیتا ہون۔ سلطان المشائخ کی یہ بات سنکر مین سر سے پاؤن تک لرز اوٹھا اور حضور کے قدمون مین گرکر عرض کیا کہ ایک عرصہ سے یہ مشکل و دشوار امر مجھے درپیش تھی آج ہی میرے دلمین یہ خطرہ گذرا تھا۔ چونکہ مخدوم کا باطن اوس سے پہلے ہی سے مطلع ہوگیا اسلیئے اوسے زبان سے عرض کرنا گستاخی و بے ادبی ہے فرمایا کہ سنو۔ خدا تعالی نے ہر زمانہ مین اپنی حکمت بالغہ کی ایک خاصیت پیدا کی ہے یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ کے آدمیون کا طریقہ اور رواج و رسم علیحدہ اور جدا ہوتا ہے اور زمانہ کی رفتار لوگون مین اسدرجہ اثر کرتی ہے کہ زمانہ موجودہ کے لوگون کے مزاج اور طبیعت گذشتہ لوگون کے اخلاق و طبائع کے ساتھ بالکل مشابہت نہین رکھتے البتہ بہت کم آدمی ایسے ہوتے ہین جنکی طبیعتین پہلے لوگونکی طبیعتون سے ملتی جلتی ہین اور یہ بات تجربات سے خوب واضح ہوئی ہے جب اس قدر بات معلوم کر چکے تو یہ بھی معلوم کرو کہ مرید کی اصل ارادت یہ ہے کہ وہ غیر حق سے قطع تعلق کرکے مشغول بحق ہو جائے جیسا کہ اسکی تفصیل و تشریح سے کتب سلف مملو ہین سلف کا قاعدہ تھا کہ جبتک مرید مین کلی انقطاع نہ دیکھتے تھے اوسکے ہاتھ مین دست بیعت نہ دیتے تھے لیکن شیخ ابو سعید ابوالخیر کے زمانہ سے جو خدا تعالی کی آیتون مین سے ایک آیت تھے۔ شیخ سیف الدین باخرزی کے عہد تک اور شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی کے عہد مبارک سے حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز

کے زمانہ تک ایک اور ہی طریقہ نے جلوہ گری کی تہی ان اولوالعزم اور جلیل القدر بادشاہوں کے دروازوں پر جنکے علو درجات اور کرامات شرح سے مستغنی ہیں ہر وقت ہجوم خلائق رہتا تہا اور ہر چہار طرف سے بادشاہ امرا مشاہیر معارف اور دیگر لوگ جوق جوق آتے تہے اور اخروی مہلکات کے خوف سے اپنے تئین ان عاشقان خدا کی پناہ مین ڈالدیتے تہے یہ مشائخ رحمہم اللہ بغیر تحقیق و تفتیش کے عام و خاص سے برابر بیعت لیتے اور سلسلۂ ارادت مین داخل کرتے تہے اور ہر ایک شخص کو علی حسب مراتب کسیکو خرقۂ توبہ کسیکو خرقۂ تبرک عنایت فرماتے تہے کیونکہ یہ ممکن نہ تہا کہ محبوبان خدا کا سا معاملہ ہر شخص کے ساتہ دوسروں پر قیاس کرکے برتا جاتا۔ پس شیخ ابوسعید ابوالخیر اور شیخ سیف الدین باخرزی اور شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ اسرارہم لوگونکو اسیطرح مرید کیا کرتے تہے جسطرح کہ مین کرتا ہون اور اس زمانہ کے موافق یہی ٹہیک بات ہے کیونکہ اگر خدا تعالی کا ایک محبوب اور پسندیدہ شخص ایک جہان کے گناہگاروں کو اپنے سایۂ حمایت مین لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ اب مین تمہارے جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہون سنو! مین جو مریدوں سے بیعت لینے مین زیادہ احتیاط اور تفتیش نہین کرتا ہون اسکی چند وجہین ہین۔ ایک یہ کہ مین تو اتنا سنتا ہون کہ بہت سے لوگ میری بیعت مین داخل ہونے سے معصیت و گناہ سے باز رہتے ہین۔ نماز جماعت سے ادا کرتے ہین اوراد و نوافل مین مشغول و مصروف ہوتے ہین اگر مین اون سے پہلے ہی حقیقت ارادت کے شروط و قیود اون سے بیان کرون اور اون شرائط کے بجالانے پر مجبور کرون نیز خرقہ توبہ اور خرقۂ تبرک جو خرقۂ ارادت کے قائم مقام ہے نہ دون تو اس قدر جو بہلائیان جو اون سے ظہور مین آتی ہین وہ اون سے محروم و بےنصیب رہین۔ دوسرے یہ کہ مجہے شیخ کامل مکمل سے اسبات کی اجازت ہے کہ بغیر کسی سفارش یا التماس یا وسیلہ کے بدون کسی تفتیش و کرید کے لوگون سے بیعت لون اور جب مین دیکہتا ہون کہ ایک مسلمان آدمی عجز و اضطراب اور مسکنت و بیچارگی کے ساتھ میرے پاس آتا اور بصد الحاح کہتا ہے کہ مین تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون تو مجہے اوس سے بیعت لینے مین کون چیز مانع ہو سکتی ہے خاصکر جبکہ میری نیت مین اوسکے صادق ہونے کا غالب احتمال ہوتا ہے پس ایسی صورت مین مجہے اوس سے بیعت لینا ضرور ہو جاتا ہے قطع نظر اسکے مین نے نہایت ثقہ اور راستباز لوگون سے سنا ہے کہ جو لوگ میری ارادت و بیعت مین داخل ہوتے ہین وہ تمام گناہون سے الگ ہو جاتے ہین۔ ان سب باتون کے علاوہ ایک اور وجہ بہی ہے جو سب سے زیادہ قوی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایکدن مین شیخ شیوخ العالم فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر تہا آپنے قلم دوات اوٹہا کر مجہے دی اور فرمایا تم تعویذ لکہو کیونکہ مرید کو تعویذ لکہنے کی

اجازت ہونی چاہیئے میں تمہین تعویذ لکھنے کی اجازت دیتا ہون اور کہتا ہون کہ جو حاجتمند تمہارے پاس آئے اوسے تعویذ لکھکر دو مین نے قلم اوٹھا کر تعویذ لکھنا شروع کیا اور نہایت افسردہ دلی اور ملالت کے ساتھ لکھنا شروع کیا شیخ شیوخ العالم نے مجھہ مین ملالت کے آثار دیکھے اور معلوم کیا کہ مین دعا لکھنے سے ملول ہو گیا ہون تو حضور نے فرمایا مولانا نظام الدین تم ابھی سے دعا لکھنے سے ملول و رنجیدہ ہو گئے جسوقت تمہارے پاس بہت سے حاجتمند آئینگے اور سائل ہجوم کرینگے اسوقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ چونکہ اسوقت بالکل تنہائی تہی مین شیخ شیوخ العالم کے قدمون مین گر پڑا اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھہ عرض کیا کہ مخدوم نے مجھے بیحد بندہ نوازی کی عنایت فرمائی ہے اور خلافت کا معزز و محترم منصب جسکے مقابلہ مین کوئی دولت و شرف نہین ہو سکتا حضور نے محض اپنی عنایت سے مرحمت کیا ہے۔ مین ایک طالب علم شخص ہون اور دنیا اور اہل دنیا کے اختلاط سے ہمیشہ متنفر اور یہ کام ایک ایسا عظیم الشان عہدہ ہے جو مجھہ ضعیف و بیچارہ کے بس کا نہین ہے مجھے تو بہی مخدوم کی ارادت اور نظر شفقت کافی و وافی ہے۔ جب مین نے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین یہ عرض داشت کی تو حضور نے فرمایا کہ نہین نہین یہ کام تم سے نہایت خیر و خوبی کے ساتھ انجام پائیگا۔ مینے دوبارہ الحاح و عاجزی کے ساتھہ اس کام سے علیحدگی اور سبکدوشی کی درخواست کی میری اس معذرت سے آپ پر ایک حالت طاری ہوئی فوراً سیدہے ہو کر بیٹھہ گئے اور مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا نظام! مجھے بتاؤ کہ کل قیامت کے روز بندۂ مسعود کو درگاہ بے نیازی مین عزت و آبرو ملیگی یا نہین اگر ملیگی تو مین تم سے عہد کرتا ہون کہ جبتک اون لوگونکو اپنے ہمراہ جنت مین نہ لیجاؤن گا جنہنے تم نے بیعت لی ہے اوسوقت تک خود بہشت مین ہرگز قدم نرکہون گا شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین بیت ماندار یم غم دوزخ و سودائے بہشت ۔ ہر کجا خیمہ زدی اہل دل آنجا آیند ۔ یعنے ہمین دوزخ کا خوف ہے نہ بہشت کا خیال جس جگہ تیرا خیمہ گڑے گا اہل دل وہین موجود ہو جائینگے الغرض سلطان المشائخ جب بیان کرتے کرتے یہان تک پہونچے تو آپنے مسکرا کر فرمایا کہ مجھے خلافت اسطرح دی گئی ہے اور ہم میری کیفیت یہ ہے کہ کبھی یہ کام مجھہ سے عمدہ و نیک ہوتا ہے اور کبھی نہین بہی ہوتا مین نہین جانتا کہ جو لوگ تمام عمر اُس کام کے درپے رہتے اور حیلہ و مکر پیچ جہوٹ کے ساتھ اس اہم اور نہایت تنگ کام مین ہاتھہ ڈالدیتے ہین اون سے کیون کر بن آتا ہے پس جبکہ مین یقیناً جانتا ہون اور نیز اپنی آنکھہ سے مشاہدہ کر چکا ہون کہ میرے شیخ واصل درگاہ بے نیازی تہے اور ایک ایسے شریف و بزرگ مشرب سے خرقہ پہنا تہا جس سے کہ شیخ بایزید اور جنید اور دیگر مستان عشق خدا نے خرقہ پہنا تہا ایسے کامل مکمل شیخ جب اون لوگون کے بارہ مین جنسے مین بیعت لیتا ہون یون فرماتے ہین کہ مین اونکے بہشت مین داخل کرانے کا ذمہ دار ہون تو پہر اب کونسی ایسی بات ہے جو مجھے بیعت لینے سے

مانع ہو سکتی ہے۔ یہ ضعیف کہتا ہے بیت: بدست گیر و برون آر و دستگیری کن ٭ کہ جز محبت تو ہیچ دستگیر ندارم ٭ یعنے تو میرا ہاتھ پکڑ کر باہر لا اور دستگیری کر۔ کیونکہ مین تیری محبت کے سوا اور کوئی دستگیر نہین رکھتا۔

نکتہ شیخ کے حال و کیفیت کے بیان مین۔ کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ادنی حال الشیخ ان یکون موصوفا باوصاف اولہا ان یکون مرادا حتی یمکنہ تربیۃ المرید والثانی ان یکون سالکا حتی یقدر علی الدلالۃ والثالث ان یکون مودبا حتی یؤدب والرابع ان یکون جوادا غیر ملتفت الی الکون والخامس ان لا یکون طامعا فی مال المرید والسادس اذا امکنہ العظۃ بالاشارہ لا یعظ بالعبارۃ والسابع اذا امکنہ التادیب بالرفق لا یؤدب بالعنف والثامن ما امر یفعلہ امر المرید لیفعلہ التاسع ما نہی عنہ نہی المرید عنہ ویزجر عنہ والعاشر اذا قبل المرید للہ تعالی فلا یردہ لاحد فان کان الشیخ بہذہ الصفۃ لا یکون المرید الا صادقا۔ یعنے شیخ کا ادنی اور کمتر حال یہ ہے کہ وہ چند اوصاف کے ساتھ موصوف ہو۔ اول صفت یہ ہے کہ وہ مراد ہو و مطلوب ہو تاکہ مرید کی تربیت کرنے پر کما حقہ قدرت رکھے دوسری صفت یہ ہے کہ شیخ راہ یافتہ ہو تاکہ مرید کو راہ دکہا سکے تیسری یہ کہ صاحب ادب ہو تاکہ مرید کو ادب دے سکے چوتھی صفت یہ ہے کہ شیخ صاحب جود و عطا ہو۔ ریا و نمود و نام کو نہ ہو اور دنیا کی طرف ذرا ملتفت نہ ہو پانچوین یہ کہ مرید کے مال مین طمع نکرے۔ چھٹی صفت یہ ہے کہ جہانتک بن پڑے مرید کو نرمی اور دلیری کے ادب دے اور تربیت کرے سختی و بے مروتی کے ساتھ برتاو نہ کرے ساتوین یہ کہ جہانتک اشارہ اور کنایہ کے ساتھ مرید کو نصیحت کرنی ممکن ہو صراحت اور زبان کے ساتھ نکرے۔ آٹھوین صفت یہ ہے کہ جس بات کا شیخ مامور ہے مرید کو اوسکے بجا لانے کا صراحۃً حکم کرے نوین یہ کہ جس چیز سے خود منع کیا گیا ہے مرید کو بھی اوس سے باز رکھے۔ دسوین صفت یہ ہے کہ جسوقت مرید کو اللہ تعالی کے لیئے قبول کرے پہر اوسے کسی اور کی طرف نہ پہیرے۔ پس اگر شیخ ان دس صفتون کے ساتھ موصوف ہوگا اوسکا مرید صادق و راستباز ہوگا۔

نکتہ ولی اور ولایت کے بیان مین۔ سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے ہین کہ اولیا کا مرتبہ تین قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ ایک شخص ولی ہوتا ہے لیکن نہ تو خود اوسے ہی اپنے حال کی خبر ہوتی ہے نہ مخلوق ہی اوسکے حال سے واقف ہوتی ہے دوسری یہ کہ مخلوق تو جانتی ہے کہ وہ اولیا مین سے ہے مگر وہ خود نہین واقف ہوتا کہ مین ولی ہون۔ تیسرے یہ کہ ولی واقف ہوتا ہے یعنے خود بھی جانتا ہے کہ مین ولی ہون اور مخلوق بھی اوسے ولی جانتی ہے۔ ازان بعد حضور نے فرمایا کہ انبیا کو کبھی عزل نہین ہوتا۔ امام ابو القاسم قشیری کے رسالہ مین لکھا ہے کہ ولی کے دو معنی ہین۔ اول یہ کہ ولی وہ ہے جو حق تعالی کو تمام امور مین اپنا متولی اور کارساز بناتا ہے اسوقت ولی بروزن فعیل مفعول کے

معنی مین ہوگا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وہو یتولی الصالحین یعنی خدا تعالیٰ نیکبختون کا متولی و کارساز ہے۔ پس انہین اونکے نفسون کے ہاتہ مین ایک لحظہ نہین چہوڑتا ہے بلکہ ہر وقت اونکا متولی اور کارساز رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ولی وہ شخص ہے جسپر خدا تعالیٰ کی طاعت و عبادات پورے طور پر غالب ہون یعنی خدا تعالیٰ اوسکی عبادت و طاعت کو متواتر اور پے درپے جاری رکہے اور بیچ مین کوئی معصیت و گناہ حائل نہ ہو۔ اس صورت مین فعیل فاعل کا مبالغہ ہوگا تو جس شخص مین یہ دونون باتین پائی جائینگی وہ حقیقت مین ولی ہوگا۔ ولی کو اپنے تئین ولی نہ جاننا جائز ہے کہ نہین ؟ اس مین مشائخ کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ اگر ولی اپنے تئین ولی نہ جانے تو یہ اوسے جائز ہے کیونکہ ولی اپنے نفس کو نہایت حقیر و ذلیل دیکہتا ہے اگر اس حالت مین اوس سے کوئی کرامت ظہور مین آتی ہے تو وہ ڈرتا ہے کہ مبادا یہ مکر ہو۔ پس یہ حال خوف کا موجب ہے اور یہ خوف اسبات کا احتمال رکہتا ہے کہ عاقبت و انجام اوسکے حال کے برخلاف ہو تو جو لوگ اسحال اور اس قول کے قائل ہین۔ وہ ولایت کی شرط وفائے مآل بتاتے ہین یعنے اگر معاملہ انجام و مآل کے موافق ہوا تو ولی ہے ورنہ نہین۔ اور بعض کہتے ہین کہ ولی کو اپنے تئین ولی جاننا جائز ہے اور یہ لوگ وفائے مآل ولایت کے شرط نہین بتاتے پس انکے نزدیک جائز ہے کہ یہ ولی جو کرامت کے ساتہ مخصوص ہے اسبات کا یقینی طور پر اعتقاد کرے کہ میرا انجام بخیر ہوگا کیونکہ اولیا کی کرامت جائز اور حق ہے اور جب یہ ہے تو اوسکا یہ حال خوف عاقبت سے اوسے بے خوف و مامون کردیگا یہی وجہ ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے صحابیون مین سے دس شخص یقیناً جنت مین داخل ہونگے اور یہ آپنے اسلیئے فرمایا کہ آپ کو یقینی علم ہوگیا تہا کہ وہ مامون العاقبت ہین۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ شیخ کو مرتبۂ ولایت بہی ہوتا ہے اور مرتبۂ ولایت بہی۔ ولایت کے یہ معنی ہین کہ شیخ مریدون کو خدا کی طرف رہنمائی کرے اور نہ صرف رہنمائی کرے بلکہ اونہین خدا کی جانب بہونچادے اور ادب طریق تعلیم کرے اور ولایت اوس معاملہ کو کہتے ہین جو شیخ اور مخلوق کے درمیان ہو۔ اس صورت مین ولایت کا مرتبہ ولایت سے بڑہا ہوا ہے کیونکہ ولایت وہ معاملہ ہے جو شیخ اور حق تعالیٰ کے درمیان دائر ہوتا ہے اور یہ ایک خاص محبت کا نام ہے جب شیخ دنیا سے کوچ کرتا ہے تو اوسے جائز ہے کہ ولایت اپنے ساتہ لیجائے مگر ولایت کو دوسرے شخص کے سپرد کرکے جائے اور اگر دوسرے کے سپرد نکرے تو بہی درست ہے کیونکہ حق تعالیٰ خود اوسے کسیکے حوالہ کردیگا۔ چونکہ ولایت اوسکے ساتہ ہے لہذا اوسے اپنے ہمراہ لیجانا ضرور ہے پہر آپنے اسبارے مین ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کو کسی اور بزرگ کی خدمت مین بہیجا اور کہلا بہیجا کہ رات کو ابو سعید ابو الخیر نے انتقال کیا اوس بزرگ نے انکے پاس آدمی بہیجکر دریافت کیا کہ

ولایت کسی دیگئی انہون نے جواب مین کہلا بہیجا کہ اسکی مجھے خبر نہین اس کے بعد او نہین معلوم ہوا کہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ ولایت کے ساتھہ نامزد کیئے گئے ہین اور یہ منصب او نہیں عطا ہوا ہے اوسی رات کو خلق نے شمس العارفین کے دروازہ کے پر ہجوم کیا شمس العارفین نے اس سے پیشتر کہ لوگ اون سے کچہہ کہین فرمایا کہ خدا تعالی نے بہت سے شمس العارفین پیدا کیے ہین پہر کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کونسا شمس العارفین ہے جسے منصب ولایت عطا ہوا ہے سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ اولیاء اللہ انتقال کے وقت تک دنیا مین ایسے رہتے ہین جیسی کوئی شخص پڑا سوتا ہے اور اوسکا معشوق بستر پر موجود ہے جب کہ رحلت کا وقت آیا تو پہر بڑا کر نیند سے اوٹہہ کہڑا ہوا دیکہتا ہے کہ جس معشوق و مطلوب کی تلاش و جستجو مین ساری عمر مصروف رہا تہا بستر پر موجود ہے اسوقت جو فرحت و شادمانی اوسے حاصل ہوتی ہے اوسکا اندازہ بہت مشکل سے ہو سکتا ہے حاضرین مجلس مین سے ایک شخص نے اس مین حضور سے سوال کیا کہ بعض اولیاء اللہ کو یہین نعمت مشاہدہ حاصل ہو جاتی ہے؟ فرمایا ہان لیکن جو نعمت ولی اسوقت دیکہتا ہے جب اُسے کمال و تمام دیکہے گا تو اوسے خفتہ اور نیند مین آلودہ ہونے والے شخص کے مشابہ ہوگا جو نیند سے چونک کر اپنے معشوق کو بستر پر پاتا ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے کہ الناس نیام فاذا ماتوا انتبہوا یعنے اب لوگ سوتے ہین جب اونکے کوچ کرنے کا وقت ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہین مطلب یہ ہے کہ جب شخص اس درجہ تک مستغرق ہے کہ کسی بات کی اوسے اطلاع نہین تو مرتے وقت اوسکا مطلوب اوسے عنایت کیا جاتا ہے۔

نکتہ کرامت کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ تین چیزین ہین جو بطریق کرامت حاصل ہوتی ہین ایک علم بغیر پڑہے سیکہے حاصل ہو جانا۔ جیسا کہ خواجہ ابو حفص نیشاپوری کو سفر حج مین حاصل ہوا کہ جب وہ بغداد مین پہونچے اور خواجہ جنید رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو عربی زبان مین نہایت فصاحت و بلاغت سے گفتگو کرنے لگے۔ دوسرے جو چیز عوام خواب مین دیکہتے ہین وہ اولیاء کو بیداری کی حالت مین محسوس و مشاہد ہو۔ تیسری جو عوام کا تصور اونکے نفس مین اثر ڈالتا ہے اولیاء کا وہی تصور غیر نفس مین موثر ہوتا ہے۔ مثلاً جب کوئی شخص حوض کا تصور کرتا ہے اوسیوقت اوسکا موتہہ پر آب ہو جاتا ہے اور یہ تصور کی تاثیر کا ادنی اثر ہے اسیطرح اگر صاحب کرامت نفس غیر مین کسی چیز کا تصور کریگا تو اوس تصور کا اثر فوراً خارج مین موجود ہو جائیگا۔ یہان تک کہ اگر کسی شخص کی موت کا تصور کرے گا تو وہ شخص فوراً مر جائیگا اور کسی شخص کے حاضر ہونے کا تصور کرے گا تو وہ شخص اسیوقت حاضر ہو جائے گا۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ خارق عادت کے چار مرتبے ہین۔ معجزہ ایک۔ کرامت دو۔ معونت تین۔ استدراج چار۔ معجزہ تو صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھہ خصوصیت رکہتا ہے۔ دوسرے کو ہرگز میسر نہین ہوتا کیونکہ اون کا علم و عمل دونون درجہ کمال کو پہونچ جاتے ہین

اور وہی حقیقت مین اہل صحو ہین - اور کرامت اولیار کا حصہ ہے کیونکہ یہ لوگ بہی بہ نسبت اورون کے علم مین کامل ہوتے ہین
انبیا اور اولیار مین فرق ہے اور وہ یہ کہ انبیا غالب الحال ہوتے ہین اور اولیا مغلوب الحال۔ معونت وہ ہے جو بعضے مجنونون کو
میسر ہوتی ہے - یہ لوگ علم و عمل کچھہ نہین رکھتے لیکن خرق عادت کے طور پر ان سے گاہے ماہے کوئی چیز دیکھنے مین آجاتی ہے
رہا استدراج اوسکی کیفیت یہ ہے کہ جو لوگ ایمان کا حصہ نہین رکھتے اور ساحرون بشعبدہ بازون کی طرح برخلاف عادت
اون سے کوئی بات دیکھی جاتی ہے تو اس خلاف عادت بات کو استدراج کہنا اور سمجھنا چاہیئے۔ کاتب حروف نے خاص
حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ. وقد جرت السنة الالٰہیۃ ان لا یخرج شیئا من عالم الغیب الی الشہادۃ
الا بالواسطة کقول ابن مسعود لعبد ماسال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر رضی اللہ عنہ اللبن انا موتمن لست لبنا فیہا قد عاشا
لم ینز علیہا الفحل وشرب ما استخرج اللبن الا بالضرع مع ان اللہ قادر علی الابلاغ من غیر ضرع وان اباہریرۃ اسلم
زمن خیبر فلازم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث سنین وقد زادت روایتہ علی روایۃ من لازم مدۃ عمرہ ولبسط کسائہ مشہور فکیف
ینکر علی من اودع العلوم فی کسار ابی ہریرۃ اودع اسرارا فی خرقۃ البسہا علیا رضی اللہ عنہ قالت عائشة رضی اللہ عنہا
خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط من شعر اسود فجاء الحسن فادخل معہ ثم الحسین فادخل معہ ثم فاطمۃ
فادخلہا معہ ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا انظروا السنة الالٰہیۃ باذہاب الرجس
بادخال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تحت مرط یعنے عادت الٰہیہ اور سنت خداوندی یون جاری ہوئی ہے کہ خدا تعالی عالم غیب سے
عالم شہادت کی طرف کوئی چیز بغیر واسطہ کے خارج نہین کرتا جیساکہ حدیث مین آیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
حضرت ابوبکر صدیق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دودھہ کی درخواست کی تو اونہون نے جواب دیا کہ مین موتمن اور امانتدار
ہون علاوہ ازین بکریون مین دودہ ہی نہین ہے اوسوقت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی بکری کو طلب کیا جسپر کسی نر
نے جست نہ کی تہی یعنے وہ کبہی حاملہ نہین ہوئی تہی۔ ازان بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے تھنون سے مونھہ لگاکر
خوب دودہ نوش فرمایا اور بکری کے تہن دودھ سے لبریز ہوگئے۔ باوجودیکہ خدا تعالی اسباب پر قادر ہے کہ دودہ تہنون کے
علاوہ اور راستہ سے پہونچائے مگر ایسا نہین ہوا بلکہ واسطہ کی ضرورت سمجہی گئی۔ اسیطرح حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ
بہترین زمانہ مین ایمان لائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین ملازم رہے یہان تک کہ کامل تین سال آپ سے
علحدہ اور جدا نہین ہوئے۔ ان تین برس مین حضرت ابوہریرہ کو روایات احادیث مین وہ تحقیق و تدقیق حاصل ہوئی کہ
جو اون لوگون کو میسر نہین ہوئی۔ جو تمام عمر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہے اور رات دن مین کسی وقت
آپ سے علحدگی نہین کی۔ حضرت ابوہریرہ کی چادر فراخ کرنے اور آنحضرت کے اوسپر دم کرنے اور پہر ابوہریرہ کے اوسکو سینہ

علیہ کا قصہ مشہور و معروف ہے پس اوس شخص کی ذات پر کیونکر انکار کیا جا سکتا ہے جس نے حضرت ابوہریرہ کی چادر میں امانت رکھی اور جو خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہنایا گیا اوس میں اسرار الٰہی کی امانت رکھی۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن گھر سے باہر تشریف لیگئے اور آپ سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضرت امام حسن رضی اللہ آئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونہیں اپنی چادر میں داخل کر لیا پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آئے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونہیں بھی اپنی چادر میں داخل کر لیا ازاں بعد حضرت فاطمہ تشریف لائیں اور جناب سرور کائنات نے اونہیں بھی چادر کے نیچے لے لیا۔ اسی اثنا میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے آپنے اونہیں بھی چادر کے نیچے لیلیا جب یہ سب حضرات اسطرح جمع ہو گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اہل بیت خدا تعالےٰ تمہیں پاک و صاف کرنا چاہتا ہے۔

تکملہ کرامت کے مخفی کرنے اور چھپانے کے بیان میں۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ فرض اللہ تعالی کتمان الکرامۃ علی اولیاءہ کما فرض علی انبیاءہ اظہار المعجزۃ یعنی جسطرح خدا تعالی نے انبیاء علیہم السلام پر اظہار معجزہ فرض کیا ہے اوسی طرح اولیاء پر کرامت کا چھپانا فرض کر دیا ہے پس اگر کوئی شخص بھی کرامت ظاہر کریگا وہ تارک فرض کہا جائیگا اور عند اللہ ماخوذ ہوگا۔ سلوک کے سو درجے ہیں اون میں سترہواں درجہ کشف و کرامت کا ہے اگر سالک اس میں رہجاتا ہے تو اوسے باقی کے تراسی درجے طے کرنے نصیب نہیں ہوتے آپنے یہ بھی فرمایا کہ شیخ عثمان حرب آبادی رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت بزرگ اور بلند رتبہ شخص تھے اونکی تصنیف سے ایک تفسیر بھی ہے جو نہایت معتبر و قوی اقوال حاوی ہے وہ غزنین میں رہا کرتے تھے اور سبز ترکاری پکا کر بیچا کرتے تھے۔ اسکے بعد آپنے اس غلبی عنایت کے بارہ میں جو اونہیں میسر تھی یہ بیت زبان مبارک سے ادا فرمائی۔ بیت

حق بشبان تاج نبوت دہد ٭ ورنہ نبوت چہ شناسد شبان ٭ یعنی خدا تعالی چرواہوں کے سر پر تاج رکھتا ہے ورنہ چرواہے نبوت کو کیا پہچانیں۔ اگر کوئی شخص انسے ترکاری خریدنے آتا اور کھوٹے دام لاتا تو آپ اوس سے وہ درم لے لیتے اور اگرچہ آپ کو اسبات کا علم ہو جاتا کہ درم کھوٹے اور نامروج ہیں لیکن آپ خریدنے والے کے سامنے کھوٹے کھرے ہونے کا کچھ ذکر نہ کرتے اس مساہلت سے مخلوق کو یقین ہو گیا تھا کہ شیخ عثمانؒ کھرے کھوٹے میں تمیز نہیں کرتے ہیں اس بنا پر اکثر لوگ آتے اور کھوٹے درم دیکر آپ سے ترکاری خرید کر لیجاتے۔ یہانتک کہ جب آپکے انتقال کا وقت قریب ہوا تو آسمان کی طرف مونہہ اوٹھا کر کہا کہ خداوندا تجھے خوب معلوم ہے کہ لوگ مجھے کھوٹے درم دیتے تھے اور میں اونہیں کھروں کی جگہ قبول کرتا تھا اور واپس نہ کرتا تھا۔ اگر مجھ سے کھوٹی طاعت ظہور میں آئی ہے تو تو بھی

اپنے کرم و مہربانی سے اوسے مجھپر ذکر بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک صاحبدل درویش خواجہ عثمان کے پاس آیا اور کہانا طلب کیا شیخ عثمان نے جون ہی کفگیر دیگ مین سے نکالا تو موتی مروارید برآمد ہوئے۔ درویش بولا کہ انہین مین کیا کرون مجھے تو کہانا درکار ہے شیخ عثمان نے دوسری دفعہ کفگیر ڈالکر نکالا تو سونا نکلا۔ اسپر درویش بولا کہ وہ سنگریزے اور ٹھیکریان ہین اور یہ پتھر میرے لیئے تو کوئی ایسی چیز دیگ مین سے نکالو جسے مین کہا سکون تیسری مرتبہ جو آپنے کفگیر نکالا تو ترکاری سے بہرا ہوا نکلا۔ درویش نے جب یہ کیفیت دیکھی تو شیخ عثمان سے کہا کہ اب تمہین یہان رہنا نہ چاہیئے چنانچہ اوہی دنون مین شیخ عثمان انتقال کر گئے۔ زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب درویش کے کشف کی یہان تک نوبت پہونچے تو اوسے دنیا مین رہنا جائز نہین ہے۔ خواجہ سنائی نے اسی مضمون کو نظم کے پیرایہ مین یون ادا کیا ہے نظم ؎[۱] شیخ مہنائے روئے شہر افروز؛ چون نمودی بروسپند بسوز؛ آن جمال تو حیبیت مستی تو؛ وان سپند تو حیبیت ہستی تو؛ بعدہ فرمایا کہ بعض اولیا جو اپنا دلی راز ظاہر کر دیتے ہین یہی اونکی مستی ہے۔ بخلاف انبیا کے کہ وہ اصحاب صحو ہین اور کبھی اپنی مخفی حالت ظاہر نہین ہونے دیتے۔ خواجہ سنائی اسی کو مستی سے تعبیر کرتے ہین۔ یعنے جب تونے سر کو کشف کیا تو اب تجھے اس سے زیادہ مین تاخیر کرنی نہ چاہیئے چنانچہ وہ کہتے ہین۔ ؎ آن جمال تو حیبیت مستی تو؛ وان سپند تو حیبیت ہستی تو زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جو شخص کامل ہے وہ کسیطرح اپنا سر ظاہر نہین کرتا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اسرار الٰہی کے لیئے پورا پورا حوصلہ وسعی درکار ہے اور جن لوگون مین یہ بات پائی جاتی ہے اونہین اہل صحو کہتے ہین آپ یہی فرماتے تھے کہ سالک کے لیئے کشف اور کرامت حجاب راہ ہے اوسکے لیئے استقامت یہی ہے کہ محبت رکھے اور کرامت کا ظاہر کرنا کوئی بڑا کام نہین ہے۔ ہان روش اسلام برتنا سچائی و راستی سے کام لینا گدائے بیچارہ بننا بڑا کام ہے۔ زان بعد فرمایا۔ خواجہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ ایک روز دریائے دجلہ کے کنارے پہونچے وہان ایک ماہی گیر کو دیکھکر فرمایا کہ تو دریا مین جال ڈال اور مچھلیان پکڑ اگر مین صاحب ولایت ہون گا تو فورًا جال مین مچھلی پھنس جائے گی اور دو ڈہائی سیر سے کم کی نہ پھنسے گی۔ چنانچہ مچھیرے نے پانی مین جال پھینکا فورًا مچھلی جال مین پھنسگئی اور وزن کیا تو اوسی قدر نکلی جو آپنے فرمایا تہا۔ جب یہ خبر شیخ جنید قدس اللہ سرہ العزیز کو پہونچی تو فرمایا۔ کاش جال مین کالا سانپ پھنستا اور ابوالحسن کو ڈس کر ہلاک کر ڈالتا حاضرین نے آپکی یہ گفتگو سنکر عرض کیا کہ آپ ایسا کیون فرماتے ہین ارشاد کیا کہ اگر سانپ ڈس کر اوسے ہلاک کر ڈالتا تو شہید مرتا۔ اور جب یہ

---

[۱] اپنا شہر افروز چہرہ کہیکہ مت دکہا اور اگر دکہاتا ہے تو اوسپر کالا دانہ جلا۔ تیرا جمال تیری مستی ہے اور کالا دانہ تیری ہستی ۱۲

میسر نہین ہوئی تو مین نہین جانتا کہ غرور کرامت کی وجہ سے اوسکا خاتمہ کیونکر ہوگا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے ہیے کہ شیخ سعد الدین حمویہ رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت جلیل القدر اور محترم و بزرگ پیر تہے مگر اوس شہر کا حاکم اون کا معتقد نہ تہا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ بادشاہ آپکی خانقاہ کے پاس سے ہوکر گذرا اور دربان کو یہ کہکر اندر بہیجا کہ اس صوفی بچہ کو باہر بلا لا دربان اندر گیا اور شیخ کو بادشاہ کا پیام پہونچایا آپنے اوسکی بات کی طرف ذرا التفات نہین کیا اور مصروف نماز ہوگئے۔ دربان خانقاہ سے باہر آیا اور صورت حال عرض کی اگرچہ شیخ کی اس بے التفاتی کا ماجرا سنکر اول اول بادشاہ کو سخت غصہ آیا لیکن تہوڑی دیر مین تمام غصہ فرو ہوگیا سواری سے اوترکر شیخ کی خدمت مین آیا آپ اوسے دیکہکر اوٹھ کہڑے ہوئے اور نہایت شادمانی و خوشی سے ملاقات کی دونون ایک جگہ بیٹہہ گئے اور ادہر اودہر کی باتین ہونے لگین خانقاہ کے متصل ہی ایک چہوٹا سا باغیچہ تہا شیخ سعد الدین حمویہ نے کسیکو اشارہ کیا کہ تہوڑے سے سیب چن لائے چنانچہ حکم کی فورًا تعمیل ہوئی اور شیخ و بادشاہ دونون اون کے تناول مین مشغول ہوئے جس طباق مین سیب رکہے ہوئے تہے اوسمین ایک بڑا سیب بہی تہا بادشاہ کے دل مین گذرا کہ اگر شیخ کو صفائی قلب حاصل ہے تو مجہے یہ سیب دیگا جون ہی شیخ بادشاہ کے اس خطرہ پر مطلع ہوئے آپنے ہاتہہ بڑہاکر وہ سیب اوٹہا لیا اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ ایکدفعہ مین سفر مین تہا اتفاق سے ایک شہر مین پہونچا شہر کے دروازہ پر پہونچکر دیکہتا ہون کہ ایک جم غفیر جمع ہے اور ایک بازیگر اپنے کہیل اور کرتب دکہا رہا ہے بازیگر کے پاس ایک گدہا ہے جسکی دونون آنکہین کپڑے سے بندہی ہوئی ہین اسی اثنا مین بازیگر نے اپنی انگوٹہی تماش بینون مین سے ایک شخص کو دیدی اور گدہے کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ میرا گدہا انگوٹہی کا پتہ لگا لیگا چنانچہ گدہا تماشہ دیکہنے والون کے حلقہ مین چارون طرف پہر ایک کو سونگہتا پہرا اور سونگہتے سونگہتے اوسی شخص کے پاس جا کہڑا ہوا جسکے پاس انگوٹہی تہی بازیگر آیا اور اپنی انگوٹہی اوس شخص سے لیلی جب شیخ سعد الدین حمویہ یہ نقل بیان کرچکے تو بادشاہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی کرامت ظاہر کرے تو تم یون کہو گے کہ اوسنے اپنے تئین اوس گدہے کے مرتبہ مین قرار دیا اور اگر کرامت ظاہر نکرے تو تمہارے دل مین خطرہ گذرے گا کہ اس شخص مین صفائی نہین ہے۔ یہ کہکر آپنے وہ سیب بادشاہ کے سامنے ڈال دیا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ ہمارے تمام مشائخ قدس اللہ اسرارہم العزیز کا طریقہ ستر کرامت تہا جیسا کہ ان بزرگون کے ذکر مین اپنی جگہ اسبات کو اچہی طرح بیان کیا گیا ہے خواجہ سنائی کیا خوب فرماتے ہین **ابیات** من غلام گزیدہ مردانم ❊ باد دائم فدا شان جانم ❊ قدر شان پیش امر بالیدہ ❊ کشف از زیر کفش مالیدہ ❊

سلہ مین مردان راہ خدا کا مقبول و برگزیدہ غلام ہون میری جان عزیز اون پر ہمیشہ قربان ہو اونکی قدر و شان نہایت اعلی مرتبہ کی ہے اور باوجود اس کے راز کو جوتے کے نیچے رکہتے ہین ۱۲

کشف[1] اگر ہند گردت برتن ۔ کشف را کفش ساز و بر سر زن ۔ نکتہ حضرت سلطان المشائخ کی زبان مبارک سے بندہ

کاتب الحروف محمد مبارک علوی کرمانی المدعو بامیر خرد کے نام معین ہونے اور سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والدین خواجہ

محمد بن احمد بن خواجہ علی الحسینی البخاری بداؤنی قدس اللہ سرہم العزیز کی خدمت میں ارادت و بیعت کرنے کے بیان میں۔ مریدان خوب اعتقاد حق پذیر پر واضح ہو کہ کاتب حروف مشائخ طبقہ مکرمہ حضرات خواجگان چشت رضی اللہ عنہم کے آستانہ آسمان سا کا بندہ اور بندہ زادہ ہے اور اس بندہ کے والد اور جد بزرگوار ان مشائخ کبار کے خدمتگاروں کے سلک میں داخل ہیں اور ان پاک اور معزز حضرات کی بارگاہ سے دینی و دنیاوی نعمتوں کے ساتھ مخصوص ہوئے ہیں یہ ضعیف عرض کرتا ہے **قطعہ**[2] بیچارگان عشق تو بر بوئی زلف تو ۔ برباد دادہ جان و دل و خان و مان خویش ۔ از حضرت مشائخ دینا و ربافتند ۔ مطلوب ہر دو عالم و مقصود جان خویش ۔ الغرض جب بندہ کاتب حروف پیدا ہوا تو جد بزرگوار سید محمد کرمانی جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے سابقین اولین مریدوں میں تھے اور مولانا شمس الدین دامغانی جو کاتب الحروف کے نانا اور حضرت سلطان المشائخ کے ہم سبق تھے یعنی دونوں حضرات شمس الملک کی خدمت میں ایک ساتھ تحصیل علوم کرتے تھے بندہ کو سلطان المشائخ کی خدمت میں اس غرض سے لے گئے کہ آپ اپنی زبان مبارک سے کوئی نام تجویز کریں چنانچہ سید محمد کرمانی نے عرض کیا کہ اس بچہ کا نام حضور معین فرمائیں آپ نے فرمایا کہ آپ بزرگ ہیں لہذا اگر آپ ہی تعیین نام کریں تو بہتر ہے۔ سید محمد کرمانی نے مولانا شمس الدین کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ پھر آپ ہی کوئی نام تجویز کیجیے۔ مولانا شمس الدین نے جناب سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ ہم صرف اسلیے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہیں کہ اس بچہ کا نام مخدوم ہی تجویز کریں اسوقت سلطان المشائخ قدس سرہ نے فرمایا کہ میرا نام محمد ہے اور سید کو بھی محمد کہتے ہیں اور تمہارا نام بھی محمد ہی ہے بہتر ہے کہ اس بچہ کو بھی محمد کے نام سے پکارا جائے چنانچہ یہ دولت و سعادت باتفاق ان ولیوں کے جو مجلس میں حاضر تھے۔ کاتب حروف کو اول ہی نصیب ہوئی۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہیں **بیت**[3] بندہ را نام خویشتن نبود ۔ ہر چہ ما را لقب کنند آنیم ۔ جب بندہ ابتدائی عمر کے مرحلے طے کر کے سن بلوغ کو پہنچا تو والد بزرگوار (خدا ان پر رحم کرے) کی ان تھک کوششوں اور نانا مولانا شمس الدین دامغانی رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت

---

[1] اگر تیرا کشف ظاہر و عیاں ہو تو اسے جوتی بنا کر سر پر مار ۱۲

[2] عاشقوں نے تیری زلف کی خوشبو پر اپنا جان و دل اور خانمان قربان کر ڈالا۔ اپنا مطلب و مقصود مشائخ دینداروں سے حاصل کیا ہے ۱۲

[3] بندہ اپنا کوئی نام نہیں رکھتا ہے۔ بلکہ جو کچھ وہ لقب دے اور جس اسم سے پکارے ہم وہی ہیں ۔ ۱۲ ۔ ۱۲ ۔ ۱۲

ومہربانی کی وجہ سے حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی شرف ارادت سے مشرف ہوا
امیر خسرو فرماتے ہیں **بیت**[1] سعادت ابدی در پئے ارادت تست ؛ چنانکہ عید مبارک ز بعد ماہ صیام ؛ بندۂ ضعیف
عرض کرتا ہے **نظم**[2] ای دست تو دستگیر جان و دل من ؛ ای روئے[3] تو حل عقدۂ مشکل من ؛ خاک در تست افسر و تاج
سر من ؛ عشق رخ تست جملہ حاصل من ؛ جسوقت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز نے اس بندہ کے ہاتھ میں دست
بیعت دیا ہے چاشت کا وقت تہا اور آپ جماعت خانہ کے کوٹھے پر حجرہ کے آگے مقام مقررہ میں قبلہ رخ چار پائی پر
بیٹھے ہوئے تھے۔ بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **قطعہ**[4] بر تخت نشستہ بود چو سلطان عاشقان ؛ آن سرور مشائخ و برہان
عاشقان ؛ در ہر شکست زلفش دلہای عارفان ؛ گشتہ بادگردش جان عاشقان ؛ اسوقت آپ گریہ وزاری
میں مشغول تھے۔ سبحان اللہ یہ کیسا رونا تہا کہ اگر کسی وقت مسکراتے تو عین تبسم کے وقت ہی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا
آتے یہ ضعیف عرض کرتا ہے **رباعی**[5] اسیر گریۂ تو ہر کہ دید یک نظرش ؛ غلام خندۂ تو عالم است اے سلطان ؛
عجب تر آنکہ نگاہ تبسم از گریہ ؛ دو چشم روشنت از آب دائماً غلطان ؛ مولانا شمس الدین بندہ کو اور بندہ کے ساتھ
اوسکے دو برادران سید لقمان اور سید داؤد کو سلطان المشائخ کے پاس لے گئے۔ مولانا شمس الدین کے لیئے آپکی چار پائی
کے متصل کرسی بچہائی گئی اور مولانا اوسپر بیٹھہ گئے۔ مولانا فخر الدین زرادی مجلس میں پہلے ہی بیٹھے ہوئے علم طب کے
قواعد و اصول بیان کر رہے تھے لیکن وہ ہمارے جاتے ہی اوٹھہ کھڑے ہوئے اور کوٹھے سے اوتر کر چلے گئے مولانا شمس الدین
نے میرا اور میرے بھائیوں کا اس عبارت میں ذکر کیا کہ یہ لڑکے سید مبارک کے ہیں جو مخدوم زادوں کے دعاگو تھے یہ چاہتے
ہیں کہ حضور کے غلاموں کی سلک میں داخل ہوں اور شرف ارادت سے مشرف ہو کر سعادت دارین حاصل کریں حضرت
سلطان المشائخ نے مولانا کی یہ گفتگو سنکر ایک نہایت ہی جوش مسرت کے لہجہ میں فرمایا کہ مولانا یہ میرے فرزند ہیں۔
بندہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت**[6] این از کرمت سزد ولیکن گویم ؛ ای کاش سگے باشم اندر رہ تو ؛ ازاں بعد آپنے
دست ارادت بندہ کمینہ کے ہاتہ میں دیا اور اپنی کلاہ اسکے سر پر رکہی مگر اسوقت سلطان المشائخ پر گریہ و

[1] ہمیشہ کی سعادت و نیک بختی تیری ارادت میں ہے جیسا کہ ماہ رمضان المبارک کے بعد عید ہوتی ہے ۱۲ [2] تیرا ہاتہ میری جان
دل کی دستگیری کرتا اور تیرا رخ انور میری مشکل کو حل کرتا ہے – تیرے دروازہ کی خاک میرے سر کی تاج و افسر ہے اور تیرا
عشق میری تمام کامیابی کا دیباچہ ہے ۱۲ [4] عاشقوں کے بادشاہ کے مانند تخت پر جلوہ فرماتے وہ مشائخ کے سردار اور
عاشقوں کے برہان۔ اونکی زلف گرہ گیر نے عارفوں کے دلوں کو زخمی کر رکہا تہا اور عشاق کی جان و دل اونکی سر کے گرد و پیش حیران
و سرگردان تہی ۱۲ [5] جس شخص نے ایک نظر تجھے روتے دیکہا وہ تیرے گریہ کا قیدی ہوگیا اور تیرے خندہ کرنے میں وہ اثر ہے کہ اوسکا
ایک عالم غلام ہے۔ زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ تبسم کے وقت گریہ کی وجہ سے تیری دونوں روشن آنکھوں سے ہمیشہ پانی گرتا ہے
[6] یہ تیرے کرم و مہربانی کے شایاں و لائق ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ کاش میں تیری راہ کا کتا ہوتا – ۱۲ ؛ ۱۲ ؛ ۱۲ ؛ ۱۲

رقت نے اسقدر جو غلبہ کیا کہ آپ کچھ تلقین نکرسکے۔ غرضکہ اس سعادت کے حاصل کرنے کے بعد یہ بندہ آپکی دیوار کے سایہ مین اپنے آبا و اجداد کی روش طریقہ پر پرورش پاتا تہا بندہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت**[۵۱] پرورش مے یافتم در سایۂ دیوار تو* من کہ باشم جملہ عالم پرورش مے یافتند۔ اسکے بعد کبھی تو مولانا شمس الدین کی مصاحبت مین اور کبھی والدہ بزرگوار کے آدمی کے ساتہ حضرت سلطان المشائخ کے جمال جہان آرا اور دیدار دلکشا سے مشرف ہوا کرتا تہا بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت**[۵۲] کسیکہ روئے تو دیداست اعتقاد من آنست* کہ او نجات ابد یافتہ است از رحمان* بدرد عشق تو مے میرم و ہمی طلبم* کہ روئے خوب تو بینم کجاست این درمان* اگرچہ اوس زمانہ مین معانی کا ادراک اور حقائق کا کشف چندان میسر نہ تہا لیکن پہر بہی سلطان المشائخ کے وقت پاک یعنی نعمت دیدار اور مشاہدہ مجلس نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک سے مشابہ تہی نیز ذوق مجلس ارادت اور جناب سلطان المشائخ کے دست مبارک کے مساس نے جو گریہ کے ساتہ مقرون تہا خاطر خواہ دل مین اثر کردیا تہا اور باطن مین متمکن ہوگیا تہا۔ بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **رباعی**[۵۳] از وقت تو وقت عالمے خوش گشتہ است* در عشق تو جان ز اندوہ و غم رستہ است* جانان ز غمت دو کون پرشد ارسے* بار وئے تو عشق محکم بستہ است* **بیت**[۵۴] گریہ تو کہ مایۂ عشق است* عاشقان جہان بدیدہ خرند* پس ازان دیدہ خون دل چون آب* بر درت عاشقان زدیدہ برند* **بیت**[۵۵] جان در خاطرم دادہ است جانیت* کہ خواہم مردن اندر زیر پایت* الغرض جناب سلطان المشائخ کے مجلس ذوق نے مجہہ مین یہان تک اثر کیا ہے کہ جب مین سماع سنتا ہون اور اوس سے رقت پیدا ہوتی ہے تو اسے بہی اوسی کا ثمرہ سمجہنا چاہیئے اور یقین کرنا چاہیئے کہ سلطان المشائخ کے اوصاف پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ روح پر نزول کرتے ہین اور وہان سے شاخ در شاخ ہوکر ایک عجیب و غریب حالت پیدا کرتے ہین خواجہ حکیم سنائی فرماتے ہین **بیت**[۵۶] بصحرائے محبت شو اگر نزہت ہمی باید* کہ آنجا باغ در باغ است خوان در خوان دا در را*

---

۵۱ مین تیرے دیوار کے سایہ مین پرورش پاتا تہا اور نہ صرف مین بلکہ ایک جہان ۱۲ ۵۲ میرا تو اعتقاد یہ ہے کہ جس نے ایکدفعہ تیرا چہرہ دیکھ لیا اوسنے ابدی نجات حاصل کی۔ اگرچہ مین تیرے عشق مین مرتا ہون لیکن خواہش یہی رکھتا ہون کہ تیرا خوبصورت چہرہ میسر ہوکر دیکہون ۱۲ ۵۳ تیرے وقت سے تمام جہان کا وقت خوش ہے اور تیرے عشق مین جان اندوہ و غم سے خلاصی پا چکی ہے۔ تیرے غم سے دونون جہان پُر ہین اور سب نے تجہسے عشق مستحکم کیا ہے ۱۲ ۵۴ تیرا گریہ کہ عشق کا سرمایہ ہے تمام دنیا کے عشاق آنکہون سے اوسکے خریدار ہین ۱۲ ۵۵ اگر تجہے نزہت و تفریح درکار ہے تو صحرائے عشق مین قدم رکہہ کیونکہ وہان طرح طرح کے باغات اور قسم قسم کے خوان موجود ہین ۱۲

اب میری کیفیت یہ ہے کہ جو دینی و دنیاوی مہم مجھے پیش آتی ہے فوراً جناب سلطان المشائخ کی اوس روح افزا اور مصفا صورت کا اپنے دل میں تصور کرتا ہوں جسکے مشاہدہ میں فلک اور جن و انسان سرگردان و حیران ہوتے ہیں آپکی صورت پاک کے تصور کی برکت سے میرا مقصود و مطلوب حاصل ہو جاتا ہے یہ ضعیف کہتا ہے بیت۔ حاصل عشق تو در ہر دو جہان روئے تو بس ÷ خانہ اہل دلان گشتہ سر کوئے تو بس ÷ ہر کسے سوئے کسے روز قیامت بیند ÷ نظر بندہ دران روز ہمین سوئے تو بس ÷ ایضاً بیت تو بادشاہ جہانی ترا سزد نظرے ÷ بحال کہ گدایان کوے سلطانیم ÷ خلاصہ یہ کہ جب حضرت سلطان المشائخ کی محبت نے اس بندہ کے دل میں اپنا گھر کیا اور آپکے عشق و الفت نے پورا پورا اثر ڈالا۔ بندہ ضعیف عرض کرتا ہے بیت لسلطانے نشستی در دل و جان ÷ نکو کردی تو اے سلطان خوبان ÷ ایضاً اے ز عشقت خراب خانہ دل ÷ روشن از آفتاب خانہ دل ÷ چشمہا خون دل روان کردند ÷ دوست چون شیشہ در میانہ دل ÷ تو یہ بیچارہ جان و دل کے ساتھ اس صاحبدلوں کے سردار کے ساتھ متعلق ہوا۔ علاوہ ازین اس فقیر و گدا نے چند مرتبہ جناب سلطان المشائخ کو خواب میں دیکھا ہے بیت ہمہ دعای تو گویم بوقت بیداری ÷ ہمہ خیال تو بینم چو باشم اندر خواب ÷ اور خواب کے لیئے جو اثر و ثمرہ پیدا ہے وہ ہر شخص پر ظاہر ہے بالخصوص ایسے بیچارہ عاشق مرید کا خواب جسکے دل میں بجز خیال دوست کے اور کوئی چیز دخل پذیر ہی نہ ہو بیت چنان فراخ نشستہ است یار در دل تنگ ÷ کہ ہیچ رخنت اغیار در نمی گنجد ÷ اور خاصکر ایسا مرید جسکا دل محبت پیر میں سرتاپا غرق ہوگیا ہو اور یہ ظاہر بات ہے کہ اس قسم کی محبت حق تعالیٰ کی محبت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ شیطان ملعون کا کیا حوصلہ ہے کہ دوستان حق کے خواب میں اپنی صورت بدل کر آئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ۔ یعنے جسنے خواب میں مجھے دیکھا اوسنے

سلہ دونوں عالم میں تیرے عشق کا نتیجہ صرف دیدار کافی ہے اور اہل دلوں کا گھر تیرے ہی کوچہ کافی ہے ۱۲ ہر شخص قیامت کے روز ایک شخص کی طرف دیکھیگا وہ مرد میری نظر تیری ہی طرف ہونی کافی ہے ۱۲ سکہ تو بادشاہ عالم ہے تجھے ہم گداؤں اور اپنے کوچہ کے فقیروں پر نظر شفقت ڈالنی چاہیئے۔ ۱۲ سلہ تو میرے دل و جان اور رگ و ریشہ کا مالک ہوگیا اے سلطان خوبان یہ تو نے بہت اچھا کیا ۱۲ سکہ تیرے عشق سے خانۂ دل خراب ہے اور اوسکی تجلی سے روشن ہے آنکھوں نے خون کے آنسو بہانے شروع کیے۔ دوست مثال شیشہ دل کے اندر ہے ۱۲

سلہ جاگنے کی حالت میں ہمیشہ تیری دعا میں رہتا ہوں اور سوتے ہوئے تو ہی خواب میں دکھائی دیتا ہے ۱۲

سکہ یار کی محبت کچھ اسطرح دل میں بیٹھی ہے کہ اغیار کے خیال کی اوس میں گنجائش نہیں ۱۲

حقیقت مین مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت مین متمثل نہین ہوتا ہے اور یہ امر مخفی نہین ہے کہ شیخ وقت پیغمبر کے قائم مقام ہے جیسا کہ کہا گیا ہے فَاِنَّ الشَّیْخَ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ یعنے شیخ اپنی قوم مین بالکل وہی مرتبہ رکھتا ہے جو پیغمبر اپنی امت مین رکھتا ہے تو بس جسطرح شیطان کو یہ قدرت میسر نہین ہے کہ فخر رسل شاہ پیغمبران جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مین ہوکر کسیکے خواب مین ظاہر ہو اسیطرح اوسے یہ بھی امکان نہین کہ شیخ کی صورت مین ظاہر ہو۔ فَیَبْقَی الْمُرِیْدُ مَحْفُوْظًا یعنی مرید اپنے شیخ کی پناہ مین شیطان کے شر سے ہمیشہ محفوظ رہتا ہے۔ پہلی دفعہ جو کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کو خواب مین دیکھا۔ امیر خسرو کہتے ہین بیت[۵۱] این تو ئی یا بخواب مے بینم ٭ یا بشب آفتاب مے بینم ٭ تو اسصورت مین دیکھا کہ گویا آپ جماعت خانہ کے کوٹھے کے حجرہ مین قبلہ رخ چارپائی پر تشریف رکھتے ہین اور حضور کے آگے ایک لکھنوتی بوریا بچھا ہوا ہے۔ بوریئے کے ایک کونے مین جبہ اور سفید عمامہ رکھا ہوا ہے۔ جون ہی کمترین کی نظر جناب سلطان المشائخ کے جمال جہان آرا پر پڑی مین نے فورًا زمین پر سر رکھا اور سر بسجود ہوا خواجہ حکیم سنائی کیا خوب فرماتے ہین بیت[۵۲] ہر کہ او سر برین ستانہ نہاد ٭ پائے بر تارک زمانہ نہاد ٭ جب اس کمترین نے زمین سے سر اوٹھایا تو سلطان المشائخ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ جبہ پہن لو بندہ نے حضور کی نظر مبارک مین اوس جبہ سے جسم کو آراستہ کیا اور وہ عمامہ سر پر باندھا اور دوبارہ سر زمین پر رکھکر وہان سے لوٹ آیا۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے بیت پوشید بندہ خلعت وسر بر زمین نہاد ٭ آن خلعت مبارک و آن جامہ نیاز ٭ ایضًا بیت[۵۳] چگونہ شکر توان گفتن این کرامت را ٭ کہ خلعت شہ عالم بدین گدا برسد ٭ جب مین سلطان المشائخ کا عنایت کیا ہوا جبہ زیب جسم کر کے اور عمامہ مبارکہ سر پر باندھکر جماعت مین آیا تو نماز ظہر کا وقت تھا۔ سب یار و عزیز نماز کے لیئے حاضر تھے اور جناب سلطان المشائخ کے انتظار مین بیٹھے ہوئے تھے اوسی حالت مین مجھے خیال گذرا کہ مین ظہر کی نماز حضور کے پاس کھڑے ہوکر پڑھون گا اسی اثنا مین حضرت سلطان المشائخ نماز کے لیئے نیچے تشریف لائے اور کمترین نے آپکے پاس کھڑے ہوکر نماز پڑھی اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی اور مین نیند سے چونک پڑا۔ اسکے بعد ایک اور مرتبہ مین نے حضرت سلطان المشائخ کو خواب مین دیکھا اور عجب شان وشوکت کے ساتھ دیکھا۔ صورت یہ ہوئی کہ جب بندہ کے بھائی سید عماد الدین امیر صالح رحمۃ اللہ علیہ اور سید نور الدین شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز کی شرف ارادت سے مشرف ہوگئے تو ان دونون

[۵۱] آپ بنفس نفیس موجود ہین یا یہ خواب مین دیکھ رہا ہون اگر خواب ہے تو رات کو آفتاب دیکھتا ہون ۱۲

[۵۲] جسنے تیری دروازہ کی چوکھٹ پر قدم رکھا گویا اوسنے تمام زمانے کے سر پر قدم رکھا ۱۲

[۵۳] اسکا شکریہ کس زبان سے ادا کیا جائے کہ ہر دو جہان کے بادشاہ کا خلعت اس گدا کو ملے ۱۲

صاحبون نے بندہ سے فرمایا کہ تم بہی شیخ محمود کی خدمت مین ارادت لاؤ اور اون کے دست مبارک پہ بیعت کرو کیونکہ جبوقت
تم نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین بیعت کی تہی تو حضور نے تہین تلقین ارادت نہین کی تہی مین نے عرض کیا کہ
سلطان المشائخ قدس سرہ نے دست ارادت میرے ہاتہ مین دیا ہے اور کلاہ مبارک اس عاجز کے سر پر رکہی ہے اور اپنی
بیعت و ارادت مین قبول فرمالیا ہے۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے بیت[1] کلاہ بر سر بندہ نہاد و کرد قبول ؛ قبول اوست
بتحقیق نزد حق مقبول ؛ غرضکہ ان ایام مین مجہہ مین اور سید عماد الدین اور سید نور الدین مین تلقین و ارادت ہی کی
گفت و شنید اور بحث ہوتی رہی ایک شب کو اس مسکین نے جناب سلطان المشائخ قدس سرہ کو خواب مین دیکہا۔ گویا
آپ جماعت خانہ کے بالاخانہ مین اوس مقام پر تشریف رکہتے ہین جس طرف بڑ کا درخت ہے۔ یہ مقام لب دریا واقع
ہوا تہا۔ یہان سلطان المشائخ کی نشست کے لیئے پردہ کی دیوار کہینچدی گئی تہی اور درخت بڑ کی ٹہنیان اس طرف
جہک آئی تہین جن سے خاطر خواہ سایہ ہو گیا تہا۔ سلطان المشائخ اکثر اوقات اس سایہ مین بیٹہا کرتے اور جنگل و
دریا کی سیر سے تفریح حاصل کیا کرتے تہے۔ خلاصہ یہ کہ جب بندہ نے اوس دروازہ سے سر باہر کیا جہان لوگ جماعت خانہ
کے بالاخانہ پر آمد و رفت کیا کرتے تہے تو سلطان المشائخ کی نظر مبارک اس کمترین پر پڑی فدوی نے فوراً سر زمین پر رکہا
بیت[2] اینک مدت نہادہ ام سر ؛ ای سرور عاشقان عالم ؛ اثنائی خواب ہی مین تلقین ارادت کی وہ گفت و شنید
جو مجہہ مین اور سید عماد الدین اور سید نور الدین مین ہوئی تہی دل مین گذری اور مین نے عزم بالجزم کر لیا کہ اگر تقدیر نے یاری
دی اور زبان نے وفا کی تو اسکی بابت سلطان المشائخ سے دریافت کرونگا۔ جب مین نے حضور کی چوکہٹ سے سر اٹہایا
اور قدمبوسی سے فارغ ہو چکا تو سلطان المشائخ نے مجہے دیکہا اور ایسا ظاہر کیا کہ کسی شخص کے ہاتہ مین دست بیعت دیتے
ہین لیکن کچہہ زبان مبارک سے فرماتے نہین شیخ سعدی فرماتے ہین بیت[3] دستم بگیر بیچارگی از حد بگذشت ؛
سر من دار کہ در پای تو ریزم جان را ؛ میرے دل مین یہ سب کچہ عزم تہا لیکن سلطان المشائخ کی بے انتہا عظمت و ہیبت
سے کہ فلک آپکی ہیبت سے کانپتا تہا مین اپنے ما فی الضمیر کو عرض نکر سکا۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے بیت[4] فلک ز ہیبت
تو دائم است سرگردان ؛ چنانچہ عاشق مسکین زعشق مہ رویان ؛ جب مین خواب سے بیدار ہوا تو اس خواب کی
تعبیر اپنے دل مین یون قرار دی کہ مجہہ پر دست بیعت دے چکے ہین اور کلاہ ارادت سے سر کمترین کو زیب و زینت

---

[1] میرے سر پر کلاہ رکہی اور مجہے اپنی عنایت سے قبول فرمایا۔ آپکا قبول فرمانا جملہ اہل حق کا قبول فرمانا ہے۔ ۱۲
[2] اے عاشقان عالم کے سردار مین نے تیری چوکہٹ پہ اپنا سر رکہا ہے ۱۲
[3] میری دستگیری کر کہ بیچارگی حد سے زیادہ بڑہ گئی اور مجہے قبول فرما کہ مین کہ مین تیری قدمون ہی مین جان دون ۱۲
[4] آسمان تیری ہیبت سے دائم چکر میں ہے جیسے بیچارے مسکین عاشق مہ رویون کے عشق مین آوارہ رہتے ہین ۱۲

عطا فرما چکے ہین تو یہی کافی ہے تلقین کی چندان ضرورت نہین کیونکہ مشائخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارادت مرید کا فعل ہے خود حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ اگر مرید شیخ سے کہے کہ مین تیرا مرید ہون اور شیخ کہے کہ تو میرا مرید نہین ہے تو وہ مرید ہوگا اور اگر شیخ کہے تو میرا مرید ہے اور مرید کہے کہ مین تیرا مرید نہین ہون تو وہ مرید نہوگا کیونکہ ارادت مرید کا فعل ہے خاصکر وہ مرید جو پیر کی جمال ولایت کی محبت مین ظاہر و باطن مستغرق و محو ہے اور رات دن پیر کے عشق و یاد مین زندگی بسر کرے ۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے بیت[1] بنگر کہ چگونہ است زاوصاف جمالش با عقل و دل بیچارہ عشاق تو مدہوش ؛ اور یہ مسلم بات ہے کہ جو شخص پیر کے عشق و ذوق مین جسقدر زیادہ محبت و اعتقاد رکھے گا خدائی امور اور بجا آوری احکام شریعت مین زیادہ محکم و مضبوط ہوگا اور جب یہ ہے تو پیر کی محبت و اعتقاد مین مستحکم ہونا ہی گویا پیر کا تلقین کرنا ہے ۔ جب یہ بات جو تمام سعادتون کی جڑ اور اصل الاصول ہے مرید کو حاصل ہوتی ہے تو اوسے پیر کی محبت ضرور ناشائستہ اور قبیح کامون سے باز رکھے گی اور اوسے حقیقت و شریعت کے طریقہ پر جمائے رکھیگی اور دم بدم اوسکے دل مین بازگشت کی ندا دیگی اور اگر یہ بات حقیقت مین مرید کے دل مین محسوس نہوگی تو وہ بے شک و شبہ دعوی ارادت و محبت مین جھوٹا ٹھہرے گا کیونکہ خود سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ تا وقتیکہ محبت دل کے غلاف مین ہے معصیت کا صدور و ظہور ممکن ہے لیکن جسوقت وہ محبت دل کے اندر جگہ کرلیتی ہے تو پھر کبھی معصیت کا خیال اوسکے اندیشہ مین نہین گذرتا ۔ الغرض اس خواب کے دیکھنے کے بعد بندہ کمترین نے اوس جامہ متبرک کے آگے جسنے حضرت سلطان المشائخ کی صحبت پائی تھی خاص سلطان المشائخ کے روضہ مقدسہ کے سامنے تجدید بیعت کی اور اس نعمت کے شکریہ مین سلطان المشائخ کے جماعتخانہ مین چند صاحب ذوق و نیاز عزیزون کے ساتھ بیٹھکر سماع سننے مین مشغول ہوا مجھے خدا تعالی سے امید واثق ہے کہ جناب سلطان المشائخ کے دست مبارک کی برکت سے اس ضعیف کا خاتمہ بخیر اور عاقبت محمود ہو اور نیز اون لوگون کا انجام بخیر ہو جو اس دوامی سعادت کو پہونچے ہین . بندہ ضعیف عرض کرتا ہے قطعہ[2] ہر کہ سر بر جناب او مالید ؛ سایہ حق بود بر و ممدود ؛ ہر کہ رویت بدید یافت ز حق ؛ عمر در خیر و عاقبت محمود ؛ یعنے جسنے اوسکے دروازہ پر سر ملا اوسپر خدا کا سایہ دراز ہوگا اور جس نے دیدار کا شرف پایا اوسے خدا کی طرف سے عاقبت محمود اور خاتمہ بخیر ہونے کی دولت حاصل کی ۔ پھر تیسری دفعہ بندہ نے ایک اور خواب دیکھا یہ تیسری مرتبہ کا

---

[1] ملاحظہ فرما کہ تیری خوبی اور اوصاف حسن و جمال سننے سے عاشق بیچارہ کی عقل و دل کیسی وارفتہ ہے ۱۲

[2] جسنے اوسکے آستانہ پر سر رکھا ۔ پناہ خدا غیر محدود مین آگیا ۔ جسنے تیرا رخ انور دیکھا اوسکو درگاہ باری سے سعادت پر سعادت عمر مین خیریت اور عاقبت کی عافیت حاصل ہوئی ۱۲

خواب ایک عرصہ دراز کے بعد دکھا گیا یعنے پہلے خواب کے بعد پورے پندرہ سال گذر گئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا کہ نفس کا معاملہ جو حقیقت مین دشمن دینی ہے آنحضرت کے مطلوب کے موافق نہ تھا اور کوئی کام دل درویش کے مراد کے موافق نہ بر آتا تھا جوانی کے غلبہ اور شباب کے زور کیوجہ سے فطرت نے اس مدت مین چارون طرف سے مزاحمت کی تھی اور مین شریر نفس سے نہایت عاجز و تنگ آگیا تھا بیت یارب چہ خوش است این جوانی ٭ در باب بخیر اگر توانی ٭ یعنے یہ جوانی بہت اچھی چیز ہے اس مین جہان تک بن پڑے نیکی و بھلائی کرنی چاہیئے۔ اس سے پیشتر جسوقت مین سلطان المشائخ کو خواب مین دیکھتا تھا آپ سے نزدیک ہونیکی مجال اپنے مین نہ پاتا تھا اور یہ بات اوس کے مناسب ہے جو حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان گہربار سے جاری ہوئی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین قطعہ تو گدائی دور باش از بادشاہ ٭ تا نیاید بر دل تو دور باش ٭ گر وصال شاہ میداری طمع ٭ از وصال خویشتن مہجور باش ٭ اور اگر دور سے سلطان المشائخ کے جمال مبارک پہ نظر پڑتی اور مین ارادہ کرتا کہ حضرت کے قریب جاؤن اور سعادت قدمبوسی حاصل کرون تو جو لوگ اسموقع پر موجود ہوتے اس حصول دولت کو مانع آتے اور مجہہ مسکین و بیچارے کے حسب حال کہتے مصرع تو از کجا و سر زلف دلبران بکجا ٭ یعنے تو کہان ہے اور دلبرون کی زلف کا خیال کہان لیکن جناب سلطان المشائخ کی محبت و اعتقاد و بازگشت و رجوع کا کوڑا نفس کے سرکش گہوڑے پر مارتا تھا امیر حسن کہتے ہین بیت بازمے آیم و سر در قدمت میفگنم ٭ میر بخشندہ توئی بندہ شرمندہ منم ٭

الغرض ۲۳ ربیع الاول ۷۰۵ھ جمعہ کی پچھلی رات کو مین نے سلطان المشائخ کو خواب مین دیکھا گویا ایک نہایت عظیم الشان مجلس آراستہ ہے اور نئے فرش سب طرف بچھے ہوئے ہین۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے بیت مجلسے بارب چہ گویم چون بہشت آراستہ ٭ راست گویم مجلسے چون مجلس پیغمبران ٭ یعنے وہ مجلس کیا تھی بہشت کی طرح آراستہ تھی مین سچ کہتا ہون کہ پیغمبرون کی مجلس جیسی مجلس تھی۔ حضرت سلطان المشائخ جانگی جبہ زیب جسم کئے ہوئے تھے اور ایک طرف صدر مجلس مین نہایت عظمت و وقار کے ساتھ تشریف رکہتے تھے۔ ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین بیت بوستانیست صدر تو ز نعیم ٭ آسمانیست قدر تو ز جلال ٭ یعنے نعمت کی وجہ سے تیرا صدر ایک باغ ہے اور عظمت و جلال سے تیرا مرتبہ آسمان ہے۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ایک بڑی جماعت اس مجلس مین رونق افروز تھی جو اسیوقت اٹھکر چلی گئی ہے اور صرف سلطان المشائخ اور آپکے ساتھ دو پیر عزیز باقی رہگئے ہین جو جانے کے لئے تیار و آمادہ ہین مین اسموقع پر مجلس مین آیا اور اثنا خواب ہی مین میرے دل مین گذرا کہ سلطان المشائخ کی قدمبوسی حاصل کرنیکے بعد وہ التماس جو ایک مدت سے دل مین کہٹکتی ہے عرض کرون گا جب مین سعادت قدمبوسی حاصل کر چکا تو قبل اس کے کہ

مدعا یہ دلی عرض کرون سلطان المشائخ نے فرمایا کہ کیا تم تجدید بیعت کرانے ہو اسوقت میرا ہاتہ حضور اپنے دست مبارک سے پکڑے ہوئے تھے جون ہی مین نے مخدوم جہان کی زبان مبارک سے یہ بات سنی خوشیکے مارے بیخود ہوگیا اور گویا مردہ جسم مین جان پڑگئی چنانچہ مین نے فوراً تجدید بیعت کی بندہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** چو دادی دست بیعت کردم از سر۔ کہ در عشقت دہم جان و دل و سر۔ یعنے جب تو نے ہاتہ دیا تو مین نے سر سے بیعت کی کہ تیرے عشق مین جان و دل اور سر دونگا اسکے بعد جناب سلطان المشائخ نے اسطرح تلقین کی کہ تو نے میرے اور میری خواجگان کے ہاتھ پر بیعت کی الغرض جب بیعے حضرت سلطان المشائخ سے تجدید بیعت کی تو حالت خواب ہی مین مجہپر بیحد خوشی غالب ہوئی اور ساتہ ہی گریہ و زاری کا غلبہ ہوا امیر خسرو کیا خوب فرماتے ہین۔ **بیت** ہمہ شب گریہ ام خفتن ندادہ است ٭ کہ بوی گل رخ من با صبا بود ٭ یعنے تمام رات مجھے گریہ نے سونے نہین دیا کیونکہ میرے گلرخ کی بو صبا کے ساتہ تہی **نکتہ** اون لوگونکے بیان مین جو اپنے تئین اہل تصوف کیطرف منسوب کرتے ہین لیکن درحقیقت معاملات مین اون سے کوسون دور ہوتے ہین او باوجودیکہ اونہین پیر نے مرید کرنے اور بیعت لینے کی اجازت نہین دی ہے مگر جو بغیر اجازت لوگون سے بیعت لیتے اور مشہور کرتے ہین کہ ہم پیر کے اون سے بیعت لیتے ہین خدا تعالی اون سے معاف فرمائے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ مرید کو چاہیئے کہ جب پیر کی مدد سے مقامات سلوک طے کرنے شروع کرے تو پیر کی خلافت اور لوگونکے مرید کرنے کا خیال کبہی دلمین نہ آنے دے اور اپنے تئین اس اہم اور نازک محل سے بچائے رکہے بلکہ صرف اون نعمتون کو کافی ووافی سمجہے جو پیر کی شفقت و مہربانی کی وجہ سے حاصل کر چکا ہے پیر بننے اور کرامت کی ہوس کو اپنے دلمین جگہ نہ دے کیونکہ اوسکی بہی استقامت و ثبات قدمی کرامت ہے جیسا کہ کہا ہے کہ اَلْکَرَامَۃُ ہِیَ الْاِسْتِقَامَۃُ عَلٰے اَلْبَابِ الْغَیْبِ یعنی خدا تعالی کے دروازہ پر استقامت و ثبات قدمی کرنا ہی کرامت ہے اور اگر دشمن ذاتی یعنے نفس و ہوا اسپات پر اوبہار نہ سکے اور ہمارین آکسائین کہ تہ خدا تعالی کی عبادت وطاعت مین مستقیم و ثابت قدم ہے اور توکل و مجاہدہ کے مقامات خون جگر کہا کر تو نے درست کر لیئے ہین اور جو کچہ مشائخ علیہم الرحمۃ نے اسباب مین فرمایا ہے سب کو تو بجا لایا ہے تو ہرگز ہرگز اس شیطانی وسوسہ کے ساتہ رحمانی کام مین جو حقیقت مین مشائخ کبار کا حصہ ہے اور وہ بزرگ خدا نیز شیخ کی طرف سے اسکے مجاز تہے ہاتہ پاؤن مارنے نہ چاہئین اور کسی واہی تباہی اور شفاعت وعنایت سے اس کام مین مشغول ہونا مناسب نہین کیونکہ جو لوگ ایسا کرتے ہین وہ اپنا عزیز وقت ضائع و برباد کرتے اور دل کو منغص و پریشان کرتے ہین اور اسکے ساتہ ہی نعوذ باللہ منہ خدا تعالی سے مکابرہ کرتے ہین دیکہو سلطان المشائخ کے اعلی مریدون مین سے جو بڑے درجہ کے یار تہے اور علم و زہد و ورع و عشق و عقل و

فراست مین اپنا نظیر نہ رکہتے تہے چنانچہ اونکے مناقب و فضائل باب پنجم مین قدری بسط و شرح کے ساتہ ذکر کیئے جا چکے ہین اونکے
دلون مین کبہی خلافت کا خیال اور مرید کرنے کا اندیشہ نہین گذرا بلکہ اون بزرگان دین نے صرف سلطان المشائخ
کی صحبت و شفقت پر اکتفا کیا اور زمانہ نہایت اطمینان اور خاطر جمعی کے ساتہ عشق و ذوق مین بسر کیا ایک بزرگ
کہتے ہین **بیت** بے یاد روزگار تو گر یک نفس زنم ٭ تضیع عمر باشد و تعطیل روزگار ٭ یعنے ہین اگر کوئی ایسا ایک
سانس لون جس مین تیری یادگاری نہ ہو تو مین سمجہتا ہون کہ میری تمام عمر ضائع ہوگئی اور زمانہ بیکار گذرا ایسے
لوگ کیا اسبات کی خواہش رکہتے ہین کہ چند آدمیون کی وجہ سے جو اونکے اتباع کے سبب کسی مرتبہ کو نہین پہونچے
قیامت کے روز مجرم و گناہ گار قرار دیئے جائین اور اپنے گناہون کے بوجہ کے علاوہ اونکے گناہون کے گٹھر
گردن مین ڈالکر زرد رو ہون اور حمالونکی طرح میدان قیامت مین انبیا و اولیا کے روبرو پہرائے جائین مشائخ
کی کتب قدیمہ مین لکہا ہے کہ اس قسم کے بے انصاف لوگونکو جو اپنے پیر کے طریقہ پر نہین چلتے اور اس دینی کام مین
جو مردان خدا کا معاملہ ہے نفسانی خواہش اور دلی آرزو کے ساتہ دست اندازی کرتے ہین قیامت کے روز اونہین
خوب سا مشہور و معذب کیا جائیگا اور ہر چہار طرف ندا کر دی جائیگی کہ ان لوگون نے ہماری محبت کا جہوٹا دعوی
کیا تہا اور مخلوق کو اس طریقہ سے فریب دیا تہا اور مشائخ کبار پر افترا باندہا تہا اوسوقت یہ لوگ شرم و ندامت
کے مارے گردنین نیچے جہکا لینگے اور کوئی جواب نہ دینگے تا کسو ارو مبہم کے یہی معنے ہین امیر خسرو نے فرمایا ہے **بیت**
باش تا پردہ برانداز د جہان از روئے کار ٭ آنچہ امشب کردہٗ فردات گردد آشکار ٭ یعنے صبر کر کہ جہان پردہ الٹکر
حقیقت امر ظاہر کردے اور جو کچہ تو نے آج کیا ہے آدمے کل تجہپر آشکارا کردے۔ نیز سلطان المشائخ قدس سرہٗ نے فرمایا
ہے کہ جو شخص خدا کی جس غرض اور سبب کی وجہ سے عبادت کرتا ہے وہی غرض اوسکی معبود ہوتی ہے اور عجب بات
یہ ہے تو پہر آدمی کو اپنی عمر عزیز کے چند روز معرض ہلاکت مین ڈالنے اور ایسے موقع مین کیون بسر کرنے چاہئین
جہان سلب ایمان کا خوف ہو۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ کاتب حروف شیخ نصیر الدین محمود قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت
مین چلا جا رہا تہا اثنا راہ مین ایک شخص ملا جو اپنے تئین حضرت سلطان المشائخ کے مریدون کی طرف منسوب کرتا
تہا اور لوگون کو مرید بہی کیا کرتا تہا اسنے مجہے دیکہکر کہا کہ کہان جاتے ہو مین نے کہا فلان بزرگ کی خدمت مین جاتا
ہون۔ کہا جب تم وہان پہونچو تو اونہین میری طرف سے پیام دینا کہ اس سے پیشتر مین نے حضرت سلطان المشائخ کا
عرس کیا تہا مخدوم جہان نے انتہا سے زیادہ لطف فرمایا تہا اور تشریف لائے تہے مگر نہ معلوم اب کیا ہوا کہ آپ
تشریف نہین لاتے اور شفقت و مہربانی نہین کرتے۔ چونکہ تم بزرگ ہو اسلیئے چہوٹون کے حال پر ہمیشہ مہربانی کرنی چاہیئے

زان بعد اوس شخص نے کہا کہ تم یہ بھی عرض کرنا کہ مین دولت آباد مین خلق خدا کو مرید کرتا اور دست بیعت دیتا ہون اگرچہ شروع شروع مین مولانا شہاب الدین حضرت سلطان المشائخ کے امام نے مجھے اس کام سے منع کیا اور اونکے کہنے کے مطابق مین نے چند دنون تک اس کام کو چھوڑ بھی دیا لیکن اتفاق کی بات ہے کہ اونہین ایام مین میرا لڑکا جسکی اٹھارہ برس کی عمر تھی دفعۃً مر گیا مجھے معلوم ہوا کہ یہ حادثہ اسی وجہ سے پیش آیا ہے کہ مین نے خلق خدا کو اپنی ارادت سے محروم کر دیا ہے چنانچہ مین اوس روز سے پھر اسکام مین مشغول ہوگیا۔ الغرض جب مین شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین پہونچا اور سعادت قدمبوسی حاصل کرچکا تو اوس شخص کا پیغام پہونچایا شیخ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکی وجہ سے وہ سلطان المشائخ کے جواب دہی کا ذمہ وار ہے اوسے تیار و مستعد ہو جانا چاہیئے کہ کل قیامت کے روز مجھے اسکا سلطان المشائخ کو جواب دینا پڑے گا لیکن اس قدر مین جانتا ہون کہ ایک درویش قصبہ کیتھل مین رہا کرتا تھا اور اپنے تئین حضرت سلطان المشائخ کے مریدون مین کہلاتا تھا اور نہ صرف اس پر بس کرتا تھا بلکہ لوگون کو مرید بھی کرتا تھا اور خلق خدا سے بیعت بھی لیتا تھا۔ جب یہ خبر سلطان المشائخ کو پہونچی تو فرمایا وہ ایمان سلامت نہین لیگیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب بات اسی پر موقوف ہے تو یہ چند روزہ زندگی جو باقی رہی ہے ایک گوشہ مین مشغول ہوکر بسر کردے اور اسطرح بسر کردے کہ حق تعالی کے سوا کوئی شخص اوسپر مطلع نہ ہو اگر ایسا کرے گا تو امید ہے کہ ایمان سلامتی کے ساتھ لیجا سکے لیکن یہ کام جو تونے اختیار کر رکھا ہے اوس حلوے کی منزلہ مین ہے جس مین زہر ملا دیا گیا ہو گو بظاہر وہ شیرین معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت مین وہ زہر ہلاہل اور سم قاتل ہے ذیل کا دوہرا جو حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق و الدین قدس سرہ کی زبان مبارک سے نکلا ہے اس معنی کے ساتھ زیادہ مناسب اور چسپان تر معلوم ہوتا ہے کہ آپ فرماتے ہین کنت تہو تپین کاوی ریہ گانا ہت منائی دیلس کندلے سدہن گر ہورین لہد ہ ۔ خواجہ حکیم سنائی کہتے ہین

ابیات

گشتہ تنت امر دیو را مامور	چند ازین دیو بودن مستور	دیدہ بکشائے ور مسلمانی	بکدام از غایت پشیمانی
تا بدانی کہ ہر چہ کردہ تست	در رہِ دیدہ تو پردہ تست	تا کند ظاہرت بظاہر رائے	نرسد باطنت بکار خدائے
اے ہمہ باطنت سوئے ظاہر	نیست پوشیدہ شرم دار آخر	آتش در دین نہ دودے	زر نہ آتش زر اندودے

سلہ اے شخص کہ تونے اپنی ہمت شیطان کا حکم ماننے پر وابستہ کی ہے کبتک اسطرح پوشیدگی سے کام چلیگا۔ شرمندہ ہوکر آنکھین کھول تو کیسا مسلمان ہے اور دیکھ کہ تو نے کیا کیا ہے۔ تیری آنکھو نکے آگے حجاب تھا۔ جبتک تو ظاہر بینی کے ساتھ کام کرے گا تیرا باطن حق سے مشغول ہوگا تیرا باطن تمام تر ظاہر کی طرف ہے اور یہ پوشیدہ نہین رہ سکتا تجھے تو شرم کرنا۔ تو دردِ دین کا مدعی ہے لیکن غلط ہے دھوان کہان ہے تیری مثل وہی ہے کہ سونا نہین۔ مگر اوسکے گلانے کے واسطے آگ اور کٹھالی کا فکر ہے ۱۲

راستی از تو کے پسند د باز	خرقہ کوتاہ و دستگاہ دراز	خرقہ کوتاہ کنی چہ سود بود	زہد کے جامہ کبود بود
	رنگ پوشیدن از ناکامی است	نیل پس بایزید بسطامی است	

ساتوان باب طہارت اور اوسکے آداب کے ذکر مین۔ اور اون ماثورہ دعاؤن اور مقبولہ اوراد کے بیان

مین جو حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین اور جناب سلطان المشائخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہما العزیز سے منقول ہین۔ کاتب حروف مریدان مشغول کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ جو ماثورہ دعائین اور وظائف و اوراد کہ مشائخ کبار اور جمہور سالکان طریقت کے معمول بہا ہین سب نہین تو اون مین سے اکثر شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد مین مذکور ہین لیکن کاتب حروف کا مقصود یہ ہے کہ جو اوراد مقبولہ اور ادعیہ ماثورہ حضرت سلطان المشائخ سے منقول ہین اس کتاب مین خصوصیت کے ساتھہ اون ہی کو ذکر کرے ایک بزرگ کیا خوب فرماتے ہین بیت مرا لبان تو باید شکر چہ سود کند با بجائے مہر تو مہر دگر چہ سود کند تاکہ اون دعاؤن کی برکت سے جو حضور کی زبان مبارک پر جاری ہوئی ہین طالب اپنے مطلوب اور عاشق اپنے معشوق کی طرف بہت جلد پہونچکر مقصد دلی پر کامیاب ہو۔

نکتہ طہارت اور اوسکے آداب کے ذکر مین۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ طہارت کے چار مرتبہ ہین ایک یہ کہ آدمی اپنے ظاہری جسم کو نجاست و حدث سے پاک و صاف کرے۔ دوسرے اعضا کو گناہون سے پاک کرے تیسرے دل کو بُری عادات اور رذیل اخلاق سے پاک کرے۔ چوتھے سِر کو بجز خدا تعالی کے سب سے پاک صاف کرے آیہ فِیہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللہُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ۔ اصحاب صفہ کے بارے مین اتری ہے خدا تعالی فرماتا ہے کہ اے محمد مسجد مین وہ مرد ہین جو اپنے تئین نجاستون اور ناپاکیون اور حدثون سے پاک و ستہرا رکھتے ہین اور خدا تعالی پاکون کو دوست رکھتا ہے۔ کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ طہارت کیوقت بائین ہاتھ سے ابتدا کرنی چاہیے یعنے اول سیدہے ہاتھ سے بائین ہاتھ کی آستین چڑھائے اور موضع طہارت کو آدھ گز چوڑا اور گز بہر لمبا ہونا چاہیے اور گہرائی جس قدر ہو مناسب ہے مستعمل ڈھیلے کو جدا رکھے اور جسطرف نجاست لگی ہو وہ رخ زمین کی طرف رہے آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ وضو مین اس قدر احتیاط شرط ہے کہ دلکو اطمینان و تسلی ہو جائے اور بعض لوگ جو چند قدم شمار کرکے چلتے اور بعضے ٹہلتے ہین یہ کچھہ نہین ہے کیونکہ یہ معنی مکان سے تعلق

ملہ راستی تجھہ سے کس حالت مین ہوگی کہ تیرا خرقہ کوتاہ اور خواہش زیادہ ہے اس حالت مین اگر خرقہ کوتاہ کرے کیا فائدہ رکھتا ہے زہد نیلا کپڑا پہننا صورت بنانا محض ناکامی کیوجہ سے ہے۔ زاہد ایسا ہونا چاہیے جیسے بایزید بسطامی رح تھے۔
ملہ مجھے تیرے لب چاہئین شکر مطلوب نہین کہ سوائے تیری محبت کے دوسرے کی مہر میرے کسی کام کی نہین ١٢

نہین رکھتے بلکہ زبان سے متعلق ہین یعنی جسوقت دل مین اطمینان وسکون پیدا ہو جائے بس یہی کافی ہے۔ نیز آدمی کو چاہئے
کہ وضو کرنے وقت جس عضو کو دہوئے تو ساتھ ساتھ وہ دعا پڑہتا جائے جو اوس عضو کے بارے مین آئی ہے جیسے
کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حدیث مین آیا ہے اَلْوُضُوْءُ مِفْتَاحُ
الْجَنَّةِ یعنی وضو جنت کی کنجی ہے۔ حدیث مین یہی آیا ہے کہ وُضُوْءُ الشِّتَاءِ يَعْدِلُ غَزْوَ سَنَةٍ یعنے جاڑے کے موسم
مین وضو کرنا سال بہر کے جہاد کے برابر ہے وَفِي الْحَدِيْثِ. لَا يَكُنْ وُضُوْءُكَ فِي صُفْرٍ وَنُحَاسٍ فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْفِرُ
مِنْ رِيْحِهَا یعنے ایک اور حدیث مین وارد ہے کہ اے مومن پیتل اور کالنسی کے برتن مین تیرا وضو نہو گا کیونکہ فرشتے
ان دونون کی بو سے بہاگتے اور نفرت کرتے ہین آپنے یہ بہی فرمایا ہے۔ اِنَّ عُمَرَ اسْتَاْذَنَ عَلٰى رَاهِبٍ لِيَلْقَاهُ
فَاَغْلَقَ الْبَابَ وَاَنْطَارَ فِي الْاِذْنِ فَقَالَ الرَّاهِبُ وَجَدْتُّ فِي الْاِنْجِيْلِ مَنْ تَوَضَّأَ كَانَ فِي اَمَانِ اللّٰهِ وَرَاَيْتُ
عَلَيْكَ اَثَرَ الشَّيْطَانِ فَخِفْتُكَ فَتَوَضَّاْتُ وَتَوَضَّاَ اَهْلُ بَيْتِيْ لِنَكُوْنَ اٰمِنًا مِنْكَ وَفِي رِوَايَةٍ لَمَّا كَانَ الْمَارُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یعنے حضرت امیر المومنین جناب عمر رضی اللہ عنہ نے ایک راہب سے ملاقات کرنے کی اجازت مانگی راہب نے دروازہ
بند کر لیا اور آنکو اندر آنے کی اجازت دینے مین تاخیر کی ازان بعد راہب نے دروازہ کہولکر کہا کہ اے امیر المومنین مین نے
انجیل مین لکہا دیکھا ہے کہ جو شخص وضو کرتا ہے وہ خدا کی حفاظت و امن مین رہتا ہے۔ چونکہ مین نے تم مین برائی کا
اثر محسوس کیا اسلئے تم سے خوف کر کے خود بہی وضو کیا اور گہر کے سب لوگونکو وضو کرایا تاکہ مین اور میرے سب گہر کے
لوگ تم سے امن و امان مین رہین اور بعض روایتون مین آیا ہے کہ یہ گذرنے والے جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم
تہے نہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ آپنے یہ بہی تحریر فرمایا ہے کہ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَغْزِلُ فَسَمِعَتِ الْاَذَانَ
فَوَضَعَتِ الْمِغْزَلَ وَلَمْ تُدْخِلْ مَا مَدَّتْ وَتَوَضَّاَتْ فَقِيْلَ لَهَا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا عَمِلَ يَعْمَلُهُ الْعَبْدُ بَعْدَ الْاَذَانِ فَهُوَ نَصِيْبُ الشَّيْطَانِ یعنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سوت کات رہی
تہین کہ اتنے مین اذان کی آواز سنی فوراً سوت ہاتہ سے چہوڑ دیا اور جو تاگا نکالا تہا اوسے بہی نہ لپیٹا بلکہ جہٹ اُٹھکر
وضو کیا جب آپسے اسکی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ اذان
کے بعد جو کام کرتا ہے اوس مین شیطان کا حصہ ہوتا ہے۔ آپنے یہ بہی تحریر فرمایا ہے کہ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَفْرَحُ بِذَهَابِ
الشِّتَاءِ رَحْمَةً لِلْفُقَرَاءِ وَلِتَيَسُّرِ بِهِمْ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ یعنے فرشتے جاڑے کا موسم گذر جانے سے خوش ہوتے ہین
فقیرون پر شفقت و رحم کہانے کے سبب سے کیونکہ اونہین تازہ اور کامل وضو کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ آپنے یہ بہی
تحریر فرمایا ہے۔ مَنْ لَزِمَ اَرْبَعَةً لَمْ يَفْتَقِرْ هُوَ وَعِيَالُهُ اَبَدًا اَلْقِيَامُ قَبْلَ الصُّبْحِ وَالْوُضُوْءُ قَبْلَ الْوَقْتِ وَالدُّخُوْلُ

فِی الْمَسْجِدِ قَبْلَ الْاَذَانِ وَالسُّکُوْتُ بَعْدَ الْوِتْرِ۔ یعنی جو شخص چار چیزون پر مداومت و ہمیشگی کریگا وہ اور اوسکی اہل و عیال
کبھی محتاج نہ رہینگے۔ (۱) صبح سے پیشتر اوٹھنا (۲) وقت سے پہلے وضو کرنا (۳) اذان سے قبل مسجد مین جانا (۴)
وتر کیبعد خاموش رہنا۔ آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ وَفِی الْحَدِیْثِ۔ اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَیْطَانًا یَدْعُوْہُ اِلَی الْاِسْرَافِ
فِی صَبِّ الْمَاءِ وَہٰذَا مَا یُبْتَلٰی الْمُرِیْدُ اِبْتِدَاءً کَمَا حُکِیَ اَنَّ السُّلَیْمَانَ الدَّارَانِیْ کَانَ یَتَوَضَّاُ فِی الشِّتَاءِ وَیُعِیْدُ
غَسْلَ الْاَعْضَاءِ فَیَقُوْلُ الْعَفْوُ فَسَمِعَ ہَاتِفًا یَقُوْلُ الْعَفْوُ فِی الْعِلْمِ وَ تُوْءِیَ یَوْمًا یُصَلِّیْ عَلٰی فَضْلَۃِ الْغَنَمِ قِیْلَ لَہٗ
اَتُصَلِّیْ عَلَی النَّجَاسَۃِ قَالَ ہٰذَا مِمَّا اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِیْہِ۔ یعنے حدیث مین آیا ہے کہ وضو کے لیئے ایک شیطان نام
ہے جو متوضی کو پانی کے بکثرت بہانے اور اسراف کی طرف مائل کرتا ہے اور ایک ایسی چیز ہے جس مین مرید اول
اول مبتلا ہوجاتا ہے چنانچہ سلیمان دارانی کی حکایت نقل کی جاتی ہے کہ جب وہ جاڑے کے موسم مین وضو کیا کرتے
تھے تو اعضاء وضو کو مکرر دہویا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مین بخشش و آمرزش چاہتا ہون۔ ایکدن ہاتف کو یہ کہتے
سنا کہ بخشش و آمرزش علم مین ہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ یہی سلیمان دارانی بکریون کے کہائے ہوئے چارے اور
اونکی مینگنیون کی جگہ نماز پڑہنے کھڑے ہوئے کسینے اون سے کہا کہ کیا تم نجس مقام پر نماز پڑہتے ہو جواب دیا کہ
اس مین علماء کا اختلاف ہے۔ آپنے یہ بھی تحریر فرمایا قَالَ الشَّعْبِیُّ کَمَا ظَہَرَ مِنَ الْاُذُنِ مَغْسُوْلٌ مَعَ الْوَجْہِ وَمَا ہُوَ
بَاطِنُہٗ مَمْسُوْحٌ مَعَ الرَّأْسِ یعنے شعبی کا قول ہے کہ کان کا جو حصہ ظاہر ہے وہ مونہہ کے ساتھہ دہویا جاتا ہے
اور اوسکا اندرونی اور باطنی حصہ کا سر کے ساتھہ مسح کیا جاتا ہے۔ آپنے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ بعض لوگونکی
جو یہ عادت ہے کہ وضو کرنے کے بعد اعضاء وضو کو رومال وغیرہ سے خشک کرتے ہین تو یہ کوئی بُری عادت نہین ہے
قَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِرْقَۃٌ یُنَشِّفُ بِہَا بَعْدَ الْوُضُوْءِ وَرُوِیَ
کَانَ لِعَلْقَمَۃَ خِرْقَۃٌ بَیْضَاءُ یَمْسَحُ بِہَا وَجْہَہٗ وَعَنْ مُعَاذٍ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ
مَسَحَ وَجْہَہٗ بِطَرَفِ ثَوْبِہٖ وَفِی الْحَدِیْثِ یُؤْتٰی بِرَجُلٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُوْزَنُ اَعْمَالُہٗ فَتَرَجَّحَتْ سَیِّاٰتُہٗ عَلٰی حَسَنَاتِہٖ
فَیُؤْتٰی بِخِرْقَۃِ الَّتِیْ کَانَ یَمْسَحُ بِہَا وَجْہَہٗ وَاَعْضَاءَہٗ فَیُوْضَعُ فِیْ کِفَّۃِ حَسَنَاتِہٖ فَتَرَجَّحَتْ حَسَنَاتُہٗ وَلِہٰذَا لَمْ
یَکْرَہْ اَبُوْحَنِیْفَۃَ مَسْحَ الْوُضُوْءِ بِالْخِرْقَۃِ یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے پاس ایک کپڑا رکھتے تھے جس سے وضو کے بعد اعضاء وضو کو خشک کیا کرتے تھے اور روایت
کیا گیا ہے کہ علقمہ ایک سفید کپڑا اپنے پاس رکھتے تھے جس سے موںہہ کو پوچھا کرتے تھے۔ حضرت معاذ سے منقول ہے کہ
مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ وضو کرنے کے بعد کپڑے کے کونے سے اپنا موںہہ مبارک

پوچھا کرتے تھے۔ حدیث مین یہہ بہی آیا ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص لایا جائیگا اور اوسکے اعمال وزن کیے جائینگے تو اوسکی برائیان بہلائیون پر غالب ہونگی اور بدیون کا پلہ جہک جائیگا اتنے مین وہ کپڑا لایا جائیگا جس سے یہ دنیا مین اپنے مونہہ اور اعضاء وضو کو پوچہتا تہا فرشتے اوس کپڑے کو نیکیون کے پلے مین رکہدینگے اور نیکیون کا پلہ جہک جائیگا یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ اعضاء وضو کو کپڑے سے پوچھنا مکروہ نہ جانتے تہے۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ کی قلم مبارک سے یہہ بہی لکہا ہوا دیکہا ہے کہ جب کوئی شخص وضو سے فارغ ہو تو مصلے کے پاس آئے اور اول بایان پاؤن جوتے سے نکالے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا انْتَعَلْتُمْ فَابْدَؤُا بِالْيُمْنٰى وَاِذَا خَلَعْتُمْ فَابْدَؤُا بِالْيُسْرٰى یعنے جوتی پہنتے وقت اول دایان پاؤن ڈالو اور نکالتے وقت پہلے بایان نکالو۔ ازان بعد دایان پاؤن مصلے پر رکہے اور جوتیان قبلہ کی طرف نہایت احتیاط سے برابر لگا کر رکہے آبخورہ لوٹہ جو کچہہ اپنے پاس ہو اپنے قریب رکہدے۔ اسکے بعد سجدہ کے مقام پر نشان کردے تاکہ سجدہ کی جگہ پائمال نہو مصلے کے دونون کنارے بائین جانب زیادہ مائل ہون اگر اسوقت کسیکو اپنے پاس بٹہائے تو سیدہے ہاتہہ سے مصلے کہولے اور اپنے داہین جانب بیٹہنے کو جگہ دے جب یہ سب کچہہ کر چکے تو دوگانہ تحیۃ الوضو ادا کرے اور ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑہے دونون رکعتین پوری کرکے جب سلام پہیرے تو یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِىْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَنَاصِرُهَا وَمَوْلَاهَا اَنْتَ لِىْ كَمَا اُحِبُّ فَاجْعَلْنِىْ لَكَ كَمَا تُحِبُّ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِىْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِىْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِىْ صَالِحَةً اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِىْ حُسْنَ الْاِخْتِيَارِ وَصِحَّةَ الْاِعْتِبَارِ وَصِدْقَ الْاِفْتِقَارِ وَصُحْبَةَ الْاَخْيَارِ۔ یعنے خداوندا میرے نفس کو پرہیزگاری کا حصہ عنایت کر اور اوسے بہتر طریق پر پاک و ستہرا بنا تو اوسکا کارساز اور مددگار اور مولا ہے خداوندا تو میری تمنا و آرزو کے موافق نہین بلکہ اپنی مرضی و پسندیدگی کے مطابق مجہے میرا حصہ عطا فرمایا الٰہی میرا باطن ظاہر سے بہتر کر اور میرا ظاہر نیک اور شائستہ بنا۔ خداوندا مجہے حسن اختیار اور صحت اعتبار اور صدق افتقار اور نیکون کی صحبت نصیب کیجیے۔ اسکے بعد ڈاڑہی مین کنگہی کرے لیکن پیشتر ہوون مین کنگہی پہیرے کیونکہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَمَرَّ عَلٰى حَاجِبَيْهِ الْمُشْطَ عُوْفِىَ مِنَ الْوَبَاءِ یعنے جو شخص دونون ہوون مین کنگہی پہیرے گا وبا سے محفوظ رہیگا۔ ازان بعد موچہون کو کنگہی سے درست کرے۔ منقول ہے کہ جو شخص کنگہی کرتے وقت سورہ الم نشرح پڑہیگا اور اسپر ہمیشگی کرے گا اوسپر روزی کا دروازہ فراخ ہو جائے گا۔ جب کنگہی کرکے ہتہیلی مین رکہے تو اوسکی کشادہ و فراخ جانب اوپر کی طرف رہے چونکہ کنگہی پریشانی کا آلہ ہے اسلیے بہتر ہے کہ اوسے ہمیشہ پوشیدہ رکہے۔ ایکدفعہ حضرت سلطان المشائخ نے امیر خسرو کو لکہا تہا کہ ایک کنگہی تمہین بہیجی گئی ہے اور وہ خسرو فلاح کا نشان ہے۔ آپ دوسری جگہ یون تحریر فرماتے ہین کہ جب آئینہ دیکہے تو یون کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَنِىْ فَاَحْسَنَ

خَلْقِیْ وَصَوَّرَنِیْ فَاَحْسَنَ صُوْرَتِیْ اَللّٰھُمَّ کَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ۔ یعنے سب تعریف اوس خدا کو ہے جس نے مجھے پیدا کیا پہر میرے اعضا خوب صورت اور سڈول بنائے اوسنے میری صورت بنائی پہر اوسے خوشنمائی و زیبائی عنایت کی خداوندا جسطرح تونے میری پیدائش کو عمدگی و زیبائی دی ہے اسیطرح میری خلق و عادت کو بہتر و نیک تر کر دے۔ الغرض آدمی کو چاہیئے کہ تحیت وضو اور تحیت مسجد پر مداومت کرے کیونکہ اس مین بہت سے اثر مخفی ہین جو وقتاً فوقتاً حسب موقع ظہور کرتے ہین۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جبتک آدمی با وضو رہتا ہے اوسکے گرد و پیش کوئی آفت دبلا نہین پہنچتی۔ حضرت انسؓ صحابی سے منقول ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ مین تشریف لائے مین آٹھ سال کا تہا آپنے میری طرف روی سخن کرکے فرمایا کہ اے لڑکے جہانتک تجہسے بن پڑے با وضو اور پاک رہ۔ کیونکہ جس شخص کو اسحالت مین شیر اجل اور عقاب مرگ آدبوچیگا تو اوسکو خلعت شہادت عنایت کیا جاتا ہے۔ حدیث مین آیا ہے اَلْوُضُوْءُ سِرٌّ مِّنْ اَسْرَارِ اللّٰہِ تَعَالٰی یعنے طہارت و وضو خدا تعالی کے بہیدون مین سے ایک بہید ہے کہتے ہین کہ عذاب قبر اوسی شخص کو زیادہ ہوتا ہے جو آبدست اور وضو مین احتیاط نہین کیا کرتا۔ جب آدمی کوئی سنت بجا لانا چاہے مثلاً ناخن دور کرانے یا سر منڈانے یا اور کوئی کام کرے تو اوسے پہلے وضو کر لینا چاہیئے کیونکہ کل قیامت کے روز یہ ناخن اور بال اوس سے حساب طلب کرینگے کہ تو نے ہمین پلیدی و نجاست کی حالت مین کیون دور کیا تہا۔ آپنے یہ بہی تحریر فرمایا ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ چہار شنبہ کے روز حمام مین تشریف لیجایا کرتے اور وہان سر کے بال اوترواتے خط کی اصلاح کرایا کرتے تہے تو جو کوئی حلق کرائے اوسے یہ کہنا چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ طَھَارَۃً فِی الدُّنْیَا وَنُوْرًا مِّنَّا طِعْنًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ یعنے خداوندا مجہے ہر ہر بال کی عوض دنیا مین پاکی اور عقبی مین درخشان نور عطا فرمایا پنجشنبہ کے روز ناخن لے اور جو شخص ناخن اور لبین لیتے وقت یہ کہے گا بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ تو کسی بیماری مین مبتلا نہوگا۔ بغل کے بالون کو سنت تو یہی ہے کہ اونہین موچنے وغیرہ سے اکہاڑے لیکن اگر استرے سے مونڈ لیگا تو بہی جائز ہے۔ قَالَ الشَّافِعِیُّ اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّ السُّنَّۃَ النَّتْفُ اِلَّا اَنِّیْ لَا اُطِیْقُ عَلَی الْوَجَعِ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰی وَانْتِفُوا الشَّعْرَ الَّذِیْ فِی الْاُنُوْفِ یعنے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ مین جانتا ہون کہ بغل کے بال اکہیڑنے سنت ہین مگر مین اوسکے درد و تکلیف کی برداشت و طاقت نہین رکہتا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مونچھون کو ہلکا کرو۔ ڈاڑہیون کو بڑہاؤ اور ناک کے بال اکہیڑ دو۔ آپنے یہ بہی تحریر فرمایا ہے قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ نِعْمَ الْبَیْتُ یَدْخُلُہُ الْمُسْلِمُ الْحَمَّامَ اِذَا دَخَلَ یَسْاَلُ الْخَیْرَ وَاسْتَعَاذَ مِنَ النَّارِ یعنے پیغمبر

علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمان کے لیئے اچھا اور عمدہ گھر حمام ہے جب وہان جائے تو خدا سے بھلائی مانگے اور دوزخ کی آگ سے پناہ طلب کرے۔ حمام مین داخل ہوتے وقت یون کہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ۔ قَالَ علیہ السلام اِنَّمَا حَرُّ نَارِ جَھَنَّمَ عَلٰی اُمَّتِیْ مِثْلُ حَرِّ الْحَمَّامِ قَالَ الْحَسَنُ لَا یَصْلُحُ دُخُوْلُ الْحَمَّامِ اِلَّا بِاِزَارَیْنِ اِزَارٌ عَلَی الْمَیْنِ وَ اِزَارٌ عَلَی الْعَیْنِ۔ یعنے خداوندا مین تجہسے جنت مانگتا ہون اور دوزخ کی آگ سے پناہ چاہتا ہون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری اُمت کو دوزخ کی آگ ایسی معلوم ہوگی جیسی حمام کی حرارت حسن بصری کا قول ہے کہ حمام مین دو تہ بندونکے ساتھ جانا مناسب ہے ایک کمر مین ہو ایک سر پر۔ نیز حمام مین پختہ اینٹ سے پاؤن نہ ملے کیونکہ اس کوڑہ پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے جیسا کہ کہا گیا ہے اِسْتِعْمَالُ الْاٰجُرِّ یُوْرِثُ الْبَرَصَ۔ محققون کے نزدیک طہارت اعضا کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے جوارح اور ہاتھ پاؤن کو ناشائستہ اور بُرے اخلاق سے پاک کرے اور طہارت عمل کا یہ مطلب ہے کہ جو کام کرے خلوص قلب کے ساتھ کرے نمود وریا کا ذرا دخل نہو۔ جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ بھی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اَلْحِجَامَۃُ عَلَی الرِّیْقِ فِیْھَا شِفَاءٌ وَّ بَرَکَۃٌ وَ یَزِیْدُ فِی الْعَقْلِ وَ فِی الْحِفْظِ فَمَنْ اِحْتَجَمَ فَیَوْمُ الْخَمِیْسِ وَ الْاَحَدِ وَ کَذَالِکَ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَ الثُّلَثَاءِ فَاِنَّہٗ اَلْیَوْمُ الَّذِیْ کَشَفَ اللّٰہُ عَنْ اَیُّوْبَ الْبَلَاءَ وَ اَصَابَہٗ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ اَوْ لَیْلَۃَ الْاَرْبِعَاءِ وَ لَا یُبْدُوْا بِاَحَدٍ مِّنَ الْجُذَامِ وَ الْبَرَصِ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ وَ لَیْلَۃِ الْاَرْبِعَاءِ کَذَالِکَ اے عَلَیْکَ یعنے نہار منہ پچھنے لگانے مین شفا و برکت ہے ایسا کرنے سے عقل بڑہتی ہے حافظہ قوی ہوتا ہے پچھنے لگانیوالیکو چاہیئے کہ جمعرات یا ہفتہ یا پیر یا منگل کو پچھنے لگائے کیونکہ منگل کا دن ایک ایسا دن ہے جس مین خدا تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام کی وہ بلا و مصیبت دور کردی تہی جو اونہین بدہ کے روز یا بدہ کی رات کو پہونچی تہی۔ جذام اور کوڑہ کا مرض جس شخص پر ظاہر ہوا بدہ کے روز یا بدہ کی رات کو ظاہر ہوا تو ہر آدمی کو اس رات دن سے پرہیز کرنا اور حذر کرنا لازم ہے۔

نکتہ سلطان المشائخ قدس سرہ کے اوراد کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ صبح کیوقت ذیل کی تین آیتین تین بار پڑہے خدا تعالی کی محبت کے لیئے فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْھِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَ کَذَالِکَ تُخْرَجُوْنَ۔ ان تین آیتون کے پڑہنے کے بعد دو رکعت سنت بہ نیت صبح ادا کرے۔ مگر پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد الم نشرح اور دوسری رکعت مین الم ترکیف پڑہے۔ سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے تہے کہ اسپر مواظبت کرنے سے بواسیر بہی دفع ہو جاتی ہے۔ یہ بہی ارشاد فرماتے تہے کہ نماز فجر کی

سنتون اور فرضون کے درمیان اکتالیس دفعہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی میم کو الحمد کے لام سے ملا کر پڑہے یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیمِ الحمد للہ رب العالمین کہنے سے ہر مشکل آسان ہوتی ہے آدمی جس مہم اور مطلوب کے لیئے پڑہے گا فضل خدا سے مقصود حاصل ہوگا الغرض جب فجر کی سنتین اسطرح ادا کر چکے تو اب فرض نماز جماعت سے ادا کرے جماعت سے فارغ ہونیکے بعد ننانوے اسما حسنے حضور دل سے پڑہے اور جو دعائین جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے منقول ہین نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑہے - ارشاد ہے کہ جو فجر کی نماز کے بعد سو دفعہ یا وہاب کہیگا اوسکے تمام دینی کام بنجائین گے - حضور یہہ بہی فرماتے تہے کہ ذیل کی دعا نماز فجر کے بعد پڑھنا ہمارے خواجگان کا معمول ہے - اَللّٰھُمَّ زِدْ نُوْرَنَا وَزِدْ سُرُوْرَنَا وَزِدْ مَعْمُرَ قَلْبِنَا وَزِدْ طَاعَتَنَا وَزِدْ نِعْمَتَنَا وَزِدْ مَحَبَّتَنَا وَزِدْ عِشْقَنَا وَزِدْ شَوْقَنَا وَزِدْ ذَوْقَنَا وَزِدْ حَوْلَنَا وَزِدْ قُوَّتَنَا وَزِدْ قَبُوْلَنَا وَزِدْ اُنْسَنَا وَزِدْ عِلْمَنَا وَزِدْ حِلْمَنَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ - نماز فجر سے طلوع آفتاب تک کا وقت نہایت ہی مبارک وقت ہے اسیطرح نماز عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت آدمی کو چاہیئے کہ انہین بہت ہی غنیمت جانے اور جسقدر بن پڑے ورد و وظائف سے ان اوقات کو معمور رکہنے مین کوشش کرے - جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جو شخص ان دونون وقتون کو غنیمت جانکر کوئی ورد یا وظیفہ پڑہے گا اوسکے وہ تمام گناہ جو ان دونون وقتونکے مابین سرزد ہوئے ہونگے معاف ہوجائینگے اور ان اوقات کا حکم کا لطہر المتخلل بین الدمین کا حکم ہوگا یہ کیفیت تو عوام کی نسبت بیان کی گئی ہے خواص کو چاہیئے کہ شب و روز کی ہر ہر ساعت کو غنیمت جانین اور وقت کو معمور رکہنے کی عادت ڈالین کیونکہ فقر کا خاصہ یہی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے اَلْفَقِیْرُ ابْنُ الْوَقْتِ ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے بیت بردست فقیر نیست نقدے جز وقت ٭ آن نیز کہ از دست رود وا برو‌ئے یعنے فقیر کے پاس وقت کے سوا کوئی نقدی نہین ہے پہر اگر یہ بہی فوت ہوجائے تو اوسپر افسوس ہے - غرضکہ دعائے مذکور پڑہنے کے بعد مسبعات عشر پڑہے اور اسکے بعد چہہ بار کہے تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ - فرماتے تہے کہ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجہے خواب مین فرمایا ہے کہ مسبعات عشر کے بعد چہہ مرتبہ آیہ توفنی الخ پڑہا کرو - حضرت سید السادات سید حسین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مین نے حضرت سلطان المشائخ سے سنا ہے کہ مسبعات عشر کے بعد چہہ دفعہ یون کہنا چاہیئے - اَللّٰھُمَّ اھْدِ لِیْ بِرَفْعَتِكَ - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ یاران اعلی مین سے ایک شخص نے جناب سلطان المشائخ سے پوچہا کہ سید حسین یون روایت کرتے ہین اور اس روایت کو حضور کی طرف منسوب کرکے کہتے ہین کہ

سلطان المشائخ نے فرمایا ہے - آپ نے ارشاد کیا کہ ہاں میں نے یہ کہا ہے کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
خواب میں مجھے فرمایا ہے کہ مسبعات عشر کے بعد چھ دفعہ اللھم اہدنی برفعتک کہا کرو۔ حضور یہ بھی فرماتے تھے کہ ابراہیم
تیمی جو ایک نہایت بزرگ اور عملان خدا میں سے تھے کعبہ کے صحن میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملے اور اون سے کسی
بخشش کے طالب ہوئے حضرت خضر علیہ السلام نے مسبعات عشر کی تعلیم دی اور فرمایا کہ میں اسے جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہوں۔ فرماتے تھے کہ ایک شخص ہمیشہ مسبعات عشر پڑھا کرتا تھا ایکدفعہ اسے سفر کا
اتفاق پڑا صحرا میں چلا جاتا تھا کہ رہزنوں کا ایک گروہ اسکے ہلاک کرنے کو اٹھا اسی اثنا میں دس مسلح سوار ظاہر
ہوئے جنکے سر ننگے تھے اس شخص نے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ کہا مسبعات عشر یعنے وہ دس دعائیں
ہیں جنہیں تو روزمرہ سات دفعہ پڑھا کرتا تھا اسنے پوچھا کہ تم سر برہنہ کیوں ہو جواب دیا کہ چونکہ تو دعا کی ابتدا
میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھا کرتا تھا اسلیئے ہم سر برہنہ ہیں اس موقع پر لوگوں نے جناب سلطان المشائخ
سے پوچھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کون سے مقام پر کہنی چاہیئے فرمایا سورۃ کی ابتدا میں۔ پھر جب اشراق
کا وقت ہو یعنے آفتاب ایک یا دو نیزے بلند ہو جائے تو نماز اشراق ادا کرے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے
کہ نماز اشراق کی کیفیت یہ ہے کہ اول دو رکعت شکراً للہ اسطرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے
بعد آیۃ الکرسی یعنے اللّٰہُ لَا اِلٰہَ سے خَالِدُوْنَ تک۔ اوراس دوسری رکعت میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر
سورہ تک۔ اور آیۃ اللہ نور السموات والارض سے واللہ بکل شیئ علیم تک پڑھے۔ پھر دو رکعت نماز استعاذہ
بایں طریق پڑھے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور
قل اعوذ برب الناس پڑھے۔ ازاں بعد دو رکعت نماز استخارہ اسطور ادا کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد
قل یاایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے۔ جو جو دعائیں ان دوگانوں کے
پیچھے پڑھنی آئی ہیں برابر پڑھتا جائے۔ اس نماز کے راوی کا بیان ہے کہ یہاں تک پہونچکر حضور نے فرمایا کہ دو
رکعتیں اور ہیں جنکی کیفیت میں آگے بیان کروں گا جونہی یہ کلمات آپکی زبان مبارک پر جاری ہوئے چشم
آنکھوں سے آنسوؤں کی ندیاں بہنے لگیں آپ رو رو کر فرماتے تھے کہ جب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین
قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھے نماز اشراق کی تعلیم فرمائی ہے تو یہی چھ رکعتیں تھیں لیکن میں دیگر دو رکعتوں کی
بھی تفصیل بیان کروں گا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز اپنے اوراد میں تحریر کرتے
ہیں کہ ان دو رکعتوں کو استحباب کہتے ہیں پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ واقعہ اور دوسری میں سبح ا

پڑھے بعدہ نماز تسبیح مین مشغول ہو۔ صلاۃ تسبیح کی ہر رکعت مین ایکبار یہ دعا بھی پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلَاَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَہَی الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَۃَ الْعَرْشِ۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ نماز تسبیح اور صلوٰۃ الصلات ایکسا ہی حکم رکھتی ہے کیونکہ تسبیح کی جگہ صلاۃ کا استعمال ہوا کرتا ہے۔ صلوٰۃ تسبیح دو رکعتین ہین خواہ دن کو پڑھے یا رات کو لیکن نماز کے بعد اس نماز مین ایک خاص اثر اور عظیم الشان فائدہ ہے جس مہم کے لیئے پڑھی جائے بر آئے جس مقصد کے لیئے ادا کیجائے فوراً حاصل ہو حضور فرماتے تھے کہ دو رکعت شکر دن مین ادا کرے اور ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد پانچ دفعہ قل ہو اللہ احد پڑھے بزان بعد ارشاد کیا کہ ہر دن طلوع آفتاب کے وقت ایک فرشتہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر باواز بلند منادی کرتا ہے کہ اے مسلمانو اے محمد صلعم کی امتیو آج خدا تعالی نے تمہین ایک نیا دن عنایت کیا ہے اور تمہارے لیئے ایک روز درپیش ہے یعنے قیامت کا روز تم آج اس دن مین اوس روز کے لیئے عمل کرو دو رکعت نماز اسطرح ادا کرو کہ ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھو پھر جب رات ہوتی ہے تو وہی فرشتہ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھکر چار و نطرف منادی کرتا ہے کہ اے مسلمانو۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے امتیو۔ خدا تعالی نے تمہین ایک نئی رات مرحمت کی ہے اور عنقریب ایک ایسی رات درپیش ہے جسکی تاریکی مین تم بہت مدت تک رہوگے اور وہ قبر کی رات ہے تمہین چاہیئے کہ اس رات مین اوس تاریک شب کے لیئے عمل کرو اور دو رکعت نماز اسطرح ادا کرو کہ ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد پانچ دفعہ قل یا یہا الکفرون پڑھو بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ جمال الدین ایک نہایت نتیجہ خیز اور پر معنی حدیث روایت کرتے تھے اگرچہ اوسکے لفظ مجھے یاد نہین لیکن مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اشراق کے بعد سو رکعت ادا کرنیکا ثواب حاصل کرنا چاہے تو سورہ فاتحہ کے بعد ایکدفعہ سورہ اخلاص پڑھے یا ورد مین مشغول ہو یا ذکر و عبادت مین مصروف ہو تاکہ متصل اور متواتر عبادت واقع ہو۔ الغرض اشراق سے فارغ ہو نیکے بعد جب چاشت کا وقت آئے تو بارہ رکعت نماز ادا کرے اگر اس قدر نہ ہوسکے تو چار رکعت نماز پڑھے کیونکہ نماز چاشت کا اقل مرتبہ چار رکعتین ہین حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ نماز چاشت کی اول چار رکعتون مین چار انّا۔ یعنے اِنَّا فَتَحْنَا۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا۔ اِنَّا اَعْطَیْنَا پڑھنا چاہیئے اور ہر رکعت مین ایک ایک سورت پڑھنے سے بہت فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ سورہ والشمس واللیل والضحی الم نشرح یہ چارون سورتین بیچ کے چہار گانہ مین پڑھے یعنے ہر رکعت مین ایک سورت پڑھے۔ یہ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ چارون قل نماز چاشت کی آخری چہار گانہ مین پڑھے یعنے ہر رکعت مین ایک ایک سورت جب نماز چاشت سے فارغ ہو تو دو رکعت صحت نفس کے لیئے ادا کرے

پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور سورہ والشمس ایکمرتبہ اور سورہ اخلاص پانچ دفعہ پڑہے دوسری رکعت
مین آمن الرسول اور والضحی ایکدفعہ سورہ اخلاص پانچ دفعہ پڑہے اور فارغ ہونیکے بعد یون کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاتَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنے خداوندا مین تجہسے بخشش اور رنج و بلا سے
سلامتی اور دنیا و آخرت مین عذاب سے ایمنی مانگتا ہون۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جسنے نماز چاشت
ادا کی اوس سے چاشت کا غم اوٹہا لیا گیا یعنے جو شخص چاشت کی نماز پڑہتا ہے خدا تعالی اوسکی معاش کا
سامان خود تیار کر دیتا ہے۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ بہی لکہا ہوا دیکہا ہے کہ صلی
الضحی اذا بزغت الشمس قال لا حتی یہتز لسواء الارض اسمہ الشمس فی اول النہار قبل ان تغلب
ضوءھا مصفرۃ النیر لیتقاصر شعاعہا یعنے کیا مین چاشت کی نماز اوسوقت پڑہون جبکہ سورج طلوع
ہوتا ہے جواب دیا کہ نہین یہان تک کہ اوسکی روشنی تمام سطح زمین پر خوب پہیلجائے۔ اب جب فئی الزوال کا وقت
آئے یعنے سایہ ڈہلجائے تو چار رکعت فئی الزوال پڑہے ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچاس
بار یا دس بار یا تین بار پڑہے اور اسوقت کو نہایت غنیمت شمار کرکے نصف شب جانے اور ورد و تلاوت
مین بدل مشغول ہو۔ فرماتے تہے کہ نماز ظہر کے پہلے چار سنتون مین چارون قل پڑہے اور فرض کے بعد کی دو سنتون
مین سے پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری مین آمن الرسول پڑہے۔ سلطان المشائخ یہہ بہی
ارشاد فرماتے تہے کہ ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد دس رکعتین صلوۃ الخضر پڑہے اور دسون رکعتون مین قرآن مجید
کی اخیر کی دس سورتین پڑہے۔ جو شخص یہ نماز پڑہیگا اوسے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنی نصیب ہوگی جب
عصر کی نماز کا وقت آئے تو چار سنتین اسطرح ادا کرے کہ اول رکعت مین سورہ والعصر دس دفعہ دوسری مین
تین دفعہ تیسری مین دو مرتبہ چوتہی مین ایکدفعہ پڑہے۔ فرماتے تہے کہ نماز عصر کی سنتون مین سورہ والسماء
ذات البروج پڑہنا ناروکے دفعیہ مین اکسیر کا حکم رکہتا ہے۔ جناب سلطان المشائخ سے یہہ بہی روایت کی گئی
ہے کہ نماز عصر کی سنتون مین اذا زلزلت الارض دوسری تین سورتون سے ملاکر پڑہنا دافع نارو ہے۔
امیر حسن شاعر نے عرض کیا کہ حضور بندہ ذلیل اور نارو کے دفعیہ کیلئے عصر کی سنتون کی پہلی رکعت
مین سورہ بروج اور اوسکے بعد اذا زلزلت الارض پڑہا کرتا ہے فرمایا بہت اچہا ہے۔ سلطان المشائخ
فرماتے تہے کہ حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجہسے خواب مین فرمایا کہ
نماز عصر کے بعد تم کتنی دفعہ سورہ نبا پڑہتے ہو مین نے کہا ایک دفعہ فرمایا پانچ دفعہ پڑہا کرو۔ مین نے اپنے دل مین

خیال کیا کہ اس مین کوئی بشارت ضرور مخفی ہوگی۔ ان بعد مین نے ایک معتبر و متداول تفسیر مین لکھا دیکھا کہ جو شخص نماز عصر کے بعد پانچ بار سورہ نبا پڑہے خدا تعالی کی محبت کا اسیر و شیدا ہووے اور اوسکا نام اسیر محبت حق رکھا جاے مین نے معلوم کر لیا کہ شیخ کا مقصود یہی تہا۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو شخص نماز عصر کے بعد سورہ والنازعات پڑہے گا خدا تعالی اوسے صرف ایک وقت کی نماز کی مقدار قبر مین رکھے گا اس کلمہ پر پہونچکر آپکی آنکھون سے آنسو بہنے لگے اور فرمانے لگے کہ جو شخص قبر مین نرہے گا اوسکا مرتبہ کس حد تک پہونچیگا یہ مرتبہ اوسی شخصکو حاصل ہوتا ہے جسکی روح کو کمال حاصل ہوجاتا ہے پس جب روح مین کمال پیدا ہو جاتا ہے تو وہ قلب کو اپنی طرف کہینچ لیتی ہے اور جب قلب درجہ کمال پر پہونچتا ہے تو قالب کو اپنی طرف کہینچ لیتا ہے۔ اسکے بعد مسبعات عشر اوسی ترکیب کے ساتہ پڑہے جیسا کہ صبح کی نماز مین پڑھ چکا ہے۔ فرماتے تہے جو شخص نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ذیل کے تین اسمون مین مشغول رہے گا جس مہم و مطلوب کیلئے پڑہے گا خدا تعالی اوس مہم کو بہت جلد فیصل کرادے گا اور وہ تین اسم یہ ہین۔ یا اللہ یا رحمن یا رحیم الکا نام ایلیا ہے۔

فرماتے تہے جب نماز مغرب کا وقت آئے تو دو رکعت سنت اسطرح پڑہے کہ پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکفرون دوسری مین سورہ اخلاص پڑہے۔ ایک روایت مین یہ بھی آیا ہے کہ آپنے فرمایا مغرب کے فرضون سے پیشتر دو سنتین اسطرح پڑہے کہ پہلی رکعت مین آیہ فسبحان اللہ حین تمسون و حین تصبحون آخر تک پڑہے اور دوسری مین سبحان ربک رب العزت سے آخر سورت تک پڑہے۔ فرضون اور بعد کی سنتون سے فارغ ہونیکے بعد بیس رکعتین ادا ہین اوس تفصیل کے ساتہ ادا کرے جو کتب مشائخ مین وارد ہوئی ہے جب سجدہ مین جائے تین دفعہ کہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ تَوْبَۃً تُوْجِبُ مَحَبَّتَکَ فِیْ قَلْبِیْ یَا مُحِبَّ التَّوَّابِیْنَ۔ یعنے خداوندا مجہے توبہ نصیب کر جو تیری محبت میرے دل مین لازم کردے اے توبہ کرنے والون کو دوست رکہنے والے۔

فرماتے تہے کہ نماز مغرب اور عشا کے درمیان اور چھ رکعتین پڑہے بعض اہل ارادت نے ان ہی چھ رکعتون کو صلاۃ الاوابین کہا ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ چھ رکعتین صلاۃ الاوابین کے علاوہ ہین۔ ان مین سے دو رکعتین تو ایمان کی حفاظت و نگاہداشت کے لیے پڑہے جنکی کیفیت یہ ہے کہ پہلی رکعت مین فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص سات دفعہ قل اعوذ برب الناس ایکدفعہ پڑہے اور سجدہ مین جائے تو تین بار کہے یا حی یا قیوم ثبتنی علی الایمان۔ اسموقع پر آپنے اس نماز کی برکت کے متعلق ایک حکایت باین مضمون بیان فرمائی کہ مین نے شیخ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کے پوتے خواجہ احمد سے سنا ہے جو نہایت ہی صالح و نیکبخت آدمی تہے۔ فرماتے تہے کہ ایک لشکری میرا رفیق تہا

جو ہمیشہ یہ دو رکعتین پڑھا کرتا تھا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ہم حدود اجمیر مین تھے مغرب کی نماز کا وقت آپہونچا اور اوس مقام مین چور دن اور رہزنون کا خوف نمودار ہوا ہم نے نہایت عجلت کے ساتھ دو رکعت سنت ادا کین اور شہر کی جانب متوجہ ہوئے لیکن لشکری رفیق جو اس سفر مین ہمارے ساتھ تھا باوجود اس سخت تشویش اور خوف وخطر کے نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ نماز پڑھتا رہا اور دو رکعت نماز نگاہداشت ایمان کے لئے بے خوف وہراس ادا کرتا رہا۔ ایک عرصہ کے بعد جب اوس جوان کے انتقال کا وقت آیا تو مجھے خبر ہوئی اور اوسکے احوال کی جستجو کے لئے گیا تلاش ودریافت کے بعد معلوم ہوا کہ وہ دنیا سے ایسا گیا جیسا جانا چاہیئے تھا۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ خواجہ احمد اوس لشکری جوان کے انتقال کی حکایت یون بیان کرتے تھے کہ اگر مجھے قضا وحکومت کی کرسی کے آگے لیجائین تو مین صاف طور پر گواہی دون کہ وہ جوان دنیا سے باایمان گیا۔ بعد ازان سلطان المشائخ نے فرمایا کہ نماز مغرب کے بعد دو رکعتین اور بھی ہین جنکی نسبت آپنے یہ حکایت نقل کی کہ ایک شخص مولانا تقی الدین نامی میرے ہمدرس ویار تھے جو دانشمندی ونیکبختی مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے وہ ہمیشہ نماز مغرب کے بعد دو رکعتین اسطرح پڑھا کرتے تھے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد والسماء ذات البروج اور دوسری مین والسماء والطارق۔ جب اون کا انتقال ہوا تو مین نے اونہین خواب مین دیکھکر دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ خدا نے کیسا برتاؤ کیا فرمایا جب میرا کام تمام ہوا اور روح قفس عنصری سے نکلی تو درگاہ خداوندی سے فرمان ہوا کہ ہم نے اسے اون دو رکعتون کی برکت سے بخشدیا اوسوقت حاضرین مجلس مین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور اسیکو صلاۃ النور کہتے ہین فرمایا نہین اسے صلاۃ البروج کہتے ہین جن دو رکعتون مین سورہ انعام کی ابتدا کی چند آیتین یعنے پہلی رکعت مین شروع سے لیتہزؤن تک اور دوسری رکعت مین وہان سے دوسرے لیستہزؤن تک پڑہی جائین اوسے صلوۃ النور کہتے ہین۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ صلوۃ البروج اور صلوۃ النور کی چارون رکعتین بھی صلوۃ الاوابین کی بیس رکعتون مین داخل ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ صلوۃ البروج کے بعد یہ دعا پڑہنی چاہیئے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَوْدِعُکَ اِیْمَانِیْ وَدِیْنِیْ فَاحْفَظْھُمَا۔ الغرض نماز مغرب وعشا کے درمیان چند رکعتین سنتین موکدہ ہین اونہین ادا کرنا ضرور ہے بہت سے مشائخ نے اسوقت کو غنیمت اور معمور رکہا ہے اگر کسیکو مغرب وعشا کے مابین وقت کو معمور رکہنے اور روزہ کے درمیان جمع کرنا ہین نہ آئے تو اوسکی لیئے اولی اور انسب یہ ہے کہ جب روزہ افطار کرے تو وقت افطار کو معمور رکہے اور اوس مین مشغول بحق رہے کیونکہ مشائخ کا قول ہے کہ صبح صادقان اور صبح عاشقان۔ صبح صادقان بعد از

صبح صادق ہے اور صبح عاشقان سے مراد نماز شام ہے۔ جب عشا کی نماز کا وقت آئے تو چار رکعت سنتین ادا کرے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی خالدون تک اور دوسری مین آمن الرسول سے آخر سورہ تک تیسری مین آیہ شہد اللہ چوتھی مین آیہ قل اللھم مالک الملک پڑھے اور نماز عشا کے فرضون کی چار سنتین فضل ہین ان چار رکعتون مین بھی وہی قرات پڑھے جو پہلی چار سنتون مین پڑھی تھی۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ چار رکعتین صلوۃ السعادت ادا کرے اون کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس دفعہ اور دوسری مین بیس دفعہ اور تیسری مین تیس دفعہ اور چوتھی مین چالیس دفعہ پڑھے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ نماز عشا کے بعد دو رکعت نماز روشنائی چشم کے لیئے ادا کرے ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد پانچ دفعہ انا اعطینا پڑھے اور جب یہ دو رکعتین پڑھ چکے تو تین بار یون کہے اللھم متعنی بسمعی و بصری واجعلھما الوارث منی۔ فرماتے تھے کہ اگر یہ نماز مغرب کے بعد ادا کرے اور دعاء مذکور پڑھ پڑھ کر انگوٹھے پر پھونکے اور دونون آنکھون پر پھیرے حضور نے فرمایا کہ اس نماز و دعا کی برکت سے نہایت باریک و مخفی خط کی کتاب مین عشا کے وقت اچھی طرح پڑھ لیتا ہون۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ آنکھونکی روشنی کے لیئے دو مرتبہ لا الہ الا ھو الحی القیوم پڑھکر دونون انگوٹھون پر پھونکے اور آنکھون پر ملکر کہے۔ الم اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم پھر انگوٹھون پر دم کر کے آنکھون پر ملے اور تیسری دفعہ وعنت الوجوہ للحی القیوم پڑھکر انگوٹھون پر دم کرے اور دونون آنکھون پر ملے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ کہیعص حمعسق تین بار پڑھے ان کے دس حرف مین ہر حرف زبان سے نکالے اور ایک ایک انگلی بند کرتا جائے جب دسون حرف کہکر دسون انگلیان بند کر چکے تو سب کو آنکھون پر پھیرے انشاء اللہ صحت کلی پائیگا۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ اسکے بعد چار رکعت صلاۃ العاشقین پڑھے اس سے تمام مہمات و مشکلات آسان ہونگی اور دلی مقاصد و مطالب پر فتح پائیگا۔ اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد سو دفعہ یا اللہ۔ دوسری مین سو دفعہ یا رحمن تیسری مین سو دفعہ یا رحیم چوتھی مین سو دفعہ یا ودود پڑھے۔ فرماتے تھے اسکے ساتھ ہی صلاۃ القربت بھی ادا کرنی چاہیئے ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد ستر دفعہ سورہ اخلاص پڑھے اور جب نماز پڑھ چکے تو ستر بار استغفر اللہ کہے ازان بعد یہ دعا پڑھے۔

اللھم ارزقنی عمل الذی یقربنی الیک۔ فرماتے تھے کہ شیخ قطب الدین بختیار قدس سرہ ہر رات ہزار مرتبہ درود پڑھا کرتے تھے حاضرین نے دریافت کیا کہ وہ کونسا درود ہے فرمایا آپ یون پڑھا کرتے تھے۔ اللھم صل

علی محمد عبدک و نبیک و حبیبک و رسولک النبی الامی وعلی آلہ تعبدہ فرمایا کہ مین نے بھی اسی درود کو اختیار کیا ہے
مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ درود لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اللھم صل علی محمد عدد البری والثری
والوری (البری التراب علی وجہ الارض والثری تحت البری) یعنے خداوندا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر مٹی
اور خاک نمناک اور مخلوق کی تعداد کے مقدار درود بہیج۔ کہتے ہین کہ حضرت سلطان المشائخ ہر روز ہزار
بار درود اور ہزار بار سورہ اخلاص اور امام غزالی کی جواہر القرآن بقدر ڈہائی سیپارہ حرز یمانی اور حرز کافی
پڑھا کرتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ فجر کی نماز کے بعد سورہ یٰسین اور ظہر کی نماز کے بعد انا ارسلنا یعنے سورۂ
نوح۔ عصر کی نماز کے پیچھے انا فتحنا۔ نماز مغرب کے بعد سورہ واقعہ۔ عشا کے بعد سورہ ملک پڑہنی چاہیے
اور ہر فرض کے بعد یہ دعا اللھم لک الحمد لا الہ الا انت رب خلقتنی ولم اک شیئا ورزقتنی ولم املک شیئا وعلمتنی
ولم اعلم شیئا رب انی ظلمت نفسی وارتکبت المعاصی وانا مقر بذنوبی فان غفرتنی فلا ینقص من ملکک شی
وان عذبتنی لا یزید فی سلطانک شی تجد من تعذب غیری ولا اجد من یرحمنی غیرک فبعزتک وجلالک ان
تغفر لی وتتوب علی انک انت التواب الرحیم وصل علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ ایک روایت مین
آیا ہے کہ جو شخص اس دعا پر مداومت کریگا اوسکا خاتمہ بالخیر ہوگا اور آخر کار سعادت و کامیابی حاصل ہوگی
فرماتے تھے کہ ہر فرض نماز کے بعد متصل آیۃ الکرسی پڑہے اگر ہمیشہ ایسا کرتا رہے گا خدا تعالی اوسکی روح بے واسطہ
ملک الموت قبض کریگا۔ فرماتے تھے کہ اگر ہر فرض نماز کے بعد پانچ دفعہ قل اللھم مالک الملک بغیر حساب تک
پڑہیگا خدا تعالی قرض سے رہائی دیگا۔ پہر جب تہجد کا وقت آئے تو نماز تہجد ادا کرے۔ اخبار مین لکھا
ہے کہ نماز تہجد سنت موکدہ ہے اور وہ تین سلامون کے ساتھ بارہ رکعتین ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے
کہ تہجد ہجود سے مشتق ہے اور ہجود تہوڑی دیر سونے کو کہتے ہین۔ اہل لغت بولتے ہین التھجد رفع الھجود یعنے
جب نیند آنے لگے تو بتکلف نماز ادا کرنے کے لیئے اپنے تئین بیدار رکہے۔ فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق
والدین قدس سرہ نے تہجد کی بارہ رکعتون کی قرارت کی بابت یون ارشاد فرمایا ہے کہ پہلی رکعت مین فاتحہ کے
بعد آیۃ الکرسی اور سورہ اخلاص تین بار۔ دوسری مین آمن الرسول اور اخلاص تین بار پڑہے۔ بارہ رکعتونکو
اسیطرح ادا کرے۔ اگرچہ شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی کے اوراد مین دونون رکعتون مین آیۃ الکرسی
پڑہنی آئی ہے۔ لیکن سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مجھے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین نے یون ہی ارشاد کیا تہا
کہ دوسری رکعت مین آمن الرسول پڑہنی چاہیے چنانچہ آپنے ایکدفعہ یہ الفاظ ارشاد فرمایا کہ مولانا نظام

نماز تہجد کی دوسری رکعت مین آمن الرسول سے ختم سورہ تک پڑہا کرو کیونکہ مین بہی یون ہی پڑہتا ہون ہ شب بیداری مین مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض مشائخ تو اول شب بیدار رہتے ہین اور پچہلی شب سوتے ہین اور اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ آخر شب مین سونے سے تکان و ماندگی دفع ہو جائیگی اور اوقات ورد مین نیند مزاحمت نکرے گی اور بعض مشائخ اول نصف شب سو گئے ہین۔ فرماتے تہے کہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کا قاعدہ تہا کہ جب تک ثلث رات گذر لیتی تو خواب راحت سے بیدار ہوتے اوسیوقت امام و موذن حاضر ہوتے اور آپ نماز عشا پڑہکر صبح تک ورد و نماز مین مشغول رہتے۔ شیخ قطب الدین منور خلیفہ سلطان المشائخ کا بہی شب بیداری مین یہی طریقہ تہا اور بعض سلف ساری رات جاگتے رہے ہین یہان تک کہ چالیس تابعیون نے ایک وضو سے نماز عشا اور نماز فجر ادا کی ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ اور سعید بن مسیب اور فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہم کی نسبت مشہور ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جس مسجد مین یہ بزرگان دین مشغول بحق ہوتے تہے تمام رات جاگتے مین کاٹتے تہے لیکن جب موذن کے آنیکا وقت ہوتا تہا تو اپنے تئین ایسا ظاہر کرتے تہے کہ گویا سوتے ہین۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا ہوا دیکہا ہے قال لابی بکر متی توتر قال من اول اللیل وقال لعمر متی توتر قال من آخر اللیل قال لابی بکر اخذت بالحزم وقال لعمر اخذت بالعزم الحزم الحذر من الفوات والعزم عقد القلب یعنے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر تم کسوقت وتر پڑہتے ہو کہا اول شب فرمایا عمر تم کسوقت پڑہتے ہو جواب دیا آخر شب آپنے فرمایا ابو بکر تم نے حزم اور عمر تم نے عزم کا حصہ لیا دل پر بہرو ہونے کا نام عزم اور وقت کے فوت ہونے کا خوف کرنا حزم ہے۔ آپنے یہ بہی فرمایا ہے کہ بہت سے قائم باللیل مشکور اور بہت سے سونے والے مغفور ہوتے ہین یعنے جب تہجد گذار اپنے سوتے ہوئے بہائی کے لئے بخشش کی دعا کرتا ہے تو وہ مشکور ہوتا ہے یعنے اوسکا شکر کیا جاتا ہے اور اسکی مغفرت ہوتی ہے۔ سلطان المشائخ نے امیر خسرو رحمۃ اللہ کی طرف یون تحریر فرمایا کہ اعضا و جوارح کی محافظت کے بعد اون کامون مین مشغول ہونے سے پرہیز کرنا چاہئے جو ناپسندیدہ شرع ہین اور اوقات کی مراعات مین انتہا سے زیادہ کوشش کرنی مناسب ہے عمر عزیز کو غنیمت جانو جو تمام مرادون اور کل مقصودون کی تحصیل کا سبب ہے اور زمانہ کو بطالت مین مصروف نکرو

تکملہ اون اوراد کے بیان مین جو ہفتہ وار اور سالانہ وار پڑہے جاتے ہین — سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے تہے کہ صبح سے پہلے دو رکعت نماز اسطرح ادا کرے کہ پہلی رکعت مین سات بار سورہ فاتحہ اور اوسکے بعد ایکبار قل یا ایہا الکافرون پڑہے اور دوسری رکعت تین سات دفعہ سورہ فاتحہ اور اسکے بعد ایکدفعہ سورہ اخلاص پڑہے

جب سلام پھیرے تو دس دفعہ سبحان اللہ دس دفعہ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءْ لَمْ يَكُنْ أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا۔ پڑھے پھر دس دفعہ درود دس دفعہ استغفار دس دفعہ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔ کہے بعد ازاں سجدہ کرکے آسمان کی طرف ہاتھ اوٹھائے اور کہے۔ یا ارحم الراحمین۔ پھر سجدہ میں جاکر دس بار کہے أَغِثْنَا يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ۔ اسپر مداومت کرنے والا جس مطلب مہم کیلئے پڑہیگا اوسپر فتح پائیگا۔ بزرگان دین جمعہ کے دن میں نماز فجر کے بعد کے اوقات کو بہت ہی غنیمت شمار کرتے تھے۔ تمام دنیاوی شغلون سے دست برداری کرتے تھے۔ بعض سلف روز جمعہ اور شب جمعہ کو بالکل کہانا نہ کہاتے تھے تاکہ ہمہ تن مشغول بحق رہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جو پہلی بدعت لوگون مین پہلی وہ بیوقت جامع مسجد مین جانا تہا۔ جناب سلطان المشائخ شروع شروع مین جمعہ کے دن اشراق کے بعد کیلوکہڑی کی مسجد مین تشریف لیجاتے تہے جب نماز جمعہ کا وقت آتا تو غسل کرکے مسجد مین آتے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جمعہ کے دن ستر مرتبہ نماز جمعہ کے بعد یون کہے اَللّٰهُمَّ أَغْنِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ جو شخص اسپر مداومت کرے گا خدا تعالی اوسے کبہی مخلوق کا محتاج نہ رکہیگا۔ ایکدفعہ امیر حسن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ جمعہ کی نماز مین شریک نہ ہونے کی نسبت کوئی تاویل آئی ہے فرمایا کوئی تاویل نہین آئی لیکن ہان جو شخص غلام یا مسافر یا مریض ہو اگر وہ جمعہ مین نہ جاسکے تو جائز ہے۔ انکے علاوہ جو شخص جانے کی طاقت رکہے اور نہ جائے تو وہ نہایت سخت دل ہے۔ زان بعد آپنے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایکدفعہ نماز جمعہ ترک کرتا ہے اوسکے دلپر ایک کالا نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر دو دفعہ جمعہ مین شریک نہین ہوتا دو کالے نقطے اوسکے دلپر نمودار ہو جاتے ہین اگر تین ترک ہو جاتے ہین تو سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز ہر دن ایکدفعہ غسل کیا کرتے تہے۔ اور بعض لوگون کا بیان ہے کہ ہر فرض نماز کے وقت پانچ دفعہ غسل کیا کرتے تہے۔ آپ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ شیخ کبیر فرید الحق والدین کو تین ایسی چیزین میسر تہین جنپر مین عمل نہین کرسکتا۔ اول یہ کہ آپ ہر روز غسل کیا کرتے تہے۔ دوم یہ کہ آپ جوا خرید کر تناول فرمایا کرتے تہے۔ سوم یہ کہ آپ صبح کے وقت کچہ نہ کہایا کرتے تہے اور مین کہایا کرتا ہون۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ شب جمعہ سے روز جمعہ تک ہر ساعت مین سات لاکہ دوزخی بخشے جاتے ہین اور جمعہ مین ایک ایسی ساعت ہے کہ جو شخص اوس مین جو کوئی چیز بہی خدا سے مانگیگا فوراً مراد پر کامیاب ہوگا لیکن اوس ساعت مین مشائخ وعلما کا اختلاف ہے بعضے فرماتے ہین کہ وہ ساعت اقامت جمعہ کا وقت ہے بعضے فرماتے ہین عصر کے بعد سے غروب آفتاب

وقت ایک حدیث میں آیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جمعہ کے روز ایک شخص کو صرف اسلئے معین فرماتیں کہ غروب آفتاب کے وقت سے آپکو اطلاع کر دے چنانچہ وہ شخص ایک بلند مقام پر کھڑا ہو جاتا اور جونہی غروب کا وقت ہوتا وہ آپکو خبر دیتا آپ فوراً دعا میں مشغول ہو جاتیں۔ سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہی لکھا دیکھا گیا ہے کہ جو شخص پیر کی شب کو دو رکعت صلاۃ السعادت ادا کرے گا ہرگز بدبخت نہ ہوگا ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایکبار سورۂ اخلاص تین بار پڑھے سلام کے بعد دس بار درود دس بار استغفار پڑھے۔ میں نے حضرت سلطان المشائخ کے خط مبارک سے یہی لکھا دیکھا ہے کہ ہر مہینے کے پہلے روز یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی اٰلَآئِکَ وَ نَعْمَآئِکَ مِثْلَ مَا حَمِدْتَ بِهٖ نَفْسَکَ وَ مِثْلَ مَا حَمِدَکَ بِهِ الْحَامِدُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصَّابِرُوْنَ عَلٰی مَا اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَ اَسْتَغْفِرُکَ مِثْلَ مَا اسْتَغْفَرَکَ الْمُسْتَغْفِرُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْکَ مِثْلَ مَا تَابَ جَمِيْعُ التَّوَّابِيْنَ الَّذِيْنَ جَعَلْتَ تَوْبَتَهُمْ مَقْبُوْلَةً وَ عَلَامَةً لِنَجَاتِهِمْ وَ اَعِذْنِيْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ وَ مِنْ كُلِّ مَكْرُوْبٍ يَا مَنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرِّيْنَ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْءَ وَ اَنْتَ الْقَادِرُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ مَّا اَنَا فِيْهِ مِنَ الْهُمُوْمِ وَ الْغُمُوْمِ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۵

حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ آدمی کو اس دعا پر مواظبت کرنی چاہیے یعنے کم از کم روزمرہ ایکدفعہ پڑھے اور اگر یہ نہو سکے تو ہر مہینے کی غرہ کو ایکمرتبہ ضرور پڑھے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ماہ صفر کا آخری چہارشنبہ نہایت قوی اور بابرکت دن ہے اس دن میں جس قدر ہو سکے کھانا پکائے اور محتاجوں کو تقسیم کرے۔ کچھ نقدی بھی اپنے مال سے جدا کر کے فقرا کو دیدے اور ہر شخص سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئے۔ فرماتے تھے کہ اس ضعیف کا تولد اسی روز ہوا ہے۔ ازاں بعد فرمایا کہ رجب کے مہینے میں چھپیں روزے رکھنے چاہئیں اگر ایسا کیا جائے گا تو روزہ دار کو اوس نعمت سے حصہ ملیگا جو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج عنایت ہوئی ہے۔ آپ اپنے یاروں کو رجب کے روزے رکھنے کا تاکیدی حکم فرمایا کرتے تھے۔ ارشاد ہے کہ رجب میں ذیل کا استغفار ہزار مرتبہ پڑھے حدیث قدسی میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ایسے شخص کو میں نہ بخشوں گا تو نسبت بر تہ گو یا میں اوسکا پروردگار نہیں ہوں تین دفعہ یہی کلمہ فرمایا ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ مِنْ جَمِيْعِ الذُّنُوْبِ وَ الْاٰثَامِ۔ لیلۃ الرغائب کی نماز کی نسبت حضور فرمایا کرتے تھے کہ رغائب رغیب کی جمع ہے اور عطا کثیر کو رغیب کہتے ہیں۔ آپ اس نماز کو جماعت سے پڑھا کرتے تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ اس نماز میں مصروف تھے جسم مبارک کو اس قدر گرمی

پہونچی کہ حالت نماز ہی مین سارا پیراہن مبارک آپکے عبیر آمیز پسینے سے بہیگ گیا نماز سے فارغ ہونیکے بعد آپ ایک کوٹہے مین تشریف لیگئے اور پیراہن مبارک اوتارکر مولانا شہاب الدین امام کو عنایت فرمایا یہ ابدی دولت اور ازلی سعادت اوس رات کو مولانا شہاب الدین کو نصیب ہوئی۔ غرضکہ آپنے کچہہ دم لیکر دوبارہ وضو کیا اور نماز عشا مین مصروف ہوگئے۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ رجب کے مہینے مین خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز ادا کرے اس نماز کے لیے کوئی شب مخصوص نہین ہے خواہ تیسری چوتہی پانچوین شب کو پڑہے خواہ تیرہوین چودہوین پندرہوین رات کو۔ اسکے بعد حضور نے اس نماز کی بزرگی مین بہت کچہہ مبالغہ کیا اور بایں مضمون ایک حکایت بیان فرمائی کہ مدرسہ معزی مین ایک دانشمند عالم رہا کرتا تہا اوسکے علم و فضل اور جودت ذہن کی یہ کیفیت تہی کہ لوگ جس مسئلہ کی بابت اوس سے دریافت کرتے فی البدیہہ جواب دیتا اور جواب شافی دیتا۔ مباحثہ کے وقت دانشمندانہ عبارت اور فاضلانہ الفاظ زبان سے نکلتے اور یہ معلوم ہوتا کہ نہایت تبحر کے ساتھہ گفتگو مین مصروف ہے۔ جب لوگون نے اوسکی تعلیم کا حال دریافت کیا تو جواب دیا مین نے نہ تو کچہہ پڑہا ہی ہے نہ کسیکی شاگردی کی ہے میرا ابتدائی زمانہ بالکل لہو و لعب اور جہالت مین گذرا لیکن جب مین بڑا ہوا تو ایک روز خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز پڑہی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مین نے جناب الٰہی مین دعا کی کہ خداوندا مین بوڑہا ہوگیا اور ابتک کچہہ پڑہا پڑہایا ہے نہین تو اپنے فضل و کرم سے مجہے علم عطا فرما خدا تعالیٰ نے اس نماز کی برکت سے میرے لیے علم کا دروازہ کشادہ کر دیا پہر کے علوم و فنون فوج در فوج میرے دل مین القا کر دیے گئے۔ اب میرا یہ حال ہے کہ جس علم مین مباحثہ ہوتا ہے اوس مین اچھی طرح گفتگو کرسکتا ہون اور نہایت خوبی و عمدگی کے ساتھہ اوسے انجام پہونچاتا ہون۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ رجب کے مہینے مین ایک اور نماز آئی ہے جو درازی عمر کے لئے پڑہی جاتی ہے اسموقع پر آپنے یہ حکایت بیان کی کہ مین نے شیخ ضیاء الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند رشید مولانا نظام الدین سے سنا ہے کہ شیخ بدر الدین غزنوی ہرسال یہ نماز پڑہا کرتے تہے لیکن جب اونکی زندگی کا آخری سال آیا تو اس سال کے ماہ رجب مین یہ نماز نہین پڑہی۔ لوگون نے دریافت کیا کہ آپنے امسال وہ نماز کیون نہین ادا کی فرمایا اب میری عمر کا پیمانہ لبریز ہوگیا ہے اور کوئی دم مین چھلکا ہی چاہتا ہے۔ چنانچہ آپ اسی سال مین انتقال کر گئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص درازی عمر کے لیے آخر رجب مین یہ نماز پڑہے اپنی مراد پر کامیاب ہو۔ نماز یہ ہے۔ بارہ رکعتین تین سلامون کے ساتہ اسطرح ادا کرے۔ ہر رکعت مین فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایکبار سورہ اخلاص تین بار پڑہے۔ جب سلام پہیرے تو یہ دعا پڑہے۔ یَا اَجَلَّ مِنْ کُلِّ جَلِیْلٍ

رحمین کل عزیز یا احد خیر من کل احد انت ربی لا رب لی سواک یا غیاث المستغیثین و رجا ہم
بفضلک ومدّ فی عمری ہٰذا طویلا واعطنی من لدنک عمرا فی رضاک برحمتک یا اکرم یا و...
ان المشائخ فرماتے ہین کہ مشائخ رحمہم اللہ نماز تراویح یعنے رمضان کی نماز مین ذیل کی تسبیحات کہا کرتے تھے پہلی
یح مین کلمہ شہادت تین بار دوسری مین درود تین بار تیسری مین سبحان اللہ والحمد للہ آخر تک تین بار
مین سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ تین بار۔ پانچوین تراویح مین استغفر اللہ الذی لا الٰہ
الحی القیوم یا غفار الذنوب آخر تک تین بار۔ مولانا حسام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت سلطان
ئخ قدس سرہ کے ممتاز و معزز خلیفہ تھے ماہ رمضان کی راتون مین یعنے تراویح کی نماز مین تین قرآن ختم
رتے تھے ایک عزیز نے صرف ایک ختم مین اونکے ساتھ موافقت کی یعنے صرف ایک قرآن سنا بعدہ قاضی
ین کاشانی کے ساتھ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا حصول سعادت قدمبوسی کے بعد
کیا کہ حضور! نماز تراویح مین ایک ختم مولانا حسام الدین کی موافقت مین مین نے سنا ہے فرمایا تراو
ختم سنت ہے لیکن ہم صرف سورہ اخلاص پڑھتے ہین۔ کیونکہ کل قیامت کے روز لوگ گروہ گروہ اور جماعت
ت میدان حشر مین حاضر ہونگے جن لوگون نے حج ادا کیا ہے اون کا ایک گروہ ہوگا۔ جنہون نے جہاد
اونکی ایک جماعت ہوگی۔ جنہون نے تراویح مین ختم سنا ہوگا اون کا ایک علیحدہ غول ہوگا۔ مین
ہون کہ کل قیامت کے دن شیخ کبیر قدس سرہ کے گروہ مین میرا نام پکارا جائے۔ ہمارے شیخ قدس سرہ
اویح مین صرف سورۂ اخلاص پڑھتے تھے اسلئے ہم بھی وہی پڑھتے ہین۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص دہلی سے
المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا حصول سعادت قدمبوسی کے بعد آپکے جماعت خانہ مین باین نیت آیا کہ
یح مین ختم قرآن کرے۔ جب سلطان المشائخ سے اجازت مانگی تو آپنے فرمایا تو جان پھر تھوڑی دیر کے بعد ارشاد
گر مین یہ کہون کہ تراویح مین ختم قرآن نکر تو تارک سنت کہلاؤن اسلئے بظاہر سکوت و خاموشی کرتا ہون
ن یہ سنکر باہر نکل آیا لیکن جب عشا کا وقت ہوا تو اوسنے تراویح مین قرآن پڑھنا چاہا۔ سورہ فاتحہ کے بعد
اہا کہ قرآن شروع کرے زبان بند ہوگئی ناچار اوسنے نماز کی نیت توڑ دی۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے
یح مین جماعت سنت ہے لوگون نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے
بہ کی۔ فرمایا صحابہ کی۔ اگرچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک روایت کے مطابق تین یا تین اور دوسری
طابق صرف ایک رات نماز تراویح پڑھی ہے لیکن اوسکی نسبت مزید تاکید یا مشروعیت کے الفاظ

نہین فرماتے البتہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت مین اس سنت پر مداومت کی اور جماعت کے ساتھہ پڑھنا شروع فرمایا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت صحابہ کی سنت کو بھی سنت کہتے ہین فرمایا ہان ہمارے مذہب مین اسے بھی سنت کہتے ہین ہان لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ صرف جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور تقریر کو سنت کہتے ہین۔ آپ یہ بھی فرماتے تہے کہ ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ رمضان مین ساٹہ ختم کیا کرتے تہے تیس نماز تراویح مین اور تیس تیس دن مین از ان بعد فرمایا کہ امام صاحب نے چالیس سال تک صبحکی نماز عشا کے وضو سے برابر ادا کی ہے اسکے متصل ہی ارشاد فرمایا کہ بہت سے علماء اور دانشمند ایسے گذرے ہین جنہین کوئی یہ بھی نہین جانتا کہ کہان تہے اور کب گذرے تہے شہرت کی چمک صرف حسن معاملہ کی وجہ سے پڑتی ہے اور اسکو حیات معنوی سمجھنا چاہیئے جسے آسانی کے ساتھہ پانا بہت مشکل ہے شبلی اور جنید کی شہرت جو دہ دور پہلی ہوئی ہے اور جس سے لوگون کے کان آشنا ہین اور ہر زمانہ مین لوگ اونکی تعظیم و توقیر کرتے آئے ہین یہ سب حسن معاملہ کا کرشمہ ہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ جنید بغدادی قدس سرہ کی خانقاہ مین ایک درویش آیا شاید غرہ ماہ رمضان کی شب تہی درویش نے آپکی خدمت مین عرض کیا کہ نماز تراویح کی امامت مین کرونگا شیخ نے اوسے قرآن مجید پڑھنے کی اجازت دی اوسنے تیس راتون مین تیس قرآن ختم کیئے شیخ کے حکم سے لوگ اوسکے حجرہ مین ایک روٹی اور پانی کا ایک آبخورہ رکہدیا کرتے تہے جب وہ رمضان کی تیسون راتین پوری کرچکا اور ختم قرآن سے فارغ ہوا تو عید کے روز شیخ نے اوسے رخصت کردیا اوسکے چلے جانے کے بعد لوگون نے حجرہ کی تلاشی لی تو تیسون روٹیان سلامت پائین معلوم ہوا کہ صرف پانی کا آبخورہ پیتا تہا اور افطار کے وقت اسی پر اکتفا کرتا تہا۔ اسیطرح جناب سلطان المشائخ کے یاران اعلی مین ایک شخص تہا جو رمضان کے آخر عشرہ مین معتکف ہونا چاہتا تہا ایکدن قاضی محی الدین کاشانی کے ساتہہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا اور اسبابمین گذارش کی فرمایا کہ رمضان کے آخر دہے مین اعتکاف بیٹہنا سنت موکدہ ہے۔ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رمضان کے آخر عشرہ مین معتکف ہوا کرتے تہے ایکسال آپ جہاد مین تشریف رکہتے تہے اور اسوجہ سے آپکا اعتکاف فوت ہوگیا جب دوسرا رمضان آیا تو آپنے اوسکی قضا کی اور کامل بیس روز تک اعتکاف مین بیٹہے لیکن بعض مشائخ رحمہم اللہ مریدون کو اعتکاف مین بیٹہنے کا حکم نہین دیتے کیونکہ درویش معتکف ہونے سے آدمیون مین مشہور ہوجاتا ہے اور شہرت ایک ایسی قوی آفت ہے جس سے اوسکا جانبر ہونا نہایت دشوار ہے اسلیئے درویش کو چاہیئے کہ اپنے گہر کی چار دیواری مین بیٹہکر مشغول بحق ہو اور اسباب کا دلمین تصور کرلے کہ مین معتکف ہون۔

فکتہ نماز کے بیان مین۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نماز ادا کی
ہے اوسکے تین قسمین ہین۔ ایک قسم تو وہ ہے جو وقت سے تعلق رکھتی ہے۔ دوسری وہ جو سبب سے علاقہ رکھتی ہے تیسری
وہ کہ جو نہ وقت سے تعلق رکھتی ہے نہ سبب سے جو نماز وقت سے تعلق رکھتی ہے اوسکی نسبت امام محمد غزالی طیب اللہ ثراہ
احیا مین یون تحریر فرماتے ہین کہ جو نمازین اوقات کی پابندی کے ساتھ رات دن مین پڑھی جاتی ہین وہ آٹھ نمازین
ہین انکے علاوہ چار نمازین اور ہین جو ہر سال مین ادا کی جاتی ہین۔ رات دن مین جو آٹھ نمازین پڑھی جاتی ہین
اون مین سے پانچ تو فرض نمازین ہین اور چھٹی نماز چاشت۔ ساتوین نماز مغرب کے بعد بیس رکعتین آٹھوین
نماز تہجد۔ سال کی چار نمازون مین عیدین کی دو نمازین ہین اور تیسری نماز تراویح چوتھی نماز براءۃ ہے۔
علاوہ برین ہفتہ مین ہر دن کی ایک نماز آئی ہے اسیطرح ہر مہینے مین بیس رکعت نماز وارد ہوئی ہے جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کے غرہ کو ادا کیا کرتے تھے۔ غرضکہ یہ تمام نمازین وقت سے تعلق رکھتی ہین۔
رہی وہ نماز جو نہ تو وقت ہی سے تعلق رکھتی ہے نہ سبب سے نماز تسبیح ہے جو بلا قید وقت ہر وقت ادا کیجا سکتی
ہے۔ امیر حسن رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ ایکدفعہ عید اضحے کے روز مینہ کی کثرت کی وجہ سے اکثر لوگ عیدگاہ مین
نہ پہونچ سکے اونہون نے سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ اگر عید کے روز کسی مانع اور عذر قوی کے سبب سے نماز عید
میسر نہ ہو تو دوسرے روز ادا کرنا درست ہے فرمایا ہان اگر عید کے دن نماز میسر نہ ہو تو دوسرے روز پڑھنا درست
ہے بلکہ عید اضحے کی تو تیسرے روز بھی جائز ہے۔ البتہ عید الفطر کی نماز اگر پہلے دن میسر نہ ہو تو دوسرے روز
پڑھنا درست ہے تیسرے روز نہین۔ اسی اثنا مین آپکی زبان مبارک پر جاری ہوا کہ اس عید کے روز میرے دل مین
خطرہ گذرا تھا کہ اگر بارش کی کثرت ہوئی اور یہانتک مینہ برسا کہ نماز ادا کرنا ممکن نہ ہو تو ہم دوسرے روز عیدگاہ
مین جاکر نماز پڑھین گے لیکن خدا تعالیٰ نے اسی دن میسر کرا دی۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ نماز
ہمیشہ جماعت سے پڑھنی چاہیے کیونکہ گذشتہ انبیا علیہم السلام کے عہد مین مسجد کے علاوہ کہین نماز درست نہ تھی لیکن
ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ مین یہ آسانی ہوئی کہ جہان چاہین نماز پڑھ
تمام روئے زمین مسجد کے حکم مین ہے۔ ازان بعد آپنے جماعت کے بارہ مین بہت ہی تاکید و مبالغہ کیا اور فرمایا
کہ اگر دو شخص ہون وہ بھی جماعت کرین بغیر جماعت الگ الگ نہ پڑھین۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے
قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِیْ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالصَّلٰوۃِ فِی
الْجَمَاعَۃِ حَتّٰی خَشِیْتُ اَنْ لَا تُقْبَلَ صَلَاۃٌ اِلَّا بِجَمَاعَۃٍ قَالَ اللّٰہُ اَرَانِیْ مَرَّتْ عَلَیَّ ثَلٰثُوْنَ سَنَۃً لَمْ اُحْسِنْہُمْ

فتركت الجماعة ليلة بمكة فاحتلمت تلك الليلة يعنے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرئیل علیہ السلام نے جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم کیا یہان تک کہ مجھے خوف ہوا کہ بغیر جماعت نماز قبول نہین ہوتی۔ دارانی کا قول ہے کہ مجھپر پچیس سال متواتر ایسے گذرے جنمین مجھے کبھی احتلام نہین ہوا۔ ایک رات جو مین نے مکہ مین جماعت ترک کی تو اوسی رات کو حاجت غسل ہوگئی۔ سلطان المشائخ سے لوگون نے عرض کیا کہ فرض نماز ادا کرنیکے بعد جو لوگ جگہ بدلکر کھڑے ہوتے ہین یعنے جہان فرض پڑھ چکتے ہین وہان سنتین و نوافل نہین پڑھتے بلکہ اوس مقام کو چھوڑ کر دوسری جگہ پڑھتے ہین اسمین کیا حکمت ہے۔ فرمایا اگر امام تبدیل جگہ نکرے تو مکروہ ہے اور مقتدی اگر جگہ بدلکر نماز نہ پڑھے تو مکروہ نہین ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ جگہ بدل لے۔ ازان بعد فرمایا کہ جو شخص تبدیل جگہ کرنی چاہے اوسے اپنے بائین ہاتھ کی جانب جانا مناسب ہے تاکہ داہنی طرف قبلہ ہو۔ سلطان المشائخ سے سوال کیا گیا کہ نماز کی ہر رکعت کی ابتدا مین بسم اللہ پڑھنی چاہیئے یا ہر سورت کے آغاز مین فرمایا۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ صرف اول رکعت مین ایکدفعہ بسم اللہ کہنا کافی بتاتے ہین لیکن اور ائمہ ہر رکعت کے شروع مین بسم اللہ پڑھنے کے قائل ہین بعدہٗ فرمایا کہ سفیان ثوری اور ایک اور بزرگ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک قسم کے دعویدار تھے اور ساتھ ہی بظاہر کچھ مخالفت رکھتے تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سفیان ثوری اور وہ بزرگ ایک مجلس مین جمع ہوئے اور امام اعظم بھی وہان تشریف رکھتے تھے سفیان ثوری اور اوس بزرگ نے امام صاحب سے سوال کیا کہ نمازی بسم اللہ کب پڑھے ہر رکعت کے ابتدا مین یا ہر سورۃ کے آغاز مین اور کئی دفعہ پڑھے اس سوال سے اون کا مقصود یہ تھا کہ اگر آپ نفی کرینگے اور فرماینگے کہ نمازی کو بسم اللہ نہ کہنی چاہیئے تو اوسوقت اپسے مواخذہ کیا جائے۔ الغرض جب ان لوگون نے سوال کیا تو امام اعظم نے کمال تبحر اور نگاہداشت ادب کے ساتھ جواب دیا کہ ساری نماز مین ایکدفعہ بسم اللہ پڑھنی چاہیئے۔ اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حضرت امام اعظم کا مقصود یہ تھا کہ صرف ایکدفعہ بسم اللہ کہنی مناسب ہے جس موقع پر چاہین تصور کرین خواہ سورۃ کی آغاز مین خواہ ہر رکعت کے شروع مین۔ ازان بعد فرمایا کہ مقتدی کو چاہیئے کہ ہر رکعت مین سورہ فاتحہ پڑھے اور بسم اللہ کہے مین بھی اسی پر عمل کرتا ہون اور نماز مین سورہ فاتحہ اور بسم اللہ پڑھتا ہون جب آپ بیان کرتے کرتے یہان تک پہونچے تو حاضرین نے عرض کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے قرارت کرتا ہے اوسکا مونھ انگارون سے بھر دیا جائیگا۔ فرمایا اگر مین اس حدیث پر نظر ڈالتا ہون تو وعید لاحق ہوتی ہے اور اگر اسپر نظر کرتا ہون کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا صلاة لمن لم يقرا الفاتحة تو معلوم ہوتا ہے کہ بغیر سورہ فاتحہ نماز ہوتی ہی

اسصورت مین مجیے وعید کا تحمل کرنا اور سورہ فاتحہ نماز مین پڑھنی چاہیئے تاکہ باجماع نماز جائز و درست ہو۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ اَلاَخْذُ بِالاَحْوَطِ وَالخُرُوجُ مِنَ الخِلَافِ اَوْلیٰ یعنے احتیاط پر عمل کرنا اور خلاف سے نکلنا اولی ہے۔ فرماتے ہیے کہ پہلا کمال نماز مین حضور دل ہے یعنے جو کچھ نمازی پڑھے اوسکے معانی دلمین اپنا نقش کرین ازان بعد فرمایا کہ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا قدس اللہ سرہ کے مریدون مین ایک باکمال مرید تہا جسے حسن افغان کہتے تہے یہ شخص صاحب ولایت اور نہایت بزرگ تہا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حسن افغان ایک کوچہ مین گذر رہے تہے چلتے چلتے ایک مسجد کے دروازہ پر پہونچے نماز کا وقت تہا آپ اندر گئے۔ مؤذن نے تکبیر پڑہی امام آگے بڑھا اور لوگ جماعت مین ملکر کہڑے ہوئے خواجہ حسن بہی وضو سے فارغ ہوکر آئے اور جماعت مین شریک ہوگئے جب نماز تمام ہوئی اور سب لوگ چلے گئے تو خواجہ امام کے پاس آہستہ آہستہ چلکر آئے اور فرمایا اے خواجہ تونے جب نماز شروع کی تو مین نے جماعت مین شریک ہوکر تیری اقتدا کی مگر افسوس تو نماز کو چہوڑکر یہان سے دہلی گیا اور چند غلام و لونڈیان خریدکر واپس آیا پہر ان لونڈی غلامون کو خراسان مین لیگیا اور وہان سے ملتان آیا مین بہی تیرے پیچہے پیچہے نہایت حیرانی و پریشانی کی حالت مین پہرتا رہا آخر بتا تو یہ کس قسم کی نماز ہے۔ کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ المصلی ببدنہ دون قلبہ فہو داخل تحت قولہ فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتہم ساہون۔ والمصلی ببدنہ وقلبہ فہو داخل تحت قولہ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون وان السلف یجربون الرجل فی صلاتہ فان اتمہا امنہ او وعظ قال ابو القاسم من تہاون بالآداب عوقب بحرمان السنن ومن تہاون بالسنن عوقب بحرمان الفرائض ومن تہاون بالفرائض عوقب بحرمان التوحید قال ابن المبارک الآداب ثلثی العلم لان بالعلم یوقر و بالآداب یتقرب والمعنی ان الرکوع واحد والسجود سجدتان فان الرکوع ادعا العبودیۃ والسجدتان شاہداہ وللمومنین فی السجود اشارۃ الی الخلق والموت والبعث فی الاشارۃ بالسجدۃ الاولی الی الخلق منہا خلقتکم والثانیۃ الی الموت وفیہا نعیدکم وبرفع الراس الی البعث ومنہا نخرجکم تارۃ اخری وصف الابرار السجود فبسط یدیہ ورفع عجیزتہ وجخی ہکذا قال ہکذا روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنے جو لوگ بدن سے نماز پڑہتے ہین نہ دل سے وہ اس آیت کے تحت مین داخل ہین فویل للمصلین الخ اور جو بدن اور دل دونون سے نماز پڑہتے ہین وہ اس آیت کی تحت مین داخل ہین قد افلح المومنون۔ اور اگلے لوگ آدمی کا امتحان نماز سے کیا کرتے تہے جو شخص نماز اچہی طرح پڑہتا تہا اور اوسکے ارکان تمام وکمال ادا کرتا تہا اوسمین وعظ و نصیحت کی قبول کرنے کی اہلیت دیکہتے تہے۔ ابو القاسم کا قول ہے کہ جو شخص ادب آداب کے بجالانے مین سستی کرتا ہے وہ سنن سے محروم رہنے کی وجہ سے سزا دیا جاتا ہے

اور جو سنن کی بجا آوری میں سستی کرتا ہے وہ فرائض سے محروم رہنے کے سبب سے مبتلائے عذاب کیا جاتا ہے اور جو اون میں
سستی کرتا ہے وہ توحید سے محروم رہنے کے باعث سزا دیا جاتا ہے۔ ابن مبارک کا بیان ہے کہ ادب علم کے دو ثلث ہیں
کیونکہ علم کی بدولت انسان کی توقیر کی جاتی ہے اور ادب کی وجہ سے مرتبۂ قرب حاصل ہوتا ہے۔ نماز میں رکوع کے ایک اور سجدہ
کے دو مشروع ہونے میں یہ حکمت ہے کہ رکوع بمنزلہ دعویٰ عبودیت اور دو سجدے اوسکے دو شاہدوں کے قائم مقام ہیں
سجدے میں ابتداء آفرینش اور موت اور مرنے کے پیچھے جی اوٹھنے کی طرف اشارہ ہے۔ پہلا سجدہ تو ابتداء آفرینش کی طرف
اشارہ ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے منہا خلقنٰکم اور دوسرا سجدہ موت کی طرف مشیر چنانچہ فرمایا ہے وفیہا نعیدکم۔ اور
سجدے سے سر اوٹھانا مرنے کے پیچھے جی اوٹھنے کی طرف اشارہ کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ومنہا نخرجکم تارۃ اخریٰ۔
حضرت براء نے سجدہ کی کیفیت ظاہر کرنے کے لئے سجدہ کیا اپنے دونوں پہلو پھیلا دئے اور سرین کو زمین سے اونچا
کر لیا اور دونوں بازؤں کو پہلو سے علیٰحدہ کر لیا اور کہا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسیطرح دیکھا ہے۔
میں نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہی لکھا دیکھا ہے کہ اذا صلی الرجل فلیجو الخ یعنے جب مرد نماز پڑھے تو اپنے دونوں
بازؤں کو پہلوؤں سے دور رکھے یہانتک کہ بیچ میں خاطر خواہ فرجہ واقع ہو لیکن عورت کو چاہیئے کہ نماز پڑھتے وقت دونوں
بازؤں کو پہلوؤں سے ملائے رہے۔ حضرت ابو الدرداء نے ایک شخص کی پیشانی کو سجدہ کے اثر سے اونٹ کا گھٹنا جیسا
دیکھکر فرمایا کہ اگر اس شخص کی پیشانی میں یہ نشان نہوتا تو بہت اچھا آدمی ہوتا اوسنے عرض کیا کہ حضرت میں کیا کروں فرمایا
جب تو سجدہ کرنے لگے تو پیشانی زمین پر ہلکے سے رکھ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ خدا نے
میری دو رکعتیں قبول کر لی ہیں تو میں نماز کا اسقدر کبھی اہتمام نہیں کرتا کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین
اور اگر مجھے یہ معلوم کرا دیا جائے کہ میں متقی ہوں تو میں نے نجات حاصل کر لی کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ثم ننجی الذین
اتقوا۔ میں نے ایکدفعہ ایک چرواہے کو دیکھا جو بکریوں کے ریوڑ کو چرا رہا تھا جب وہ مصروف نماز ہوا تو ایک بھیڑیا
اوسکی بکریوں کی حفاظت کرنے لگا میں نے کہا بھیڑیئے نے کب سے بکریوں کے ساتھ صلح کر لی ہے جواب ملا کہ جب سے چرواہے
نے اپنے پروردگار سے صلح کی بھیڑیئے نے بکریوں سے صلح کی۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب کثرت
سے نماز پڑھتا ہے تو اوسکے تمام گناہ اوسکی پیٹھ پر جمع ہو جاتے ہیں پھر جب وہ رکوع کرتا ہے تو بائیں مونڈھے پر جمع ہو جاتے
ہیں اور جب سجدہ کرتا ہے تو سب زمین پر گر پڑتے ہیں۔ پھر خدا کو یہ شایان نہیں ہے کہ اونہیں اوسکی طرف لوٹا دے۔ حضرت
سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہی لکھا دیکھا ہے قیل للخضری انت تقول الخ یعنے خضری سے کہا گیا کہ تم اسبات کے
قائل ہو کہ بندہ سے شرعی تکالیف ساقط ہو جاتی ہے کہا میں یہ نہیں کہتا بلکہ یوں کہتا ہوں کہ تکالیف کی کلفت ساقط

ہوجاتی ہے اور کیونکر نہ کہوں حالانکہ مجھے رات دن اسبات کا تجربہ ہو رہا ہے کہ سالک کا مرتبہ اور قرب جون جون خدا کے نزدیک بڑہتا جاتا ہے اوسے عبادت الٰہی کیطرف شوق و ذوق زیادہ ہوتا جاتا ہے اور یہی قبولیت کی علامت ہے ہمارے شیخ روزبہان فرماتے ہین کہ مجھے بہت دفعہ کہا گیا کہ نماز چہوڑ دے کیونکہ اب تو اوسکا محتاج نہین ہے۔ مین نے کہا کہ ترک نماز کی مجھے طاقت نہین یہ تکلیف جو تو مجھے دیتا ہے میری طاقت سے باہر ہے۔ مین نے بعض جہال طریقہ کو دیکہا کہ بغیر اشارہ کے نماز ترک کر بیٹھے اور نافہمون کو دہوکے مین ڈالنے کی غرض سے کہنے لگے کہ سالک کو ہمیشہ نماز مین غرق رہنا واجب ہے لیکن جب وہ اس حدیث سے درگذر کر معرفت کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے تو عبادت کی تکلیف اوس سے ساقط ہو جاتی ہے حالانکہ وہ اتنا نہین جانتا کہ نماز کے لیئے قالب اور روح ہے یعنے جسطرح انسان کے لیئے جسم اور روح ہوتی ہے اوسیطرح نماز کے لیئے بہی جسم و روح ہے اوسکا قالب ارکان اور روح حضور ہے پہر جسطرح انسانکی روح پر انسان کا اطلاق کرنا نادرست ہے کیونکہ وہ کامل انسان نہین ہے بلکہ بعض انسان ہے اور جبتک روح انسان کے بدن سے تعلق رکہتی ہے اوسے انسان کہتے ہین اسیطرح نماز کی روح کی کیفیت ہے کہ جبتک اوسکا تعلق قالب کے ساتہ باقی رہتا ہے نماز کہلائی جاتی ہے اور یہ تعلق انقطاع عمل تک باقی رہتا ہے یعنے جبتک آدمی کو موت نہین آئی اوسوقت تک عبادت الٰہی کے ساتہ مکلف رہتا ہے جیسا خود خدا تعالےٰ فرماتا ہے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔ ابوبکر وراق کا بیان ہے کہ مین بنی اسرائیل کے گہر مین تہا میرے دل مین خطرہ گذرا کہ علم شریعت۔ علم حقیقت کے مخالف ہے۔ دفعتہً ایک شخص نے چیخ مار کر کہا اے ابوبکر جو حقیقت مخالف شریعت ہے وہ کفر ہے۔ اسکے بعد ابوبکر وراق کہتے ہین کہ اگر کسی بات مین کوئی اشارہ یا کلام ہاتف یا ظہور خاطر صادر ہو تو تو اوسکی طرف التفات نکر تاوقتیکہ تجھے اسبات کا پورا یقین ہو جائے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو پیش آیا۔ الغرض جب ابوبکر وراق کو معلوم ہوا کہ یہ آواز خدا کی طرف سے ہے تو وہ عاجزی کرتے ہوئے خدا کے آگے گر پڑے اور اس ورطہ ہلاکت سے نجات پائی۔ ابوسلیمان کا قول ہے کہ جو خطرہ بہی میرے دل مین گذرا مین نے اوسے کبہی قبول نہین کیا جبتک کہ دو گواہ۔ ایک کتاب اللہ مین سے دوسرا سنت رسول اللہ مین سے اوسپر کہڑے نہ کر لیئے۔ ایک عارف کامل کہا کرتا تہا خداوندا تو مجھے اپنی الوہیت کے ساتہ باقی نرکہہ بلکہ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت متابعت کے ساتہ باقی و دائم رکہہ جب لوگون نے اوس سے اسکا مطلب پوچہا تو جواب دیا۔ پہلی صورت مین بندہ دو حال سے خالی نہین یا تو وہ عرش کے اوپر ہوگا یا ساتوین زمین کے نیچے اور یہ دونون حالتین اوسکے لیئے پرخوف اور خطرناک ہین۔ محفوظ و مامون وہی شخص ہے

جیسے توفیق نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی طرف کہینچ لیا۔ غرضکہ بندہ تا دم مرگ تکلیف شرعیہ کے ساتھ مکلف رہتا ہے اور دینی احکام کبھی اوس سے علیحدہ نہین ہوتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت جب کسی دوسرے نبی کی شریعت سے منسوخ نہین ہوسکتی تو سالک کی نفسانی خواہش کی وجہ سے کیونکر منسوخ ہوسکتی ہے جو شخص گمان کرتا ہے کہ ریاضات و مجاہدات کا نتیجہ صرف دفع خطاب اور زوال عتاب ہے وہ پہلے درجہ کا جاہل و احمق ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کفار کے حق مین فرمایا ہے۔ اعملوا ما شئتم اسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ جب طبیب بیمار کی صحت سے مایوس و نا امید ہوجاتا ہے تو اوسکے ورثہ سے کہتا ہے کہ اسے جو چاہو دو یہی وجہ ہے کہ علماء سلف نے اوس شخص کے بارے مین جو بغیر حساب جنت مین داخل ہوا اور جو بعد الحساب داخل ہوا اختلاف کیا ہے۔ ابن عطا نے دوسرے شخص کو ترجیح دی ہے کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے عتاب کی لذت چکھے ہوئے ہے یہانتک اوس عربی عبارت کا ترجمہ تہا جو خاص جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھی ہوئی ہے۔

تکملہ نماز نفل کے بیان مین حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے ہین کہ نفلی نماز جماعت سے پڑہنی ہی آئی ہے بعض مشائخ اور اکثر گذشتہ بزرگون نے نماز نفل جماعت سے ادا کی ہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ شب برات تہی۔ شیخ شیوخ العالم قدس سرہ نے مجھے ارشاد کیا کہ آج رات کو تم یہین آکر نماز پڑہنا چنانچہ مین رات کو حاضر ہوا۔ فرمایا تم ہی امامت کرو حضور کے ارشاد کی فوراً تعمیل کی گئی اور اسبات کی دلیل کہ نفلی نماز جماعت سے پڑہنی درست ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک صحیح حدیث ہے فرماتے ہین کہ ایک رات مین اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے مکان مین تہا اتفاق سے اوس روز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم وہین تشریف رکہتے تہے جب دو ثلث رات گذر گئی تو حضور بیدار ہوئے اور بیٹہکر آسمان کی طرف نظر لو ٹہاکر یہ آیت پڑہی ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار آخر سورہ تک ازان بعد اوٹہکر وضو کیا اور نماز پڑہنے کہڑے ہوگئے مین نے بہی فوراً اوٹہکر وضو کیا اور آپکی بائین جانب آ کہڑا ہوا حضور نے میرا ہاتہہ پکڑکر سیدہی طرف کہڑا کرلیا اور اپنے برابر کہڑا کرلیا پہر نماز پڑہنی شروع کردی مین آپکی ہیبت کی وجہ سے برابر کہڑا نہین ہوسکا اور آپکی نیت باندہ لینے کے بعد پیچہے ہٹ کہڑا ہوا آپنے سلام پہیر کر فرمایا تو پیچہے کیون جا کہڑا ہوا مین نے عرض کیا بہلا مجہہ مین یہ طاقت ہے کہ رسول رب العلمین کے برابر کہڑا ہون۔ یہ بات سنکر جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو میرا حسن ادب خوش لگا اور ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتہ آپنے میرے حق مین یہ دعا کی۔ اللہم فقہہ فی الدین یعنے خداوند اسے دین مین دانشمندی اور سمجہہ عنایت کر۔ سلطان المشائخ سے لوگون نے پوچہا کہ ایک شخص نماز نفل پڑہ رہا ہے

س اثنا مین کوئی بزرگ وہان پہونچے نمازی ترک نماز کرکے بزرگ کی طرف مشغول ہوتا ہے اسکا کیا حکم ہے فرمایا ویسا ہی
پوری کرنی چاہیئے پہر عرض کیا کہ اگر کوئی شخص ثواب اور حصول سعادت کے لیئے نماز پڑہ رہا ہے اسی اثنا مین
پیر وہان پہونچ جائے اور وہ اپنے پیر کی قدمبوسی مین جو سعادت سمجہتا ہے دوسری چیز مین نہین سمجہتا کیونکہ مریدان
صادق کا اعتقاد ہے کہ پیر کی قدمبوسی مین جو سعادت حاصل ہوتی ہے اوسکا ثواب نماز نفل کے ثواب سے صدگونہ
زیادہ ہوتا ہے۔ فرمایا شرع کا حکم تو یہ ہے کہ نماز پوری کرے۔ ایک درویش نے حضرت سلطان المشائخ سے سوال
کیا کہ علماء دین اور ائمہ اسلام کا قول ہے کہ سنن روایت اور واجب و نفل سے فرائض کی تکمیل ہوتی ہے اور
یہ چیزین مکمل فرائض ہین۔ حضور ارشاد فرمائین کہ اس تکمیل کی وجہ اور اس دعوی کی دلیل کیا ہے فرمایا اہم
مقصود نماز سے ذکر حق ہے جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے اقم الصلوٰۃ لذکری۔ اور فرماتا ہے فاسعوا الی ذکر اللہ
اور یہ ظاہر بات ہے کہ ذکر حضور دل سے تعلق رکہتا ہے یعنے ذکر مین تاوقتیکہ حضوری دل نہو محض بیکار ہے
جیسا کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لاصلوٰۃ الا بحضور القلب اور دلی حضوری نماز مین اول
فرض کے معتبر ہے۔ پس جو شخص فجر کی نماز پڑہتا ہے اوسے سوچنا چاہیئے کہ فجر کی دو رکعت فرضون مین کس قدر
حضوری دل میسر ہوئی اگر اندازہ کے بعد معلوم ہو کہ ایک رکعت کے مقدار نماز مین حضوری حاصل ہوئی اور ایک
رکعت کے مقدار غفلت تو اب اوسے نفل نماز مین مشغول ہونا چاہیئے اور اوس مین بہی حضوری دل کی تلاش و جستجو کرنی
چاہیئے پہر جس قدر حضوری مین کمی دیکہے اوسکے مقدار نفل نماز مین زیادتی کرے اور تاوقتیکہ فجر کی دونون
سنتون کے مقدار مین پورے طور پر حضوری دل حاصل نہولے سنن و نوافل مین مشغول رہے اس طریق سے
نوافل و سنن مکمل فرائض ہین۔ قاضی محی الدین کاشانی نے خدمت اقدس مین عرض کیا کہ ایک بزرگ نے کتاب
مین لکہا ہے کہ دانشمند آدمیون کو چاہیئے کہ جس قدر نفل نماز پڑہین اون مین قضاء فوایت یعنے فوت شدہ
نمازون کی نیت کرین اور گو فوت شدہ نماز کا علم نہو اور آدمی کے خیال مین عمر بہر کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو تاہم
ممکن ہے کہ کوئی نماز فوت ہوگئی ہو اور اسے اوسکا علم نہو۔ فجر کی پہلی دو سنتون مین خدا کے اوس حق کی نیت
کرے جو اوسپر ثابت ہے۔ اسیطرح ظہر کی پہلی چار سنتون اور عصر و عشا کی اون چار سنتون مین خدا کے حقوق
کی نیت کرے جو اسکے ذمے واجب ہین۔ ان تمام رکعتون مین سورہ فاتحہ اور سورہ فاتحہ کے ساتہ ایک ایک اور سورت
پڑہے۔ مغرب و وتر کی نماز مین بہی چار رکعت نفل ادا کرسکتے ہین۔ مغرب اور وتر کی تیسری رکعت مین قعدہ بجالائے
اور وتر مین قنوت پڑہے۔ نفل ایک ایسا عام اور وسیع لفظ ہے جو نوافل وقت اور مطلق دونون کو شامل ہے

ماز اشراق وچاشت اور تحیہ وضو تحیہ مسجد نوافل سوقت ہین جو ایک معین وقت مین ادا کیجاتی ہین یہان تک پہونچکر
اضی محی الدین نے عرض کیا کہ اس قید اور صفت کے ساتہ نوافل ادا کیئے جا سکتے ہین کہ نہین سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ادا
یئے جا سکتے ہین کیونکہ یہ صفت اور یہ قید نفل کے مخالف ومنافی نہین ہے جس قدر آدمی نفل پڑہے فوت شدہ نمازون
نیت سے ادا کرے اور اونہین قضاء فوائت مین مصروف کرے۔ آپ فرماتے ہیے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا ہے کہ جسے کوئی مہم اور حاجت درپیش ہو اور وہ یہ جانتا ہو کہ جو کام مجھے درپیش ہے اوسکے کر
ین بہلائی ہے یا ترک مین تو دو رکعتین نماز استخارہ ادا کرے جسکے پڑہنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ
در قل یا یہا الکافرون اور دوسری مین سورہ فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد پڑہے ان دو رکعتون کے پڑہنے کا
مین بہت بڑا اثر ہے۔ ازان بعد آپنے اسکے مناسب ایک حکایت بایں مضمون بیان فرمائی کہ ایک بزرگ نے
الت سفر مین خادم سے پانی مانگا اور فوراً اس نیت سے استخارہ کیا کہ یہ پانی پینا چاہیئے کہ نہین معلوم ہوا کہ
س پانی کے پینے مین خیر نہین ہے خادم سے کہا کہ اس پانی پینے کی مجھے اجازت نہین ہے اور پانی لانا چاہیئے خادم نے
رض کیا کہ یہان پانی کا دستیاب ہونا بہت مشکل ہے اوس بزرگ نے دوسرے مرتبہ استخارہ کیا اس دفعہ بھی
اجازت نہین ہوئی۔ جب اوس پانی کو پہینکا گیا تو سانپ کا بچہ نکلا۔ فرماتے ہیے کہ جو استخارہ دن مین ادا کیا جاتا
ہے وہ اوس روز کی خیریت کے لیئے ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ ہر جمعہ کو تمام ہفتہ کی خیریت کے لیئے بہی عمل مین لایا جاتا
ہے اسیطرح سارے سال کی خیریت کے لیئے عید کے روز بزرگون نے پڑہا ہے۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ نے
خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ فقرے لکہے کہ جس کام کی نسبت تمہارے دل مین انشراح واقع ہو تو اوسکے موافق
ل کرنا چاہیئے اور اس دلی انشراح کے قدم بقدم چلنا بہتر ہے کیونکہ طریقت مین اصل معتبر ہے۔ ہمین مناسب ہے کہ تمام
مور مین استخارہ کی رعایت مدنظر رکہو۔ آپ یہ بہی فرماتے ہیے کہ سفر مین جب منزل پر پہونچے تو پہلے جامع مسجد
ین جاکر دوگانہ ادا کرے پہر اپنے قیام گاہ مین آئے اور دو رکعت نماز مان باپ کی روح کو ثواب پہونچانے کی نیت سے
پڑہے ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد چارون قل پڑہے۔ فرماتے ہیے کہ بعض لوگ جنازہ غائب کی نماز پڑہتے ہین
ور یہ جائز ہے کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبشہ کے جنازہ کی نماز پڑہی ہے حالانکہ
وہ حبش مین مرا تہا۔ امام شافعی بغیر کسی تاویل کے اس قسم کی نماز جائز بتاتے ہین۔ اگر میت کا کوئی عضو مثلاً
ہاتہ یا اونگلی موجود ہو تو اوسپر بہی علماء نماز ادا کرنا جائز رکہتے ہین جیسا کہ شیخ جلال الدین تبریزی کی نسبت
یہ واقعہ مشہور کیا جاتا ہے کہ شیخ نجم الدین صغری کو جو دہلی کے شیخ الاسلام ہیے۔ جناب شیخ جلال الدین تبریزی

کو ئی رنجش ہو گئی اور اس کی نوبت یہان تک پہونچی کہ شیخ جلال الدین کو ہندوستان کی طرف جلا وطن کر دیا یہ جب ہندوستان مین پہونچکر بداؤن مین وارد ہوئے تو ایکدن دریائے سوتھہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے دفعۃً تجدید وضو کر کے حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے آؤ شیخ الاسلام دہلی کے جنازہ کی نماز پڑھین حاضرین فوراً کھڑے ہو گئے اور جب نماز جنازہ ادا کر چکے تو موجودہ لوگون کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا کہ اگر شیخ الاسلام دہلی نے ہمین شہر سے نکالا تو کیا ہوا وہین ہمارے شیخ نے جہان سے نکال دیا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک اور نماز ہے جو محافظت نفس کے لئے پڑہی جاتی ہے تم لوگ اوسے اکثر پڑھا کرو اور اوسکی صورت یہ ہے کہ جب آدمی گہر سے باہر آنے لگے تو اوسے دو رکعت نفل بہ نیت محافظت نفس ادا کرنی چاہیئے۔ ازان بعد گہر سے باہر قدم رکہے اس نماز کی برکت سے راستہ کی تمام بلا و آفت سے خدا تعالی محفوظ رکہے گا۔ اسیطرح جب گہر مین آنے لگے تو دوگانہ ادا کرے تاکہ جو بلا و آفت گہر سے اوسے حق تعالی اوس سے نگاہ رکہے۔ اس دو رکعت نفل مین بہت سی خیر و سلامتی ہے ازان بعد ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص گہر سے باہر جاتے اور آتے وقت یہ نماز ادا نکر سکے تو صرف آیۃ الکرسی ہی پڑھ لیا کرے جو غرض اوس سے حاصل ہوتی ہے وہی اس سے حاصل ہوگی اور اگر آیۃ الکرسی بہی نہ پڑہ سکے تو یہ کلمات پڑہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس سے بہی وہی فائدہ حاصل ہوگا۔ اگر کوئی شخص مسجد مین ایسے وقت آئے جسمین نماز پڑہنی مکروہ ہے۔ مثلاً آفتاب طلوع ہو رہا ہے یا ٹہیک دوپہر کا وقت ہے یا سورج غروب ہو رہا ہے اور تحیۃ المسجد ادا نہین کر سکتا تو اوسے یہی مذکورہ چار کلمے کہنے چاہئین جس قدر تحیۃ المسجد کا ثواب ملتا ہے وہی اس سے ملیگا۔ بعدہ آپنے حاضرین مجلس کی طرف ملتفت ہو کر فرمایا کہ جو شخص اعلی درجہ پر پہونچا اور برتر مقام پایا نیک اعمال کیوجہ سے پایا۔ گو خداوندی فیض ہر وقت نازل ہے لیکن آدمی کو سعی و کوشش کرنی چاہیئے یہان تک پہونچکر حضور نے ذیل کی رباعی زبان مبارک پر جاری فرمائی رباعی گرچہ ایزد دہد ہدایت دین ٭ بندہ را اجتہاد باید کرد ٭ نامہ کان بحشر خواہند خواند ٭ ہم ازینجا سواد باید کرد ٭ یعنے ہدایت اگرچہ خدا کی توفیق سے حاصل ہوتی ہے مگر بندہ کو کوشش کرنی چاہیئے اور جو نامہ اعمال حشر کے روز علی رؤس الاشہاد پڑہا جائیگا اوسے ابہی سے لکھکر تیار رکھنا چاہیئے۔ جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ کان عمر یتقی و یشری فی الصلوۃ ای یلزم یدیہ الثری بین سجدتین لا یفارق بہا الارض وذالک فی التطوع وقت کبر سن۔ حکیم سنائی کی چند ابیات نماز کے بارے مین کیا ہی عمدہ نتیجہ خیز ہیں۔

ابیات۔

بندہ تا از حدث برون ناید ٭ پردہ عز نماز نکشاید ٭

پائے اگر برنہی بنام فلک	بادہ گر درکشی زجام فلک	تا تت چون خرد بمقام خراب	شکم از نان پرست پشت از آب
کے ترا حق زلطف برگیرد	تا نمازت بطوع بنہ برد	سگ سان زدم جائے خود بروبی باز	تو نروبی برائے جاے نماز
ہر چہ جز حق بسوز غارت کن	ہر چہ جز دین از و طہارت کن	ورنہ ابلیس از درون نماز	گوش گیرد بیرونت آرد باز
گرچہ پاک است ہر چہ باتست لیست	ہمہ در جنب حق جنابت لیست	تا بجا روب لا نروبی راہ	کے شوی در سرائے الا اللہ
چون تو با صدق در نماز آئی	با ہمہ کام خویش باز آئی	تا سلامے و صد سلام ارزد	سجدۂ صدق صد قیام ارزد
از خشوع دل است مغز نماز	ورنہ باشد خشوع منیست نماز	ورنہ باشد خشوع دمسازی	دیو بہ سبلتش کند بازی

نکتہ روزے کے بیان مین - جناب سلطان المشائخ قدس اللہ العزیز فرماتے تہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَامَ الدَّہْرَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ - یعنے جسنے ہمیشہ روزہ رکہا اوسنے نہ تو روزہ ہی کا لطف اوٹہایا نہ افطار ہی کا مزا چکہا مطلب یہ کہ اوسکا روزہ رکہنا اور افطار کرنا کسی شمار مین نہین ہے اور دوسری حدیث مین آیا ہے مَنْ صَامَ الدَّہْرَ ضَیَّقَتْ عَلَیْہِ جَہَنَّمُ ہٰکَذَا وَعَقَدَ تِسْعِیْنَ یعنے جو شخص ہمیشہ روزہ رکہتا ہے اوسپر جہنم اسطرح تنگ ہو جاتا ہے اور آپنے نوے کے عقد کی طرف اشارہ کیا - سلطان المشائخ نے یہ دونون حدیثین پڑہکر فرمایا کہ انکے مضامین مین تعارض ہے - تطبیق یون ہو سکتی ہے کہ پہلی حدیث مَنْ صَامَ الدَّہْرَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ کے یہ معنی ہین کہ جو شخص ہمیشہ روزہ سے رہے حتی کہ دونون عید دن اور ایام تشریق مین بہی تو گویا اوسنے نہ تو روزہ ہی رکہا نہ افطار ہی کیا اور دوسری حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جس نے ہمیشہ روزہ رکہا اور ان پانچ دنون مین افطار کیا تو دوزخ اوسپر اس قدر تنگ ہو جائیگا کہ اوسے کسی موقع مین بیٹہنے کی جگہ نہ ملیگی یعنے ایسا شخص دوزخ مین نہ جائیگا اب دونون حدیثون مین تطبیق ہو گئی - فرماتے تہے یہ بہی حدیث مین آیا ہے تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ عَلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَاُحِبُّ اَنْ تُعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ - یعنے پیر اور جمعرات کے روز خدا کے سامنے بندون کے

ترجمہ اشعار - بندہ جب تک حدث سے باہر نہین آئیگا اوسے اوسوقت تک حلاوت نماز حاصل نہوگی - اگر تو فلک چہارم پر اپنا قدم رکہے جبتک اس دیر خرابات مین تیرا پیٹ روٹی اور پانی سے بہرا رہیگا لطف حق تیرا ہاتہ نہ پکڑے گا اور نماز مین حضور حاصل نہ ہوگا - کتا ہی اپنے بیٹہنے کے واسطے دُم سے اپنے واسطے جگہ جہاڑ لیتا ہے لیکن تو نماز کے واسطے کچہ خیال نہین کرتا - جو کچہ ماسوی اللہ ہے اوسکو فراموش کر جلا دے اور سوائے امور دین کے ہر شے سے پاکی اور بے تعلقی حاصل کر ورنہ ابلیس لعین نماز مین تیرا کان پکڑ کر اطمینان اور خضوع کی نماز سے باہر کر دے گا - اگر تو ماسوی اللہ سب سے فارغ ہے امان حق مین ہے جبتک تو نفی کی جہاڑو سے اپنے دل کو صاف نکریگا مقام اثبات مین نہ پہونچیگا - جب تو کامل مکمل ہو کر نماز مین مصروف ہوگا - تیرا ایک سلام دو سو سلام اور ایک سجدۂ صدق دو سو سجدون کے برابر ہوگا - دل کا خشوع نماز کا مغز ہے - جبتک خشوع حاصل نہین نماز نہین - جب تک تجہے نماز مین خشوع حاصل نہ ہوگا شیطان تیری مونچہین مروڑتا اور اونکے ساتہ کہیلتا رہیگا - ۱۲ مترجم -

اعمال پیش ہوتے ہیں سو میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے عمل ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ میں نے شیخ نجیب الدین متوکل سے سنا ہے کہ جو شخص پنجشنبہ اور جمعہ اور ہفتہ کے روز علی الاتصال روزہ رکھے اور تیسرے روز افطار کے وقت جو حاجت رکھتا ہو اوسکی بابت دعا مانگے امید ہے کہ بہت جلد قبولیت کا جامہ پہنے۔ عوارف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من صام ثلثة ایام من الشہر الحرام والجمعة والسبت بُعِّدَ من النار سبع مائة ۔ یعنے جو شخص شہور حرام (ذیقعدہ۔ ذیحجہ۔ محرم۔ رجب) میں تین تین روزے رکھے اور ساتھ ہی جمعہ اور ہفتہ کے دن بھی تو وہ سات سو سال کی مسافت دوزخ سے دور رہے گا۔ فرماتے تھے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا للصائم فرحتان فرحة عند الافطار و فرحة عند لقاء الجبار یعنی روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کیوقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری خوشی اوسوقت حاصل ہوگی جبکہ خدائی جبار سے ملاقات ہوگی۔ پھر روزہ دار کو افطار کیوقت جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ کھانے پینے کی خوشی نہیں ہے بلکہ روزہ کے تمام ہونے پر یعنے جب روزہ مکروہات و مفسدات سے بچکر پورا ہوتا ہے تو روزہ دار کو فرحت و انبساط حاصل ہوتی ہے۔ الحمد للہ کہ اس طاعت کی جزا معین ہے اور وہ دیدار خداوندی ہے۔ چونکہ روزہ کی جزا نعمت دیدار ہے اسلئے روزہ دار اتمام صوم کی وجہ سے باین وجہ خوش ہوتا ہے کہ اوسے ایکروز نعمت دیدار میسر ہوگی۔ ازاں بعد آپنے بالتصریح فرمایا کہ ہر ایک طاعت کی ایک معین جزا اور مقرر صلہ ہے روزہ کا صلہ نعمت دیدار ہے اسی اثنا میں اس حدیث کا ذکر ہوا کہ الصوم لی وانا اجزی بہ۔ ایک شخص بول اوٹھا کہ یہ حدیث یوں بھی سنی گئی ہے الصائم لی وانا اجزی بہ۔ سلطان المشائخ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو پھر انا اجزی کے کیا معنی ہیں اور یہ جملہ کسکی متعلق کہنا چاہیئے۔ ازاں بعد آپنے اوسکی تقریر یوں اصلاح کی کہ کبھی بہ۔ لہ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہاں بھی ایسا ہی ہو۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ الصوم نصف الصبر والصبر نصف الایمان کہ روزہ نصف صبر اور صبر نصف ایمان ہے یہ فرماکر ارشاد کیا کہ روزہ نصف صبر کیونکر ہے اسطرح کہ خواہش نفسانی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خشم دوسرے شہوت۔ چونکہ روزہ سے شہوت مقہور ہوتی ہے اسلئے روزہ نصف صبر ٹھیرا۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ درویش کو سال کا ثلث حصہ یعنے چار مہینے روزوں میں بسر کرنے چاہئیں مثلاً محرم کے دس روز۔ ذیحجہ کے دس روز۔ اسیطرح ہر مہینے کے دس روزے رکھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ سلطان المشائخ کی مجلس میں عزیزوں کی ایک جماعت جیسے مولانا حسام الدین مولانا جمال الدین وغیرہ حاضر تھے تھوڑی دیر کے بعد کھانا لایا گیا۔ آپنے فرمایا جو لوگ روزہ سے نہیں ہیں کھانا تناول کریں۔ چونکہ ایام بیض کا زمانہ تھا اسلئے اکثر عزیز روزے سے تھے اون میں سے کسینے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔ آپنے کھانا اوٹھا کر

اون دو شخصوں کے پاس بھیجا جو روزہ سے نہ تھے اسکے بعد آپنے فرمایا کہ جب عزیزوں کی جماعت وارد ہو تو اونکے سامنے کہانا رکھدینا چاہیئے اور یہ پوچھنا نہ چاہیئے کہ تم روزے سے ہو کیونکہ اگر اون میں سے کوئی کہے گا کہ میں روزہ سے ہوں تو ریا دخیل ہوگی اور اوسکا نام ریاکاروں کے دفتر میں لکھا جائیگا اگر کوئی راسخ و صادق مرد ہوگا کہ اوسپر ریا و نمود کا گذر نہیں ہوتا اور وہ کہدے کہ میں روزہ سے ہوں تو گو نمود و ریا کے الزام سے بری رہیگا لیکن تاہم اتنا ضرور ہوگا کہ اوسکی مخفی طاعت کا حال علانیہ دفتر میں لکھا جائیگا۔ الغرض اگر اوسنے اپنا روزہ دار ہونا ظاہر کیا تو یہ خرابی لازم آئی اور اگر انکار کردیا اور کہدیا کہ میں روزے سے نہیں ہوں تو جھوٹ میں مبتلا ہوا اور اگر سکوت و خاموشی اختیار کی تو سائل کی تحقیر و توہین ہوئی اس لیئے بہتر ہے کہ بغیر دریافت کیئے کہانا سامنے رکھدیا جائے۔ اگر روزہ سے ہوگا انکار کردیگا ورنہ کہا لیگا۔ شیخ عزیز الدین جو سلطان المشائخ کے قریبی رشتہ دار ہوتے تھے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو خواب میں دیکھا کہ میری طرف روئے سخن کرکے فرماتے تھے عزیز الدین! تم روزے رکھا کرتے ہو میں نے عرض کیا اگر حکم ہو تو رکھوں فرمایا تمہیں دل کا روزہ رکھنا چاہیئے۔ یہ عزیز الوجود یعنے شیخ عزیز الدین کہتے ہیں کہ میں نے اسکے بعد شیخ نصیر الدین محمود کی خدمت میں پہونچکر دریافت کیا کہ سلطان المشائخ مجھے خواب میں دل کے روزہ رکھنے کا حکم فرماتے ہیں آپ ارشاد فرمائیے کہ دل کا روزہ کیا ہے۔ فرمایا حضور تمہیں مراقبہ کا حکم کرتے ہیں۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ طے کے عامل ہوتے اور بکثرت روزے رکھتے ہیں لیکن اس سے مقصود صرف عجب و ریا ہوتی ہے۔ اسموقع پر آپکی زبان مبارک پر ذیل کی بیت جاری ہوئی۔ **بیت**

لنگہنت گر ترا کند فربہ * سیر خوردن ترا ز لنگہن بہ * یعنے اگر تجہے روزہ فربہ کرے تو اس روزے سے تجہے سیر ہو کر کہانا بہتر ہے۔ فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز بہت کم افطار کیا کرتے تھے گو صائم الدہر نہ تھے لیکن تاہم اکثر ایام روزوں میں بسر کیا کرتے تھے۔ گو آپ مبتلائے تپ ہوتے یا فصد وغیرہ کراتے لیکن افطار نکرتے بخلاف آپکے شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا نور اللہ مرقدہ بہت کم روزے رکھتے مگر طاعت و عبادت میں بکثرت مصروف رہتے اور یہ آیت اکثر پڑہا کرتے کلوا من الطیبات واعملوا صالحا۔ زاں بعد فرمایا کہ اس میں ذرا شک نہیں کہ شیخ الاسلام اون لوگوں میں سے تھے جنکے حق میں آیہ مذکورہ درست اور صادق آتی ہے۔ اسموقع پر حاضرین میں سے ایک شخص نے سوال کیا کہ آیہ مذکورہ میں طیبات سے مراد کیا ہے اور اصحاب کہف کے قصہ میں جو آیا ہے ازکی طعاما اس سے کون سا کہانا مقصود ہے فرمایا طیبات سے وہ چیزیں مراد ہیں جنپر عام طبیعتیں فطری طور پر مائل ہوں اور ازکی طعاما سے چاول مراد ہیں۔ زاں بعد فرمایا کہ مسافر کو میزبان کی

بغیر اجازت روزہ رکہنا نہ چاہیئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من نزل علی قوم فلا یصومن تطوعا الا باذنہم۔ یعنے جب کوئی شخص کسی قوم کا مہمان ہو تو اوسے اونکی اجازت بغیر روزہ رکہنا نہ چاہیئے۔ مین نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا ہوا دیکہا ہے کہ روزہ بدکار کے لئے ڈہال اور نیک کار کے واسطے جنت ہے ذوالنون سے منقول ہے کہ اگر تو چاہے کہ تیری سخت دلی ہٹ کر نرم دلی پیدا ہو تو روزے پر مداومت کر اور قیام طویل کر اور جب نیک نام اور نامور بننا چاہے تو یتیمون پر شفقت و مہربانی کر۔

نکتہ زکوۃ و صدقہ کے بیان مین۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا ہوا دیکہا ہے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ زکوۃ کی تین قسمین ہین۔ ایک زکوۃ شریعت دوسری زکوۃ طریقت تیسری زکوۃ حقیقت۔ زکوۃ شریعت یہ ہے کہ دوسو درمون سے پانچ درم خیرات کرے۔ زکوۃ طریقت یہ ہے کہ یہ ہے کہ دوسو مین سے صرف پانچ درم اپنے پاس رکہے باقی سب راہ خدا مین دیڈالے۔ زکوۃ حقیقت یہ ہے کہ جو کچہہ پاس ہو سب خدا کے نام پر دیدے اور کچہہ پاس نہ رکہے بعدہ فرمایا کہ جو لوگ دوسو درمون مین سے پانچ درم دیتے ہین غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ اونہین بخیل کے نام سے نہ پکارا جائے لیکن سخی کسیطرح نہین کہہ سکتے۔ سخی کا لقب اون ہی لوگون کو زیب دیتا ہے جو زکوۃ کے علاوہ کچہہ اور بہی راہ خدا مین صرف کرتے ہین بعد ازان فرمایا کہ سخی اور جواد مین فرق ہے۔ سخی تو وہی ہے جسے مین ابہی بتا چکا اور جواد وہ ہے جو بکثرت بخشش کرے مثلاً دوسو مین سے صرف پانچ بچا رکہے اور باقی محتاجون کو تقسیم کر دے۔ فرماتے تہے کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے علماء سے فرمایا کرتے تہے کہ اے بدکار علما! علم کی زکوۃ ادا کرو۔ یعنے اگر تمنے دوسو مسئلے سیکہے ہین تو اون مین سے پانچ پر تو ضرور ہی عمل کرو۔ اور دوسو حدیثین پڑہی ہین تو پانچ کو معمول بہا قرار دو۔ مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ما منع قوم من الزکوۃ الا حبس اللہ عنہم المطر ولو لا البہائم لم یمطر یعنے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم زکوۃ ادا کرنے سے باز رہتی ہے خدا تعالٰی اون سے بارش روک لیتا ہے اور اگر بہائم نہ ہوتے تو کبہی مینہہ نہ برسایا جاتا۔

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا گذر ایک نوجوان پر ہوا جو نہایت خشوع و خضوع کے ساتہ نماز پڑہ رہا تہا اتفاق سے کئی سال کے بعد پہر آپکا اوسطرف سے گذر ہوا اور اوسے اوسیطرح نماز پڑہتے دیکہا آپکو بہت تعجب ہوا۔ اسی اثنا مین خدا نے وحی بہیجی کہ اے موسیٰ مین اس شخص سے راضی نہین ہون اور اسکی نماز میری درگاہ مین مقبول نہین ہے کیونکہ یہ اپنے مال کی زکوۃ ادا نہین کرتا۔ اے موسیٰ نماز اور زکوۃ توام ہے اور جب

یہ ہے تو مین ایک کو بغیر دوسرے کے قبول نہین کیا کرتا۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایک صدقہ ہے ایک مروت۔ ایک وقایہ۔ صدقہ تو یہ ہے کہ لوگ کسی محتاج اور فقیر کو کوئی چیز راہ خدا مین دیڈالین اور ایک دوست جو دوسرے دوست کو کچھ دیتا ہے تو اوسے مروت کہتے ہین۔ وقایہ یہ ہے کہ آدمی مال خرچ کرکے اپنی آبرو و عزت کی نگاہداشت کرے یعنے لوگونکو اسلیئے دے کہ اونکی زبان اور طعن و تشنیع اور سفاہت کی زخم سے اپنے تئین بچائے۔ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان تینون باتون پر عمل کیا ہے۔ اس موقع پر آپنے یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شروع شروع مین مولفہ قلوب کو کچھ دیدیتے تھے تاکہ اون کے دل اسکی وجہسے اسلام کی طرف مائل ہون لیکن جب اسلام قوی ہوگیا اور بہت سے مسلمان ہوگئے تو آپنے اس مد کو موقوف کردیا۔ زان بعد فرمایا کہ صدقہ مین پانچ شرطین ہین جب وہ شرطین صدقہ مین پائی جاینگی تو یقیناً جناب الٰہی مین قبولیت کا خلعت پائیگا۔ دو شرطین جو صدقہ دینے سے پیشتر موجود ہون یہ ہین جو شے راہ خدا مین دیجائے وجہ حلال سے میسر ہوئی ہو۔ اور جس شخص کو دینا منظور ہو وہ صالح و نیک بخت آدمی ہو۔ دو شرطین دینے کے وقت کی ہین ایک یہ کہ دیتے وقت تواضع اور بشاشت و انشراح سے پیش آئے دوسرے یہ کہ چھپا کر دیوے پانچوین شرط جو صدقہ کے بعد کی ہے یہ ہے کہ دینے کے بعد کبھی اوسکا ذکر زبان پر نہ لائے خاصکر اوس شخص کے سامنے جسے صدقہ دیا ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس اللہ سرہ العزیز بڑے مخیر آدمی تھے اور بہت کچھ خرچ کیا کرتے تھے ایکدفعہ ایک شخص نے آپکے سامنے یہ حدیث پڑہی کہ لا خیر فی الاسراف یعنے اسراف اور فضول خرچی مین بہتری نہین آپنے اوسے جواب دیا کہ لا اسراف فی الخیر یعنے نیک کام مین جس قدر بھی خرچ کیا جاوے اوسے اسراف نہین کہتے۔ یہ بھی فرمایا کہ ایکدن امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خطبہ پڑہا اثنا خطبہ مین فرمایا مجھے کبھی یاد نہین پڑتا کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال صبح کو آیا ہو اور پھر اوسمین کچھ آپکے پاس شام تک رہا ہو بلکہ آپکا قاعدہ تہا کہ جس قدر مال آتا قیلولہ کے وقت سے پہلے پہلے سب خیرات کرڈالتے اور اگر بہت زیادہ ہوتا اور قیلولہ کے وقت سے پیشتر صرف نہ ہوتا تو اسکے بعد شام سے پہلے پہلے خرچ کر دیتے۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب دنیا موافقت کرے اور آدمی کے ہاتھ تلے مال ہو تو جہانتک بن سکے راہ خدا مین صرف کرتا رہے کیونکہ اس سے کسی قسم کی کمی واقع نہوگی اور جب دنیا پیٹھ موڑے اور اس شخص پر افلاس و محتاجی سایہ ڈالے تب بھی دیتا رہے کیونکہ دنیا اب اسکے پاس نہ ٹھہریگی اور دوسرے کے پاس چلی جائیگی اور جب یہ ہے تو اوسکے جانے سے پیشتر خود اپنے ہاتھ سے صرف کر ڈالے۔ شیخ نجیب الدین متوکل نے اس مضمون کو یون ادا کیا ہے کہ چون آید بدہ کہ کم نیاید و چون میرود نگاہ مدار کہ نپاید یعنے جب دنیا متوجہ ہو تو اوسے صرف کر ڈال کہ اس سے کم نہ ہوگی اور جب جانے لگے تو

اوسکی حفاظت نکر کیونکہ وہ تیرے پاس نہ ٹھہریگی۔ فرماتے ہین کہ دنیا جمع نکرنی چاہیئے بلکہ جو ہاتھ لگے فوراً خرچ کرڈالے اور کل کیلئے اوٹھا نرکہے۔ زان بعد یہ بیت زبان مبارک پر جاری ہوئی۔ **بیت** زر از بہر خوردن بود اے پسر ٭ ز بہر نہادن چہ سنگ و چہ زر ٭ پہر ارشاد کیا کہ خاقانی نے اسیکی مناسب کیا خوب کہا ہے؎ چون خواجہ بخواہد رساند از ہستی خود گامے ٭ آن گنج کہ او دارد پندار کہ من دارم ٭ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ کاتب حروف اپنے نانا مولانا شمس الدین دامغانی کے ہمراہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین گیا تہا اتفاق سے دنیاوی محبت کے بیان مین سلسلہ چہڑ گیا۔ مولانا شمس الدین دامغانی نے سلطان المشائخ کی خدمت مین خاقانی کی یہ بیت عرض کی **بیت** دوست از دست جہان در زیر پای پیل دان ٭ ما زیر پایے دوستان زر پیل بالا ریختہ ٭ جون ہی سلطان المشائخ نے یہ بیت سنی ایک طرح کا بسط شروع ہوا اولاً بہت کچہ تحسین کی اور مضمون بیت کی تعریف فرمائی پہر فرمایا کہ حق تبارک و تعالی نے مختلف طبیعتین پیدا کی ہین۔ ایک شخص کو پیدا کیا اور اوسکی طبیعت مین یہ بات ڈالدی کہ اگر مثلاً دس درم اوسے پہونچگئے تو تا وقتیکہ اونہین خرچ نکرڈالے یا کسی مصرف مین نہ پہونچادے اوسے کسیطرح قرار ہی نہین آتا اور ایک شخص کو پیدا کرکے اوسکے دلمین یہ بات ڈالدی کہ جس قدر زیادہ وصول ہوتا ہے اوتنی ہی زیادہ طلبی کی خواہش اوس مین پیدا ہوتی ہے اور یہ کیفیت قسمت ازلی ہے کسی شخصکی قدرت و اختیار کی بات نہین ہے بعدہ ارشاد کیا کہ راحت زر و سیم کے خرچ کرڈالنے مین ہے یہی وجہ ہے کہ مردان خدا جبتک زر و سیم خرچ نہین کرڈالتے کسی چیز سے راحت نہین پاتے اس سے معلوم ہوا کہ راحت اسیمین ہے کہ جب کچہ آدمی کے پاس ہو فوراً خرچ کرڈالے پہر فرمایا زر سیم کے جمع کرنے سے غرض یہی ہے کہ دوسرے کو فائدہ پہونچے اسی اثنا مین آپنے ارشاد فرمایا کہ ابتدائے حال مین مجہے مال جمع کرنے کا ذرا خیال نہ تہا اور یہی وجہ ہے کہ میرے دل مین دنیا طلبی کا کبہی بہولے سے خطرہ نہین گذرا پہر یہ کیفیت ہوگی کہ دونون جہان میری نظر مین ہیچ معلوم ہونے لگے اور مین نے یکبارگی دنیا و مافیہا کو ترک کردیا۔ زان بعد فرمایا اس سے پیشتر میرے وجہ معاش مین تنگی تہی اور بہت مشکل سے قوت حاصل ہوئی لیکن اس زمانہ مین میرا وقت بہت خوش گذرتا تہا اور مین نہایت عیش و راحت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ ایک شخص بے وقت میرے پاس نیم تنکہ لایا (تنکہ ہندی لفظ ہے جسکے معنے سکہ نقرہ کے ہین) مین نے اپنے دلمین کہا چونکہ یہ تنکہ بے وقت حاصل ہوا ہے اور جو حاجت تہی وہ پوری ہو چکی ہے لہذا اسے اب رکہہ دینا چاہیئے صبحکو خرچ کردیا جائے گا جب رات ہوئی اور مین مشغول بحق ہوا تو اوس نیم تنکہ نے میرا دامن پکڑلیا اور نیچے کی طرف کہینچنے لگا اوسوقت مین نے کہا خداوندا کب صبح ہو اور مین اسے راہ حق مین خرچ کرڈالون

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین ایک شخص نے آکر ایک شیخ کی حکایت بیان کی جو اوس زمانہ مین بہت کچھ شہرت رکھتا تہا کہ وہ بیحد مال وزر رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اسے خرچ کرنے کا خدا کی طرف سے مجھے حکم نہین ہے۔ شیخ شیوخ العالم نے اوسکی یہ بات سنکر تبسم کیا اور فرمایا کہ اگر وہ مجھے اپنا وکیل مقرر کردے اور مال وزر کے خرچ کر ڈالنے کی اجازت دیدے تو مین تین روز مین اوسکا سارا خزانہ خالی کر دون اور ایکدرم بھی بے اذن خداوندی کسیکو نہ دون۔ کاتب حروف نے سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے ذیل کی عربی عبارت لکھی دیکھی ہے۔ مَلَکٌ عَلٰی بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ السَّمَاءِ یُنَادِیْ مَنْ یُّقْرِضُ الْیَوْمَ الخ یعنے ایک فرشتہ آسمانی دروازون مین سے ہر ایک دروازے پر کہڑا ہو کر پکارتا ہے کہ کون ایسا شخص ہے جو آج قرض دے اور کل اوسکا اچہا ثمرہ پائے۔ آپ فرمایا کرتے تہے کہ ہر ولی کی جبلت اور سرشت مین سخاوت وحسن خلق خمیر کردیگئی ہے۔ ایک نیک مرد سے اوسکے انتقال کے بعد خواب مین پوچہا گیا کہ خدا نے تمہارے ساتہ کیسا برتاؤ کیا کہا جب میرے اعمال وزن کیئے گئے تو نیکیون کا پلہ ہلکا رہا۔ مین نے دیکہا کہ اسوقت ایک فرشتے نے ایک مٹہی خاک اوس مین ڈالدی۔ دفعتًہ نیکیون کا پلہ جہک گیا میںنے کہا یہ مٹہی بہر خاک کیسی تہی کہا گیا کہ یہ وہ خاک تہی جسے تو نے مسلمان کی قبر مین ڈالا تہا۔ عبد اللہ بن ابی بکر نے ایکدفعہ دس ہزار درم کو ایک لونڈی خریدی چند روز کے بعد لونڈی نے کہا کہ مجھے گہوڑے پر سوار کر کے شہر کی سیر کرا دیجیے آپ نے ایسا ہی کیا۔ جب لونڈی گہوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلی تو ایک شخص نے باواز بلند کہا کہ حضرت یہ تو میری بیٹی ہے۔ عبد اللہ نے اپنے لوگونکو حکم دیا کہ اس لونڈی کو گہوڑے پر سوار کر کے لیجاؤ اور اس شخص کے گہر مع گہوڑے کے پہونچا دو۔ ارشاد فرمایا کہ لطف ومہربانی کے ساتہ مال روک رکہنا ظلم وجفا کے ساتہ خرچ کرنے سے افضل ہے۔ ایک شخص نے عبد اللہ بن المبارک سے سات سو درم مانگے آپنے اپنے وکیل کو لکہا کہ اس شخص کو سات ہزار درم دیدو۔ جب یہ شخص وکیل کے پاس گیا اور کیفیت بیان کی تو اوسنے دوبارہ آپ سے دریافت کیا کہ سائل نے تو سات سو درم مانگے ہین اور آپنے سات ہزار لکہدیئے ہین اب جیسا ارشاد ہو تعمیل کی جائے لیکن یہ واضح رہے کہ خزانہ مین بہت کمی واقع ہو جائیگی آپنے تحریر فرمایا کہ سائل کو سات ہزار درم دیدو اور گو خزانہ مین قلت وکمی ہوگی لیکن منعم مین کچہ کمی واقع نہین ہوسکتی۔ ارسطا طالیس نے ذو القرنین کو وصیت کی کہ جب تو ہفت اقلیم کا بادشاہ ہو تو دانشمندی اور فراست کے ساتہ بدنون پر حکومت کیجیو اور احسان وسخاوت کے ساتہ دلون کا مالک بنیو۔ ایک بادیہ نشین نے جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ مروت کسے کہتے ہین فرمایا اگر تیرا کسی پر گذر ہو تو اوسے اپنی بخشش وسخاوت پہونچانے اور راحت وآسایش دینے مین کوشش کرے اور

اور جب تو کسی پر گذرے تو اوسکے بذل و کرم سے اپنے نفس کو بچائے رکہے کیسکے احسان کرنے سے خود احسان کرنا فضل ہے اور احسان کے بعد اوسکے ساتہ نیک سلوک کرنا مکافات اور اشارہ کے بعد احسان کرنا ظلم ہے۔ حدیث مین آیا کہ اللہ تعالی بخیل کو اور اوس سخی کو مبغوض رکہتا ہے جو موت کے وقت اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت مال خرچ کرنے کا حکم کرتا ہے۔ ابلیس کا قول ہے کہ میرے نزدیک تمام لوگون سے زیادہ مبغوض بدکار فاسق ہے اور سب سے زیادہ محبوب عالم بخیل ہے۔ خواجہ حکیم سنائی کیا خوب فرماتے ہین۔ **ابیات**

هرچه داری برای حق بگذار	گر گدایان ظریف تر ایثار	ور تن و جان و عقل و دل گیار	در ره او دلے بدست بیار
سید فراز آل عبا	یافت تشریف سورهٔ هل اتی	زان سه قرص جوین بے مقدار	یافت در پیش سیدان بارا

تکملہ حج کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص حج کی نیت سے گہر سے نکلے اور راہ مین انتقال کر جائے یا خانہ کعبہ سے واپس آتا ہوا راستہ مین مرجائے تو دونو صورتون مین ہر سال حج مقبول کا ثواب اوسکے دفتر اعمال مین لکہا جاتا ہے۔ کاتب حروف نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا ہوا دیکہا ہے کہ من مات فی طریق مکۃ مقبلا او مدبرا فہو شہید۔ یعنے جو شخص مکہ کے رستہ مین آتے جاتے مرجائے اوسے شہادت کا مرتبہ حاصل ہوگا۔ آپ یہہ بہی فرماتے ہین کہ بعض آدمی حج کو جاتے ہین اور جب وہان سے واپس آتے ہین تو دن دن بہر اوسیکے ذکر مین مصروف رہتے اور مجلسون مین بطریق حکایت بیان کرتے ہین۔ یہ بات بہتر نہین ہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مجلس مین چند عزیز بیٹہے ہوئے تہے ایک شخص نے بیان کیا کہ مین فلان جگہ گیا اور فلان فلان شہرون مین پہرا اسی موقع پر ایک عزیز بول اوٹہا کہ اے عزیز یہ بات ظاہر کرنے کے قابل نہین ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم کہین بہی پہرے چلے نہین۔ امیر خسرو شاعر بہی اس مجلس مین موجود تہے فرمانے لگے مجہے اون لوگون سے سخت تعجب ہے جو سلطان المشائخ کی خدمت مین پیوند کرکے ادہر اودہر بڑے پہرتے ہین۔ ملیح نامی ایک شخص نے جو میرا رفیق و یار ہے اسکے مناسب کیا ہی خوب بات کہی ہے جسوقت سے مین نے وہ بات اونکے مونہہ سے سنی ہے چونکہ مجہے اوسے غایت درجہ کا اعتقاد ہے اوسکا اثر اسوقت تک مین اپنے دلمین محسوس پاتا ہون وہ بات یہ ہے کہ حج کے ارادہ سے اوسی شخص کو گہر سے نکلنا زیبا ہے جو سیر نہ کرتا ہو۔ سلطان المشائخ نے جون ہی یہ بات سنی آنکہون مین آنسو بہر لائے اور روتے ہوئے فرمایا حقیقت مین یہ بات بڑا وزن رکہتی ہے کیونکہ وہ راستہ کعبہ کی طرف جاتا ہے اور یہ دوست کی جانب۔ ازان بعد آپنے فرمایا کہ حج کرنا اون لوگون کا کام ہے جنکے دل ذکر الہی اور مشغولی حق سے اوکتا گئے ہین اور اسپر ملازمت و مداومت اونہین دوبہر ہوگئی ہے۔ اس قسم کے لوگ گہر کے گوشہ چہوڑ کر

باہر نکلتے اور سیر و سیاحت سے اپنا دل بہلاتے ہین - یہہ بہی فرماتے تہے کہ لاہور مین ایک واعظ تہا جسکے وعظ مین عجیب قسم کا اثر تہا - جو شخص اوسکی نصیحت خیز باتین سنتا اور توبہ کرتا اور عمل نیک مین مصروف ہو جاتا ایکدفعہ اوسنے حج کا ارادہ کیا اور دولت حج پر کامیاب ہوکر واپس آیا - جب لاہور مین پہونچا اور اپنی عادت معہودہ کے مطابق وعظ کہنے لگا تو وہ لطافت و ذوق اور اثر جو حج کے جانے سے پیشتر اوسکے وعظ مین حاصل تہا اب نہین رہا لوگون نے اسکی وجہ اوس سے دریافت کی تو جواب دیا کہ اس سفر مین دو وقت کی نماز مجہسے فوت ہوئی اوسیکا یہ اثر ہے کہ میرا وعظ بالکل بے اثر اور پہیکا ہو گیا - ازان بعد حضور نے فرمایا کہ جب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے سفر آخرت قبول کیا اور میرا دل بہت گہبرایا تو حج کا اشتیاق مجہپر غالب ہوا لیکن مین نے اپنے دل مین مصمم ارادہ کر لیا کہ اس سے پیشتر کہ سامان حج مہیا کرون شیخ کی زیارت کر آؤن اور ایکدفعہ اجودہن اور ہو آؤن - جب مین شیخ شیوخ العالم کی زیارت سے بہرہ یاب ہوا تو نہ صرف میرا دلی مقصود ہی حاصل ہوا بلکہ مع شئے زائد دوسرے سال پہر وہی ہوس دامنگیر ہوئی اور اشتیاق کعبہ تازہ ہوا اسوقت بہی مین شیخ کی زیارت کو حاضر ہوا اور جو غرض منظور خاطر ہوئی خاطر خواہ میسر ہوئی اسیکے متصل آپنے یہہ بہی فرمایا کہ کئی دفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ کو حج کی آرزو دامنگیر ہوئی اور آپ اس ارادہ سے تشریف لیگئے لیکن اوچہ کی حد تک پہونچے تہے کہ دل مبارک مین خیال گذرا کہ جب میرے شیخ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ نے حج نہین کیا تو مجہے پیر کی مخالفت مین کسطرح حج کرنا مناسب ہوگا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ یہین سے پہر چلون آپ واپس ہوکر اجودہن تشریف لے آئے کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ العمرة فی الحج کالنافلة بعد الفریضة النحر یعنے ایام حج مین عمرہ کرنا ایسا ہے جیسا فرض کے بعد نفل ادا کرنا اور زکوۃ کے بعد صدقہ دینا - حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس شخص پر جہاد فی سبیل اللہ یا حج یا عمرہ مین سورج چمکیگا اوسپر دوزخ کی آگ ہرگز نہین چمکیگی - حدیث مین آیا ہے کہ قیامت کے روز مقام ابراہیم اور رکن یمانی اور حجر اسود تینون جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرینگے کہ حضرت ! آپ اون لوگونکی شفاعت کا فکر کیجیئگا جو ہماری زیارت کر چکے ہین کیونکہ ہم اپنے زائرین کی شفاعت کرائینگے - امیر المومنین خلیفہ دوم حضرت فاروق اعظم نے خانہ کعبہ کے طواف کے وقت فرمایا کہ خداوندا اگر میرے دفتر اعمال مین گناہ ہو تو اوسے محو کر دے کیونکہ تو جسے چاہتا محو کرتا اور جسے چاہتا برقرار رکہتا ہے اور تیرے پاس اصلی کتاب ہے - ایک عارف نے حج

کے بعد یہ دعا کی کہ خداوندا اگر تونے میرا حج قبول کر لیا ہے تو مجھے مقبولین کا ثواب عنایت کر اور اگر قبول نہین کیا تو مصیبت زدون کا ثواب عطا فرما۔ فضیلؒ کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے اوسوقت حج کیا جبکہ ابراہیم علیہ السلام اونکے پیٹ مین تھے چنانچہ اون ہی ایام مین حضرت ابراہیم مکہ مین پیدا ہوئے آپکی والدہ خانہ کعبہ کا طواف کرتی جاتی اور یہ کہتی جاتی تہین کہ مین خدا سے اپنے بچہ کے لئے دعا مانگتی ہون کہ خدا اوسے نیک مرد کرے اور نیکبخت لوگونکے زمرہ مین شامل کرے ایک شخص نے ابن معاذ رازی سے کہا کہ مین صحرا مین رہنا چاہتا ہون آپنے تین دفعہ فرمایا کہ اگر تو ایسا نکرے تو بہت اچھا ہے۔ فرماتے تھے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ خانہ کعبہ کو دوبار تباہ و خراب کرین گے اور تیسری دفعہ جب اوسکی تخریب کا ارادہ کرین گے تو فرشتے آسمان پر لیجائینگے اور یہ حادثہ آخر زمانہ مین واقع ہوگا۔ اسکے بعد قیامت برپا ہو جائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دوبار خانہ کعبہ تباہ ہو چکا ہے جب قیامت نزدیک ہوگی تو لوگ بتون کو آراستہ کرکے کعبہ مین رکہین گے اور دوس نامی قبیلہ کی عورتین آئین گی اور اون بتون کے سامنے ناچین گی اوسوقت فرشتے کعبہ کو آسمان پر لیجائین گے۔

نکتہ ضیافت و مہمانی کی فضیلت و بزرگی کے بیان مین۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جس قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یار آپکی خدمت مین آتے تھے جبتک کچہ نکچہ آپکے پاس سے تناول نکر لیتے تھے۔ مجلس اقدس سے باہر نہ جاتے تھے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایکدفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم نے اون سے دریافت کیا کہ اے جبرئیل آج کیا فرمان لائے سناؤ جواب دیا کہ آج مجھے رب العزت سے حکم ہوا ہے کہ خدا کے بندون مین سے ایک برگزیدہ اور مقبول بندہ کو خلت و دوستی کا خلعت پہناؤن اور اوسکے جسم مبارک کو خدا کی دوستی کے حلیہ سے آراستہ کرون اور اسکے بعد اوسے خلیل اللہ کا معزز خطاب دون حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے بھی بتاؤ کہ وہ کونسا مقبول بندہ ہے تاکہ اوسکی خاک پا کو اپنی آنکہون کا سرمہ بناؤن جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ تم ہو اور تمہاری ہی نسبت خداوندی ارشاد ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس خوشخبری سے اسقدر مسرور و خوش ہوئے کہ بیہوش ہو گئے اور جب بہت دیر کے بعد ہوش مین آئے تو پوچھا۔ جبرئیل! یہ اولوالعزم اور معزز منصب کس عمل کی وجہ سے عنایت ہوا ہے جواب دیا تمہاری مہمانی اور بندگان خدا کو کہانا کہلانے کے سبب سے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قاعدہ تہا کہ جب کہانا کہانا چاہتے تو مہمان کی تلاش مین گہر سے باہر نکلتے اور دو دو میل تک نکلجاتے اور جبتک مہمان نہ ملتا کہانا نہ کہاتے۔ یہی وجہ ہے کہ اوس زمانہ کے لوگ

آپ کو ابو الضیفان کے ساتھ پکارا کرتے تھے گویا یہ آپ کا لقب یا کنیت تھی اور آپکی صدق نیت کا یہ ادنی کرشمہ
کہ اوس زمانہ سے قیامت تک آپکے دسترخوان کی شہرت باقی رہے گی۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ ایک مشرک آپکا مہمان
آپنے جب دیکھا کہ وہ بیگانہ ہے اور اوسکے دین و مذہب سے علیحدہ خدا کا نافرمان بلکہ اوسکا دشمن ہے تو آپنے اوسے کہانا نہ
فوراً حکم خداوندی پہنچا کہ اے ابراہیم ہمنے اوسے جان دی ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ تم اوسے روٹی نہین دیتے
حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ایکدفعہ مین اپنے نفس سے مجادلہ کر رہا
بڑے تعجب اور حیرت کی بات یہ تھی کہ جو بات مین اوسپر پیش کرتا تھا وہ اوسے بے چون و چرا تسلیم کرتا چلا جاتا تھا نوبت یہ
پہونچی کہ جب مینے اوسپر کہانا کہلانے اور ایثار و بخشش کا عمل پیش کیا تو اوسنے جہٹ انکار کر دیا اور اسبارے مین میری
موافقت نہین کی بلکہ طرح طرح کے عذر و حیلے پیش کرنے لگا مین اوسیوقت تاڑ گیا کہ خداوندی رضا اسی مین ہے چنانچہ
مینے اوسروز سے یہی کام اختیار کیا یہی وجہ ہے کہ سید حسینا کی خاندان مین اسی کام پر عمل ہوتا ہے یعنے وہ لوگ ایثار
و بخشش بہت کچھ کرتے اور مہمان نوازی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھتے دیگر اعمال و اوراد مین چندان کوشش نہ
نہین۔ فرماتے تھے کہ بغداد مین ایک درویش تھا جس کے دسترخوان پر ہر روز ایک ہزار ایک سو
بیس پیالے چنے جاتے تھے اور اس کام کے لیئے تیرہ باورچی خانہ مقرر تھے۔ ایکدن اوس نے اپنے
خدمت گارون کو جمع کرکے پوچھا کہ دیکھو تم کہانا دینے مین کسیکو بہولتے تو نہین اور سب کو برابر
کہانا پہونچاتے ہو خدمت گارون نے عرض کیا کہ حضرت ہم کسی کو نہین بہولتے اور سب کو برابر
پہونچاتے ہین۔ شیخ نے دوبارہ تاکیداً فرمایا کہ شاید تم اس کام مین سستی کرتے ہو۔ خبردار کوئی شخص
باقی نرہنا چاہیئے سب نے متفق الفاظ مین عرض کیا کہ ہم سے کبہی فروگذاشت نہین ہوتی تعجب ہے
کہ شیخ کو یہ خیال کسطرح پیدا ہوا اور ہماری سستی و کاہلی کو آپنے کیونکر معلوم کیا اسپر شیخ نے فرمایا کہ آج متواتر تین
روز ہوئے کہ تم نے مجہے کہانا نہین دیا جب میری نسبت یہ کیفیت ہے تو تم دوسرون کو کسطرح فراموش نکرتے
ہوگے اور یہ یون ہوا کہ شیخ کے باورچیخانہ بہت تھے بعض باورچیون کو خیال ہوا کہ آپکو دوسرے باورچیخانون
کہانا پہونچ گیا ہوگا اور اونکو یہ گمان ہوا کہ شیخ کو انہون نے کہانا پہونچا دیا ہوگا جب تین روز اسطرح گذر گئے
شیخ نے باورچیون اور خدمتگارون پر اس طلسم اور معمے کی پردہ کشائی کی۔ بعدہ سلطان المشائخ نے کہانا کہلانے کی
فضیلت مین یہ حدیث بیان کی قال علیہ السلام ایما مسلم اطعم مسلما علی جوع اطعمہ اللہ من ثمار الجنۃ۔ یعنے حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی بہوکے مسلمان کو کہانا کہلائیگا خدا اوسے جنت کے پہلوں

کہلائیگا - ایک حدیث مین یہ بہی آیا ہے کہ خدا تعالی فقیر گہر کو دوست رکہتا ہے - جناب سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ آدمی سے جہانتک ہوسکے مہمانون کی مدارات مین کوشش کرے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص کسی زندہ کی زیارت کو جائے اور وہ اسے کچہہ نہ کہلائے تو گویا اوسنے مردہ کی زیارت کی حدیث مین یہ بہی آیا ہے کہ تین شخصون سے قیامت کے روز حساب نہو گا ایک وہ مسلمان بندہ جسنے بکثرت سجدے کیئے ہونگے اور اوسکی پیشانی پر سجدہ کے نشان پڑگئے ہون گے - دوسرے وہ جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا ہوگا - تیسرے وہ جو اپنے دینی بہائیون کے ساتہ ایک دسترخوان پر بیٹہکر کہانا کہاتا ہوگا - آپ فرماتے تہے کہ کہانا دینا سب مذہبون مین پسندیدہ بات ہے - یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدرم خرچ کرکے کہانا تیار کرنا اور اوسے یارونکے سامنے رکہنا بیس درم خیرات کرنیسے بہتر ہے - فرماتے تہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایکدرم رفیقون اور دوستون مین خرچ کرے تو فقیرون کو دس درم دینے سے بہتر ہے اسیطرح رفقا مین دس درم صرف کرنا سو درم صدقہ دینے سے فضل ہے اور جس نے عزیزون مین سو درم خرچ کیئے گویا اوسنے ایک بردہ آزاد کیا - فرماتے تہے کہ ایک درویش سفر مین تہا چند سال کے بعد جب اپنے وطن مین آیا تو اپنے پیر کی زیارت کو حاضر ہوا پیرنے دریافت کیا کہ تمنے کون کون عجیب و غریب چیزین دیکہین جو ابدیا کہ قطب العالم کی زیارت سے مشرف ہوا - وہ فرماتے تہے کہ تمام جہان مین ڈیڑہ آدمی کامل ہین جو شخص آسمان و زمین کے مابین ہوا مین مصلے بچہاکر نماز پڑہتا ہے وہ آدہا مرد ہے اور جو درویش کو اپنے حصہ مین سے ایک روٹی بانٹ کہاتا ہے وہ پورا مرد ہے - قاضی محی الدین کاشانی نے سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ مین نے خواجہ ابو عثمان اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف دیکہی ہے جس مین دو سو حدیثین درج ہین اور حدیثین بہی وہ جو سو شیوخ سے سنی گئی ہین ہر شیخ سے دو دو حدیثین سننے مین آئین - ایک صحیحین کی دوسری غرائب الاخبار کی - منجملہ اونکے ایک حدیث یہ ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک بہت بڑا عبادت گذار تہا کامل ساٹھ سال تک خاص خدا تعالی کی عبادت کی تہی آخر عمر مین ایک عورت پر فریفتہ ہوگیا اور اتفاق سے وہ عورت اوسکے قبضہ مین آگئی - چہہ رات دن علی الاتصال اوسکے ساتہ فسق مین مبتلا رہا اسکے بعد جب اوس کا نشہ ہرن ہوا تو اپنی کرتوت پر سخت نادم ہوکر مسجد مین گیا اور روزہ کی نیت کرکے تین روز تک متواتر کچہہ نکہایا چوتہے روز ایک مسلمان خشک روٹی لیکر آیا اسنے وہ روٹی لیکر رکہلی جب افطار کا وقت ہوا تو اپنے دائین بائین دو درویشون کو بیٹہا دیکہا آدہی روٹی دونون درویشون کو تقسیم کردی اور خود کچہہ نکہایا اسی حال مین اوسکی حیات کا پیمانہ لبریز ہوکر فوراً چہلک گیا یعنے اجل آگئی - ملک الموت نے فوراً اوسکی روح قبض کی اور اوسکی

ساٹھ سالہ عبادت کو ایک پلڑہ مین اور چھہ روز کی معصیت کو دوسرے پلڑے مین رکھکر تولا تو شش روزہ معصیت کا پلڑہ جھک گیا اور شصت سالہ عبادت کے پلڑہ پر غالب آیا۔ فرشتونکو خداوندی حکم پہنچا کہ جو روٹی اپنے خیرات کی ہے اوسے عبادت کے پلڑہ مین رکھو روٹی رکھی گئی تو وہ پلڑہ جھک گیا اور عابد نے نجات پائی۔ قاضی محی الدین کاشانی جب یہ حدیث بیان کر چکے تو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے۔ علیکم بحدیث صاحب الرغیف یعنے تمہین اوس روٹی والے کی حکایت پر عمل کرنا لازم ہے۔ اس حدیث کا شان نزول اور اوس حدیث کا مضمون جو تم نے بیان کیا گو مآل کار کے اعتبار سے ایک ہے مگر الفاظ حدیث مختلف وارد ہوئے ہین۔

حضرت ابن عباس کی حدیث کا شان نزول یہ ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک زاہد تھا جسنے سالہا سال عبادت الٰہی مین بسر کیے تھے آخر کار ایک عورت پر عاشق ہو گیا اور فتنہ مین پڑکر اپنی سالہا سال کی عبادت کو غارت کر دیا یہ زاہد صاحب کرامات تھا منجملہ اونکے ایک کرامت یہ تھی کہ ہمیشہ ابر کا ٹکڑا اوسکے سر پر سایہ کیئے رہتا تھا جب گناہ اوس سے ظہور مین آیا تو وہ کرامت چھن گئی زاہد خجالت و شرمندگی کیوجہ سے بھاگا ہوا مسجد مین آیا جس مسجد مین زاہد نے پناہ لی تھی یہان ایک صاحب جنہونے دس شخصون کو ختم توریت کے لیئے مقرر کر رکھا تھا اوسکا قاعدہ تھا کہ آدمیونکی تعداد کے موافق ہر روز دس روٹیان بھیجا کرتا تھا اور ہر شخص ایک ایک روٹی لیتا تھا اتفاق سے اوس روز روٹی کے تقسیم کرنیوالے نے ایک روٹی اس زاہد کو دیدی اور اون دس آدمیون مین سے جو ختم توریت پر مامور تھے ایک شخصکو روٹی نہین پہونچی اس سے اوس شخص مین وحشت پیدا ہوئی اور وہ چیخ چیخ کر کہنے لگا کہ میرا حصہ زاہد نے اینٹھ لیا۔ زاہد نے جب یہ سنا تو فوراً روٹی اوسکے سامنے حاضر کی اور اپنے نفس پر اوسے ترجیح دیکر خود بھوکا سو رہا۔ اوٹھکر دیکھتا ہے کہ وہی سابق کی کرامت حاصل ہے۔ ابر کا ایک بڑا ٹکڑا اوسکے سر پر سایہ کیئے ہوئے ہے اور چہرہ سے تر و تازگی کے آثار نمایان ہین معلوم ہوا کہ اوسکی توبہ نے قبولیت کا جامہ پہنا۔ اسی معنی کر حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے تھے علیکم بحدیث صاحب الرغیف۔ اسپر قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا کہ عبداللہ بن عباس جو اس حدیث سے لوگون کو ترغیب دلایا کرتے تھے تو اس سے اونکی کیا مراد تھی اور کس چیز کے کرنیکی رغبت دیتے تھے فرمایا کھانا کھلانیکی ایثار و بخشش کرنے کی۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مین نے بی بی فاطمہ سام رضی اللہ تعالی عنہا سے سنا ہے کہ صرف روٹی کے ایک ٹکڑے اور پانی کے ایک آبخورہ پر کہ حاجتمند کو دیا جاتا ہے وہ دینی و دنیاوی نعمتین عنایت کیجاتی ہین جو لاکھہ روزون اور لاکھہ نمازون کی عوض نہین دی جاتین۔ فرماتے تھے کہ شیخ ابو اسحاق گازرونی جنکا نام شہریار اور کنیت ابو اسحاق تھی جولاہے تھے لڑکپن کے زمانہ مین ایکدن تانا تن رہے تھے کہ شیخ عبداللہ خفیف کا انپر گذر ہوا

آپنے انکی پیشانی مین سعادت کے آثار نمایان دیکھکر فرمایا کہ آؤ میرے مرید ہوجاؤ ابو اسحاق یہ سنکر حیرت مین آگئے اور بہت تامل کے بعد کہا کہ مین کیا جانون مرید کسطرح ہوتے ہین۔ شیخ عبد اللہ نے فرمایا تم میرے ہاتہہ پر اپنا ہاتہہ رکھو اور کہو تمہارا مرید ہوتا ہون ابو اسحاق نے ایسا ہی کیا پہر پوچہا مین کیا کرون شیخ نے فرمایا جو چیز تم کہایا کرو اوسمین سے کچہہ دوسرونکو بہی دیدیا کرو۔ چنانچہ ابو اسحاق رح اسپر عمل کیا کرتے تہے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ تین درویش اوس گاؤن مین گذرے جہان ابو اسحاق رہتے تہے یہ اوسیوقت تین روٹیان لیکر وہان آموجود ہوئے اور درویشون کے سامنے رکھدین درویشون نے بڑی خوشی کے ساتہہ وہ روٹیان تناول کین بعدہ باہم ایکدوسرے سے بولے کہ اس شخص کے اس احسان کی کوئی تلافی کرنی چاہیئے۔ ایک نے کہا مین نے اوسے دنیا بخشی دوسرا بولا کہ دنیا کی وجہ سے یہ شخص فتنہ مین پڑجائیگا لہذا مین نے اوسے دین بخشا تیسرے درویش نے کہا کہ درویش جو الفرد ہوتے ہین مین نے اوسے دنیا وعقبیٰ دونون بخشین۔ الغرض ابو اسحاق ان تینون روٹیونکی برکت سے شیخ کامل ہوگئے اور اونکے برکات وفیوض کی یہانتک نوبت پہونچی کہ خطہ مقدمین اس قدر نعمتین اور راحتین ہین جنکی کوئی حد اور انتہا نہین ہے۔

سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ طاعت کی دو قسمین ہین۔ ایک طاعت لازمہ دوسری طاعت متعدیہ۔ طاعت لازمہ وہ ہے جسکی منفعت صرف طاعت کرنے والے کے نفس تک محدود رہے یعنے اوسکا فائدہ فقط مطیع ہی کو پہونچتا ہے جیسے نماز۔ روزہ۔ حج۔ اوراد۔ وغیرہ۔ اور طاعت متعدیہ وہ ہے کہ تم سے دوسرون کو راحت ومنفعت پہونچے اس طاعت کے ثواب کی کوئی انتہا اور حد نہین ہوتی۔ طاعت لازمہ مین اخلاص شرط ہے یعنے جبتک اخلاص نہوگا درجہ قبولیت کو نہ پہونچے گی۔ بخلاف اسکے طاعت متعدیہ جسطریق پر کیجایے گی فاعل مثاب وماجور ہوگا۔

فرماتے تہے کہ لوگون نے شیخ ابو سعید ابو الخیر سے پوچہا کہ حق کی طرف کس قدر رستے گئے ہین جواب دیا کہ موجودات کے ہر ذرہ کی گنتی کے موافق خدا کی طرف راہین گئی ہین۔ لیکن ہمارا تجربہ جہانتک رہنمائی کرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دلونکو راحت پہونچانے سے زیادہ تر نزدیک کوئی راہ نہین ہے ہم نے جو کچہہ پایا اسی راہ سے پایا اور اسیکی ہم وصیت کرتے ہین۔ شیخ ابو سعید قدس سرہ نے یہ بہی ارشاد کیا ہے کہ آدمی کو دو کامون مین مشغول ہونا چاہیئے ایک یہ کہ جو چیز اوسے راہ حق سے دور کرے اور باز رکہے اوسے اپنے سامنے سے ہٹادے۔ دوسرے لوگون کو راحت وآسائش پہونچائے۔ جو شخص ان دونون صفتون کو بجا لائیگا راحت ابدی کو پہونچیگا ورنہ ہمیشہ پریشان وسرگردان رہیگا نہ دنیا ہی میسر ہوگی نہ دین ہی ہاتہہ آئیگا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ بداؤن مین ایک دیوانہ تہا جسے مسعود نخاسی کہتے تہے خواجہ زین الدین ساکن مدرسہ معزی نے اوس سے کہا کہ مسعود! ہمین کچہہ فائدہ

سمجہاؤ اور کسی مفید بات کی نصیحت کرو کہا شراب لاؤ۔ خواجہ زین الدین نے فوراً غلام کو روانہ کیا اور وہ ایک بوتل شراب لے آیا شراب دیوانہ کے سامنے رکہی اوسنے کہا ہم دریا سوتھ کے کنارہ بیٹھکر شراب پئینگے چنانچہ دریا کے کنارے بیٹھے دیوانہ نے خواجہ زین الدین کی طرف اشارا کیا کہ تم اوٹھکر ساقی بنو اور اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ چنانچہ خواجہ زین الدین اوٹھے اور اپنے ہاتھ سے ساغر مین شراب اونڈیل کر دیوانہ کو دی اوسنے یہان تک شراب چڑھائی کہ مست ہوگیا عین حالت مستی مین بولا کہ ہم کپڑے اوتار کر پانی مین جاتے ہین۔ الغرض دیوانہ نہا دہو کر باہر آیا تو خواجہ زین الدین سے مخاطب ہوکر کہا تجہے پانچ خصلتون پر محافظت و مداومت کرنی چاہیئے۔ ایک یہ کہ اپنے گہر کا دروازہ ہمیشہ کہلا رکہو اور کسی شخص کو آمد و رفت کرنے سے مزاحمت نکر۔ دوسرے ہر شخص سے خواہ وہ کسی رتبہ کا ہو خندہ پیشانی سے مل اور مہربانی اور بشاشت ظاہر کر۔ تیسری جو کچھ میسر ہو تہوڑا یا بہت کسی سے دریغ مت کر چوتہے اپنا بار کسی شخص پر نڈال۔ پانچوین لوگون کا بار خود اوٹہا اور کبہی ملول و رنجیدہ نہو۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جب مہمان آئے تو اوسکے لیئے کسیطرح کا تکلف کرنا نہ چاہیئے اور جب تم کسیکو ملاؤ تو اوس پر کسی قسم کا بوجہہ نرکہو۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ درویشی یہ ہے کہ ہر آنیوالے کے لیئے سلام کے بعد طعام ماحضر پیش کیا جائے اور اسکے بعد حدیث و حکایت مین مشغول ہونا چاہیئے یعنے اول کہانا کہلائے پہر بات چیت کرے۔ اسموقع پر آپنے فرمایا ابدؤا بالسلام ثم بالطعام ثم بالکلام یعنے سلام کے بعد کہانے سے ابتدا کرنی چاہیئے اور جب کہانیسے فراغت پائے تو بات چیت مین مصروف ہو۔ فرماتے تہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایکدفعہ ایکدوست کے مہمان ہوئے اوسنے ضیافت و مہمانی کے سامان فراہم کرنے مین نہایت مستعدی کے ساتہ کوشش کی اور بہت سے کہانون کے نام ایک کاغذ پر لکہکر اپنی لونڈی کو دیئے اور کہا ان تمام کہانونکو بہت ہی احتیاط اور اہتمام کے ساتہ تیار کیجیو یہ کہکر خود کسی مصلحت اور مہم کے پورا کرنیکی غرض سے باہر چلا گیا اوسکے چلے جانیکے بعد امام شافعی نے لونڈی سے کہانیکی فہرست طلب کی اور چند دیگر کہانے جو اونہین مرغوب و پسندیدہ تہے اوس مین بڑہا دیئے لونڈی نے وہ کہانے بہی تیار کر لیئے جو امام شافعی نے بڑہائے تہے صاحبخانہ حاجت سے فارغ ہوکر مکان مین آیا اور کہانیکا دسترخوان بچہایا گیا تو لونڈی نے نہایت سلیقہ کے ساتہ کہانے چنے اون کہانون کے علاوہ جنکی فہرست صاحب خانہ نے لونڈی کو لکہکر دی تہی وہ کہانے بہی دسترخوان پر موجود تہے جو مہمان امام نے زیادہ کیئے تہے میزبان نے یہ دیکہکر لونڈی سے دریافت کیا کہ یہ کہانے کیون پکائے گئے ہین۔ لونڈی نے فوراً فہرست پیش کر دی اوسنے جب امام شافعی کی قلم سے چند کہانے لکہے ہوئے اور اوسکے مطابق دسترخوان پر

رمایئے تو بہت خوش ہوا اور لونڈی کو آزاد کر دیا۔ فرماتے تھے کہ بندہ جو طاعت کرتا ہے مالی یا بدنی یا خلقی ان میں سے
ی جناب الٰہی میں قبول ہو جاتی بندہ اوسکی پناہ میں ہر طرف سے کامیاب ہوتا اور فتح پاتا ہے اسوقت ارشاد فرمایا
قفل سعادت کی بہت سی کنجیاں ہیں آدمی کو تمام کنجیوں کے فراہم کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ فتحیابی کا
ں اگر ایک کنجی سے نہ کہلا دوسری کنجی سے ضرور کہلے گا۔ اور اگر دوسرے سے نہ کہلا تیسری سے کہلے گا۔

سنتہ کہانے کے آداب میں۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ کہانے سے پیشتر ہاتھہ دہونے چاہئیں کیونکہ
دیث شریف میں آیا ہے کہ من احب ان یکثر خیر بیتہ فلیتوضا اذا حضر غذاءہ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فرمایا کہ جو شخص اپنے گہر کی خیر و برکت بڑہانی چاہے اوسے مناسب ہے کہ کہانے کے حضر کے وقت
ضو کر لیا کرے۔ یہاں وضو سے وضو خفیف یعنے ہاتہہ دہونا کلی کرنا مراد ہے علاوہ ازیں چونکہ آدمی کے ہاتہہ
کثر اوقات کام کاج میں مشغول رہتے ہیں اور اسوجہ سے آلائش و آسودگی سے خالی ہونا مشکل ہے لہذا
کہانے وقت ہاتہون کا دہونا طہارت و نزاہت کے زیادہ قریب ہے۔ یہہ بہی فرماتے تھے کہ کہانا کہانے سے
صرف یہ مقصود ہوا کرتا ہے کہ اوس سے دینی کاموں اور عبادات پر مدد ملے اور جب یہ ہے تو آدمی کو مناسب
ہے کہ کہانے سے پہلے جسطرح ممکن ہو طہارت و نزاہت حاصل کر لے۔ فرماتے تھے سنت ہے کہ میزبان اپنے
مہمانوں کے ہاتہہ دہولائے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے
مکان پر تشریف لے گئے کہاتے وقت امام مالک اپنے معزز مہمان کے ہاتہہ دہلانے کے لیئے کہڑے ہوگئے امام
شافعی نے منع کیا اور نہایت لجاجت کے ساتہہ فرمایا کہ آپ جیسے بزرگ امام میرے ہاتہہ دہلانے کہڑے ہوں
چونکہ میرا مرتبہ اس سے کہیں نیچا ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ تمہیں اسوجہ سے مکدر اور ناخوش نہونا چاہیئے
اسلیئے کہ مہمان کے ہاتہہ دہلانے سنت ہیں۔ اسیکے مناسب آپنے یہہ حکایت بیان فرمائی کہ ہارون رشید نے
ابو معاویہ ضریر کو مدعو کیا اور جب کہانے سے فارغ ہوکے تو خود ہارون الرشید اونکے ہاتہہ دہلانے کہڑے ہوگئے
چونکہ ابو معاویہ نابینا تہے اسلیئے ہارون الرشید نے کہا تم جانتے ہو کہ تمہارے ہاتہہ کون دہلا رہا ہے جواب
دیا کہ نہیں۔ ہارون رشید بولا کہ امیر المومنین۔ ابو معاویہ نے برجستہ فقروں میں کہا انما اکرمت العلم
واجللتہ فاجلک اللہ و اکرمک کما اکرمت العلم۔ یعنے اے امیر المومنین آپنے علم کی بزرگی کی ہے تو جسطرح
آپنے علم کی وقعت و بزرگی کی خدا آپکی بزرگی و وقعت زیادہ کرے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میزبان
جب مہمان کے ہاتہہ دہلانے لگے تو پہلے اپنے ہاتہہ دہوئے اور ہاتہہ دہلانے کا حکم یا پانی پلانے کے برخلاف ہے

یعنے جب کوئی مانگے تو پہلے اوسے پلائے پہر خود پیئے۔ زان بعد فرمایا کہ جو شخص ہاتہہ ڈہلائے اوسے کہڑے ہوکر ڈہلانے چاہئیں بیٹہکر نہین۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے آگے پانی لایا تاکہ ہاتہہ دہلائے جب شیخ ہاتہہ دہونے لگے تو وہ شخص بیٹہہ گیا اوسکے بیٹہتے ہی شیخ کہڑے ہوگئے لوگون نے جب اسکی وجہ دریافت کی تو فرمایا اوسے کہڑے ہوکر ہاتہہ ڈہلانے واجب تہے لیکن جب وہ بیٹہہ گیا تو مجہے کہڑا ہو جانا چاہیئے تہا۔ ایکدفعہ ایک مجلس مین سلطان المشائخ موجود تہے صاحب مجلس نے کہانا پیش کیا تو سلطان المشائخ نے مسکرا کر فرمایا۔ عرب کا دستور ہے کہ کہانے پینے فارغ ہونے کے بعد طشت و آفتابہ لاتے ہین اور اسے ابو الیاس کہتے ہین یعنے مایۂ نومیدی چونکہ اسکے بعد کوئی کہانا نہین لایا جاتا اور اسطرف اشارہ ہوتا ہے کہ ابکسی قسم کے کہانے کی امید نرکہنی چاہیئے اسلیئے اسے ابوالیاس کہتے ہین اسکے متصل آپنے بطریق خوش طبعی فرمایا کہ ہندوستان ابو الیاس پانکو کہنا مناسب ہے کیونکہ پان دینے کے بعد کہانا نہین لایا جاتا۔ زان بعد فرمایا کہ چونکہ عرب مین پان نہین ہوتا اسلیئے وہ لوگ طشت و آفتابہ کو ابو الیاس کہتے ہین۔ علی ہذا القیاس نمک کو ابو الفتح اسلیئے کہتے ہین کہ اوس سے کہانیکی ابتدا ہوتی ہے۔ فرماتے تہے کہ کہانے سے پہلے اور پیچہے نمک کہانا جذام سے امان کا باعث ہے۔ آپ یہہ بہی فرماتے تہے کہ جو لوگ انگلی کو پانی سے ترکرکے نمک لگاکر کہاتے ہین یہ اسطرح نہین آیا ہے۔ جب سلطان المشائخ نے سلسلہ کلام کو یہانتک پہونچایا تو امیر حسن شاعر رحمۃ اللہ علیہ نے ان فوائد کے شکریہ مین عرض کیا کہ خدا کا شکر ہے حق نمکی تازہ ہوا حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ خوب کہا۔ قاضی محی الدین کاشانی بہی اسوقت موجود تہے فرمانے لگے کہ ملیح جملہ کہا سلطان المشائخ نے فرمایا کہ وہ ملوح ہے۔ فرماتے تہے کہ کہانے سے پیشتر دعا کرنی چاہیئے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تہا کہ جب آپکے سامنے کہانا رکہا جاتا تو فرمایا کرتے۔ اللہم بارک لنا فیما رزقتنا فاعذنا عذاب النار بسم اللہ جب کہانا کہانے لگے تو پہلے لقمہ پر بسم اللہ کہے اور دوسرے لقمہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور تیسرے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم کہے اور بآواز بلند کہے تاکہ اور لوگ بہی اسکی متابعت کرین اور او نہین یاد ہوجائے۔ اگر کوئی شخص ہر لقمہ پر بسم اللہ کہے بہتر ہے یہ نہو سکے تو اول بسم اللہ اور آخر الحمد للہ کہے مگر افضل و بہتر یہی ہے کہ پہلے لقمہ پر بسم اللہ اور دوسرے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے۔ کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کے خط مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ جب کہانا سامنے رکہا جائے تو کہانے والا کہے بسم اللہ علی وعن کل اکل معی کاتب حروف نے مولانا فخر الدین زرادی حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ کو دیکہا کہ ہر لقمہ اوٹہاتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتے تہے سلطان المشائخ

فرماتے تہے کہ ایک بزرگ نہایت محتاط اور پرہیزگار تہے جب کہانے کا لقمہ اوٹہاتے تو ہر لقمہ کے ساتہ فرماتے اخذ باللہ فرماتے تہے کہ حضرت عمر کا قول ہے کہ جب تم گوشت کہاؤ تو ثرید کے ساتہ ابتدا کرو (شوربہ مین بہیگے ہوئے ٹکڑون کو ثرید کہتے ہین) فرماتے تہے کہ کسیکے لقمہ کی طرف دیکہنا نہ چاہیئے اور بہت بڑا نوالہ اوٹہانا مناسب نہین ہے جب کہانے بیٹہے تو لقمہ دوبارہ پیالہ مین نہ ڈبوئے ہاتہہ اور موںہہ روٹی اور دسترخوان سے صاف نکرے روٹی پر ہڈی کا گودا جہاڑنے کیلیئے زور سے نہ مارے کوئی چیز زبان پر نہ رکہے۔ فرماتے تہے کہ جہانتک بن سکے دسترخوان پر پانی نہ پیئے اگر ضرورت ہو تو داہنے ہاتہہ کی چہنگلی اور اوسکے پاس والی اونگلی سے جو چکنی نہین ہوئی ہین آبخورہ پکڑے اور اوسی ہاتہہ سے پانی پیئے پہر آپنے اسکے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایکدن شیخ بدر الدین غزنوی کے ہان لوگون کی دعوت تہی کہانا سامنے رکہا گیا کہانے سے فارغ ہونیکے بعد ایک درویش نے ہاتہہ دہونے سے پیشتر دسترخوان پر بیٹہے بیٹہے پانی کا آبخورہ لیکر پی لیا شیخ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے چاہا کہ اس سوء ادبی کی وجہ سے درویش سے مواخذہ کرین مگر قاضی منہاج الدین جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے سفارش کی اور شیخ مواخذہ سے درگذرے لیکن بعد ازان شیخ نے فرمایا کہ ہاتہہ دہونے سے پیشتر پانی پینا ترک ادب ہے کیونکہ اگر آلودہ ہاتہہ موںہہ سے آبخورہ مین پانی پیئے گا تو آبخورہ ضرور آلودہ ہوگا اور پہر جب دوسرا شخص اوس آلودہ آبخورہ سے پانی پیئے گا تو اوسے گہن آئے گی مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ آدمی کو پانی مین موںہہ کہولنا نہ چاہیئے کیونکہ اوس مین لعاب دہن ملجانے کا اندیشہ ہے ہان اگر لعاب دہن نہ ملے تو مضائقہ نہین۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ خاموش بیٹہے ہوئے کسی فکر مین متامل تہے حاضرین مجلس مین سے ایک شخص نے چند عربی لفظ پڑہکر کہا کہ یہ حدیث ہے کہ جو شخص سید کا ہاتہہ پکڑکر پانی پیئے وہ بخشا جاتا ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حدیث کی جو مشہور معتبر کتابین ہین اون مین تو یہ حدیث ہے نہین شاید کسی اور کتاب مین ہو۔ بعدہ ارشاد کیا کہ آدمی کو چاہیئے کہ جب کوئی حدیث سنے تو یون نہ کہے کہ یہ حدیث نہین ہے ہان یہ کہنا جائز ہے کہ جو کتابین فن حدیث مین مدون ہوئی ہین اور شہرت و اعتبار پاچکی ہین اون مین یہ حدیث نہین آئی ہے۔ فرماتے تہے کہ کہانا کہاتے وقت خاموش رہنا نہ چاہیئے کیونکہ یہ آتش پرستون کی عادت ہے۔ فرماتے تہے کہ کہانے کی تعریف اور مذمت نکرے پیالے یا رکابی کو صاف کرتے وقت ہاتہہ مین لے اور دسترخوان پر رکہکر صاف کرے۔ ایکدفعہ سلطان المشائخ کی مجلس مین کہانا لایا گیا لوگ کہانے پر بیٹہہ گئے جب کہانا ہوچکا تو امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ برتنون کو پوچہہ پوچہکر چاٹنے لگے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ کیا کررہے ہو عرض کیا کہ حضور ایک بزرگ تہے جنہون لوگون نے

خواجہ کاسہ لیس کے ساتھ شہرت ہی تھی اور وہ اس نام سے پکارے جاتے تھے وہ خود بھی کہا کرتے تھے کہ میں کاسہ لیس خواجہ ہوں۔ ازان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ کہانا نیکو سونگھ سے نہ پہونکے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ النفخ فی الطعام یذہب البرکۃ یعنے کہانے میں پہونکنا برکت کو دور کرتا ہے۔ پہر کہانا کہاتے وقت چہوٹے لوگوں میں سے کسیکو کوئی لقمہ ندے مگر ہان شیخ کو اگر کسیکو ولایت دینا منظور ہو تو اوسے جائز ہے کہ کسیکو لقمہ دیدے اور جب بہت سے لوگ کہانا کہانے بیٹہین تو تاوقتیکہ اور سب کہانے سے ہاتہہ نہ اوٹہائین خود کہانے سے ہاتہہ نہ اوٹہائے اور جبتک دسترخوان نہ بڑہایا جائے آپ کہانے پر سے نہ اوٹہے دسترخوان پر کسیکے آگے روٹی کے ٹکڑا نہ رکہے اور چہری سے کوئی چیز کسیکے آگے نہ سرکائے۔ کہانا کہانیکے اثنا میں نہ تو آنے والے کو سلام کرے نہ سلام کا جواب ہی دے۔ اسپر آپنے ذیل کی حکایت بیان فرمائی کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے بزرگوار پیر شیخ ابوالقاسم نصیرآبادی علیہ الرحمۃ یارون کے ساتھ بیٹہے کہانا کہا رہے تھے امام الحرمین کے والد بزرگوار اور امام غزالی کے استاد ابومحمد جوینی تشریف لے آئے اور باواز بلند سلام کیا ابوالقاسم نے اونکے ساتھ یاران مجلس نے انکی طرف ذرا التفات نہین کیا اور سلام کے جواب کی طرف مشغول نہین ہوئے کہانے سے فارغ ہوئے تو ابومحمد جوینی نے فرمایا کہ مین نے آتے وقت سلام کیا لیکن آپ لوگون مین سے کسینے جواب نہین دیا۔ اسپر ابوالقاسم نے فرمایا کہ ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جو شخص ہماری جماعت مین آئے اور وہ کہانے مین مصروف ہو تو آنے والا اسلام نکرے بلکہ خاموشی کے ساتھ بیٹہہ جائے یا خود کہانے مین شریک ہوجائے جب لوگ کہانے سے فارغ ہون تو اوسوقت اسے سلام کرنا چاہیئے۔ امام ابومحمد جوینی نے کہا کہ یہ حکم کہان سے کہتے ہو عقل سے یا نقل سے ابوالقاسم نے جواب مین فرمایا کہ عقل سے۔ وجہ یہ کہ کہانا جو کہایا جاتا ہے تو صرف اسواسطے کہایا جاتا ہے کہ خدا کی طاعت وعبادت پر قوت حاصل ہو اور جب یہ ہے تو جو شخص اس نیت سے کہانا کہاتا ہے گویا وہ عین طاعت الٰہی مین مصروف ہوتا ہے اور جو شخص طاعت الٰہی مین مصروف ہوتا ہے مثلاً نماز مین تو اوسے سلام کے لیے جواب مین علیک کہنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ دسترخوان پر بیٹہنے والون کو سلام کرنا گویا اونہین پریشانی مین ڈالنا ہے کیونکہ جب کوئی بزرگ اسی مجلس مین وارد ہوگا اور سلام کہے گا تو لوگ اوسکے جواب کی طرف متوجہ ہونگے اور تعظیم کو اوٹہین گے اور یہ بات ممنوع ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان فی الصلوٰۃ لشغلا یعنے نماز کی حالت مین مشغولی ہوتی ہے اور یہ حدیث اسبات پر دلیل ہے کہ مشغولی کی حالت مین سلام نکرنا چاہیئے۔ فرماتے تھے۔ حدیث مین آیا ہے کہ جب کہانا کہاؤ تو متقی کا کہانا کہاؤ اور اگر کسیکو کہاناؤ تو متقی کو دینا چاہیئے۔ اسی اثنا مین آپنے یہ بھی فرمایا کہ متقی کو کہانا کہلانا بہت مشکل ہے کیونکہ

جب چند مہمان دسترخوان پر موجود ہوں تو صاحبِ خانہ کسطرح تمیز کرسکتا ہے کہ متقی کون ہے بعدہ فرمایا کہ مشارق میں ایک حدیث بایں مضمون آئی ہے کہ ہر شخص کو بلا تخصیص کہانا دو اور بلا استثنا ہر مسلمان کو سلام کرو۔ فرماتے تہے کہ سیری کی حالت میں کہانا کہانا بجز دو شخصوں کے تیسرے کو درست نہیں ہے۔ ایک وہ شخص ہے کہ ناوقت اوسکے مکان پر مہمان اوتر آئیں تو اگرچہ یہ شخص سیر ہوکر کہا چکا ہے لیکن پہر بہی مہمانوں کی خاطر سے اونکے ساتہ کہانا جائز ہے دوسرے وہ صالح شخص جو روزے رکہتا اور سحری کا کہانا نہ پاتا ہو۔ اگر بے وقت کچہ اوسکے پاس پہونچ جائے اور کہالے تو درست ہے۔ فرماتے تہے اگر درویش کہانے میں لذت پائے تو جس لقمہ میں لذت پائے اوسے حلق سے نیچے نہ اوترنے دے بلکہ نکالکر پہینکدے کیونکہ وہ لقمہ یادِ حق میں ہوتا تو لذت و مزا نہ دیتا تہا شیخ سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے **بیت** اگر لذت ترک لذت بدانی * دگر لذت نفس لذت نخوانی * کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ من اکل وختم دخل الجنۃ المحتامۃ الساقط علی الخوان یعنے جو شخص وہ کہانا چنکر کہائیگا جو دسترخوان پر جہڑتا ہے تو ایسا شخص ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا آپکے لئے آسمان سے کہانا اوترا ہے۔ فرمایا ہاں۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ اسلام میں مقلد اوس شخص کو کہتے ہیں جو دین کے کاموں میں غیر کا تابع ہو۔

نکتہ دسترخوان بچہانے کے آداب کے بیان میں۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جب دسترخوان بچہایا جائے تو اول آستین چڑہائے اور سیدہے ہاتہ کی آستین سے ابتدا کرے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے التیمین لطہورہ و طعامہ یعنے وضو اور کہانے میں داہنے ہاتہ سے کام لے دسترخوان پر ملکر کہانا سنت ہے اور تنہا مکروہ کیلئے کہ حدیث میں وارد ہے۔ اجتمعوا علی طعامکم یبارک لکم فیہ۔ یعنے جمع ہوکر کہانا کہاؤ اوس میں برکت و زیادتی ہوگی الغرض جب دسترخوان بچہایا جائے اور کہانا چن دیا جائے تو خادم آئے اور ہاتہ باندہکر کہے۔ الصلوات۔ یہ لفظ فقرا و مشائخ نے صحابہ سے استنباط کیا ہے کہ جب وہ یاروں اور عزیزوں کو کسیکام کے لئے جمع کرنا چاہتے تہے تو الصلوٰۃ جامعۃ کہکر آواز دیتے تہے اس آواز پر سب لوگ جمع ہوجاتے تہے پہر جب دسترخوان پر بیٹہتیں تو تا وقتیکہ کہانے سے فارغ نہوں۔ خادم کہڑا رہے اور کہانیوالوں کی خدمت میں مصروف رہے جیساکہ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی وفد یا رفقا کی جماعت آتی تہی تو آپ خود کہڑے ہوکر اونکی خدمت میں مصروف ہوا کرتے تہے۔ صحابہ عرض کرتے کہ اے رسولِ خدا آپ تشریف رکہیں ہم اونکی خدمت کے لیئے کافی ہیں فرماتے کہ نہیں یہ میرے معزز مہمان ہیں

مین دوست رکہتا ہون کہ خود انکی خدمت کرون۔ جب لوگ کہانے سے فراغت پاکر دعا کرین تو چراغدان پر سے چراغ اٹھا کر علٰحدہ رکہے اور سقا آبخورہ لیکر حاضر ہو خادم برتن اور نمکدان اور ہڈیان اور بچی ہوئی روٹیان اٹھاکر ایک طرف رکہے جو لوگ متاہل ہون اونہین صبح کے وقت کہانا دے اور شام کو دسترخوان پر بٹھاکر کہانا کہلائے اور مجردون کو دونون وقت دسترخوان پر جگہ دے اور یہ صفت اہل بہشت کی ہے جیساکہ خدا فرماتا ہے ولہم رزقہم فیہا بکرۃ وعشیا۔ کہانے سے فارغ ہونیکے بعد خلال دانی مین سے خلال لے تو لبشرک اللہ بالجنۃ کہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت سے جو لوگ وضو اور کہانے مین خلال کرتے ہین وہ بڑے مرتبہ کے لوگ ہین۔ ازان بعد خادم ہاتھہ مین جہاڑو لیکر سب طرف سے جہاڑ دے لیکن سیدہے ہاتھہ سے نہین بلکہ بائین ہاتھہ سے۔ پھر سیدہے ہاتھہ کی آستین چڑھالے اور کہڑے ہوکر ہاتھہ دہلائے۔ خادم ہاتہون پر پانی ڈالتا جائے اور کہتا جائے طہرک اللہ من الذنوب ونزہک من العیوب یعنے خدا تمہین گناہون سے پاک اور عیبون سے مبرا کرے پہر جو بیٹہیر اور سامان فراہم ہون تو قوالون سے سماع سنے۔ حدیث مین آیا ہے کہ ایکدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس مقدس مین دودہ یا شربت لایا گیا آپنے اوس مین سے کچہ پیا۔ چونکہ آپکے دائین جانب ایک لڑکا اور بائین جانب بوڑہے بزرگ لوگ بیٹہے ہوئے تہے اسلیئے آپنے لڑکے سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کیا تو مجہے اجازت نہین دیتا ہے کہ مین تیرا حصہ ان بوڑہے لوگونکو دیدون اوسنے عرض کیا کہ حضرت! مین آپکے تبرک کے بارہ مین اپنے نفس پر کسیکو اختیار نہین کرونگا۔ غرضکہ جناب پیغمبر خدا نے دائین جانب کی رعایت کرکے اول اوسیکو عنایت فرمایا۔ آنحضرت نے یہہ بھی ارشاد کیا کہ جو شخص کسی پیاسے کو پانی پلائیگا خدا اوسے جنت کی شراب پلائیگا جب چراغ کو جلتا دیکہے تو نور اللہ قلبک کہے۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ کہانا کہانیکے بعد تکبیر یعنے اللہ اکبر کہنا بھی آیا ہے یہ تکبیر حمد کے معنی مین ہے اور نعمت کے شکرانہ کو حمد کہتے ہین بعدہ فرمایا کہ ایکدفعہ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مجہے امید ہے کہ کل قیامت کے روز تم چوتہائی اہل جنت ہوگے یعنے تین حصہ اور تمام لوگ ہونگے اور ایک حصہ تم صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس نعمت کے شکرانہ مین تکبیر کہی پہر آپنے فرمایا مجہے امید ہے کہ تم ایک ثلث اور تمام امتین دو ثلث ہونگی یعنے اگر تمام جنتیون کی تعداد حساب مین لائی جائیگی تو حضرت آدم سے لیکر میرے زمانہ سے پیشتر تک کی جس قدر امتین ہونگی سب دو ثلث اور تم ایک ثلث نکلوگے۔ صحابہ نے یہ سنکر بڑی خوشی کے ساتہ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ ازان بعد حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجہے امید ہے کہ تمام بہشتیون مین نصف تم اور نصف دوسری تمام امتین ہونگی۔ صحابہ نے پہر خوشیکے مارے زور سے تکبیر کہی یہانتک

ساری مسجد گونج اوٹھی۔ یہ حدیث بیان کر کے سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایسے موقع پر تکبیر کہنی حمد اور شکر کے قائم مقام ہے اور یہ بالکل درست ہے لیکن بعض لوگ جو ہر مرتبہ اور مصلحت کے متعلق کہتے ہین اور تکبیر کو تکیہ کلام بناتے ہین یہ کہین نہین آیا۔ کاتب حروف نے جامع الاصول فی احادیث الرسول مین لکہا دیکہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا ارتفعت اصوات التکبیرات بعد ارتفاع السفرۃ حلت ما عقدت الافلاک یعنے جب دستر خوان اوٹہائے جانے کے بعد تکبیرات کی آوازین بلند ہوتی ہین تو افلاک سے گذر کر عرش تک پہونچ جاتی ہین۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ گہر کو مکڑیون کے جالون سے پاک کرنا چاہیئے کیونکہ وہ دیوؤن کا مسکن ہے۔ پاؤن دبانے کی شرط یہ ہے کہ زانو سے اوپر ہاتہہ نہ لیجائے اور انگلیون سے غمز نکرے بلکہ ہتیلی سے ملے۔ جن مریدون کے دماغ غرور و تکبر سے بہرے ہون اونہین پائخانہ کی خدمت سپرد کرنی چاہیئے۔

نکتہ تہوڑا کہانے کے فوائد کے ذکر مین۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ میرا ایک لقمہ کم کہا کر تمام رات سوتا رہنا سیر ہو کر کہانے اور رات بہر شب بیداری اور تہجد گذاری سے بہت بہتر ہے۔ فرماتے تہے کہ شیطان کہتا ہے جو خوب سیر ہو کر نماز کو کہڑا ہوتا ہے مین اوس سے معانقہ کرتا ہون چنانچہ جب وہ نماز پڑہکر باہر آتا ہے تو اچہی طرح محسوس کرتا ہے کہ میرا غلبہ اوسپر کس درجہ تک ہے اور جو بہوکا رات بہر پاؤن پہیلائے سوتا ہے مین اوس سے بہاگتا ہون اور جب یہ نماز مین مصروف ہوتا ہے تو اچہی طرح معلوم کر سکتا ہے کہ میری نفرت اوس سے کہانتک ہے۔ فرماتے تہے کہ درویشی مین تمام و کمال راحت و آسائش ہے اور تمام آسمانی و زمینی آفات سے بیخوفی و بے الہی سیکہ و مصیبت مین درویشی کی انتہا فاقہ کشی ہے اور جس شب درویش کو فاقہ ہوتا ہے وہ رات اوس کے حق مین معراج کی رات ہوتی ہے۔ فرماتے تہے کہ درویش کو پے در پے تین دن کا فاقہ کرنا چاہیئے۔ فرماتے تہے کہ درویش کو سیر ہو کر نہ کہانا چاہیئے اور بہت دیر سونا مناسب نہین ہے بہتر ہے کہ ہمیشہ روزہ افطار کرتا اور سحری کہاتا رہے مگر روزی اوسی قدر رکہے کہ نفس جو راہ حق کا مرکب ہے بالکل عاجز و زبون ہو جائے۔ فرماتے تہے کہ آدمی کا کمال چار چیزون مین ہے تہوڑا کہانے مین۔ کم بات کرنے مین لوگونکی صحبت مین بہت کم نشست و برخاست کرنے مین تہوڑا سونے مین۔ فرماتے تہے حضرت ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ ملکوت کا دروازہ وہی لوگ کہلواتے ہین جو بہوکے پیاسے رہتے ہین۔ فرماتے تہے مولانا علاؤالدین اصولی ایک بہت ہی بزرگ آدمی تہے انکی یہ کیفیت تہی کہ تین تین روز بہوکے رہتے یہانتک کہ سبق پڑہاتے وقت موکہہ مین جہاگ بہر آتے۔ آپ سحری کے وقت صرف اسقدر کہانا تناول فرماتے جسپر کہانے کا اطلاق ہو سکتا تہا۔ فرماتے تہے جبتک آدمی کی

اور سختی اختیار نکرے گا آسائش بنائے گا اور تا وقتیکہ اچھا کہانے اچھا پہننے میٹھی نیند سونے سے پرہیز نکرے گا کوئی
بات حاصل نکرسکیگا کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے بیت خوردن برای زیستن و ذکر کردن است ۰ تو معتقد کہ زیستن
از بہر خوردن است ۰ حکایت حروف نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ مین نے صائم الدہر
رہنے کو اسلیئے پسند کیا ہے کہ مختلف قسم کے متعدد لوگون سے دریافت کیا تو اونہون نے متفقہ الفاظ مین یہی جواب دیا
کہ بہوکا رہنا اور تہوڑا کہانا سب چیزون سے بہتر ہے چنانچہ جب مین نے اطبا سے سوال کیا کہ تمام دواؤن مین
سفید ونافع تر کونسی دوا ہے تو اونہون نے جواب دیا بہوک اور قلت طعام عباد سے پوچہا کہ عبادت خداوندی مین
کون چیز زیادہ نفع پہونچانے والی ہے تو کہا بہوک اور تہوڑا کہانا۔ زہاد سے دریافت کیا کہ تمام چیزون مین کون چیز
زیادہ قوی ہے۔ جواب ہوا کہ بہوک اور کم کہانا۔ جب علمار سے پوچہا کہ حفظ علم مین کون چیز افضل ہے کہا بہوک
اور قلت طعام۔ بادشاہون اور حکام سے پوچہا تو اونہون نے بہی یہی جواب دیا۔ ابو طالب مکی کا قول ہے کہ
مومن کی مثال نفیری جیسی ہے کہ جبتک اوسکا جوف اور باطن صاف اور مجلا نہین ہوتا عمدہ اور اچہی آواز
پیدا نہین ہوتی۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو تم اون پیٹون سے بہلائی طلب کرو جو پہلے
بہوکے پہر بہوکے رہتے ہین کیونکہ اون پیٹون مین ہنوز کرم باقی ہے۔ اون پیٹون سے کوئی خیر و بہلائی نہ طلب کرو
جو اول بہوکے رہتے ہین پہر سیر ہوتے ہین۔ کیسلیئے کہ ابہی تک اون مین ملامت باقی ہے بہوک اصول کا منظنہ
اور خدا تک پہونچنے کی سواری ہے۔ حدیث مین آیا ہے کہ جب خدا کسی بندے کو دوست رکہتا ہے تو اوسے اکثر
بہوکا رکہتا ہے۔ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہوکے کا ہنسنا پیٹ بہرے کے رونے سے بہتر
ہے۔ بعض سلف کا قول ہے کہ ہم نے اپنے گہر مین کبہی ایکدن رات کا کہانا جمع نہین رکہا اور جب سے اسلام مین
داخل ہوئے ہین کبہی سیر ہوکر کہانا نہین کہایا کیونکہ سیری کفر کے ساتہ کنایہ کی جاتی ہے۔ حماد بن ابی حنیفہ
کا قول ہے کہ مین داؤد طائی کے پاس گیا دیکہتا ہون کہ دروازہ بند ہے۔ اور وہ یہ کہہ رہے ہین کہ تونے بقولات
کی فرمائش کی مین نے تجہے بقولات کہلا دیئے پہر تونے کہجور کی خواہش کی لیکن یہ خواہش تیری پوری نہین ہوگی
اور مین نے تجہے منع کیا کہ کہجور ہرگز نہ کہانا۔ جب مین مکان کے اندر داخل ہوا تو معلوم ہوا وہان اونکے علاوہ
کوئی دوسرا شخص نہتا۔ مین نے سمجہہ لیا کہ وہ اپنے نفس سے خطاب کر رہے تہے۔ مالک ابن دینار کا بیان ہے
کہ لوگون کا قول ہے کہ جو شخص چالیس روز گوشت کہانا چہوڑ دیتا ہے اوسکی عقل مین نقصان واقع ہوتا ہے
مین نے کامل بیس برس سے گوشت نہین کہایا لیکن خدا کے فضل سے میری عقل ویسی ہی کامل رہی۔ بلکہ

دن بدن زیادہ ہوتی گئی - حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز بیشتر اوقات یہ شعر پڑھا کرتے تھے **شعر** ان ارذل الناس من یشتغل بالاکل واللباس ۔ یعنے جو شخص صرف کھانے پہننے مین مصروف رہتا ہے اور اوسکی ہمت رات دن اسی فکر مین غرق رہتی ہے وہ تمام لوگون سے زیادہ ذلیل و رذیل ہے -

خواجہ حکیم ثنائی نے بہت ہی خوب فرمایا ہے **ابیات**		ہر کش امروز قبلہ مطبخ شد	وانکہ فرداش جا بدوزخ شد
آدمی را درین کہن برزخ	ہم ز مطبخ درلسیت در دوزخ	بہر کم خوردن ہست بی آبی	دہن ہند نطق اعرابی
چون خوری بیش پیل باشی تو	کم خوری جبرئیل باشی تو	خور اندک فزون کند حکمت	خور بسیار کم کند علمت
لقمہ گر کنی زخوردن بیش	ہیضہ آرد کلید گلخن بیش	ہاضمہ چون بدو نیز دارد	از زیخ گلخنے دگر سازد

خلاصہ ابیات یہ ہے کہ جسکا قبلہ آج مطبخ ہوا کل اوسکی جگہ دوزخ مین ہوگی اس پرانے برزخ مین بھی آدمی کے لیے مطبخ سے دوزخ کا ایک دروازہ ہے - کم کھانے اور پانی نہ پینے سے ہندی زبان اور اعرابی نطق حاصل ہوتا ہے - اگر تو زیادہ کھائے گا تو ہاتھی ہو جائے گا - کم کھانے کی عادت ڈالیگا تو جبرئیل ہو جائے گا - تھوڑا کھانا کہ حکمت زیادہ ہو بہت کھائیگا تو علم کم ہوگا - اگر عادت سے لقمہ زیادہ کھائے گا تو تخمہ و ہیضہ پیدا ہوگا اور جب قوت ہاضمہ اوسکی طرف متوجہ نہو گی تو مہلک مرض اوٹھ کھڑا ہوگا -

نکتہ اہل تصوف کے لباس کے بیان مین - کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ سفید کپڑا تمام کپڑون سے بہتر و اولیٰ ہے کیونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیر ثیابکم البیض یعنے جو کپڑے تم پہنتے ہو اون مین بہتر سفید کپڑے ہین - آپنے یہ بھی فرمایا کہ البسوا الثیاب البیض فانہا اطہر واطیب وکفنوا فیہا موتاکم یعنے سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ بہت پاک اور طیب ہین اور اپنے مُردون کو ان ہی مین کفنایا کرو - مشائخ رحمہم اللہ نے جو مریدون کے لئے نیلا لباس پسند کیا ہے اسکی کئی وجہین ہین ایک یہ کہ جلد میلا نہو گرانی نرخ کی وجہ سے اوسکا وقت مشوش و پریشان نہو - دوسرے یہ کہ نیلا لباس مصیبت زدون کے ساتھ مخصوص ہوا - سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک درویش جو انتہا درجہ کی مشغولی رکھتا تھا - شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا اور جب جب آیا نہایت میلے کچیلے اور بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے آیا جب چند روز اوسکی یہی کیفیت دیکھی گئی تو جناب شیخ شیوخ العالمؒ نے فرمایا کہ تم ان کپڑونکو دہو کر صاف کیون نہین کرتے چونکہ درویش مشغول بحق تھا لہذا بالفعل اسباب کا کوئی جواب نہین دیا لیکن جب شیخ نے باصرار دریافت کیا کہ تم اپنے کپڑون کو کیون نہین دہوتے تو اوسنے عاجزانہ لہجہ مین عرض کیا کہ

مخدوما مجھے اس قدر فرصت کہاں میسر ہوتی ہے کہ دریا پر جاؤں اور کپڑے دہوؤں یہانتک پہونچکر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جسوقت مجھے اوس درویش کا وہ لجاجت آمیز جواب اور مسکنت و عجز سے بہرا ہوا فقرہ یاد آتا ہے تو ایک عجیب طرح کی مسکنت و عجز اور نرم دلی مجھہ مین پیدا ہو جاتی ہے۔ مشائخ نے جو مریدون کے لیے نیلے کپڑے پسند کیے ہین اوسکی تیسری وجہ یہ ہے کہ رنگین کپڑے پہننے مشائخ کی عادت ہے اور اس سے وہ اس امر کی فال لیتے ہین کہ جسطرح ہم نے ظاہری لباس رنگین اختیار کیا ہے ہمارا باطن انوار مشاہدات سے رنگین ہو۔ اور یہ بات اپنے موقع پر دلائل سے ثابت ہو چکی ہے کہ نفس کئی رنگون کے ساتہ رنگین ہے اور سب رنگون نے نیلے رنگ کو غلبہ ہے لیکن نفس مطمئنہ کا رنگ نیلا نہین ہے بلکہ اوسکا رنگ سیاہ ہے۔ وجہ یہ کہ اوسمین نور ذکر کی گہری آمیزش ہے اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاہی و سفیدی کے ملنے سے نیلا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ نفس کے انوار کبہی تو نیلے ہوتے ہین اور گاہے سبز اور قلب کے انوار کبہی سفید ہوتے ہین کبہی زرد کبہی نیلے کبہی سرخ تو صوفیہ نے ان تمام رنگون مین نیلے رنگ کو اسلیئے اختیار کیا ہے کہ جس قدر اس مین اظہار عجز ہے اوسقدر اور کسی رنگ مین نہین۔ اسیوجہ سے بعض عرفا نے کہا ہے کہ اگر ابن منصور کو کما حقہ معرفت حاصل ہوتی تو وہ بجائے انا الحق کے انا التراب کہتے۔ پہر مشائخ نے سیاہ لباس کو چہوڑکر نیلا لباس جو اختیار کیا ہے حالانکہ مذکورہ بالا اوصاف سیاہ لباس مین بدرجہ اولی و اکمل پائے جاتے ہین تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اول تو اس لباس مین عباسیہ کا احترام لازم آتا ہے دوسرے کفار عتابیہ کی تشبیہ سے اجتناب و احتراز حاصل ہوتا ہے۔ حدیث مین آیا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف مین ایک شخص کسم کے رنگے ہوئے سرخ کپڑے پہنے آیا آپ نے فرمایا اگر تیرے یہ کپڑے گہر کے تنور مین ہوتے یا ہنڈیا کے تلے جلجاتے تو بہت اچہا ہوتا۔ یہ شخص فورا گہر آیا اور کپڑون کو اوتار کر تنور مین جہونک دیا ازان بعد پہر مجلس اقدس مین حاضر ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تونے وہ کپڑے کیا کیئے عرض کیا کہ حضور کے فرمانے کے مطابق تنور مین جلادیئے۔ فرمایا میری غرض یہ نہ تہی کہ مطلب یہ تہا کہ اوسے فروخت کرکے آٹا خرید کر روٹی پکاتا یا لکڑیان خرید کر اون سے کہانا تیار کرتا یا اپنی گہر کی عورتون کو دیدیتا۔ لیکن مریدون کے واسطے جو یہ لباس تجویز کیا گیا ہے اوسیوقت تک تجویز کیا گیا ہے کہ وہ اپنے نفس سے مامون و نڈر نہ ہون کیونکہ جب سالک کو نفس سے امن و اطمینان حاصل ہو جائے تو اوسے اختیار ہے جیسا چاہے لباس پہنے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہی سرخ لباس پہنا ہے چنانچہ حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ مین نے فتح مکہ کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سرخ حلہ مین دیکہا

ور وہ لباس آپ پر ایسا زیب رہا تہا کہ میں نے کبہی ان کپڑوں میں ایسا حسین ایسا خوبصورت آدمی نہیں دیکہا
بت۔ آپکے جسم کو سرخ حلہ چہپائے ہوئے تہا اور سیاہ عمامہ سر مبارک پر کہا ہوا تہا جسکا شملہ مونڈہے پر
ایک عجیب دلربایانہ شان سے لٹکسا رہا تہا۔ صوف کا جبہ پہننا سنت ہے۔ وحیہ کلبی نے جناب نبی عربی صلی اللہ
علیہ وسلم کو دو جبے ہدیۃً بہیجے آپنے نہایت خوشی سے اونہیں زیب بدن کیا اور جبتک پہٹے نہیں پہنے ہی رہے
ایک روایت میں آیا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال صوف کے جبہ میں ہوا جس میں گیارہ پیوند
لگے ہوئے تہے۔ علی ہذا القیاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات صوف کے کپڑے میں ہوئی جسمیں
بارہ پیوند لگے ہوئے تہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انتقال بہی صوف کے کپڑوں میں ہوا۔ اور اس میں تیرہ پیوند موجود
تہے۔ عمامہ کا شملہ کبہی آگے اور کبہی پیچہے لٹکانا دونوں جائز ہیں۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو دونوں طرح دیکہا ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹوپی پر عمامہ باندہا ہے۔
خزانہ سلطان خوارزم شاہی میں یونہی لکہا ہے اور اسیطرح ہم تک پہونچا ہے۔ پائجامہ شرمگاہ کا چہپانیوالا
ہے۔ طریقت میں یہ بات نہایت ہی نازیبا اور قبیح ہے کہ غیر شخص کی نظر شرمگاہ پر پڑے۔ طریقت کبہی
اسکی اجازت نہیں دیتی جب پائجامہ پہنے تو پہلے سیدہا پاؤں ڈالے اور جب اوتارے تو اول بایاں پاؤں اوتارے

تکملہ اون دعاؤں کے بیان میں جو شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز سے منقول ہیں
سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا ہے فرماتے تہے
کہ جاگتے اور سوتے وقت دعا کرنیکو غنیمت جانو کیونکہ ان اوقات میں دعا قبولیت کے ساتہ مقرون ہوتی ہے
منقول ہے کہ ایکدن حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں رب العزت جل جلالہ کو دیکہا اور ذیل
کی دعا تعلیم حق کے واسطے سیکہی خدا تعالی نے حضرت ابراہیم کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ تو کب تک فضول
اور بیہودہ حاجتیں مانگتا رہیگا ابراہیم نے عرض کیا کہ خداوندا میں اپنی حاجتیں تیری جناب میں کیونکر پیش کروں
اور دلی آرزوئیں کس طرح طلب کروں۔ خدا تعالی نے ارشاد فرمایا کہ یوں کہا کر الٰہی رضنی بقضائک
وصبرنی علی بلائک واوزعنی شکر علی نعمائک واسئلک تمام نعمتک ودوام عافیتک اللہم حببنی فی قلوب
المؤمنین یعنے خداوندا مجہے اپنی قضا و قدر پر راضی کردے اور اپنی دی ہوئی بلاؤں پر صبر کرنے کی توفیق
عنایت فرما اور اپنی نعمتوں پر شکر کرنے کی توفیق دے۔ میں تجہسے تیری پوری نعمت اور ہمیشگی کی عافیت
مانگتا ہوں۔ الٰہی مسلمانوں کے دلوں میں میری محبت ڈالدے۔ خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جسکو کوئی

حاجت یا مہم پیش آئے تو جمعہ کی پندرہوین شب کو قبلہ رخ بیٹھے اور اونتیس ہزار دفعہ واللہ المستعان کہے اور جب انتیس ہزار دفعہ کہہ چکے تو سجدہ مین جائے اور تین دفعہ کہے آمین آمین آمین۔ جب اونتیس ہزار مرتبہ واللہ المستعان کہہ چکے اور سجدے تمام کر چکے تو اپنی حاجت کے متعلق سوال کرے حق تعالی اوسکی مہمات کو پورا کر دیگا اور بے شک وشبہہ پورا کر دیگا۔ حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ نے ذیل کی دعا تعلیم کی اور اسکے بہت سے فوائد وخواص بیان فرمائے دعا یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی الاسلام والحمد للہ علی السنۃ والجماعۃ الحمد للہ الذی علمنا علما نافعا ولم یترکنا عمیان القلوب الحمد للہ علی الصحۃ والسلامۃ الحمد للہ الذی اذہب عنا الغضب والحسرت ولم یجعلنا من المغضوبین علیہم الحمد للہ بکل نعمۃ دینی ودنیوی الحمد للہ علی التوفیق والحمد للہ علی کل حال الحمد للہ علی نعمائہ فی السر والعلانیۃ۔ الحمد للہ رب العالمین الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور الحمد للہ الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ۔ آپ فرماتے ہین مجہے شیخ شیوخ العالم نے ذیل کی دعا پر انضباط کا تاکیدی حکم فرمایا ہے۔ اللہم ادخل فی قلبی السرور واذہب عنا الہم والحزن۔ فرماتے ہین مین نے شیخ شیوخ العالم کو فرماتے سنا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسطرح آئینہ زنگ آلود ہو جاتا ہے اوسیطرح دل بہی بیشتر اوقات زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ حاضرین مین سے کسی نے عرض کیا کہ پہر حضرت اوسکی جلا کسطرح ہوتی ہے فرمایا موت کے یاد کرنے سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بہی فرمایا کہ جب بندہ خدا کی طرف ہاتہہ اوٹہاتا ہے تو اوسے شرم آتی ہے کہ اونہیں مایوس پہیرے۔

فرماتے ہیں کہ شیخ شیوخ العالم نے یہ دعا بہی تعلیم کی ہی ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاہدین اللہم اجعل من بین ایدینا نورا ومن خلفنا نورا واجعلہ قائدا وضیاءً ودلیلا الی جنات النعیم ودارک دار السلام مع الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا فرماتے ہین مجہے شیخ شیوخ العالم نے اس دعا کے بہی پڑہنے کی وصیت کی ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم ات نفسی تقوٰہا وزکہا انت ولیہا ومولہا فاغفرلہا واقبل معذرتہا اللہم انت لی کما احب فاجعلنی لک کما تحب اللہم اجعل سریرتی طاہرۃ وخیرا من علانیتی طاہرۃ وصالحۃ اللہم ارزقنی حسن الاختیار وصدق الافتقار وصحبۃ الاخیار والابرار یا خالق الجنۃ والنار فرماتے ہین ذیل کی مناجات بہی شیخ شیوخ العالم نے سکہائی ہے۔ الہی ضاقت المذاہب الا الیک وخابت الامال الا لدیک وانقطع الرجال الا عنک وبطل التوکل الا علیک۔ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین، وسبحان ربک رب العزۃ عما یصفون، وسلام علی المرسلین، والحمد للہ رب العالمین۔ وصلے اللہ علی محمد وآلہ اجمعین۔

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مین نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ سے سنا ہے کہ مناجات کے وقت حضرت صمدیت سے تین چیزین مانگنی چاہئین بیت از حضرت تو سہ چیز بخواہم من ٭ وقت خوش و آب دیدہ وراحت دل ٭ یعنے مبارک وعمدہ وقت آنکھہ کی رونق دل کی راحت فرماتے تھے مجھے اگلی دعا بھی شیخ شیوخ العالم نے تعلیم فرمائی ہے۔ اللهم ان دخل الشک فی ایمانی بک ولم اعلم به تبت عنه واقول لا اله الا الله محمد رسول الله اللهم ان دخل الشرک فی توحیدی بک ولم اعلم به تبت عنه واقول لا اله الا الله محمد رسول الله اللهم ان دخل الشبهة فی معرفتی ایاک ولم اعلم به تبت عنه واقول لا اله الا الله محمد رسول الله اللهم ان دخل النفاق فی قلبی ولم اعلم به تبت عنه واقول لا اله الا الله محمد رسول الله لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله اجمعین ٥

نکتہ اون دعاؤن کے بیان مین جو خود حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز سے منقول ہین۔

جناب سلطان المشائخ فرماتے تھے۔ بندہ کو چاہئیے کہ دعا کرتے وقت نہ تو اوس گناہ کو پیش نظر رکھے جو گذشتہ زمانہ مین اس سے ظہور مین آیا ہے اور نہ کسی طاعت ہی کا دل پر خطرہ گذرنے دے کیونکہ اگر اسوقت اپنی طاعت نظر کرے گا تو عجب پیدا ہوگا اور معجب کی دعا کبھی قبول کا جامہ پہنتی نہین۔ علی ہذا القیاس اگر معصیت وگناہ کو پیش نظر رکھے گا تو اس سے دعا مین سستی وکاہلی پیدا ہوگی لہذا داعی کو چاہئیے کہ دعا کے وقت صرف خدا کی رحمت خاص پر نظر ہو اور یقین وتصدیق کے ساتھ دعا مانگے اگر ایسا کرے گا تو دعا مقبول ہوگی۔ دعا کرتے وقت دونون ہاتھہ متصل رکھنے چاہئین اور مناسب ہے کہ خوب بلند کرے اور ایسی صورت بنانی چاہئیے کہ گویا اسیوقت اوسکی مونھہ مانگی مراد حاصل ہو جائیگی اور جس چیز کی بابت سوال کر رہا ہے وہ ابھی اسکے ہاتھون مین ڈالدی جائے گی۔ اسی اثنار مین آپنے یہ بھی فرمایا کہ دعا صرف دل کی تسکین کے لئے ہے ورنہ خدائے عزوجل خوب جانتا ہے کہ اوسکے حق مین کیا چیز سزاوار ہے اور کس مین اوسکی مصلحت موقوف ہے۔ فرماتے تھے کہ دعا آفتون اور بلاؤن کے نزول سے پیشتر کرنی چاہئیے کیونکہ جب بلا اوپر سے نیچے آتی اور دعا نیچے سے اوپر چڑھتی ہے تو ہوا مین دونون یکجا جمع ہوتی اور باہم معارضہ ومقاتلہ کرتی ہین پہر اگر دعا مین قوت ہوتی ہے تو وہ بلا کو واپس کر دیتی ہے ورنہ خود نیچے اوتر آتی ہے۔ زان بعد آپنے اسکے مناسب ایک حکایت نقل فرمائی کہ جب نیشاپور کے باشندون پر نزول بلا کے آثار نمایان ہوئے تو وہان کے حاکم نے کسی شخص کو شیخ فرید الدین عطار کے پاس بھیجا کہ آپ دعا مین مصروف ہون شیخ نے جواب دیا کہ دعا کا وقت گذر گیا اب تو رضا کا وقت ہے اسکے بعد

حضور نے ارشاد کیا کہ نزول بلا کے بعد ہی دعا کرنی چاہیئے گو بلا دفع نہین ہوتی لیکن سختی اور بلا کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ بعدہ فرمایا کہ جسوقت بلا نازل ہو تو اوس سے کراہیت و نفرت نکرنی چاہیئے فرمایا کہ متکلمین اسکے منکر ہین اور کہتے ہین کہ یہ ہو ہی نہین سکتا کہ ایک شخصکو کوئی مکروہ اور خلاف طبیعت بات پہونچے اور اوسے اوس سے کراہت نہو لیکن یاد رکہنا چاہیئے کہ اون کا یہ قول غلط ہے اور اسکے کئی جواب ہین۔ اول یہ کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص راستہ طے کرتا ہے اور اثناء راہ مین اوسکے پاؤن مین کانٹا چبہہ جاتا ہے اور خون ٹپکنے لگتا ہے لیکن وہ اسیطرح عجلت کے ساتھ قدم اوٹہائے چلا جاتا ہے اور اوسکا دل ایک ایسی چیز کی طرف مشغول ہوتا ہے کہ پاؤن مین کانٹا چبہنے اور خون ٹپکنے کی اوسے بالکل پروا نہین ہوتی۔ دوسرے یہ کہ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک شخص جنگ مین مشغول ہوتا ہے اور اوسکے بدن مین زخم لگتے ہین مگر وہ لڑائی مین ایسا مشغول ہوتا ہے کہ اوس زخم کی اوسے بالکل خبر نہین ہوتی البتہ جب وہ اپنے قیامگاہ مین پہونچتا اور میدان جنگ سے واپس آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ فلان فلان مقام پر میرے زخم لگا ہے۔ ازان بعد فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکہا ہے کہ ایک شخص کسی اتہام مین گرفتار کیا گیا اور حاکم وقت کی عدالت سے اوسے ہزار بیدون کے مارے جانے کا حکم صادر ہوا جب لوگون نے اوسے یہ سزا دی اور ہزار بیدین ماریں تو اوسنے ذرا بھی جزع فزع نہین کی اور کسیطرح کا الم و درد ظاہر نہین کیا دریافت کیا گیا تو اوسنے جواب دیا کہ جسوقت مجہپر بید پڑتی تہی میرا معشوق میری آنکہون کے تلے پہر جاتا تہا اور اوسکا سمان مجہے نظر آجاتا تہا اوسکے سامنے مجہے ضرب کا کوئی الم محسوس نہوتا تہا۔ ازان بعد فرمایا کہ جب استغراق کی نوبت یہان تک پہونچ جاتی ہے اور صاحب معاملہ اپنے خیال مین محو ہو جاتا ہے تو اوسے کسی درد و تکلیف کی خبر نہین ہوتی اور جب ان لوگون پر یہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے تو جو لوگ مشغول بحق ہوتے ہین اون پر بطریق اولی طاری ہونی چاہیئے اور وہ اسکے بہت ہی لائق و سزاوار ہین۔ اب ہم وہ دعائین نقل کرتے ہین جو حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز سے منقول ہین۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بعض یارون کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ مین تم سے پوچہتا ہون مقالید السموات والارض یعنے آسمان و زمین کی کنجیان کہ جس سے آسمان و زمین کے تمام خزانے کہلتے ہین کیا ہین۔ سنو! وہ دس تسبیحین ہین۔ ایک لا الہ الا اللہ وحدہ۔ آخر تک۔ دوسرے سبحان اللہ والحمد للہ آخر تک۔ تیسرے سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ آخر تک۔ چوتہی سبحان الملک القدوس سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح۔ پانچوین۔ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واسالہ التوبۃ۔ چہٹے۔ اللہم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد۔ ساتوین۔ لا الہ

الا اللہ الملک الحق المبین۔ آٹھوین۔ بسم اللہ خیر الاسماء بسم اللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء
فی الارض ولا فی السماء وہو السمیع العلیم۔ نوین درود۔ اللہم صل علی محمد عبدک ونبیک وحبیبک آخر تک۔ دسوین
رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضرون۔ ان دسون تسبیحون کو مقالید السموات والارض یعنے
آسمان وزمین کی کنجیان کہتے ہین۔ جو شخص انہین دن مین دس دفعہ پڑہیگا سو دفعہ پڑہی جائینگی اور جسنے سو دفعہ پڑھا
گویا ہزار مرتبہ پڑھا۔ فرماتے تہے کہ اسم اعظم عربی زبان مین یا حی یا قیوم ہے اور سریانی زبان مین اہیا اشراہیا
اور فارسی زبان مین امید امیدواران ہے۔ فرماتے تہے کہ لوگون نے خواجہ ابراہیم ادہم سے پوچھا کہ اگر آپکو اسم اعظم
یاد ہے تو ہمین بہی بتائیے۔ جواب دیا کہ حرام لقمہ سے معدے کو پاک رکہو دنیا کی محبت سے دل کو دور کرو پہر جس اسم
سے خدا کو پکاروگے وہی اسم اعظم ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جو شخص ذیل کے کلمات پچیس دفعہ پڑہیگا
خدا تعالی کے نزدیک منجملہ چالیس ابدال کے ایک ہوگا۔ اللہم اغفر امۃ محمد اللہم ارحم امۃ محمد اللہم اصلح امۃ محمد اللہم
فرج امۃ محمد اللہم تجاوز عن امۃ محمد۔ قاضی محی الدین کاشانی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ مین نے سلطان المشائخ کی
خدمت مین عرض کیا کہ محمد حاجی راستہ مین ملکر مجہسے کہنے لگا کہ جب سے مین سفر حج سے آیا ہون گہر مین بیٹہکر
آرام نہین پاتا ہون ہمیشہ دل بے قرار رہتا اور ایک قسم کی خلش چلی جاتی ہے اسوجہ سے کبہی ارادہ ہوتا ہے کہ پہر
سفر کر جاؤن کبہی خیال آتا ہے کہ عزیزون اور دوستونکی مفارقت اچہی نہین ہے تو میری گذارش یہ ہے کہ آپ
اسبارے مین جناب سلطان المشائخ کے باطن مبارک سے استمداد دعا کیجیے اور اس سے میری اور کوئی غرض نہین
ہے صرف یہ چاہتا ہون کہ جس بات مین خدا کی مرضی ہو اوسپر عملدرآمد کرون اگر سلطان المشائخ کی زبان فیض
ترجمان سے خدا کی مرضی ونامرضی کی بابت کوئی بات معلوم ہوجائے تو میرے دلمین نہایت درجہ کا فرحت وانبساط
پیدا ہو۔ تو حضور اوسکی یہ التماس تہی جو مین نے رائے جہان آرا کے سامنے پیش کی۔ سلطان المشائخ نے میری یہ گفتگو سنکر
فرمایا کہ محمد حاجی سے کہدینا چاہیے کہ آیۂ ہو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانہم
وللہ جنود السموات والارض وکان اللہ علیما حکیما ہر روز سات مرتبہ پڑہے۔ داہنا ہاتہ سینہ پر رکہ لے چند روز تک
اسپر مداومت کرے جو شکایت رکہتا ہے اوس سے خلاصی پائیگا۔ بیت ۔ دواے درد ملت این سخن بہ کہ بیگونگی
نکوئی ہرچہ گوئی تو موجب است ومیتن۔ فرماتے تہے کہ تنگی معیشت کے دفعیہ کیلئے جمعہ کی ہر شب کو سورہ جمعہ
پڑہنی چاہیے۔ جناب شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر ہر شب جمعہ کو یہ سورت پڑھا کرتے تہے اور مین بہی پڑھا کرتا
ہون لیکن اپنے لیے کوئی بہتری فلاح دنیا نہین چاہتا۔ وجہ یہ ہے کہ خدا کو جسے جس حال مین رکہنا منظور

ہوتا ہے وہ اوسی مین رہ سکتا ہے۔ اسی اثنا مین آپنے یہ حکایت بیان کی کہ ایکدفعہ ایک جماعت پر میرا گذر ہوا
صوفیون کے لباس مین تھی اون مین سے ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے فلان خواب دیکھا ہے دوسرے
جواب دیا کہ یہ خواب نہایت مبارک اور نیک ہے زمانہ تیرے موافق ہوگا۔ اور تمام اسباب تیری مرضی کے مطابق
ہونگے مین نے جب اوسکی یہ گفتگو سنی تو دل مین آیا کہ کہدون۔ اے خواجہ جس لباس مین تو ہے اس لباس کے
اس قسم کی تعبیر خواب نہین بیان کرتے پھر میرے دل مین خیال پیدا ہوا کہ کوئی جواب نہ دینا چاہیئے چنانچہ مین نے
اور وہان سے عبور کرگیا۔ فرماتے تھے مین نے سنا ہے کہ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز نے
فرزند رشید نور اللہ مرقدہما کو ایک دعا تعلیم کی ہے طلب و جستجو کرنے کے بعد وہ دعا مجھے حاصل ہوگئی اوس دعا میں
یا مسبب الاسباب کا لفظ بھی تھا جب مین نے دیکھا کہ دعا مذکور مین محض اسباب کا لفظ بھی موجود ہے تو شیخ شیوخ العالم
کے خرقہ کی حرمت کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ پھر اوس دعا کی خواہش میرے دل مین ذرہ برابر باقی نہین رہی
شیخ صدرالدین نے شیخ الاسلام بہاءالدین قدس اللہ سرہ العزیز سے پوچھا کہ ذیل کی دعا کسوقت پڑھنی
چاہیئے۔ فرمایا ہر فرض نماز کے بعد اور سونے کے وقت پڑھے دعا یہ ہے۔ اللھم انک تعلم سری وعلانیتی فاقبل
معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سوالی وتعلم ما فی نفسی فاغفر لی ذنوبی اللھم انی اسألک ایمانا یباشر قلبی ویقینا
صادقا حتی اعلم انہ لن یصیبنی الا ما کتبت لی ورضا بما قسمت لی یا ذا الجلال والاکرام۔ امیر حسن رحمۃ اللہ
نے عرض کیا کہ لوگ اعینونی عباد اللہ یرحمکم اللہ پڑھتے ہین۔ اس سے میری غرض یہ ہے کہ اس جملہ مین غیر
سے معونت و مدد طلب کی گئی ہے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ کے علاوہ کسی اور سے طالب مدد ہونا بظاہر منع
ہوتا ہے فرمایا کہ گذشتہ مشائخ اور اور لوگون نے یہ دعا پڑھی اور وہ اسمین عباد اللہ مخلصین مسلمین
الفاظ مضمر مانتے ہین اگر اب بھی لوگ اسے پڑھین جائز ہے کیونکہ پہلے بزرگون نے پڑھی ہے۔ شیخ نجیب الدین متوکل
اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مین نے شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر قدس سرہ کو خواب مین دیکھا فرماتے
کہ اے نظام! تم اس دعا کو ہر روز سو بار پڑھا کرو۔ لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی
کل شئی قدیر۔ جب مین بیدار ہوا تو اس دعا پر ملازمت کی اور اپنے دل مین کہا کہ شیخ کے اس فرمانے مین کوئی مقصد
اور بھید ضرور ہوگا۔ بعدہ مین نے کتب مشائخ مین لکھا دیکھا کہ جو شخص ہر روز سو دفعہ اس دعا کو پڑھے
اور ہمیشہ پڑھے گا وہ بغیر اسکے کہ تیاری سامان اوسکے پاس مہیا ہون نہایت خوشی اور سرور کی حالت مین
بسر کرے گا اوسوقت مینے معلوم کر لیا کہ شیخ کا مقصود یہی تھا۔ زان بعد آپنے حاضرین مین ایک شخص کی

روئی سخن کر کے فرمایا کہ اس دعا کا دس دفعہ پڑھنا ہی آیا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص دس دفعہ اس دعا کو پڑھیگا گویا اوسنے دس بردے آزاد کیئے۔ فرمایا ایک اور مرتبہ مین نے شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر قدس سرہ کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین نظام! تم عصر کے بعد سورۂ نبا کے دفعہ پڑھتے ہو مین نے عرض کیا ایکبار فرمایا کہ نہین پانچ بار پڑھا کرو (اور اسکی تفصیل اوراد روز کے تحت مین گذر چکی وہان دیکھنا چاہیئے) ازان بعد فرمایا کہ جو طاعت اور ورد کہ حسب نعمت کے نفس سے قبول کیا جاتا ہے اوسکے ادا کرنے مین ایک دوسری راحت ہے۔ فرماتے تھے کہ کئی ورد ایسے ہین جنھین مینے اپنی طرف سے واجب کر لیا ہے اور بہت سے ورد وہ ہین جو اپنے خواجہ سے حاصل کیئے ہین۔ ان دونون وردون مین بہت بڑا تفاوت ہے۔ فرماتے تھے کہ حاجات کے بر آنے اور مقاصد کامیاب ہونیکے لیئے مسبعات عشر کو علیحدہ علیحدہ پڑھنا چاہیئے۔ فرماتے تھے کہ جو شخص نوافل ادا کرنے کے بعد گوشہ مین بیٹھے اور خلوت و تنہائی مین آسمان کی طرف ہاتھ اوٹھا کر نہایت عجز و انکساری کے ساتھ سو دفعہ یارب کہے جو چیز خدا سے مانگے پائے اور اگر ہزار دفعہ کہے مقصد پر بہت جلد کامیاب ہو۔ فرماتے تھے کہ جس شخص کو کوئی حاجت پیش آئے اوسے تکبیر بہت کہنی چاہیئے اگر بہت دفعہ نہ کہہ سکے تو سو بار ضرور کہے اور جو شخص خواب سے بیدار ہو تکبیر کہکر اپنی حاجت خدا سے مانگے انشاء اللہ فورًا مقرون باجابت ہوگی اور مقصد پر فتح پائیگا۔ فرماتے تھے۔ جعفر خالدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک نگینہ تھا جسپر ایک دعا کندہ تھی۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ وہ کشتی مین سوار ہوئے اور جب ملاح کو کچھ دینے کے لیئے کپڑا کھولا تو وہ نگینہ دریا مین گر پڑا اس سے آپکو بہت صدمہ ہوا الحاصل آپنے اوس مجرب دعا کو جو اوسپر کندہ تھی پڑھنا شروع کیا۔ ایکدن کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے اثنار مطالعہ مین کتاب کے اوراق جو اولٹے تو وہ نگینہ اوراق مین پایا گیا۔ اسپر آپ بیحد مسرور ہوئے وہ دعا یہ ہے۔

یا جامع الناس لیوم لاریب فیہ اجمع علی ضالتی۔ اس دعا کی خاصیت ہے کہ گم ہوئی چیز کے لیئے اگر پڑھے تو فورًا دستیاب ہو جائے۔ فرماتے تھے جس شخص کو کوئی مہم پیش آئے وہ سربسجود ہوکر یہ دعا پڑھے اللہم انا نستفتحک باسم یحیی بن زکریا یا مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین ہر نماز کے بعد چند ساعت تک سجدہ مین یہ دعا پڑھے انشاء اللہ بہت جلد مقصد پر کامیاب ہو۔ اور اوسکی مہم انجام کو پہونچے۔ فرماتے تھے جب آدمی دشمن کے مقابلہ مین ہون اور اونکے سامنے جائین ذیل کے بزرگ نام پڑھین خدا چاہے دشمن مغلوب و مقہور ہوگا اسما یہ ہین۔ یا سبوح یا قدوس یا غفور یا ودود۔ فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھے یہ دعا لکھکر عنایت کی اللہم انی اسالک ان لا اسالک سواک اور فرمایا کہ بدھ کے روز ظہر و عصر کی نماز کے درمیان اس دعا کو پڑھا کرو اسی اثنار مین ایک عزیز نے سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ حضور بندہ کو

طول طویل دعا کی طرف رغبت نہین ہے - اگر کوئی مختصر دعا بتائین تو اوسپر مداومت کرون فرمایا یہی دعا پڑھا کرو مین نے یہی اور تمام دعاؤن کو چھوڑکر اسی پر اکتفا کیا ہے فرماتے تھے کہ شہر مین ایک عالم اور دانشمند شخص رہا کرتا تھا اور بہت ہی بزرگ اور کامل تھا - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ اوسکے لڑکے سے کوئی قصور سرزد ہوگیا اور بادشاہ وقت نے اوسے پکڑ بلوایا جب اس دانشمند نے سنا کہ لوگ میرے لڑکے کو بادشاہ کے سامنے پکڑ کر لیگئے ہین تو ایک ہاتھ مین قرآن اور دوسرے ہاتھ مین صحیحین لیکر قبلہ رخ کھڑا ہوگیا اور اپنے فرزند کی نجات اور سرخروئی حضرت رب العزت سے طلب کی قرآن و حدیث کی برکت سے اوسکے فرزند نے بادشاہ کے دربار مین سرخروئی پائی - فرماتے تھے کہ جو شخص سورہ یوسف یاد کرے اور ہزار بار پڑھے خدا تعالی کی نعمت کے دروازے اوسپر کہلجائین - فرماتے تھے مولانا جمال الدین ہانسوی کے فرزند رشید دیوانہ ہوگئے تھے کبھی کبھی ہوشیارانہ باتین کہتے اوسوقت اونکی لیاقت اور دانشمندی کے جوہر ظاہر ہوتے - واقعی بات یہ ہے کہ نہایت اہل علم اور قابل آدمی تھے ہانسی مین کئی روز تک مجھے اونکی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا - ایکدن مینے اونہین ہوشیار پاکر دریافت کیا کہ یہ کیفیت تمہین کب سے عارض ہوئی ہے فرمایا جب سے میرے والد بزرگوار شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت سے رخصت ہوکر ہانسی مین تشریف لائے اور سورہ یوسف کا ورد اپنے ساتھ لائے ہین مین نے پوچھا کیا پورے ہزار دفعہ پڑھنی چاہیئے - فرمایا ہان اور اوسکا اثر یہی مرتب ہوگا جو تم دیکھتے ہو فرماتے تھے کہ جناب سید کائنات مفخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے لیئے یہ تعویذ لکھنے کا حکم فرمایا - اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر کل شیطان وہامۃ و عین لامۃ اسوقت قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ تعویذ گردن مین لٹکانا آیا ہے فرمایا نہین بلکہ بازو کے متصل باندھنا چاہیئے لٹکانا اور معلق کرنا روا نہین آیا بعدہ آپنے یہ حدیث ارشاد کی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم - نہی عن التمائم والتولیت - یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمائم اور تولیت سے منع فرمایا جو منکے اور مہرے گردن مین لٹکائے جاتے ہین اونہین تمائم کہتے ہین اور جو تعویذ عاشق و معشوق کے لیئے لکھا یا عورت کا دوست مرد کے لیئے اور مرد کا دوست عورت کے لیئے لکھا ہے اسے تولیت کہتے ہین - پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونون چیزون سے ممانعت فرمائی ہے - فرماتے تھے کہ ایکدن شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ نے شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی جناب مین عرض کیا کہ لوگ مجھسے تعویذ مانگتے ہین - اسبارے مین آپ کا کیا ارشاد ہے لکھکر دون یا ندون شیخ قطب الدین نے فرمایا کہ لکھنا تیرے ہاتھ مین ہے نہ میرے ہاتھ مین تعویذ خدا کا نام ہے پس لکھا اور لوگونکو دے - فرماتے تھے شروع شروع مین بارہا میرے دل مین گذرا کہ شیخ کبیر سے تعویذ لکھنے کی اجازت طلب کرون

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مولانا بدرالدین اسحاق جو تعویذ لکہا کرتے تہے موجود نہ تہے اور اتفاق سے اوسوقت بہت سی مخلوق تعویذ لینے کے لئے اُمنڈ آئی تہی شیخ کبیر نے مجہے تعویذ لکہنے کا اشارہ کیا چنانچہ مین نے تعویذ لکہنے شروع کیئے اور اسقدر لکہے کہ تہک گیا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تم تعویذ لکہتے لکہتے تہک گئے مین نے عرض کیا کہ حضور کو سب معلوم ہے فرمایا آج سے مینے تمہین تعویذ لکہنے اور لوگونکو دینے کی اجازت دی - ازان بعد فرمایا کہ بزرگون کے ہاتہ پہیرنے مین ہی بہت بڑا اثر ہے - فرماتے تہے کہ صبح کا وقت نہایت متبرک اور عمدہ وقت ہوتا ہے - اسوقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اولاد کے لئے بخشش کی دعا مانگی ہے اور استغفار کا ورد پڑہا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا سوف استغفر لکم ربی یعنے جب اونکی اولاد نے اپنی خطا معاف کرانی چاہی تو آپنے فرمایا مین تمہارے لیئے صبح کیوقت دعا کرونگا چنانچہ صبح کے وقت اوٹہے وضو کرکے کہڑے ہوئے اور اپنی ساری اولاد کو اپنے پیچہے کہڑا کیا تاکہ وہ آمین کہتے جائین جب آپنے اونکے لیئے خدا سے بخشش چاہی تو حکم ہوا کہ مین نے انکی خطا معاف کی اور انبیا کے زمرہ مین داخل کردیا - فرماتے تہے خواجہ حکیم ترمذی نے ہزار دفعہ رب العزت کو خواب مین دیکہا اور ہر بار عرض کیا کہ مین دنیا مین کونسی دعا پر مداومت کرون حکم ہوا کہ یہ دعا پڑہا کرو بسم اللہ الرحمن الرحیم - یا حی یا قیوم یا حنان یا منان یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام اسالک ان تحیی قلبی بنور معرفتک یا اللہ یا اللہ یا اللہ بعض لوگون کا بیان ہے کہ خواجہ حکیم ترمذی نے جناب باری سے عرض کیا کہ مجہے زوال ایمان کا بہت بڑا اندیشہ اور خوف ہے ارشاد ہوا کہ نماز فجر کی سنتون اور فرضون کے درمیان اس دعا کو اکتالیس بار پڑہا کرو - فرماتے تہے کہ صبح کے وقت ہمیشہ ذیل کی دعا سات دفعہ اور تمام اوقات مرجوعہ مین حسب موقع پڑہنی چاہیئے کیونکہ مین نے اس دعا کو بغیر کسی واسطے اور وسیلہ کے رب العزت سے حاصل کیا ہے - بسم اللہ الرحمن الرحیم - اللہم احینی محبا لک واتنی محبا لک والقنی فی تحت اقدام کلاب احبائک - حدیث مین وارد ہوا ہے اللہم انی اسالک حب من احبک الخ فرماتے تہے میرے ہمسایہ مین ایک شخص رہا کرتا تہا جو چند سال سے مریض تہا اوسکے جسم مین نار و بکثرت نکلا کرتے تہے - یہ شخص نہایت بیمار رہتا تہا کہ اسی زمانہ مین میرا عزم مصمم ہوگیا کہ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کی زیارت کو جاؤن چلتے وقت میری پڑوسی نے کہا کہ جب تم شیخ کبیر کی خدمت مین پہونچو تو میرے لیئے ایک تعویذ کی استدعا کرنا چنانچہ جب مین شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا تو اپنے پڑوسی کی ساری کیفیت عرض کی اور اوسکے لیئے تعویذ مانگا شیخ نے فرمایا کہ تمہین لکہو سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ مین نے اپنے ہاتہ سے تعویذ لکہکر شیخ کے دست مبارک مین دیدیا شیخ شیوخ العالم نے تعویذ کو ملاحظہ فرماکر مجہے دیدیا اور ارشاد کیا کہ

رخصت ہوکر شہر میں آیا تو وہ تعویذ اپنے پڑوسی کو دیدیا پھر زندگی بھر کبھی او سکے
ر نے عرض کیا کہ حضور اوس تعویذ میں کیا لکھا تھا فرمایا یا اللہ الشافی اللہ
ہے کہ جو شخص دن میں ایکبار یہ لفظ کہے گا جزی اللہ عنا محمدا ما ہو اہلہ
بان لکھنے کو بہیجے گا۔ فرماتے تہے کہ جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ
پس آئے اونہوں نے مجہے اس دعا کے پڑہنے کا تاکیدی حکم فرمایا۔
جناب سلطان المشائخ کے خط مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ جناب نبی
ل نے آکر کہا کہ خدا تعالی حکم فرماتا ہے کہ اپنی امت سے فرما دیجیے کہ
اللہ کہے گا اور دس دفعہ پانی پیتے وقت دس دفعہ سوتے دس دفعہ
بت شیطان کا مکر اور اپنا غضب و غصہ اٹہا لونگا۔ مین نے
ہے کہ ایکدفعہ ایک شخص کسی عابد کے پاس آکر کہنے لگا کہ خدا سے میرے
با کر کہا اللہم ارحمنا بہ ولا تعذبہ بیناری یا خلاص ولا تعذبہ بریار
بعد سونے سے پیشتر ایکدفعہ نو دونہ نام پڑہنے چاہئیں اسکے پڑہنے
حاجت پیش آئے تو ہر فرض نماز کے بعد ستر دفعہ کہے یا شفیق یا
ن فوراً ابر آئے گی۔ ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے جناب
فض ان کلمات کو سوتے وقت پڑہے گا مجہے خواب میں دیکہیگا۔ اللہم
اقرأ روح محمد منی السلام۔ فرماتے تہے حاجت کے برآنے مشکل کے
ر ہی مفید ہے جس غرض کے لیئے پڑہی جائے فوراً حاصل ہو۔ یا حی
حب راسلیم تحق ایاک نعبدو ایاک نستعین سلطان المشائخ کے
ا سخت مہم اور مشکل کے وقت تین سو دفعہ یہ دعا پڑہے خدا تعالی
ہ سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کیا کہ مین نے شیخ بدر الدین
الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہما العزیز سے روایت کرتے
و رکعت نماز تجدید وضو کے ساتہ پڑہے اور جو کچہ پڑہے قرآن مجید
درود پڑہے۔ تان بعد بدہا زانو پکڑے اور اس زانو پر چہنا

رکہکر تہوڑی دیر بالکل ساکت وخاموش بیٹہا رہے اور زبان سے کچہہ نہ کہے بلکہ اوس نیت پر بیٹہا رہے جو دل مین رکہتا ہے خدا تعالی اوس کی حاجت فوراً روا کر دے گا۔ شیخ بدر الدین غزنوی نے فرمایا کہ مجہے ایک حاجت درپیش تہی جب مین نے ایسا کیا تو میری حاجت روا ہوگئی۔ فرماتے تہے کہ ایک بزرگ بیان کرتا تہا کہ مین نے ایک بادشاہ کے خزانہ مین ڈبہ پایا اوسپر ایک چمڑے کا ٹکڑا چپان تہا جسکی لپشت پر یہ عبارت لکہی تہی ہذا استشفاء من کل غم بسم اللہ الرحمن الرحیم بندہ اندہیری رات مین دو رکعت نماز ادا کرے اور سلام کے بعد یہ دعا پڑہے

اللہم ان ذا النون عبدک نبیک دعاک من ضرار اصابہ ونادک من لبطن الحوت کانک قلت فاستجبنا لہ و نجینہ من الغم وکذالک نجی المومنین اللہم فانی عبدک وابن عبدک وامتک ناصیتی بیدک ادعوک لضر اصابنی

واقول کما قال یونس علیہ السلام لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فاستجب لی کما استجبت لیونس فانک لاتخلف المیعاد وانت علی کل شئی قدیر اس سے اوسکے تمام اندوہ وغم اور حزن ورنج جاتے رہینگے

فرماتے تہے قبولیت نماز کے لیئے یہ دعا پڑہے اللہم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذوالجلال والاکرام سلطان المشائخ سے لوگون نے دریافت کیا کہ ہر نماز ودعا کی فضیلت وبزرگی جو ارشاد ہوئی ہے یہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی گئی ہے یا صحابہ کرام سے اور خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جن نماز کی نسبت ارشاد فرمایا ہے اور اون مین سورتون کو معین اور دعاؤن کو مقرر کیا ہے اوسکی سند کہان سے آئی ہے۔ فرمایا کہ یہ بابت الہام سے ظہور مین آئی ہے۔ ازان بعد فرمایا کہ اس سے پیشتر جب مین دہلی سے شیخ شیوخ العالم کی خدمت مین اجودہن جایا کرتا تہا تو رستہ چلتا جاتا اور یہ تین اسماء مبارکہ پڑہتا جاتا تہا۔ یا حافظ یا ناصر یا معین حالانکہ ان اسماء کا ورد اور حفاظت ونصرت کے لیئے ان پر مداومت کرنا مین نے ابہی تک کسی سے سنا نہین تہا خود بخود میرے دل مین آگیا تہا کہ شیخ کی خدمت مین جاتے وقت اور خدا تعالی سے نصرت ویاری چاہتے وقت ان تینون اسماء کو پڑہنا چاہیئے چنانچہ مین ایک مدت تک ایسا ہی کرتا رہا ایک دراز مدت کے بعد ایک عزیز نے مجہے یہ دعا لکہکر بہیجی۔ یا حافظ یا ناصر یا معین یا مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبہی کوئی دعا خدا تعالی کی طرف سے بندہ کے دل مین القا کی جاتی ہے۔ فرماتے تہے کہ صلاۃ اوابین کے بعد استقامت توبہ کے لیئے سجدہ کی حالت مین تین بار یہ دعا پڑہے۔ اللہم ارزقنی توبۃ توجب محبتک فی قلبی یا محب التوابین۔ سلطان المشائخ سے استقامت کے لیئے یہ دعا بہی منقول ہے۔ اللہم ارزقنی خیر دارمع العزیمۃ والاخلاص والاستقامۃ برحمتک یا ارحم

فرماتے تھے کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر نے اپنے ایک مرید سے فرمایا کہ اگر تو خدا کی قربت اور نزدیکی چاہتا ہے تو یہ بیت
پڑھا کر تجھے قرب خداوندی میسر ہوگا **بیت** بے یاد تو من قرار نتوانم کرد ٭ احسان ترا شمار نتوانم کرد ٭ گر بر تن
زبان شود ہر موی ٭ یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد ٭ یعنے تیری یاد بغیر مجھے قرار و چین نہیں آسکتا اور میں تیرے
احسان کو کسطرح شمار میں نہیں لا سکتا اگر میرے بدن کا ہر ہر رونگٹا زبان بنجائے تو بھی تیرے ہزار وں
شکروں میں سے ایک شکر ادا نہیں کر سکتا - کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ خواجہ موید الدین عمر انصاری فرماتے
تھے کہ جس زمانہ میں میں نے جناب سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں پیوند حاصل کیا تھا تو میرے
اور میرے ساتھ اون چند حضرات کے دل میں جو رات دن میری اہتمام میں مصروف تھے کچھ دنیاوی تعلق کی
آمیزش باقی تھی اور جیسا کہ چاہیئے ذوق و شوق اور مشغولی حق حاصل نہ تھی ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ قاضی محی الدین
کاشانی اور یہ دعاگو حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر تھے ہم دونوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم غلاموں
کے دل دنیاوی علائق کی طرف کچھ نکچھ ملتفت رہتے اور مشغولی میں چندان ذوق و شوق نہیں پاتے ہیں
کوئی ایسا ورد وظیفہ ان غلاموں کے نامزد ہونا چاہیئے کہ تہوڑا سا تعلق جو برائے نام باقی رہا ہے وہ بھی
حضور کے نفس مبارک کی برکت سے دفع ہوجائے - سلطان المشائخ نے قاضی محی الدین کاشانی کی طرف متوجہ
ہوکر فرمایا کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا قاعدہ تہا کہ ہر سال بارہ ہزار دینار فقراء مکہ کو عنایت فرمایا کرتے
تھے جب آپکا انتقال ہوگیا تو فقراء مکہ نے آپکے فرزند اکبر حضرت امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ سے وہ بارہ ہزار
دینار طلب کیئے اگرچہ آپنے بلجاجت اون سے فرمایا کہ آج خلافت کی باگ معاویہ کے ہاتھ میں ہے اون سے طلب کرنے
چاہئیں - لیکن فقراء مکہ نے آپکو معذور نہیں رکہا اور بالحاح کہا کہ ہمارا یہ وظیفہ آپکے والد بزرگوار نے مقرر
کرر کہا تہا یا تو آپ اپنے پاس سے دیں یا معاویہ کو لکھیں کہ وہ بھیجے - حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا
کہ معاویہ کو اس بارے میں تحریک کرنی چاہیئے کاغذ قلم لیکر بیٹھے اور جوں ہی لکھنا شروع کیا قلم کی نوک ٹوٹ گئی امیر
امیر المومنین حضرت امام حسن نے فرمایا کہ یہ خدا تعالی کی طرف سے اسبات پر آگاہی ہے کہ مجھے معاویہ کی طرف
کچھ نہ لکھنا چاہیئے چنانچہ آپنے قلم ہاتھ سے رکہدیا اور کاغذ پہاڑ ڈالا لیکن نہایت رنجیدہ و مغموم ہوئے
رات کو جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکہا کہ آپ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے فرزند تم اس قدر
رنجیدہ و مغموم کیوں ہو - آپنے عرض کیا اے رسول خدا میں مغموم کیوں نہ ہوں بات ہی ایسی پیش آئی ہے
والد بزرگوار جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہر سال فقراء مکہ کو بارہ ہزار دینار عنایت کیا کرتے تھے

اب جب اون کا انتقال ہوگیا تو وہ ہم سے طلب کرتے ہین اور مجھے اتنی قدرت ہے نہین کہ اون کا سوال پورا کرون یہ سنکر جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر تامل کیا اسی اثنا مین حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد جس کسیکو کوئی دینی و دنیاوی حاجت پیش آئے اور اوسکا کام جاری نہو تو اس دعا کا ورد کرے فوراً حاجت روا ہوجائے گی۔ دعا یہ ہے۔ اللھم اقذف فی قلبی رجاءک واقطع رجائی عمن سواک حتی لاارجو احدا غیرک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ یہ دعا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو خواب مین تعلیم فرمائی۔ اسی اثنا مین ایک تھیلی آسمان سے آئی اور حضرت امام حسن کے ہاتھ مین پڑی آپ اس خواب کی ہیبت سے چونک پڑے دیکھتے ہین کہ دینار کی ایک تھیلی ہاتھ مین موجود ہے کھول کر جو گنا تو پورے بارہ ہزار دینار تھے۔ صبح ہوتے ہی آپنے فقراء مکہ کو بلایا اور اونکا وظیفہ اونہین عنایت فرمایا۔ جب سلطان المشائخ یہ حکایت تمام کرچکے تو میری طرف یعنے خواجہ مؤید الدین کی جانب روئے سخن کرکے فرمایا کہ خواجہ مؤید الدین تم ذیل کی بیت کا ورد کرو تاکہ جو تھوڑا بہت دنیاوی تعلق تمہارے دلمین باقی ہے بالکلیہ دفعہ ہوجائے

بیت

آمد گہ آنکہ عہدہاے تازہ کنیم ÷ شد آنچہ بداے صنم گذشت آنچہ گذشت ÷

یعنے اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہم قدیم عہد کو تازہ کردیں اے صنم جو ہتا گیا اور جو گذرا گذر گیا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی کمال عظمت و کرامت کو دیکھنا چاہیئے کہ ان دونون بزرگوارون سے ہر ایک کو وہ بات تعلیم کی جو اوسکے مناسب حال اور لائق معاملہ تھی کیونکہ قاضی محی الدین کاشانی علمی تبحر اور کمال تقویٰ کے ساتھ آراستہ تھے اور خواجہ مؤید الدین کمال عشق و ذوق اور محبت سے پیراستہ تھے کاتب حروف نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مجھسے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ ما فلان قبیلہ مین جاکر ایک عورت کو دیکھو جو اپنی صورت ایسی شباہت رکھتی ہے مین چاہتا ہون کہ اوسے اپنی خدمت مین رکھون حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ جون ہی میری نظر اوس عورت پر پڑی فوراً میرے ہفت اندام مین آگ پھک گئی اور مین زار قطار روتی ہوئی واپس آنے لگی ایک بدوی رستہ مین ملا اور اوسنے میرے قریب ہوکر کہا کیا تو اوس عورت کا مرنا چاہتی ہے مین نے کہا ہان ہان۔ کہا شب کو اوٹھکر دو رکعت نماز پڑہو پہلی رکعت مین فاتحہ اور سورہ اذا زلزلت دس بار اور دوسری رکعت مین فاتحہ اور سورہ عادیات دس دفعہ پڑہو۔ سلام کے بعد لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وبیدہ الخیر وھو علی کل شئی قدیر سو بار درود اور ستر بار یا غیاث المستغیثین اغثنی کہو۔ زان بعد اون

قبلہ کی طرف موںھہ کرکے یہ دعا پڑہا کرہ یا من لیس کمثلہ شئی یا من لایشہد شئی یا کافی کل شئی اکفنی من کل شئی یا ذا الجلال والاکرام اوس قبلہ کی طرف پہونکو۔ جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے ایسا ہی کیا۔ صبح ہونے پائی تہی کہ وہ عورت ناگہانی موت سے مرگئی بعد کو جب یہ واقعہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا تو فرمایا اے عائشہ وہ مددی جبرئیل علیہ السلام تہے۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص ذیل کی دعا پڑہکر سینہ پر ہاتہہ پہونکے اور ہاتہہ کو کمر سے اوتارتا ہوا نیچے تک لیجائے خدا کے فضل وکرم سے بواسیر کی زحمت و تکلیف سے شفا پائے دعا یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم وعنت الوجوہ للحی القیوم سلام علی نوح فی العالمین سلام علی ابراہیم قلنا یا نار کونی برداوسلاما علی ابراہیم سلام علی موسے وہارون سلام علی آل یسین ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق الم اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم استمسک صبا بحق نام بزرگ خدا و بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ از مقعد من بردو۔ چند دفعہ اسیطرح کرے اور ہر روز پڑہے خدا کے فضل سے بہت جلد نجات پائے۔

نکتہ قرآن مجید کے پڑہنے کی فضیلت مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ خدائے عزوجل کی کتاب مین چار چیزین ہین۔ عبارت۔ اشارت۔ لطائف۔ حقائق۔ عبارت تو عوام الناس کا حصہ ہے اور اشارت خواص کا۔ لطائف سے اولیاء اللہ دلچسپی لیتے ہین اور حقائق سے انبیاء علیہم السلام فرماتے تہے کہ قرآن پڑہتے وقت معانی کا نقش دل پر کرنا چاہئے اور چاہیئے کہ پڑہنے والے کا دل خدا کے ساتہ متعلق ہو اوسکا جلال اور عظمت دل پر جلوہ گر ہو۔ اہل حاضرین مین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یہی تو پہلی ہی شق مین داخل ہے یعنے دل کا تعلق خدا کے ساتہ کہنا اور حق تعالی کی عظمت وجلال کا دل پر جلوہ گر ہونا ایک ہی بات ہے فرمایا نہین دونون مین فرق ہے۔ پہلی بات ذات حق سے تعلق رکہتی ہے اور دوسری بات صفات سے۔ اسکے بعد ارشاد کیا کہ قاری کو تلاوت قرآن کے وقت چاہیئے کہ انکسار اور حیا کے آثار نمایان طور پر اوس مین معلوم ہون اور یہ دولت ہم جیسون کے لائق نہین ہے اور یہ سعادت ہم ایسون کو نصیب نہین ہوتی۔ اگر قاری قرآن کو یہ بات میسر نہو تو اوسے اسبابات کا تصور کرنا چاہیئے کہ میری تلاوت کے مقابل مین خدا تعالی موجود ہے اور وہ لفظ لفظ کو کان لگائے سن رہا ہے جو اسکی لماحقہ جزا دے گا۔ اسموقع پر حضرت امیر حسن سنجری نے عرض کیا کہ جب مین قرآن مجید کی تلاوت مین مصروف ہوتا ہون تو اکثر اوقات قرآن کے معانی وتفسیر دل پر گذرتے اور حضور خداوندی میسر ہوتا ہے۔ اثناء تلاوت مین اگر مجہے کوئی وسوسہ یا اندیشہ پیدا ہوتا ہے تو مین فوراً اپنے دل مین کہتا ہون کہ یہ کیسا اندیشہ اور وسوسہ ہے چنانچہ

پہر دل کو قرآن مجید کی تفسیر و معانی کی طرف مشغول کرتا اور حضور خداوندی کے حاصل ہونے مین کوشش کرتا ہون اتفاق
سے مین اوسوقت کسی ایسی آیت و مضمون پر پہونچ جاتا ہون جو اس وسوسہ اور اندیشہ کو مانع ہوتا ہے جو دل مین خطور کرتا
ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ بات اچھی ہے اسے خوب نگاہ رکہنا چاہیئے۔ فرماتے تہے کہ قرآن مجید ترتیل اور تردید
کے ساتہ پڑہنا چاہیئے حاضرین مین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور تردید کیا ہے فرمایا اگر پڑہنے والے کو کسی آیت
مین ذوق و رقت پیدا ہو تو اسے مکرر اور بار بار پڑہنا چاہیئے اور اسی کو تردید کہتے ہین۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مین سے کچہ پڑہنا چاہا ابہی حضور نے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی پڑہی تہی کہ دل
مبارک مین رقت اور عجیب ذوق و شوق پیدا ہوا چنانچہ آپنے مکرر سہ کرر اسکو دہرایا مین نے جناب سلطان المشائخ
کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین حاضر
ہوا آپ نماز چاشت مین مصروف تہین اور یہ آیت پڑہ رہی تہین فمن اللہ علینا ووقنا عذاب السموم مین سن رہا تہا
کہ آپ بار بار اسی آیت کو پڑہے جاتی تہین جب کچہ عرصہ ہو گیا تو مین اوٹہکر بازار چلا گیا اور اپنی ضرورتے پوری کرکے
واپس آیا تو آپ اوسی آیت کو دوہرا رہین اور زار و قطار روتی جاتی تہین۔ فرماتے تہے کہ جو شخص سارا قرآن ایک
دن مین ختم کرے گا گو جلدی پڑہا جائے گا۔ لیکن برکت سے خالی ہوگا زیادہ سے زیادہ پڑہنے کی حد یہ ہے کہ تین
روز مین ختم کرے یہ طریقہ نہایت بہتر اور بابرکت ہے مگر جو شخص تین روز مین ختم نکر سکے اوسے ہفتہ مین ختم کرنا چاہیئے
اور جن لوگون سے یہ بہی نہو سکے وہ مہینہ بہر مین ایک ختم کرین۔ فرماتے تہے کہ دیکہکر پڑہنے مین اور بہی زیادہ ثواب ہے
کیونکہ مصحف مقدس کے چہونے اور مس کرنے کی دولت بہی میسر ہوتی ہے۔ فرماتے تہے کہ سکون و اطمینان اور علیحدہ
علیحدہ حرف کرکے ایک سیپارہ پڑہنا اون پندرہ پارون سے بہتر ہے جو جلد جلد پڑہے جائین گو روان اور جلد پڑہنے
مین بہی نور و برکت حاصل ہوتی ہے لیکن آہستگی اور وقار کے ساتہ پڑہنے مین نور تلاوت زیادہ حاصل ہوتا ہے۔
فرماتے تہے قرآن پڑہتے وقت دل کو حاضر رکہنا اور خطرون اور خیالون سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اور جو شخص کلام الٰہی
کے معانی و تفسیر سے واقف ہو اوسے پڑہتے وقت اون معانی و تفسیر کا نقش دل پر جمانا مناسب ہے ایسی حالت مین
اگر خطرے اور خیالات بہی دل مین گذرینگے تو اچہا ہوگا لیکن جو لوگ معانی و تفسیر پر مطلع نہون اور خواطر و خیالات
سے مسلم رہین اونہین خشوع و خضوع اور تضرع و عاجزی سے پڑہنا بہت بہتر اور موثر ہے۔ حاضرین مین سے
ایک شخص بول اوٹہا کہ آپ روزانہ کس قدر تلاوت کرتے ہین۔ فرمایا ایک پارہ۔ فرماتے تہے کہ امام احمد حنبل نے
ہزار بار حضرت رب العزت کو خواب مین دیکہکر پوچہا کہ خداوندا حضور کے مقربان درگاہ جن چیزون سے

قرب و نزدیکی حاصل کرتے ہین اونمین سب سے بہتر و عمدہ کون چیز ہے ارشاد فرمایا کہ میرا کلام پڑہنا۔ امام نے پوچہا کہ سمجھکر یا بغیر سمجھے۔ حکم ہوا کہ جسطرح ممکن ہو۔ فرماتے تھے کہ شیخ جنید نور اللہ قبرہ کو واقعہ مین دکہایا گیا کہ ہم تمہین تمہارا وہ مرتبہ دکہاتے ہین جو تم رکہتے ہو چنانچہ شیخ سے حجاب اُٹہا دیا گیا اور اونکا موعود مرتبہ اونپر ظاہر کیا گیا شیخ نے اپنا مرتبہ دیکھکر خدا کی بیحد تعریف کی اور حمد و ثنا کا راگ ایک عجیب موثر اور دلکش لہجہ مین گایا اور حد سے زیادہ مسرور و شادان ہوئے۔ اسی اثنا رمین ایک اور مرتبہ جو انکے مرتبہ سے زیادہ بلند اور اونچا تہا نظر پڑا حیران ہو کر عرض کیا کہ خداوندا تو نے جو کچھہ اس بندہ کو عنایت فرمایا ہے وہ محض تیری بخشش و رحمت ہے مین اوسکے شکر سے کسیطرح عہدہ برآ ہو نہین سکتا لیکن گذارش یہ ہے کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ اس مرتبہ و درجہ کا کون شخص مالک ہے اور اوسنے کس وجہ سے یہ درجہ پایا ہے ارشاد ہوا کہ جنید یہ مرتبہ حافظ کا ہے اگر تو حافظ قرآن ہوتا تو یہ درجہ بھی تجھے عنایت کیا جاتا۔ حاضرین مجلس مین سے ایک عزیز نے حضرت سلطان المشائخ سے قرآن یاد رہنے کی درخواست کی۔ آپنے فاتحہ پڑہکر فرمایا۔ تم نے کس قدر یاد کر لیا ہے عرض کیا ثلث کے قریب یاد کر چکا ہون۔ فرمایا تہوڑا تہوڑا یاد کرو اور پڑہے ہوئے کو بہت دوہراؤ۔ ازان بعد آپنے فرمایا۔ مین نے شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب مین دیکہا اور اسی حالت مین درخواست کی کہ میرے لیئے فاتحہ پڑہیئے تاکہ قرآن یاد ہو جائے شیخ نے خواب ہی مین فاتحہ پڑہی جب صبح صادق ہوئی تو مین ایک عزیز کی ملاقات کو گیا اوس سے ملکر گذشتہ رات کا خواب بیان کیا اور فاتحہ کی درخواست کی اوسنے بہی فاتحہ پڑہی اور یہ نکتہ بتایا کہ جو شخص ہر رات کو سوتے وقت ذیل کی دو آیتین پڑہیگا اوسے مرتے دم تک قرآن یاد رہیگا والہکم الہ واحد لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم۔ ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتہا وبث فیہا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لایات لقوم یعقلون۔ ایک عزیز کو قرآن مجید کے یاد کرنیکا عزم ہوا اوسنے اسباب مین جناب سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا فرمایا کسی قاری سے پڑہنا چاہیئے اور ابو عمرو کی قرارت یاد کرنی بہتر ہے اول سورۂ یوسف پڑہنا پہر الحمد سے شروع کرنا۔ مین نے سلطان المشائخ کی قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ ایکدن جبرئیل علیہ السلام جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسوقت آپ بنی غفار کے قبیلہ مین تشریف رکہتے تہے جبرئیل نے عرض کیا کہ خدا تعالی آپکو حکم فرماتا ہے کہ قرآن مجید اپنی امت پر سات طریقون سے پڑہیئے۔ فرماتے تہے کہ شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر قدس سرہ قرآن مجید کے یاد کرنے کے لیئے فرماتے تہے کہ اول سورہ یوسف پڑہنی چاہیئے تاکہ

اوسکی برکت سے حق تعالی ساری قرآن کے حفظ کرنیکی توفیق عنایت فرمائے - فرماتے تھے کہ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی نیت قرآن مجید کے یاد کرنے کی ہو اور اپنی نیت و مقصد پر کامیاب نہو اور اسی نیت مین دنیا سے سفر کر جائے تو جب قبر مین رکہا جائے گا ایک فرشتہ آکر بہشتی ترنج اوسکے ہاتہ مین دیگا۔ یہ شخص ترنج کو فورًا نگلجائیگا اور قرآن مجید یاد ہو جائے گا۔ قیامت کے دن لوگ قبرون سے نکلکر میدان حشر مین جمع ہونگے تو یہ حفاظ کے گروہ مین مبعوث ہوگا - فرماتے تھے کہ ایک روایت مین یون بہی آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حافظ قرآن قبر مین رکہا جاتا ہے تو خدا زمین کو وحی کرتا ہے کہ اسکا گوشت پوست نہ کہائیو- فرماتے تھے کہ ختم قرآن کے بعد سورہ اخلاص جو قرآن کا تہائی حصہ ہے تین دفعہ اسلئے پڑہتے ہین کہ اگر ختم قرآن مین کوئی نقص واقع ہو جائے تو اسکا تین دفعہ پڑہنا اوس نقص کو دور کر دیتا ہے اور ختم قرآن کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ فرماتے تہے کہ ختم قرآن کے بعد سورہ فاتحہ اور سورہ بقر کی چند آیتون کے پڑہنے کا جو دستور ہے اس مین حکمت یہ ہے کہ کسی شخص نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ سب سے بہتر کون لوگ ہین- فرمایا الحال والمرتحل حال اوس شخص کو کہتے ہین جو منزل مین اوتر کر فروکش ہو اور مرتحل وہ ہے جو منزل سے چل پڑے اس سے اسطرف اشارہ ہے کہ جو شخص قرآن پڑہتا ہے تو ختم کے بعد گویا پہر روانہ ہو جاتا ہے۔ پس سب آدمیون مین بہتر وہ آدمی ہے کہ جب قرآن ختم کر چکے تو پہر شروع کر دے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا سارے قرآن مجید مین صرف دس چیزون کا ذکر ہے جن مین سے آٹہ چیزین سورہ فاتحہ مین موجود ہین وہ دس چیزین جو سارے قرآن مین مذکور ہین یہ ہین ذکر ذات ذکر افعال ذکر صفات ذکر معاد ذکر تزکیہ- ذکر تخلیہ- ذکر اولیا- ذکر اعدا کفار کے ساتہ حجت کرنے کا بیان- احکام شریعت- ان مین سے آٹہ چیزین جو سورہ فاتحہ مین موجود ہین یہ ہین- ذکر ذات جسکا بیان لفظ الحمد للہ مین ہے- ذکر افعال اور اسکا بیان رب العلمین مین ہے ذکر صفات یہ الرحمن الرحیم مین مذکور ہے- ذکر معاد اسکا بیان مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین مین مذکور ہے- تزکیہ کا بیان اہدنا مین اور تخلیہ کا الصراط المستقیم مین- اولیاء کا بیان صراط الذین انعمت علیہم مین ہے اور اعداء کا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین مین- مذکورہ بالا آٹہ چیزین سورہ فاتحہ مین مذکور ہین البتہ کفار کے ساتہ حجت کرنی اور احکام شریعت کا اسمین ذکر نہین ہے- فرماتے تہے کہ صاحب کشاف نے الحمد للہ مین لکہا ہے کہ حسن بصری کی قراءت الحمد للہ کسرہ دال سے ہے اور وہ اسکی یہ وجہ بیان کرتے ہین کہ چونکہ للہ لام مکسور ہے لہذا اوسکی مجاورت اور ہم نشینی کے سبب دال کو مکسور پڑہنا کسرہ دینا مناسب ہے لیکن ابراہیم نخعی کی قراءت مین الحمد کی دال اور للہ کی لام

پیش ہے یعنے الحمدُ لِلّٰہ اور یہ قرارت حسن بصری کی قرارت سے احسن و بہتر ہے کیونکہ حسن بصری لام کے کسرہ کی
وجہ سے دال کو بھی مکسور پڑھتے ہین اور یہ ظاہر بات ہے کہ لِلّٰہ کا لام کسرہ پر مبنی ہے اور ابراہیم الحمد کی دال کو مجاورت
وہم نشینی کے سبب سے للّٰہ کے لام کو پیش سے پڑھتے ہین اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ دال کی حرکت عامل کے سبب سے
ہے اور جو حرکت کہ عامل کی وجہ سے مختلف و متغیر ہوتی ہے وہ بنی کی حرکت سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ اسکے بعد
سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ مین نے اسمقام سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ الحمد کی دال اوس شخص کے مشابہ ہے
جسکا کوئی پیر ہوا ور وہ اوسے حکم فرماتا ہو کہ ایسا کرنا چاہیئے اور للّٰہ کا لام اوس آدمی کے مشابہ ہے جسکا کوئی
پیر نہو بلکہ مطلق العنان ہو کہ جو چاہے کرے اور قول و فعل مین کسیکا پابند نہو۔ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید
مین فال دیکھنا چاہے تو قرآن کے داہین طرف والے صفحہ مین ساتوین سطر پر نظر ڈالے اگر داہین صفحہ پر بسم اللہ
الرحمن الرحیم یا صفت اسم ہون اوسے اپنے حق مین بہتر جانے اسصورت مین آیت رحمت کے ساتھ تمسک
کرنے کی حاجت نہین ہے۔ فرماتے تھے جب قرآن مجید فال لینے کے لیئے کہولین تو سیدہے ہاتھ سے کہولین اور بائین
ہاتھ سے ذرا مدد نہ لین۔ امیر حسن علا حسن سنجری نے سلطان المشائخ سے پوچھا کہ لشکر مین قرآن مجید کسطرح لیجا سکتے
ہین کیونکہ ایسے موقع پر اوسکی محافظت بہت مشکل ہوتی ہے۔ فرمایا لیجانے مین کچھ مضائقہ نہین۔ ازان بعد فرمایا
کہ شروع مین جب جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم لشکر سے ساتھ تشریف لیجاتے تو قرآن مجید کو باین خوف
ساتھ نرکھتے کہ مبادا مسلمانونکو شکست ہوا ور قرآن کفار کے ہاتہون مین پڑ جائے۔ لیکن جب اسلام قوی ہوگیا
تو آپ بلا کھٹکے جہاد کے وقت قرآن اپنے ہمراہ لیجانے لگے۔ امیر حسن نے دوبارہ عرض کیا کہ ڈیڑہ خیمہ مین
قرآن مجید کا حفاظت سے رکھنا دشواری سے خالی نہین فرمایا کچھ مشکل نہین پاک جگہ اپنے سرہانے رکھہ لینا
چاہیئے اسپر آپنے یہ حکایت نقل فرمائی کہ سلطان محمود کو وفات کے بعد کسی شخص نے خواب مین دیکھکر دریافت کیا
کہ خدا تعالی نے تمہارے ساتھ کیسا برتاو کیا کہا مجھے خدا نے قرآن مجید کی تعظیم کی بدولت بخشدیا اور اسکی
کیفیت یہ ہے کہ ایک رات مین اپنے خوابگاہ مین سونے کا ارادہ کیا وہان ایک طاق تھا جسمین قرآن مجید
رکھا ہوا تھا مینے اپنے دل مین کہا کہ قرآن مجید یہان سے اوٹھا کر باہر کے درجہ مین رکھدینا چاہیئے۔ لیکن
پھر فوراً دل مین خیال آیا کہ اپنی آسایش کے لیئے قرآن مجید کو علیحدہ کرنا کسیطرح مناسب نہین ہے چنانچہ
تمام رات جاگتا رہا اور ساری رات بیٹھے بیٹھے گذار دی۔ جب میرے انتقال کا وقت قریب ہوا اور لوگون نے بعد
انتقال قبر مین دفن کیا تو اسی تعظیم قرآن کی بدولت میری بخشش ہوئی۔ ذیل کی ابیات کسینے کیا ہی خوب فرمائی ہین

ابیات سخنش زبس لطافت و ظرف	صدمت صوت و حرمت حرف	بہر نامحرمان بہ پیش جمال	بستہ از رشک پردہ ہای جلال
داند آنکس کہ وی بصر دارد	پردہ از شاہ کی خبر دارد	کس چہ بیند مگر بصورت نغز	مغز داند کہ چیست اندر مغز
حرف را زان نقاب خود کردہ است	کہ ز نامحرمی تو در پردہ است	حرف قرآن ز معنی قرآن	ہمچنانست کز لباس تو جان
حرف را بر زبان توان راندن	جان قرآن بجان توان خواندن	باش آگہ کہ صبح دین بدمد	شب وہم و خیال کین بدرد
ستر قرآن ترا چہ بنماید	پردہ ہای حروف بگشاید	خاک اجزای خاک را بیند	پاک باید کہ پاک را بیند
پاک شو تا معانی مکنون	آید از پردہ حروف برون	تا نماید بتو چو مہر و چو ماہ	روی خوبی خود از نقاب سیاہ
چون عروسی کہ از لباس تنگ	بدر آید لطیف روح سبک	درین چاہ جانت با وطن است	نور قرآن بسوی این رسن است
خیز خود را رسن بچنگ آور	تا بیابی نجات خویش مگر	زاد مردان رسن بدل دارند	تا بران جان خود بدست آرند
تو رسن را بر آن ہمی سازی	تا کنی بہر نان رسن بازی	رسن از در دسازد و لو از راہ	یوسف خویش را بر آر از چاہ
بہر مکشیت کو دل از ہوس	باشد اغیار کردہ و اخماس	گہ بعلم خودش کنی تقریر	گہ برای خودش کنی تفسیر
زین ہوس شرم شرع دینت باد	تا اجل با خرد قرینت باد	باشد از روز عرض یزدان	کلہ جان تو کند قربان
گہ بسی لاف زد ز دعوی ما	پس نہ انست قدر معنی ما	سوی میدان خاص است تاخت	روی ما از نقاب خود بشناخت
	گرچہ ماندہ بنزد ما نامش	نیست ماندہ شروع احکامش	

نکتہ فوت شدہ ورد کے ذکر مین۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جس شخص نے کوئی ورد یا وظیفہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اگر زحمت و بیماری کی وجہ سے فوت ہو جائے اور کبھی پڑھنے کی نوبت نہ آئے تو یہ ورد و وظیفہ اوسکے دفتر معاملہ مین لکھہ دیا جاتا ہے۔ فرماتے تھے کہ اگر کسیکا ورد بلا وجہ معقول فوت ہو جاتا ہے تو اوسے تین ناگوار چیزون مین سے ایک چیز ضرور پیش آتی ہے یا تو اوسے شہوت کی طرف میلان ہو جاتا ہے یا بیموقع اور غیر محل پر غصہ کرتا ہے یا کوئی آفت و بلا پہونچتی ہے۔ زان بعد آپنے اسکے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ مولانا عزیز الدین زاہد ایکروز گھوڑے پر سے گر پڑے جسکی وجہ سے بازو اوتر گیا لوگون نے اونکی کیفیت دریافت کی تو فرمایا مین ہر روز سورہ یسین پڑھا کرتا تھا چونکہ آج ترک ہو گئی اس لئے یہ صدمہ پہونچا۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایکدن شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا قدس سرہ کی خدمت مین ایک شخص حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ آج مین نے ایک نہایت خطرناک خواب دیکھا ہے۔ فرمایا تیری عمر کا پیمانہ لبریز ہونے کو ہے جلد توبہ کر اور خدا کی جناب مین رجوع لا۔ جب یہ شخص اوٹھکر چلا گیا تو ایک صوفی آپکی خانقاہ مین سے آیا اور وہی خواب بیان کیا جو ابھی پہلے

شخص نے بیان کیا تھا۔ شیخ صوفی کا خواب سنکر سخت متحیر ہوئے اور دل میں کہا کہ اگرچہ دونون کے خواب یکسان ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ دونون کی موت نزدیک ہے لیکن یہ سمجھ مین نہین آتا کہ اسکا وقوع کیونکر ہوگا۔ ہنسنے والے شخص کی نسبت تو یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ لشکری آدمی ہے ممکن ہے کہ جنگ مین قتل کیا جائے مگر یہ صوفی بالکل صحیح و سالم ہے ماندگی و ملالت کا کوئی اثر تک نہین معلوم ہوتا اسے مین کیونکر کہدون کہ تو عنقریب مرنے والا ہے آپ اسی شش و پنج مین تھے کہ لوگون نے خبر دی کہ وہ لشکری مار ڈالا گیا اور صوفی کی نماز فجر قضا ہو گئی اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ دیکھو شائخ نے صوفی کی نماز کے فوت ہونے کو موت کے برابر کہا ہے۔ فرماتے تھے کہ ایک بزرگ تھے جنھین امیر گرامی کہتے تھے۔ ایک درویش کو اونکی زیارت کی آرزو دامنگیر ہوئی اور وہ اپنے مقام سے اونکی زیارت کے قصد سے چلا اسمین یہ کرامت تھی کہ جیسا خواب دیکھتا ویسا ہی وقوع مین آتا۔ چونکہ اسے امیر گرامی کی ملاقات کا بے حد شوق تھا اور اشتیاق زیارت کی آگ دلمین بھڑک رہی تھی اسلئے نہایت عاجلانہ حرکت سا تھ سفر طے کر رہا تھا راستہ مین ایک منزل پر پہونچا وہان خواب دیکھا کہ امیر گرامی فوت ہو گئے بیدار ہونیکے بعد سخت افسوس کیا کہ جس شخص کی خواہش ملاقات مین مین نے اس قدر راہ طے کی وہ فوت ہو گیا اب مجھے وہان جانا نہ چاہیئے لیکن پھر خیال آیا کہ گو امیر گرامی کی ملاقات نصیب نہین ہوئی نہ سہی چلکر اونکی قبر ہی کی زیارت کرنی چاہیئے یہ سوچکر وہان سے آگے بڑھے۔ جب امیر گرامی کے شہر مین پہونچے تو لوگون سے پوچھنا شروع کیا کہ امیر گرامی کی قبر کہان ہے جس سے دریافت کیا جاتا تھا وہ جواب دیتا تھا کہ وہ تو زندہ ہین۔ درویش یہ سنکر حیران رہگیا اور دلمین کہا کہ میرا خواب تو جھوٹا نہین ہوتا یہ معاملہ کیا ہے الغرض جب امیر گرامی کی خدمت مین پہونچا سلام کیا اونھون نے سلام کا جواب دیکر فرمایا خواجہ تیرا خواب بالکل سچا ہے اصل بات یہ ہے کہ مین ہمیشہ مشغول بحق رہتا تھا جس شب کو تو نے خواب دیکھا ہے اوس رات کو مین غیر حق کی طرف مشغول تھا چنانچہ اوسی رات کو تمام عالم مین ڈھنڈھی پیٹ دی گئی تھی کہ امیر گرامی مرگیا۔ اسی اثنا مین حاضرین مین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت! اس حدیث کے کیا معنے ہین۔ صاحب الورد ملعون و تارک الورد ملعون فرمایا کہ یہ حدیث اہل کتاب کے بارہ مین ہے اور اسکی کیفیت یہ ہے کہ لوگون نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ فلان یہودی ورد پڑھا کرتا ہے حضور نے فرمایا کہ صاحب الورد ملعون یعنے اس قسم کا آدمی جو ورد پڑھتا ہے ملعون ہے۔ اسکے چندروز بعد پھر عرض کیا گیا کہ فلان یہود نے ورد کو ترک کر دیا حضور نے فرمایا تارک الورد ملعون۔ ازان بعد جناب سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ حدیث عام ہے اور اسکی تاویل یون بھی ہو سکتی ہے

کہ مثلاً ایک شخص کسی قوم کا سردار ہے اور مخلوق شب و روز اوسکے پاس آمد و رفت کرتی ہے مسلمانونکی بہت سی مصلحتیں اسکے بولنے اور اون سے گفتگو کرنے پر موقوف ہین مگر حال یہ ہے کہ اوراد و وظائف اور نوافل مین مشغول ہے ایسے شخص کو صاحب الورد ملعون کہتے ہین - فرماتے تھے کہ شیخ المشائخ شیخ کبیر کا مذہب و طریقہ تہا کہ ظہر کی نماز پڑہنے کے بعد جو کچہ کسیکو کہنا سننا ہوتا تہا آپ کہہ سن لیتے تہے اور حاجتمندون کی حاجتین اون ہی کی زبان سے آپکے حضور مین پیش ہوتی تہین جب ان تمام باتون سے فراغت پا لیتے تہے تو اوراد و وظائف مین مشغول ہوتے تہے اور فرمایا کرتے تہے کہ جب محتاج اور ضرورتمند لوگ بر سر وقت موجود ہون اور یہ شخص ورد مین مشغول ہو تو ایسی حالت مین صاحب ورد اپنے ورد مین کیا ذوق و شوق پا سکتا ہے - سلطان المشائخ نے فرمایا کہ گذشتہ مشائخ کا طریقہ تہا کہ نماز فجر اور نماز ظہر کے بعد کسیکو اونکی خدمت مین حاضر ہونے کا موقع نہ ملتا تہا اور وہ آنے جانے والونکو ممانعت کر دیتے تہے کہ ان وقتون مین کوئی شخص ہمارے پاس آنے نہ پائے لیکن میرا یہ طریقہ نہین ہے بلکہ جو شخص جسوقت چاہے بے کہٹکے چلا آئے - اسی اثنا مین آپکی زبان مبارک سے ذیل کی بیت جاری ہوئی بیت
در کوی خرابات و سرائے اوباش ❊ منعے نبود بیا و بنشین و بباش ❊ اسیوقت ایک عزیز نے عرض کیا کہ اگر کسیکو کوئی ایسا مشغلہ یا عذر پیش آئے جسکی وجہ سے اوسکا ورد شب فوت ہو جائے تو وہ کیا کرے - فرمایا کوئی مضائقہ کی بات نہین ہے - اگر دن کا ورد فوت ہو جائے تو شب مین پڑہ لے اور شب کا وظیفہ فوت ہو جائے تو دن کو پڑہ لے کیونکہ دن رات کا خلیفہ اور رات دن کی خلیفہ ہے -

نکتہ ظاہر و باطن کی مشغولی اور مراقبہ اور ذکر خفی کے بیان مین - حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز فرماتے تہے کہ آدمی کے باطن سے جو سانس باہر نکلتا ہے وہ ایک ایسا نفیس اور بے بہا گوہر ہوتا ہے جسکا بدل قیامت تک میسر نہین ہو سکتا - رات دن سال و ماہ گرمی جاڑہ برسات یون ہی گذرے جاتے ہین لیکن انسان کو کبہی اسبات کا خیال نہین ہوتا کہ مین نے رات دن کی ساعتون مین کتنے کام اچہے کیئے اور کس قدر برے کیئے مناسب ہے کہ ہر آدمی ہمیشہ تامل کرے کہ مین نے دن مین کیا کیا اور رات کو کون کون باتین عمل مین لایا - اسیطرح آدمیون کو مناسب ہے کہ تمام اوقات عبادت مین مستغرق نرہین کیونکہ اگر ایسا کرینگے تو ملالت و کسل عارض ہو جائے گی اور ملالت انجام کار عبادت کی طرف بے رغبتی کا سبب بنجائے گی بلکہ عبادت بہی کرین آرام بہی لین نیکون کی صحبت مین بہی آمد و رفت کرین کیونکہ جب صاحب ورد بہ نیت عبادت قدرے آرام مین مصروف ہوتا یا کسی نیک آدمی کے پاس بیٹہتا ہے تو یہ بہی عبادت مین شمار کیا جاتا ہے ہان اگر نیت نہ ہو تو دونون فعل ضائع و برباد ہین اور آیہ واذا الملو

ستلت باى ذنب قتلت کے معنی محققوں کے نزدیک ایسے ہی شخص پر صادق آتے ہین یعنے انفاس ہین سے جو نفس کہ غیر یاد حق اور غفلت مین گذارا ہے قیامت کے دن اوسکی بابت صاحب انفاس سے سوال ہوگا کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے **بیت** قدرے شب و روز عاقبت بشناسی ٭ یک روز چنان شود کہ تا شب نکشی ٭ یعنے انجام کار تجھے رات دن کی قدر معلوم ہوگی کیونکہ ایک روز ایسا آنے والا ہے جسکی شب کبھی میسّر نہو سکیگی - اس مجلس مین ایک درویش بھی موجود تہا جسنے نہایت برجستہ بالبداہتہ یہ بیت پڑہی **بیت** میرود از جوہر یان کہربا ٭ ہر جوئے سنگے بمعنی کیمیا ٭ سلطان المشائخ نے یہ بیت سنکر اوسکی بہت ہی تحسین کی اور شاباش و آفرین کہی فرماتے تہے کہ مشغولی کے سات وقت ہین تین دن مین اور چار رات مین دن کے تین یہ ہین - صبح سے اشراق تک - اشراق سے چاشت تک - ظہر کی نماز کے بعد سے مغرب کی نماز تک - اور رات کے چار وقت یہ ہین - مغرب کی نماز سے عشا کی نماز تک - عشا کی نماز سے تہجد کی نماز تک - تہجد کی وقت سے وقت سحر تک - سحر سے صبح کے وقت تک - فرماتے تہے کہ حدیث مین تین ایسی چیزین وارد ہوئی ہین جو اپنے عامل کو بہشت کی طرف رہنمائی کرتی ہین - ایک یہ کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد جس قدر مشغول بحق رہے گا اوسی قدر اوسے قیامت کے روز جنت مین جگہ دینگے اور ظاہر یہ بات ہے کہ جنت کے ایک کوڑے اور تازیانہ کی مقدار دنیا اور ما فیہا کئی گنے زیادہ ہے - دوسرا اوس شخص کا بشارت جنت کی دیگئی ہے جو نماز ظہر کے بعد مشغول بحق رہتا ہے - تیسرے وہ شخص جو رباط مین رہتا ہے اور رباط خانقاہ کو کہتے ہین - شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عبادت کے لیئے مسجدین اور مشغولی کے لیئے خانقاہین ہین اور تالیف قلوب کے لیئے گہر ہین اور خانقاہ کے معنی ہین بیت العبادت یعنے عبادت گہر۔ سلطان المشائخ سے لوگون نے دریافت کیا کہ یہ جو مشغولی کے وقت زانو اوٹہا کر اور اپنے تئین کسی چیز سے باندہکر بیٹھتے ہین - یہ جائز ہے کہ نہین فرمایا درویشون کا طریقہ نہین ہے بہتر یہی ہے کہ مشغولی کے وقت اوسیطرح بیٹھے جیسے نماز کے قعدہ مین بیٹہتا ہے یعنے دو زانو بیٹھے اور دونون ہاتہ زانو پر رکھلے البتہ زانو اوٹہا کر اپنے تئین کسی چیز سے نہ باندہنا اور تکیہ لگاکر بیٹہنا اور سر زانو پر رکہنا درست ہے - شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر اور مولانا بدر الدین اسحاق اکثر اسی ہیئت سے بیٹھتے تہے - کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ جناب سلطان المشائخ نے اسی بارہ مین یہ رباعی ارشاد کی ہے **رباعی** معشوق چو خورشید گزینی اے دل ٭ او بر فلک و تو بر زمینی اے دل ٭ بر زانو بے نشینی اے دل ٭ او را چو بر خویش نہ بینی اے دل ٭ یعنے اے دل خورشید جیسا معشوق تو نے اختیار کیا ہے وہ فلک پر اور تو زمین پر ہے جب تو اوسے اپنے پاس نہین دیکھتا تو تو سر زانو پر رکھکر اکثر

بٹھاکر فرماتے تھے کہ مشغولی کے وقت گو مربع بیٹھنا بھی آیا ہے لیکن چونکہ اس مین کوئی یقینی وتحقیقی روایت وارد نہین ہوئی ہے۔ اسلیئے مربع بیٹھنے سے اطمینان اور دل مین سکون و آسائش نہین پیدا ہوتی۔ آپنے یہ بھی فرمایا کہ مربع بیٹھنا ایک طرح جائز بھی ہے اور ایک طرح ناجائز بھی۔ جائز تو جوگیون کے ہیئت کے خلاف بیٹھنا ہے یعنے دونون قدم دونون زانوون کے نیچے رہین ایسی بیٹھک سے باطن مجتمع ہوتا ہے اور ناجائز بیٹھک یہ ہے کہ ایک قدم یا دونون قدم ران کے اوپر نکال لین اور یہی جوگیون کی نشست ہے کوئی پیغمبر مربع نہین بیٹھا۔ فرماتے تھے ایک درویش کسی موقع پر تنہا بیٹھا ہوا تھا ایک شخص اوسکے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مین تجھے یہان تنہا دیکھتا ہون درویش نے برجستہ جواب دیا کہ تیرے آنے کے سبب مین تنہا ہو گیا ہون ورنہ تنہا نہ تھا ازان بعد آپنے یہ قطعہ زبان مبارک پر جاری فرمایا **قطعہ** جائے خالی بود حاجتہائی خود گفتمش ٭ اے نصیحت گوئے بے حاجت چرا تو آمدی ٭ سر بزانو بود درویشے یکے اندر رسید ٭ گفت تنہائی بگفت آرے شدم تا آمدی ٭ فرماتے تھے کہ آدمی شروع شروع مین طاعت و عبادت کا زیادہ بوجھ اوٹھا لیتے ہین لیکن جب وہ گران گذرتی ہے تو سخت مشکل پڑجاتی اور نہایت ناگوار گذرتی ہے لیکن جب کوئی شخص صدق نیت سے شروع کرتا ہے تو حق تعالی اوسے توفیق ارزانی فرماتا ہے اور مشکل کام بھی اوسپر آسان ہو جاتا ہے بعدہ فرمایا کہ جب کوئی شخص دنیاوی اشغال سے موںھ موڑ کر مشغول بحق ہو جاتا ہے اور اسی صورت سے چند روز تک بفراغت گوشہ نشینی اختیار کرتا اور غوغائی خلق سے تنگ ہوکر خلوت مین اوقات کو معمور و آباد رکھتا ہے اور ساتھ ہی مراقبہ و مشاہدہ مین محو و مستغرق ہو جاتا ہے تو اوسکی ہمت اور قصد اسی مین منحصر ہو جاتا اور وہ لوگون کی آنکھون سے مستور ہو جاتا ہے۔ مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ بعض مشائخ نے ہمیشہ خلوت مین رہنے کو پسند کیا ہے جیسے ابو یعقوب یوسف ہمدانی اور بعض نے دو خلوتون مین فصل کرنے کو پسند کیا ہے جیسے ابو النجیب سہروردی پہلے فریق کی دلیل یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ احب الاعمال ادومہا وان قل یعنے تمام عملون مین وہی عمل بہتر ہے جسپر مداومت وہمیشگی ہو اور فرمایا یا فلان لاتکن مثل فلان کان یقوم اللیل ثم ترک قیام اللیل یعنے اے فلان تو اوس شخص جیسا نہ ہو جو شب کو قیام کیا کرتا تھا پھر قیام لیل ترک کر بیٹھا۔ اور دوسرے فریق کی دلیل یہ ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا مین ایک ہفتہ یا دو ہفتہ خلوت کرتے تھے اور یہ بھی آیا ہے کہ ان لنفسک علیک حقا یعنے تیرے نفس کا بھی تجھپر حق ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ خلوت مین ایسا کمال پیدا کرے کہ یہ خلوت دن بدن بلکہ ساعت بساعت ترقی پذیر ہو اور اوسکا موجودہ زمانہ گذشتہ

زمانہ سے راجح وغالب ہو۔ یہ معاملہ انبیاء علیہم السلام کو میسر تھا کہ اونکا ہر موجودہ زمانہ گذشتہ سے نمایاں ترقی کرجاتا تھا اور جب اونہیں یہ کیفیت میسر ہوئی تو دوسرونکو بھی حاصل ہونا ممکن ہے۔ اس تقریر پر دو وجہ سے اعتراض وارد ہوسکتا ہے ایک یہ کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا موجودہ وقت گذشتہ اوقات سے افضل اور بزرگ نہیں ہوتا بلکہ بیشتر اوقات اونہیں ترقی سے پستی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ پہلی حالت عزت اور دوسری مذلت کی ہے حالت عزت ذلت کی حالت کے مساوی نہیں ہوتی دوسرے یہ کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین مقام خداوندی حاصل کیا اور نہایت اعلی درجہ کی نعمتون سے سرفراز ہوئے اور یہ معلوم ہے کہ جو رفعت وبزرگی حضور کو اوس شب مبارک مین میسر ہوئی دوسری راتون مین کب حاصل ہوسکتی ہے۔ پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ذلت کی حالت مین جو قیمتی جواہر اور وزنی فضل مخفی ہین وہ عدم ذلت کی حالت مین نہین اور جو عظمت وکرامت خاکساری وذلت کے مرتبہ مین انسان کو میسر ہوتی ہے وہ عزت کے مرتبہ مین بہت کم میسر ہوسکتی ہے۔ حالت ذلت ہی مین آدمی کو ندامت انکسار افتقار جنمین سے ہر ایک بڑی بڑی نعمتون کا سرچشمہ اور فضائل کا منبع ہے حاصل ہوتے ہین۔ چنانچہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ گنہگار معصیت کی حالت مین تین ایسی صفتون کا آئینہ ہوتا ہے جسکی روشنی سے اوسکا تمام باطن منور ہوجاتا ہے ایک یہ کہ وہ جانتا ہے کہ جو کام مین کر رہا ہون وہ نیک اور اچھا نہین ہے۔ دوسرے اوسے اسبات کا یقین ہوتا ہے کہ اس کام کو خدا تعالی دیکھ رہا ہے کیونکہ وہ ہر جگہ ہر وقت حاضر وناظر ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اوسے ندامت انکساری عجز وتواضع حاصل ہوتی اور غفلت سے ہوشیاری میسر ہوتی ہے۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ شب معراج کے علاوہ اور راتون مین جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو قرب حاصل تھا وہ شب معراج سے کسیقدر کم نہتا بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اوس سے بہت زیادہ ثابت ہوتا ہے۔ ہان اتنی بات ضرور ہے کہ شب معراج صرف شہرت کی وجہ سے لوگون پر روشن وظاہر ہوگئی اور دیگر راتین خلق سے مخفی ومستور رہین۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مولانا فخر الدین زرادی نے سلطان المشائخ سے دریافت کیا کہ کلام اللہ کی تلاوت مین مشغول ہونا بہتر ہے یا ذکر مین فرمایا جو لوگ ذکر پر مداومت کرتے ہین اونہین وصول بہت جلد حاصل ہو جاتا ہے لیکن اسکے ساتھ ہی اوسکے زوال کا بھی خوف واندیشہ ہوتا ہے بخلاف اسکے کلام اللہ کی تلاوت کرنے والے کو گو وصول دیر مین حاصل ہوتا ہے لیکن اوسکے زوال کا چندان خوف نہین ہوتا۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ حدیث مین آیا ہے بنی اسرائیل مین سے جو شخص خدا کی طرف بدل رجوع کرتا اور کامل ساٹھ سال تک خدا کے احکام وقوانین کے آگے گردن تسلیم خم کیئے رہتا اور اوسکے فرمان کی بجا آوری مین نہایت سرگرمی بتا

کوشش کرتے اوسے جناب الٰہی سے خلعت رسالت عطا ہوتا اور اون ساٹھ سال کے گذر جانے کے بعد اوسے وحی یا الہام ہوتا۔ اور اگر کوئی شخص بارہ سال تک مشغول بحق رہتا اوسے ولایت کا مرتبہ میسر ہوتا اور جب وہ ولیون مین شمار کیا جاتا تو حکم خدا سے ایک سفید ابر کا ٹکڑا اوسکی قد و قامت کے مقدار ہمیشہ سر پر چھایا رہتا۔ فرماتے تھے کہ مشغول کی کئی قسمین ہین ایک فارغ مشغول اور یہ وہ شخص ہے جسکا ظاہر تو مشغول بحق ہو لیکن باطن مختلف خیالات اور متعدد خطرات سے مشوش و پراگندہ ہو۔ دوسرے مشغول فارغ یہ وہ شخص ہے جو ظاہر مین مخلوق کے بوجھہ کی برداشت کرے اور باطن مین مشغول بحق ہو خدا تعالی کے علاوہ سب سے فارغ اور دنیاوی تعلقات سے متنفر ہو۔ سالک کو مکڑی سے کم نہ ہونا چاہیئے۔ فرماتے تھے کہ مخلوق کی چار قسمین ہین۔ بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہین جنکا ظاہر آراستہ اور باطن خراب ہوتا ہے اور بعضون کا باطن آراستہ اور ظاہر خراب ہوتا ہے اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہین جنکا ظاہر و باطن دونون خراب ہوتے ہین اور ایک گروہ ایسا ہوتا ہے جسکا ظاہر و باطن دونون آراستہ ہوتے ہین۔ جن لوگون کا ظاہر اچھا اور باطن خراب ہوتا ہے یہ وہ عباد نگذار اور پابند صوم و صلوۃ ہین عبادت تو بہت کرتے ہین لیکن دل دنیا مین مشغول رہتا ہے۔ اور جس فریق کا باطن اچھا اور ظاہر خراب ہوتا ہے یہ وہ مجنون اور دیوانے لوگ ہین جنکا دل ہمیشہ مشغول بحق رہتا ہے اور ظاہر مین بے سر و سامان رہتے ہین جس گروہ کا ظاہر و باطن دونون خراب ہوتے ہین وہ عوام الناس ہین اور جن لوگون کا ظاہر و باطن دونون آراستہ رہتے ہین وہ مشائخ کا فرقہ ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ گلستان مین لکھتے ہین کہ مین نے شام کے مشائخ سے دریافت کیا کہ حقیقت کسے کہتے ہین جواب دیا گیا کہ اس سے پیشتر جہان مین ایک گروہ تھا جو بظاہر پراگندہ او متفرق معلوم ہوتا تھا لیکن حقیقت مین جمع تھا اب ایک ایسی مخلوق ہے جو ظاہر مین جمع اور باطن مین پراگندہ ہے چنانچہ آپ اسی مضمون کو نظم کے پیرایہ مین یون ادا کرتے ہین نظم چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل ٭ بہ تنہائی اندر صفائی نہ بینی ٭ گرت مال و جاہ ست وزرع وتجارت ٭ چو دل با خدا ایست خلوت نشینی ٭ فرماتے تھے کہ عمرو نامی ایک درویش تھا جو کہا کرتا تھا کہ جو شخص میرے پاس آکر باطن مین مشغول بحق ہوتا ہے چالیس روز کے بعد واصلان خدا مین سے ہو جاتا ہے اسی اثنا مین حاضرین مجلس مین سے ایک عزیز نے دریافت کیا کہ حضور اس بارہ مین کیا ارشاد فرماتے ہین فرمایا مشغولی باطن کا حکم دیتا ہون اور یہ اون مشاغل کے خلاف ہے جسکی نسبت مشائخ رحمہم اللہ نے ارشاد فرمایا ہے مشائخ کو چاہیئے کہ اول مشغولی ظاہر کا حکم فرمائین تاکہ ظاہر سے باطن کی طرف سرایت کرے۔ کاتب حروف نے

اس تقریر سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ مشغولی ظاہر بمنزلہ عشق مجازی کے ہے اور مشغولی باطن عشق حقیقی کے قائم
اور یہ مقدمہ بدلائل ثابت ہو چکا ہے کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ یعنے مجاز حقیقۃ کا پل ہے مطلب یہ ہے کہ جسطرح
عشق مجازی سے عشق حقیقی کی طرف پہونچ سکتے ہین اوسیطرح مشغولی ظاہر سے مشغولی باطن کی طرف ہو
سکتے ہین۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شروع ہی سے مشغولی باطن کی تعلیم دینا نہایت نازک اور خطرناک بات
ہے لیکن ایک درویش سے لوگ نقل کرتے ہین کہ وہ ابتدا ہی سے مشغولی باطن کی تعلیم دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ آج
کام مراقبۂ دل ہے اور ایسی عبادت ہے جو تمام اعضا کی عبادت پر راجح و غالب ہے۔ قاضی محی الدین کاشانی
نے سلطان المشائخ سے پوچھا کہ نمازی یا ذاکر جب حضور مین ہو اور مذکور مولی کا باطن مشغول بھی ہو تو اوسوقت
اوسے مراقب کہہ سکتے ہین کہ نہین اور مراقبہ متحقق ہوتا ہے یا نہین فرمایا باعتبار لغت تو مراقبہ ہی ہے لیکن
مشائخ طریقت کی اصطلاح مین دل کا جمال حق کو مشاہدہ کرنا اور خدائی ذوالجلال والاکرام کو دیکھنا مراقبہ ہے
اور دل کا عمل مخفی و پوشیدہ ہے یہانتک کہ کوئی شخص اوسکے عمل پر واقف نہین ہو سکتا بلکہ وہی خوب جانتا
ہے کہ مین کیا کرتا ہون اور کیا جانتا ہون اور کیا دیکھتا ہون۔ اور لوگ جانتے ہین کہ وہ بیکار ہے حالانکہ
وہ کام مین مشغول ہے بعدہ ارشاد فرمایا کہ ذکر خفی مراقبہ سے بالا تر ہے ستر درجہ۔ بزرگون نے کہا ہے کہ دل کا
خدا تعالی کو دیکھنا مراقبہ ہے اور ذکر خفی۔ ذات خداوندی کے علم کو کہتے ہین وہ علم جو بندہ کے ظاہر و باطن پر
طلوع کرے یہانتک بندہ کو اس رویت اور اس علم کا شعور رہتا ہے لیکن جب یہ رویت اور یہ علم بندہ کے
دل پر مستولی و غالب ہو جاتا ہے تو بندہ شعور سے بے شعور ہو جاتا ہے اور اسی کو ذکر خفی کہتے ہین۔ دوبارہ قاضی
محی الدین کاشانی نے دریافت کیا کہ مرید کا مراقبہ خدا تعالی کے لئے اور جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے
اور شیخ کیلئے علیحدہ علیحدہ چاہیے یا سب کے لئے دفعۃً واحدۃً درست ہے۔ فرمایا یہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک کیلئے
الگ الگ مراقبہ کیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سب کے لئے ایک ہی دفعہ کیا جائے لیکن جب کوئی شخص سب کیلئے
ایکدفعہ مراقبہ کرنا چاہے تو یون کرے کہ مونہہ کے آگے خدا کو حاضر تصور کرے اور داہنی طرف پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کو اور بائین جانب شیخ کو حاضر جانے اور جو حرکت و سکون ظہور مین آئے اور جو خطرہ دلمین خطور کرے
اوسے حق تعالی کی طرف سے دیکھے اور اوسی کی طرف سے جانے۔ فرماتے تھے کہ ایکدن خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ
مقام مراقبہ مین بیٹھے ہوئے تھے اور ایسے سکون و وقار کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ بدن کا ایک بال بھی جنبش نکرتا
تھا لوگون نے دریافت کیا کہ آپنے یہ مراقبہ کس سے سیکھا فرمایا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مین نے دیکھا بلی چوہے کے

سوراخ مین اسطرح بیٹھی تھی کہ اوسکے جسم کا ایک بال بھی جنبش نہین کرتا تہا اور جو لوگ اوسکے پاس بیٹھے ہوئے تھے اون سے اوسے ذرا خوف وہراس نہ تہا بلکہ اونکے ہونے نہونے کی خبر تک نہ تھی۔ میرے دل مین خیال پیدا ہوا کہ ایک بے عقل حیوان صرف ایک ذلیل اور مختصر لقمہ کی طمع مین کس طرح سکون ووقار سے بیٹھا اور اپنے اعضاء وجوارح کو کسدرجہ حاضر کر رکھا ہے انسان باوجود عقل ومعرفت کے اگر ایسا نہ کرے تو اوسپر سخت افسوس ہے اور اوسکا مرتبہ بلی سے بہت نیچے ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ہمارے زمانہ مین دو شخص نہایت متقی وپرہیزگار تھے۔ ایک مولانا تقی الدین محبوبہ یہ نہایت دانشمند اور صلح آدمی تھے اور خیرات ونیکیون کی طرف ازحد حریص تھے۔ آنے جانیوالون کی بہت خدمت کرتے اور مہمانون سے ہمیشہ مسلوک رہتے تھے یہانتک کہ لوگ آمنگے بہت ہی شکر گذار اور قدردان تھے۔ دوسرے شیخ تقی الدین کے نام سے شہرت رکہتے تھے۔ یہ شخص صاحب حال ووجد تھے مراقبہ مین ہمیشہ مستغرق رہتے اور ان پر اسدرجہ محویت غالب تھی کہ کسی چیز کی خبر نہ رکہتے تھے اور یہ نہ جانتے تھے کہ آج کون سا دن ہے یا کونسا مہینا ہے۔ غرضکہ ہر وقت مشغول رہتے اور نہایت اعلی درجہ کی مشغولی رکہتے تھے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص انکے پاس کاغذ کا ٹکڑا لایا اور عرض کیا کہ شیخ اپنا نام اسپر تحریر کردین آپنے قلم اٹھایا اور حیرت زدہ ادہر اودہر دیکہنے لگے خادم نے آپکی یہ کیفیت دیکہکر معلوم کرلیا کہ شیخ اپنا نام بہول گئے ہین۔ عرض کیا کہ شیخ کا نام محمد ہے چنانچہ اوسکے جتانے اور یاد دلانے سے اپنا نام کاغذ پر تحریر فرمایا۔ اسیطرح ایک اور دن کا ذکر ہے کہ آپ جامع مسجد تشریف لے گئے اور مسجد کے دروازہ پر پہونچکر متحیرون کی طرح کہڑے ہوگئے آپکے ساتھ جو خادم تہا اوسے معلوم ہوگیا کہ شیخ اپنے داہنے پاؤن کو بہول گئے ہین اور اسیوجہ سے حیران وپریشان کہڑے ہین چنانچہ اوسنے شیخ کے سیدہے پاؤن پر ہاتھ رکہکر کہا کہ شیخ کا سیدھا پاؤن یہ ہے اسوقت شیخ نے سیدھا پاؤن مسجد مین داخل کیا اور اندر تشریف لے گئے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ مین نے جناب شیخ الاسلام فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کے نواسہ محترم خواجہ عزیز الدین سے سنا ہے جنکے مناقب وفضائل شیخ شیوخ العالم کے نواسون کی فہرست مین ذکر ہوچکے ہین۔ شیخزادہ عالم یعنے خواجہ عزیز الدین فرماتے تھے کہ ایکدفعہ مین سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہوا۔ دیکہتا ہون کہ آپ چارپائی پر قبلہ رخ بیٹھے اور موبنہ مبارک اوپر کی طرف کیے ہوئے ہین آپکی آنکہین آسمان کی طرف لگی ہوئی ہین اور دیدار جمال الٰہی مین مستغرق ہین۔ آپکی یہ کیفیت دیکہکر بہت پچہتایا اور ڈرا کہ ایسے نازک اور خطرناک موقع مین میرا آنا کسیطرح جائز نہ تہا

اب مین ایک عجیب کشمکش مین تہا نہ تو مجہے واپس آنے کا یارا تہا نہ وہان کہڑے ہونے کی قوت تہی لیکن مجہے بہت تہوڑی دیر انتظار کرنا پڑا کہ دفعۃً سلطان المشائخ سر سے پاؤن تک کانپ اوہٹے اور آپ کا سارا جسم مبارک تہر تہر کانپنے لگا۔ آپ عالم خودی مین آئے اور مبارک آنکہونکو ہاتہون سے ملکر پوچہا کہ تم کون ہو۔ مین نے عرض کیا کہ کمترین عزیز۔ آپنے نہایت مہربانی کی اور بکمال شفقت فرمائی اور ادہر اودہر کی باتین دریافت فرمانے لگے مولانا علی شاہ جاندار خلاصۃ اللطائف مین لکہتے ہین کہ مین نے شیخ مخدوم سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس سرہ العزیز کو مراقبہ مین دیکہا اور عجیب کیفیت مین دیکہا۔ ایکدن مین آپکی مجلس مین قدمبوسی کے لیئے حاضر ہوا دیکہتا ہون کہ آپ نہایت سکون و اطمینان کے ساتہ بیٹہے ہین اور بدن مبارک کا کوئی جزو کوئی رونگٹا جنبش مین نہ تہا آنکہین کہلی ہوئی تہین اور آسمان کی طرف ٹکٹکی باندہے دیکہہ رہے تہے تہوڑے عرصہ کے بعد مجہسے ارشاد فرمایا تم کون ہو۔ مین نے جب حضور کی یہ کیفیت دیکہی تو اولٹے پاؤن پلٹ آنیکا ارادہ کیا آپنے میری جانب آنکہین کین بلکہ میری طرف توجہ کی اور مجہے اچہی طرح پہچانکر فرمایا کہ بیٹہہ چنانچہ مین مودب بیٹہہ گیا آپ مجہسے باتین کرتے جاتے تہے اور آنکہین بالکل اوسی طرح گردش کر رہی تہین جیسے مست اور نشہ والے کی گردش کرتی ہین۔ ازان بعد حضور نے فرمایا تم اپنے گہر مین کیا شغل رکہتے ہو۔ عرض کیا جو حضور کا حکم ہو اوسپر عمل کرون فرمایا مشغول بحق رہو۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا فقیر کو لائق و سزاوار ہے کہ اپنے دل مین نہایت خضوع و خشوع کے ساتہ اسباب کا تصور کرے کہ مین خدا و رسول کے آگے بیٹہا ہون اور اسی پر مداومت کرے۔ پہر مخدوم نے ارشاد فرمایا کہ کہڑے ہو جاؤ اور اپنے دوستون کی جماعت مین جاکر بیٹہہ جاؤ کیونکہ مین مشغول بحق ہوتا ہون۔ ایکدفعہ چند عزیزون نے سلطان المشائخ سے پوچہا کہ سب عملون مین کونسا عمل زیادہ افضل و بزرگ ہے فرمایا سر کی مراعات کرنی۔ ظاہر مین مجلس اور باطن مین مراقبہ مین مشغول ہونا۔ مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ یا ایہا الناس احتسبوا اعمالکم فان احتسب عملہ کتب لہ اجر عملہ الاحتساب من الحسبۃ کالاعتداد من العد قیل احتساب العمل ان نووی بہ حسبۃ للہ والحسبۃ من الاحتساب کالعدۃ من الاعتداد یعنے لوگو! اعمال کی نگرانی مین بہت کوشش کرو کیونکہ جو شخص حسبۃً للہ کوئی عمل کرتا ہے اوسکے عمل کا اجر لکہا جاتا ہے احتساب حسب سے مشتق ہے جسطرح اعتداد عد سے۔ بعضے لوگ یہ بہی کہتے ہین کہ عمل مین حسبۃ للہ نیت کرنے کو احتساب العمل سے تعبیر کرتے ہین اور حسبۃ احتساب سے ماخوذ ہے جیسے عدۃ اعتداد سے۔ فرماتے تہے ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مین اون کتابون کے مطالعہ کرنے مین مشغول ہوا جو مین نے طالب العلمی کے زمانے مین پڑہی تہین دفعۃً ایک خشمناک و

تاریکی مجھہ مین پیدا ہوئی اور مین اپنے دل مین کہہ رہا تہا کہ مین کہان سے کہان جا پڑا۔ ازان بعد فرمایا کہ جب شیخ ابوسعید ابوالخیر عروج کمال کو پہونچے تو اون کتابون کے بستے ایک گوشہ مین رکہدیئے جو آپنے پڑہی تہین ایکدن آپنے مکان کے گوشہ مین سے کوئی کتاب اوٹہاکر مطالعہ کیا اسی اثنا مین ہاتف نے آواز دی کہ اے ابوسعید ہمارا عہدنامہ واپس کردو کیونکہ تم ہمارے غیر کی طرف مشغول ہوگئے۔ سلطان المشائخ جب اس حکایت پر پہونچے تو آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور روکر فرمانے لگے ؎ تو سایہ دشمنی کجا درگنجی تو جائیکہ خیال دوست دشمن باشد ۞ یعنے جس جگہ کتب فقہ اور احکام شرع حاجب ہون وہان دوسری چیزون کی کیا ہستی ہوسکتی ہے فرماتے تہے کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس اللہ سرہٗ نے باطنی صفائی کا ایک نہایت ہی عمدہ اور مفید نسخہ تجویز کیا ہے فرماتے ہین کہ باطنی صفائی حاصل ہونے کے لیئے پانچ چیزون پر مداومت و مواظبت کرنی چاہیئے ایک یہ کہ ہمیشہ مسواک کیا کرے۔ دوسرے یہ کہ قرآن مجید کی تلاوت پر مداومت کرے اور اگر یہ نہوسکے تو قل ہو اللہ پڑہا کرے۔ تیسرے یہ کہ روزون پر مواظبت کرے اور اگر ہمیشہ روزہ سے رہنا ممکن نہو تو ایام بیض پر مداومت کرے۔ چوتہے قبلہ رخ بیٹہنے کی عادت ڈالے۔ پانچوین ہمیشہ باوضو رہے۔ شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تہے کہ ایکدن مین حضرت سلطان المشائخ کی خدمت اقدس مین حاضر تہا آپ فرمارہے تہے کہ بہت نماز پڑہنا اوراد و وظائف مین بکثرت مشغول رہنا۔ قرآن مجید کی تلاوت مین بہت مصروف رہنا یہ سب کام چندان مشکل نہین ہین ہر باہمت شخص کرسکتا ہے بلکہ ایک ضعیف بڑہیا بہی کرسکتی ہے روزہ پر مداومت کرسکتی ہے تہجد گذاری مین مصروف رہ سکتی ہے۔ قرآن مجید کے چند پارے پڑہ سکتی ہے لیکن مردان خدا کا کام کچہہ اور ہی ہے اور وہ کل تین باتین ہین۔ اول کہانے کپڑے کا غم دلمین نہ آنے دے جس درویش کے دلمین کہانے پہننے کا غم گذرتا رہتا ہے اوسکی کوئی غرض کبہی حاصل نہین ہوتی۔ دوسرے خلا ملا اور ظاہر و باطن مین خدا کی طرف مشغول رہے اور یہ تمام مجاہدون کی جڑ ہے۔ تیسرے اس نیت و قصد سے کوئی بات مونہہ سے نہ نکالے کہ مخلوق کے دل اوسکی طرف مائل ہون۔ اور اگر وعظ و نصیحت کرے تو اوسمین کسی غرض کی آمیزش اور نمود و ریا کا دخل نہ ہو بلکہ محض اخلاص اور حسبۃً للہ ہو جب درویش یہ معاملہ اختیار کریگا تو خدا تعالیٰ اوسے اپنی درگاہ کے اون تمام بزرگون کا مخدوم و مطاع بنادیگا جو اوس زمانہ مین موجود ہون گے۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ جب کوئی شخص ذکر کرنے بیٹہے تو اول تین دفعہ لا الہ الا اللہ کہے۔ چوتہی مرتبہ محمد رسول اللہ اور پانچوین دفعہ پہر لا الہ الا اللہ کہے۔ چہٹی بار محمد رسول اللہ۔ ساتوین بار لا الہ الا اللہ آٹہوین بار

محمد رسول اللہ۔ نوین بار لاالٰہ الا اللہ۔ وسوین بار محمد رسول اللہ کہے۔ مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ نے ذکر کے وقت لاالٰہ الا اللہ کا ورد اختیار کیا ہے لیکن شیوخ کے نزدیک لاالٰہ الا اللہ مختار و پسندیدہ ہے اور شیخ ابو سعید ابوالخیر نے صرف اللہ پسند کیا ہے۔ ذیل کی عبارت بھی سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھی دیکھی ہے۔ من اراد ان یکون القصو مسکنہ والجنان ماواہ فلیقل دائما بلا عجب اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ہو یعنے جو شخص اپنا مسکن جنت کے محلون مین بنانا چاہے اور جنتون کو اپنا ٹھکانا بنانا چاہے اوسے بغیر عجب و ریا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ہو پر مداومت کرنی چاہیئے۔ شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ذکر کرتے وقت اپنے دونون ہاتھ دونون زانوؤن پر رکھے اور لاالٰہ الا اللہ کہے۔ اسوقت سر کو جنبش دے اور جب کلمہ لاالٰہ الا اللہ دل سے نکلے تو سر بائین جانب لیجائے اور یہ تصور کرے کہ جو چیزین خدا تعالی کے علاوہ ہین سبکو دل سے باہر نکال پھینکا ازان بعد داہنی طرف سر کو جنبش دے اور کسیقدر قوت اور زور کے ساتھ الا اللہ کہے اس لفظ کے کہتے وقت یہ تصور کرے کہ حق تعالی مجھہ مین جلوہ گر ہے اور اوسکے سوا سب چیزین دل سے نکل گئی ہین اسیطرح اوسوقت تک ذکر مین مشغول رہے جبتک اچھی طرح اپنے دل کے کانون سے اوس ذکر کی آواز نہ سُن لے جو دل سے نکلتی ہے بعضے درویش ایسے بھی ہین کہ اونکی زبان تو خاموش اور ساکت رہتی ہے مگر دل ذکر حق مین مشغول رہتا ہے یہان تک کہ جو آواز دل سے نکلتی ہے اوسے وہ اپنے کانون سے سنتے ہین۔ شیخ نصیر الدین محمود سے لوگ نقل کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ذکر کے تین طریقے ہین ایک یہ کہ قبلہ رخ بیٹھے اور دونون ہاتھ دونون زانو پر رکھے اور یہ تصور کرے کہ حق تعالی حاضر و ناظر ہے اور میرے ساتھ موجود ہے۔ دوسرے یہ کہ ذاکر تصور کرے کہ خدا تعالی میرے دل مین موجود ہے اور اوسکے سوا کوئی دوسری چیز نہین ہے۔ یہ طریقہ حلولی مذہب والون کے مشابہ ہے اور حلول کے صاف معنی یہ ہے کہ آدمی اسبات کا تصور کرے کہ خدا تعالی سب جگہ موجود ہے اور میرے دل مین بھی ہے۔ تیسرے یہ کہ ذاکر اپنی آنکھین آسمان کی طرف اٹھائے رکھے۔ دونون آنکھونکو کھلا رکھے اور مشغولی کے وقت یہ تصور کرے کہ میری روح قالب سے پرواز کرکے اول آسمان پہ اور اول سے دوسرے پر۔ دوسرے سے تیسرے پہ یہانتک کہ ساتوین آسمان پر پہونچی اور حق تعالی کے دیدار مشاہدہ مین مشغول ہے اگر کوئی ذاکر اس آخر الذکر ذکر کے طریقے پہ استقامت کرے گا تو چند روز کے بعد ایک دوڈرا اوسے نظر پڑے گا اور اوسے یہ معلوم ہوگا کہ ڈورے کا ایک سرا آسمان کی طرف اور ایک سرا دل مین موجود ہے۔ ذاکر کے سب مرتبون مین یہ طریقہ اعلی مرتبہ کا ہے اور مشائخ رحمہم اللہ جسے مشغولی باطن کہتے ہین وہ یہی طریقہ ہے۔ حکیم سنائی کیا خوب فرماتے ہین

مثنوی - این علم جسم مختصر است
جاه و حرمت ز دل رہا کردن
رفتن از منزل سخن کوشان
آنکہ از معرفت بعالم راز
خانمانش ہمہ برانداز د
پس از و حق نیاز بستاند
راست گفت آنکہ گفت اگر حال
تا ببینی بدیدۂ لاہوت

علم رفتن بسوی حق دگر است
پشت در خدمتش دو تا کردن
بر نشستن بصدر خاموشان
پس رسیدن بآستان دراز
در رہِ امتحانش بگداز د
چون نیازش نماند حق ماند
گفت دع نفسک ایشر تقال
خطۂ ذی الملک خطۂ ملکوت
کے بود ما ز ما جدا ماندہ

روی سوی جہان حی کردن
تنقیہ کردنِ نفوس از بد
رفتن از فعل حق بسوی صفتش
در درون تو نفس دل گردد
در تن تو چو نفس تو بگداخت
پس زمانے کہ راز مطلق گفت
ز تو تا دوست نیست ایں یک گام
پا بنہ آن سگے کہ گشتی یار
تو و من رفتہ و خدا ماندہ

عقبی و جاہ زیر پے کردن
تقویت کردن روان بخبر
در صفت این مقام معرفتش
ز ہمہ کردہ تا مخل گردد
دل بتدریج کار خویش بساخت
راست منصور انا الحق گفت
رہ تو ئی پس ببرید پا دراز
دل برآرد ز نفس تیرہ دما

آٹھوان باب محبت اور شوق اور عشق اور خدا تعالی کے دیدار کے بیان مین - کاتب حروف محمد مبارک علوی المدعو بامیر خورد عرض کرتا ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ اپنے پیر کے جمال ولایت کا عاشق رہے اور اوسکی محبت اشتیاق مین ہمیشہ غرق رہے اگر ایسا کرے گا تو تہوڑے عمل اور کثرت نیاز کی وجہ سے اوس اصلی مقصد پہ بہت جلد پہونچ جائیگا جو اس راہ کے طالبون کا مقصود اعظم ہے اور اگر اس بارہ مین اوسے حظ نہو اور اوسکی جبلت و فطرت مین نقصان واقع ہو تو سالہا سال خدا تعالی کے کام مین نہایت سرگرمی اور مستعدی کیسا تھ کوشش کرے - اور روزے - شب بیداری - عبادت گذاری - تہجد سے اپنے نفس کو جلائے اور نہایت خون جگر کیساتھ اس راہ مین سعی کرے اور ان سب باتون کے علاوہ دوست حقیقی سے باخلاص اور عجز و انکسار کیساتھ پیش آئے اگر ایسا کرے گا تو آہستہ آہستہ اوس عالم کی روشنی کا دروازہ اسپر کہل جائیگا اور اپنے مطلب و مقاصد پر فتح پائیگا - شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے بیت عمرے باید دراز و صبر درپیش کنم ۞ تا با تو رسم و حکایت خویش کنم ۞ یعنے مجھے ایک دراز عمر تک صبر اختیار کرنا چاہیئے تاکہ تجھہ تک پہونچون اور اپنا قصہ بیان کرون اور اس غم کی دولت اور اندوہ و عشق کی سعادت ہر کس و ناکس کو نہین دیتے - یہ ضعیف عرض کرتا ہے بیت غم و درد آمد نصیب دلے ۞ کہ در عشق او بشگفد چون گلے ۞ غمت خاصۂ آدمی راست و بس ۞ ندادند این چاشنی را بکس ۞ یعنے غم و درد اوسی دل کو نصیب ہوتا ہے جو عشق مین پہول کی طرح شگفتہ رہتا ہے تیرا غم و درد صرف آدمی کا خاصہ ہے اور یہ چاشنی

ہرکس و ناکس کو نہین دیجاتی - عشق کا خلعت ہر مخلوق پر درست نہین آیا اور بجز حضرت آدم علیہ السلام اور اون کی بعض اولاد کے اور کسی مخلوق کو میسر نہین ہوا - تاج ریزہ کہتے ہین ؎ خلعتے یارب چہ گوہم چون عروس آراستہ * بر برِ بالائے شاہ راستین آوردہ اند * عشق کے گران بہا جوہر کو صرف گوہر انسانی کے لئے پیدا کیا تاکہ اوسے لباس محبت سے آراستہ اور جوہر عشق سے مزین کر کے میدان عرصات مین جلوہ دین - کاتب حروف عرض کرتا ہے ؎ ہیچکس را در جہان نرسیدہ * جوہر عشق او مگر ما را * یعنے اس جہان مین اوسکا جوہر عشق بجز ہمارے اور کسیکو نہین پہونچا ایک اور شعر عرض کرتا ہے ؎ جز من ہر کہ کند دعوی عشق تو خطا ست * زانکہ عشق تو نصیبِ دل دیوانہ ماست * یعنے میرے علاوہ جو شخص تیرے عشق کا دعوی کرے وہ خطا پر ہے کیونکہ تیرا عشق صرف ہمارے ہی دل کا حصہ ہے - اسکے مناسب حاجی محمد کی وہ حکایت نہایت مناسب اور چسپان تر ہے اور جو اوراد کے باب نکتہ ادعیہ ماثورہ مین قدرے بسط اور تفصیل کے ساتھ گذر چکی ہے اور جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حاجی محمد نے قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ سلطان المشائخ سے عرض کرین کہ جب سے مین حج کر کے آیا ہون دلمین قرار و اطمینان نہین پاتا ہون آپ میری خاطر حضرت سے کوئی دعا پوچھ دیجئے تاکہ میرے دل کی بیقراری اور پریشانی دفع ہو - چنانچہ قاضی محی الدین کاشانی نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا آپنے فرمایا ایسے شخصکو دو کام کرنے چاہئین یا تو کسب و حرفت مین مشغول ہونا چاہیے جس سے وجہ معاش حاصل ہو یا عبادت و گوشہ نشینی مین کچھ زمانہ بسر کرنا چاہیئے - سلطان المشائخ نے یہ بھی فرمایا کہ عبادت مین مشغول ہونا اوسوقت نیک نتیجہ پیدا کر سکتا ہے جبکہ درد عشق کی چاشنی حاصل ہو چکی ہو (بندۂ) ضعیف عرض کرتا ہے

بیت دلی کہ در غم عشقت نسوخت باز نیافت * بماند بے دل و حیران کہ روی یار نیافت * یعنے جو دل تیرے غم عشق مین سوختہ نہین ہوا اوسنے کچھ نپایا بلکہ بے دلی اور عالم تحیر مین رہا کہ دیدار یار حاصل نہین ہوا) ورنہ وہ دونون قسمون مین عمل جوارح مشترک ہے وجہ یہ کہ وجہ معاش اور نماز اور تلاوت اور ذکر عمل جوارح کے علاوہ اور کوئی چیز نہین ہے - زان بعد حضور نے یہ شعر زبان مبارک پر جاری فرمایا ؎ طاعت ابلیس را گر چاشنی بودے ز عشق * در خطاب اسجدوا بے شک مسلمان آمدے * یعنے شیطان کی طاعت مین اگر عشق کی چاشنی ہوتی تو وہ اسجدوا کے خطاب کے وقت ضرور گردن تسلیم کر دیتا - اسی اثنا مین قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا کہ حضور وہ تو عشق و محبت کا مدعی ہے اور نہ صرف مدعی ہی ہے بلکہ اپنے تئین عاشق صادق جانتا اور اوسکی محبت و دوستی مین مخلص شمار کرتا اور کہتا ہے - صدق محبت کے یہ معنے نہین کہ عاشق معشوق کے علاوہ

کسیکی تعظیم نکرے بلکہ عجز اوسکے اور کسیکو موجود نہ جانتے اور جب یہ ہے تو خدا کو چھوڑ کے آدم کو کیون سجدہ کرنے لگا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے ؎ دعوی عشق میزنی لاف دروغ میکنی ✽ عشق ہمہ تواضع است کار تو نیست خیرہ منی + یعنے تیرا دعوی عشق بالکل دروغ اور جھوٹا ہے کسیلئے کہ عشق تواضع و عجز کا نام ہے اور تیرا کام عجز خودی اور تکبر کے اور کچھ نہین سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ملائکہ کو محبت و عشق کا حصہ نہین دیا گیا ہے اور وہ اسکی چاشنی سے محظوظ نہین ہوے ہین شراب محبت صرف جوہر انسانی کا حصہ ہے درد کے نام تک سے واقف نہین اور جب یہ ہے تو شیطان بدرجہ اولی عشق و درد سے محروم و بے نصیب ہے اگر تسلیم کرلیا جائے کہ ابلیس ملائکہ کی جنس سے تہا تو بہی اوسکا یہ دعوی چل نہین سکتا کیونکہ ملائکہ عشق و درد سے عاری ہین۔ علماء کا اختلاف ہے کہ ابلیس فرشتون کی جنس مین سے ہے یا جنون کی جنس مین سے بعض اول بات کے قائل ہین اور بعض ثانی کے لیکن صاف اور صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ فرشتون مین سے تہا۔ اگر کوئی سوال کرے کہ شیطان کا فرشتون کی جنس مین سے ہونا صحیح نہین معلوم ہوتا کیونکہ خدا تعالی فرماتا ہے وکان من الجن ففسق عن امر ربہ یعنے شیطان جنون مین سے تہا یہی وجہ ہے کہ اپنے رب کے حکم سے نکل بہاگا تو اوسکا جواب یہ ہے کہ شیطان کے بارے مین علما کا قدیم سے اختلاف چلا آتا ہے بعض تو اوسے جنس ملائکہ سے بتاتے ہین اور اوسپر دلیل پیش کرتے ہین فسجد الملائکۃ کلہم اجمعون الا ابلیس اور کچھ لوگ اوسکے جنی ہونے کے قائل ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا لیکن جب دونون استدلالات پر نظر غائر ڈالی جاتی ہے تو ابلیس کا گروہ ملائکہ مین سے ہونا زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیہ فسجد الملئکۃ کلہم اجمعون الا ابلیس مین ابلیس کو الملائکہ سے استثنا کیا گیا ہے اور اصل استثنا مین یہی ہوتا ہے کہ وہ اور مستثنی منہ ایک جنس سے ہوا کرتا ہے یہی قول منصور کا بہی ہے۔ رہی یہ بات کہ آیہ وکان من الجن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنی تہا تو اوسکی تاویل یہ ہے کہ ملائکہ کو بہی جن کہا جاتا ہے کیونکہ جن اجتنان سے مشتق ہے اور اجتنان کے معنی پردہ مین ہونے کے ہین۔ چونکہ فرشتے بہی لوگونکی آنکہون سے مخفی اور پردہ مین ہین اسلیئے اونہین جن کہا گیا یا یون سمجہیئے کہ فرشتون کے ایک گروہ کا نام جن ہے۔

نکتہ محبت اور اوسکے غوامض و دقائق کے بیان مین۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے مولانا فخر الدین مروزی کو ایک رقعہ باین مضمون لکہا (مولانا فخر الدین کے حالات اور مناقب و فضائل پیچہے اس تکملہ مین نہایت بسط و شرح کے ساتہ ذکر کئے گئے ہین جہان یاران اعلی کے فضائل تحریر ہوئے ہین) کہ اصحاب طریقت اور ارباب حقیقت کا اسپر اتفاق ہے بشری بناوٹ اور انسانی خلقت سے بڑا مطلوب اور اہم مقصود

محبت رب العالمین ہے یعنے بشر کے پیدا کرنے سے خدا کا بڑا مقصود یہ ہے کہ وہ اوسے محبوب رکھے اور اوسکی محبت و عشق مین غرق ہو جائے اور یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ محبت دو طرح کی ہوتی ہے ایک ذاتی دوسرے صفاتی۔ ذاتی محبت کسب و عمل سے حاصل نہین ہوتی بلکہ خدا کا عطیہ ہے جسے چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے اور صفاتی محبت مین کسب کو بھی دخل ہے پس وہی محبت مین بندہ کے عمل اور کسب کو کسیطرح کا تعلق نہین البتہ صفاتی محبت مین فی الجملہ دخل ہے۔

جب یہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہیئے کہ محبت حاصل کرنے کا طریقہ ہر وقت اور ہر آن ذکر الٰہی پر مداومت کرنا ہے۔ بشرطیکہ خدا کے ماسوا سے دل فارغ و خالی ہو اور دوام ذکر کے لیئے فارغ البالی شرط ہے اور اس فراغ بالی کیلیئے چار چیزین مزاحم و مانع ہین۔ خلق۔ دنیا۔ نفس۔ شیطان۔ اور قاعدہ کی بات ہے کہ جو چیز مانع شرط ہے وہ مانع مشروط ضرور ہے پس پہلے مانع یعنے خلق کے دفع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر عزلت اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور دنیا کے دفع کرنے کا طریق قناعت و صبر کرنا ہے۔ نفس و شیطان کے دفع کرنے کا طریق یہ ہے کہ ساعتًا فساعتًا اور آنًا فانًا خدا کی درگاہ مین التجا کرے۔ فرماتے تھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز سورج نکلتے وقت فرمایا کرتے تھے خداوندا جسروز محمد کو خدائے محمد کے ساتھ نئی طرحکا قرب اور نئی قسم کی طلب حاصل نہو اوسدن کے آفتاب کے نکلنے مین کوئی برکت نہو پس درگاہ لم یزلی کے محبون اور بارگاہ بے نیازی کے عاشقون پر واجب ہے کہ ہر روز ایک نئے درد اور نئے سوز کے حاصل کرنے مین کوشش کرین تاکہ ہر روز ترقی و زیادتی حاصل ہوتی جائے اور اس ترقی و زیادتی سے بدنی عبادت اور جسمانی طاعت مقصود نہین ہے بلکہ نیا عشق نیا درد نیا ذوق نیا شوق مراد ہے اور درجات مشاہدات کی ترقی دنیا و آخرت مین کوئی حد اور نہایت نہین رکھتی۔ اسیطرح قابلیت بھی انتہا نہین رکھتی ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے **بیت** از دولت حسنت کہ ازالی باد + داغی نو سوزے نو درد نو و تازہ + یعنے تیری دولت حسن سے مجھے ہمیشہ نیا داغ۔ نیا سوز۔ نیا اور تازہ درد میسر ہوتا رہے کاتب حروف عرض کرتا ہے۔ **نظم** درد نو و سوز نو و عشق ہر روز + بر جان و دل شکستگان افزون باد + از دست خیال تو کہ در جان بنشست + تا روز قیامت دل من پر خون باد + یعنے ہر دن نیا درد اور نیا سوز اور نیا عشق عاشقون کی جان و دل پر زیادہ ہون اور تیرے دست خیال سے جو میرے دل مین ہے قیامت کے روز تک میرا دل پر خون رہے

فرماتے تھے کہ خدا تعالی نے ہر عضو کو ایک کام کے لیئے پیدا کیا ہے جب وہ عضو اوس کام سے بیکار ہو جاتا ہے تو بیمار ہو جاتا ہے چنانچہ دل خاص محبت کیلئے پیدا کیا گیا ہے ع دلے کہ در غم عشقت نسوخت خام بماند + چو مرغ خانگی اندر میان دام بماند + یعنے جو دل تیرے غم عشق مین نہ جلا خام رہا جیسے خانگی مرغ جال مین مقید رہتا ہے۔

کل قیامت کے دن ایسے دل کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا اور تا وقتیکہ آدمی خدا کے دربار مین سلامت دل نلیجائیگا اوسے کوئی چیز کچھہ نفع ندیگی جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم یعنے قیامت کے روز کسیکو مال اور نہ اولاد کام آئے گی لیکن جو خدا کے پاس قلب سلیم لیکر حاضر ہوا وہ ان چیزون سے متمتع ہوگا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے بیت سلامتی دل عشاق از محبت تست ؛ وگرنہ این دل پرخون چہ جائے منزل تست ؛ یعنے عشاق کے دلونکی سلامتی صرف تیری محبت کی وجہ سے ہے ورنہ یہ دل پرخون تیری منزل گاہ بننے کا ہرگز سزاوار نہین۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ مین نے محبت کے بارے مین دو حدیثین اور گیارہ کلمے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھے دیکھے ہین چنانچہ اسمقام پر اونہین درج کرتا اور ہر کلمہ کے تحت مین اوسکا ترجمہ بھی لکھتا ہون۔ آپ لکھتے ہین المحبۃ ایثار ما تحب لمن تحب یعنے اپنے محبوب اور دلپسند چیز کو اوس شخص پر فدا و قربان کرڈالنا جس سے محبت کرتا ہے محبت ہے اور یہ خدا تعالی کے اس فرمان عظیم الشان لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنے جبتک تم اپنے محبوب چیز کو خرچ نکروگے بھلائی کو ہرگز نہ پہونچوگے۔ خواجہ حکیم سنائی فرماتے ہین۔ ابیات گر بخواہی کہ دوست ماند دوست ؛ آن طلب زو کہ طبع و طالع اوست ؛ آستین گر نہ پیچ خواہی پیچ ؛ از صف مشک جوئی و آہو در ؛ یعنے اپنا ظاہر و باطن رضائے دوست مین مصروف رکھہ بلکہ کلیۃً اپنے تئین دوست کے ہاتھہ مین سپرد کرتا کہ مباینت و اختلاف اوٹھہ جائے اور معیت حاصل ہو اور جب معیت حاصل ہوئی غرض پوری ہوئی وقیل المحبۃ المحبۃ التی تظہر الصادق من الکاذب۔ یعنے اصل مین محبت وہ محبت ہے جو مردون کو نامردون سے اور سچون کو جھوٹون سے ممتاز کردے یعنے اگر یہ شخص محب صادق ہے تو دوست کی بلا اور اپنی وفا پر صبر کرے گا اور اپنی تمام عمر اسی مین بسر کرے گا اور ذرہ برابر دوست کی متابعت سے تجاوز نکرے گا بلکہ صدق محبت سے اس دروازے کو کھٹ کھٹائے گا اور اس حرف پر مستقیم و ثابت قدم رہے گا۔ جب یہ شخص ایسا کرے گا تو اوس طرف سے بھی صدق محبت ظاہر ہوگی اور دمبدم عشق کی نیرنگیان اور عجائبات اس کثرت سے عالم غیب سے ظہور مین آئینگے کہ اونکی نہایت نہوگی۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے بیت ہر زبان از درد عشقت ذوقہا گیرم از انکہ ؛ کین سعادت ہر دمے از غیب نو نو حاصل ست ؛ یعنے مین ہر وقت تیرے درد عشق سے ایسا ذوق و شوق حاصل کرتا ہون کہ یہ سعادت ہر وقت تازہ نئے نئے رنگ مین ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جو شخص دولت محبت سے ہم آغوش ہونا چاہے تا وقتیکہ اپنی عمر جان و تن کو رضاء دوست کے لیئے مصیبت و بلا مین نرکھدے ہرگز اوس سعادت کو نہ پہونچے۔ سلطان المشائخ

فرمایا ہے کہ تین شخص متفق ہوکر خانہ کعبہ کی زیارت کو گئے ایک قاضی بلخ کا فرزند دوسرے بلخ کے شیخ الاسلام کا لڑکا تیسرا ایک درویش یہ تینون آدمی باہم ملکر زیارت خانہ کعبہ کے لیئے روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ مین تینون شخصون نے دل مین سوچا کہ جب پہلے پہل کعبہ پر نظر پڑے جو اجابت دعا کا وقت ہے اوسوقت ہر شخص کو کیا مانگنا چاہیئے۔ قاضی بلخ کے فرزند نے خیال کیا کہ مین بلخ کی قضاۃ مانگون گا اور شیخ الاسلام کے لڑکے نے شیخ الاسلامی کی دعا دل مین ٹہانی لیکن درویش نے دلمین خیال کیا کہ مین خدا تعالی سے اوسکی محبت مانگون گا۔ الغرض جب یہ تینون کعبہ کے متصل پہونچے اور کعبہ پر نظر پڑی تینون شخصون نے اپنی اون ہی حاجات کا ذکر کیا جنہین پہلے سے دل مین ٹہان رکہا تہا خدا کے حکم و تقدیر سے درویش کے علاوہ دونون شخص اپنی مراد کو پہونچے اور اونکی دعا کی قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے یعنے قاضی کا فرزند اپنے باپ کی جگہ قضاۃ پر مامور ہوا اور شیخ الاسلام کا فرزند شیخ الاسلامی کے معزز عہدہ سے ممتاز ہوا لیکن درویش کی دعا کا جب کوئی اثر ظاہر نہین ہوا تو اوسنے جناب الٰہی مین دعا کی۔ خداوندا ہم تین آدمی ایک وقت ایک موقع پر خانہ کعبہ کی زیارت کو گئے تہے اور ایک جگہ تینون نے اپنی اپنی حاجت کی درخواست کی تہی لیکن تعجب ہے کہ وہ دونون اپنی مرادون پر کامیاب ہوئے اور مجہے ابہی تک اپنے حال کی خبر نہین۔ اسی اثنا مین درویش کو مرض اکلہ حادث ہوا اور روز بروز اوسکی تکلیف بڑہتی گئی۔ ایکدن اس درویش نے اپنے دلمین کہا خداوندا مینے تو تیری محبت تجہسے مانگی تہی اور تونے مجہے یہ زحمت و تکلیف دی۔ ازان بعد ہاتف نے آواز دی کہ یہی زحمت و تکلیف ہی تو ہماری محبت کی ابتدا اور بیت عشق کا پہلا دروازہ ہے۔ شیخ سعدی کہتے ہین بیت در رہ جان بدہ یا ترک ما گیر ۔ بریں در ہست بنہ یا غیر ما جوئے ۔ یعنے اس راہ مین جان دے یا ہمارا خیال ترک کر۔ اس رستہ مین سر رکہدے یا ہمارے غیر کو ڈہونڈہ۔ اب مین پہر مقصد اصلی کیطرف رجوع کرتا اور محبت و عشق کی کیفیت بیان کرتا ہون کہ اگر یہ مدعی دعوی محبت مین جہوٹا ہے تو ہمیشہ دوست کے مخالف باتین کرے گا اور اوسکے جفا سے بہاگکر نفاق کی حالت مین زندگی بسر کرے گا اور ہمیشہ اسی تصور مین رہے گا کہ مین محب اور مقبول خدا ہون حالانکہ مشائخ رحمہم اللہ نے شقاوت کی ایک یہ ہی علامت لکہی ہے کہ آدمی مبتلاء معصیت ہوکر امیدوار رہے کہ مین مقبول خدا ہون اور اوسکا محب دوست ہون ازان بعد سلطان المشائخ تحریر فرماتے ہین۔

المحبۃ عدم النوم والعزلۃ من القوم یعنے قوم سے عزلت اور گوشہ نشینی اختیار کرنے اور نہ سونیکو محبت کہتے ہین مطلب یہ کہ محب صادق کے آگے رات دن یکسان ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ محبوب کی محبت مین مضطرب و بے قرار رہتا ہے شیخ جنید کے پیر خواجہ سری سقطی قدس اللہ سرہما العزیز نے اسبارہ مین خوب فرمایا ہے — شعر

مالی النہار ولا فی اللیل لی فرح ٭ فما ابالی اطال اللیل ام قصر ٭ یعنے نہ تو مجھے دن ہی مین فرحت وراحت ہے نہ رات ہی کو چین پڑتا ہے اور جب یہ ہے تو مجھے رات کے بڑہنے گھٹنے سے کچھہ پروا نہین۔ بلکہ جب ذرا غور سے دیکھا جاتا ہے تو مشتاقون کے مشاہدات کی ترقی اور محبون کے درجات کی تحصیل اورانکے رازونیاز اور ذوق وگریہ کو رات سے زیادہ تعلق معلوم ہوتا ہے پس جو شخص اس قسم کی نعمتون کا امیدوار ہو اوسے کب نیند آسکتی ہے اور کس پہلو پر قرار وچین آسکتا ہے۔ امیر خسرو کہتے ہین بیت خواب ز چشم من بشد چشم تو نسبت خواب من ٭ تاب نماند در تنم زلف تو برد تاب من ٭ یعنے میری آنکھہ سے نیند جاتی رہی اور تیری امید وانتظاری نے میری نیند کو کھودیا میرے جسم مین توانائی نام کو باقی نہین رہی اور تیری زلف میری تاب لے گئی۔ الغرض جب محب صادق کا کام استقامت تک پہونچ جاتا ہے تو اوسکا باطن ہمیشہ بے قرار اور ظاہر حسن اخلاق سے آراستہ ہوتا ہے اور چہرہ سے بشاشت وشادمانی کے آثار نمایان ہوتے ہین یہی مقام حقیقت عزلت کا ہے کیونکہ خلق سے مونھہ موڑکر مشغول بحق ہونے کو عزلت کہتے ہین اور وجود خلق سے مشغول بحق ہونا حقیقت عزلت ہے لیکن یہ مرتبہ انبیاء اور اولیا کا ہے۔ کاتب حروف کہتا ہے بیت بردر دل شستہ اینک پردہ داری میکنم ٭ تا بجز سلطان عشقت کس نیاید اندرو ٭ وقیل المحبۃ طائر لا یلتقط الاحبۃ القلوب یعنے محبت ایک ایسا پرندہ ہے جو دلون کے دانون کو چن لیتا ہے۔ مطلب یہ کہ جسوقت محبت دل مین متمکن ہوجاتی ہے تو اوس پرندہ کی روزی منفرد دل ہوجاتی ہے پھر جسقدر وہ پرندہ اشتیاق کی چونچ سے منفرد دل کو اوٹھاتا ہے مشاہدات کی آنکھین کھلتی جاتی ہین اور محبوب کا جمال وکمال دمبدم جلوہ گری کرتا ہے۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے رباعی بخوبی درجہان چون تو دگر نیست ٭ کدامی دیدہ کز عشق تو تر نیست ٭ عجب مرغیست آن طوطی عشقت ٭ کہ قوت او بجز خون جگر نیست ٭ یعنے حسن وخوبصورتی مین تجھہ جیسا دنیا مین کوئی نہین ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی آنکھہ ایسی نہین جو تیرے عشق سے تر نہین تیرا طوطی عشق ایک ایسا عجیب وغریب مرغ ہے جسکی خوراک بجز خون جگر کے اور کچھہ نہین۔ قال

علیہ السلام لوان عبدین تحابا فی اللہ احدہما فی المشرق والآخر فی المغرب یجمع اللہ بینہما یوم القیامۃ و یقول ہذا الذی کنت تحبہ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا مین دو بندون مین خاص خدا کے لیئے محبت ہوگی۔ اور ان مین سے ایک شخص مشرق مین دوسرا مغرب مین ہوگا تو حق تعالی اپنے فضل وکرم سے کل قیامت کے روز ان دونون شخصون کو جمع کردے گا تاکہ باہم ایکدوسرے کی ملاقات سے محظوظ ہون اور ارشاد خداوندی ہوگا کہ اسوقت جو تم دونون ایکدوسرے کی ملاقات سے مشرف ہوئے یہ تمہاری اوس

محبت کا ثمرہ ہے جو دنیا مین خاص میرے لیئے رکہتے تہے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے جو یہ صادر ہوا ہے کہ لوان عبدین تحابا الخ تو اس سے پوری امید بندہتی ہے اور واضح طور پہ معلوم ہوتا ہے کہ جب مخلوق کی محبت کا یہ نتیجہ ہے کہ دو محبت کرنے والے کل قیامت کے روز ایک جگہ جمع ہونگے اور یہ محبت ایکدوسرے کی شفاعت کا سبب ہوگا تو جو شخص خدا تعالی کی راہ محبت مین قدم رکہیگا اور اس رستہ مین سالک ہوگا اور صدق و راستی کے ساتہ اس نازک راہ مین قدم ڈالیگا امید ہے کہ اپنے مقصد اصلی پر کامیاب ہوگا اور اس محبت کے بڑے بڑے نتیجے دیکہیگا۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المتحابون فی اللہ علی عمود الحدیث یعنے جو لوگ باہم خدا رسول کے لیئے محبت والفت رکہتے ہین وہ قیامت کے روز سرخ یاقوت کے ایک ایسے ستون پر ہونگے جسکے کنارہ پر ستر ہزار بالاخانے ہونگے جب یہ لوگ بہشتیون کو جہانک کر دیکہینگے تو انکے چہرونکی درخشانی اہل بہشت کو اسطرح روشن و منور کردیگی جسطرح خورشید سے اہل دنیا روشن ہوتے ہین اوسوقت بہشتی لوگ کہینگے کہ اے فرشتو ہمین اون لوگونکے دروازہ تک پہنچا دو جو باہم دوستی رکہتے تہے اور صرف خدا کے لیئے رکہتے تہے تاکہ ہم اونکے جمال جہان آرا کو سیر ہو کر دیکہین الغرض جب اہل بہشت اونکے جمال و خوبصورتی کو دیکہینگے تو حیران ہوجاینگے خدا کے لیئے دوستی کرنے والونکے جسم سبز حریر اور نہایت بیش قیمت ریشمی لباس چہپائے ہوئے ہوگا اور چارون طرف سبز حریر کا فرش بچہا ہوا ہوگا۔ یہ لوگ اوسپر نہایت ناز و نعمت کے ساتہ بیٹہے ہوئے ہونگے اور فرشتے باواز بلند کہہ رہے ہونگے۔ ہولاء المتحابون فی اللہ۔ یعنے وہ لوگ ہین جو خدا کیلئے باہم محبت رکہتے تہے

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ الحب حرفان الحاء من الروح والباء من البدن اے اخرج منہما یعنے محبت حب سے مشتق ہے اور حب دو حرفون سے مرکب ہے ایک ح سے جو روح کا پہلا حرف ہے دوسرے ب سے بدن کا اول حرف ہے۔ مطلب یہ کہ دوستی جان و تن سے برآمد ہوئی ہے یعنے محب کو چاہیئے کہ تن سے محبوب کی خدمت کرے اور اوسکے فرمان و احکام کو نہایت خوش دلی سے بجا لائے اور جان سے اوس مین اخلاص کرے۔ کاتب حروف نے ان دونون حرفون کے مضمون پر ذیل کی رباعی عرض کی ہے

رباعی تن بخدمت دادم و جان بر سر آن کردہ ام ❊ درد خود را از دوائے دوست درمان کردہ ام ❊
از برائے آنکہ باشم زیر پائے دوستان ❊ نفس کافر کیش را اینک مسلمان کردہ ام ❊

یعنے مین نے اوسکی خدمت مین جسم و جان قربان کر ڈالی اور اپنے درد کا علاج دوست کی دوا سے کیا ہے۔ دوستون کے پاؤن

نیچے مین نے اپنے تئین ڈالا اور کافر کیش نفس کو اب مسلمان کیا و قیل من احب اللہ لا یعرفہ الناس یعنی جو شخص خدا کو دوست رکھتا ہے او سے لوگ نہین پہچانتے اور اسکی مصداق وہ حدیث ہے جسے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالی سے حکایت کی ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے۔ میرے دوستونکو بجز میرے اور کوئی نہین پہچانتا اور یہ مرتبہ اولیاء اللہ کی کمالیت کا ہے۔ خواجہ اویس قرنی جو اجلۂ تابعین اور اس قوم کے سردار اور تاج ہین۔ فرماتے ہین کہ جب خدا تعالی نے اپنی محب کا مرتبہ اور قدر و منزلت دنیا مین مخفی و مستور رکھا تو آخرت مین بھی پوشیدہ رکھے گا۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب بہشتی بہشت مین داخل ہو چکین گے تو جناب سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے محل رفیع سے نکلکر باہر تشریف لائینگے اور اسطرح تشریف لائینگے کہ گویا کسیکو ڈھونڈتے ہین۔ فرمان خداوندی پہونچیگا کہ تم کسے تلاش کرتے ہو حضور فرمائینگے اویس قرنی کو آواز آئیگی کہ جسطرح دنیا مین تم او نہین نہ دیکھ سکے یہان بھی نہ دیکھوگے۔ حضور فرمائینگے خداوندا وہ ہین کہان۔ ارشاد ہوگا فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ حق تعالی اویس قرنی کی صورت مین ہزار فرشتونکو پیدا کریگا تاکہ اویس قرنی رضے اللہ عنہ اونکے ہمراہ ہوکر عرصات قیامت مین آئین اور بہشت مین چلے جائین اور کوئی مخلوق اون سے واقف نہو۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ جو محبان درگاہ الٰہی کے بادشاہ اور سرتاج تھے اگرچہ آپکی محبت ایک عالم پر آفتاب کی طرح روشن و ہویدا تھی اور حضور کی ذات مبارک جو محبت کی مجسم تصویر تھی اہل جہان پر ظاہر تھی لیکن خدا تعالی نے آپکی عظمت اور جلال کو تہ نظرون کی آنکھہ سے پردۂ کرامت مین مستور رکھا تھا یہانتک کہ ہر شخص نے اگرچہ اپنی قابلیت کے موافق اس راہ مین قدم رکھا اور آپکی محبت مین شور و شغب آسمان پر پہونچایا مگر آپ کا جمال و کمال کماحقہ نپایا شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے بیت درخت میوۂ مقصود ازان بلند تر است ٭ کہ دست ہمت کوتاہ ما بدان نرسد ٭ یعنی میوۂ مقصود کا درخت اسوجہ سے زیادہ اونچا ہے کہ ہم جیسے کوتاہ ہمتون کا ہاتھہ وہانتک نہ پہونچ سکے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے رباعی مرا حاجت از عشق تو روئے نست ٭ ہمہ میل دل جانب سوئے تست ٭ ہمہ شور و غوغائے این عاشقان ٭ بگرد ہمہ سرائے سر کوئے تست ٭ قال علیہ السلام ان اللہ یحب حفظ الود القدیم یعنی خواجہ انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا تعالی قدیم دوستی کی محافظت کو دوست رکھتا ہے۔ البتہ یہ حکم کی محبت ہوائے نفسانی کے اتباع اور شیطانی القا کی وجہ سے پردۂ حجاب مین ہے جیسا کہ حضرت سلطان المشائخ کی دُر افشان زبان پر جو ایکمرتبہ ذیل کی بیت گذری اوس سے یہی مضمون پیدا ہوتا ہے۔ بیت

آن نافہ کہ مے جستی ہم باتو در گلیم است ٭ تو از سیہ گلیمی بوئی ازان نداری ٭ یعنے جس نافہ کی تو تلاش مین ہے وہ تیرے پاس تیری ہی کملی مین ہے لیکن تو اپنی سیاہ کاری کی وجہ سے اوسکی خوشبو نہین سونگھتا ہے - مگر جب جب اپنے دل کے آئینہ کو محبت کی صیقل سے روشن و منور کرتا ہے تو الست بربکم کی محبت کا آفتاب اوسکی روح کے تا بدان سے طلوع کرتا اور عالم مشاہدات مین جلوہ گری کرتا ہے - بیت از در دل بمنظر جان آئی ٭ بتماشائے باغ جانان آئی ٭ اور آدمی اس مرتبہ پر اوسوقت تک نہین پہونچ سکتا جبتک راہ خدا تعالی مین پورا پورا کمال حاصل نہین ہوتا - چنانچہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جبتک کسیکے کمال پر تمام ساکنان زمین اور باشندۂ آسمان شہادت نہین دے لیتے وہ شخص ہرگز ولایت حق کا مستحق نہین ہوتا - آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایک شخص نے خدا تعالی کی محبت کی درخواست کی اور جب بہت الحاح کیا تو جواب پایا کہ فرشتے تیرا معاملہ لکھتے اور تیرے سامنے رکھتے ہین مگر تو اوسمین دیکھتا نہین اگر دیکھہ لیتا تو ہماری محبت کی تمنا نہ کرتا - کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ سلطان المشائخ کے اس فرمان کے یہ معنی ہین کہ جب تیرا باطن کدورات بشریہ کے ساتھ آلودہ ہے اور تیرے چہرے کو خواہش کی غبار نے چھپا رکہا ہے تو اچھی طرح معلوم کرلے کہ ایسی جگہ بادشاہون کے مقام کے لائق نہین ہے بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے بیت خیالت در دلم بنشستہ ہر دم عذر میخواہم ٭ چہ جائے لست آسلطان درین ویرانہ بنشستن ٭ اور ان مذکورہ آفات کے دفع کرنے کے لیئے جو مجرب اور مفید نسخہ تجویز کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ حق تعالی سے بخشوع و خضوع التجا کرے اور آناً فاناً مشغولی باطن مین مصروف ہو جیسا کہ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ فرماتے ہین کہ اگر کسی شخص کے معدہ مین درد ہو تو دوا کہائے امید ہے کہ مفید و موثر پڑے گی بخلاف اوس شخص کے کہ درد تو معدہ مین ہو اور دوا کا لیپ ظاہری جسم پر کرے - واضح ہے کہ ظاہر جسم سے دوا کیا اثر کریگی یہی مثال بعینہ درویشون کے مراقبہ دل کی ہے جو محبان خاص کا خاصہ اور عاشقون کا وظیفہ ہے اور جسے وہ تمام عبادات پر مقدم رکھتے ہین - یا یون سمجھنا چاہیئے کہ ایک شخص بڑے وسیع اور لق و دق جنگل کو صاف کرنا چاہتا ہے اور صرف اپنے ہاتھ سے اس مشکل کام کا انجام دینا چاہتا اور تمام درخت کاٹنے مین مشغول ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس شخص کو بہت دن گذر جائینگے اور غرض حاصل نہ ہوگی ہان اگر دفعۃً سارے جنگل مین آگ لگا دے گا تو وہ درخت بہت تھوڑے عرصہ مین جل جلا کر خاک ہو جائینگے اور تمام جنگل صاف ہو جائیگا یہی کیفیت بعینہ مشغولی باطن کی ہے کہ سالک کے دل مین یکبارگی آتش محبت بھڑک اٹھتی ہے اور اوسکے تمام اخلاق رذیلہ اور عادات ذمیمہ اس آگ سے جلکر خاک ہو جاتے اور خاطر خواہ صفائی

پیدا ہوجاتی ہے اسوقت سالک اسبات کے لائق وسزاوار ہوتا ہے کہ محبت خداوندی کے میدان مین قدم رکھے اوراس صفائی کے بدولت محبت کے کہلے میدانون مین ترقی کرے بیت تا لسنوزی بر نیاید بوے عود ÷ پختہ

داند این سخن با خام نیست ÷ قیل لیحیی بن معاذ الرازی متی یصل العبد الی حلاوۃ الحب قال اذا کان له الجفا شکرا والفقر عسلا والحزن رطبا یعنی لوگون نے یحیی بن معاذ رازی سے پوچہا کہ بندہ دوستی کی حلاوۃ کوکب پہونچتا ہے فرمایا جبکہ اوسپر جفا وظلم شکر اور فقر وتنگی شہد اور رنج وغم چہوارے کے مانند ہوجائے اسوقت جناب سلطان المشائخ کی زبان مبارک پر یہ بیت جاری ہوئی بیت ہرکہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد ÷ وانکہ مارا رنجہ دارد در اجلش بسیار باد ÷ ہرکہ او در راہ ما را خارہا نہد از دشمنی ÷ ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بیخار باد ÷ یعنے جو شخص ہماری یاری ومددگاری نکرے خدا اوسکا یار ہوا ور جو ہمین رنج دے اوسے بے انتہا راحت پہونچے جو کوئی دشمنی کی وجہ سے ہماری راہ مین کانٹے بچہائے۔ اوسکی باغ عمر سے جو پہول کہلے بیخار ہو۔ والفقر عسلا کا مطلب یہ ہے کہ افلاس وتنگی کی سختی اوسکے نزدیک شہد جیسی معلوم ہو یعنے اپنا ذاتی نفع فقر ہی مین دیکہتا ہو بندہ ضعیف عرض کرتا ہے قطعہ تا ترا فقر اختیاری نیست ÷ عشق را با تو ہیچ کاری نیست ÷ پیش معشوق پادشاہ صفت ÷ جز ہمین عاجزی وزاری نیست ÷ یعنے جبتک تجہے فقر وافلاس پسندیدہ نہو گا عشق کو تجہسے کچہہ سروکار نہو گا۔ پادشاہ صفت معشوق کے آگے صرف یہی عاجزی وزاری کرنی چاہیئے۔ اور والحزن رطبا کا یہ مطلب ہے کہ غم واندوہ چہوارے کے مانند یعنے لذیذ وخوشگوار غذا کے قائم مقام ہوجائے کہ ایک بزرگ فرماتے ہین ع من بغمہاے توام زندہ وگرنہ در حال مردہ باشم کہ نماند ز وجودم اثرے ÷ قال الکحال للشبلی وله رمد الخ یعنے ایکدفعہ شبلی کی آنکہون مین درد اوٹہا تو کحال نے اونسے کہا کہ آؤ مین تمہاری آنکہون مین شیشہ ڈالون تاکہ درد جاتا رہے اور خلق کو دیکہہ سکو اسکے جواب مین شبلی نے فرمایا کہ اے کحال تو میری پاس آکہ تیرے آنکہہ مین سلائی ڈالون تاکہ تو اندہا ہوکر بیٹہے اور خلق کو دیکہہ نہ سکے بلکہ بجائے اسکے حق کو دیکہے۔ قال رجل لیوسف الخ ایک شخص نے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ مین آپکو دوست رکہتا ہون فرمایا مین نہین چاہتا کہ کوئی شخص خدا کو چہوڑکر مجہے دوست رکہے۔ وجہ یہ کہ میرے والد بزرگوار نے جب مجہے دوست رکہا تو اونکی دوستی نے مجہے کنوئین مین ڈالا۔ عزیز کی عورت نے مجہے دوست رکہا تو اوسکی دوستی نے مجہے سالہا سال قید خانہ مین رکہا۔

رایت رجلا نائما فی الثلج الخ یعنے مین نے ایک شخص کو برف مین سوتا دیکہا اوس سے دریافت کیا کہ تو برف مین

کیونکر سوتا ہے اور اس ٹھنڈک مین تجھے کس طرح چین پڑتا ہے اوسنے جواب دیا کہ جس شخص کو خدا تعالی کی محبت
اپنی طرف مشغول کرلیتی ہے اوسمین گرمی و سردی ذرا اثر نہین کرتی۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ خواجہ احمد معشوق
عین چلّے کے جاڑے مین اپنے مقام سے نکلکر باہر آئے اور بہتے دریا مین کود پڑے بہتے بہتے موضع تھلکہ مین پہونچے
اور یہان ٹھہر کر جناب الہی مین دعا کی کہ خداوندا جبتک تو مجھے یہ معلوم نہ کرا دیگا کہ مین کون ہون یہان سے
ہرگز نہ نکلونگا۔ آواز آئی تو وہ شخص ہے کہ کل قیامت کے روز بہت سے گنہگار آدمی تیری شفاعت کے
سبب دوزخ سے خلاصی پائینگے۔ شیخ احمد نے دوبارہ عرض کیا کہ مین اسپر اکتفا نہین کرتا مجھے یہ معلوم کرادینا
چاہیے کہ مین کون ہون آواز آئی کہ ہم حکم کرچکے ہین کہ تمام درویش اور عارف ہمارے عاشق ہین اور تم ہمارے معشوق ہو یہ بات
سنکر خواجہ احمد دریا سے نکلکر باہر آئے اور شہر کی طرف روانہ ہوئے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ جو شخص سامنے
سے آتا تھا باواز بلند کہتا تھا السلام علیکم یا احمد معشوق۔ حاضرین مجلس مین سے ایک شخص نے حضرت سلطان
المشائخ سے عرض کیا کہ حضرت وہ نماز نہین پڑھتے تھے فرمایا ہان نماز کے پابند نہ تھے جب بہت لوگون نے باصرار
کہا کہ تم نماز کیون نہین پڑھتے فرمایا نماز پڑھنے کو تیار ہون لیکن سورہ فاتحہ نہ پڑھونگا۔ لوگون نے کہا وہ
نماز ہی کیا ہوئی جسمین سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے۔ جواب دیا کہ اچھا سورہ فاتحہ بھی پڑھونگا لیکن ایاک
نعبد وایاک نستعین نہ پڑھونگا۔ حاضرین نے کہا کہ نہین یہ بھی پڑھنا ہوگا۔ غرضکہ بہت گفت و شنید کے بعد
نماز کے لیئے کھڑے ہوئے اور سورہ فاتحہ پڑھنی شروع کی جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہونچے تو اونکے
ایک ایک عضو کے ہر ہر رونگٹے کے نیچے سے خون جاری ہوگیا اوسوقت آپنے حاضرین جلسہ کی طرف متوجہ
ہوکر فرمایا کہ مین حائضہ عورت ہون اور حائضہ کو نماز پڑھنی درست نہین۔ یہ حکایت بیان کرکے جناب
سلطان المشائخ نے فرمایا ایک بزرگ کا قول ہے کہ مین نے خواجہ احمد غزالی سے سنا قیامت کے دن سارے
صدیق تمنا کرینگے کہ کاش ہم خاک ہوتے اور کسی دن خواجہ معشوق اوسپر قدم مبارک رکھکر چلتے۔

قال الحکیم لایجوز فی دور القلب ولا فی ترکیب الطبائع ولا فی القیاس ولا فی الوہم ولا فی الحس ولا فی الممکن
ولا فی الواجب ان یکون محبا ولیس لمحبوبہ الیہ میل وود۔ یعنے ایک حکیم کا قول ہے کہ کسی دل کے نزدیک جائز
نہین ہے اور نہ ترکیب طبائع مین نہ قیاس مین نہ وہم مین نہ حس مین نہ ممکن مین نہ واجب مین درست ہے
کہ کوئی کسی شخص کو دوست رکھے اور محبوب کا تیری طرف میل وخواہش نہو۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین بیت
اگر نہ دل بدل رود انصاف من بدہ ٭ چو نیست من بوصل تو مشتاق و تو ملول ٭ اور یہ بھی کہا ہے القلوب

سبع القلوب تتشابہ یعنے دلونکو دلون کے ساتہ کشش ہوتی ہے اور یہ جملہ اوس کلام کے مطابق ہے جو سلطان المشائخ
نے سالکون کیے جواب مین فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگون نے حضور سے دریافت کیا کہ محب کا قلق و اضطراب محبوب کے
کسطرح بدستور پیدا ہوتا ہے سلطان المشائخ نے فرمایا اسوجہ سے کہ دونون کے دلون مین ایکطرحکی کشش پیدا
ہو جاتی ہے اور محبوب کی طرف سے ایک خاص قسم کی کشش ظہور مین آتی ہے آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک بزرگ
کا بیان ہے۔ ابتدا ء حال مین تمام روحین ایک ہی تہین بعد کو تعدد اشخاص کی وجہ سے متعدد ہو گئین ۔
قیل للمحب لو ادخلک الله النار بالفعل قال اطوف فی طباق النار و اقول ہذا جزاء من احبہ یعنے دوستان خدا
مین سے ایک دوست سے کسینے پوچہا کہ اگر خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ سے تجہے دوزخ مین ڈالدے تو تو کیا کرے
کہا دوزخکے ساتون طبقون کا طواف کرکے کہونگا ہذا جزاء من احبہ یعنے اوس شخص کا بدلہ ہے جو اوسے دوست
رکہتا ہے۔ الحب حرم نومی و استحل دمی کذالک فی الحب تحریم و تحلیل فبانتہ لیلی کان العین صومعۃ و انسانہا
راہب و الدمع قندیل یعنے تیری دوستی نے مجہپر خواب حرام کر دیا ہے اور میری خونریزی حلال کر دی ہے یہی کیفیت
دوست کی شریعت مین تحریم و تحلیل کی ہے بس میرے دوست یعنے اوسکے خیال و جمال نے میرے ساتہ
شب باشی کی اوسکا صومعہ میری آنکہہ اور صومعہ کا راہب میری آنکہہ کی پتلی تہی اور آنسو جو میری آنکہو سے
ٹپکتے ہین اوس صومعہ کی قندیل تہی۔ ولما ماتت لیلی دخل المجنون فی مقبرتہا جعل یشم تراب قبر لیلی
فقال شعرا اراد ا فعر قبرہا عن محبتہ ؛ قطب تراب القبر دل علی القبر۔ فاخذ من ذالک التراب بکفہ و شمہ و صاح
صیحۃ و مات فدفن عند قبرہا یعنے جب لیلی نے انتقال کیا تو مجنون لیلی لیلی کہتا ہوا ہر طرف دوڑتا پہرا اور لیلی
کی قبر ڈہونڈہنے لگا اور ہر قبر کی مٹی اوٹہا کر سونگہنے لگا یہانتک کہ لیلی کی قبر پہ پہونچا اور لیلی کی خوشبو سے
اوسکی قبر پہچان کر زار و قطار رونے لگا اور انہا ء گریہ مین شعر مذکور پڑہتا جاتا تہا اور قبر کا طواف کرتا جاتا
تہا اوسوقت لیلی نے زبان سے اس بیت کے ساتہ جواب دیا بیت اگر تو برگل گورم گذر کنی روزے ؛ ببوئے جو
چون لشناسی کہ این کدام گل است ؛ ان بعد مجنون نے تہوڑی سی خاک لیلی کی قبر سے اوٹہا کر سونگہی اور
فورًا جان دیدی۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ کل قیامت کے روز بارگاہ خداوندی سے فرمان صادر
ہوگا کہ جو لوگ دنیا مین ہماری محبت کا دعوی کرتے تہے سبکو حاضر کیا جائے فرشتے فورًا اوسکی تعمیل کرینگے
اور اس قسم کی سب لوگونکو حاضر دربار کرینگے جب سب جمع ہو جائینگے تو حکم ہوگا جو لوگ ہماری محبت
لیلی و مجنون کی محبت سے کم رکہتے تہے اونہین عرصات قیامت مین سزا دو۔ حضور یہ بہی فرماتے ہین کہ جب

لوگون نے مجنون کو خبر دی کہ لیلی مرگئی تو اوسنے نہایت حسرتناک لہجہ مین کہا افسوس مین ایسے شخصکو کیون دوست رکہتا
ہون جسپر موت طاری ہوتی ہے یعنے اصل مین معتبر خدا لتعالی کی محبت ہے جو ازل سے ابد تک دائم و قائم ہے -
ازان بعد فرمایا کہ اسی مضمون کے مناسب ایک بیت جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ
العزیز کی زبان مبارک پر جاری ہوئی تہی بیت رو دل بکسے دہ کہ بمیرد تا تو + از درد فراق او نگری بارے ❊
اذا احب اللہ عبدا لم یضرہ ذنبہ یعنے جب خدا لتعالی بندہ کو دوست رکہتا ہے تو اوسے کوئی گناہ نقصان نہین
پہونچاتا - سلطان المشائخ فرمایا کرتے تہے کہ بہت سے ایسے آدمی گذرے ہین جنہون نے ابتدائی زمانہ مین
نہایت ناشائستہ اور قبیح کام کیئے ہین لیکن آخر کار عنایت ازلی اونکی طرف متوجہ ہوئی اور وہ تمام نازیبا
اور برے کامون سے باز آگئے - اسکے بعد زبان مبارک پر یہ بیت جاری ہوی - بیت تا زان خودی مگرد
دریا ہا چاکر خویش یا چاکر ما ❊ پہر فرمایا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مالک بن دینار نے ایک جوان کے لیئے بددعا کرنی چاہی
جو انکے ہمسایہ مین رہتا تہا اور اسکی وجہ یہ ہوئی تہی کہ اوسنے آپکو ستایا تہا - جب آپنے بددعا کرنے کا ارادہ
کیا تو ہاتف نے آواز دی یا مالک لا تدع علی الفتی فان ہذا الفتی من اولیائی یعنے اے مالک اس نوجوان
کے لیئے بددعامت کر کیونکہ یہ ہمارے دوستون مین سے ایک مخلص دوست ہے مالک بن دینار یہ سنکر
حیرت زدہ ہوگئے اور نہایت ندامت و شرمندگی کے ساتہ اپنے ارادہ سے باز آئے صبح ہوئی تو اوس جوان
کے مکان پر پہونچے اور دروازہ کہلوایا جوان نے دریافت کیا کہ آپ کیون تشریف لائے ہین فرمایا معذرت
کے لئے چونکہ اس جوان نے بہی شبکو ایک عجیب و غریب واقعہ دیکہا تہا لہذا اپنے اہلخانہ کو رخصت کرنیکے
لیئے گہر مین گیا اور تہوڑی دیر کے بعد باہر آکر کہنے لگا کہ مین تمہارے ساتہ شہر مین چلتا ہون یہ کہکر صحرا
کی طرف متوجہ ہوا - مالک بن دینار کا بیان ہے کہ مین نے ایک عرصہ کے بعد اوس جوان کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکہا
حقیقت یہ ہے کہ اولیاء حق کے آثار نمایان طور پر اوسکی پیشانی سے ظاہر تہے اور خدا کے دوستونکی علامت اوسکی
پیشانی سے چمک رہی تہی - کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ اس جوان نے ابتدائی زمانہ مین محبت کی چاشنی چکہی
تہی اور عشق کی بو اوسکی جبلت مین خمیر کردیگئی تہی وہی ابتدائی چاشنی اس سعادت کی باعث ہوئی اور محبت
کی برکت سے گذشتہ زمانہ کی بے عنوانیان اوسکے حق مین مضرت دہ ثابت نہین ہوئین - مولانا حسام الدین ملتانی
نے جو حضرت سلطان المشائخ کے معزز خلیفہ تہے ایکدفعہ فرمایا کہ ہر شخص کو اپنے اندازہ کے موافق خدا لتعالی سے
درخواست کرنی چاہیئے اور اپنے حوصلہ سے باہر ہرگز قدم رکہنا نہ چاہیئے اور جب یہ ہے تو خدا لتعالے کی

محبت ایک ایسی چیز ہے کہ جبتک کوئی شخص مقامات مین خوب مستقیم اور ثابت قدم نہ ہو اوسے خدا تعالی کی محبت کی درخواست کرنا نہایت دشوار و محال ہے۔ جب یہ بات جناب سلطان المشائخ کے گوش مبارک مین پہونچی تو فرمایا ایسا نہین ہے بلکہ بندہ کو ہر وقت خدا تعالی سے اوسکی محبت مانگنی چاہیئے اور ذیل کی دعا ہمیشہ بکثرت پڑھنی چاہیئے۔ اللھم انی اسالک حبک وحب من یحبک والعمل الذی تاذی الی حبک اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی واہلی ومالی من الماء البارد للعطشان یعنے خدا تعالی مین تجھسے تیری دوستی کی درخواست کرتا ہون اور اوس شخصکی دوستی مانگتا ہون جو تجھے دوست رکھتا ہے اور اوس کام کا سوال کرتا ہون جو تیری دوستی کی طرف پہونچا دے۔ خداوند اپنی دوستی کو میری ذات میرے خویش واقربا میری مال کی نسبت ٹھنڈے پانی سے میری طرف دوست تر کر دے یعنے جسطرح پیاسے لوگ ٹھنڈے پانی کو دوست رکھتے ہین اسطرح مین تیری محبت کو دوست رکھنے لگون۔ یہ دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور مین نے شیخ الاسلام شیخ معین الدین سنجری کے ملفوظات مین لکھی دیکھی ہے۔ شبلی سے لوگون نے دریافت کیا کہ محبت غالب ہے یا شوق۔ جواب دیا محبت۔ کیونکہ شوق محبت سے پیدا ہوتا ہے۔

نکتہ اشتیاق اور شوق کے بیان مین۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تھے من اشتاق الی اللہ اشتاق الیہ کل شئ یعنے جو شخص خدا کا مشتاق ہوتا ہے اوسکی ہر چیز مشتاق ہوا کرتی ہے۔ فرماتے تھے کہ حق تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی کی کہ اے داؤد تم بنی اسرائیل کے نوجوانون سے کہدو کہ تم اپنی جانون کو میری غیر کی طرف کیون مشغول کرتے ہو حالانکہ مین تمہارا مشتاق ہون اور جب یہ ہے تو یہ جفا و ظلم نہین تو اور کیا ہے۔ شیخ ابو القاسم قشیری اپنے رسالہ مین لکھتے ہین کہ جب اشتیاق کی آگ مشتاق کے باطن مین بھڑک اوٹھتی ہے تو اوس نور کی روشنائی سے آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونون کے درمیان ہے سب حجاب اوٹھتے ہین اور جو دل کہ نور الہی سے منور ہوتا ہے حضرت ذو الجلال کا مشتاق ہو جاتا ہے اسوقت رب العزت اس شخصکو تمام ملک و ملکوت پر جلوہ دیتا اور کونین مین ندا کر دیتا ہے کہ جس قوم کے دل ہمارے نور اشتیاق سے منور ہوئے ہین اور وہ ہماری بارگاہ کے مشتاق ہین تم گواہ رہو کہ مین اون سے زیادہ اون کا مشتاق ہون اولیاء اللہ مین سے ایک شیخ نے کیا خوب کہا ہے ؎ مامن شئ عند الرحمان اعلی منزلۃ من الشوق والتشوق المحمود یعنے خدا کے نزدیک شوق اور پسندیدہ اشتیاق سے اعلی درجہ کی کوئی چیز نہین۔ مین نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ للمومن عشرۃ انوار الخ یعنے مومن کے لیئے دس نور ہین۔ نور روح نور عقل

نور معرفت نور علم نور یقین نور توفیق نور بصر نور حیا نور محبت نور شوق **شعر** شوقی الی وجنات وجہک سیدی ؛ شوق المریض الی اسباب العافیۃ ؛ یعنے ای میرے سردار مجھے تیرے چہرے کے رخساروں کا بالکل ایسا ہی شوق ہے جیسے بیمار کو عافیت کے دروازہ کا۔ **نکتہ عشق کے بیان میں**۔ سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ العشق آخر درجات المحبۃ والمحبۃ اول درجات العشق یعنے عشق محبت کی آخری سیڑہی اور محبت عشق کی پہلی چوکہٹ ہے۔ فرماتے ہیں کہ عشق عشقہ سے مشتق ہے اور عشقہ ایک قسم کی گہاس کا نام ہے جو باغ میں اوگتی ہے اور بیل کی طرح درخت پر چڑہتی ہے اول اپنی جڑ زمین میں سخت اور مستحکم کرتی ہے پہر شاخوں پر چڑہکر سارے درخت کو لپٹ جاتی ہے اور درخت کو اسطرح شکنجہ میں کہینچتی ہے کہ اوسکی رگوں میں ذرا بہی تری اور نمی باقی نہیں چہوڑتی۔ تہوڑے دنوں میں اوسے بالکل خشک کر دیتی ہے اور جو ہوا پانی اور تراریح ساتہ لیکر اس درخت تک پہونچتی ہے اوسے غارت کر دیتی ہے یہانتک کہ درخت چند روز میں سوکہکر کانٹا ہو جاتا ہے اور کہوکہلا ہو کر ایکدن دہڑام سے گر پڑتا ہے **بیت** تاراج خوبروئی در ملک جان در آمد ؛ آن دل کہ بود و قتے گوئے نبود مارا ؛ اسیطرح عشق جب آدمی کو لپٹتا ہے تو پہر اوس سے جدا نہیں ہوتا یہان تک کہ اوسکی انسانیت کو باطل کرکے چہوڑتا ہے جسطرح عشقہ گہاس درخت پر لپٹکر اوسے خشک کر دیتی ہے اسیطرح عشق... آدمی کو سکہا کر کانٹا کر دیتا ہے اولیاء اللہ میں سے ایک ولی نے فرمایا ہے **شعر** عشق و تجلا وصبر و سکوت ؛ یا اظفر بالمراد والعمر یفوت ؛ ؛ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ فرماتے ہیں جب مخلوق کا عشق عاشق کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے تو ہمین سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خداوند عالم کے عشق کا کیا اثر پیدا ہوگا اسلیئے مناسب ہے کہ جہانتک بن پڑے تم اس دروازہ کی کنڈی ہلاؤ۔ اگرچہ مشائخ نے بیان کیا ہے کہ عشق وہبی ہے نہ کسبی۔ یعنے عطیۂ خداوندی ہے تعلیم اور سیکہنے سے حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن آدمی کو اس میں جد و جہد اور سعی و کوشش کرنا چاہیئے۔ شیخ سعدی رحمہ فرماتے ہیں **بیت** حیف بود مردن بے عاشقی ؛ تا نفسی داری نفسی بکوش ؛ یعنی بغیر عشق کیئے دنیا سے اوٹہہ جانے والے پر سخت افسوس ہے جبتک دم باقی ہے دم بہر کے لیئے بہی اس میں کوشش کرو۔ خواجہ حکیم ثنائی کہتے ہیں۔ **ابیات** بخ بخ ای عاشقان خوش رفتار ؛ خہ خہ ای عارفان شیرین کار ؛ در جہان شاہدے و ما غافل ؛ در قدح جرعہ و ما ہشیار ؛ پس ازین دست ما و دامن دوست ؛ بعد ازین گوش ما و حلقۂ یار ؛ الغرض انسان کو چاہیئے کہ اس کوچہ سے غافل نرہے۔ عاشقان خدا کی خاک پا کو آنکہوں کا سرمہ اور عاشق صادق کے دامن کو نہایت کوشش سے پکڑنا چاہیئے۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے ہیں **بیت** فراق کے

زعاشقان گیر ٭ پس تیغ برآور دجہان گیر ٭ یعنی کسی عاشق کے فتراک کو مضبوطی سے پکڑ لے اگر ایسا کریگا تو جہانگیر تیغ جمال چمکائیگا - ذیل کی بیت بہی جو شیخ ابوسعید ابوالخیر کی تصنیف سے ہے - حضور کی زبان مبارک پر اکثر جاری رہتی تہی بیت با عاشقان نشین و غم عاشقی گزین ٭ با ہر کہ نیست عاشق کم کن از و قرین ٭ اگر اس پر عمل در آمد ہوگا تو عاشقان الٰہی کے گلستان عشق کی معطر کن خوشبو تم بیچاروں کے دل کی کلی کو شگفتہ کریگی - امیر خسرو نے کیا خوب کہتے ہین

بیت صبا نسیم تو آورد تازہ شد دل خسرو ٭ گلے چنین شگفتہ است ہیچ باد صبا را یعنے جب صبا تیری خوشبو لائی تو خسرو کا دل تر و تازہ ہوگیا - اور اسطرح کہل گیا کہ کسی باد صبا سے کبہی کوئی پہول ایسا نہین کہلا - ازان بعد سلطان المشایخ تحریر فرماتے ہین کہ تمہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ قصہ جو زینب بنت جحش کے ساتھ پیش آیا اور جو روح الارواح مین نہایت بسط و شرح کے ساتھ لکھا ہے دیکہنا چاہیئے اوس سے خود معلوم ہوجائیگا کہ خدا تعالی نے عاشقوں کے بارہ مین کیسے کیسے احسان و کرم کیئے ہین اور کس کس طرح کی ترغیبین دی ہین

اللہم ارزقنا حلاوۃ الحب فی محبۃ اللہ - اس قصہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج مین آسمانون پر تشریف لے جانے لگے تو دنیا ئے غدار لباس و زیور سے خوب آراستہ و پیراستہ ہوکر آپکے سامنے آئی اور کہا اگر سید عالم مجہے ایکبار دیکہہ لین تو میرا سارا عیب ہنر سے بدل جائے اور نہ بدشکل ہوجاے اسپر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے حقیر و کمینہ دنیا یہ کیسی خام طمع ہے - اس رات مین فردوس اعلی کو بہ طاقت نہین ہے کہ ہمارے سراپردہ عزت کے گرد پہر سکے - ای درویش عجیب بہید خداوندی ہے کہ معراج کی رات کو ملک و ملکوت کی زینت حضور کی پیش نظر کی گئی لیکن آپنے ذرا التفات نہین کیا اور کسیکی طرف آنکہہ اوٹہاکر نہین دیکہا لیکن جب زید کے گہر مین تشریف لیگئے تو عجیب و غریب شور پیدا ہوا - کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایکدن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زید کی زیارت کے لیئے اونکے گہر تشریف لے گئے زینب بنت جحش جو زید کی منکوحہ تہین اون پر آپکی اتفاقیہ نظر پڑ گئی وہ اوسوقت کہڑی ہوئی تہین حضور کو اون کا اسطرح کہڑا ہونا بہت پسند آیا اور زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے سبحان اللہ مقلب القلوب - زینب ان الفاظون کو سنتے ہی فرش پر بیٹہہ گئین - جب زید گہر مین آئے تو زینب نے اون سے سارا قصہ بیان کیا زید یہ واقعہ معلوم کرکے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تشریف لائے اور عرض کیا مجہے حکم دیجیئے کہ زینب کو طلاق دیدون کیونکہ وہ نہایت متکبر عورت ہے اور جو الفاظ آتے ہین میری نسبت استعمال کرنے مین خوف نہین کرتی آپنے فرمایا کہ امسک علیک زوجک یعنے زید! تم اپنی بیوی کو اپنے پاس ٹہیرائے رکہو طلاق نہ دو لیکن آپکے دل مبارک مین اسکے علاوہ اور جواب تہا

جیسے آپ نے زید پر ظاہر نہین کیا بلکہ مخفی رکہا اگر حق تعالی نے اوسے برملا کر دیا اور کہلم کہلا صاف بیان کر دیا پہر اس مین علمار کے مختلف قول ہین۔ ایک یہ کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دلی ارادہ کو زید سے اسلیئے مخفی رکہا کہ جب زید زینب کو طلاق دیدیگا تو مین اوسے اپنے نکاح مین لے آؤن گا پہر ظاہر کرنے کی کیا حاجت۔ دوسری یہ کہ خدا تعالی نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اول ہی وعدہ دیا تہا کہ زینب بنت جحش آپکے سلسلۂ ازواج مین داخل ہوگی مگر چونکہ آپکو لوگون کے طعن وتشنیع کا خوف تہا اسلیئے ظاہر نہین کیا کہ مین زینب کو نکاح مین لانا چاہتا ہون اسپر خداوندی حکم ہوا واللہ احق ان تخشاہ یعنے خدا سے ڈرنا چاہیئے اور وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔ الغرض جب زید نے زینب کو طلاق دیدی تو حضور نے زید کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ زینب کو بلا لاؤ کیونکہ خدا تعالی نے مجہے خبر دی ہے کہ ہم نے زینب کو تیری تزویج مین دیدیا ہے زید گئے اور دروازہ کی کنڈی کہٹکہٹائی حضرت زینب بولین کون ہے۔ جواب دیا مین زید ہون۔ زینب نے کہا کہ جب تو مجہے طلاق دیچکا تو اب کیا چاہتا ہے کہا مجہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بہیجا ہے زینب نے کہا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر مرحبا۔ زان بعد زینب سجدہ شکر بجا لائین۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت زینب آخر عمر تک تمام ازواج مطہرات پر اسبات کا فخر کرتی رہین کہ تمہین تمہارے باپون نے آنحضرت کے نکاح مین دیا ہے اور مجہے حق تعالی نے آپکی تزویج مین دیا۔ خلاصہ یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زید کے گہر تشریف لائے اور زینب پر آپکی نظر پڑی اور یہ پہلی نظر تہی جسپر آدمی کا مواخذہ نہین ہوتا لیکن اوس پہلی ہی نظر مین آپکے صبر کا خرمن برباد ہوگیا اوسیوقت غیب سے ندا ہوئی کہ لے محمد تمہاری یہ نظر جو ہمارے غیر پر پڑی ہے ہم اسبات پر قادر ہین کہ اس خطرہ کو تمہارے سرائرہ دل کے میدان اور آنکہ سے اوٹہالین لیکن چونکہ اسمین راز اور لطیفہ ہے اسلیئے ہم ایسا نہین کرتے اور وہ لطیفہ یہ ہے کہ اس سے ہمین مفلسون اور شکستگون کا دل خوش کرنا منظور ہے تاکہ وہ اس واقعہ کو یاد کرکے کہین کہ جب پیغمبر علیہ السلام باوجود جلالت رسالت اور قوت نبوت کے اپنے دل کی نگرانی نکرسکے تو بیچارے غریبون سے کب ہوسکتا ہے کہ دل ودیدہ کی نگاہداشت کرسکین جیساکہ شیخ سعدی فرماتے ہین قطعہ نظر بنیکوان رسمے است معہود ⁂ نہ این بدعت من آوردم بعالم ⁂ حدیث عشق اگر گوی گناہ است ⁂ گناہ اول ز حوا بود و آدم ⁂ اگر دعوی کنی پرہیزگاری ⁂ مسلم دارمت واللہ اعلم ⁂ اگر گوئی کہ میل خاطرم نیست ⁂ من این دعوی نمیدانم مسلم ⁂ یعنے خوبصورت لوگون پر نظر کرنا قدیم رسم ہے کچہ مین نے ہی یہ بدعت دنیا مین ایجاد نہین کی ہے۔ حدیث عشق کو ظاہر کرنا گناہ ہے لیکن سب سے پہلے حوا اور آدم سے گناہ ظہور مین آیا اگر پرہیزگاری کا دعوی کیا جائے تو ہم تو

کرسکتے ہین لیکن اگر کوئی یہ دعوی کرے کہ میری طبیعت کا میلان کسی طرف نہین ہے تو ہم اسے کبھی تسلیم نکرینگے
کاتب حروف نے ایک عزیز سافر سے سنا ہے کہ تبریز مین ایک دیوانہ تہا اوسکی عادت تہی کہ جب کسی خوبصورت آدمی
کو دیکھتا ٹہر جاتا اور گھور کر دیکھتا اور اوسکے رخ دلفریب کو ایک نظر دیکھ چکتا تو روتا ہوا وہان سے گذر جاتا
بیت این چہ نظر بود کہ خونم بریخت ٭ وین چہ نمک بود کہ ریشم بخست ٭ یعنے یہ کیسی نظر تہی جسنے مجھے خون
خون رولایا اور یہ کیسا نمک تہا جسنے میرے زخم مین کہٹیین لگا دین یہ بیت ہی اوسی عاشق صادق کی
ہے ہ سرشک یار کہ در میرسد از عالم غیب ٭ بردل ریش عزیزان نمکسے باشد ٭ ذیل کا قطعہ ہی اوسی
صاحبدل کا ہے قطعہ دیر تو اے خواجہ اگر صبر و شکیبائی ہست ٭ درمن اینست کہ صبرم ز نیکورویان نیست ٭
ایکہ مطبوع بہ بینی و تامل نکنی ٭ گر ترا قوت آن ہست مرا امکان نیست ٭ سلطان المشائخ فرماتے ہین -
بعض لوگ کہتے ہین کہ ہم جو کسی خوبصورت چیز کو دیکھتے ہین تو اوس سے ہماری غرض صنعت خدا مین نظر
کرنی ہوتی ہے نہ معشوق کے مصنوعی اور بناوٹی حسن مین لیکن مجھے اسمین کلام ہے - شیخ بہاؤ الدین زکریا
کے داماد عراقی کا قول ہے کہ ہم خدا تعالی کی صنعت و کاریگری مین نظر کرتے ہین اور کسی خوبصورت چیز کے
دیکھنے سے ہماری یہی غرض ہوتی ہے شیخ سعدی کہتے ہین بیت مرد باریک نظر در ملح و مور کند ٭ آن
تامل کہ در زلف و بناگوش کنی ٭ اصل بات یہ ہے کہ عشق ورع و احتیاط کو پوشیدہ نہین کرتا اور اسپر نظر کا
کوئی اعتبار نہین ہوتا - ہان جب ورع اُٹہ جاتا ہے تو عشق کا اعتبار کیا جاتا ہے - یہ بہی فرماتے تہے کہ جو شخص
لڑکون کی صحبت مین رہا وہ اس راہ سے عاجز رہا اور جو شخص اس راہ سے عاجز رہا وہ عورتون کی صحبت
سے عاجز رہا - فرماتے تہے درویش کو چاہیئے کہ درد کی چاشنی حاصل کرے اور یہ اندازہ ہمین خوب ہے
کہ جب کوئی تکلیف یا بیماری عارض ہوتی ہے تو سارا جہان اور جہان کی تمام چیزین فراموش ہو جاتی ہین بعدہ
فرمایا لیس بصادق فی دعواہ من لم یتلذذ و لیضرب مولاہ - یعنے وہ شخص اپنے دعوی مین سچا نہین ہے جو آقا
کے مارنے پر لذت حاصل نکرے - امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مین دیکہا گیا ہے کہ ایکدفعہ ابو سعید
خراز نے ابلیس علیہ اللعنۃ کو خواب مین دیکہکر فرمایا ذرا ورے آ ابلیس نے جواب دیا مجھے تم سے کیا کام کیونکہ
تم نے اپنے نفس سے اوس چیز کو دور کر دیا ہے جسکے ساتہ مین لوگون کو فریب دیتا ہون ابو سعید خراز نے فرمایا
وہ کیا چیز ہے جواب دیا یہ کہکر پیٹہ موڑکر چلتا بنا - تہوڑی دور پہنچکر میری طرف مڑکر دیکہا اور کہا ہی
ایک لطیفہ تم مین باقی ہے جس سے مین تم سے موافقت کرسکتا ہون - فرمایا وہ کونسا لطیفہ ہے کہا

لڑکونکی صحبت ہے۔ زان بعد امام قشیری لکھتے ہین کہ اس طریق مین سب سے زیادہ آفت لڑکون کے ساتھہ صحبت رہنا ہے۔ جو شخص اس مین مبتلا ہوا وہ باتفاق مشائخ ایک ایسا غلام ہے جسے خدا تعالی نے ذلت وخواری مین گرفتار کیا ہے۔ یہہ بہی لکھتے ہین کہ فتح موصلی رح کا بیان ہے کہ مین تیس مشائخ کی خدمت مین پہونچا اور سبہنے رخصت کرتے وقت متفقہ الفاظ مین کہا کہ نوعمر لڑکون کی صحبت سے بچو۔ جو شخص اس بارے مین اتفاق کرتا ہے اوسی حالت مین فسق وعشق کہنا چاہیئے کیونکہ یہ بلائے روح ہے پہر وہ اسباب مین سے بہت سے شواہد اور مشائخ کی حکایتین نقل کرتا اور بات بنانے کے لئے بہت کچہہ کوشش کرتا ہے بہتر ہے کہ ایسے شخص کی مزخرفات اور آفات پر نظر نکرین۔ امام قشیری لکھتے ہین کہ نوعمر لڑکے پر نظر ڈالنا شرک ہے۔ خواجہ سنائی کہتے ہین **ابیات**

شاہے ہیچ ہیچ را چہ کنی شاہدان زمانہ خرد وبزرگ	ای کم از ہیچ ہیچ را چہ کنی چشم را گو سفند دل را گرگ آن نگارے کہ مسح او نکری	چہ کنی یاد خوبی خوبان اگرچہ از چشم عالم افروزند او دولت برد از تو در دیری	عمر خود ہرزہ نکو رویان از مژہ دل برند وجان سوزند

الغرض سالک پر واجب ہے کہ نوعمر لڑکون کے پاس بیٹہنے سے پرہیز کرے شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** خدنگ غمزۂ خوبان خطائے افتد ❊ اگرچہ طائفۂ زہد را اسیر کند ❊ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ معشوق کو چاہیئے کہ بادشاہ ہو اور عاشق کو بادشاہ ہمت فقیر ہونا چاہیئے اگرچہ بادشاہون اور فقیرون مین کچہہ مناسبت نہین ہے لیکن عاشق نظربازی مین دلیر ہوتا اور اپنے مقصد پر فتحیاب ہونے مین کوتاہی نہین کرتا۔ اسی مضمون کے مطابق حضرت سلطان المشائخ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ مین نے شیخ بدر الدین غزنوی قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا ہے کہ وہ کہتے تہے میرے والد شیخ محمد اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدون کے سلسلہ مین داخل تہے مین نے اون سے سنا۔ فرماتے تہے کہ شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز سفر حج مین اپنے ہمراہ چالیس یارون کو لے گئے تہے جب اثنار راہ مین کوئی غرقاب دریا پیش آتا تو آپ اور آپکے ساتھہ آپکے ہمراہی دریا کی سطح پر قدم رکہتے اور جسطرح زمین پر چلتے ہین اوسی طرح پانی پر سے گذر جاتے تہے میرے دل مین خیال پیدا ہوا کہ آخر مین ہی تو خواجہ محمد اجل کے یارون مین سے ہون پہر یہ بات مجہے اور دیگر مریدون کو کیون نہین میسر ہوتی اور جب ہم پانی پر عبور نہین کرسکتے تو دو حال سے خالی نہین یا تو ہمارے شیخ ہی مین کچہہ نقصان ہے یا ہمین اوسکی قابلیت نہین ہے۔ الغرض میرے والد نے ایکدن موقع پاکر اپنا ما فی الضمیر خواجہ محمد اجل کے روبرو ظاہر کیا اور عرض کیا کہ خواجہ بایزید بسطامی کے مرید پانی پر چلتے تہے ہمین یہ بات کیون نہین نصیب ہوتی خواجہ نے جواب دیا کہ شیخ بایزید قدس اللہ سرہ العزیز کے

یار کرامت سوار تھے اور ہمارے بار بادشاہان ہمت ہین لیکن خواجہ کے اس اشارہ سے ہمارے والد کو شاہان ہمت کی حقیقت معلوم نہین ہوئی اور وہ اس رمز کو نہین سمجھے یہان تک کہ دہلی مین آئے اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ مین حاضر ہوئے اور قاضی صاحب کی نظرون سے بچکر مسجد کے ستون کی آڑ مین بیٹھ گئے چونکہ یہ خطرہ اونکے دل مین ہمیشہ کھٹکتا رہتا تہا۔ اسلیئے ایک کاغذ پر یہ لفظ لکھکر کہ شاہان ہمت کون لوگ ہین قاضی حمید الدین رح تک پہونچا یا۔ قاضی صاحب نے کاغذ کو دیکھکر ہاتہہ رکہہ لیا اسوقت میرے والد نے اپنے دل مین کہا کہ میری یہ سیاہ ڈاڑہی تمہارے پاؤن کے نیچے ہو شاہان ہمت کون لوگ ہین بجبر د اس خطرہ کے قاضی صاحب ممبر پر سے بول اوٹھے کہ میری یہ سفید ڈاڑہی تیرے تلون کے نیچے ہو شاہان ہمت وہ لوگ ہین جو گلخن تالی مین مصروف رہتے ہین اور بادشاہ ہونے کے عشق کا خیال اونکے سرون مین بہرا ہوتا ہے۔ بندہ ضعیف عرض کرتا ہے شاہان ہمت اند ہمہ دوستان ما ❊ اندر خرابہ ساکن و مالک جہان بدست ❊ روح الارواح مین لکہا ہے کہ زمانہ سابق مین ایک بادشاہزادہ تہا جو انتہائی خوبصورتی اور نہایت لطافت و ملاحت مین بے نظیر زمانہ تھا جیسا کہ کسی شخص نے کہا ہے **ابیات** گوئے ملاحت ربود زلف تو در دلبری ❊ زیبد اگر ملک حسن زیر نگین آوری ❊ لالہ رخ ونوش لبے خوب خط و مشک خال ❊ سرو قدرا سیمتن عشوہ دہ دلبری ❊

حسن وخوبی کے علاوہ یہ شاہزادہ سواری وچالاکی مین بہی بے نظیر عصر تہا۔ **قطعہ** تو برین شوخی وچالاکی و شکال و ناز ❊ تو بدین غمزۂ دلدوز وشکارے انداز ❊ قصد جان کردہ و دل دوختہ و دین بردہ ❊ کشتہ تاراج زلو حیلہ مسلمانان باز ❊ جیسی بادشاہزادون اور امیرون کی اولاد کا قاعدہ ہوتا ہے کہ گاہے گاہے میدان مین گیند بلا کہیلنے جاتے ہین یہ شاہزادہ بہی کبہی کبہی صحرا مین کہیلنے جایا کرتا تہا اور عشاق کے دلون کی گیند کو اپنے زلف کے خم چوگان مین پہنسا لیتا تہا آخرکار ایک درویش عارف کی نظر اس بادشاہزادہ کے جمال جہان آرا پر پڑی اور نظر پڑتے ہی بے قابو ہوگیا جیسا ایک شیرین سخن کہتا ہے **نظم** اسے متقی گر اہل دلی وید ہا بدوز ❊ کینان بدل ربودن مردم مفید اند ❊ یا بر قعے بچشم تماش فروگذار ❊ یا دل بنہ کہ پردہ ز کار ت برافگنند ❊ اس درویش جانباز کا دستور ہوگیا کہ ہر روز گیند بلا کہیلنے کے میدان مین جاتا اور اپنے دلربا کی زد مین کہڑا ہوکر اوس آشوب دل کو دیکہا کرتا لیکن جب بادشاہزادہ کہیلنے مین مصروف ہوتا اور بلا لگاتا ہوا اوسکے قریب آتا تو درویش اوسکی غایت لطافت سے بیہوش ہوکر گر پڑتا اور ہوش مین آنے کے بعد دعا کرتا اور یہ بیت پڑہتا **بیت** گوئی برتن زخم از چوگان خورد ❊ این فدائے دل شدہ برجان خورد ❊

شیخ سعدی فرماتے ہین بیت [illegible]

بیہردہ وہمچنان دعاگوست ٭ خون دلِ عاشقان مسکین ٭ در گردن و دیدۂ بلاجواست ٭ الغرض جب اوس درویش کی حکایت عشق فاش ہوئی اور عام وخاص مین یہ خبر پہیل گئی اور یہ مسلم بات ہے کہ جو عشق کا آفتاب سوختہ دلون اور عارفون پر چمکتا ہے اوسے صبر کا پردہ چہپا نہین سکتا جیسا کہ امیر خسرو ترک اللہ کہتے ہین بیت سر پنجۂ عقلم را پیچیدہ و بیرون شد دل ٭ ای صبر ہمین بودہ است بازوی توانائی ٭ رفتہ رفتہ یہ خبر شہزادہ کے یار دوستون اور محرمون کو بہی پہونچگئی اونہون نے شہزادہ کے کان مین ڈالی - اوسنے اول تو تبسم کیا اور پہر کرشمہ و ناز کے ساتھ اغماض فرمایا - دوسرے دن جب شہزادہ میدان چوگان مین جانے لگا تو اپنے محرمون سے کہا کہ مین اوس درویش کو نہین پہچانتا ذرا مجہے دکہا دو کہ وہ گردن زدنی کون ہے جو جان ہاتھ سے اوٹہا کر مجہہ جیسے سے عشق و تعلق رکہتا ہے - یارون نے کہا کہ حضور وہ ایک مسکین ہے جسکی پیشانی پر عاشقون کا نور چمکتا رہتا ہے - جب حضور میدان مین پہونچین گے تو ہم اوسے دکہا دینگے شہزادہ نے یہ بات دلمین ٹہانکر اپنی آراستگی کی عمدہ اور بیش قیمت پوشاک جسم نازنین پر سجائی اور شاہی تاج سر پر رکہا زرین پٹکا کمر مین باندھا اور مرصع چہڑی ہاتھہ مین لیکر سوار ہوا - جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق قدس اللہ سرہ کی زبان مبارک پر ایک روز ذیل کی چند بیتین جاری ہوئین جو اس حکایت کے بہت ہی مناسب ہین - آپ فرماتے ہین ع قبالیش را شدم بندہ کہ چون بکشا د بنشیند ٭ ولے خصم کمر بندم کہ چون بر بست برخیزد ٭ ع من سرو را قبا نہ شنیدم کمر لبست ٭ بر فرق آفتاب ندیدم کلاہ را ٭ ع گر صورتے چنین بقیامت بر آورند ٭ فاسق ہزار بار بگوید گناہ را ٭ ع قبا را باز پوشیدی بصد ناز ٭ بر آن بندی کمر لبستی باعزاز ٭ کلاہ نازنین بر سر نہادی ٭ ترا زیبد کہ دادِ حسن دادی ٭ بدور آن کلہ دلہاست گردان ٭ فدائی آن کمر جانہای مردان ٭ خیال جعد پیچا پیچت ای یار ٭ بگردا گرد دل پیچید چون مار ٭ دو دیدہ منتظر دارم براحت ٭ فتادہ در میان خاک راہت ٭ نگر وقتے نہد بر دیدہ ہا پائے ٭ سمند نازنین یاد ہمپایئے ٭ خلاصہ یہ کہ شہزادہ تن سنور کر اوس درویش کی جان شکار کرنے کی قصد سے میدان دلربائی کی طرف روانہ ہوا اور جب میدان مین پہنچا تو گیند بلا کہیلنے مین مشغول ہوا اور جو ہنر و کرتب اس کہیل مین اور دن دکہاتا تہا اس روز بہت زیادہ دکہلائے - اسی اثنا مین اپنے ہم جولیون کی طرف متوجہ ہوکر بولا کہ وہ اجل رسیدہ درویش کہان ہے - جواب دیا کہ نظارگیون کے غول مین وہ جو فلان زرد رنگ جوان گدڑی پوش انگشت حسرت دانتون مین دبائے ہوئے تفکر و تدبیر کا پتلا بنے ہو

کھڑا ہے وہی درویش ہے شہزادہ نے جب اپنا شکار معلوم کرلیا تو اوسکی طرف تعاقل کیا امیر خسرو فرماتے ہیں بیت
تغافل کردن بے فتنہ نیست ٭ فریب مرغ باشد خواب صیاد ٭ تہوڑی دیر تک تو شہزادہ کہیل مین مشغول رہا
مگر بعد کو زخم چوگان سے درویش کی طرف گیند پہینکی اور جب گیند اوسکی قریب پہونچی تو شہزادہ نے نہایت چستی
وچالاکی کے ساتہ گہوڑے کو ایڑ کی اور ایک ہی دوڑ مین گیند کے قریب پہونچکر جانستان کرشمے اور دلدوز تیر غمزہ سے
درویش کی طرف اشارہ کیا کہ یہ گیند مجہے اٹہادو جانباز درویش فوراً آگے بڑھا اور زمین سے گیند اوٹہاکر
نہایت ادب وتعظیم کے ساتہ شہزادہ کے آگے رکہی شہزادہ نے اپنے ید بیضا اور ساعد سیمین سے درویش کے ہاتہ
سے گیند لی لیکن جون ہی شہزادہ نے ہاتہ بڑہاکر گیند لی درویش نے جو پہلے ہی سے اپنی جان عزیز کی گیند میدان
عشق مین قربان کردی تہی فوراً جان دی اور مر گیا ٥ بسیم ساعدت جانا بجز کالای جانم را ٭ تو سیم از آستین
برکش من از تن برکشم کالا ٭ جب شہزادہ نے دیکہا کہ درویش نے میرے عشق مین جان دیدی تو سمند ناز سے
اوترا اور اپنے عاشق صادق کا سر مبارک جو بظاہر درویش لیکن حقیقت مین بادشاہ دین تہا اپنی گودی مین
رکہہ لیا جیسا کہ ایک عزیز کہتا ہے بیت جز تو درین زمانہ فلک با ہزار چشم ٭ ہرگز ندیدہ است کہ درویش بادشاہ
شہزادہ کی آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور اوسکی غریبی پر سخت افسوس کرنے لگا اور بہت حسرت وافسوس
کے بعد اپنے لوگون کو حکم کیا کہ اس شہید عشق کو جو دراصل بادشاہ دین ہے ہمارے آبا و اجداد کے حظیرہ
مین دفن کرو جو بادشاہ دنیا تہے تاکہ وہ سب کے سب اسکی برکت سے بخشے جائین - کاتب حروف عرض کرتا ہے
کہ عاشق کو چاہیئے جہانتک بن پڑے معشوق کے اسرار وراز کو جو بطریق رموز واشارات ما بین آئے ہون
ظاہر نکرے اگر ایسا کریگا تو ایک وقت ایسا آئیگا کہ معشوق کے اسرار کا سزاوار اور محرم بیت کے لائق ہوگا-
اگرچہ عشق مین یہ بات آسان نہین ہے- شیخ سعدی کہتے ہین — رباعی - گر بگویم کہ مرا
با تو سروکارے نیست ٭ در ودیوار گواہی بدہد کارے ہست ٭ عشق سعدی نہ حدیثیست کہ پنہان ماند
داستان است کہ بر ہر سر بازارے ہست ٭ مگر عشق کا کمال مرتبہ وہ ہے جسکی طرف جناب سلطان المشائخ
نے اشارہ فرمایا ہے کہ عشق مین وسیع حوصلہ چاہیئے تاکہ دوست کے اسرار کے لائق ہو- جناب نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے- من عشق وعف وکتم ومات فقد مات شہیدا یعنے جو شخص فریفتہ ہوا اور عفت وپرہیزگاری
اختیار کی اور حتی الامکان عشق کو چہپایا پہر اسی حالت مین مر گیا تو شہید مریگا اور کاملون کا درجہ اصلون کا
مرتبہ پائیگا- خواجہ فرید عطار فرماتے ہین ٥ گرمی وصلش چو دریا درکشد ٭ مست ولایعقل شو محو دہا

کنج وحدت گیر چون عطار بیش ؛ پس بکیجے درشود مستور باش ؛ جو شخص دوست کے اسرار مین سے کوئی سِر ظاہر کرتا ہے
اوسے چاہیئے کہ اپنی جان سے ہاتھ دہولے ۔ **حکایت** عین القضاۃ ہمدانی کو ایکدفعہ تجلی خاص واقع ہوئی اونہون
نے اوسی حالت مین مناجات کی کہ میری آرزو ہے کہ لوگ مجھے آگ مین جلائین اور تو میری اس حالت کو دیکھے ۔
شعر من خس راکہ سوزناد بکوییت غم منیت ؛ غمم اینست کہ بیش در تو درد کنند ؛ عین القضاۃ رفتہ رفتہ اس
حالت پر پہونچے کہ لوگون نے اونہین بداعتقادی کی طرف منسوب کیا اور حاکم وقت سے درخواست کی گئی کہ
عین القضاۃ کے عقیدہ مین خلل پڑگیا ہے اسپر خواجہ احمد غزالی نے اون سے کہا کہ تم اعتقاد مین ایک مختصر سا
رسالہ لکھدو تاکہ اس الزام سے خلاصی پاؤ ۔ جواب دیا کہ مین نے یہ دن بہت دعاؤن سے پایا ہے اور میری دلی
آرزو ہے کہ لوگ مجھے آگ مین جلائین اور میرا محبوب اس حال مین مجھے دیکھے اس وقت عین القضاۃ قدس اللہ
سرہ کی عمر پچیس سال کی تہی ۔ انجام کار لوگون نے اونہین آگ مین ڈالدیا عین جلنے کی حالت مین اونہون نے ایک سرد آہ
نکالی اسپر لوگون نے کہا تم تو کہتے تہے کہ مین نے یہ دن بہت دعاؤن اور آرزوؤن سے پایا ۔ اب یہ آہ کیسی ہے
کہا مین جلنے کی تکلیف سے آہ نہین کرتا بلکہ اسوجہ سے کرتا ہون کہ جلد جلتا ہون ۔ بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے
شعر غمم از سوز تنم نیست ازان مے سوزم ؛ کہ من سوختہ بیش تو روان مے سوزم ؛ سوختن نبود آن گونہ کہ ساکن
سوزی ؛ تا بہ پیش رخ تو شعلہ زنان مے سوزم ؛ لوگ بیان کرتے ہین کہ جب عین القضاۃ قدس سرہ کو جلا چکے
تو اونکی جگہ سے ایک ڈبہ نکلا مہر لگا ہوا **بیت** مسکین دلم کہ حقۂ راز نہان تست ؛ ترسم کہ باز در کف نامحرم
اوفتد ؛ الغرض وہ ڈبہ کہولا گیا ۔ ایک کاغذ نکلا جسپر یہ رباعی لکہی ہوئی تہی **رباعی** ما مرگ شہیدی ز خدا
خواستہ ایم ؛ از حق دو سہ چیز کم بہا خواستہ ایم ؛ گر یار نہان کند کہ ما خواستہ ایم ؛ ما آتش و نفت و بوریا خواستہ
ایم ؛ یعنے ہم نے شہادت کی موت خدا سے مانگی ہے ۔ حق تعالی سے دو تین کم قیمت چیزین مانگی ہین اگر دوست
ہماری آرزو کی مراد برلائے تو بہت بہتر ہے اور وہ یہ کہ ہم نے اوس سے آگ اور روغن نفت اور بوریا مانگا ہے
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بوریئے مین لپیٹکر آگ مین ڈالے گئے اور آگ بہڑکانے کے لیئے نفت چہڑکا گیا اور آگ مین
جلا دیا گیا ۔ قاضی حمید الدین ناگوری فرماتے ہین **رباعی** ابجد عشقت چو بیاموختم ؛ پیرہن تحت و قلم دوختم
حاصل عشق این سخن بیش نیست ؛ سوختم و سوختم و سوختم ؛ روح الارواح مین لکہا ہے کہ جب منصور حلاج
قدس سرہ کو لوگون نے قتل کیا تو شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مین نے اوسی رات کو حق تعالی سے مناجات
کی اور صبح تک سجدہ مین پڑا کہتا رہا ۔ خداوندا منصور تیرا مومن موحد بندہ تہا اور اولیا کا معتقد بلکہ اونکے

سلسلہ مین شمار کیا جاتا تہا یہ کیا بلا تہی کہ جو اوسپر پڑی اسکے بعد مجہے نیند آگئی خواب کی حالت مین خدا تعالی کی طرف سے یہ ندا میرے کان مین پہونچی کہ ہذا عبد من عبادنا اطلعناہ علی سر من اسرارنا فافشاہ فانزلنا بہ ما تری یعنے منصور ہمارے بندون مین سے ایک بندہ تہا جسے ہم نے اپنے اسرار پر مطلع کیا لیکن اوسنے ہمارے اسرار کو ہویدا کردیا اور جب افشاء راز اوس سے ظہور مین آیا تو ہمنے اوسپر وہ بلا نازل کی جسے تو دیکہہ رہا ہے - **بیت**
گر زبان تو راز دار ستی ؛ تیغ را با سرت چہ کار ستی + خواجہ منصور کو جو حالت پیش آئی اوسکا پورا فوٹو اوس رباعی مین خوب کہینچا گیا ہے - جو حضرت شیخ شیوخ العالم کی زبان مبارک پر جاری ہوئی ہے - آپ فرماتے ہین

رباعی از نور جلال مطلق خیزد ؛ وز شوق خدا اگر چہ رونق خیزد ؛ این خاطر مردان چہ عجائب بحر یست ؛ چون موج زند ہمہ انا الحق خیزد ؛ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک نماز صلاۃ العاشقین بہی آئی ہے جس مین ہر رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد ذکر ہے یعنے پہلی رکعت مین سورہ فاتحہ کے بعد سو دفعہ یا اللہ دوسری رکعت مین سو بار یا رحمٰن تیسری رکعت مین سو دفعہ یا رحیم چوتہی رکعت مین سو بار یا ودود پڑہے - ایک نماز درود بہی ہے جو نماز تسبیح کے مانند ہے یعنے تسبیح کی جگہ درود پڑہا جاتا ہے یہ نماز حاجت برآری کے لئے پڑہی جاتی ہے حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ قاضی حمید الدین ناگوری جو عاشقان الٰہی کے مقتدا اور اولیاء اللہ کے سرتاج تہے اپنی بعض تالیفات مین لکہتے ہین کہ جس شخصکو کوئی دینی یا دنیوی حاجت پیش آئے اوسے تازہ غسل کرکے دو رکعت نماز ادا کرنی چاہیئے اور جب نماز پڑہ چکے تو کہے الٰہی اوس ساعت کی حرمت سے جس مین تونے خواجہ احمد نہاوندی سے صلح کی ہے میری یہ حاجت روا کر - اگر کسی شخصکی اس عمل کے بعد حاجت روا نہ ہو تو کل قیامت کے روز اوسکا ہاتہہ اور میرا دامن ہوگا اور خواجہ احمد نہاوندی کا قصہ یہ ہے کہ بادشاہ عراق نے خواجہ ابو احمد اسحاق کو اپنا قاصد اور فرستادہ مقرر کرکے نہاوند کی طرف روانہ کیا اوسوقت ملک نہاوند کی باگ ایک عیسائی عورت کے ہاتہہ مین تہی جو دروليشون کے لئے آفت دین اور عشاق کی غارتگر ایمان تہی یہ پری جمال اور حسین عورت مردون کی طرح اساس ملکداری اور قوانین سلطنت سے خوب واقف تہی اور نہایت دانشمندی کے ساتہ حکومت کرتی تہی خواجہ سنائی کیا خوب فرماتے ہین - **ابیات** زنگیان زلف او چو تاب دہند ؛ چینیان نقش خود بر آب دہند ؛ حلقۂ زلف او معما گوئی ؛ نقش سوداے او ہویدا جوئے ؛ قد او در دو دیدۂ دلجو ہم چو سرو در دالست بر لب جوئے ؛ عاشق از دست آن لب خندان ؛ سر انگشت ماندہ در دندان ؛؛ الغرض جب خواجہ ابو احمد اسحاق نہاوند مین پہونچے اور دربار مین باریابی ہوئی تو وہ ملکہ جہان آشوب

صفۂ ناز پر بیٹھی ہوئی تھی اور آگے ایک زرتار پردہ پڑا ہوا تھا اوسنے نہایت عزت وتوقیر کے ساتھ شیخ کو طلب کیا اور
جب سنا کہ شیخ اہل صلاح اور نیک بختون کے زمرہ مین سے ہے تو اپنے خدام کو حکم کیا کہ پردہ درمیان سے اوٹھا دو
تا کہ بالمشافہ شیخ سے گفتگو کرون چنانچہ اسکی فوراً تعمیل ہوئی شیخ سعدی کہتے ہین۔ **بیت** روئے کشادہ اے
صنم طاقت خلق میبری ٭ چون پس پردہ میشوی پردۂ صبر میدری ٭ جب خواجہ ابو احمد مجلس مین آئے اور اونکی
نظر ملکہ کے جمال دلفریب اور حسن آشوب دین ودنیا پر پڑی **بیت** ای لبیا غارت دین کردہ نمید انم
چیست ٭ چشم شوخ توکہ از مستی خود بیخبر است ٭ تو خواجہ کی عقل جاتی رہی مبہوت وحیرت زدہ ہوگئے
اور دل قابو سے جاتا رہا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے **بیت** عقلش ز دست رفت ہمانجا نشستہ ماند ٭
آن شیخ باکرامت وآن صاحب نفیس ٭ جب اوس ماہ وش پری پیکر کو یہ قصہ معلوم ہوا کہ شیخ مجھپر مفتون
وعاشق ہوگیا ہے تو اوسنے کہا کہ ای شیخ تجھے ہم سے عشق کرنا جائز نہین ہے کیونکہ تو دین مسلمانی رکہتا ہے
اور ہم مذہب عیسوی کے پابند ہین۔ اگر تو ہم سے محبت کرنا چاہتا ہے تو کلیسا مین آ۔ اور عیسائیون کی عادت
قانون کے مطابق ناقوس بجا **بیت** روزی بکلیسائی روہم بنی ٭ ناقوس بہ بنی وبوسی دستم ٭ شیخ نے اوسکی
یہ گفتگو سنکر دل کو اوسکی موافقت پر راضی کیا دین اسلام سے مرتد ہوگیا اور زنار کفر کمر مین باندہا اور معشوق
کے دین مین داخل ہوگیا **بیت** مجنون عشق را دگر امروز حالت است ٭ کالسلام دین لیلی دیگر ضلالت است ٭
القصہ جب خواجہ ابو احمد نے اسلام کو خدا حافظ کہکر دین عیسوی اختیار کیا تو ملکہ نہاوند کی طرف سے دیکا
ایک وقت مقرر ہوا اور شیخ کو وعدہ دیا کہ فلان تاریخ تمہارا ملکہ سے نکاح ہوجاویگا۔ شیخ کے ہمراہ جسقدر
مرید تھے سب اس واقعے سے حیران وششدر تہے اور اونکی خواجگی سے منکر ہوگئے تہے لیکن شیخ کی زبان پر ہروقت
یہ بیت جاری تہی ٭ گر ہمہ دین عاشقان دارید ٭ بعد ازان پیش بت نماز کنید ٭ انجام کار شیخ کی اس
حرکت سے سب مریدون نے جدائی اختیار کی اور یکلخت علحدہ ہوگئے اور شیخ کو نہاوند مین چھوڑکر ادہر اودہر
چلدیئے۔ شیخ سعدی کہتے ہین **بیت** منکر حال عارفان سر سماع نبشود ٭ زمزمہ بیار خوش تا پر دہد ناخوشان
لیکن ایک مرید جو اعتقاد مین نہایت پکا اور ثابت قدم تہا شیخ کے ساتھ رہا اور اون سے ایکدم جدائی پسند
نکی لوگون نے جب اوس سے پوچھا کہ تو اور مریدون کے ساتھ جو نہین گیا اور شیخ سے علحدہ نہین ہوا تو کونسی
ایسی بات دیکھی جو اس سے مانع ہوئی اوسنے جواب دیا کہ مین نے اپنے اس پیر کو اسکے پیر کی نظر مین دیکہا تہا اور
اوسیوقت معلوم کرلیا تہا کہ یہ نظر بے اثر نہین ہے اسکا انجام بخیر ہوگا کیونکہ پیرونکی نظر مین عجیب وغریب

اثر ہوتے ہین اور اونکے سجدہ قبول ضرور بارآور اور صاحب ثمر ہوتے ہین۔ غرضکہ جب عقد کا وعدہ قریب آگیا اور گویا صبحکو مجلس عقد منعقد ہونے کا اعلان دیدیا گیا تو اوس شائستہ اور راسخ الاعتقاد مرید نے شب کو جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ فرمارہے ہین مین یہان اسلیئے آیا ہون کہ ابو اسحاق کی خدا کے ساتھ صلح کراؤن جب خواب سے بیدار ہوا تو دیکھتا ہے کہ ابو اسحاق نے عیسایانہ لباس جسم سے علحدہ کرکے عاشقان الٰہی کی پوشاک سے بدن کو آراستہ کیا ہے اور عہد ایمان از سر نو تازہ کرکے رجوع لایا ہے والحمد للہ علی ذالک ایک عارف نے کیا خوب کہا ہے قطعہ گر شوی یار مرا من نکنم یار دگر ٭ گوشہ گیرم و در گوشہ نہم کار دگر ٭ نقش زیبائے تو آوردہ مرا بر در تو ٭ فارغم کرد ز نقش در و دیوار دگر ٭ اسیکے مناسب ایک اور حکایت حضرت سلطان المشائخ نے باین الفاظ بیان کی ہے۔ کہ۔ ایک درویش تھا۔ اتفاق سے ایک دن اوس کی نظر ایک شاہزادی پر پڑ گئی اور یہ اوسکی نظر کا اثر سمجھنا چاہیئے کہ شاہزادی کو بھی اوس سے دلی میلان پیدا ہوگیا کیونکہ درویشی اور بادشاہی کے عشق مین زیادہ تعلق و لگاؤ نہین ہے۔ الغرض دونون مین محبت وعشق کی آگ بھڑک اوٹھی۔ ایکدن شاہزادی نے درویش کے پاس پیام بھیجا کہ تو فقیر و محتاج آدمی ہے تجھے میری مواصلت بہت دشواری سے میسر ہو سکتی ہے بلکہ میرے خیال مین ناممکن اور محال ہے۔ ہان ایک صورت ہے اگر تو اوسپر عمل درآمد کرے تو ممکن ہے کہ مین تجھہ تک پہونچ سکون اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے تئین عبادت گذار مشہور کر اور مسجد مین بیٹھے رہنے کو اپنے اوپر لازم کر اور طاعت وعبادت مین مشغول ہو جب تیری شہرت شہر مین پھیل جائیگی تو مین اپنے والد سے اجازت لیکر تجھے دیکھنے آؤنگی اور اس طریقہ سے میری تیری ملاقات ہو جائیگی درویش نے اپنی معشوق کے حکم سے ایسا ہی کیا ایک مسجد مین جا بیٹھا اور خدا تعالی کی طاعت و بندگی مین مصروف ہوگیا لیکن جب اوسنے طاعت کا ذوق پایا تو یک لخت دنیا سے مونھہ موڑ کر دلی توجہ کے ساتھ ہمہ تن مشغول بحق ہوگیا اور رفتہ رفتہ اوسکی عبادت و زہادت کا چرچا عام لوگون مین پھیل گیا شہزادی اسموقع کی منتظر تھی جب سارے شہر مین خوب شہرت ہوگئی تو اوسنے اپنے والد سے اجازت لی اور درویش کی زیارت کو مسجد مین آئی مگر یہان آکر کیفیت ہی اور دیکھی وہی درویش وہی خوبصورتی وجمال لیکن کسی طرح کا میلان اور خواہش درویش سے ظاہر نہین ہوئی جب شہزادی نے اوسکی طرف سے کوئی حرکت اور میلان نہین دیکھا تو بولی کہ اے درویش تجھے کیا ہوگیا کہ میری طرف التفات تک نہین کرتا مین نے ہی تو تجھے یہ تدبیر بتائی تھی اور اپنے وعدہ کے مطابق تیرے پاس آئی ہون۔ تعجب ہے کہ تو میری طرف متوجہ نہین ہوتا۔ ہر چند کہ

شہزادی نے اس قسم کی بہت سی باتین کہین مگر درویش کیطرف سے بجز اسکے کوئی جواب نہین دیا گیا کہ مین نہین جانتا تو کون ہے اور اوسکی طرف سے مونہہ پہیر کر بیٹھہ گیا - جناب سلطان المشائخ جب یہ حکایت بیان کرتے کرتے یہان تک پہونچے تو آپکی آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور رو کر فرمایا کہ جو شخص یہ ذوق پاتا ہے وہ غیر سے کسطرح الفت و محبت کر سکتا ہے بندہ کاتب الحروف عرض کرتا ہے بیت کسے کہ روئی تو بیند حدیث گل نکند ؛ کسیکہ مست تو باشد حدیث مل نکند ؛ یعنے تیرے دیدار پر کامیاب ہونیوالا گل کی حکایت نہین بیان کرتا اور جو تیری شراب عشق سے مست ہوا تو وہ ساغر کا قصہ نہین چھیڑتا - حضرت سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ خواجہ عبد اللہ مبارک قدس سرہ ایام جوانی مین ایک عورت پر عاشق ہوگئے تہے اون کا قاعدہ تہا کہ ہمیشہ معشوق کی دیوار کے نیچے اول رات سے کہڑے ہوکر صبح تک باتین کیا کرتے تہے یہانتک کہ فجر کی اذان ہوتی اور عبد اللہ کو خیال ہوتا کہ عشا کی اذان ہوئی ہے لیکن جب غور سے دیکہتے تو معلوم ہوتا کہ صبح کی اذان ہوئی ہے بیت موذن حی علی گویان من از بہر تتے در خون ؛ نمازے اینچنین آلودہ کے ہم روا باشد ؛ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ عبد اللہ حسب دستور معشوقہ کی دیوار کے نیچے کہڑے تہے کہ ہاتف نے آواز دی کہ اے عبد اللہ تو ایک عورت کے عشق مین اول شب سے صبح تک بیدار رہتا ہے بہلا کسی رات حق تعالی کیلیے بہی بیدار رہا ہے - جون ہی عبد اللہ نے یہ غیبی ندا سنی فورا توبہ کی اور عبادت خداوندی مین ہمہ تن مصروف ہوگئے - انوار المجالس مین جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے نواسہ خواجہ محمد قدس اللہ سرہما العزیز حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات مین تحریر فرماتے ہین اور خود سلطان المشائخ سے نقل کرتے ہین کہ شہر بداون مین کوتوال کا ایک لڑکا تہا نہایت حسین و خوبصورت اور نازک اندام اوسکے حسن و جمال کا شہرہ تمام بداون مین پہیلا ہوا تہا جب وہ اپنے گہر سے باہر نکلتا تو بہت سی مخلوق اوسکے عشق مین مبتلا ہو جاتی اون ہی ایام مین مین بہی بداون مین تہا اوس ایکدفعہ مین نے بہی اوسے دیکہا تہا حقیقت مین خدا تعالی نے اوسے ایسا ہی جمال دیا تہا کہ جو کوئی دیکہتا بے قابو ہو جاتا اور اوس سے علیحدگی اختیار نکرتا - ایکدن کا ذکر ہے کہ مین خاص اس ارادہ سے گہر سے نکلا کہ اوسے دیکہون اتفاق سے اوس روز اوس سے ملاقات نہین ہوئی مین دل مین یہ منصوبہ گانٹہکر واپس چلا آیا کہ جب وہ بازار مین نکلیگا اوسوقت آکر ملاقات کرونگا مین اپنے قیام گاہ پر چلا تو آیا لیکن دلمین اسدرجہ بے قراری پیدا ہوئی کہ کسی عنوان مجہے چین نہین پڑا چنانچہ مین پہر تہوڑی دیر کے بعد اوسکی ملاقات کا عزم کرکے گہر سے باہر نکلا اور جب وہ بازار مین نہین ملا تو اوسکے گہر کی طرف روانہ ہوا وہان بہی اوسکا سراغ نہ ملا مین نے پہر خیال کیا کہ اب گہر واپس چلنا چاہیے اور جب وہ بازار مین نکلے تو اوس سے مکر ملاقات کرنی چاہیے - چنانچہ مین واپس چلا

چلا آیا اور اس دفعہ پہلے سے بہی زیادہ بیتاب و بیقرار ہوا میرے اور اوس لڑکے کے مکان مین چار یا پانچ میل کا فاصلہ تہا گو مسافت بہت تہی لیکن مین اس درجہ مضطرب تہا کہ تیسری دفعہ پہر اوس سے ملاقات کرنیکی غرض سے گہر سے نکلا اور افتان خیزان اوس کے مکان تک پہونچا مگر اس مرتبہ بہی اوس سے ملاقات نہین ہوئی۔ الغرض مین پہر وہان سے لوٹا اور لوٹتے وقت معلوم ہوا کہ بہت تہک گیا ہون کیونکہ اس آمد و رفت مین قریب بیس میل کے سفر کر چکا تہا گہر آیا تو ضعف اور ماندگی کی وجہ سے نیند آگئی آفتاب غروب ہونے کو تہا کہ مجہپر نیند نے غلبہ کیا جب مین بیدار ہوا تو ایک بیخودی کی سی کیفیت مجہپر طاری ہوئی بدن کے کپڑے پہاڑ ڈالے اور مضطربانہ ادہر ادہر پہرنے لگا یہین سے مجہے اوس قول کا بہید واضح ہوا جو مشائخ نے بیان کیا ہے کہ نماز عصر کے بعد سونا نچاہیئے۔ غرضکہ جب میری والدہ علیہا الرحمہ کو معلوم ہوا تو وہ میرے پاس تشریف لائین اور نئے کپڑے مجہے پہنائے۔ مجہپر اوس نوجوان کی بیحد محبت نے ایک عجیب قسم کی کیفیت پیدا کر دی اور ایک ایسا ولولہ اور جوش دل مین اوٹہا جسے مین بیان نہین کرسکتا۔ دوسرے روز مین راستہ مین چلا جاتا تہا کہ ایک مقام پر پہونچکر دفعۃً ایک ایسی خوشبو پیدا ہوئی جس نے میرے دماغ کو معطر کر دیا مین نے خیال کیا کہ یہان تو کہین عود بہی جل نہین رہا ہے پہر یہ خوشبو کیسی لیکن پہر فوراً مجہے یاد آیا کہ یہ وہی کوچہ ہے جہان مین نے اور اوس محبوب نے کہڑے ہوکر باتین کی تہین یہ خوشبو اوسکے وصال ملاقات کی علامت ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایک مدت تک مین اوسکا شیفتہ و فریفتہ رہا جب وہ گہر سے برآمد ہوتا تو عاشقون کی ایک جماعت اوسکے پیچہے ہوتی اور مین بہی اونمین موجود ہوتا بیت کس نیست کہ پنہانی نظرے با تو ندارد * من نیز بر آنم کہ ہمہ خلق بر آنند * ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ اوس نوجوان نے مجہسے ملکر کہا کہ اے شخص گو اسقدر لوگ مجہپر فریفتہ ہین اور بے انتہا مخلوق مجہے زحمت پہونچاتی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ مین تجہپر مائل ہون اوسکی اسبات سے مجہے نہایت فرحت و مسرت ہوئی اور محبت مین ایک اور جوش و ترقی پیدا ہوئی۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سید مبارک محمد علوی کرمانی سے سنا ہے غیاث پور مین ایک دانشمند تہا اوسے لوگ مولانا ہمنی خطاط کہتے تہے۔ یہ شخص علم فقہ کے علاوہ فن خوشنویسی مین اسدرجہ کمال رکہتا تہا کہ بڑے بڑے خوشنویس اوسکے زور قلم اور لطافت خط سے رشک کرتے تہے اور عطارد جو پیر فلک کا لالا ہے باوجود اپنی اس شان و شوکت اور حشمت و وقار کے اوسکے آگے سر تسلیم خم کیئے ہوئے تہا ابیات

عطارد سے کہ دبیر فلک ہمیگویند * بہ پیش خط تو گشتہ است عاجز و ملجا * ز خون دو چشم خویش ہر دم نقش خط تو بدل نویسم *

کاتب حروف کے سب چچا اور اکثر خوشنویس اوسکے شاگرد تہے اور وہ حضرت سلطان المشائخ

مرید تہا۔ مولانا یحییٰ خطاط کے پاس ایک نہایت حسین و خوبصورت لونڈی تہی جس سے وہ بہت کچہ تعشق رکہتے تہے اتفاق سے کوئی ایسی وجہ درپیش ہوئی کہ مولانا نے اوس کنیز کو بیچڈالا لیکن فروخت کرنیکے بعد اوسکا عشق ایسا دامنگیر ہوا کہ مولانا بے چین و بے قرار ہوگئے اور اسکی یہانتک نوبت پہونچی کہ آپ اوس شخص کے پاس گئے جسکے ہاتہہ کنیز فروخت کی تہی اور دو چندسہ چند قیمت پر اوسکے طالب ہوئے لیکن جب اوس شخص نے انکی مزید خواہش اور کنیز کو نہایت حسین و خوبصورت پایا تو اس قیمت پر بہی راضی نہین ہوا چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہین

بیت

مایوسف خود نمیفروشیم ٭ تو قلب سیاہ خود نگاہ دار ٭ الغرض کنیز کی قیمت بڑہتے بڑہتے ایک سے دس گنی تک پہونچی لیکن مالک کنیز جب بہی راضی نہین ہوا۔ مولانا عاجز و مجبور ہوگئے اور تلاش و جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شخص بہی جناب سلطان المشائخ کے مریدون کے سلسلہ مین داخل ہے اور آپ کا معتقد ہے۔ جب مولانا کو یہ بات معلوم ہوئی تو اونہین فی الجملہ تسکین ہوئی اور خیال کیا کہ اس درد کی دوا پیدا ہوگئی ہے کبہی نہ کبہی حضرت سلطان المشائخ کو یہ کیفیت معلوم ہوگی اور وہ اسکا علاج کردینگے ہرچند کہ مولانا کو اپنے درد کی دوا معلوم ہوگئی تہی اور کچہہ تسکین و تسلی بہی ہوگئی تہی لیکن پہر سلطان عشق کے غلبہ سے اپنے دل مین دعویٰ کیا کہ افسوس راہ محبت مین مجہے یہ کب جائز تہا کہ دوست کو سیم سیاہ کی عوض فروخت کرون۔ الغرض محبوب کے غلبۂ شوق اور وصال یار کے اشتیاق نے مولانا کو صبر و شکیبائی کے گہر سے نکال دیا اور دن بدن بلکہ ساعت بساعت اون کا ایک حال دوسرے حال سے بدلتا گیا یہان تک کہ کہانا پینا سب چہوٹ گیا اور نیند آنکہون سے اُچٹ گئی گریہ و نالہ اور آہ و زاری غالب ہوئی اور کام دیوانگی تک پہنچا بیت روی مپوش اے قمر خانگی ٭ تانکشد عقل بدیوانگی ٭ آخر مولانا کو یاد آیا کہ میرے درد کی دوا تو میرے مرشد برحق کے پاس موجود ہے وہان چلکر علاج کرنا چاہیئے چنانچہ آپ زار زار قطار روتے اور کپڑے پہاڑتے جناب سلطان المشائخ کے حضور مین حاضر ہوئے اور ساری کیفیت بیان کی سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جسوقت مالک کنیز میرے پاس آئے تم بہی آنا مولانا یہ ارشاد سنکر جناب سلطان المشائخ کے آستانہ مبارک پر معتکف ہوگئے اور اوسکے انتظار مین چند روز بیٹہے رہے بیت رقیب گفت برین درچہ میکنی شب و روز چہ میکنم دل گم گشتہ باز میجویم ٭ اگر نصیحت دل میکنم کہ عشق مباز ٭ سیاہی تن زنگی بآب میشویم ٭ القصہ مالک کنیز ایکدن جناب سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور سعادت قدمبوسی کی حاصل کرلینے کے بعد مودب بیٹہہ گیا مولانا یحییٰ خطاط تو اسموقع کے منتظر تہے فوراً حاضر خدمت ہوکر سر زمین پر رکہا حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا۔ مولانا سر اوٹہاؤ امید ہے کہ تمہاری مراد برآئے اور اطمینان کلی حاصل ہو مالک کنیز فوراً تاڑ گیا کہ

کہ سلطان المشائخ پر میرا بھید کھل گیا ہے اسی اثنا میں جناب سلطان المشائخ نے روئے مبارک اوسکی طرف کیا اور یہ حکایت بیان فرمانی شروع کی کہ ایک شخص کے پاس ایک کنیز تھی اور وہ اوس سے پلّے درجہ کی محبت رکھتا تھا اتفاقاً کسی وجہ سے اوسنے کنیز کو فروخت کرڈالا لیکن اسکے بعد کنیز کے عشق کی آگ اوسکے دل مین بھڑک اوٹھی اور اوسکا عشق اسقدر جبغالب ہوا کہ آپے سے باہر ہو گیا مجبور ہوکر خریدار کنیز کے پاس پہونچا اور جسقدر اوسکے سامنے عجز و زاری پیش کی اور قیمت بڑھائی کوئی بات پیش نہ گئی اور اپنے مطلب پر کامیاب نہین ہوا۔ جب وہ اپنے دوست سے مایوس ہو گیا اور کسیطرح اوس سے ملنے کی امید نہین رہی تو بدن کے کپڑے پھاڑ ڈالے موںھ کالا کرکے سر پر خاک ڈالکر بازار مین آیا اور یہ صدا لگائی کہ مسلمانو! جو شخص اپنے محبوب کو زر و سیم کی عوض فروخت کرتا ہے وہ یہی سزا پاتا ہے جون ہی سلطان المشائخ نے یہ حکایت پوری کی مالک کنیز فوراً زمین پر گر پڑا اور دست بستہ عرض کیا کہ مین نے اوس کنیز کو حضور پر سے صدقہ کرکے اس مولانا کو بخشا۔ سلطان المشائخ بہت خوش ہوئے اور اوسکے حق مین دعائے خیر کی چنانچہ وہ شخص گھر گیا اور کنیز کا ہاتھ پکڑکے مولانا کے ساتھ کردیا اور مولانا اپنے مقصود پر فتحیاب ہوئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

تکملہ اوس ولولہ اور جوش عشق کے بیان مین جو اس بندۂ ضعیف کے باطن مین جناب سلطان المشائخ کیطرف سے موجود ہے۔ اگرچہ یہ دعویٰ کرنا کہ مین سلطان المشائخ کا عاشق ہون چھوٹا موںھ بڑی بات ہے اور اسوقت یہ مثل مجھپر بہت اچھی طرح صادق آتی ہے کہ چڑیون کا پوٹہ ہاتھیون کے لقمے کی گنجائش نہین رکھتا ما للعصفور ملحہ وما الیق فشحمہ یعنے کیا چڑیا کیا چڑیا کا گوشت اور کیا مجھپر کیا مجھپر کی چربی بیت لاف وفات میزنم در قدم سگان تو ؛ خاک چہ باشم خاک برین وفائے من ؛ یہ واقعی بات ہے کہ مین اگر اسکا دعویٰ کرون تو میرا سر چھوٹا خیال کیا جاؤن لیکن خدا علیم اور دانا ہے کہ کیا حالت سماع اور کیا غیر سماع مین دل مین گذرتا ہے کہ سوز عشق سے ننگ و ناموس کی خان و مان مین آگ لگادون اور اس راز طشت از بام کردون شیخ سعدی فرماتے ہین بیت روزے بدر آیم من ازین جامۂ ناموس ؛ ہر جا کہ بتے چون تو بہ بینم بپرستم ؛ اکثر ذہن مین آتا ہے کہ ان تمام سر و سامان سے گذر کر خان و مان مین آگ لگادون اور صحرا و جنگل کی راہ اختیار کرکے ایک شرر بار شور سینے سے نکالون بیت چند نہان غم عشق تو خورم طاقت نیست ؛ وقت آن شد کہ برون آیم و صد شور کنم ؛ تا داشت دلم طاقت صبر بودم لیک شکیبائی ؛ چون کار بجان آمد زین پس من و رسوائی ؛ صحرا و جنگل مین شور مچاؤن اور بیابان عشق مین سر رکھون قطعہ

صد بیابان غمی خوش بجور و تیر او ؛ سبز نتواند کشید پای از زنجیر او ؛ خواہم از آسیب عشق روے بعالم نہم ؛ ترجمہ عالم کو گرفت حسن جہانگیر او ؛ اور اسی پر بس نکرون بلکہ تمام بیابانون اور صحراؤن کو اپنے شور انگیز آنسوؤن سے دریا بناؤن بیت خوشا آب دو چشم من ہمہ روی زمین گیرد ؛ بیابا گرد غم سے دامن آن نازنین گیرد ؛ اور پھر اوس دریا کو سینہ کی آہ شرر بار سے خشک بیابان بناؤن امیر خسرو کہتے ہین ؎ دریا ز آہ سینۂ من خشک شد چنانکہ ہرگز بچشم خویش نہ بیند کسے نمی ؛ اور جب ان تمام کامون سے فارغ ہو جاؤن تو سلطان المشائخ کے کتون کی زنجیرین اپنی گردن مین باندہون - امیر خسرو فرماتے ہین بیت زنجیر سگان خود بر سر من بنہ ؛ اکنون سر این نسبت کہ دستار بہ بندم ؛ ازان بعد اپنی عمر عزیز کا باقی حصہ جو حقیقت مین عاشقون کا اصل سرمایہ ہے بغیر مزاحمت غیر کے جناب والد کی یاد مین بسر کرون بیت عمرم ہمانست انچہ کنم یاد روی تو ؛ جانم ہمانست انچہ نہم زیر پائے تو ؛ اور گذشتہ عمر کو حضور کی صحبت کے ذریعہ اصلی زندگی کا خلعت پہناؤن اور اسی مین ہمیشہ مستغرق رہون ممکن ہے کہ آخری سانس آپکی یاد و محبت مین نکلے اور مین دولت سرمدی حاصل کرون بیت اگر جنازۂ سعدی بکوی دوست برند ؛ زہے حیات نکو و زہے کمال سعادت ؛

نکتہ عشق کی حقیقت کے بیان مین - ابیات -

دلبر جان ربای عشق آمد	سر بسر رہنمای عشق آمد	عشق با سر بریدہ گوید راز	زانکه داند کہ سر بود غماز
خیز و بنمای عشق را قامت	کہ بوقت ست گفت و قامت	عشق گویندۂ نہان سخن است	عشق پوشندۂ برہنہ تن است
آب آتش فروز عشق آمد	آتش آب سوز عشق آمد	عقل مردیست خواجگی آموز	عشق دردیست پادشاہی سوز
خطۂ خاک لہو و بازی ماست	عالم پاک پاکبازی ماست	نیست در عشق خطۂ موجود	عاشقان راچہ کار با مقصود
عشق مقصود کار ما باشد	عشق را خود نگار ما باشد	عشق را رہنما و رہ نبود	در طریقش سر و کلہ نبود
عشق با عقل ناتمام بود	عشق با کفر و دین کدام بود	پیش آنکس کہ عشق بہرۂ اوست	کفر و دین ہر دو بندۂ رہ اوست
ہرچہ در کائنات خرد و کلاند	در رہ عشق طاقہای بلند	ہرچہ از نہ تو دور گردون است	از سر ضرب عشق بیرون است
عشق برتر ز عقل و ز جان است	لی مع اللہ وقت مردان است	دل خریدار نیست خز عجم را	آن نشینندۂ تخت آدم را
گر علمش سوئے جنان آورد	باز عشقش بخاکدان آورد	چون رہ خلد رفت عریان شد	چون رہ عشق رفت سلطان شد
گرچہ جانت ز عقل فرزانہ است	عقل بگذار کو ہم از خانہ است	قدم عقل نقد حال دان	شعلۂ عشق لا ابالی دان
بالغ عقل را بسے یابی	بالغ عشق کم کسے یابی	عشق را جان بو العجب داند	زانکه شیون شہید لب داند

هرکجا عشق چهره بنماید ۔ دل و جانش بجمله بر باید
عاشقان سر نهند بر سر دار ۔ تو بر آنی که چون بری دستار
چون بترسی همی ز مردن خویش ۔ عاشقی باش تا بمیری بیش
صفت عاشقان ز من بشنو ۔ ورنه مدانی تو این مرا بد جو

خلاصہ مذکورہ بالا ابیات کا یہ ہے کہ عشق ایک ایسی چیز ہے جو عاشقون کا دلبرا ورجانہ باہے اور سراسر رہبر ورہنمائی کرتا ہے وہ اپنا بھید اوسی شخص سے کہتا ہے جو سر کاٹ کر آگے دہر لیتا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ سر مین غمازی کی صفت موجود ہے وہ پوشیدہ بات کہنے والا اور برہنہ تن کو ڈہکنے والا ہے وہ پانی مین آگ لگانے والا اور آگ کو پانی سے روشن کرنے والا ہے۔ جس شخص مین خواجگی آموز عقل ہے اوس مین بادشاہی سوز عشق ضرور موجود ہے خطہ خاک ہمارا بازی گاہ اور عالم قدس ہماری پاکبازی ہے جہان کہین عشق کا وجود نہو وہان عاشقون کے رہنے کا کچھ کام نہین عشق عین مقصود مراد ہوتا ہے اور وہ اپنے لیئے خود نگار ہوتا ہے۔ عشق کا کوئی رہنما نہین ہوتا اور اوسکی راہ مین سر کلہ کی گنجایش نہین ہوتی عشق کبھی عقل کے ساتھ جمع نہین ہوتا اور اوسکے ہوتے کفر و دین کا کوئی تعلق نہین رہتا جسے عشق کا حصہ حاصل ہوتا ہے کفر و دین دونون اوسکے غلام بنجاتے ہین۔ دنیا مین جس قدر چھوٹی بڑی چیزین ہین سب رہ عشق مین طاق و چالاک ہین یہ جو آسمان ہر وقت دورہ گردش مین ہے صرف اس سبب سے ہے کہ عشق کی ضرب سے باہر ہے وہ عقل اور جان سے برتر اور خدا سے ملانے کا ذریعہ ہے دلم عشق کے علاوہ کسی چیز کا خریدار نہین ہے یہی تو وہ ہے جسنے آدم کو تخت جنت پہ جلوہ گر کیا تھا اون کا علم کشان کشان جنت مین لیگیا پھر عشق وہان دنیا مین لایا آدم جب بہشت کی راہ چلے برہنہ ہوگئے اور جب راہ عشق مین قدم فرسائی کی بادشاہ بنگئے اگرچہ تیری جان عقل کی وجہ سے فرزانہ ہوئی ہے لیکن اس سے ہاتہ اوٹھا لے کیونکہ یہ کوئی چیز نہین ہے۔ دنیا مین بہت سے کامل العقل پا سکتا ہے لیکن کوئی ایسا شخص دستیاب نہین ہوسکتا جو عشق مین کامل ہو جہان کہین عشق اپنا چہرہ دکہاتا ہے فورًا عشاق کی دل و جان کو اُچک لیتا ہے اگر تو مرنے سے ڈرتا ہے تو عاشقی کر کیونکہ اس سے بہت دن تک زندہ رہ سکتا ہے اہل عشق دار پہ سر رکہنے کو فخر سمجھتے ہین اور تو اس فکر مین رہتا ہے کہ اوسے دستار سے آراستہ کرے عاشقون کی صفت مجھسے سننی چاہیئے کیونکہ مین اس سے خوب ماہر ہون۔

نکتہ عشق کی ترغیب اور عشاق کی معذرت کے بیان مین۔ **ابیات۔**

خداوندا بجود ده آشنائی ۔ مرا زانم چه لیکے روشنائی
بزلف و خال خوبان دادم سوپند ۔ دل عشاق را لطف خداوند
بعشق خود دلم معمور گردان ۔ ز لطف خود و مستی پر نور گردان
سرو ایجان بکار عشق میکوشی ۔ ز جیایم عشق خو نہا دمیدم کوش

اگر خواہی حیات جاودانی   براہ عشق میر ا میتوانی
شہید عشق را مردہ نگویند   براہ عشق جز زندہ نگویند

درین عالم ز ایجاد تو مقصود   رضائی حق تعالی دوستی بود
وگرنہ من کیائی آنکہ جانرا   دہم از دیدۂ دل نیکوان را

بعشق زلف شان گردم ہوسناک   کنم دل را زغم با چاک درچاک
توای زاہد ز عشق خوبرویان   مشو منکر مرو لاحول گویان

شدی غافل ز درد درد موشکان   گدا محروم شد از عشق سلطان
کرشمہ کردن خوبان نظر کن   بعشق شکل شان جان در خطر کن

بکنج مسجدے منشین گرفتار   بکار خود پرستی نیک ہشیار
ز رانے صنع حق را در نظر آر   حیات بے نظر را ہیچ مشمار

کمال زاہدان عشقبازی ست   نشان عاقبت در جان گداز یست
صلوٰۃ عاشقان دیدہ بگذار   نماز زاہدان ساختی انگار

نظر کردن بخوبان مذہب ماست   مرا از ہر دو عالم این تمناست
کہ من بارے ز مذہب بر نگردم   اگر گردم ازین مذہب بمیردم

بلعل دلفریب خوبرویان   برغبت میکنم اینکہ دل و جان
بزاری میکنم زان لب گدائی   تو اے زاہد درین معنی کجائی

ترا گر عقل ہست آمد ہنبا   ہمین جا گیر ذوقے از لب یار
کہ فردا ذوق لب ہرگز نیابی   اگرچہ جنت الفردوس یابی

نکتہ حق سبحانہ وتعالی کے دیدار مقدس کے بیان مین۔ جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب جسمین تصنیف کی ہے جو اربعین سے کسیقدر مختصر ہے مین نے اوسکی چند وہ باتین نقل کی ہین جنہین بعض اہل التصانیف نے بدلیل ثابت کیا ہے اور بعضون نے نفی وابطال مین قلم فرسائی کی ہے منجملہ اونکے ایک مسئلہ رویت باریتعالی ہے لوگون نے بیان کیا ہے کہ رویت باریتعالی کا اثبات عقلی دلیل پر موقوف ومنحصر نہین ہے اور ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ نے جو اپنی کتاب مین لکہا ہے اور عقلی دلیل سے رویت کا اثبات کیا ہے وہ کسیطرح درست اور صحیح نہین۔ ابو منصور کی تقریر کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ جسم مرئی اور محسوس ہے اور جسطرح وہ خود مرئی ہے اسیطرح اوسکی حرکت بہی مرئی ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ رویت ایک ایسی صفت ہے جو جسم اور حرکت مین مشترک ہے علی ہذا القیاس رویت جواز کی علت بہی مشترک ہے جب یہ تمہید ذہن نشین ہو چکی تو ہم کہتے ہین کہ جو چیز جسم وحرکت مین مشترک ہے وہ وجود ہے حدوث کے ساتہہ اور حدوث تو اوسکے لائق نہین کیونکہ حدوث کہتے ہین اوس وجود کو جو سابق مین معدوم ہوا اور عدم نہ تو خود علت ہونے کے لائق ہے نہ جزء علت ہونے کے قابل۔ اور جب یہ دونون شقین باطل ہین تو رویت حق تعالی کی جواز علت کے لیئے وجود ہی متعین ہوا اور حق تعالی عین وجود ہے پس ان مقدمات کی ترتیب سے صاف یہ نتیجہ نکل آتا ہے کہ حق تعالی مرئی ہے۔ شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ کی اس تقریر پر مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اعتراض ہے کہ مخلوقیت بہی جسم وحرکت مین مشترک ہے اور اس سے

کہ وہ مخلوق یقین ہو۔ یہ نکتہ اور یہ اعتراض نہایت محکم اور لاجواب ہے جسکا اسوقت تک کوئی جواب نہین دیا گیا۔ بعدہ ابو منصور فرماتے ہین کہ اہلسنت والجماعت نے اس مسئلہ مین یون تاویل کی ہے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے فان استقر مکانہ فسوف ترینی یعنے اگر پہاڑ اپنی جگہ برقرار رہا تو اے موسی تو مجھے قریب دیکھہ سکیگا اس آیت مین خدا تعالی نے اپنی رویت کو استقرار جبل کے ساتھ معلق کیا ہے اور استقرار جبل ممکن ہے اور جو چیز ممکن کے ساتھ معلق ہوتی ہے وہ حقیقت مین ممکن ہوتی ہے۔ مولانا فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اسپر بہی ایک نہایت لطیف اور قوی اعتراض کیا ہے اور اوسکا بیان یہ ہے کہ جواز رویت جو استقرار جبل کی شرط کے ساتھ معلق ہے۔ ہم پوچھتے ہین کہ اس سے کونسا استقرار مراد ہے یعنے جواز رویت استقرار جبل کی حالت مین معلق ہے یا تحویل جبل کی حالت مین اگر استقرار کی حالت مین ہے تو ظاہر بات ہے کہ جو چیز شرط ہے وہ ثابت اور متحقق ہے اور جو چیز تحقیق کے ساتھ معلق ہے متحقق و ثابت ہے لیکن فی الحال متحقق نہین ہے اور اگر تحویل جبل کی حالت مین معلق ہے تو استقرار جبل حالت تحویل مین ممتنع ہے اس سے صاف واضح ہو گیا کہ یہ نکتہ حقیقۃً ضعیف ہے۔ قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان المشائخ سے سوال کیا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے قصہ مین جو سوال رویت اور جواب لن ترانی کے بعد قرآن مجید مین واقع ہوا ہے فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسی صعقا یعنی جب موسی کے رب نے پہاڑ پر تجلی کی اور اوسے روشن و منور کیا تو پہاڑ کو ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ کر ڈالا اور موسی بے ہوش ہو کر گر پڑے تو میری گذارش یہ ہے کہ پہاڑ نے خدا کو دیکھا کہ نہین فرمایا ظاہر آیۃ تو اسی پر دلالت کرتی ہے کہ پہاڑ کو دولت دیدار میسر ہوئی ہو اور یہ جو مفسرین نے تفسیرون مین لکھا ہے کہ خدا تعالی کے تجلی کرنے اور پہاڑ کو منور کرنیکے یہ معنی ہین کہ اوسکے ملکوت نے تجلی کی ظاہر کے خلاف اور بے ضرورت آیت کے الفاظ سے عدول ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت کا اسپر اتفاق ہے کہ حق تعالی کی رویت فی الجملہ جائز ہے لان کون الباری سبحانہ وتعالی مرئیا للنفس ولغیرہ من صفات الکمال واللہ جل جلالہ موصوف بجمیع صفات الکمال اگر کہا جائے کہ دلیل سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ دنیا مین کسی شخص کو دیدار حاصل نہین ہوا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے کیونکہ جس قول سے رویت حق تعالی کا احتمال پیدا ہو سکتا ہے اوسکا دنیا مین کسینے نشان نہین دیا ہے تو مین جواب مین کہونگا کہ یہ حکم جنس انسان کی نسبت وارد ہوا ہے۔ اس سے یہ ہرگز لازم نہین آتا کہ اوس پہاڑ کو جسپر حق تعالی نے تجلی کی تہی دیدار میسر نہین ہوا ممکن ہے کہ خدا تعالی نے اوس مین قوت پیدا کر دی ہو اور آنکہہ کان عقل عنایت کیئے ہون تاکہ وہ اس شرف ابدی سے معزز و ممتاز ہوا ہو اور دیکھنے کے بعد

نیست و نابود ہوگیا ہوا احتمال بقا کی اوس مین طاقت نرہی ہوا ور ہیبت خداوندی سے پارہ پارہ اور ریزہ ریزہ ہوگیا ہو اور حضرت موسی علیہ السلام اندازہ کام پر متنبہ ہوکر سوال سے باز رہے ہون۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ جو لوگ حق تعالی کے دیدار کے منکر ہین ہنین معلوم کسطرح زندگی بسر کرتے ہین۔ جو لوگ خوش اعتقاد ہین وہ کل قیامت کے روز وعدہ دیدار کی امید مین نہایت خوش اور مسرور ہین۔ دیدار خداوندی کی حلاوت ہر شخص کو اوسکے اندازہ شوق کے مطابق حاصل ہوتی ہے تاوقتیکہ اس قسم کا ذوق شوق نہوگا کیا ذوق و لذت پائیگا بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہین جو دیدار الٰہی کے مشتاق دنیا سے جاتے ہین اور بعضون کو وہان جاکر شوق پیدا ہو جاتا ہے اور وہ وہین اوس ذوق کو پاتے ہین لیکن دنیا سے اشتیاق کی حالت مین اوٹھنا اعلی درجہ کی کرامت اور خوبی کی بات ہے حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ ایک دفعہ مجھے یہ اشکال پیش آیا کہ جو لوگ دنیا سے اوٹھکر عالم قدس مین پہونچے کیا اونہین بہشت مین جانے سے پیشتر دیدار الٰہی میسر ہو جاتا ہے یا ہنین مین اسی خیال مین محو تہا کہ ایک رات کو شیخ نجیب الدین متوکل کے خادم ... نامی کو خواب مین دیکہا اور حالت خواب ہی مین یہ اشکال اوسکے سامنے پیش کیا اوسنے جواب دیا کہ یہ خیال کہان سے پیدا ہوا اور ساتہ ہی نہایت قوی استعجاب و استبعاد ظاہر کیا اس خواب کے دیکہنے سے مین اور مشکل مین پڑگیا اور اب میری اس خیال مین پہلے سے بہت زیادہ ترقی ہوگئی یہان تک کہ ایک رات ایک عورت زیبا نام کو اوسکے انتقال کے بعد مین نے خواب مین دیکہا یہ عورت نہایت پاکدامن اور عفت مآب تہی اور مجھے اپنا بہانجا کہا کرتی تہی مین نے جب اوس سے یہ ماجرا بیان کیا تو اوسنے کہا بعض آدمی بہشت مین داخل ہونے سے پیشتر ہی دیدار الٰہی سے مشرف ہوتے ہین چنانچہ مین اسوقت تک دو بار اس دولت سے کامیاب ہو چکی ہون مین نے پوچہا کہ خالہ جان تمہین یہ ابدی دولت کون سے عمل سے حاصل ہوئی۔ کہا اصل بات یہ ہے کہ مین ہر روز چند روٹیان اپنے آقا سے پاتی تہی اور اونمین سے ایک روٹی درویشون کو ڈالتی تہی سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ ایک درویش تہا جو ہر وقت اپنے خرقہ مین سر ڈالتا اور باہر نکالتا تہا اور یہ بات کہتا تہا تعجب کی بات ہے کہ موسی علیہ السلام کو باوجود کمال نبوت کے خدا کا دیدار میسر نہین ہوا اور اوس کے دیکہنے کی طاقت نہ پائی یہان ہر وقت وہ اپنے دیدار سے محظوظ کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ جسے وہ اپنا جلوہ دکہانا چاہتے ہین وہ اوسے دیکہہ لیتا ہے۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے پورے ہزار بار حضرت عزوجل کو خواب مین دیکہا بعد ازان پوچہا کہ خداوندا بندہ اس دولت پر کس عمل سے کامیاب ہو سکتا ہے فرمایا قرآن مجید کی تلاوت سے عرض کیا معنی سمجھکر پڑہنے سے یا بغیر معنی سمجھے ہوئے ارشاد ہوا جسطرح

پڑھا جائے آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ شاہ شجاع کرمانی قدس اللہ سرہ العزیز چالیس برس تک شب کو نہیں سوئے
ایک رات خدا تعالیٰ کو خواب مین دیکھا اور اس ابدی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے پھر تو اونکی یہ کیفیت ہوئی کہ
جہان جاتے بستر بغل مین دبائے پھرتے اور جس جگہ موقع پاتے اس غرض سے سوجاتے کہ اوس دولت دیدار کو
دوبارہ خواب مین حاصل کرین یہانتک کہ ایکدن ایک آواز آئی کہ اے شجاع یہ دولت اون بیداریون کا ثمرہ تھا
جنپر تو چالیس برس تک عامل رہا سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ قوت القلوب مین لکھا ہے کہ شیخ الاسلام علی
موفق قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہین کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ بہشت مین گیا ہون چلتے چلتے جب دور نکل
گیا تو حظیرہ قدس مین پہونچا وہان دیکھتا ہون کہ ایک شخص عرش کے پردون کو کھولے ہوئے حضرت عز
وجل کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے اور پلک سے پلک نہین جھپکاتا مین نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے کہا گیا
خواجہ معروف کرخی ہین جنہون نے خدا تعالیٰ کو دوزخ کے خوف سے نہین جنت کی طمع سے نہین بلکہ صرف خدا تعالےٰ
کی دوستی اور شوق دیدار کے لیئے عبادت کی ہے یہان خدا تعالیٰ نے اوس عبادت کے صلے مین اونہین اپنا
دیدار مباح کردیا ہے وہ اسیطرح قیامت تک اس دولت سے محظوظ رہین گے - لوگون نے حضرت سلطان المشائخ
سے دریافت کیا کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین خدا تعالیٰ کو دیکھا ہے فرمایا اس مین علماٗ
کا بہت اختلاف ہے لیکن مختار اور پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ معراج کی شب کی رویت مین کوئی تحقیق نہین ہے اور قطعی
طور پر کہین سے ثابت نہین ہوتا کہ پیغمبر صاحب نے خدا تعالیٰ کو نہین دیکھا اسپر سائل نے یہ دلیل پیش کی کہ
ابو درداء صحابی کہتے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب لوگون نے پوچھا ہل رایت ربک قال انی راہ یعنے
کیا آپنے اپنے رب کو دیکھا فرمایا ہان مینے اوسے دیکھا ہے- سلطان المشائخ نے سائل کے جواب مین فرمایا کہ ہان یہ
حدیث مین آیا ہے لیکن اور بہت سی حدیثین اسکے خلاف مین وارد ہوئی ہین اور جب یہ ہے تو رویت شب
معراج قطعی اور تحقیقی نہین ہوئی- حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
جو حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد مین ہین اور جناب امیر المومنین مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ کے خرقہ
کا ایک شعبہ انکی طرف سے بھی چلتا ہے نہایت بزرگ اور دانشمند آدمی تھے - ایکدفعہ انکے پاس ایک شخص آکر
کہنے لگا کہ مجھے خدا کو دکھا دیجیئے- آپنے فرمایا تو جانتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دیدار الٰہی
کی درخواست کی تو اونہین عذاب الٰہی نے ہلاک کردیا آسمانی بجلی سے سبکے سب تباہ ہوگئے جیسا کہ خدا تعالےٰ
نے قرآن مجید مین اونکے حال سے خبر دیتا ہے قالوا ارنا اللہ جہرۃ فاخذتہم الصاعقۃ - اور موسیٰ علیہ السلام

دیدار الٰہی کی درخواست کی تو جواب لن ترانی سنا تو تو اتنی بڑی جرأت اور گستاخی کیون کرتا ہے۔ سائل نے کہا کہ حضرت
وہ عہد موسوی تہا اور یہ زمانہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جناب پیغمبر صاحب کے کمترین چاکرون مین ایک بایزید تہے
وہ کہا کرتے تہے لیس فی جبتی سوی اللہ یعنی میرے جبہ مین حق تعالیٰ کے سوا اور کچھہ نہین ہے اسیطرح اوس شخص
اور بہی کئی نظیرین پیش کین امام رضی اللہ عنہ نے اپنے غلامون سے فرمایا اسے پکڑکر دریا مین غرق کردو چنانچہ
آپکے حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور اوسے دریا مین ڈالدیا گیا لوگ غوطہ پر غوطہ دیتے تہے اور وہ برابر چلاتا تہا کہ
یا ابن رسول اللہ الغیاث الغیاث بزرگ امام فرماتے تہے کہ اسے برابر غوطے دیئے جاؤ یہانتک کہ اوس نے
کہا الٰہی الغیاث جب اوسکے موںہہ سے یہ لفظ نکلے تو حضور نے فرمایا اے غلامو اب اوسے چہوڑ دو جب اونہون
نے چہوڑ دیا تو وہ پانی مین سے باہر نکلکر آیا اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے سامنے سر زمین پر رکہکر
کہا حضرت مجہے دیدار الٰہی کا معائنہ ہوگیا فرمایا کسطرح معائنہ ہوا عرض کیا کہ مین نے آپسے بار بار فریاد
کی درخواست کی لیکن آپ میری فریاد کو نہین پہونچے تب مین نے مجبور ہوکر دل مین کہا کہ اب خدا تعالیٰ سے
فریاد کرنی چاہیئے اوسیوقت میرے سینے مین ایک روزن ہویدا ہوا جس سے مینے وہ چیز دیکہی جسکی مدت سے درخواست
کرتا تہا۔ یہ حکایت بیان کرکے سلطان المشائخ نے فرمایا واہ کیا خوب اوس شخص کا سوال تہا اور کیا عمدہ امام
جعفر صادق رض کا جواب تہا دیکہو آپنے کمال عقل سے اوسے کس طریق کے ساتہہ جواب دیا۔ آپ یہہ بہی فرماتے
تہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی حرم محترم جناب صفورا ایکدن آپکے پاس آکر فرمانے لگین کہ مجہے آپکے
جمال مبارک کے دیکہنے کی آرزو ہے موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اوسے دیکہہ نہ سکوگی جس قدر آپ منکر ہوتے
تہے اوسیقدر حضرت صفورا اصرار کرتی تہین آپنے ناچار ہوکر چہرۂ مبارک سے برقع الٹ دیا امیر خسرو
کہتے ہین بیت برون آ از درون دیوانہ گردان ہوشیاران را ہو لیکن خسرو دیوانہ را دیوانہ تر گردان ؎
جونہی حضرت صفورا کی نظر اوس جمال جہان آرا پر پڑی نابینا ہوگئین آپنے تین مرتبہ اور بقول بعض ستر
مرتبہ برقع کو اوٹہایا جون جون آپ برقع اوٹہاتے جاتے تہے صفورا نابینا ہوتی جاتی تہین لیکن اس اصرار سے
باز نہ آتی تہین۔ انجام کار حضرت موسی علیہ السلام کی دعا سے اونہون نے دوبارہ بینائی پائی اور اوسوقت
ہاتف نے آواز دی کہ اے موسی تمہین حالت صفورا سے محبت کا سبق پڑہنا چاہیئے کہ اتنی مرتبہ نابینا ہوئی اور پہر
برابر دیدار کی درخواست کرتی رہی اور تو ایکہی دفعہ مین چیخ پڑا۔ اور مضطربانہ کہہ اوٹہا انی تبت الیک
یعنے مین نے توبہ کی تیری طرف حضرت موسی علیہ السلام کو اس ندا سے سخت حیرت پیدا ہوئی۔ حضرت سلطان المشائخ

علما میں اختلاف چلا آتا ہے مذکور ہوا - آپنے فرمایا سبحان اللہ ایک شخص جلکر خاکستر ہوگیا اور دوسرا ہنوز اختلاف کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے ۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - شیخ سعدی فرماتے ہیں بیت آتش اندر پختگان افتاد و سوخت ؛؛ خام طبعان ہمچنان افسردہ اند ؛؛ نیز شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز سے منقول ہے کہ السماع یحرک قلوب المستمعین ویوقد نار الشوق فی صدور المشتاقین یعنے سماع ایک ایسی موزون اور مناسب آواز ہے جو سننے والونکے دلون کو جنبش میں لاتی اور مشتاقون کے سینون مین آگ بھڑکاتی ہے - سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ مشائخ کے ایک گروہ نے سماع حالت بے اختیاری مین جائز رکھا ہے اور جب سننے والے اختیار مین ہون تو اوس سماع کو معلول بتایا ہے - مولانا علامتنا لوری شیخ فخر الدین زرادی حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ رسالہ اباحت سماع مین امام غزالی سے نقل کرتے ہین کہ سماع کا پہلا درجہ فہم مستمع ہے یعنے سننے والے کے دلمین وہ معنے اور مطلب واقع ہوتا ہے جو سماع سے پیدا ہوا ہے - اس فہم کا ثمرہ یہ ہے کہ سننے والے پر وجد طاری ہوتا ہے اور وجد کا نتیجہ یہ ہے کہ اعضا مین جنبش و حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بات سننے والے کے مختلف احوال کی حیثیت سے واقع مین مختلف ہوتی ہے اور سننے والے کے چار احوال ہین ایک یہ سماع اوسکے حق مین ایک طبعی بات ہو یعنے اوسے بجز اسکے اور کوئی لذت و حظ میسر نہو کہ الحان و نغمات سے مزہ لیتا ہے اور یہ سماع مباح ہے لیکن اسمین دوسرے حیوانات بھی شریک ہین - دوسرے یہ کہ سننے والا سماع کو مخلوق معین یا غیر معین کی صورت پر محمول کرے اور یہ سماع جوانان دنی شہوت کا ہے یہ محض حرام ہے کیونکہ باطنی خبث و دنارت کی خبر دیتا ہے جسے وہ ظاہر نہین کرتے - چوتھے یہ کہ سننے والا سماع کو اپنے نفس کی کیفیت و احوال پر حمل کرے یا اون احوال پر محمول کرے جو خدا تعالی کے ساتھ رکھتا ہے اور یہ سماع مریدون کا ہے - خاصکر اون مریدون کا جنہون نے ابھی ابھی اس راہ مین قدم رکھا ہے کیونکہ مریدون کو ضرورتاً ایک مراد مقصود ہوتا ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ اون کا مراد خدا تعالی کی معرفت اور وصول الی الحق ہے - نیز مریدون کو سلوک کی حالت مین بہت سے احوال پیش آتے ہین جیسے قبول رد - وصل - ہجر - طمع - ناامیدی وغیرہ - پس جب وہ اشعار سنتا ہے تو اونہین ان احوال پر محمول کرتا ہے - چوتھے یہ کہ سننے والے کا سماع عین حق ہو یہان تک کہ حالت سماع مین عین شہود مین اپنے تئین دیکھے اور دنیا و ما فیہا کی ذرا خبر نرہے جیسا کہ اون عورتون کا حال تھا جنہون نے حضرت یوسف علیہ السلام کے مشاہدہ مین اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے اور اس مشاہدہ مین اس قدر محو ہوگئی تھین کہ اپنے آپے تک کی خبر نہین رہی تھی لیکن یہ مرتبہ اون لوگون

حاصل ہوتا ہے جو کامل و اصل ہوتے ہیں۔

نکتہ آداب سماع کے بیان میں۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ سماع کے لیئے چند چیزیں مہیا ہونی چاہئیں۔ ایک وقت خوش اور اچھا کہ اوس میں دل فارغ اور مطمئن ہو اور کسی طرح کا تردد نہ ہو۔ دوسرے مکان دلکش اور خوبصورت جسکے دیکھنے سے راحت پیدا ہو۔ تیسرے اہل مجلس ہم جلس اور ہم عقیدہ ہوں یعنی جس قدر لوگ وہاں حاضر ہوں سب اہل سماع اور معتقد سماع ہوں اور جب سماع کے وقت مجلس میں بیٹھے تو خوشبو کا استعمال کرے کپڑے پاکیزہ پہنے مولانا فخر الدین زرادی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ سماع کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ گوش ہوش سے سُنے کسیکی طرف التفات نکرے اور سننے والوں کی طرف نظر نکرے کھنکارنے اور جمائی لینے سے تا بمقدور باز رہے اور جبتک مجلس سماع میں بیٹھے اسطرح بیٹھے کہ سر جھکائے رہے فکر میں مستغرق رہے اور تالیاں بجانے رقص کرنے اور دیگر حرکات نامناسب کرنے سے دلپر قابو رکھے اسیطرح سماع کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ جبتک بن پڑے او ٹھے نہیں اور زیادہ آواز سے روئے نہیں۔ لیکن یہ ادب اوسیوقت تک ملحوظ رہ سکتا ہے جبتک ضبط نفس پر قدرت حاصل ہو ورنہ حالت بے اختیاری میں اوسے رقص وگریہ کرنا مباح ہے اگر ریا کا قصد نہو کیونکہ گریہ دلی حزن و رنج کو دور کرتا ہے اور رقص تحریک سرور کا موجب ہوتا ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ مرید سالک کے لیئے تمام سرور مباح و جائز ہیں۔ سماع کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ کھڑے ہونے میں اہل مجلس کی موافقت کرے یعنے اگر حاضرین میں سے کوئی شخص وجد صادق کی وجہ سے کھڑا ہو جائے یا وجد کی اظہار کی نیت سے کھڑا ہو تو اوسکی موافقت میں کھڑا ہو جانا ضرور ہے۔ جب شیخ بدر الدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ انتقال کر گئے تو لوگوں نے اونہیں سنکولہ میں دفن کیا۔ تیسرے روز سلطان المشائخ تشریف لے گئے مجلس عالی منعقد ہوئی اور سماع چھیڑ دیا گیا۔ سلطان المشائخ ذرا دیر کر کے پہونچے اور دوسرے خطیرہ میں جا بیٹھے لیکن اہل مجلس حالت سماع میں او ٹھے تو سلطان المشائخ بھی اوٹھہ کھڑے ہوئے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ حضور آپ میں اور اون میں تو بُعد مسافت ہے آپکو بیٹھہ جانا چاہیئے اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مجلس کی موافقت شرط ہے۔ کاتب حروف نے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ شیخ بدر الدین سمرقندی بڑے بزرگ شخص تھے شیخ سیف الدین باخرزی کے ممتاز خلیفہ اور شیخ نجم الدین کبری کی ہم صحبت تھے۔ سید زائر الحرمین اور حافظ و دانشمند تھے الحق وہ شخص بڑا ہی صاحب کمال تھے جنمیں اسقدر فضائل موجود ہوں آپ سماع میں غلو تمام رکھتے اور بے سلطان المشائخ کے سماع نہ سنتے علاوہ ان فضائل خاص کے ظاہری خوبصورتی اور نیک سیرتی میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ سماع کا ایک ادب

یہ ہے کہ ایسے شخصکو رقص نکرنا چاہیئے جو قوم پر گران اور ناگوار گذرتا ہیگا کیونکہ اس سے اونکے دل پریشان ہونگے اور سماع مین خلل حظ نہ آئیگا۔ عوارف مین اسیطرح منقول ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھکر عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ سماع کو برا جانتے ہین فرمایا نہین مین اوسے برا نہین جانتا لیکن وہ لوگ بہت کم ہین جو سماع کا آغاز و اختتام قرآن کے ساتہ کرتے ہون یعنے اگر مجلس سماع مین اول و آخر کچھہ قرآن پڑھہ لیا جائے تو ایسا سماع برا نہین ہے۔ مین نے عرض کیا کہ حضور لوگ مجھے ایذا دیتے اور اسبارے مین زبان درازیان کرتے ہین فرمایا اے ابوعلی تو اسکی برداشت کر کیونکہ وہ تیرے یار و اصحاب ہین۔ ممشاد علیہ الرحمۃ ہمیشہ فخرا بیان کیا کرتے تہے کہ میری کنیت خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے۔

نکتہ اون الفاظ کی تفسیر و توضیح کے بیان مین جو مصطلح شعرا ہین اور معشوق کے اوصاف مین مستعمل ہوتے ہین جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ زلف کے لفظ کو قرب خداوندی پر محمول کرنا چاہیئے اور یہ لفظ سنکر قولہ تعالے لیقربونا الی اللہ زلفی کا تصور کرنا مناسب ہے اور لفظ لون سے جنت۔ چشم سے نظر رحمت خدا۔ قرآن مین آیا ولتصنع علی عینی۔ شاعر لوگ زلف کو کافر یاد کرتے ہین اسلیئے کہ کفر کے معنے پوشیدہ ہونیکے آتے ہین چونکہ زلف بہی دانہ خال کو چہپا لیتی ہے اس سببسے اوسے زلف کہتے ہین جیساکہ ایک شاعر کہتا ہے **مصرعہ** کافر نشوی قلندری کار تو نیست ؛ یعنے تا وقتیکہ تو مدعی ہستی کا ہے اور اعمال صدق تجہپر پوشیدہ ہون تیرا عشق کا دعوی کرنا درست نہین ہے ہان عشق کا مدعی اوسیوقت ہوسکتا ہے جبکہ نفس سے مرتد ہوکا ہے حروف نے مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ کے اوس رسالہ مین جسے آپنے سماع کے بارہ مین تالیف کیا ہے لکہا دیکہا ہے کہ وقت سے مراد وہ چیز ہے جو بندہ اور خدا تعالی کی طاعت و فرمانبرداری کے درمیان حائل ہو اور بیاض وجہ سے مقصود نور ایمان۔ اور سواد خال سے ظلمت معصیت۔ اور وہ معانی مطلوب ہین جو مقام و حال کے نقصان پہونچانے والے ہین پس الفاظ اوصاف کا محمول کرنا اوس شخص کا حق ہے جو مستقل فہم رکہتا ہو اور ظاہری الفاظ سے اون چیزون کی طرف انتقال ذہن کرسکتا ہو جو الفاظ کے مناسب ہون یعنے امور حق تعالی پس الفاظ اشعار الفاظ مثالی کے مانند ہین اور اون امثال سے وہی چیز مقصود و مطلوب ہے جو اونکے مناسب ہین پہر مطالب کا اظہار مثالون کے پیرایہ مین صرف اسوجہ سے ہوا کرتا ہے کہ یہ طریقہ نفوس مین بہت جلد موثر ہوتا اور دلنواز ہوتا ہے [illegible] اپنے نقوش جماتا ہے کیونکہ جو باتین وہمی اوس

خیالی ہوتی ہیں وہ اس طریقہ سے صورت تحقیق میں ظاہر ہوتی ہیں اور جن چیزوں تک فکر و وہم کی مشکل سے رسائی ہوتی ہے وہ معرض یقین میں دکہائی دیتی ہیں اور غائب لباس حاضر میں جلوہ گر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ حق تعالی نے اپنے کلام مقدس یعنے قرآن مجید اور سابق کی کتب منزلہ میں مثالیں بکثرت بیان کی ہیں اسیطرح جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کلام میں بیشتر مثالوں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں وارد ہے کہ وتلک الامثال نضربہا للناس یعنے ہم لوگوں کے لیئے بکثرت مثالیں بیان کرتے ہیں وما یعقلہا الا العالمون اور اونہیں وہی سمجھتے ہیں جو عالم اور دانا لوگ ہیں۔ علی ہذا القیاس اور بہت سی آیتیں اسی مضمون کی وارد ہیں۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ سماع کی حالت میں جو حرف میرے کان میں پڑتا ہے گویا وہ حق تعالی کی صفات میں ایک صفت کا لباس پہنکر میرے کان میں پہونچتا ہے اور یہ ایک ملکہ ہے جو مجھے خدا کی طرف سے حاصل ہوا ہے یہانتک کہ جب کوئی لفظ میں سنتا ہوں تو اوسے شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر فرید الحق والدین کے اوصاف حمیدہ پر حمل کرتا ہوں ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز کی حیات میں میں ایک مجلس میں موجود تہا۔ قوال سے یہ بیت سنی بیت مخرام بدین صفت مبادا ؛ کز چشم بدت رسد گزندے ÷ اس بیت کے سننے کے ساتہ مجہے شیخ کے اخلاق پسندیدہ اور اوصاف مقبولہ اور آپکی کمال بزرگی اور غایت لطافت یاد آگئی اور اسقدر متاثر ہوا کہ اس حرف پر پہونچکر آنکہوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور اسکے بعد بہت عرصہ نگذرا کہ حضور کا وصال ہوگیا۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ کل قیامت کے روز صوفیوں اور اہل سماع کو فرمان الہی پہونچیگا کہ جو بیت تم سنتے تہے اوسے ہمارے اوصاف پر حمل کرتے تہے یہ لوگ کہیں گے ہاں ہم ایسا کرتے تہے۔ حکم ہوگا کہ تمام اوصاف تو حادث تہے اور ہمارے ذات قدیم۔ پہر حادث اوصاف کا حمل قدیم پر کیونکر جائز ہو سکتا ہے وہ کہیں گے۔ خداوندا ہم غایت محبت کی وجہسے ایسا کرتے تہے ارشاد ہوگا کہ جب تم ہماری محبت کی وجہ سے ایسا کرتے تہے تو ہم نے تمہیں معاف کیا اور اپنی رحمت کا مینہ تم پر برسایا۔ ازاں بعد سلطان المشائخ کی آنکہوں میں آنسو بہر آئے اور فرمایا کہ جب ایسے شخص پر عتاب ہے جو محبت حق میں ہمیشہ مستغرق و محو ہے تو اوروں کے ساتہ نمعلوم کیا معاملہ کیا جائے گا۔ اس موقع پر امیر حسن شاعر نے عرض کیا کہ حضور بندہ کو جیسا کہ سماع میں ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے ویسا اور کسی وقت نہیں ہوتا۔ فرمایا اصحاب محبت اور مشتاقوں کا ہی تو وہ ذوق ہے کہ جو اونہیں آگ میں بہی مزا اور لطف

دیتا ہے یہ فرماکر آپ چشم پر آب ہوئے اور سینہ مصفا سے ایک آہ سرد نکالی اور فرمانے لگے کہ مجھے ایکروز خواب مین عالم غیب سے کوئی چیز ظاہر ہوئی اوسوقت مین نے یہ مصرع پڑھا ؎ اے دوست بدست انتظارم کشتی ٭ اور پھر خواب ہی مین اس مصرع کو یون بدلکر پڑھا ؎ اے دوست بہ تیغ انتظارم کشتی ٭ لیکن جب مین بیدار ہوا تو مجھے یاد آیا کہ مصرع تو یون ہے ؎ اے دوست بزخم انتظارم کشتی ٭ مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ اکثر اوقات سالک ایک چرخ کی بھنبھناہٹ سنتا اور اوس سے کوئی عمدہ مضمون استنباط کرکے ذوق و شوق سے محظوظ ہوتا ہے اسیطرح مکھی اور پرندون کی آواز سے کلام مفہوم اخذ کرتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دن ناقوس کی آواز سنکر حاضرین سے فرمایا تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے جواب دیا نہین فرمایا کہتا ہے سبحان اللہ حقا حقا ان المولی قدیبقی۔

نکتہ اہل سماع کے وجد کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ باریتعالی کے ننانوے نامون مین سے ایک نام واجد بھی ہے اور یہ وجد بمعنی بخشندۂ وجد سے مشتق ہے اور کبھی اسکے معنی صاحب وجد کے بھی آتے ہین لیکن یہ دوسرے معنی خدا تعالی کے حق مین چسپان نہین ہوتے اور جب یہ ہے تو واجد کے معنے وجد کا دینے والا درست ہین مولانا فخر الدین زرادی اپنے رسالہ مین لکھتے ہین کہ خواجہ عثمان مکی وجد کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہتے ہین کہ عبارت از وجد ممکن است۔ کیونکہ وجد اسرار الہی مین سے ایک سر ہے عند المومنین الموقنین یعنے وجد ایک ایسا سر الہی ہے جو صاحب یقین مومنون کے نزدیک خدا نے رکہا ہے۔ ابوسعید خراز فرماتے ہین کہ رفع حجاب اور مشاہدہ رقیب اور احساس مقصود وغیرہ کو وجد کہتے ہین۔ حکما کا قول ہے کہ وجد اوس دلی لطیفہ کا نام ہے جسے لفظون مین ادا کرنا اور نطق کا جامہ پہنانا متعذر و دشوار ہے البتہ نفس اوسے الحانات و نغمات کے ساتھ باہر لاتا اور جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو سرور اور اعضا مین حرکت خود بخود ظاہر ہوتی ہے۔

نکتہ اوس احوال کے بیان مین جو حالت سماع مین پیدا ہوتا ہے۔ جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ سماع کی حالت مین جو آثار مرتب ہوتے ہین اونکی تین قسمین ہین۔ ایک انوار۔ دوسرے احوال تیسرے آثار۔ اور یہ تینون چیزین تین عالمون سے اوترتی ہین۔ عالم ملک سے۔ عالم ملکوت سے عالم جبروت سے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سماع کی حالت مین عالم ملکوت سے ارواح پر انوار نازل ہوتے ہین۔ بعدازان عالم جبروت سے دلون پر احوال اوترتے ہین پھر عالم ملک سے وہ چیزین نازل ہوتی ہین جنسے اعضا مین حرکت پیدا ہوتی ہے اور اونہین آثار کہتے ہین۔ فرماتے ہیں ایکدفعہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کسی جہاد سے لوٹ کر دولتخانہ مین تشریف لائے اور فرمایا کوئی ایسا ہے کہ دف بجائے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دف اوٹھا لیا اور بجانا شروع کیا اور ساتہ ہی یہ شعر بار بار پڑھا۔ شعر اتیناکم اتیناکم فحیونا دحیاکم ۞ اتیناکم اتیناکم نحیونا نحییکم ۞ ولولا التمرۃ الحمراء ماکنا لوادیکم ۞ ولولا دعوۃ الرحمن ماکنا لواریکم ۞ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تہے کہ عائشہ یہی کہے جاؤ۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یارون مین تشریف رکہتے تہے کہ جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لیکر آئے واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینہم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق آنحضرتؐ اس آیت کو سنتے ہی وحشت کی وجہ سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور پاؤن کے بل کود کر بیٹہ گئے آپکو اسقدر فرحت و سرور حاصل ہوا کہ اوس مین چادر مبارک کندہے سے مجلس مین گر پڑی۔ اور یہ مشہور بات ہے کہ اوس مجلس مین بہت سے صحابی جمع تہے سبہون نے چادر مبارک کا ذرا ذرا سا ٹکڑا تقسیم کر لیا اور تبرکًا اپنے پاس رکہا۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین ایک شخص تہا جسے کعب زہیر کہتے تہے اسنے زمانہ جاہلیت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو مین چند بیتین کہی تہین اور آپکا بہت بڑا دشمن تہا۔ جب مکہ کے پہاڑون پر اسلامی جہنڈا گڑ گیا اور جناب رسول عربی نے مکہ فتح کیا تو یہ شخص بہی وہان موجود تہا۔ لوگون نے اسے خبر دی کہ پیغمبر صاحب نے صحابہ کو حکم فرمایا ہے کہ زہیر کو جہان پاؤ قتل کر ڈالو۔ زہیر نے یہ خبر پاتے ہی صحابیون کے خوف سے عورتون کا لباس پہن اور سر مونہہ کو کپڑے سے چہپا آنحضرت صلعم کی خدمت مین آموجود ہوا اور فورًا کلمہ شہادت پڑہکر شعر پڑہنے شروع کیئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کون ہے کہا مین کعب بن زہیر ہون آپکے اصحاب کے خوف سے عورتونکا لباس پہنکر حاضر ہوا ہون زمانہ جاہلیت مین مین نے ساٹھ شعر آپکی ہجو مین کہے تہے اب اوس سے دو چند اکیسو بیس شعر حضور کی مدح مین کہکر لایا ہون۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ اچہا وہ اشعار پڑہو اوسنے پڑہنے شروع کیئے اور پڑہتے پڑہتے جب اس شعر پر پہونچا ۔ نُبِّئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْعَدَنِیْ ۞ وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَأْمُوْلٌ ۞ یعنے مجہے خبر لگی ہے کہ رسول اللہ نے میرے قتل کا اعلان دیا ہے حالانکہ مجہے امید ہے کہ رسول خدا کے نزدیک عفو و بخشش بہت پسندیدہ ہے۔ تو جناب پیغمبر صاحب نے اوسے بار بار اس شعر کے پڑہنے کا حکم فرمایا۔ سماع کی حالت مین جو ایک چیز کا بار بار اعادہ ہوتا ہے اوسکا ماخذ اور اصل یہی حدیث ہے الغرض کعب بن زہیر جب اپنا قصیدہ پورا کر چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنا کپڑا عنایت فرمایا (یہی وجہ ہے کہ درویش سماع کے وقت قوالون کو خرقہ عطا کرتے ہین) آنحضرت کی وفات کے بعد معاذ

رضی اللہ عنہ نے کعب سے کہا کہ اگر تو مجھے پیغمبر صاحب کا عطا کیا ہوا کپڑا دیدے تو مین تجھے اوسکے صلہ مین سو اشرفیان
دون گا مگر کعب نے انکار کیا یہانتک کہ دس ہزار اشرفیون تک نوبت پہونچی لیکن کعب نے اوسے اپنے پاس سے جدا نہین
کیا قصہ گیا گذرا ہوا جب حضرت معاویہ تخت خلافت پر جلوہ آرا ہوئے تو کعب بن زہیر کا انتقال ہو گیا تھا اونہون نے
ایک شخصکو اوسکے فرزندون کے پاس بھیجا اور بیس ہزار اشرفیون کی عوض وہ کپڑا لینا چاہا چنانچہ کعب کے فرزندون
نے وہ چادر خلیفہ کے حوالہ کردی اور خلیفہ نے نہایت احتیاط سے اپنے پاس تبرکا رکھی۔ شیخ شیوخ العالم عوارف
مین تحریر فرماتے ہین کہ وہ چادر مبارک خلیفہ ناصر الدین کے زمانہ تک اوسکے خزانہ مین موجود رہی۔ سلطان
المشائخ فرماتے تھے کہ ایکدفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ مین تشریف لے گئے اور ابو موسیٰ اشعری کو حکم
فرمایا کہ تم باغ کے دروازہ پر جا بیٹھو اگر کوئی اندر آنا چاہے تو ہماری اجازت بغیر اوسے اندر نہ آنے دو اوس
باغ مین ایک کنوان تھا آنحضرت کنوین مین پاؤن مبارک لٹکا کر بیٹھ گئے سب سے پہلے حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق
تشریف لائے ابو موسیٰ نے کہا آپ یہین تشریف رکھیئے مین پیغمبر علیہ السلام سے اجازت لیلون چنانچہ اونہون نے
آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آنیکا حال بیان کیا فرمایا اونہین آنے دو۔ ابوبکر
آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب کنوین پر بیٹھ گئے اور جسطرح پیغمبر علیہ السلام نے کنوین مین پاؤن
لٹکا رکھے تھے ابوبکر صدیق نے بہی لٹکائے۔ ازان بعد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ابو موسے
اشعری نے انکی بابت بہی آنحضرت سے اجازت لیکر اندر داخل ہونیکی بشارت دی آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بائین طرف آ بیٹھے۔ اور کنوین مین پاؤن لٹکا لیئے۔ اتنے مین امیر المومنین حضرت عثمان تشریف لائے اور اجازت
حاصل ہونیکے بعد آپ بہی اوسی ہئیت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے۔ بعدہ امیر المومنین حضرت
علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور آپ بہی اجازت پانیکے بعد باغ مین داخل ہوئے اور اوسی ہئیت پر بیٹھ گئے
جسطرح اور سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے بعدہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج جسطرح ہم چارون
ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہین اسیطرح موت کے بعد بہی ایک جگہ رہین گے اور اسیطرح قبرون سے بہی ایک ساتھ
اوٹھین گے۔ حضرت کے اس ارشاد سے سب پر ایک عجیب و غریب حالت طاری ہوئی بعدہ حضرت سلطان
المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ اہل دل درویشون کو جو حالت طاری ہوتی ہے اوسکی اصل یہین سے
ملتی ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تھے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی چیز سے متوحش ہوتے تھے تو اون کا عصا
تسبیح کرنے لگتا تہا اور آپ اوس سے انس حاصل کرتے تھے۔ یہ بہی فرماتے تھے کہ شیخ احمد غزالی بیان کرتے ہین

کہ جب حضرت موسی علیہ السلام حق تعالی کی شرف مکالمت سے مشرف ہو چکے تو اس کے بعد جس شخص کی نظر آپکے جمال مبارک پر پڑتی تہی جلجاتا تہا ارشاد خداوندی ہوا کہ موسی اپنے چہرہ پر برقع ڈال لو چنانچہ آپنے اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لی لیکن وہ نقاب حضرت موسی علیہ السلام کے چہرہ کے نور سے جل گئی آپنے ریشم کی نقاب بناکر موںھ پر ڈالی اور وہ بہی جل گئی بعد ازان لوہے کی نقاب بناکر ڈالی وہ بہی جل گئی اب موسی علیہ السلام حیران تہے کہ مجہے کیا کرنا چاہیئے جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اے نبی اللہ آپ اپنے کپڑے مین سے وہ کپڑا تلاش کیجئے جسے ذروِ حالت طاری ہونیکے وقت اپنا خرقہ بنایا تہے ایسا کپڑا تلاش کرو اور اوسکی نقاب بناؤ موسی علیہ السلام نے ایسے کپڑے کی جستجو کی معلوم ہوا کہ فلان مقام پر درویش رہتے ہین اور اون کے پاس اس قسم کا کپڑا ہے۔ موسی علیہ السلام اون کے پاس گئے اور کپڑا لیکر نقاب بنائی۔ پہر جو موںھ پر ڈالی جلنے سے محفوظ رہی۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جناب موسی علیہ السلام پر حال غالب تہا یہان تک کہ آپنے ایک روز ایک آہ کی اور آپکی ٹوپی جلگئی سلطان المشائخ نے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ حالت سماع مین بعض لوگون پر ایسا حال غالب ہوتا ہے کہ اون مین تمیز باقی نہین رہتی اور بعضون پر اگرچہ حالت قوی طاری ہوتی ہے لیکن وہ مغلوب نہین ہوتے اور اون کے ہوش وحواس سب بجا رہتے ہین اور کمال یہی ہے کہ سماع کی حالت مین مغلوب نہ ہو۔ بعض لوگ حالت سماع مین اسقدر مغلوب ہوجاتے ہین اور اپنی ہستی سے اسقدر بے خبر ہوجاتے ہین کہ اگر اونکے پاؤن مین لوہے کی کیل بہی ٹہونکدی جائے تو اونہین کچہ خبر نہین ہوتی اور بعض لوگ حالت سماع مین خدا کے ساتھ اس قدر حاضر رہتے ہین کہ اگر پہول کی پنکہڑی بہی اونکے پاؤن تلے ہوتی ہے تو وہ فورًا محسوس ہوجاتی ہے یہ مرتبہ اہل کمال کا ہے اور اونہین کو حاصل ہوتا ہے جو اس راہ مین کمال عروج کو پہونچگیا ہے۔ فرماتے تہے کہ شیخ بدر الدین غزنوی نے جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز سے سوال کیا کہ اہل سماع پر جو بیہوشی طاری ہوجاتی ہے اسکا کیا سبب ہے شیخ نے جواب دیا کہ اونکے کانون مین روز الست بربکم کو جو ندا پڑچکی ہے یہ اوسی کا اثر ہے۔ اور اوسی ندا کے اثر سے بے ہوش ہوجاتے ہین۔ جب خدا تعالی نے سبکو جمع کرکے فرمایا الست بربکم تو اس دلکش صدا سے بے ہوش ہوگئے اور وہ بے ہوشی اون مین مرکوز رہی اب جب مجلس سماع مین حاضر ہوتے ہین تو وہی بیہوشی اون مین اثر کرتی ہے اور اونکی حرکات مین حیرت پیدا ہوجاتی ہے سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ سماع کی دو قسمین ہین ایک ہاجم دوسری غیر ہاجم۔ ہاجم سماع وہ ہے کہ جو سننے والے پر ابتدائً یعنے سماع سے پیشتر ہی ہجوم لاتا ہے اور وہ شخص بے اختیارانہ حرکتین کرنے لگتا ہے۔ یہ قسم

بقدر وسیع ہے جسکی کوئی شرح ہو نہین سکتی غیرہا جم اوسے کہتے ہین جسکا اثر سننے والے پر بعد کو پڑے اور وہ غزل
قصائد کے ہر ہر جملہ کو اوصاف خداوندی یا اپنے پیر کی ذات پر یا جو اوسکے دل مین سمایا ہوا ہے اوسپر محمول کرے
باتے تھے کہ فارابی حکیم جو اپنے زمانہ مین حکمت مین بے مثل اور بے نظیر تہا۔ ایکدفعہ خلیفہ کی مجلس مین حاضر ہوا اور عجیب
صورت سے حاضر ہوا مختصر سے کپڑے پہنے ہوئے تہا اور نہایت حقیر صورت بنائے ہوئے تہا۔ جب خلیفہ کے سامنے
سماع شروع ہوا تو اسنے چنگ اوٹھا لیا اور بجانا شروع کیا۔ اس حکیم نے سماع کو تین قسم پر منقسم کیا اول
ضحک یعنے ہنسی پیدا کرنے والا دوسرے مبکی یعنے رلانے والا تیسرے مغمی یعنے بیہوشی لانے والا۔ الغرض
جب اسنے چنگ بجانا شروع کیا تو اول ساری مجلس قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔ دوسری دفعہ جو چنگ بجایا
تو سب رو پڑے۔ تیسری دفعہ بجایا تو سب پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ جب اسنے دیکھا کہ تمام اہل مجلس بیہوش
ہوگئے ہین تو ایک جگہ یہ الفاظ لکھکر چلدیا۔ فارابی قد حضر ہہنا و غاب یعنی یہان فارابی حاضر ہوا تہا اور وہ
یہان سے بیہوش پاکر چلا گیا۔ اہل مجلس نے ہوش مین آنیکے بعد جو مذکورہ الفاظ لکھے دیکھے تو معلوم کیا کہ وہ
چنگ بجانیوالا حکیم فارابی تہا۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہی وہ فارابی تہا جسنے خلیفہ کو بد عقیدہ
کردیا تہا لیکن بعد کو شیخ شہاب الدین نے خلیفہ کو اوس مذہب و عقیدہ سے لوٹا کر مذہب اہلسنت و جماعت
مین داخل کیا چنانچہ اسکی پوری تفصیل دسوین باب حکایات مین آئی ہے۔ فرماتے تھے کہ ایکدن خواجہ
خضر علیہ السلام شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی خدمت مین حاضر ہوئے اسوقت درویشون نے مجلس سماع
گرم کر رکھی تہی اور شیخ شیوخ العالم مصلا پر بیٹھے ہوئے تہے۔ دفعتہ آپنے اپنے دونون دست مبارک اوٹھائے
کئے اور یہ بیت بلند آواز سے پڑہی بیت صاحب دردے کجاست تا بنمایم * صد گریہ زار زیر ہر خندہ خویش
فرماتے تہے مین نے شیخ ضیاء الدین رومی سے سنا ہے ارشاد فرماتے تہے کہ میرا ایک رفیق تہا جسے سماع کے
وقت نہایت ذوق شوق پیدا ہوا کرتا تہا جب وہ انتقال کر گیا تو مین نے خواب مین دیکھا کہ بہشت مین ایک
بلند مقام پر موجود ہے لیکن کچھ مغموم اور اوداس ہے مین اوسکے اس مرتبہ پانے اور اس کامیابی پر پہنچنے
سے بہت خوش اور بسیار کشادہ دیکھنے کو اوس مقام پر گیا اور پوچھا کہ برادر تم مغموم کیون ہو اوسنے ایک نعرہ
مین کہا کہ گو مین نے عنایت خداوندی سے یہ مرتبہ پایا ہے اور ہر طرح آسایش و آرام سے ہون لیکن جو لذت
اور ذوق مجھے سماع مین حاصل ہوتی تہی وہ یہان نہین پاتا ہون۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جنید نام ایک
قوال تہا مین نے اوس سے سنا کہ شیخ شرف الدین کرمانی ساکن قصبہ سستی ایک بڑے بزرگ اور اپنے زمانہ کے

فرد درویش تھے اونہون نے سماع کی حالت مین یہ بیت سنی اور فوراً جان دیدی **بیت** ہر رد دید جان من آواز مرا با زنہار براہ دوست در باز مرا۔ شیخ شرف الدین نے جون ہی یہ بیت سنی ایک نعرہ مارا اور کہا در باختم و جان دادم فوراً گر پڑے اور گرتے ہی جان دیدی اور معشوق تک پہونچگئے الحمد للہ علی ذلک۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ قاضی حمید الدین ناگوری سے ہمین پہونچا ہے کہ ایک مقام پر مجلس سماع گرم تھی اور کامل قوال موجود تھے لیکن یہہ عجیب بات ہے کہ سماع کا کسی شخص پر اثر نہ پڑتا تھا جب بہت دیر ہوگئی اور مجلس مین کسی پر سماع کا اثر نہ پڑا تو صاحب خانہ نے کہا شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ اہل مجلس مین بعض لوگ ایسے بھی ہون جو باہم رنجش رکھتے ہون آؤ انمین صلاح اور صفائی کرا دین چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور سبنے صفائی کری لیکن پھر بھی سماع کا کوئی اثر نہین پڑا اور مجلس بدستور سرد رہی۔ صاحب خانہ بولا ممکن ہے کہ مجلس مین کوئی بیگانہ اور اجنبی شخص ہو۔ چنانچہ اونہون نے ایک ایک شخص کو ٹٹولا مگر کوئی شخص بھی مجلس مین بیگانہ اور اس طریقہ کا منکر نہ تھا انجام کار مجلس سماع بند کر دیگئی اور سبکے سب استغفار مین مشغول ہوئے۔ اسی اثنا مین ایک درویش یہان پہونچا اور برجستہ یہ بیت پڑھی **بیت** کس را چو تو معشوق مبارک پے نیست ؛ اے جان جہان مثل تو در روئے زمین است ؛ اس بیت کے سنتے ہی سب لوگون کو بہت بڑا اثر ہوا یہان تک کہ ایک عزیز نے اسی مجلس مین جان دی یہ حال دیکھکر حاضرین نے درویش کو منع کیا کہ اب دوبارہ اس بیت کو نہ کہنا مبادا کوئی اور عزیز بھی جان دے کہ مجلس سماع کی درہمی برہمی کا باعث ہو۔ فرماتے تھے کہ ایکدفعہ خواجہ یوسف چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ مین چند عزیزون نے محفل سماع برپا کی قوال یہ بیت کہہ رہا تھا **بیت** عاشق ہموارہ مست و مدہوش بود ؛ وز یاد محب خویش بیہوش بود ؛ فردا کہ بحشر حیران باشند ؛ نام تو درون سینہ و گوش بود ؛ ان دونون بیتون نے اس مجلس پر بہت بڑا اثر ڈالا اور ایک ہی دفع سبکو تڑپا دیا۔ دو درویش ایسے بیہوش اور بدمست ہوئے کہ اون کا خرقہ لو بر قرار سدہا اور وہ خود غائب ہوگئے۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایکدفعہ شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی منہاج الدین جورگانی کو بلایا اور یہ دوشنبہ کا روز تھا قاضی نے وعدہ کیا کہ مین وعظ سے فارغ ہو کر خدمت شیخ مین حاضر ہونگا چنانچہ اپنے وعدہ کے مطابق قاضی صاحب تشریف لے گئے اور وہان مجلس سماع شروع ہوئی قاضی منہاج الدین پر اس بیت نے بہت کچھہ اثر ڈالا۔ **بیت** نوحہ میکرد برمن نوحہ گر دوش مجھو ؛ درد دل سوزم بر آمد نوحہ گر آتش گرفت ؛ اور جو خرقہ پہنے ہوئے اور عمامہ باندھے ہوئے تھے دونون کو پرزے پرزے کر ڈالا امیر خسرو کیا خوب فرماتے ہین **بیت** خوش آن حالے کہ باشم گرد کویت ؛ رخ پر خون گریبان پارہ پارہ ؛

حضور فرماتے تھے کہ قاضی منہاج الدین صاحب ذوق شوق تھے۔ دوشنبہ کے روز مین اونکے وعظ مین جایا کرتا تھا ایکدن مین وعظ مین شریک تھا کہ آپ نے یہ رباعی پڑہی رباعی لب برلب دلبران مہوش کردن ‡ آہنگ سر زلف مشوش کردن ‡ امروز خوش است ولیک فردا خوش نیست ‡ خود را چو خسے طعمۂ آتش کردن ‡ مین یہ بیت سنکر بے خود ہو گیا اور بہت دیر کے بعد ہوش مین آیا۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ مین نے شیخ نظام الدین ابوالمویدرحمۃ اللہ علیہ کو مسجد کے دروازے پر دیکہا کہ جوتیان پہنے کہڑے ہین تہوڑی دیر سکوت کیا پہر جوتیان اوتار کر ہاتہہ مین لین اور مسجد مین تشریف لے گئے دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کی اور ایسی ہیئت پر بیٹھے کہ مین نے کسیکو نماز کے وقت اوس ہیئت پر بیٹھے نہین دیکہا۔ ازان بعد آپ ممبر پر تشریف لے گئے ایک خوش الحان قاری وہان موجود تہا جسنے نہایت خوش آوازی سے قرآن کی ایک آیت پڑہی۔ اسکے بعد شیخ نظام الدین ابوالمویدنے کہنا شروع کیا کہ مین نے اپنے بابا کے قلم سے لکہا دیکہا ہے ابہی تک بات پوری نہوئی تہی کہ اسی ناتمام کلمہ نے حاضرین مجلس مین اسدرجہ اثر کیا کہ سب بیتاب ہو گئے اوسوقت آپنے یہ دو بیتین پڑہین ؎ نہ از تو نہ از عشق تو حذر خواہم کرد ‡ جان از غم تو زیر و زبر خواہم کرد ‡ پر درد دلے بخاک در خواہم شد ‡ پر عشق سرے زگور بر خواہم کرد ‡ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایکدفعہ حضرت شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے سماع سننا چاہا۔ قوال اوسوقت موجود نہ تہا۔ آپنے مولانا بدرالدین اسحاق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری نے جو خط بہیجا ہے اوسے لاؤ۔ مولانا بدرالدین نے خطوط کے خریطہ مین سے تلاش کر کے وہ خط نکالا اور یہ اتفاق کی بات ہے کہ جون ہی خریطہ مین ہاتہہ ڈالا پہلی ہی دفعہ مین وہی خط ہاتہہ مین آگیا۔ جب مولانا یہ خط شیخ کے پاس لائے تو حکم ہوا کہ اسے پڑہو مولانا بدرالدین نے کہڑے ہو کر پڑہنا شروع کیا اوس مین لکہا تہا کہ فقیر حقیر ضعیف نحیف محمد عطا جو درویشون کا کمترین بندہ اور اونکے خاک قدم کا سر و دیدہ ہے عرض رسان ہے ابہی تک مولانا بدرالدین اسحاق یہین تک پہونچے تہے کہ حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کو ان کلمات کے سنتے ہی ایک حال اور ذوق پیدا ہوا اوسکے بعد اوس مکتوب مین یہ رباعی لکہی ہوئی تہی جسے مولانا نے نہایت عمدہ طور سے ادا کی رباعی آن عقل کجا کہ در کمال تو رسد ‡ وان روح کجا کہ در جمال تو رسد ‡ گیرم کہ تو پردہ برگرفتی زجمال ‡ وان دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد ‡ فرماتے تہے کہ مین نے ایکدفعہ حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر کی خدمت مبارک مین عریضہ لکہا تہا جسکے عنوان مین یہ رباعی درج کی تہی۔ رباعی زان روئے کہ بندۂ تو دانند مرا ‡ بر ہر در کس دیدہ نشانند مرا ‡ لطف عامت کہ عنایتے فرمودہ است ‡ ورنہ کیم و چہ ام چہ خوانند مرا ‡ اسکے بعد

جب مین شیخ شیوخ العالم کی خدمت اقدس مین حاضر ہوا آپنے وہ رباعی پڑہی اور فرمایا تمنے جو رباعی مجہے لکہکر بہیجی تہی وہ مین نے یاد کرلی۔ فرماتے ہین کہ ایکدفعہ شیخ شیوخ العالم نے یہ بیت پڑہی بیت نظامی این چہ اسرار است کز خاطر عیان کردی ٭ کسی سرش نمیداند زبان درکش زبان درکش ٭ شیخ یہ بیت بار بار پڑہنے لگے اور جس مرتبہ زبان مبارک پر یہ بیت جاری ہوتی تہی ایک نیا تغیر پیدا ہوتا دن بہر یہی کیفیت رہی اور رات کو بہی اکثر اوقات یہی بیت پڑہتے ہے اور آپکی حالت وکیفیت بدلتی رہی سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تہے کہ مین حکیم ثنائی کی اس بیت کا مسلمان کیا ہوا ہون۔ ایک عزیز حاضر تہا اوسنے ایک بیت پڑہکر کہا کہ یہ وہی بیت ہے بیت بر سر طور ہوا طنبور شہوت میزنی ٭ عشق میرولن ترانی رابدین خواری مجو ٭ اسکے بعد سلطان المشائخ نے یہ بیت پڑہی بیت خاکپای راہ عیاران این درگاہ را ٭ برکف دست عروس مہد عماری مجو ٭ اسپر امیر حسن شاعر نے عرض کیا کہ حضرت عماری کیا چیز ہے فرمایا اس سے وہی عماری مراد ہے جسے لوگ عماری کہتے ہین ایک شخص کا نام عمار تہا اوسنے یہ عماری بنائی تہی۔ آپنے یہ بہی فرمایا کہ شیخ سیف الدین باخرزی بارہا کہا کرتے تہے کہ کاش لوگ مجہے وہان پہونچادین جہان ثنائی کی قبر ہے تاکہ مین اونکی قبر کی مٹی کو اپنی آنکہون کا سرمہ بناؤن۔ فرماتے تہے کہ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا نے وصیت کی کہ فخری نامہ یاد کرین کیونکہ اوس مین بعید فوائد مندرج ہین۔ یہہ بہی فرماتے تہے کہ بداؤن مین ایک بزرگ تہا اور ایسا بزرگ تہا کہ اوسوقت اوس جیسا دوسرا نہ تہا وہ کہا کرتا تہا افسوس فخری نامہ بڑہاپے کی حالت مین مجہے میسر ہوا اگر جوانی کے زمانہ مین میسر ہوتا تو قوت کے ساتہ بڑے بڑے عجیب وغریب اور مہتم بالشان کام کرتا۔

نکتہ رقص کرنے اور کپڑون کے پہاڑ ڈالنے کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جو تحریک یاد حق کی جانب ہو مستحب ہے اور اگر فساد کی طرف طبیعت کا میلان ہو تو محض حرام ہے۔ جو شخص سماع کی حالت مین رقص وتحریک کرتا اور کپڑا پہاڑتا ہے اگر وہ مغلوب الحال ہے تو ماخوذ نہو گا اور جو شخص ریا ونمود اور اظہار درویشی کے لئے اپنے اختیار سے کوئی حرکت یا رقص کریگا تو ضرور ماخوذ ہوگا کیونکہ یہ حرام ہے۔ یہ بہی فرماتے تہے کہ جب درویش سماع کی حالت مین ہاتہ مارتا ہے تو ہاتہ کی شہوت جہڑ جاتی ہے اور جب پاؤن زمین پر مارتا ہے تو جو شہوت پاؤن مین ہوتی ہے نکلجاتی ہے۔ اسیطرح جب نعرہ مارتا ہے تو اندر کی شہوت باہر نکل پڑتی ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم

امیر المومنین حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو یہ کلمات کہکر رقص مین لاتے تھے حرقہ حرقہ مین لعنۃ حرقہ شئی صغیر۔ فرماتے تھے بعض لوگ کہتے ہین کہ بیخبری کی حالت مین اہل سماع قوال کی ضرب پر کسطرح رقص کرنے لگتے ہین سو اصل بات یہ ہے کہ جب آدمی نفس کے خیالات اور شہوت کی خواہشون سے دور ہو جاتا ہے تو اوسے قرب حاصل ہوتا ہے اور اوس سے اس قسم کی حرکات کا صدور ہی قرب کی علامت ہے۔ فرماتے تھے جب خدا تعالی نے بنی آدم کو جمع کرکے الست بربکم فرمایا تو سب نے اوسکے جواب مین بلی کا لفظ کہا لیکن بعض نے زبان سے کہا اور بعضون نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور بعض نے سر کے اشارہ سے کہا۔ یہی وجہ ہے کہ سماع کی حالت مین آدمی سے اس قسم کی حرکتین ظہور مین آتی ہین۔ مولانا فخر الدین زرادی اپنے رسالہ مین تحریر فرماتے ہین کہ بعض مشائخ سے لوگون نے پوچھا کہ یہ جو لوگ قوال کی صرف آواز و الحان پر رقص کرتے اور بالطبع اوس آواز پر حرکت اطراف اون سے ظہور مین آتی ہے کوئی ہاتھ ہلاتا ہے کوئی پاؤن زمین پر مارتا ہے اسکی کیا وجہ ہے جواب مین فرمایا اسے عشق عقلی کہتے ہین اور یہ اوسیکے کرشمے ہین کیونکہ عشق عقلی معشوق کی بات کہنا اور حکایت کرنے کا محتاج نہین ہے بلکہ اوسکا تبسم اور ملاحظہ اور آنکھہ اور بہون سے حرکات لطیفہ اور اشارات ظریفہ ہی کفایت کرتے ہین اور ان حرکات کو لواحق روحانی کہتے ہین۔ امیر خسرو کیا خوب کہتے ہین۔ بیت

آن چشم سخن کو نگر و آن لب خاموش ✤ وان تلخی گفتار و شکر خندہ چو یوسف ✤ یعنے مین نے بہون کے اشارے کہا اور آنکھہ کے اشارہ سے سنا۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے بیت اشارات تو پنہان نسبت ای یار ✤ دل ہوبہو میبری جانان بگفتار ✤ بچشم نازنین کردی حکایت ✤ بخون ریزی ما دادی روایت ✤ آپ یہ بہی فرماتے تھے کہ شہر بدایون مین ایک واعظ تہا اوس سے لوگون نے پوچھا کہ تم سماع اور رقص کے بارہ مین کیا کہتے ہو اونہے جواب دیا کہ مین بجز اسکے اور کچھہ نہین جانتا کہ صاحب سماع گرم توے اور جلتے ہوئے کڑہاؤ پر بیخودی کی حالت مین کودتا ہے۔ فرماتے تھے کہ مولانا بدر الدین اسحاق کا بیان ہے کہ ایکدفعہ حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز رقص مین آئے تھے اور اپنا دست مبارک میرے مونڈھے پر رکہا تہا (اس جملہ کو مولانا نہایت فخر کے ساتھہ بیان کرتے تھے) محمود بڈہ شیخ شیوخ العالم کے مریدون مین تہا آپنے مجلس سماع کے گرم ہونے سے پیشتر اوسکی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ اے محمود تو زندہ ہے یا مردہ۔ یہ اشارہ پاتے ہی محمود رقص مین آیا۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ جس تاریخ سے جناب شیخ شیوخ العالم کے فیض بخش نفس سے خواجہ محمود بڈہ کی نسبت یہ کلمات نکلے اوس تاریخ سے آخر عمر تک خواجہ محمود ہر مجلس سماع مین

سب سے پہلے موجود ہوتے۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اب سے تہوڑے زمانہ کا عرصہ ہوا کہ اجودہن مین ایک قاضی تہا جو ہمیشہ جناب شیخ شیوخ العالم سے سماع کے بارے مین بیجا جہگڑا کیا کرتا تہا اور اوسکے اس فضول اور بے نتیجہ خصومت کی یہانتک نوبت پہونچی کہ ملتان مین جاکر وہانکے اماموں اور مفتیون سے ملکر کہا کہ بہلا جو شخص مسجد مین بیٹہے اور صوفیون کے جرگے مین شمولیت کا دعوی کرے اوسے یہ کب جائز ہے کہ سماع سنے اور کبہی کبہی رقص بہی کیا کرے اون لوگون نے اسکے جواب مین کہا کہ تو یہ واقعہ کس شخص کا بیان کررہا ہے کہا شیخ شیوخ العالم کا۔ اسپر سب نے متفق اللفظ الفاظ مین کہا کہ ہم اونکی نسبت کچہہ نہین کہہ سکتے۔ منقول ہے کہ محمد بیرم نام ایک قوال تہا جسکا گانا شیخ اوحدالدین کرمانی قدس اللہ سرہ سنا کرتے تہے۔ ایکدن شیخ شیوخ العالم قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ مجلس سماع مرتب کرین چنانچہ فورًا ارشاد کی تعمیل ہوئی اور قوال گانے لگے شیخ بدرالدین غزنوی اور شیخ جمال الدین ہانسوی رقص مین آئے۔ قوال خواجہ نظامی کا یہ قصیدہ گارہے تہے **قصیدہ** ملامت کردن اندر عاشقی راست ✤ ملامت کے کند آنکس کہ بیناست ✤ نہ ہر سر دامنے را عشق زیبد ✤ نشان عاشقان از دور پیداست ✤ نظامی ناتوانی پارسا باش ✤ کہ نور پارسائی شمع دلہاست ✤ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ بدرالدین بہت بوڑہے ہوگئے تہے۔ چند مسافرون نے شیخ شیوخ العالم سے بیان کیا کہ شیخ بدرالدین تو بہت بوڑہے ہوگئے ہین پہر وہ کس طرح رقص کرتے ہونگے۔ فرمایا کہ وہ رقص نہین کرتے بلکہ عشق رقص کرتا ہے جو شخص مبتلائے عشق ہے وہ رقص مین ہے۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ شیخ بدرالدین باوجودیکہ بڑہاپے کی وجہ سے جنبش کرنے تک کی طاقت نہین رکہتے تہے لیکن سماع کے وقت ایسا رقص کرتے تہے کہ گویا کوئی دس سالہ لڑکا رقص کررہا ہے۔

سلطان المشائخ فرماتے کہ ایک دفعہ شیخ بدرالدین نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا کیا تو مین تمہین سماع کا اجازت نامہ لکہدون مین نے کہا کہ مجہے اسقدر لیاقت نہین ہے۔ اور مین یہ مرتبہ نہین رکہتا ہون کہ میرے لیے سماع کا اجازت نامہ آپ تحریر فرمائین جو بات مجہہ مین تہی شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ نے اچہی طرح دیکہلی اور اوسکے مطابق و مناسب جو کچہہ تہا مجہے تلقین فرمادیا اور جسکے مین قابل نہ تہا اوسکی نسبت کچہہ نہین فرمایا اس بنا پر مین محض ناقابل ہون اور یہ خود میری تقصیر ہے میرا یہ جواب شیخ بدرالدین کو کسی قدر ناگوار معلوم ہوا اسکے بعد مین گہر آیا اور دوسرے روز شیخ شیوخ العالم کی زیارت کو گیا۔ فرماتے تہے مجہے یاد نہین پڑتا کہ سماع کے وقت کبہی سب سے پہلے مین اوٹہا ہون لیکن ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مین ایک جلسہ مین شریک تہا وہان سماع شروع ہوا اور مجہہ مین اسقدر اثر ہوا کہ بالکل بے خود و بے ہوش ہوگیا۔ ہوش مین آنیکے بعد مین نے اپنے تئین

زمین پہ پڑا ہوا پایا۔ جو شخص سماع کی مجلس میں اول اوٹھہ کہڑا ہوتا ہے تو جو کچھہ اوس سماع میں ہو گذرتا ہے سب کی اوس سے باز پرس ہوتی ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے ؎ رقص آن نبود کہ ہر زمان برخیزی ٭ بے درد چو گرد از میان برخیزی ٭ رقص آن باشد کز دو جہان برخیزی ٭ دل پارہ کنی وز سر جان برخیزی ٭ میں نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت سماع میں مجلس میں پیٹھہ کے بل گرے تو اوسے اپنا جامہ فدا کرنا چاہیئے۔ پہر کوئی شخص اہل مجلس میں سے اوس جامہ کو خرید لے تاکہ یہ شخص شکرانہ میں پہر اوس جامہ کو خرچ کرے اور اگر کوئی شخص اپنے تئیں آگ میں ڈالدے یا اوپر سے نیچے پہینکدے تو اگر اوسکا یہ سماع حقیقی ہوگا اوسے کچھہ ضرر نہ پہونچیگا اور اگر بناوٹ اور تکلف سے ایسا کیا ہے تو اوسکا جلجانا اور مردہ ہو جانا بہتر ہے۔ فرماتے تہے کہ کافور نام خواجہ سرا ایک شخص تہا جو دہلی میں سکونت رکہتا تہا۔ ایکدفعہ دو تنکہ چاندی میرے پاس لایا میں نے اوسے قبول کیا پہر اوسنے کہا مجھے بادشاہ کا حکم ہے کہ ہر جمعہ کو سلطان غیاث الدین بلبن کی روح کو ثواب پہونچاتا رہوں۔ چنانچہ میں ہمیشہ ایسا کرتا ہوں اگر حضور کا ارشاد ہو تو ہر جمعہ کو کچھہ جناب کی خدمت میں بہی غیاث پور میں پہونچادیا کروں میں نے کہا کیا مضائقہ ہے۔ اسکے بعد سے وہ ایسا ہی کرنے لگا۔ یہانتک کہ ایکروز کا ذکر ہے کہ جمعہ کے دن مجلس سماع گرم تہی اور ایک بیت نے مجھے تڑپا رکہا تہا آخر کار میں رقص میں آیا اور اپنے دونوں ہاتہہ اونچے کر دیئے فوراً دل میں خیال گذرا کہ تو کیا خاک رقص کرتا ہے حالانکہ ہر جمعہ کو دو تنکہ معین تیرے پاس پہونچتے ہیں اور دامن طمع پہیلا ہوا ہے جونہی میرے ذہن میں یہ خیال گذرا میں جہٹ وہان سے لوٹکر اپنی جگہہ پر آ کہڑا ہوا اور توبہ کی کہ اسکے بعد سے اوس سے وہ تنکہ قبول نہ کرونگا۔ زان بعد میں مجلس سماع میں آیا۔ شیخ سعدی خوب فرماتے ہیں، **بیت** رقص وقتے مسلمت باشد ٭ کاستین کز دو عالم افشانی ٭ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ ایکدفعہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ رقص میں آئے اور ہاتہہ اونچے کیئے اسیوقت سلطان المشائخ نے امیر خسرو کو اپنے پاس بلاکر فرمایا چونکہ تم دنیا سے تعلق رکہتے ہو اس لیئے تمہیں یہ لائق نہیں کہ ہاتھہ اونچے کر کے رقص میں آؤ۔ امیر خسرو نے فوراً ہاتہہ نیچے کر لیئے اور مٹہیان باندہکر رقص کرنے لگے کاتب حروف نے بہت دفعہ یہ بات امیر خسرو میں دیکھی ہے کہ جب رقص کرتے تہے اسیطرح مٹہیان باندہکر کرتے تہے **بیت** رقص گر میکنی رقص عارفانہ کن ٭ دنیا زیر پائے نہ دست بر آخرت فشان ٭ فرماتے تہے کہ رقص مستحسن نہیں ہے مگر اوسیوقت کہ آدمی بیقرار ہو کہ اختیار سے باہر ہو جائے۔ اور سلطان عشق یہانتک غلبہ کرے کہ اگر وجد نکرے تو مضرت پہونچے۔ شیخ الشیوخ جناب شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز

عوارف مین نقل کرتے ہین کہ بعض سچے اور راستباز صوفیون نے بغیر اظہار وجد اور حال کے صرف الحان و آواز پر رقص کیا ہے اور اس سے اونکی غرض صرف فقرا کی موافقت ہوتی ہتی اسصورت مین اون کا رقص از قبیل مناجات ہوگا اور عبادت مین داخل جیسا کہ اپنی اہل و اولاد کے ساتہ ملاعبت اور بازی کرنا قبیل عبادت سے ہے۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے ہتے کہ رقص ناموزون درویشون مین عیب ہے قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ العزیز سماع کی محلبون مین ایک شخص کو خاص اس خدمت پر معین فرمایا کرتے تہے کہ جو شخص رقص مین ناموزونی اور بے اصولی برتے اوسے فوراً میرے گہر سے نکال دیا جائے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مجلس سماع گرم تہی اور ایک شخص رقص ناموزون اور بے اصول کرنے لگا وہ شخص آیا اور اسکے سینہ پہ ہاتہ رکہکر رقص کرنے سے باز رکہا۔ جب سماع کی مجلس برخاست ہوئی تو وہ شخص جو بے اصول رقص کر رہا تہا انصاف طلبی کے لیئے اوٹہا اور قاضی حمید الدین ناگوری کی خدمت مین آکر بیان کیا کہ حضور سماع نے مجہپر بہت بڑا اثر ڈالا تہا آسمان کے دروازے کہل گئے تہے مین پاؤن رکہہ چکا تہا اور اندر جاتے ہی کو تہا کہ فلان شخص آیا اور مجہے روک لیا افسوس مین اوس نعمت سے محروم و بے نصیب رہا۔ قاضی حمید الدین نے اس بے اصول رقاص کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بہشت بے اصولون کی جگہ نہین ہے۔ **نکتہ** سماع سننے اور رقص و گریہ کرنے کے بیان مین۔

حضرت سلطان المشائخ کا قاعدہ تہا کہ جب لوگ مجلس سماع منعقد کرتے اور اوس مین شریک ہونے کے لیئے آپسے استدعا کرتے تو آپ دو روز پہلے اوس مقرر اور معین کہانے مین کمی کرتے جو افطار کے وقت ہمیشہ آپکے سامنے لایا جاتا تہا اور جو کہانا روزمرہ آپکے لیئے لایا جاتا تہا اوسکی مقدار نکتہ مجاہدہ کے ذیل مین معلوم ہوچکی ہے لیکن آپ ہمیشہ جو کہانا تناول فرمایا کرتے تہے وہ نہایت ہی قلیل المقدار ہوتا تہا الغرض جب مجلس سماع کا دن ہوتا تو نماز اشراق ادا کرکے مجلس سماع مین تشریف لاتے اور صدر مقام مین عشق و محبت کے مصلے پر جلوہ آرا ہوتے۔ ایک شاعر کہتا ہے **شعر** فَیَا حُسْنَ الزَّمَانِ وَقَدْ تَجَلّٰی ؛ بِہٰذَا الْعِزِّ وَالْاِقْبَالِ صَدْرَہ ؛ یعنی اے حسین زمانہ جبکہ تو اس عزت و اقبال اور جاہ و جلال کے ساتہ جلوہ آرا ہوا ہے تو تیرا مقام صدر اعلی مین ہونا چاہیئے اس مجلس مین اوس زمانہ کے بڑے بڑے مشائخ جیسے شیخ ضیاء الدین رومی اور مولانا شمس الدین دامغانی کاتب حروف کے نانا اور مولانا حسام الدین اندرپتی اور مولانا نظام الدین پانی پتی اور شیخ علی زنبیلی اور تمام سجادہ دار اور حیدریون اور قلندریون کے سردار و مقتدا اور بحر و بر کے تمام وہ مسافر جو شہر مین موجود ہوتے سب حاضر ہوتے اور اسموقع کو بہت ہی مغتنم سمجہتے۔ ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے **شعر** طوبیٰ لاَعْیُنِ قَوْمٍ اَنْتَ بَیْنَہُم

فہوۃ لعینیہ مین وجہک الحسن یعنے اوس قوم کی آنکہون مین ٹہنڈک اور خوشی ہے جس مین تو موجود ہے پس وہ خوشی اور
ٹہنڈک تیرے حسین چہرے سے پیدا ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب صبح کا ناشتہ صرف ہو چکتا اور سب لوگ کہا پیکر اطمینان
وتسلی سے بیٹہ جاتے تو خوش گو اور خوش الحان قوال جو حضور کے ملازم خاص تہے جیسے حسن بہدی جو حقیقت مین
صوفیون کی سیرت وصورت سے آراستہ تہا اور صامت قوال مجلس مین نوبت بہ نوبت اور یکے بعد دیگرے حاضر
ہوتے اور نہایت خوش الحانی سے سماع مین مصروف ہوتے۔ حسن بہدی عجیب قوال تہا اور اسکے گانے مین وہ اثر
تہا کہ بمجرد شروع کرنے کے عشاق کے دلون مین آگ بہڑک اٹہتی اور سنگ دل سے سنگ دل لوگ بہی بے اختیار
حرکتین کرنے لگتے اور یہ معلوم ہوتا کہ کوئی چکی پہرا رہا ہے کسی بزرگ نے فرمایا ہے **بیت** از صوت خوش تو خرقہ تنہا نہ
چون صبح دریدہ اند گریبان۔ حسن کے بعد صامت کا نمبر آتا یہ قوال بہی ناطق معانی تہا اور علم موسیقی مین اپنا نظیر
نہین رکہتا تہا۔ سماع مین نہایت عمدہ اور پر معنی بیتین کہا کرتا تہا۔ الغرض گانا شروع ہوتا تو حضرت
سلطان المشائخ مین اسکا بہت بڑا اثر پیدا ہوتا لیکن آپ کبہی صاحب سماع نہ بنتے جیسا کہ نکتہ رقص مین
لکہا جا چکا ہے البتہ کوئی مسافر عزیز جو اسکام سے خوب ماہر ہوتا صاحب سماع مقرر ہوتا اور دوسرے درویش
وعزیز رقص مین آتے۔ جناب سلطان المشائخ اپنی جگہ سجادہ کرامت پہ ایک ساعت کہڑے ہو کر مصروف
گریہ ہوتے اور اس قدر آنسو بہتے کہ رومال آستین اون سے بہیگ جاتا۔ آپکے کہڑے ہوتے ہی ہنگامہ سماع
برپا ہو جاتا۔ تمام لوگ آپکی موافقت کے لیئے نہایت سکوت وخاموشی کے ساتہ کہڑے ہو جاتے سلطان المشائخ رقص
مین آتے اور دور عاشقانہ کرکے پہر اپنی اصلی جگہ جا کہڑے ہوتے اور اس قدر گریہ غلبہ کرتا کہ تین چار گز کا رومال
آنسوؤن سے بہیگ جاتا لیکن حضور آنسو اسطرح پوچہتے کہ کوئی شخص ایک قطرہ بہی آپکی آنکہون مبارک سے
ٹپکتا نہ دیکہتا البتہ رومال بہیگا ہوا نظر پڑتا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ ہتیلی مبارک سے آنسو پوچہتے جاتے اور کسیکو
خبر نہ ہوتی کہ حضور پر گریہ غالب ہے۔ چنانچہ خود حضرت سلطان المشائخ نے اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا ہے کہ حق
تعالی نے توریت مین فرمایا ہے۔ اے ابن آدم جب تیری آنکہون سے آنسو بہین تو اپنے کپڑے سے نہ پونچہہ بلکہ ہتیلی سے
پاک کر کیونکہ وہ آنسو نہین ہین بلکہ حقیقت مین آب رحمت ہے اور جب یہ ہے تو اوسے اپنے اعضا سے ملنا چاہیئے۔
نہ کپڑے سے۔ اگر تو ایسا کرے گا تو دوزخ کی آگ سے خلاصی پائیگا۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** ز عشق چشم تو
از چشم من شد چشمہ پیدا ؛ ولے زان چشمہ ہا دائم روان خون جگر باشد ؛ اور یہ تعجب کی بات ہے کہ جب سلطان المشائخ
پر گریہ غالب ہوتا تو اس سے آپکے چہرۂ مبارک پر کچہہ تغیر واقع نہوتا جیسا کہ اور لوگون مین محسوس ہوتا ہے

اور کبھی نعرہ اور آہ کی آواز برآمد نہ ہوتی تھی البتہ سرد آہ حضور کے سینہ مصفا سے نکلتی اور کسی قوال کی مجال نہوتی کہ اوس مجلس مین جس جگہ سماع شروع کیا ہے وہان سے ذرا بھی جنبش کر سکے لیکن جب کوئی سوختہ درویش انتہائی شوق اور غایت ذوق سے قوال کو جھپٹ جاتا تو وہ مجبوراً اپنی مقام سے جنبش کرتا اور جنبش کے ساتھ ہی رونے لگتا۔ **مصرع** ز ذوق عشق تو در جملہ ذوق عشق گرفت ۔ بیشتر اوقات آپکی مجلس سماع مین بعض وہ فقہا اور دانشمند علماء بھی حاضر ہوتے تھے جو سماع کے منکر تھے اور حضور کے ذوق گریہ سے کمر محبت باندھکر جناب سلطان المشائخ کے قدمون مین گر پڑتے۔ شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین **بیت** ہمہ سرو ما را بباید خمیدن کہ دریائے آن سرو بالا رود ۔ اور اپنے اس انکار کو چھوڑکر ہمیشہ کی تھی لب اقرار سے حضور کی زمین بوسی کرتے تھے **بیت** سر کہ نہ در پای عزیزان رود ۔ بار گران ست کشیدن بدوش ۔ امیر خسرو فرماتے ہین **بیت** خسرو ار نبخت خوشت یاری کند آن شجار نہی ۔ ہم بر زمین نہ دیدہ را گستاخی پا ماکن ۔ اور اگر عین سماع امر حال مین چاشت کا وقت ہو جاتا تو آپ فوراً مجلس سے باہر نکل آتے اور دلی توجہ اور باطنی خشوع کے ساتھ نماز چاشت ادا کرنے مین مصروف ہو جاتے نماز سے فارغ ہوتے تو پھر مجلس سماع مین تشریف لاتے آپکی مجلس مبارک مین اکثر ایسا ہوا کرتا ہے کہ سماع کے وقت بہت سے عزیز اپنے کپڑے اور عمامے قوالون کو دیتے اور پھر اون سے واپس نکرتے لیکن قوالون کی یہ مجال نہ تھی کہ اون عمامون اور جبون کو مجلس سے باہر لائین۔ ایکدفعہ ایسا ہوا کہ جناب سلطان المشائخ کے عمامہ مبارک کے چند پیچ کھل گئے آپ فوراً کھڑے ہو گئے اور عمامہ سر سے لپیٹ لیا۔ جناب سلطان المشائخ کا اکثر عطیہ یہ ہوا کرتا تھا کہ جو کپڑا یا دستارچہ آپکے آنسوؤن سے تر ہو جاتا اوسے قوال کو مرحمت فرماتے۔ یہ کیفیت آپکی مجلس مین ہوتی لیکن جب گھر مین تشریف رکھتے تو شب و روز سماع الست اور گریہ مین مشغول رہا کرتے **مصرع** عشق را مطرب از درون باشد ۔ شیخ سعدی فرماتے ہین **بیت** مطربان رفتند و صوفی در سماع ۔ عشق را آغاز ہست انجام نیست ۔ اگر کبھی آپکے دل مبارک مین خطرہ یا باغ یا کسی اور جگہ جانے کی خواہش پیدا ہوتی تو آپ وہان تشریف لے جاتے امیر خسرو فرماتے ہین **بیت** رفتم بسوی باغ و بیادت گریستم ۔ بر بوی گلے وگرنہ کرا یاد باغ بود ۔ اثنار راہ مین اقبال خادم اور عبد اللہ کوئی ایک دائین اور بائین دونون طرف چلتے اور بیچ مین جناب سلطان المشائخ کا ڈولہ ہوتا اور عجیب طرح سے چلتے کہ نرم اور رقت آمیز آواز مین بیتین پڑھتے ہوئے با جگر سوزان گریہ کنان آہستہ آہستہ قدم رکھتے چلے جاتے اور حضرت سلطان المشائخ مست کی طرح جھومتے جھامتے اور زار قطار روتے ہوئے ڈولہ مین چلے جاتے تھے۔

آپکے سماع مین عجیب حیرت انگیز تاثیر ہوتی تہی آپ جو شعر حسب طریق اور حسب آواز سماع کے اور ذوق مین ادا کرتے تہے وہ آواز اور وہ شعر بہت عرصہ تک خلق مین مشہور رہتی اور عوام و خواص کی زبان زد ہوجاتی چہوٹے بڑے وضیع و شریف تمام مجمعون اور محفلون اور گلی کوچون مین آپکی بدولت ذوق و شوق حاصل کرتے اور انتہا درجہ کا حظ اوٹہاتے اور انہو سے عشق و محبت کی دنیا مین خوب رونق اور گرم بازاری ہو جاتی شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین۔ بیت بادشاہان بکنج و جند خوش اند ۔ عارفان در سماع ہا یا ہوئے ٭ اوس زمانہ مین مخلوق کو حکایت سماع اور اخلاص اور نیاز مندی اور شفقت و تسلی و دلجوئی اور اہل دلون کے پاؤن مین سر رکہنے کے علاوہ اور کوئی کام نہ تہا دنیا کے ذہین اور طباع لوگ جیسے بے نظیر و بے مثل شعرا دلپذیر حکایت گو نوجوان لطیفہ گو سب کے سب حضرت سلطان المشائخ کے آستان پر سر رکہے ہوئے تہے اور آپکی عالیشان دربار سے ہر ایک شخص اپنی طبیعت کے اندازہ کے مطابق جس فن سے تعلق رکہتا تہا عجیب و غریب ذوق اپنے سینہ مین محسوس پاتا تہا۔ خوشگو اور خوش آواز قوال جو حضور کے ملازم تہے اور اونکے علاوہ شہر کے تمام قوال کہ اوس بادشاہ عشق کی لطافت طبع کی وجہ سے علم موسیقی کے دانشمند و موجد ہوگئے تہے۔ دمبدم نئی غزل نئی آواز و لہجہ مین گاتے اور اس فن خاص کو علوم علوی کے انتہائی مرتبہ تک پہونچاتے تہے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے بیت خلق شادی کنان بہر کوئے ٭ مطربان در سماع ہر سوئے ٭ زہرہ بنگر بدست دف کردہ ٭ از خوشی خویش را صرف کردہ ٭ الحاصل یہ ثمرہ جناب سلطان المشائخ کے اوس ذوق و محبت کا تہا جو آپ حق تعالی کے ساتہ رکہتے تہے۔

مجلس اول نکتہ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کی بعض مجالس سماع کے بیان مین کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ایک دن جناب سلطان المشائخ گہر کی دہلیز مین تشریف رکہتے تہے اور صامت قوال حضور کے سامنے کوئی غزل کہہ رہا تہا فوراً اوسکا اثر آپ پر پڑا۔ اور گریہ و حال غالب ہوا لیکن چونکہ عزیزون اور یارون مین سے کوئی ایسا شخص وہان موجود نہ تہا کہ رقص مین آئے اسلیئے حاضرین جلسہ متفکر تہے اسی اثنا مین ایک شخص باہر سے آیا اور سر بسجود ہونے کے بعد رقص کرنے لگا۔ حضرت سلطان المشائخ نے بہی رقص کرنے مین اوسکی موافقت کی اور تہوڑی دیر تک ذوق سماع حاصل کیا۔ جب سماع بند ہوا اور مجلس برخاست ہوئی تو وہ شخص باہر گیا۔ سلطان المشائخ نے حاضرین کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ اس غیبی مرد کو بلا لو فوراً کئی آدمی اوس عزیز کی طلب و جستجو مین باہر آئے اور دائین بائین ادہر اودہر سب طرف تلاش کرتے دوڑے مگر اوسکا سراغ نہ ملا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ یہ شخص مردان غیب سے تہا جب کوئی محب اور عاشق دریائے محبت مین غرق ہو

چاہتا ہے کہ دوست کی یاد مین دریاے آشنائی مین غوطہ لگائے اور ہاتھہ پاؤن مارے اور انوار تجلی کے ساتہ مخصوص ہووے تو عالم غیب سے ایک شخص اوسکے پاس بہیجا جاتا ہے۔ **دوسری مجلس**۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ایکدن بہائی حسین کے اوس مکان مین جو چار ستون نام کے ساتھ شہرت رکہتا تہا مجمع ہوا۔ اطراف و اکناف کے بہت سے لوگ جمع تہے اور مجلس نہایت رونق پر تہی۔ سلطان المشائخ بہی اوس مجمع مین تشریف رکہتے تہے قوال حکیری جو ایک نہایت مشہور و معروف قوال تہا اور مولانا وجیہ الدین کی خدمت مین بہت روز ملازم رہ چکا تہا نہایت رقت آمیز آواز اور درد خیز لحن مین کچہ گا رہا تہا میرا ظن غالب یہ ہے کہ یہ قوال حکیری (بنیا بن تہا جی الیا سکہ سئین باسون) کہہ رہا تہا حضرت سلطان المشائخ پر اس ہندی دوہرہ نے بہت کچہ اثر ڈالا اور جب آپ پر اثر سماع ظاہر ہوا تو فورًا ایک عزیز صاحب سماع ہوا۔ سلطان المشائخ رقص مین آئے اور آپ گریہ کے ساتہ حال غالب ہوا۔ جب تہوڑی دیر تک یہی کیفیت رہی تو سماع بند کر دیا گیا۔ لیکن حضرت سلطان المشائخ کے سر مین ہنوز گریہ باقی تہا اور آپکی آنکہون سے برابر آنسو جاری تہے قوالون نے جب یہ کیفیت دیکہی فورًا وہی غزل گانی شروع کر دی اور پہر وہی مجلس سماع گرم ہو گئی۔ اس اثنا مین حضرت سلطان المشائخ نے اپنی اونگلی زانوے مبارک پر اسطرح چلائی جیسے کوئی قلم چلاتا ہے۔

کاتب حروف کے والد اور ملک السادات سید کمال الدین احمد عم بزرگوار اور اقبال خادم اور امیر خسرو ملک الشعرا اسوقت سلطان المشائخ کے سامنے کہڑے تہے سید کمال الدین احمد نے حضور کا یہ اشارہ پاکر اقبال سے فرمایا کہ جناب سلطان المشائخ دوات قلم۔ کاغذ طلب فرماتے ہین چنانچہ اقبال نے فورًا ایک نفیس کاغذ کا ٹکڑا اور قلم دوات پیش کی آپنے ادہر تو کاغذ اور قلم ہاتہہ مین لیا اودہر حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کے نواسے خواجہ محمود کو رقص کرنے کا اشارہ کیا۔ خواجہ محمود آپ کا یہ اشارہ پاتے ہی رقص کے لئے اوٹہہ کہڑے ہوئے۔ اسوقت حضرت سلطان المشائخ نے اوس کاغذ کو اونچا کیا گویا کسیکو دے رہے ہین لیکن یہ کسکی مجال تہی کہ حضرت سلطان المشائخ کے دست مبارک سے کاغذ لیلے کوئی شخص آگے نہ بڑہا اور کاغذ لینے پر جرأت نہ کی۔ ناچار اقبال آگے بڑہے اور آپکے دست مبارک سے کاغذ لیلیا۔ جو لوگ سلطان المشائخ کی مجلس مین وقعت و قدر کی نگاہ سے دیکہے جاتے اور عزت و عظمت رکہتے تہے۔ خواجہ اقبال کے مزاحم ہوئے اور کہنے لگے دکہاؤ سلطان المشائخ نے اس کاغذ مین کیا لکہا ہے۔ چونکہ اقبال سلطان المشائخ کے فیض اثر نظر سے کامل حصہ پا چکے تہے اور نہایت پختہ و تجربہ کار ہو چکے تہے لہذا اونہون نے کسیکو بہی سلطان المشائخ کے بر سے واقف

نہین کیا اور جھپٹ وہ کاغذ موںھ مین رکھ کر نکل گئے۔ لعض لوگ خواجہ اقبال سے روایت کرتے ہین کہ اوس کاغذ مین یہ مصرع لکھا ہوا تھا۔ **مصرع** ۔ از دست تو لبدم و بد ست تو دہم ۞ لیکن جب مولانا شمس الدین دامغانی کاتب حروف کے نانا جو سلطان المشائخ کے یار غار تھے آپسے ملاقات کرنے آئے تو بعض یارون نے سلطان المشائخ کے سماع اور اوس کاغذ کی تمام کیفیت آپ سے بیان کی اور التماس کی کہ یہ مشکل بجز آپکے اور کسی سے حل نہو سکیگی آپکو چاہئیے کہ سلطان المشائخ سے اوس کاغذ کی کیفیت دریافت کیجئیے۔ جب مولانا شمس الدین سلطان المشائخ سے ملاقی ہوئے تو مولانا نے سماع اور اوس کاغذ کی کیفیت دریافت کی۔ سلطان المشائخ کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور سینۂ مبارک سے ایک آہ سرد کھینچکر فرمایا کہ مولانا **مصرع** نامہ نوشتن چہ سود چون نرود سوئی دوست ۞ **تیسری مجلس** کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ایکدن جناب سلطان المشائخ حجرۂ قدیم مین چبوترہ کے متصل ایک چھوٹے سے ستون سے لگے بیٹھے ہوئے تھے مقام خلوت تھا صامت قوال نے سماع آغاز کیا۔ سلطان المشائخ عالم لبسط مین ہوئے اور جو کچھ گھر مین موجود تھا سب بندگان خدا کو لٹا کر تخت تجرید پر جلوہ آرا ہوئے۔ سب سے پیچھے کاتب حروف کے والد آئے چونکہ سلطان المشائخ گھر کی تمام چیزین صرف کر چکے تھے اسلیئے آپنے ادہر ادہر نظر دوڑائی کہ کچھ ہو تو کاتب حروف کے والد کو عنایت کرین ایک چمڑے کا دسترخوان دیوار کی کھونٹی مین لٹکا ہوا نظر پڑا۔ فقیر کے والد سے فرمایا کہ باورچی خانہ سے جاکر چند گرم گرم روٹیان لاؤ۔ والد بزرگوار نے سلطان المشائخ کے اس ارشاد کی فوراً تعمیل کی اور روٹیان لے آئے حضور نے فرمایا یہ روٹیان اس دسترخوان پر رکھو اور روٹیان مع دسترخوان کے تم لیجاؤ۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دلی عاشق اپنے ذوق سے کوئی نعمت کسی درویش کو عنایت کرتا ہے تو امید کی جاتی ہے کہ وہ نعمت اوسکی خاندان مین باقی رہے اور نسلاً بعد نسل اوسکی اولاد کو پہونچے۔ یہ ضعیف عرض کرتا ہے **رباعی**

این نعمتے ست دینی و دنیا طفیل آن ۞ وین ذوقہائے غیبی در خاندان ماست ۞ ہر روز نعمتے و بہر لحظہ راحتے ۞ این یاد دوست مونس جان در دآن ماست ۞ **چوتھی مجلس**۔ کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ملک قیر بک جناب سلطان المشائخ کی خدمت مین ارادت لایا اور مقصر کیا چند روز کے بعد محلوق ہونے کی آرزو دامنگیر ہوئی ایک عالیشان مجلس مرتب کی اور نیت یہ کی کہ وہان حضرت سلطان المشائخ کو بلائے اور حضور کے سامنے محلوق ہو چنانچہ آپکی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ اگر حضور اس بندۂ خاکسار کے غریب خانہ کو اپنے نور سے روشن و منور فرمائیں تو اس کمترین و بیچارہ کو سلف و خلف کا شرف حاصل ہو۔ سلطان المشائخ نے اول

اول بہت انکار کیا لیکن فیرباب کی عجز و بیچارگی اور بے انتہا منت کی وجہ سے بغیر انشراح خاطر قبول کیا فیرباب نے شہر کے تمام مشائخ و صدور کو جمع کیا اور ایک اعلیٰ درجہ کی مجلس مرتب کی جب سلطان المشائخ وہان تشریف لیگئے تو کہانے کا دستر خوان بچہایا گیا کہانے سے فارغ ہونے کے بعد مجلس سماع گرم ہوئی اور قوالون نے سماع چہیڑ دیا اگرچہ اونہون نے ہر طرح کی غزلین گائین اور اصول و قواعد سے گائین لیکن اوسکا ایک شخص پر بہی اثر نہین پڑا اور مجلس اوسی طرح بستہ تہی انجام کار حسن بہدی نے جو ایک مشہور و معروف قوال تہا یہ بیت پڑہی اور نہایت خوبی و عمدگی کے ساتہ پڑہی **بیت** در کلبہ درویشی در محنت بیخویشی ✽ بگذار مرا با من ہر سو مکن افسانہ ✽ اس بیت کا پڑہنا تہا کہ سلطان المشائخ مین ایک فوری اثر محسوس ہوا اور ساتہ ہی گریہ و حال غالب ہوا۔ مجلس مین جس قدر عزیز و درویش موجود تہے سب پر حضرت سلطان المشائخ کے ذوق سے ایک عجیب و غریب ذوق اور حالت طاری ہوئی اور مجلس کا رنگ ایسا جما جسکی تعریف نہین ہوسکتی۔ خلاصہ یہ کہ جو بات سلطان المشائخ کی خاطر مبارک مین گذری تہی وہی بات عالم غیب سے اس بیت نے پردہ سے ظاہر کردی۔ **پانچوین مجلس** کا جب حروف کو یاد ہے اور اچہی طرح یاد ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق کے عہد مین ایکدفعہ مجلس منعقد ہوئی۔ یہ مجلس سلطان المشائخ کے جماعت خانہ کے کوٹہے پر مرتب ہوئی اور اس مین تمام یارون اور عزیزون کی جماعت حاضر ہوئی امیر خسرو کہڑے ہوئے تہے اور حضرت سلطان المشائخ زحمت اور ہجوم کی وجہ سے چارپائی پر تشریف رکہتے تہے حسن بہدی سعدی کی یہ بیت گا رہا تہا اور نہایت خوش لحنی اور دلفریبی کے ساتہ گا رہا تہا **بیت** سعدی تو کیستی کہ در آئی درین کمند ✽ چندان فتادہ اند کہ ما صید لاغریم ✽ اس بیت نے سلطان المشائخ پر اس قدر اثر ڈالا کہ مستغرق گریہ ہوگئے خواجہ اقبال خادم آپکی چارپائی کے پاس کہڑے تہے اور ایک باریک دستارچہ کو پہاڑ پہاڑ کر آپ کے دست مبارک مین دیتے جاتے تہے۔ سلطان المشائخ اوس سے آنسو پونچہتے اور حسن بہدی قوال کے آگے ڈالتے جاتے تہے شیخ سعدی کیا خوب فرماتے ہین **قطعہ** نا ودان چشم رنجوران عشق ✽ گر فرو ریزند نجون آید بجوی ✽ شاد باش اے مجلس روحانیان ✽ تا خورند این مے کہ من مستم بوی ✽ جب تہوڑی دیر اسیطرح مجلس کا رنگ جما رہا اور عزیزون پر بہت ہی گریہ غالب ہوا تو سماع بند کردیا گیا۔ کچہ عرصہ کے بعد امیر خسرو کے فرزند رشید امیر حاجی نے ایک نئی طرح کی غزل پڑہنی شروع کی اور جب پڑہتے پڑہتے اس بیت پر پہونچے **بیت** خسرو تو کیستی کہ در آئی درین شمار ✽ کین عشق تیغ بر سر مردان دین زدہ است ✽ اس بیت کے سنتے ہی جناب سلطان المشائخ کو وہی حال و ذوق پیدا ہوا امیر حاجی نے یہ بیت بار بار پڑہنی شروع کی۔ جس مرتبہ اس بیت کو دوہراتے۔ سلطان المشائخ ایک دستارچہ

امیر حاجی اور ایک دستارچہ امیر خسرو کے سامنے ڈالدیئے اور حسن قوال نے جب سلطان المشائخ کا یہ حال دیکھا تو شیخ سعدی کی مذکورہ بالا بیت پڑھنی شروع کی سلطان المشائخ پر اور بھی گریہ کی حالت غالب ہوئی اور اسی اثنا مین آپ نے مولانا بدر الدین اسحاق کے فرزند جناب شیخ شیوخ العالم کے نواسہ خواجہ موسی کو رقص کرنے کا اشارہ کیا خواجہ موسی نے پہلے زمین بوسی کی سعادت حاصل کی پھر رقص کے لئے اوٹھے اور جب تہوڑی دیر تواجد کر چکے تو سر زمین پر رکھکر بیٹھ گئے۔ حضرت سلطان المشائخ اوسی طرح گریہ اور ذوق سماع مین مصروف رہے اور قریباً نصف دن بیخودی کی حالت آپ پر طاری رہی۔ خداوندا وہ کیا وقت اور کیا حال تہا جو ذوق شوق کاتب حروف کے دل مین اوس مجلس سے پیدا ہوا مرتے دم تک جانیوالا نہین اور امید واثق ہے کہ اوس ذوق کی آرزو مین جو اس مجلس مین سلطان المشائخ سے معائنہ کیا ہے حضور کی یاد مین انشاء اللہ جان دیگا اور جب قبر مین داخل ہوگا تو یہ ذوق ہمیشہ اوسکے ساتھ رہیگا اور قیامت تک ساتھ دے گا۔ بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے بیت دل بزلف تو بہم عشق ابد دریابم * جان بیاد تو دہم زندگی از سر یابم * **پانچوین مجلس** کاتب حروف کو یاد ہے۔ اور اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت سید السادات سید خاموش عم بزرگوار کے مکان مین ایک روز ایک مختصر سی جماعت رونق افروز تہی (سید خاموش کاتب حروف کے عم بزرگوار وہی شخص ہین جنکی مناقب و فضائل نکتہ سادات ہین بسط و شرح کے ساتھ مذکور ہو چکے ہین) اس مجلس مبارک مین جناب سلطان المشائخ بہی تشریف رکہتے تہے۔ حسن میدی قوال شیخ اوحد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی غزل نہایت خوش لحنی اور رقت آمیز آواز سے گا رہا تہا جب اس بیت پر پہونچا بیت گفتی از آن دیگران اوحدی دائم کنون * تا مہر تو بر جان بود اوحد کجائی دیگران * تو جناب سلطان المشائخ پر بیحد اثر پڑا گریہ غالب ہوا اور آپ انتہائے ذوق کی وجہ سے رقص مین آئے۔ مجلس خوب جمی ہوئی تہی کہ زوال کا وقت ہوگیا لوگون نے سماع بند کر دیا اور ہر شخص سکوت و خاموشی کے ساتھ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گیا لیکن حضرت سلطان المشائخ کے سر مبارک مین ابہی تک ذوق سماع موجود تہا آنکھون سے آنسو جاری تہے اور آپ سمت طارم کی طرف جلوہ آرا تہے مجلس تہی تہوڑی دیر گذری تہی کہ امیر خسرو نے اپنی ایک غزل پڑہنی شروع کی جسکا مطلع یہ تہا بیت رخ جلہ بنمود مرا گفت تو بہبین * زین ذوق مست بیخبرم کین سخن چہ بود * جونہی یہ بیت سلطان المشائخ کے گوش مبارک مین پہونچی حضور نے گوشۂ چشم سے جو حقیقت مین محبت کا ایک پاکیزہ مصفا چشمہ تہا امیر خسرو کی طرف دیکہا اور پہر وہی گریہ وہی حال وہی استغراق وہی محویت آپ پر غالب ہوئی۔ الغرض کئی مرتبہ امیر خسرو نے اس بیت کو دوہرایا حسن میدی قوال نے آپکی یہ کیفیت دیکہکر معلوم کیا کہ حضرت سلطان المشائخ کو اسوقت سماع مین ذوق شوق انتہا درجہ کا

حاصل ہے چنانچہ اوسنے شیخ اوحد کرمانی کی وہی بیت جو پہلے گا رہا تہا بڑی خوش لحنی کے ساتھہ گائی جس نے سلطان المشائخ مین بہت کچہ تاثیر کی یہان تک کہ جو عزیز اور درویش اس مجلس مین حاضر تہے آپکے صدقہ مین دولت ذوق سے متمتع ہوئے۔ خدائی علام الغیوب شاہد ہے کہ جسوقت کاتب الحروف کے دل مین حضرت سلطان المشائخ کے اوس سماع کا ذوق جو اوس مجلس مین آپکو حاصل ہوا گذرتا ہے تو جمال ولایت پیر یعنے جناب سلطان المشائخ کے جمال شوق کی آگ بہڑک اوٹھتی اور سر سے لیکر پاؤن تک تمام جسم کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے **بیت** ز آتش شوق تو دل خواہم سوخت ٭ جان را بسوی زلف تو خواہم داد ٭ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ بندہ نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ شیخ مجد الدین بغدادی شہادت کے وقت یہ بیت لگاتار پڑہ رہے تہے **ہ** گر گرد دل پر خون شدہ غارت میکن ٭ وین جان خراب را عمارت مے کن ٭ بے ہیچ گناہ عاشقان را مے کش ٭ وانگہ سر خاک شان زیارت مے کن ٭ شیخ مجد الدین کی شہادت کا واقعہ ایک ایسا مشہور و معروف واقعہ ہے جس سے تمام لوگ واقف ہین اوسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ شیخ مجد الدین بغدادی حضرت شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ کے مرید تہے اور سماع مین غلو تمام رکہتے تہے یہان تک کہ سماع بغیر اونکی زندگی مشکل تہی۔ انکی قبولیت عامہ تمام لوگون مین پہیلی ہوئی تہی اور اوس زمانہ کے تمام لوگ مطیع و مرید تہے اور ایک اشارہ پانے پر اپنی جانین آپ پر فدا کرنیکو تیار رہتے۔ خوارزم شاہ جو انہ دنون تخت حکومت پر متمکن تہا۔ شیخ مجد الدین بغدادی کی اس شہرت عامہ اور خلق کی مطیع و فرمانبردار ہونیکی وجہ سے اوسے اپنی زوال حکومت کا سخت اندیشہ ہوا اور وہ کسی حیلہ کا متلاشی تہا۔ ادہر جناب شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ انہین کثرت سماع سے بہت روکتے اور منع کرتے تہے یہانتک کہ ایکدن کا ذکر ہے کہ شیخ مجد الدین سماع مین مصروف تہے۔ شیخ نجم الدین نے خادم سے فرمایا کہ شیخ مجد الدین کو بلا لاؤ خادم آکر دیکھتا ہے کہ آپ عین سماع مین رقص کر رہے ہین اوسنے شیخ نجم الدین کا پیام دیا لیکن چونکہ آپ ذوق سماع مین مشغول تہے خادم کیطرف ملتفت نہین ہوئے اور اسکے ساتہ شیخ کی خدمت مین جانے سے انکار کر دیا۔ خادم خدمت شیخ مین حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ پہر جاؤ اور اوسے سماع سے باز رکہو اور ہاتہ پکڑ کر یہان لے آؤ خادم دوبارہ آیا دیکہا تو آپ اوسیطرح سماع مین مستغرق ہین اور یہ مصرع بار بار کہہ رہے ہین **مصرع** باز بالا آمدم وباز بالا میروم ٭ خادم نے شیخ مجد الدین کا ہاتہ پکڑا اور بہتیرا چاہا کہ سماع سے باز رکہے لیکن وہ اپنے اس مقصد پر کامیاب نہین ہوا اور واپس جاکر شیخ سے تمام ماجرا بیان کیا اور اوس مصرع کا بہی ذکر کیا جو شیخ مجد الدین حالت رقص مین کہہ رہے تہے۔ شیخ نجم الدین نے یہ کیفیت سنکر فرمایا کہ ہم نے اوسکے حق مین وہی بات

مقرر کر دی جو وہ مجلس سماع مین کر رہا تہا الغرض جب شیخ مجد الدین سماع سے فارغ ہوئے اور عالم ہوشیاری مین آئے
تو اونہین اپنے اس فعل پر سخت ندامت ہوئی اور دل مین کہا کہ مین نے بہت ہی برا کیا کہ شیخ کی نا فرمانی مین قدم رکہا آب
اس حرکت کی سزا یہ ہے کہ ایک طشت آگ سے بہر کر سر پر رکہہ اور خدمت پیر مین حاضر ہو چنانچہ اونہون نے ایسا
ہی کیا اور شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ کے آگے جوتون کی صف مین آ کہڑے ہوئے۔ شیخ نے فرمایا کہ اسکی کچہ حاجت
نہین جو کچہ ہونا تہا ہو چکا - الغرض سلطان خوارزم شاہ جو اس عہد کا بادشاہ بڑے جاہ و جلال اور عظمت و شوکت
کا تہا - چہ لاکہہ مسلح سوار اوسکی فوج مین تہے - ترکستان اور خراسان اور اصفہان سے لیکر عراق تک اور ہندوستان
سے لیکر سندہ تک تمام ملک اوسکے قبض و تصرف مین تہے اس بادشاہ کی ماں سلاطین خفچاق کی اولاد مین سے
تہی جو ملک رانی اور انتظام سلطنت مین اپنا نظیر نرکہتی تہی اوس زمانہ کے لوگون نے اوسے خداوندِ جہان کا خطاب
دیا تہا اور اسی نام سے ہر طرف اوسکی شہرت پہیلی ہوئی تہی شاہ خوارزم اور اوسکی ماں دونون شیخ نجم الدین کبری
کے مرید تہے اتفاقاً دونون کے دل مین خانہ کعبہ کی زیارت کا شوق بہڑکا اور دونون نے شیخ کی خدمت مین حاضر
ہو کر عرض کیا کہ ہم خانہ کعبہ کی زیارت کو جاتے ہین اگر مخدوم شفقت و مہربانی فرماکر اپنے یارون مین سے کوئی یار ہمارے
حال کے نامزد فرمایئن تاکہ وہ ہمارے ساتہہ چلے اور ہم اوسکی وجہ امن و حفاظت مین رہین تو محض کرم و عنایت
ہوگی اور اوسکی برکت سے ہمارا حج قبولیت کا جا پہنچے گا شیخ نجم الدین نے بعد تامل اور فکر کے شیخ مجد الدین کو اونکے
ہمراہ کیا - جب یہ مختصر سا قافلہ دریا کے کنارے پہونچا تو سلطان محمد خوارزم شاہ اور اوسکی والدہ کے لئے ایک خاص
جہاز تیار ہوا - لیکن ان دونون نے چاہا کہ شیخ مجد الدین بہی اسی جہاز مین سوار ہون چنانچہ شیخ ان دونون کی خواہش
اور التماس سے اسی جہاز مین سوار ہوئے۔ شیخ مجد الدین جمال و خوبی اور ملاحت و صباحت مین بینظیر تہے اور اوس
زمانہ مین خوبصورتی اور ملاحت مین اپنا مثل نرکہتے تہے اتفاق سے خوارزم شاہ کی والدہ کی نظر آپکے جمال باکمال پر
پڑگئی فوراً بیخود ہوگئی اور ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتہ شیخ کے شور انگیز جمال پر شیفتہ و فریفتہ ہوگئی بیت
ترا خود ہر کہ بیند دوست دارد ؛ گناہے نیست بر سعدی مسکین ؛ لیکن شیخ مجد الدین کی یہ کیفیت تہی کہ حق تعالی
کی محبت مین اسدرجہ محو تہے کہ کسیکی ذرا بہی خبر نرکہتے تہے پہر یہ کیونکر ممکن تہا کہ وہ خوارزم شاہ کی والدہ اور اوسکی
عشق و محبت سے خبردار ہوتے جب خوارزم شاہ اس حالت سے واقف ہوا تو اوسکے غرور سلطنت اور قومی حمیت نے
اسبات پہ آمادہ کیا کہ شیخ کو ہلاک کرے تاکہ یہ شورش عشق جو مچلی اوٹہی ہے فوراً دب جائے چنانچہ اوسنے شیخ
مجد الدین کو بے جرم و خطا شہید کر ڈالا اور آپکے سر مبارک کو ایک پر تکلف طشت مین رکہکر ہزار اشرفیون کی تہیلی کے

ساتھ شیخ نجم الدین کبریٰ کی خدمت میں روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ شیخ مجد الدین سعادت شہادت کو پہونچے اون کا سر خدمت مبارک میں حاضر ہے اور ہزار اشرفیاں اونکے خونبہا کی موجود ہیں۔ خوارزم شاہ کا جب یہ پیام شیخ نجم الدین کبریٰ کو پہونچا تو فرمایا شیخ مجد الدین کی دیت اور خونبہا صرف ہزار اشرفیاں ہی نہیں ہیں بلکہ خود خوارزم شاہ اور اوسکی ماں اور اونکی ساری مملکت ہے۔ جب یہ بات شیخ نجم الدین کبریٰ کی زبان مبارک پر جاری ہوئی تو اوسی وقت آپنے نہایت افسوس کے ساتھ فرمایا کہ آہ ہم اپنے سانس کو باہر نکالنا نہیں چاہتے اور کوئی بات زبان پر قصداً نہیں لاتے۔ شیخ مجد الدین کی شہادت کو کچھ ہی عرصہ نگذرا تھا کہ چنگیز خان نے چین کی جانب سے نولاکھ خونخوار اور جبار سوار ونکے ساتھ خروج کیا اور ناگاہ خوارزم شاہ کی مملکت میں آ دھمکا یہانتکے وزرا محض غافل و بیخبر تھے کہ دفعتہً بیابان سے گھوڑوں اونٹوں اور بکریوں کے گلے نمودار ہوئے اور ساری مملکت میں عام بے چینی و پریشانی پہیل گئی چنگیز خان کے لشکر نے خوارزم شاہ کی تمام مملکت خراب و ویران کردی اور خوارزم شاہ اور ہزار ہا علما و اولیا اور دیگر مخلوق تہ تیغ ہوئی چہوٹے بڑے مرد عورت اس قدر قتل ہوئے جنکی گنتی شمار میں نہیں آسکی خوارزم شاہ اور اوسکے اعوان و انصار کا نشان تک روئے زمین پر باقی نرکہا اور اس خاندان کا نام دنیا سے مٹا دیا جیسا کہ طبقات ناصری میں اسکی مفصل کیفیت مذکور ہے۔ الغرض شیخ نجم الدین کبریٰ کے نفس مبارک کی تاثیر قبول سے اوس زمانہ میں قہر الٰہی نازل ہوا اور خوارزم شاہ مع اپنی مملکت کے تباہ و غارت ہوگیا چنگیز خان جب خوارزم میں پہونچا تو ترک برہنہ تلواریں لیے ہوئے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کی خانقاہ میں گہس آئے دیکہا کہ شیخ مصلے پر نہایت وقار و اطمینان کے ساتھ قبلہ رخ بیٹھے ہیں ان وحشیوں نے چاہا کہ ایک ہی وار میں شیخ کا کام تمام کردیں لیکن تلواریں اوٹھ نہ سکیں اور یہ لوگ حیران و ششدر کھڑے رہگئے۔ شیخ نے انکی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ میں نے اپنے چالیس مریدوں کو چالیس حجروں میں بٹھا رکہا ہے سینتیس روز تو گذر گئے تین صرف تین روز باقی ہیں ان تین دن کے گذرنے کے بعد اونہیں قرب خداوندی حاصل ہوگا پس جبتک چالیس دو روز پورے نہ ہونگے تم مجہپر ذرا بہی قدرت و قابو نہ پاؤگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جو لوگ آپکے شہید کرنیکو آئے تہے عاجز ہوکر چلے گئے اور کسیکو آپ پر قابو نہ ہوا۔ جب چالیس روز پورے ہوگئے تو چالیسوں اولیاء اللہ کو جو ہنوز نو نیاز تہے مع اونکے غلاموں اور لونڈیوں کو شہید کرڈالا۔ شیخ فرید الدین عطار کی شہادت کا واقعہ بہی اسی خروج کفار کے زمانہ میں ہوا یعنے اونکی شہادت کی تاریخ بہی اسی زمانہ میں ثابت ہوئی ہے اوس زمانہ میں آپ نیشاپور میں موجود تہے کہ چنگیز خان کا ستمگار لشکر وہاں پہونچا اور شیخ کو شربت شہادت پلایا چنانچہ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ جب کفار نیشاپور میں پہونچے تو اول شیخ فرید الدین عطار کے یاروں ہی کو تہ تیغ کرنا شروع کیا اور

شہر بنیپالپور کا قتل ان ہی سے شروع ہوا شیخ کے مظلوم رفقا شہادت پاتے جاتے تھے اور آپ کہتے جاتے تھے کہ یہ کیا جباری اور کیا قہاری ہے لیکن جب آپکی نوبت پہونچی تو فرمایا یہ کیسی ترکیب کرم اور کیا بخشش ہے اور کیسا لطف ہے انجام کار اسی حالت مین شہید ہوئے قدس اللہ سرہ العزیز۔

نکتہ۔ بعض مجالس کے فوائد کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ سماع کے بارہ مین فرماتے تھے کہ اس شہر مین سماع کا سکہ قاضی حمید الدین ناگوری نے بٹھایا ہے رحمۃ اللہ علیہ واسعۃً لیکن قاضی منہاج الدین جرجانی جب منصب قضاۃ پر مامور ہوئے تو اون سے اسکام نے استقامت پائی گویا قاضی حمید الدین ناگوری اس عمارت کے بانی اور قاضی منہاج الدین جرجانی اس عمارت کے سجانے والے اور قائم کرنے والے ہوئے باوجود اس کے کہ قاضی حمید الدین کے ساتھ مدعی اور منکران سماعت بہت کچھ منازعت ومخاصمت کرتے تھے لیکن وہ ہمیشہ اسپر ثابت قدم رہے اور اونکے اس خیال مین کبھی تذبذب نہین آیا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ کوشک سفید کے متصل ایک شخص کے ہان دعوت تھی۔ شیخ قطب الدین بختیار قدس سرہ العزیز بھی اس دعوت مین تشریف رکھتے تھے اور دیگر عزیز بھی موجود تھے مولانا رکن الدین جو بہت بڑے مدعی اور سماع کے سخت مخالف تھے خبر پاکر بہت سے خدمتگارون اور متعلقون کو ہمراہ لیکر گھر سے نکلے تاکہ یہان آکر سماع کی ممانعت کرین قاضی حمید الدین کو جب اسکی خبر ہوئی تو آپنے مالک خانہ سے فرمایا کہ کہین جاکر چھپ جا اور یہان تک کہ لوگ تجھے ڈھونڈین اپنا پتہ ندے صاحب خانہ نے ایسا ہی کیا زان بعد قاضی حمید الدین نے فرمایا کہ گھر کا دروازہ بند کردو اور سماع چھیڑ دو چنانچہ مجلس سماع گرم ہوگئی اتنے مین رکن الدین سمرقندی اپنی جمعیت کو ساتھ لیے ہوئے اس گھر کے دروازے پر آپہونچے اور پوچھا کہ صاحب خانہ کہان ہے لوگون نے تلاش وجستجو بہت کی مگر اوسکا کہین سراغ نہ چلا آخرکار لوگ مایوس ہوکر واپس آئے اور عرض کیا کہ صاحب خانہ کا کہین پتہ نہین چلتا مجبور ہوکر مولانا رکن الدین واپس چلے گئے۔ حضرت سلطان المشائخ اسپر تبسم کرکے فرماتے ہے کہ فی الواقع قاضی حمید الدین نے خوب تدبیر سوچی کہ خانہ کو چھپا دیا کیونکہ جب صاحب خانہ نہتا تو مولانا رکن الدین بے اجازت اندر نہ آسکتے تھے اور اگر آتے تو اون سے مواخذہ ہوتا۔ اس کے بعد آپنے فرمایا کہ بجبر لوین نے بھی قاضی حمید الدین ناگوری سے جھگڑا کیا تھا اور آپ سے اونسے سخت مخالفت تھی یہانتک کہ ایکدفعہ مولانا شرف الدین بجبری بیمار ہوئے قاضی حمید الدین اسوجہ سے کہ درویشون کے مزاج مین ہمیشہ صفائی رہتی ہے اونکی عیادت کو تشریف لے گئے دروازہ پر پہونچے تو مولانا شرف الدین کو خبر دی گئی کہ قاضی حمید الدین تشریف لائے ہین اونہون نے جواب دیا کہ جو شخص خدا کو معشوق

بتاتا ہے ہین اوس شخص کا موبھ دیکھنا نہین چاہتا اس مجلس مین امیر حسن شاعر بھی موجود ہے عرض کیا کہ معشوق سے یہی مراد ہے نا کہ وہ محبوب ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اسبارے مین بہت بحث و گفتگو ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے علم کے مطابق ایک بات کہتا ہے لیکن جو شخص اپنے گہر کی چار دیواری مین بیٹھکر کچھ کہتا ہے اوسے آدمی کیا کرین بعدہ فرمایا کہ جب قاضی حمید الدین کے سماع کی شہرت بہت کچھ پہیلی تو اوسوقت کے مدعیون نے فتوی کرایا اور جواب لیئے اور بڑے زور شور سے لکھا کہ سماع حرام ہے۔ ایک فقیہ قاضی حمید الدین کے پاس اکثر اوقات آمد و رفت رکھتا تھا شاید اسبارہ مین اوسنے بھی کچھ لکھا تھا۔ یہ خبر قاضی حمید الدین کو بھی پہونچی اسی اثناء مین وہ فقیہ قاضی صاحب کی خدمت مین آیا آپنے اوسکی طرف روی سخن کرکے فرمایا کہ کیا تم نے بھی کوئی جواب لکہا ہے فقیہ نے شرمندہ ہوکر کہا کہ ہان لکھا تو ہے قاضی حمید الدین نے فرمایا جن مفتیون نے میری مخالفت مین جواب لکھا ہے وہ میرے نزدیک ہنوز اپنی ماؤن کے پیٹ مین ہین لیکن تو پیدا تو ہوگیا ہے مگر ابھی بچہ ہے اس مجلس مین ایک شخص نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین عرض کیا کہ اسی زمانہ مین بعض اون درویشون نے جو حضور کے آستانہ دار ہین ایک ایسے مجمع مین جہان چنگ و رباب اور مزامیر تہا رقص کیا ہے۔ فرمایا یہ اچہا نہین ہے جو چیز نامشروع ہے وہ ناپسندیدہ ہے۔ زان بعد ایک شخص نے کہا کہ جب یہ لوگ اوس مجمع سے باہر آتے ہین اور اون سے کہا جاتا ہے کہ تم نے کیا بے نتیجہ حرکت کی اوس مجلس مین تو مزامیر اور لہو ولعب کے سامان موجود تہے پہر تم نے کسطرح سماع سنا اور کیون رقص کیا تو وہ جواب دیتے ہین کہ ہم سماع مین اسدرجہ مستغرق و محو تہے کہ یہ بالکل معلوم نہین ہوا کہ وہان مزامیر ہے کہ نہین۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ جواب بہی کوئی چیز نہین ہے اگر یہی ہے تو تمام معصیتون اور گناہون مین یون ہی کہہ سکتے ہین۔ اسی اثناء مین امیر حسن شاعر نے عرض کیا کہ صاحب مرصاد العباد اسبارہ مین خوب لکھتے ہین اور یہ دو مصرعے عرض کیئے۔ بیت گفتی کہ بہ نزد من حرام است سماع ؛ گر بر تو حرام است حرامت بادا ؛ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بیشک بہت ٹہیک ہے اور یہ رباعی زبان مبارک پر جاری کی رباعی دنیا طلبا جہان بکامت بادا وین جیفۂ مردار بدامت بادا ؛ گفتی کہ بہ نزد من حرام ست سماع ؛ گر بر تو حرام است حرامت بادا ؛؛ پہر امیر حسن نے عرض کیا کہ اگر علماء دین اس مسئلہ مین بحث کرتے اور سماع کی نفی مین دلائل قائم کرتے ہین تو بظاہر اچہے معلوم ہوتے ہین لیکن جوبات خانۂ فقیر مین ہے اوسکی نفی کیونکر کرسکتے ہین۔ اگر اوسکے نزدیک سماع حرام ہے تو صرف اتنا ہی کافی ہے کہ خود نہ سنے اور دوسرون سے خصومت نکرے کیونکہ درویشون کو حضور

کرنا اور جہگڑے مین پڑنا اچہا نہین ہے یہ سنکر سلطان المشائخ نے تبسم کیا اور اسکی مناسب ایک نہایت معنی خیز
حکایت بیان فرمائی اور ارشاد کیا کہ اسکی ایسی مثال ہے کہ بہت سے علما ایک موقع پر موجود ہین اور کچہ نہین بولتے
ایک جاہل ہے کہ وہ اوس مین غور کرتا ہے چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک طالب العلم نے امامت کی اور علماء کی ایک
جماعت اوسکی مقتدی تہی مقتدیون کی جماعت مین ایک جاہل بہی تہا جسنے اس امام کی اقتدا کی تہی اتفاقاً
طالب علم کو پہلے قعدہ مین سہو ہوا اور قعدہ چہوڑکر تیسری رکعت مین کہڑا ہوگیا۔ چونکہ امام دانشمند تہا اوسے خود
معلوم تہا کہ نماز کو کسطرح تمام کرنا چاہیئے اور یہی وجہ تہی کہ تمام علما بہی ساکت و خاموش کہڑے تہے لیکن اوس
جاہل شخص نے اسقدر شور و غل مچایا اور اتنے مرتبہ سبحان اللہ کہا کہ اپنی نماز باطل کردی سلام پہیرنے کے بعد
دانشمند طالب العلم نے اوس عامی کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اے احمق نادان اس قدر متبحر علما نماز مین موجود
اور کسی نے خاموشی کے علاوہ کچہ نہین کہا تو کون ایسا فاضل اجل ہے کہ اسدرجہ شور و غل مچایا اور اپنی نماز کو ریا
و ضائع کردیا پہر امیر حسن نے عرض کیا کہ منکرین سماع کو بندہ خوب جانتا اور اونکے مزاج پر تمام و کمال
وقوف رکہتا ہے وہ جو سماع نہین سنتے اور کہتے ہین کہ ہم اسوجہ سے سماع سننے سے انکار کرتے ہین کہ وہ شرع
مین محض حرام ہے تو مین قسم تو نہین کہاتا لیکن سچ عرض کرتا ہون کہ اگر سماع حلال ہی ہوتا تو بہی وہ ضد مارے
نہین سنتے۔ سلطان المشائخ اسپر خوب ہنسے امیر حسن کہتے ہین ؎ درایام چو توشکر لبی تا نکشم تلخی ٭ بزن تا
خندہ و دامان عیشم شکرین گردان ٭ اور فرمایا سچ ہے جب اون مین ذوق نہین ہے تو کیونکر سنتے اور کس بنا
سنتے۔ مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ منکر سماع یا تو حال سے خالی نہین یا تو سنہ
و آثار سے جاہل ہے یا اپنے نیک اعمال پر مغرور و معجب ہے یا ایسا شخص ہے کہ اوسکی طبیعت منقبض و بے
کہ اسوجہ سے ذوق نہین رکہتا۔ فرماتے تہے کہ ایک شخص صرف اپنی خوش لحنی سے چند اونٹ لدے ہوئے اونٹون
دور دراز منزل پر پہونچا دیتا تہا ایکدن جب اوسنے اپنی خوش آوازی اونٹونکو نہین سنائی تو وہ سب کے سب
ہلاک ہوگئے۔ اسکے بعد آپنے یہ شعر فرمائے۔ ؎ شتر راکہ شور و طرب در سراست ٭ اگر آدمی را نباشد خراست ٭
جز خداوندان معنی را نغلطاند سماع ٭ دولت مغزی بباید تا برون آید ز پوست ٭ اسی مجلس مین ایکشخص نے حضرت
سلطان المشائخ کے سامنے تقریر کی کہ اسوقت فلان مقام پر آپکے یار جمع ہوئے ہین اور مزامیر اور محرمات مین
مبتلا ہین سلطان المشائخ نے فرمایا مینے منع کردیا ہے کہ مزامیر و محرمات سماع مین نہ ہونے چاہیئین اور اگر
اونہون نے ایسا کیا تو اچہا نہین کیا۔ پہر آپنے اسبارہ مین بہت کچہ غلو کیا یہانتک کہ فرمایا کہ اگر امام نماز مین

اور اوسکے پیچھے بہت سے مقتدی ہون مقتدیون کی جماعت مین عورتین بھی ہون لیس اگر امام کو سہو واقع ہو تو جو مردون کی جماعت اوسکی اقتدا مین ہے اون مین سے ایک کو مناسب ہے کہ سبحان اللہ کہکر امام کو اوسکے سہو پر آگاہ کرے - اور اگر کوئی عورت امام کے سہو پر واقف ہو تو اوسے سبحان اللہ کہکر امام کو آگاہ کرنا نہین چاہیے کیونکہ اوسے مرد کو اپنی آواز سنانی مناسب نہین ہے البتہ لپشت دست ہتیلی پر مار کر اطلاع دے ہتیلی پر ہتیلی مار کر نہین کیونکہ اس مین لہو کی مشابہت پائی ہے - پہر جب اس درجہ تک شرع مین ملاہی وغیرہ سے پرہیز کرنا آیا ہے تو سماع مین بطریق اولی یہ بات ہونی چاہیئے یعنے جب ہتیلی بجانے مین اس قدر احتیاط آئی ہے تو سماع مین مزامیر و ملاہی بطریق اولی منع ہے بعد ازان فرمایا کہ مشائخ اور اس طریقہ کے اہل لوگون نے سماع سنا ہے جو شخص کہ درد و ذوق رکہتا ہے اوسے پڑہنے والے کے موںنہ سے صرف ایک بیت سنکر رقت پیدا ہو جاتی ہے - مزامیر درمیان مین ہون - یا نہون لیکن جو لوگ عالم ذوق سے بے خبر ہین اگر اون کے آگے اچہے اچہے گانے والے ہون اور تمام مزامیر موجود ہون لیکن جب اون مین درد نہو تو سب بے سود ہے تو معلوم ہوا کہ یہ کام درد سے تعلق رکہتا ہے نہ مزامیر وغیرہ سے - پہر فرمایا کہ آدمیون کو سب دن حضور میسر نہین ہو سکتا اگر دن مین کوئی وقت خوش اور عمدہ میسر ہو گیا تو اوس دن کے تمام اوقات متفرقہ اسوقت کی پناہ مین آجاتے ہین اسیطرح اگر ساری مجلس مین ایک صاحب نعمت اور صاحب ذوق ہوتا ہے تو مجلس کی تمام اشخاص اس ایک شخص کی پناہ مین چلے آتے ہین - یہ بہی فرماتے تہے کہ خواجہ جنید فرمایا کرتے تہے اگر مجہے معلوم بہی ہو جائے کہ نماز نفل مجلس سماع سے بہتر ہے تو بہی مین نماز نفل مین مشغول ہون اور سماع سنون - فرماتے تہے مولانا برہان الدین بلخی کو باوجود علم و فضل کے کمال صلاحیت بہی خدا کی طرف سے عنایت ہوا تہا چنانچہ وہ بارہا فرمایا کرتے تہے کہ خدائی عزوجل مجہسے کسی کبیرہ گناہ کی بابت سوال نکرے گا یہانتک سلطان المشائخ پہونچکر مسکرائے اور فرمایا کہ وہ یہ بہی کہا کرتے تہے کہ البتہ ایک کبیرہ ایسا ہوا ہے جسکی بابت وہ ضرور سوال کرے گا - لوگون نے پوچہا کہ وہ کبیرہ گناہ کونسا ہے فرمایا سماع چنگ کہ مین نے چنگ بہت سنا ہے اور اب بہی ہو تو سنے بغیر نرہون - اسکے بعد مولانا برہان الدین بلخی کی فضیلت و بزرگی مین ذکر چہڑ گیا اور آپنے فرمایا مولانا برہان الدین بیان کرتے تہے کہ ابہی مین بہت کم عمر یعنے قریبًا پانچ چہہ سال کا تہا اسی سنہ کچہہ کم و بیش کا ہونگا کہ اپنے والد کے ساتہہ باہر نکلا مین اور میرے والد دونون چلے جاتے تہے کہ مولانا برہان الدین عمر عینانی صاحب ہدایہ رضی اللہ عنہ سامنے سے نمودار ہوئے میرے والد اون سے ایک کنارہ ہو کر دوسری راہ سے چلے گئے او

وہان کہڑا چہوڑ گئے۔ جب مولانا برہان الدین مرغینانی کا گہوڑا میرے نزدیک پہونچا تو مین نے ذرا آگے بڑہکر سلام کیا مولانا نے مجہے تیز نگاہ سے دیکہکر فرمایا کہ مین اس لڑکے مین نور علم تابان دیکہتا ہون مین نے اونکی بشارت سنی تو سواری کے آگے روانہ ہوا تہوڑی دور چلکر پہر مولانا برہان الدین نے فرمایا کہ مجہے خدا کہلواتا ہے کہ یہ لڑکا اپنے زمانہ مین علامہ عصر اور یگانۂ روزگار ہوگا۔ مین نے اونکی یہ بہی بشارت سنی اور اوسیطرح آگے آگے چلنے لگا تہوڑی دور چلکر پہر مولانا برہان الدین مرغینانی نے فرمایا خدا مجہے کہلواتا ہے کہ یہ لڑکا ایسا بزرگ ہوگا کہ بادشاہون کی گردنین اوسکے دروازے پر جہکینگی بڑے بڑے اولو العزم سلاطین اوسکے دروازے پر حاضر ہونگے اور بار یابی نہ پاینگے۔ الغرض مین پہر مقصد اصلی کی طرف متوجہ ہوتا ہون۔ مین نے اپنے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ ایک دفعہ مجلس سماع مرتب ہوئی جسمین بہت سے درویش و عزیز موجود تہے شیخ بدر الدین سمرقندی خلیفہ شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہما بہی اس مجلس مین تشریف رکہتے تہے لوگون نے چنگ پر سماع شروع کیا شیخ بدر الدین نے سماع مین رقص کیا اور انہا ذوق و شوق مین اپنی دستار مبارک جو صوف کی تہی چنگ کے سر پر رکہدی جب مجلس برخاست ہوئی تو ایک عزیز نے شیخ بدر الدین کی خدمت مین عرض کی کہ آپنے مجلس چنگ و رباب مین کس طرح رقص کیا شیخ بدر الدین نے اوسکی یہ بات سنکر ذیل کی ابیات پڑہین ؎ ما را بزدی و چنگ ما بشکستی ٭ فردا بکشی خمار کامشب مستی ٭ ما بروق چند دعا ہا بلند خواہی خواند ٭ بدار کین طرف آواز چنگ سے آید ٭ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ نجم الدین کبری قدس اللہ کا قول ہے کہ جس قدر نعمتین بشر کو ممکن ہین سب خدا تعالی کی طرف سے شیخ شہاب الدین سہروردی کو مرحمت ہوئی ہین مگر ایک ذوق سماع عنایت نہین ہوا۔ فرماتے تہے ایکدفعہ شیخ اوحد کرمانی شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہما کے پاس آئے شیخ نے اپنا مصلی لپیٹ کر زانو کے نیچے رکہہ لیا اور یہ مشائخ کے نزدیک غایت درجہ کی تعظیم و توقیر ہے جب شام ہوئی تو شیخ اوحد کرمانی نے سماع کی خواہش ظاہر کی شیخ شہاب الدین نے فوراً قوالون کو طلب کیا اور فرمایا کہ مجلس سماع مرتب ہو اور مجلس کے تمام لوازمات نہایت خوش اسلوبی کے ساتہ مہیا کیئے جائین یہ کہکر آپ ایک گوشہ مین تشریف لے گئے اور طاعت و ذکر مین مشغول ہوئے صبح ہوئی تو خانقاہ کا خادم شیخ شہاب الدین کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ حضور چونکہ رات کو سماع تہا اس لیئے اون لوگون کے لیئے صبح کا کہانا طیار ہونا چاہیئے شیخ نے فرمایا کیا آج رات پہر سماع رہا ہے خادم نے عرض کیا جی ہان۔ فرمایا مجہے مطلق خبر نہین یہانتک پہونچکر سلطان المشائخ نے فرمایا۔ شیخ شہاب الدین کے اس استغراق کو دیکہنا چاہیئے کہ ذکر مین اس قدر

مشغول ہوئے کہ غلبۂ ذکر کی وجہ سے سماع کی مطلق خبر نہین ہوئی لیکن جس وقت اہل مجلس سماع بند کرکے قرآن مجید پڑھتے تھے تو شیخ قرآن سنتے تھے اور جب سماع ہوتا تھا تو باوجود اس شور وغل اور غلبہ کے نہین سنتے تھے دیکھو اونکی مشغولی کس حد تک پہونچگئی تھی۔ کاتب حروف نے مولانا شمس الدین دامغانی سے سنا ہے جو میرے نانا ہوتے ہین کہ جب شیخ اوحد کرمانی نے شیخ شہاب الدین کی خدمت سے رخصت ہونا چاہا تو اوسی مجلس مین شیخ شہاب الدین نے اپنا ایک پائجامہ شیخ اوحد کرمانی کے آگے رکھا۔ شیخ اوحد کرمانی نے اوسے قبول کیا اور درمیان مین سے دو ٹکڑے کرکے کرتے پہن لیا۔ پھر اپنے دونون ہاتھ دونون پاؤن کی جانب سے نکالکر شیخ شہاب الدین کے دونون ہاتھون کو بوسہ دیا اور کہا یہ ہمارے شیخ کا اسفل عمل ہے۔ اسکے بعد مین پھر اصل مقصد کی طرف رجوع کرتا ہون۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک عزیز تھا جسے عبد اللہ رومی کہا کرتے تھے وہ شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ مین ایکدن شیخ شہاب الدین کی خدمت مین حاضر تھا اور سماع کر رہا تھا شیخ بہاؤ الدین نے فرمایا کہ جب ہمارے شیخ نے سماع سنا ہے تو ہمین بھی سننا چاہیئے بعدہ عبد اللہ کو حجرہ کے دروازے پر ٹھیرا دیا اور رات تک وہین رکھا جب رات ہوئی تو فرمایا عبد اللہ اوس کے ایک یار کو حجرہ کے اندر بھیجو لیکن ان دو شخصون کے سوا تیسرا آدمی نہو۔ عبد اللہ کا بیان ہے کہ لوگ مجھے اور ایک اور شخص کو حجرہ کے اندر لے گئے رات ہوئی تو لوگون نے نماز پڑھی شیخ نماز سے فارغ ہوکر حجرہ مین تشریف لائے یہان صرف ہم دو ہی شخص تھے شیخ بیٹھ گئے اور اوراد مین مشغول ہوئے قرآن کے آدھے سیپارے کی مقدار پڑھا پھر حجرے کی کنڈی لگا کر مجھسے فرمایا کہ اب کچھ کہو مین نے سماع شروع کیا ایک ساعت گذری ہوگی کہ شیخ مین ایک جنبش و تحریک پیدا ہوئی آپنے اوٹھکر چراغ بجھا دیا حجرہ تاریک ہو گیا اور اوسی طرح سماع مین مصروف رہے اندھیرے مین اور تو کچھ معلوم نہ ہوتا تھا مگر مین اتنا ضرور جانتا تھا کہ شیخ حجرہ مین پھر رہے ہین جب آپ میرے پاس آتے تھے تو آپکے کرتے کا دامن مجھے چھو جاتا تھا اسوجہ سے مجھے معلوم تھا کہ شیخ کو جنبش ہے لیکن یہ نہ جان سکتا تھا کہ شیخ ضرب پہ ہین یا نہین الغرض جب سماع تمام ہوا تو شیخ نے حجرے کا دروازہ کھولدیا اور اپنے مقام پر تشریف لے گئے مین اور وہ عزیز جو میرے ساتھ تھا وہین رہ گئے ہمین نہ تو کھانا ہی پہنچا نہ پانی ہی دیا۔ یہانتک کہ جب رات آخر ہوئی تو صبح کو ایک خادم ایک کپڑا باریک اور بیس تنکہ ہمارے پاس لایا اور کہا کہ یہ شیخ نے تمہین بھیجا ہے۔

تکملہ جناب سلطان المشائخ کے ساتھ سماع کے بارہ مین بحث و مناظرہ ہونے کے بیان مین۔

کاتب حروف محمد مبارک علوی المدعو بامیر خورد عزیزان صاحب سماع کی ضمیر شفقت پذیر پر یہ عرض کرتا ہے

کہ قاضی حمید الدین ناگوری قدس اللہ سرہ العزیز کے زمانہ مین جس قدر علما مشہور تھے سب سماع کے بارے مین اونکے ساتھ خصومت رکہتے اور عدم سماع کے مدعی تھے اون مین سے اکثر نے تو سماع کی حرمت اور سننے والون کے کفر پر سوال لکھے اور بہت سے علما نے حرمت سماع پر جواب لکھے کاتب حروف نے ان سوالون کو دیکھا ہے اصل بات یہ ہے لوگ جیسا سوال کرتے ہین مفتی ویسا ہی جواب دیتے ہین لیکن حق تعالی نے قاضی حمید الدین ناگوری کو عشق کامل اور علم وافر اور کرامت ظاہری عنایت کی تہی اونکے خیالات اور عقیدہ مین اس شور وغوغا سے ذرا بہی تذبذب واقع نہین ہوا۔ باوجود اسکے اوس زمانہ کے صدر جہان یعنے قاضی منہاج الدین جرجانی جو علم وفضل اور لطافت طبع مین اپنا نظیر نرکہتے تہے صاحب سماع تہے اور قاضی حمید الدین ناگوری اور دیگر بزرگون کے ساتھ جو عشق ومحبت مین چور تہے سماع سنا کرتے تہے چنانچہ اسکی قدرے کیفیت نکتہ اہل سماع مین بیان کی جاچکی ہے۔ غرضکہ ان چند در چند وجوہ سے اوس وقت کے مدعیون کو سماع کے بارہ مین کچھہ زیادہ کہنے سننے کی مجال نہ تہی لیکن جب حضرت سلطان المشائخ کی دولت وکرامت اور عظمت ومحبوبیت کا آفتاب اہل جہان پر چمکا اور اس زمانہ کے اون علما فضلا صدور واکابر وضیع وشریف کے دلون مین شوق سماع کی آگ بہڑکی جنکی جبلت مین روز اول سے عشق کی چاشنی رکہی گئی تہی اور اوسکا ایک عالم مین غلغلہ پڑا اور اونکے دلون مین ولولہ عشق نے تحریک وجنبش کی تو عاشقی اور عشق بازی اور سماع کی رونق جہان مین از سرنو تازہ ہوئی اور عالم بوستان ہوگیا جیسا کہ خواجہ ثنائی کہتے ہین

ابیات زینجا بفیر ریزد وزانجا نوائے نائے ✤ آنجا خروش عاشق وانجا نشاط یار ✤ بر ہر طرف بہشتی ودر ہر بہشت حور ✤ در ہر چمن نگارے ودر ہر نگار ریار ✤ روی زمین زشاہد گل پر زروپرنگار ✤ شاخ شجر چو گوش عروسان شاہوار ✤ مرغے بہر درختے ونوائی بہر طرف ✤ شاہے بہر طریق وعروسے بہر کنار ✤ جب سماع کی یہ رونق بازاری ہوئی تو مدعیون کے حسد کا کانٹا جو ہمیشہ سے پنہان تھا از سرنو چبہنا شروع ہوا۔ یہ لوگ دل مین اس درجہ تعصب رکہتے تہے کہ اوسے دیکھہ نہ سکتے تہے بندۂ ضعیف عرض کرتا ہے ✤ مرا زین عشق فرد مطلق ✤ اور چونکہ منکرین سماع دیکہتے تہے کہ اکثر اکابر اور علما اور صدور اولیا اور امرا اور بادشاہ وقت کے مقرب جناب سلطان المشائخ کے غلام اور معتقد ہین اس لیے اونہین دم مارنے کی مجال نہ تہی چنانچہ وہ خود خود مونہہ بند دیگ کی طرح جوش کہاتے تہے اور ہمیشہ اس فکر مین لگے رہتے تہے کہ کاش بادشاہ وقت اس بارہ مین کوئی ایسی مجلس قائم کرے جس مین مناظرہ ومباحثہ ہو تاکہ حسد کے جراحت کو نوک زبان سے چہیڑ دین۔ اللہم اجعلنی من المحسودین ولا تجعلنی من الحاسدین۔ یعنی خداوندا تو ہمین محسود بنا حاسد نہ بنا گویا یہ دعا جو جناب رسول

رب العالمین کی زبان مبارک پر گذری باوجود اس قدر علوم کے اونکے کانون تک نہ پہونچی تہی۔ الغرض سلطان علاؤ الدین اور شیخ الاسلام قطب الدین علیہما الرحمۃ کے عہد مین ان مدعیون اور متعصبون کا اندیشہ کارگر نہین ہوا لیکن جب تخت حکومت پر سلطان غیاث الدین تغلق انار اللہ برہانہ جلوہ آرا ہوئے۔ شیخ زادہ حسام الدین فرجام نے جنہون نے غریبی کا پاتابہ سلطان المشائخ کے گہر مین کہولا اور حضور کی تربیت و شفقت مین پرورش پائی تہی شہرت کا جہنڈا بلند کرنا چاہا اور اس شہرت کے خیال سے بہت کچہ مجاہدے اور سختیان جہیلین مگر چونکہ اون مین عشق کا ذوق و شوق نہین رکہا گیا تہا اسلیئے شہرت نصیب نہین ہوئی انجام کار اونہون نے اس بہانہ کو ذریعہ شہرت سمجہا اور اس مجلس مناظرہ کے شور و غوغا مین اپنے مطلب براری کی فکر کی ؎ بارے چو فسانہ میشوی اے بے خرد؛ افسانہ نیک شو نہ فسانۂ بد؛ قاضی جلال الدین سیوانجی جو حاکم مملکت کا نائب تہا اہل عشق کے ساتہ تعصب کرنے مین مشہور تہا اسنے اور دیگر ظاہری علمار نے شہزادہ حسام الدین کو اسبات پر برانگیختہ کیا کہ بادشاہ کے پاس جاکر بیان کرین کہ شیخ نظام الدین محمد جو اس زمانہ کے مقتدا اور عوام و خواص کے مرجع ہین سماع سنتے ہین حالانکہ سماع امام اعظم علیہ الرحمۃ کے مذہب مین حرام ہے۔ پہر مشکل یہ ہے کہ نہ صرف خود اس حرام فعل کے مرتکب ہوتے ہین بلکہ ہزارہا مخلوق اس کام مین جو شرعًا ممنوع ہے اونکی متابعت کرتی ہے شہزادہ کو چونکہ قرب سلطانی حاصل تہا موقع پاکر یہ بات سلطان کے کان مین ڈالدی۔ سلطان غیاث الدین کو سماع کی حلت و حرمت کا علم نہ تہا یہ بات سنکر حیران و ششدر رہگیا اور افسوس سے کہنے لگا کہ ایسا بزرگ جو مقتدائی عالم ہو نامشروع فعل مین کیونکر مبتلا ہوسکتا ہے نعوذ باللہ عما یقول الظالمون۔ سلطان غیاث الدین ابہی اسی ششش و پنج مین تہا کہ مدعیون نے اون سوالون اور فتوون کو پیش کیا جو قاضی حمید الدین ناگوری کے وقت مین ہوئے اور ساتہ ہی کتب شرعیہ کی بہت سی روایتین سنائین۔ سلطان نے فرمایا کہ چونکہ علمار دین نے حرمت سماع کا فتوی دیا ہے اور اسکام کے مزاحم ہوئے ہین اسلئے سلطان المشائخ کو حاضر کرین اور تمام علمار شہر اور صدور و اکابر کو طلب کرکے ایک مجلس مناظرہ مرتب کرین تاکہ جو حق اور درست بات ہو اس جلسہ مین ظاہر ہو جائے ایک بزرگ کہتے ہین ؎ اختر اسنے کہ بشب در نظر ما آیند؛ پیش خورشید محال است کہ پیدا آیند؛ ہم چنین پیش وجودت ہمہ خوبان عدم اند؛ گرچہ در چشم خلائق ہمہ زیبا آیند؛ غرضکہ جناب سلطان المشائخ کے معتقدون نے یہ سارا ماجرا حضور کی خدمت مین عرض کیا مگر چاہیئے کہ سلطان المشائخ کو بمقابلہ اس کثیر جماعت کے کسی طرح کا ہراس ہوتا ذرا بہی اندیشہ نہ تہا بیت جہان اگر ہمہ دشمن شود ز دلیت عشق؛ خبر ندارم از ایشان کہ در جہان ہستند؛ لیکن جو علمار کہ اپنے وقت کے تمام علما سے اعلم تہے اور حضور سلطان المشائخ کی خدمت کی طرف منسوب کیئے جاتے تہے جیسے مولانا فخر الدین زرادی اور مولانا وجیہ الدین پائلی وغیرہا اباحت

سماع کے بارہ مین جو قرآنی آیتین وارد ہین آپکے سامنے بیان کرتے اور حضور کی مجلس مین سماع کی بابت دلائل اباحت قائم کرتے تھے اور اس سے اونکی غرض یہ تہی کہ مناظرہ سے پیشتر یہ دلائل آپکو خوب مستحضر ہو جائین اور مناظرہ کے وقت کسیطرح کی لغزش آپ سے ظاہر نہ ہو۔ سلطان المشائخ جنکا باطن مبارک علم لدنی سے آراستہ تہا دریا کی طرح موج مارتے اور انکے کسی بات کی طرف ذرا التفات نہ فرماتے تھے اور اسبارے مین کوئی بات زبان سے نہ نکالتے تھے۔ یہ لوگ بظاہر متحیر و پریشان تھے لیکن جناب سلطان المشائخ کے تبحر اور علم و فضل پر پورا اعتقاد رکھتے تھے۔ یہی وجہ تہی کہ ان لوگونکو مناظرہ کیطرف سے بالکل اندیشہ نہ تہا اور آپکی اس بے التفاتی سے بہت خوش تھے الغرض جب حضرت سلطان المشائخ بادشاہ کے دربار مین بلائے گئے تو آپ نہایت استقلال و اطمینان کے ساتہ تشریف لے گئے اور تنہا تشریف لے گئے اپنے یارون مین سے کسیکو بہی ساتہ نہین لیا مگر قاضی محی الدین کاشانی جو وفور علم سے آراستہ اور استاد شہر اور علامہ عصر تھے اور مولانا فخر الدین زرادی جو ایک بزرگ زادے اور قاضی صاحب سے بہی زیادہ کریم الطبع تھے اور قطع نظر اسکے تمام علوم مین دستگاہ کامل رکھتے تھے آپکی بغیر طلب اور بدون خواہش کے آپکے ساتہ بادشاہ کی متعین کردہ مجلس مین گئے۔ ابہی مناظرہ شروع نہین ہوا تہا کہ قاضی جلال الدین نائب حاکم نے سلطان المشائخ کو بطریق نصیحت کچھ کہنا شروع کیا اور بعض وہ باتین بہی جو تعصب سے بہری ہوئی تہین اور جو جناب سلطان المشائخ کے مجلس کے لائق نہ تہین طنز و تشنیع کے لہجہ مین کہین جناب سلطان المشائخ نے حلم و تحمل سے کام لیا اور نہایت ضبط کے ساتہ بیٹھے رہے لیکن جب اوسکی سختیون کی یہانتک نوبت پہونچی کہ اگر اسکے بعد تم نے مخلوق کو دعوت دی اور سماع سنا تو سمجھ لیجیگا کہ مین حاکم شرع ہون آپکے ساتہ بری طرح پیش آؤن گا اور سخت تکلیف پہنچاؤن گا اسوقت سلطان المشائخ بے خود ہو گئے اور انتہائے غیظ و غضب مین ارشاد فرمایا کہ جس شغل اور منصب کی قوت پر تو یہ چہ میگوئیان کر رہا ہے اوس سے معزول ہو۔ چنانچہ اس واقعہ کے بارہ دن بعد قاضی جلال الدین منصب قضا سے معزول ہو گیا اور اسکے بہت تہوڑے عرصہ بعد سقر کو گیا خلاصہ یہ کہ جب یہ مجلس مناظرہ قائم ہوئی اور شہر کے تمام علما فضلا اکابر صدور امرا ملوک جمع ہوگئے تو شہزادہ حسام الدین مقابلہ مین آئے اسوقت بادشاہ اور تمام امرا کی توجہ و مہربانی جناب سلطان المشائخ کی جانب تہی۔ شیخ حسام الدین نے جناب سلطان المشائخ کی طرف روئے سخن کر کے کہا کہ تمہاری مجلس مین سماع ہوتا ہے اور تم رقص کرتے اور آہ و نعرہ کی بلند آوازین نکالتے ہو اسکے علاوہ اور بہی بہت سی باتین اس قسم کی چیخ چیخ کر کہین جب وہ اپنی تقریر ختم کر چکے تو سلطان المشائخ نے اونکی طرف روئے مبارک کر کے کہا کہ اتنا شور نہ مچاؤ اور اس قدر طول طویل باتین نکرو۔ یہ بتاؤ کہ سماع کے کیا معنی ہین شہزادہ حسام الدین نے جواب دیا کہ

یہ تو میں نہیں جانتا کہ سماع کسے کہتے ہیں لیکن علماء بیان کرتے ہیں کہ سماع حرام ہے اسپر سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب تم سماع کے معنی تک نہیں جانتے تو اسبارہ میں میرا روئے سخن تمہاری طرف نہیں ہے اور نہ میں تم سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں شیخزادہ حسام جو اصل میں مدعی تھے ملزم ہوئے اور شکستہ خاطر ہو کر بہت چیں بجبیں ہوئے ؎ نراست حجت قاطع بدست لیفے علم ؛ چگونہ پیش رود دعوئ من نادان ؛ بادشاہ کے کان حضرت سلطان المشائخ کی دلپذیر تقریر پہ لگے ہوئے تھے اور وہ آپکا ایک ایک لفظ بغور سن رہا تھا جب لوگ بحث کے وقت شور و غل مچاتے اور بلند آواز کرتے تھے تو بادشاہ کہتا تھا غلبہ نکرو اور سنو شیخ کیا فرماتے ہیں۔ اس مناظرہ میں جہاں اور بہت سے علماء حاضر تھے مولانا حمید الدین اور مولانا شہاب الدین ملتانی بھی موجود تھے لیکن یہ دونوں حضرات بالکل ساکت و خاموش تھے کوئی وحشت آمیز بات ان دونوں علمائے زمانہ کے موئنہ سے نہیں نکلی بلکہ مولانا حمید الدین نے نہایت انصاف سے فرمایا کہ سلطان المشائخ کی مجلس کی جو کیفیت مدعی بیان کرتے ہیں حقیقت میں ایسی نہیں ہے بلکہ بالکل برخلاف ہے چنانچہ میں نے اس امر کا خوب معائنہ کیا ہے اور آپکی مجلس میں بہت سے پیروں اور مشائخ اور درویشوں کو دیکھا ہے اسی اثنا میں قاضی کمال الدین بول اوٹھے کہ میں نے ایک جگہ یہ روایت دیکھی ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں السماع حرام والرقص فسق یعنے سماع حرام ہے اور رقص فسق۔ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ لفظ خاص امام اعظم رح کی زبان مبارک سے نہیں نکلے ہیں اور قطع نظر اسکے اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ امام ہمام نے سماع سے منع کیا ہے اس بحث کے اثنا میں مولانا علیم الدین شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین زکریا کے پوتے تشریف لائے بادشاہ نے اونکی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم بھی دانشمند عالم ہوا ور ابھی دور سے سفر کر کے آئے ہو۔ آج میرے سامنے مسئلہ سماع کے متعلق بحث ہو رہی ہے لیکن ابھی تک کوئی امر منقح نہیں ہوا میں تم سے پوچھتا ہوں کہ سماع سننا حرام ہے یا حلال۔ مولانا علیم الدین نے فرمایا کہ میں نے اسبارے میں ایک رسالہ لکھا ہے جسکا نام مقصدہ ہے اور سماع کی حرمت و حلت میں جو دلائل آئے ہیں اوس رسالہ میں جمع کر دیئے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ سماع دل سے سنتے ہیں اونہیں مباح ہے اور جو نفس سے سنتے ہیں اونہیں حرام۔ ازاں بعد بادشاہ نے مولانا علیم الدین سے دریافت کیا کہ تم بغداد اور روم و شام میں پھرے ہو وہاں کے مشائخ سماع سنتے ہیں کہ نہیں اور جو لوگ سنتے ہیں اونہیں کوئی مانع ہوتا ہے یا نہیں۔ مولانا علیم الدین نے فرمایا میں نے تمام اسلامی شہروں میں بزرگوں اور مشائخ کو سماع سنتے اور بعض کو دف اور شبانہ کے ساتھ سنتے دیکھا ہے لیکن وہاں کوئی شخص اونہیں اس سے منع نہیں کرتا اور قطع نظر اسکے اگر غور سے دیکھا جاتا ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مشائخ میں جو سماع رائج ہوا ہے وہ شیخ

جنید اور شبلی کی میراث ہے جب بادشاہ نے مولانا علیم الدین سے اس قسم کی باتین سنین تو خاموش و ساکت ہو گیا۔ اور کچھہ نکہا۔ اسوقت مولانا جلال الدین نے بڑے زور سے کہا کہ بادشاہ کو چاہیئے کہ حرمت سماع کا حکم کرے اور سماع مین امام اعظم علیہ الرحمۃ کے مذہب کی رعایت کرے لیکن سلطان المشائخ نے بادشاہ سے فرمایا مین نہین چاہتا کہ آپ اسبارے مین کوئی حکم صادر کرین اور تاوقتیکہ کوئی قطعی فیصلہ نہو جائے باضابطہ حکم نافذ نہو۔ بادشاہ نے حضرت سلطان المشائخ کے اس حکم کو قبول کیا اور اسبارہ مین کوئی فیصلہ نہین دیا۔ پہر اس بارہ مین دو روایتین آئی ہین ایک وہ جو مولانا فخر الدین زرادی جناب سلطان المشائخ کے خلیفہ نے رسالہ اباحت سماع مین بیان کی ہے یہ رسالہ مولانا فخر الدین کی تالیف سے ہے جسکا نام کشف القناع عن وجوہ السماع ہے اور یہی روایت اصح ہے کیونکہ یہ بزرگ اوس مجلس مناظرہ مین شریک تھے اور قاضی کمال الدین صدر جہان سے آپ ہی نے بحث کی تہی اور وہ روایت یہ ہے وما قال المخالف من الادلۃ فی تضلیل من یقول بالتحلیل لما کان ظاہر البطلان رجع البحث الی الحرمۃ والحل ثم آل الی اولویۃ الترک والفعل وکان من اول الضحیٰ الی اوان الفیٔ ثم قام اہل المجلس من عند السلطان۔ یعنے مخالف نے اوس شخص کی تضلیل کے دلائل جو قائل بالتحلیل ہے بیان کیئے مگر چونکہ وہ ظاہر البطلان تھے اس لیئے بحث نے حلت و حرمت کی طرف رجوع کی پہر اسبات کی طرف توجہ کی گئی کہ ترک و فعل مین کسکو اولویت ثابت ہے اور یہ مجلس مناظرہ چاشت سے قائم ہو کر زوال کے وقت تک برپا رہی پہر اہل مجلس بادشاہ کے پاس سے اوٹھہ کھڑے ہوئے دوسری روایت یہ ہے کہ بادشاہ نے صاف لفظون مین حکم دیا کہ سلطان المشائخ سماع سنین اور کوئی اونہین مانع نہو۔ ہان دوسرے فرقے جیسے قلندریون کا گروہ حیدریون کی جماعت اور انکے علاوہ جو لوگ ہوائے نفس سے سنتے ہین اونہین بےشک و غدغہ منع کرنا چاہیئے لیکن یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اسکے راوی اوس مجلس مین موجود نہ تھے صحیح اور معتبر وہی روایت ہے جو مولانا فخر الدین زرادی سے منقول ہے واللہ اعلم۔

اسی زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے حضرت سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ شاید بادشاہ کی طرف سے حکم ہو گیا ہے کہ مخدوم جسوقت چاہین سماع سنین کیونکہ وہ آپکو حلال ہے حضور نے فرمایا اگر حرام ہے تو کسیکے کہنے سے حلال نہین ہو سکتا اور اگر حلال ہے تو کسیکے کہنے سے حرام نہین ہو سکتا۔ اصل مین یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف سماع کو بلکہ اوسکے ساتھ دف اور شبابہ کو بھی مباح کہتے ہین۔ برخلاف ہمارے علماء کے اور اب حکم حاکم ہے جیسا حکم کرے الغرض جب مناظرہ کی مجلس برخاست ہوئی تو بادشاہ نے حضرت سلطان المشائخ کو نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ رخصت کیا۔ مگر مولانا ضیاء الدین برنی اپنے حیرت نامہ مین لکہتے ہین کہ جب جناب سلطان المشائخ مناظرہ سے فارغ ہو کر مکان

تشریف لائے تو ظہر کی نماز کے وقت مجھے اور مولانا محی الدین کاشانی اور امیر خسرو شاعر کو طلب کیا۔ ہم لوگوں کو جب سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی تو فرمایا۔ دہلی کے علمار میری دشمنی و عداوت سے پُر تھے اونہوں نے میدان فراخ پایا اور عداوت سے بھری ہوئی بہت سی باتیں کہنی شروع کیں اور ایک نہایت تعجب اور حیرت کی بات آج یہ دیکھی گئی کہ محل حجت میں جناب نبی کریم کی صحیح حدیثیں سننے سے اونہوں نے صاف انکار کردیا وہ لوگ بڑی جرأت اور بیباکی سے کہتے تھے کہ ہمارے شہر میں روایت فقہ حدیث پر مقدم ہے اور اس قسم کی باتیں وہی لوگ کہتے ہیں جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر اعتقاد نہیں ہوتا ہے جسوقت حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث مذکور ہوتی تھی وہ لوگ غلبہ کرتے اور منع سے پیش آتے اور کہتے تھے کہ یہ حدیث شافعی کی متمسک ہے اور وہ ہمارے علمار کا دشمن ہے ہم ایسی حدیثیں ہرگز نہیں سنتے اور نہیں جانتے اب دیکھو کہ وہ احادیث صحیحہ کے معتقد ہیں یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ اونہیں اعتقاد نہیں ہے کیونکہ ایک حاکم اور اولی الامر کے سامنے مکابرہ سے پیش آتے اور احادیث صحیحہ کو منع کرتے ہیں اور میں نے کسی عالم کو دیکھا سنا نہیں کہ اوسکے سامنے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیثیں روایت کی جائیں اور وہ کھلم کھلا کہے کہ میں نہیں سُنتا اور نہیں جانتا یہ کیسا زمانہ ہے۔ تعجب ہے کہ جس شہر میں اسدرجہ مکابرہ کیا جائے اور اس درجہ عناد و حسد برتا جائے اور وہ پھر آباد و معمور رہے یہ شہر تو اس قابل ہے کہ اوسکی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے اور بالکل تباہ و برباد کرڈالا جائے۔ جب بادشاہ اور امرا اور خلق۔ شہر کے قاضی اور نامور علمار سے یہ سنیں کہ اس شہر میں حدیث پر عمل نہیں ہے تو اون کا اعتقاد احادیث پیغمبر علیہ السلام پر کیونکہ راسخ و ثابت ہوسکتا ہے اور جبکہ اونہوں نے حدیث کا روایت کرنا قطعاً منع کردیا ہو تو مجھے پورا اندیشہ ہے کہ اس بداعتقادی کی نحوست کی وجہ سے جو علمار شہر سے معائنہ کی گئی آسمان سے بلا اور جلاوطنی اور قحط اور وبا کی سزا شہر پر برسے اور یہ شہر بہت جلد غارت کردیا جائے۔ جب ان باتوں کا سلسلہ یہاں تک پہونچا تو آپ خاموش ہوگئے اور اوٹھکر مکان کے اندر تشریف لے گئے۔ چنانچہ اس واقعہ کے چوتھے سال تمام وہ علما جو اس مناظرہ میں شریک تھے اور انکے علاوہ اور سب لوگ دیوگیر جلاوطن کردیئے گئے اور اکثر علمار اپنی مرضی سے دیوگیر کی سکونت پر راضی ہوگئے۔ مہلک قحط اور عام وبا شہر پر پڑے اور برسوں تک یہ مصیبتیں اور آفتیں بالکلیہ دفع نہیں ہوئیں۔ سبحان اللہ جو بات حضرت سلطان المشائخ کی زبان مبارک پر گذری تھی اوسکا اسی طرح معائنہ و مشاہدہ ہوا۔ واللہ اعلم۔ **نکتہ** اہل زمانہ کے سماع سننے کے بیان میں۔ صاحبدلان عالم کو واضح ہو کہ مبتدی مریدوں کو سماع میں غلو کرنا نہ چاہیئے یعنے تاوقتیکہ وہ اپنے نفس کو ریاضتوں سے مہذب نکرلے

اور سخت سخت مجاہدون سے اپنی تئین نہ جلائے جیسا کہ مجاہدات مشائخ کے نکتہ مین درج ہو چکا ہے اوسوقت تک وہ سماع سننے کے لائق نہین ہے۔ سماع سننے کے قابل وہ شخص ہے جسکی نظر مین خلق کی ذرا عظمت و وقعت نہو ورنہ سماع اوسے فتنہ مین ڈالدے گا اور اصل کام سے باز رکھے گا نفس وہ غوغا اور شور اوٹھائیگا کہ سراہ نچا نکھ سکے گا اور حرص کے میدان و جنگل مین رشتہ تسبیح گردن مین ڈالکر صحرا و بیابان مین پھرائیگا اور ایسا شخص ایک ساعت بھی اپنے آپے مین نہ آئیگا۔ اہل سماع کی ذلت اسمین ہے کہ رات دن سماع کو جو مردان خدا کا معیار اور مجاہدان الٰہی کا میدان معرکہ ہے گمراہی کا رشتہ بناکر رقص کرنے مین مشغول رہے اور آسمان پر شور و شغب پہونچائے اور اس ذریعہ سے اپنے تئین مشہور کرے۔ ؎

حلکہ اندر چراغ چیست تری است ؛ شقشق اندر سماع چیست پری است ؛ در طریقہ کہ شرط جائے سپری است ؛ نعرہ بیہودہ تری و خری ست ؛

اور اسکے ساتھ ہی اگر کسی مجلس سماع مین پہونچے تو مصلحا رکھے گریہ کو جو دلی درد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور اونکے نعرہ کو جو شوق حق سے اوٹھتا ہے اور اونکے شور و رقص کو پریشان و درہم برہم کرے اور خود حیوانات رقاصون کی طرح وہ رقص کرے جو نظارہ کرنیوالون کو ہنسائے اور خندہ و قہقہہ مین لائے اور اس لغو اور بیہودہ شہرت کو اپنی قوت کا سرمایہ بنائے۔ خواجہ حکیم سنائی کہتے ہین۔ ؎ اے معاملی تو خدا انگیز ؛ واے خدایا کہ تو جدائی ازان ؛ ؎ سماع ای برادر بگویم کہ چیست ؛ اگر مستمع را بدانم کہ کیست ؛ اگر برج معنی پرد طیر او ؛ فرشتہ ماند از سیر او ؛ اگر مرد لہوست و بازی و لاغ ؛ قوی تر شود دیوش اندر دماغ ؛

ایسا شخص اپنے مقتداؤن اور پیرون کی روش چھوڑکر نفسانی خواہشون کی طرف چلتا اور پھر امید رکھتا ہے کہ ان حرکات ناپسندیدہ کی وجہ سے کسی مرتبہ و منزلت کو پہونچے واللہ ثم واللہ ایسا شخص ہرگز کسی مرتبہ پر نہ پہونچیگا۔ ایک بزرگ نے کیا خوب کہا ہے ؎ ہرگز نرسی بکعبہ ای اعرابی ؛ کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است ؛ حسبتہ للہ ہمارے اون مشائخ کے طبقہ معظمہ کے مناقب و فضائل اور راہ و روش مین نظر کرو اور خوب نظر کرو جنکے احوال اس کتاب کی ابتدا مین تحریر ہو چکے ہین کہ اونہون نے آغاز عمر سے آخر تک کس قدر تکالیف اور مجاہدات اختیار کیے ہین اونہون نے بارہا صرف خدا کی رضامندی حاصل کرنیکے لئے غایت مجاہدہ اور باطنی مشغولی کی وجہ سے اپنے تئین معرض تلف اور محل ہلاکت مین ڈالدیا ہے اور مخلوق مین سے کوئی شخص اوسپر مطلع نہین ہوا ہے۔ جب اونکی یہان تک انتہا پہونچی ہے کہ کام جان تک اور چھری ہڈیون تک پہونچ گئی ہے اوسوقت سماع مین مشغول ہوتے ہین اور آشنائی کے دریا مین ہاتھ پاؤن مارتے ہین ؎ دست و پائے نزنم گرچہ نکو میدانم ؛ کہ ترا بینم واز دست غمت جان نبرم ؛ مین نے جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ آپ عوارف سے نقل کرتے ہین سماع

مریدون اور معتقدون اور اصحاب ریاضت کا حق ہے۔ جب نفس اور تن دونون ہلاک ہوجائین تو بنا بر اس نص کے ان لنفسک علیک حقا یعنے تیرے نفس کا تجہپر حق ہے اوسکا حق ثابت ہوجاتا ہے۔ اس قسم کے لوگ جب تہوڑی دیر سماع سے آرام پاتے ہین تو پہر اوسے اوسکے کام کی طرف لگا دیتے ہین۔ الغرض جب بات یہ ہے تو اس راہ کے چلنے والے کو چاہیے کہ اون بزرگون کا اتباع کرے جو دنیا سے بالکل بے تعلق اور علیحدہ رہے ہین جسکا ظاہر حرب اور شیرین اور باطن زہر ہلاہل ہے اسبات کو ہروقت پیش نظر رکہے کہ مجہے عنقریب یہان سے جانا اور مشائخ قدس اللہ سرہم کی نظر مین گذرنا اور خدا تعالی کے سامنے کہڑے ہوکر جواب دینا ہے۔ یہ تم اچہی طرح سمجہہ لو کہ اسکام مین جس طریق سے آ وگے خدا تمہارے اسرار و ضمائر پر مطلع ہے اور تمام احوال پر شاہد ہے آج تمہین چاہیے کہ اپنے پیرون اور بزرگون کے طریقہ پر زندگی بسر کرو تاکہ کل اونکے زمرہ مین شمار کیئے جاؤ۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے ہین ؎ گر نیک آیم مرا ازیشان گیرند ؛ ور بد باشم مرا بدیشان بخشند ؛ کاتب حروف نے یہ چند کلمے نہایت سچائی اور اخلاص اور دردمندی کے ساتہ قلم بند کیئے ہین اگر عقلا کی کیمیا اثر نظرون مین منظور و مقبول ہونگے تو مین جانونگا کہ میری محنت ٹہکانے لگی اگر کوئی شخص ان کلمات کو پسند کرکے اس کاتب بیچارہ ضعیف کو جو نفس و خواہش اور ہوائے شیطانی کے اغوا کی وجہ سے مبتلائے گناہ ہے۔ دعای خیر کرے تو اوسکی عاقبت بخیر ہو۔ ؎ آنجا کہ منم خصوصیتے نیست ؛ ورہست میان لست من ہیچم ؛ ما نصیحت بجائے خود کردیم ؛ روزگارے درین بسر بردیم ؛

دسوان باب حضرت سلطان المشائخ کے بعض ملفوظات و مکتوبات کے بیان مین

اس باب مین وہ باتین بیان ہونگی جو ماسبق کے ابواب مین بیان نہین ہوئی ہین اور یہ بیچارہ اپنے فہم و علم کے مطابق بیان کرکے سامعین والاتمکین کو خوش کرتا ہے۔ یہ باب چوبیس نکتون کو شامل ہے۔

پہلا نکتہ علم و علما کے بیان مین۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ علم کسبی ہے اور عقل فطری۔ یہی وجہ ہے کہ اہل عرف یون تو کہتے ہین۔ عالم و معلم و متعلم فی العلم۔ مگر یون نہین بولتے۔ عاقل و معقل و متعقل فی العقل۔ ایکدفعہ خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز نے مکحول شامی کو لکہا کہ تونے علم سیکہا تو لوگون مین عزیز و گرامی قدر ہوا اب تو اوسپر عمل کر تاکہ خدا کے نزدیک عزیز و گرامی قدر ہووے۔ عثمان مغربی نے امام شافعی کے سامنے ذکر کیا کہ علم کی دو قسمین ہین ایک علم الابدان اور دوسرے علم الادیان۔ حقائق و معرفت کے علوم کو علم الادیان کہتے ہین اور ریاضت و مجاہدہ کے علوم کو علم الابدان کہتے ہین۔ ابن مبارک کا قول ہے کہ جب مین نے علم دنیا طلب کیا تو اوسنے میرا اخروی علم مٹا دیا اسلیئے مین نے اوسے بالکل ترک کر دیا۔ محمد بن حسن کو

اونکے انتقال سے بعد کسی نے خواب مین دیکھکر پوچھا کہ خدا تعالی نے تمہارے ساتھ کیسا معاملہ کیا کہا مجھے علم کی بدولت بخشدیا۔ اسی طرح ابو یوسف رح سے اون کے انتقال کے بعد خواب مین دریافت کیا گیا اونہون نے یہی جواب دیا کہ خدا نے مجھے علم کے وسیلہ سے بخشدیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رح سے دریافت کیا گیا تو فرمایا مین اون لوگون کے زمرہ مین داخل کیا گیا جنپر خدا نے اپنا انعام کیا یعنی نبی صدیق و شہید کے زمرہ مین مجھے داخل کردیا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مین نے ایکدن لوگون کے مجمع مین یہ حدیث بیان کی۔ من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر ولا یدخل الحمام الا بمئزر البشرہ بالجنۃ۔ یعنی جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا اور حمام مین داخل نہین ہوتا ہے مین اوسے جنت کی خوشخبری دیتا ہون مین نے اسی شب کو خواب مین ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ خدا تعالی نے اتباع سنت کی وجہ سے بخشدیا اور تجھے لوگون کا امام بنایا کہ وہ تیری اقتدا کرین گے۔ مین نے اوس شخص سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ جواب دیا کہ مین جبرئیل ہون اور خدا کی طرف سے تمہین پیام دینے آیا ہون۔ حسن بن زیاد نے مباحثہ کے بعد ابو یوسف سے کہا کہ خلیفہ وقت کے کہانے نے تیرے ذہن کو پلید کردیا ہے۔ اب تو اپنے گہر کے کہانے کی طرف رجوع کرتا کہ تیرا ذہن تیری طرف رجوع کرے۔ لقمان علیہ السلام کا قول ہے کہ لوگو! تم علماء کے علم کی اقتدا کرو۔ اونکے فعل کی اقتدا مت کرو۔ اور زاہدون کے زہد کی تقلید کرو اونکے بناوٹی حیلو نکی تقلید نہ کرو۔ ایک حدیث مین یون وارد ہوا ہے کہ قیامت کے روز بدکار علما مورون اور بندرون کی صورتون مین اوٹہینگے۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ اکثر فرمایا کرتے تہے کہ علم کا مقام ایک عالی اور بلند مقام ہے چنانچہ ایک بزرگ کہتے ہین بجل مقادیر اہل العلوم قدا وجب اللہ تعالی اجلالہا یہی وجہ ہے کہ عالم جسوقت ایک مشکل حل کرتا ہے تو اسقدر حلاوت اور مزا پاتا ہے کہ بادشاہ اپنی بادشاہی مین وہ حلاوت نہین پاتا لیکن چونکہ علما کثرت سے ہین اسواسطے لوگ اونکی عظمت و قدر سے بے خبر ہین۔ اسیطرح درویش کو ایک ایسا وقت نصیب ہوتا ہے کہ وہ اپنی عبادت سے اسقدر حلاوت و دلچسپی اوٹہاتا ہے جو علما کسی مشکل مسئلہ کے حل کرنے سے پاتے ہین بلکہ سچ پوچھو تو درویش کو بعض وقت اپنی عبادت مین وہ حلاوت میسر ہوتی ہے کہ اوسکے مقابلہ مین دنیا جہان کی حلاوتین گرد ہوجاتی ہین اور جب یہ ہے تو درویش کے حال و صفت کی کوئی انتہا نہین پائی جاتی اور وہ بیان مین نہین آسکتی۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ خواجہ ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار سے پوچھا کہ حدیث مین جو یہ آیا ہے کہ العلماء ورثۃ الانبیاء اس سے کون لوگ مراد ہین جواب دیا کہ یہی علما جنہین تم دیکھتے ہو۔ خواجہ ابوالموید نے کہا حاشا وکلا یہ علماء ورثۃ انبیا نہین ہین کیونکہ انکا علم اکتسابی ہے اور انبیا کا علم اکتسابی نہ تہا۔ جواب دیا الحمد للہ جن کلمات کا اظہار جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہوا یہی کلمات ہمارے ایک بادشاہ کی زبان سے جاری ہوتے۔ فرماتے تہے

کہ جب کوئی شخص علم حاصل کرنے میں سستی کرتا ہے تو وہ بہت جلد مشہور ہو جاتا ہے اور علم کی تحصیل درویشی سے بہت آسان ہے اگر دو شخص جن میں ایک عالم دوسرا جاہل ہو ایک درویش کے پاس جائیں اور درویش جاہل شخص کے لوح دل پر نقش کھینچے تو وہ فوراً عالم ہو جاتا اور اوس درجہ کو پہنچ جاتا ہے جہاں عالم بہت دیر اور انتہا کی کوششوں کے بعد پہنچ سکتا ہے لیکن جو شخص جاہل ہوتا ہے۔ وہ کامل و مکمل نہیں ہوتا شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز جس زمانہ میں عوارف تصنیف کر رہے تھے فرماتے تھے کہ اگر عقلا اور علما نہ ہوتے تو تحصیل علم کا رستہ بند ہو جاتا اور خدا تعالی کی معرفت لوگوں کو مشکل سے حاصل ہوتی لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے جو لوگ حضرت عزت کے ساتھ مشغول ہیں وہ ان علوم کی طرف مشغول نہیں ہو سکتے مشائخ سلف ہمیشہ اپنے مریدوں کو تحصیل علم کا حکم کرتے اور اوس وقت تک اونکے لیئے ترک علم جائز نہیں رکھتے تھے کہ اون کا باطنی حال خود اونہیں علم سے باز رکھے لیکن جو لوگ ابرار کے مقام پر قناعت کریں اونکے لیئے ضرور ہے کہ کتابوں کا مطالعہ کریں اور دینی علوم کے درس و تدریس کا شغل جاری رکھیں۔ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ مولانا برہان الدین نسفی نام ایک نہایت دانشمند کامل الحال تھے اگر کوئی شاگرد اون سے کچھ پڑھنے آتا تو وہ فرماتے اول مجھ سے تین شرطیں کر لے اگر ایسا کریگا تو میں تجھے تعلیم دینے سے دریغ نکروں گا۔ پہلی شرط یہ ہے کہ کھانا ایک وقت کھایا کر تا کہ علم کا ظرف خالی رہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ سبق ناغہ نہ کر۔ اگر تو ایکروز سبق ناغہ کریگا تو میں دوسرے روز سبق نہیں پڑھاؤں گا تیسری شرط یہ ہے کہ جب تو راہ میں میرے سامنے آئے تو صرف سلام علیک کرتا ہوا گذر جا۔ ہاتھ پاؤں چومنا اور بہت تعظیم کرنا کچھ نہو۔ کیونکہ میں اس بات کو کبھی پسند نکروں گا۔ فرماتے تھے قدیم زمانہ میں چار شخص ہمنام تھے یعنے چاروں کا نام برہان تھا جو دہلی میں وارد ہوئے ایک کا نام برہان الدین بلخی تھا۔ دوسرے کا نام برہان الدین کاشانی۔ تیسرے اور چوتھے کی سکونت مجھے یاد نہیں رہی۔ الغرض ان چاروں شخصوں میں کامل محبت اور پوری موافقت تھی یہانتک کہ چاروں آدمی ایک ہی جگہ کھانا کھاتے ایک ہی مقام پر پانی پیتے۔ ایک ہی موقع پر سکونت رکھتے تھے اور اتفاق وقت سے ایک ہی استاد سے تحصیل علوم کرتے تھے اول اول جو اس شہر میں آئے تو اون دنوں شہر کے قاضی نصیر الدین نامی ایک نہایت علم دوست شخص تھے انہوں نے برہان الدین کاشانی سے محفل میں ایک مسئلہ دریافت کیا برہان الدین کاشانی ایک ترک اور پست قامت آدمی تھا جب اسنے اوس مسئلہ کا بیان کرنا اور اوسکے نکتہ کا اظہار کرنا شروع کیا تو طالب العلموں نے کہا یہ ریزہ کیا بیان کریگا۔ چنانچہ وہ ریزہ ہی کے لقب سے مشہور ہو گیا۔ الغرض یہ شخص آخر میں ابدالوں سے ہوئے اور بڑے مرتبہ پر پہونچے۔

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مین نے ان بزرگ کو دیکہا ہے وہ روزمرہ صبح کے وقت گہوڑے پر سوار ہوکر آیا کرتے تہے
اور باوجودیکہ سو سے زیادہ خدمت گار رکہتے تہے لیکن کبہی کسی خادمت گار کو اپنے ساتہ نرکہتے تہے انکا ایک لڑکا تہا
نور الدین نام اسنے ایکدن اپنے والد سے کہا کہ حضرت یہان ہمارے بہت سے دشمن ہین اور آپ ہین کہ ہرروز تنہا گانو
سے باہر نکلجاتے ہین اگر کوئی غلام اپنے ساتہ لیجایا کرین تو بہتر ہو اوس سے اتنا تو فائدہ ہوگا کہ وقت پر پانی کا آبخورہ
دیدے گا اسپر مولانا برہان الدین نے فرمایا کہ بابا نور الدین جہان مین جاتا ہون وہان غلام وخدمت گار کا کچہ دخل
نہین ہے بلکہ تجہے بہی نہین لیجانا چاہتا حالانکہ تو میرا فرزند محبوب ہے۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مین نے
تین درویش صفت عالمون کو دیکہا ہے ایک مولانا شہاب الدین کو۔ دوسرے مولانا احمد حافظ کو تیسرے مولانا احمد
کیتہلی کو۔ مولانا احمد حافظ باخدا مرد اور بڑے نیک دل تہے۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مین نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق
والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کا عزم کیا۔ سرسہ کی حدود مین میری اون سے ملاقات ہوئی مجہسے فرمایا کہ
جب تم شیخ کے روضہ متبرکہ پر پہونچو تو میری طرف سے اونہین سلام پہونچاؤ ؎ روائے صبا دو سلام مرا استان تش
رسان بصحن منظر دو دیوار و سر دمالش رسان ؛ اور یہ بہی کہنا کہ مین دنیا کا طلبگار نہین ہون اور اسکے طالب جہان مین
بہت ہین علی ہذا القیاس عقبی کا بہی خواستگار نہین ہون۔ مین صرف یہ چاہتا ہون توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ -
ازان بعد سلطان المشائخ نے مولانا احمد کیتہلی کی حکایت بیان کی کہ وہ ایک بوڑہے بابرکت شخص تہے اگرچہ کسی سے پیوند اور
بیعت نرکہتے تہے مگر بہت سے مردان حق کی صحبت اوٹہائے ہوئے تہے پہلی ملاقات مین جب مین نے اونہین دیکہا تو اونکی
ہیبت اور تقریر سے صاف واضح ہوگیا کہ وہ واصلان خدا مین سے ایک نہایت برگزیدہ اور مقبول شخص ہین میرے
دل مین کچہ یون ہی سا خطرہ گذرا اور مین نے چاہا کہ اوس کی بابت اون سے دریافت کرون لیکن میرے ظاہر کرنے سے
پیشتر اونہون نے اوس خطرہ کا جواب دیدیا اور فرمایا کہ مرد ایسے ہی ہوتے ہین۔ یہان تک پہونچکر حضرت سلطان المشائخ
کی آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور فرمایا کہ اگر اس قدر دقیق اور باریک مسئلہ کو سو عالمون سے پوچہتا تو بہی حل نہوتا
آپ اونکے اخلاق کی بہی ایک حکایت بیان کرتے تہے کہ ایکدفعہ میرے پاس تشریف لائے تہے اوسوقت بہت سے
خدمتگار میرے پاس جمع تہے اون مین سے ایک شخص نے کسی قسم کی بے ادبی کی اور دوسرے نے بہی اوسے ایک لکڑی
کہینچ ماری۔ مولانا کیتہلی اسدرجہ روئے کہ گویا لکڑی کی ضرب اون ہی کو لگی ہے۔ بعد کو ایک نہایت افسوسناک
لہجہ مین فرمایا کہ افسوس میری نحوست اور شومیت سے اوسے یہ تکلیف ودرد پہونچا۔ حضرت سلطان المشائخ نے
فرمایا کہ مجہے اونکی اس رقت وشفقت سے سخت تعجب ہوا اور دل مین ایک عجیب حیرت پیدا ہوئی۔ بعدہ حضور

سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں حدود سرسی میں پہنچا وہان میں نے سنا کہ کل اسی گاؤن کے نزدیک رہزنون نے راستہ لوٹا اور چند مسلمانون کو مار ڈالا اون میں ایک عالم بھی تھا جسے مولانا کیتھلی کہتے تھے وہ قرآن پڑھ رہے تھے کہ اوسی حالت میں شہید ہوئے۔ میں یہ تعجب خیز واقعہ سنکر دوسرے روز وہان گیا اور مقتولون کو تلاش کرنا شروع کیا حقیقت میں وہی مولانا کیتھلی شہید ہوئے پڑے تھے جنکی طرف میرا خیال تھا خدا اونہیں بخشے اور جنت الفردوس عطا فرمائے۔ سلطان المشائخ یہہ بھی فرماتے تھے کہ جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو خلق نے امام احمد حنبل کی طرف رجوع کی۔ یہ کیفیت دیکھکر امام شافعی متحیر ہوئے امام احمد حنبل ایکدن امام شافعی کے مکان پر تشریف لیگئے۔ اوس روز سے مخلوق کی رجوع امام شافعی کی طرف ہوگئی۔ اس تدبیر سے امام احمد حنبلؒ نے لوگون سے چھپا چھوڑایا اور خدا تعالی کی طرف مشغول ہوئے۔ فرماتے تھے کہ مولانا فخر الدین رازی شافعی مذہب رکھتے تھے لیکن اون کا قاعدہ تھا کہ جس بار امام اعظم کا ذکر ہوتا تھا رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے۔ ایکدن خواجہ محمد سرزی نے فرمایا کہ اے مولانا تم نے قرآن پڑھا ہے اور اگر مین کسی آیت کی فرمائش کرون تو اوسے پڑھ سکتے ہو۔ مولانا فخر الدین نے جواب دیا کہ ہان پڑھ سکتا ہون اور مین نے کئی کتابین مختلف علوم مین تصنیف کی ہین۔ خواجہ محمد نے کہا کہ خدا تعالی فرماتا ہے۔ آیہ۔ والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ تابعین کے حق مین ہے۔ فرمایا ہان۔ اور امام اعظم تابعین مین سے ہین۔ بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سات صحابیون کو پایا تہا۔ آپ یہہ بھی فرماتے تھے کہ گذشتہ خلفا مین سے ایک خلیفہ نے ملک الموت کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ میری عمر کس قدر باقی رہی ہے اور کتنی ہوگی ملک الموت نے پانچ اونگلیون کی طرف اشارہ کیا صبح کو جب وہ خلیفہ بیدار ہوا تو شہر کے تمام تعبیر دانون اور حکما و علما کو بلایا ہر ایک نے اپنے فہم و علم کے مطابق ایک ایک بات کہی۔ کسی نے پچاس سال کی تعبیر دی کسی نے پانچ سال کی کسی نے پانچ روز کی۔ لیکن خلیفہ کو کسی بات پر اطمینان نہین ہوا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی اوس مجلس مین تشریف رکھتے تھے آپنے فرمایا کہ ملک الموت نے جو پانچ اونگلیون کا اشارہ کیا ہے تو اس سے اونکی مراد یہ ہے کہ پانچ چیزونکو کوئی شخص نہین جانتا کیونکہ خدا تعالی کلام مجید مین فرماتا ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت۔ یعنے خدا ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور وہی اُتارتا ہے مینہہ کو اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ مین ہے نہ پایاد کوئی نفس یہ نہین جانتا کہ مین کل کیا کماؤنگا اور کس سرزمین مین مرونگا۔ محترم و بزرگ امام نے فرمایا کہ ان پانچ چیزون سے تمام خلائق کا علم کوتاہ ہے اور کوئی نہین جان سکتا کہ ان چیزون کا کب اور کہان وقوع ہوگا

یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان چیزون کی اضافت اپنی ذات مقدس کی طرف کر کے صاف طور پر فرمادیا ہے کہ خدا کے علاوہ اور کوئی شخص ان چیزون کو نہین جان سکتا۔ سلطان المشائخ نے یہ بہی فرمایا کہ ایک بزرگ نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ ہر زمانہ مین چند آدمی ایسے موجود ہوتے ہین جنکی برکت سے تمام عالم قائم رہتا ہے۔ نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان بیشک مین نے ایسا فرمایا ہے۔ اسپر اوس بزرگ نے عرض کیا کہ اس زمانہ مین وہ کون شخص ہے جسکی برکت سے آسمان و زمین قائم ہے فرمایا محمد ادریس شافعی۔ ۵ کو فی اندر طریق دین کافی ٭ شافعی در جہل راشافی ٭ آن قریشی زاصل و آن کوفی ٭ او بہمت فقیہ و این صوفی ٭ ہمہ نیک اند بے حکومت تو ٭ تو بدی و سبب خصومت تو ٭ فرماتے تہے لوگ مولانا مجد الدین حاجری سے روایت کرتے ہین کہ مولانا فخر الدین رازی کے خدمتگار ہرات کو اونکے پاس سفید کاغذ کے تختون کے تین جزو اور دوات قلم رکہدیتے تہے اور صبحکو لکہے اور تصنیف کیئے ہوئے پاتے تہے۔ ان تین جزون مین بہت جگہ کلمہ لاالہ الا اللہ کی شرح لکہی ہوتی تہی۔ مولانا شہاب الدین ادہمی جنکا ذکر یاران اعلیٰ کے مناقب مین لکہا ہوا ہے اسموقع پر موجود تہے کہا مین نے ایسا سنا ہے کہ قاضی برہان الدین بلخی کے کتب خانہ مین اربعین رازی کا ایک نسخہ مصنف کے خط سے لکہا ہوا موجود ہے اوس نسخہ کے دو صفحون مین برابر اول سے آخر تک کلمہ لاالہ الا اللہ لکہا ہوا ہے۔ لوگون کا بیان ہے کہ جسوقت مولانا یہ کتاب لکہہ رہے تہے اوسوقت آپ پر خدا تعالیٰ کا ذکر غالب و مستولی تہا اور اوس غلبہ کی نوبت یہان تک پہونچگئی تہی کہ جب کچہ لکہنا چاہتے تہے تو یہی کلمہ لکہا جاتا تہا۔ بعدہ فرماتے تہے کہ جب آدمی تحصیل علم کرے تو اوسے چاہیئے کہ علم کو مہذب اور باہیبت بنائے۔ اسمین کچہ شک نہین کہ علم مین بہت بڑی سعادت اور نیکبختی ہے۔ اور جب صاحب علم۔ علم کے مطابق طاعت کرے تو بہت ہی بہتر اور نیک نتیجہ ہے لیکن چاہیئے کہ علم وعمل دونون سے آنکہین بند کرے تاکہ عجب اور رعونت و تکبر مین مبتلا نہو۔ سلطان المشائخ یہ بہی فرماتے تہے کہ پچہلے زمانہ مین ہزارون علماء اور دانشمند گذرے ہین لیکن کوئی بہی نہین جانتا کہ کہان ہے اور کون تہے البتہ جس چیز کو بقاء دوام ہے اور جس بات کا عام چرچا پہیلا ہوا ہے وہ آدمی کا حسن معاملہ ہے اور یہی ایک چیز ہے جسے حیات معنوی تعبیر کرسکتے ہین جو بہت آسانی کے ساتہ حاصل ہوسکتی ہے۔ شبلی اور جنید کو باوجودیکہ انتقال کیئے ہوئے بہت زمانہ ہوگیا لیکن اون کا نام مبارک اسوقت تک زندہ ہے۔ فرماتے تہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اول شب انتقال فرمایا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آخر رات مین پیدا ہوئے ہین چنانچہ خاقانی اسی معنی مین فرماتے ہین۔ **مثنوی** ٭ چون فلک عہد شناسی در نوشت ٭ آسمان چون مین سخن گستر نزاد ٭ بوحنیفہ اول شب نقل کرد ٭ شافعی آخر شب از مادر نزاد ٭ حکیم سنائی علم کے بارہ مین فرماتے ہین

علم رہ جانب الہ برد	جہل رہ سوئے نفس و جاہ برد	جان بے علم تن ہمی میراند	شاخ بے برگ میوہ گیراند
حکم از علم نیک پے گردد	سنگ بے اصل لعل کے گردد	علم دان خاصۂ خدا آمد	علم خوان شرح مصطفیٰ آمد
کشت بے آب بار ور نہ دہد	تخم بے مغز بس ثمر نہ دہد	در دِ بے علم تخم در شور ست	علم بے درد سنگ بر گور ست
علم کز بہر حشمت آموزی	نیست جز رنج و محنت روزی	بد بخوانی و لے بتر گردد	ور بود نیک نیکتر گردد
سوئے عالم ہست از سوی ظن	دانش جان بہ از توانش تن	برگ دہ دوست را و دشمن را	علم جان را بہ عمل تن را
گاو یکسالہ را بہا دو درم	علم یک لحظہ را بہا عالم	عالمان خود کمند در عالم	یار عامل میان عالم کم

خلاصہ ان ابیات کا یہ ہے کہ علم خدا کا رستہ بتاتا اور جہل آدمی کو نفس وجاہ کی طرف کھینچ لیجاتا ہے۔ جو روح صفت علم سے آراستہ نہیں ہوتی وہ جسم کو مردہ کردیتی ہے جیسا کہ شاخ بے برگ پہل دار نہیں ہوتی۔ علم ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے حکم نیک ہوتا ہے کیونکہ بے اصل پتھر لعل کبھی نہیں بنتا عالم کا خاصان خدا میں شمار ہوتا ہے اور علم پڑھنے والے کو شرح مصطفےٰ کہتے ہیں۔ کھیتی میں اگر پانی نہ دیا جائے تو وہ پہولتی پہلتی نہیں اور جس بیج میں مغز نہو وہ پہل نہیں لاتا ہے۔ علم بے درد ایسا ہے جیسا زمین شور میں بیج یا قبر کا پتھر۔ اگر علم حشمت کے لیئے سیکہا جائے گا تو محنت و رنج کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اگر علم بد ہے تو آدمی بدتر ہو جاتا ہے اور نیک ہے تو نیک ہوتا ہے یکسالہ گائے کی قیمت دو درم ہوتی ہے اور ایک لحظہ کے علم کی قیمت ایک عالم ہوتا ہے۔ عام لوگ دنیا کی کمند ہیں اور عالم کا درجہ عامل سے بہت بڑھا ہوا ہے۔

نکتہ۔ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج کے بیان میں

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آنحضرت کو جو معراج ہوئی وہ کسطرح ہوئی۔ فرمایا۔ مکہ سے بیت المقدس تک اسراء اور بیت المقدس سے آسمان اول تک معراج اور اول آسمان سے قاب قوسین تک اعراج تہا۔ سائل نے کچھ اور زیادہ کرکے پوچھا کہ قالب اور قالب و روح کو ہی کیونکر معراج ہوئی تہی۔ سلطان المشائخ نے اسکے جواب میں یہ مصرعہ زبان مبارک پر جاری فرمایا۔ مصرعہ فظن خیرا ولا تسأل الخبر۔ یعنی اس بارہ میں گمان نیک کر۔ اور نیکی کو مت پوچھ۔ ازان بعد آپنے فرمایا کہ اس واقعہ پر ایمان لانا چاہیئے اور اسکی تحقیق و تفتیش میں غلو کرنا نہ چاہیئے۔ پہر آپنے فرمایا ایک بزرگ کا بیان ہے کہ مجھے معلوم نہیں شب معراج کو جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لے گئے جہان عرش وکرسی اور بہشت و دوزخ ہے یا یہ چیزیں وہان لائی گئیں جہان آپ تشریف رکھتے تھے اگر پہلی صورت ہرا

لی جائی تو آنحضرت کا مرتبہ بہت بلند ثابت ہوتا ہے کوئی شاعر کہتا ہے - **ابیات**

بر نہادہ زہر باغ ارم باز کردش سوی معراج بروا پای بر فرق عالم و آدم گفتہ و ہم شنیدہ آمد باز
منہج صدق درد و ابرو دا شت کشش عشق درد و گیسو دا شت دو جہان پیش ہمتش بدو جو جسم جان کردہ در خزانہ راز
قبہ بر فرق آفتاب زدہ راہ او جبرئیل آب زدہ سر مازاغ و ماطغی بشنو پیش محراب ابروانش نماز
غرتش لا نبی بعدی گوئی کے توان زد ز رو رحمت بیم ہمتش الرفیق اعلیٰ جوئی ایچنین نوبتے بدور کہیم

نکتہ - جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ذکر میں

سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے تھے کہ ہر پیغمبر کو انتقال کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے تو وہ دنیا میں رہنا پسند کرے چاہے آخرت اختیار کرے۔ جب جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں یہ خیال گذرا کہ کیا اچھا ہو اگر جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند روز اصحاب میں تشریف رکھیں اور عالم بقا میں تشریف نہ لیجائیں یہ خیال دل میں آتے ہی بی بی عائشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھنے لگیں آپنے فوراً زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری فرمائے "مع النبین والصدیقین والشہدا، والصالحین"۔ یعنی اے عائشہ میں اپنے بھائی نبیوں اور صدیقوں اور شہدا کی رفاقت پسند کرتا ہوں سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غرہ ربیع الاول کو دار فنا سے عالم بقا کی طرف انتقال فرمایا اور آپکے یاروں نے نو روز تک آپکو دفن نہیں کیا تو حرم محترم میں سے ہر دن ایک حرم نے للہ کہانا دیا دسویں روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس قدر کہانا خیرات کیا کہ مدینہ کی تمام خلق کو پہنچا اور سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر کہایا **منقول** ہے کہ صحابہ کرام نے جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو غسل دینا چاہا تو سب کے سب متفکر و متحیر ہوئے کہ حضرت کو کپڑوں سمیت غسل دینا چاہیئے یا کپڑے اوتار کر اتنے میں ایک آواز آئی کہ کپڑے اوتار کر غسل دو لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ابھی توقف کرو اور جلدی مت کرو۔ دوسری مرتبہ ایک اور آواز آئی کہ لوگو پیغمبر صاحب کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ اور اوس پہلی آواز کی ذرا پروا نہ کرو جس میں تمہیں کہا گیا ہے کہ کپڑے اوتار کر غسل دو کیونکہ وہ آواز شیطان لعین کی تھی اور یہ آواز خضر علیہ السلام کی خواجہ حکیم سنائی کہتے ہیں ابیات

در ترنم تبارک اللہ گو بود مشتاق درگہ حضرت زحمہا خورد رحمہا کردہ عاقبت رفت در پس پردہ
چون دم از حضرت شہود زدہ آتش اندر ہمہ وجود زدہ طوطی جانش چون قفس بشکست رفت بر فرق جبرئیل نشست
آنکہ در پیش خلق راز نہفت زان ہمی الرفیق اعلیٰ گفت تنش نالان و جانش فرخندہ از درون سوز و از برون خندہ

نکتہ عقل کے بیان میں۔ میں نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ العقل نور فطری یزید بالسمع والتجربۃ قال رسول اللہ علیہ السلام العقل فی القلب الخ یعنی عقل ایک فطری نور ہے جو سننے اور تجربہ حاصل کرنے سے بڑھتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عقل دل میں ہوتی ہے اور شفقت و مہربانی جگر میں اور رافت تلی میں۔ لڑکا چودہ سال کی عمر میں بالغ ہوتا ہے اور عقل و تمیز کو پہونچتا ہے اور اوسکا بلوغ چوبیس سال کی عمر میں منتہی ہوتا ہے اور عقل اٹھائیسویں برس میں کامل ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رض نے جناب علی کرم اللہ وجہہ سے کہا اے امیر المومنین میں نے ایک شخص کو دیکھا جسکا قوام قلیل اور زاد کثیر ہے اور ایک دوسرے شخص کو دیکھا جسکا قوام کثیر اور زاد قلیل ہے فرمائیے ان دونوں میں آپکو کون سا شخص زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے فرمایا جس بات کا سوال تونے مجھسے کیا ہے میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی بات پوچھی تھی آپنے اسکے جواب میں فرمایا کہ جو شخص عقل میں زیادہ اور افضل ہے وہ میرے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہے پیغمبروں کو اعلی درجہ کی عقل اور قلوب سماویہ وملکوتیہ اور نفوس اور ابدان ارضیہ وملکیہ جناب الہی سے عنایت ہوتے ہیں اور یہ اخیر کی دونوں چیزیں نور اور اول کی دونوں باتیں ظلمت سے ہوتی ہیں۔ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ خداوندا موت سے تین روز پیشتر میری عقل کو تاریک کر دیجیو جب لوگون نے اسکا سبب دریافت کیا تو فرمایا مجھے اسبات کا اندیشہ ہے کہ مبادا اوس نازک اور کڑے وقت میں میری زبان سے کوئی ایسی بات جاری ہو جائے جسکی وجہ سے شقاوت پر میرا خاتمہ ہو اگر ایسے وقت میں مجھ میں عقل نہ ہوگی تو قلم مجھسے اوٹھائی جائیگی یعنے میرے کوئی کردار و گفتار نامۂ اعمال میں درج نہ ہوگی۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ شخص بہت ہی سعادتمند ہے جسکا دشمن عقلمند ہو خواجہ حکیم ثنائی کہتے ہیں ابیات

ہرچہ در زیر چرخ نیک و بد اند	خوشہ چینان خرمن خرد اند	عقل و وہم گوہر است وہم کان است	در تن فرد عقل سلطان است
عقل طرار و حیلہ گو نبود	عقل غماز و کینہ ور نبود	عقل جز خواجہ محقق نیست	نفس جز کافر و منافق نیست
عقل ہرگز بکذب راضی نیست	عقل ہرگز وکیل قاضی نیست	وانکہ راضی بکذب سالوسی است	آنکہ غماز و آنکہ ناموسی است
آنکہ او آبرو و نان طلب است	وانکہ امی و آنکہ بوالعجب است	آنہمہ عقل ہا عاریتی است	کز پئے مال و جاہ و تربیت است
در گذر این کیاست او باش	عقل دین جو و پس رو او باش	عقل دین جز ادا و عطا نکند	تا نبردہ است حق رہا نکند
دایہ زیر این کہن بنیاد	نیست کس را چو عقل مادر زاد	پدر و مادر و حیات لطیف	نفس گویا شمار عقل شریف
	زین دو جفت شہ نفاق مباش	و اندرین ہر دو اصل عاق مباش	

نکتہ دنیا اور ترک دنیا کے بیان میں۔ جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ دنیا کی

کئی قسمین ہین ایک تو یہ کہ صورتاً اور معناً دنیا ہے۔ دوسرے یہ کہ صورتاً تو دنیا ہے لیکن معناً دنیا نہین ہے۔ زان بعد حضور نے ان تینون قسمون کی توضیح مین فرمایا کہ صورتاً اور معناً دنیا کی مثال زائد از کفاف اور معصیت ہے اور جو صورتاً و معناً دنیا نہین ہے اوسکی مثال اخلاص کے ساتھ طاعت خداوندی مین مصروف ہونا اور جو صورتاً تو دنیا نہین ہے لیکن معناً دنیا ہے اوسکی مثال نمود وریا کے ساتھ احکام خداوندی بجالانا یعنے مضرت کے دفع کرنے اور منفعت کے حاصل کرنے کے لئے طاعت خداوندی مین مشغول ہونا۔ رہی وہ صورت جو ظاہرا تو دنیا ہے لیکن حقیقتہً دنیا نہین ہے اوسکی مثال اپنی حرم کا حق ادا کرنا ہے یعنی اپنی بی بی سے ہم بستر ہونا اس نیت سے کہ اُسکا حق ادا کرتا ہے۔ زان بعد فرمایا کہ اصل دانائی یہ ہے کہ انسان تا بہ امکان دنیا سے پرہیز کرے اور ہمیشہ الگ تھلگ رہے اگر کسی شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرا تہائی مال میرے مرنے کے بعد ایسے شخصکو دیا جائے جو تمام لوگون سے عقل و دانائی مین زیادہ ہو تو اوسکا ثلث مال تارک دنیا کو دیا جائیگا کیونکہ وہ سب سے زیادہ عقلمند اور دانا ہے۔ اسموقع پر حاضرین جلسہ مین سے ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور جب ایک شخص تارک دنیا ہے تو وہ اس تہائی مال کو کیونکر قبول کرسکتا ہے۔ فرمایا یہ دوسرا مسئلہ ہے اس مین بہت کچھ گفتگو ہے جسکا حکم بعد کو بیان کیا جائے گا۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ چاندی سونا اور گھوڑے اور اسباب وغیرہ دنیا نہین ہین بلکہ ان چیزون کے ساتھ تعلق و محبت کرنا دنیا ہے۔ اگر کوئی شخص ان چیزون کا مالک ہوکر ان سے تعلق و محبت نرکھے تو اوسے بھی تارک دنیا ہی کہین گے۔ بعدہ فرمایا کہ اے مخاطب تیرا پیٹ بھی تیری دنیا ہے اگر کم مقدار کھایا کھائیگا تو تیرا شمار تارکان دنیا مین ہوگا اور اگر سیر ہوکر کھائیگا تو دنیا دار کہلائیگا۔ زان بعد فرمایا کہ ایک بزرگ پانی کی سطح پر مصلے بچھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور کہتے جاتے تھے خداوندا تیرا خضر بندہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اوسے توبہ کی توفیق نصیب کر کہ وہ اوس گناہ سے توبہ کرے۔ اسی اثنا مین حضرت خضر آموجود ہوئے اور کہا اے بزرگ وہ کونسا کبیرہ گناہ ہے جسکا مین مرتکب ہوتا ہون اوس بزرگ نے فرمایا۔ کیا تم جنگل مین درخت لگاکر اوسکے سایہ مین نہین بیٹھتے اور اوس سے آسائش و آرام حاصل نہین کرتے اور پھر یہ نہین کہتے کہ یہ درخت مین نے خدا کے لئے اُگایا ہے۔ حضرت خضر نے جواب دیا کہ ہان ایسا ہوتا ہے فرمایا بھی تو ریا ہے جسے کبیرہ گناہ کہا گیا ہے خضر علیہ السلام نے اوسی وقت توبہ کی اور اپنے اس گناہ سے جناب الٰہی مین بخشش چاہی اسکے بعد اوس بزرگ نے حضرت خضر سے ترک دنیا کے بارے مین ایک نکتہ بیان کیا اور نصیحتاً یہ فرمایا کہ تم بھی اوسی طرح زندگی بسر کرو جسطرح کہ مین کرتا ہون۔ حضرت خضر نے کہا بھلا تم کیونکر زندگی بسر کرتے ہو اور کیا عمل کرتے ہو فرمایا میری یہ کیفیت ہے کہ اگر تمام دنیا کا ڈھیر لگاکر مجھسے کہین کہ اسے قبول کرلے اور اسکی

بابت کل تجھسے حساب کتاب نہ ہوگا اور یہ بھی کہین کہ اگر تو اسے قبول نکرے گا تو دوزخ مین ڈال دیا جائیگا تاہم مین کبھی
دنیا کو قبول نکرون گا اور اوسکی طرف آنکھہ اوٹھا کر نہ دیکھون گا۔ حضرت خضر نے فرمایا ایسی صورت مین تم دنیا کو کیون نہ قبول
کروگے جواب دیا کہ مین ہرگز قبول نکرونگی کیونکہ دنیا خدا کی مبغوض ہے اور جس چیز کو خدا دشمن رکہے مین بجائے اوسکے
دوزخ کو قبول کرنا بہت اچھا اور عمدہ سمجھتا ہون۔ وجہ یہ کہ اس صورت مین دنیا کے قبول کرنے سے دوزخ کا قبول
کرنا آسان ہے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہے کہ مین نے جناب شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین سے سنا ہے
کہ جو شخص دنیا کو ترک کردیتا ہے خدا تعالیٰ دنیا اور اہل دنیا کو اوسکے قدمون مین لاڈالتا ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے
ہے کہ جس بندہ کو خدا تعالیٰ عزیز رکہتا ہے اوسکی نظر مین دنیا کو خوار وذلیل کردیتا ہے اور جسے ذلیل وبے مقدار کرنا
چاہتا ہے اوسکی نظر مین دنیا کی وقعت وعزت پیدا کردیتا ہے۔ یہ بھی فرماتے تہے کہ ترک دنیا یہی نہین ہے کہ
آدمی اپنے تئین برہنہ رکہے لنگوٹہ باندہکر پہرے بلکہ ترک دنیا یہ ہے کہ خود بھی کہائے پہنے اور ونکو بھی کہلائے پہنائے
مفلسون شکستہ دلون اور مستحقون کو نفع پہونچائے۔ لیکن دلی تعلق دنیا کے ساتہ وابستہ نرکہے اور ہمت بلند و
نظر عالی رکہے۔ نفسانی خواہشون سے ہاتھ اٹہائے اور دلی چاؤ پر نہ چلے بعدہ جناب سلطان المشائخ کی
زبان مبارک پر یہ مصرعہ جاری ہوا مصرعہ یک لحظہ ز شہوتے کہ داری برخیز۔ ازان بعد فرمایا مین نہین جانتا
کہ کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جو ذلیل وخسیس کام سے دل برداشتہ ہوکر شریف وعزیز کام پر اقدام نکرے گا۔
آپ یہ بھی فرماتے تہے کہ تمام گناہ اور معصیتین ایک کوٹہری مین بند ہین جسکی کنجی حبّ دنیا ہے اور تمام طاعتین
اور نیکیان ایک حجرے مین ہین جسکی کنجی محبت فقر ہے۔ فرماتے تہے کہ ایک صاحبدل کو اوسکے باپ کی میراث
سے بہت سا مال ہاتہہ لگا اوسنے جناب الٰہی مین مناجات کی کہ خداوندا اگر مین اسکی حفاظت کرون گا تو دل کا اس
سے ضرور تعلق پیدا ہوجائیگا۔ لہذا مین اسے تیرے سپرد کرتا ہون اور یہ التجا کرتا ہون کہ جب مجھے حاجت ہو اور
جس قدر حاجت ہو اوسوقت یہ میرا مال مجھے ملجائے اور میری حاجت رفع ہوجائے یہ کہکر سارا مال درویشون اور
محتاجون کو تقسیم کردیا۔ بعدہ جس قدر مال کی اوسے حاجت پڑتی فوراً اوسکے پاس آجاتا گویا اوسنے اپنا مال خدا
کے پاس امانت رکہدیا تہا اور وہ اوسکی ضرورت وحاجت کے وقت اوسکی امانت ادا کرتا تہا اسموقع پر محی الدین
کاشانی نے یہ آیت پڑہی رب المشرق والمغرب لا الٰہ الا ہو فاتخذہ وکیلا۔ یعنے وہ مشرق ومغرب کا پروردگار
ہے اوسکے سوا کوئی قابل پرستش نہین تو اوسیکو کارساز بنانا چاہیئے۔ حضرت سلطان المشائخ کو یہ بات بہت
پسند آئی اور آپنے مخمس فرماکر مسرت ظاہر کی نظم یکے مرد حکیم پیش پسر۔ داد چندین ہزار بدرہ زر۔

یعنی ایک دانشمند نے اپنے لڑکے کے سامنے کئی ہزار اشرفیون کی تھیلیان درویشون اور محتاجون کو خیرات کر دین ایکدن لڑکے نے اپنے دانشمند باپ سے کہا ؎ گفت بابا نصیبۂ من کو ٭ گفت ای پور در خزانہ ہو ٭ قسم تو بے وصی بے انباز ٭ من بحق دادم او بہ تو باز ٭ او بجز کارساز جانہا نیست ٭ بکند ظلم با تو زانہا نیست ٭ یعنے لڑکے کہا کہ بابا ہمارا حصہ کہان ہے۔ دانشمند نے جواب دیا کہ ای فرزند تیرا حصہ مین نے خزانہ الٰہی مین جمع کر دیا ہے بغیر وصی و بغیر شرکت کے تیرا حصہ خدا کو سونپ دیا ہے جو تجھے وقت پر واپس کر دے گا اوسکا کام بجز کارساز کے اور کچھ نہین ہے اور یہ خیال کرنا کہ وہ تجھپر ظلم کریگا ہرگز سزاوار نہین ہے کیونکہ ظلم کا قاعدہ اوسکے ہان جاری نہا ہوتا ہے۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایکدفعہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یارون سے فرمایا کہ خدا تعالی نے ایک درویش کو اختیار دیا کہ دنیا اور جو کچھ دنیا مین ہے چاہے تو اسے پسند کر لے یا جو کچھ عقبیٰ مین تیرے لیئے مہیا کیا گیا ہے اوسے پسند کر لے لیکن اوس درویش نے دنیا کی طرف نظر نہین کی اور عقبیٰ کو پسند کر لیا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکایت تمام کی تو حضرت امیر المومنین جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ زار قطار رونے لگے صحابہ نے رونے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا جس درویش کی جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ نے خبر دی ہے اوس سے خود آپکی ذات مبارک مراد ہے یعنے خدا نے اپکو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو دنیا و ما فیہا کو پسند کر لو چاہو آخرت کی نعمتین اختیار کرو۔ پیغمبر علیہ السلام نے آخرت کی نعمتون کو پسند کیا۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص دنون کو روزون مین راتون کو تہجد مین گذارے۔ خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ مدینہ طیبہ کی مجاورت کرے لیکن اوسکے دلمین دنیا کی محبت ہو تو کسی کام کا نہین ہے۔ یہ تمام کام اوسیوقت مقبول ہوتے ہین جبکہ اوسکے دلمین دنیا کی دوستی نہو۔ ازان بعد فرمایا جس شخص کے دل مین دنیا کی محبت و دوستی ہو وہ دنیا پرست ہے۔

ابیات

		چہ کنی بار کاندرین فرسنگ	بار بسیار بر سر خر لنگ
خر لنگ و ضعیف و بار گران	منزلت سنگلاخ و تو حیران	راہ تاریک و چراغ بے روغن	باد صرصر و تو باد خانہ بکر
ہر صور کز وجود طاؤس است	باد مسعود پائے منحوس است	ہست نقش ریا چو صورت شمع	شمع او راست تا بنش اندر جمع
ہست در نقش و شکل گردم نعیم	شکل ابلیس ابلہ و ابکم	نفس اعجاب ہست در سینہ	قبلہ بے رحم در آئینہ
ہمہ در نفس ناسپاس تو اند	ہمہ در پردۂ حواس تو اند	باش تا روئی بند بکشاید	باش تا با تو در حدیث آید
تا کیان را نشاندہ بر در	از پئے پنجروزہ راہ گذر	گر بمیری نکشتہ ایشان را	کم کنی ماکتے ماکتے ایشان را

نکتہ فقر و غنا کے ذکر اس بیان مین کہ غنا پر فقر کو بزرگی و ترجیح حاصل ہے۔

مین شیخ جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ قیل الفقر الانس بالمعدوم والوحشة بالمعلوم الخ یعنی کہا گیا ہے کہ معدوم کے ساتھہ انس اور معلوم کے ساتہہ وحشت اختیار کرنا فقر ہے۔ دنیا مین فقر اختیار کرنا آخرت کے حق مین غنا کے دروازہ کی کنجی ہے۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص اس حال مین مرے کہ ایک درہم دنیا تک نہ چہوڑے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ بہشت مین داخل ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایکدن جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کے پاس آکہڑے ہوئے اور اونکے فقر و مشقت اور خوش دلیون کو دیکہکر فرمایا کہ اے اصحاب صفہ مین تمہین بشارت دیتا ہون کہ جو شخص تم مین سے اس مشقت و رنج پر جو آج تم مین محسوس ہوتا ہے آخر عمر تک باقی رہا بشرطیکہ اسپر راضی اور خوشدل رہا تو وہ قیامت کے دن میرے رفیقون اور ہم نشینون مین ہوگا۔ جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے نقل کرتے ہین کہ علماء کا طبقہ تمام لوگون سے زیادہ شریف ہے اور سب شریفون سے بڑہکر شریف فقرا کا گروہ ہے۔ فقیر علماء مین ایسا ہے جیسا آسمانی ستارون مین چودہوین رات کا چاند۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جو درویش خداوندی طاعت و عبادت مین مشغول و مصروف ہو اوسکے لیئے بیت المال مین کچہہ حق نہین ہے۔ درویش کو اپنی زنبیل سے روٹی کہانی چاہیئے لیکن سخت افسوس ہے کہ اس زمانہ مین مشائخ کی زنبیل کو جنبش و حرکت نہین ہے حالانکہ ابہی تہوڑا عرصہ گذرا کہ جناب شیخ شیوخ العالم کی زنبیل سارے اجودہن مین گشت کرتی تہی۔ فرماتے تہے کہ فقر و غنا کی فضیلت کے بارے مین علماء کا اختلاف ہے۔ خواجہ جنید اور ابراہیم خواص اور اکثر علماء تو اس بات کے قائل ہین کہ صبر کرنے والا فقیر جو فقر کی شروط دائم و قائم ہے اوس دولتمند شاکر سے افضل ہے جو شکر کی شرطین بجالاتا اور اون پہ قائم رہتا ہے لیکن ابو العباس بن عطا ان لوگون کے مخالف تہے اور کہتے تہے کہ مالدار شاکر فقیر صابر سے افضل ہے وہ اپنے اس دعوے پر خدا تعالی کا یہ قول ووجدک عائلًا فاغنی پیش کرکے کہتے تہے کہ خدا تعالی نے اس آیت مین اپنے برگزیدہ اور مقدس بندہ یعنے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر احسان جتایا ہے کہ ہم نے تجہے فقیر پایا تو غنی اور دولتمند کردیا اور جب یہ ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اگر غنا اور دولتمندی افضل نہوتی تو خدا تعالی پیغمبر علیہ السلام پر احسان نہ رکہتا۔ اور حضرت جنید اور ابراہیم خواص وغیرہ اپنے دعوے پر اس حدیث کو دلیل گردانتے تہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص کے لیئے ایک حرفہ ہے میرا حرفہ فقر اور جہاد ہے جو شخص فقیرون کو دوست رکہتا ہے وہ مجہے دوست رکہتا ہے اور جو اون سے دشمنی رکہتا ہے وہ مجہسے دشمنی رکہتا ہے۔ جب ابو العباس نے اس مسئلہ مین شیخ جنید کی بہت ہی مخالفت کی تو اونہون نے انکے حق مین بد دعا کی حق تعالی نے ابو العباس کو کثرت تمول مین مبتلا کیا چنانچہ

اپنے یاروں سے کہا کرتے تھے کہ خدا تعالی نے جو مجھے اس بلا میں گرفتار کیا ہے تو یہ جنید کی بد دعا کا اثر ہے چنانچہ آخر اونہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کی اور حضرت جنید کی موافقت اختیار کی۔ فقر و غنا کے بارہ میں صدر اول میں بھی اختلاف تھا لیکن اوس زمانہ میں اس اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ خلق کے بیشتر اموال حلال تھے مگر اس زمانہ میں اکثر اموال ایسے ہیں جنمیں حرمت اور شبہ یقینی ہے اور جب یہ ہے تو فقر غنا سے بہر حال فضل ہے بلا اختلاف۔ کاتب حروف نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ بھی لکھا دیکھا ہے کہ لوگوں کے چار طبقے ہیں۔ ایک طبقہ تو ایسا ہے جو دنیاوی و دینی دونوں حظوظ حاصل کرتا ہے اور باقی کے تین طبقے مختلف ہیں یعنے کوئی صرف دنیاوی حظوظ حاصل کرتا ہے کوئی صرف دینی حظوظ لیتا ہے پہلا طبقہ علی الاطلاق سعید و نیکبخت ہے اور دوسرا محض شقی و بدبخت اور باقی کے دونوں طبقے بعض وجہ سے سعید اور بعض وجہ سے شقی ہیں ونبینا علیہ السلام لقولہ تعالی لولاک لما خلقت الافلاک سید الانبیاء والانبیاء من خلقہ افضل ممن سواہ فان قیل الیس الجمع بینہما کما لسلیمان علیہ السلام لانہ اطاعہ الجن والانس والریح ونبینا قال علیہ السلام الفقر فخری وان اللہ خیر قلنا للملک صورۃ وحقیقۃ الاستغناء والقدرۃ وہما کانا فی نبینا علیہ السلام خیر فرد قال لولا الدعوۃ والقدرۃ احلبا لاصبح موسقا اشتکی عن صورۃ الملک والحکمۃ بینہما علی قسمین احدہما ان یکون طرف اخرتہ ارجح علی دنیاہ والثانی علی العکس ولسلیمان من الثانی ولنبینا صلی اللہ علیہ وسلم من الاول ماقال لسلیمان علیہ السلام من الدنیا کان علی سبیل السعۃ لان اللہ خلق الدنیا لاجل النبی صلے اللہ علیہ وسلم فعبر عنہا بالخیر والعافیۃ کقولہ ارجح عرق۔ **نکتہ**۔ امت محمدیہ کے طبقات کے ذکر میں۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے پانچ طبقے ہونگے اور ہر طبقہ کی مدت چالیس سال ہوگی۔ پہلا طبقہ اہل علم اور مشاہدہ کا ہے اور وہ صحابہ کرام تھے جو صفت علم اور مشاہدہ کے ساتھ بوجہ اتم موصوف تھے۔ دوسرا طبقہ بر اور تقوی کا ہے اور وہ تابعین ہیں۔ تیسرا طبقہ تواصل اور تراحم کا ہے تواصل اون لوگوں کی صفت ہے کہ جب دنیا اونکی طرف پیش قدمی کرتی ہے تو وہ اوس سے دوسروں کو فائدہ پہونچاتے ہیں اور اگر دنیا اون میں مشترک ہوتی ہے تو وہ دنیا کی پروا نکرکے دوسروں کو حصہ دیتے ہیں اور خود اوس سے الگ تھلگ رہجاتے ہیں اور تراحم کے یہ معنی ہیں کہ جب دنیا صرف اون ہی کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو وہ اوسے بیدریغ صرف کر ڈالتے اور خدا کی راہ میں اچھی اور عمدہ مصارف میں خرچ کرتے ہیں۔ چوتھا طبقہ تقاطع اور تدابر کا ہے تقاطع کا یہ مطلب ہے کہ اگر دنیا لوگوں کی طرف بطریق مشارکت متوجہ ہوتی ہے تو وہ قطع رحمی اور خصومت و دشمنی سے اوروں پر غالب آتے ہیں اور اگر خاص اون سے تعلق رکھتی ہے تو وہ سب سمیٹ لیتے اور دیگر مخلوق سے

بے پروائی کرتے اور حق داروں کو اون کا حق نہین دیتے ہین بلکہ کسی مستحق کو بہی دینا ناگوار نہین کرتے اور تدابیر بہی اسیلیے قریب قریب ہے۔ پانچوان طبقہ ہرج مرج کا جسمین ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ لوگ ایک دوسرے کے گوشت پوست مین پڑینگے اور بعض لوگ بعضون کے قتل کرنے اور اموال کی غارتگری مین حریص ہونگے۔ ان پانچون طبقون کی کل مدت دوسو سال ہوگی اور دوسو سال کے بعد زمانہ کی رنگت بالکل بدل جائیگی۔ جب سلطان المشائخ اس حرف پر پہونچے تو آپکی آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور فرمایا کہ یہ حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کے بعد دوسو سال مین پورا اور تمام ہوگیا اب اس زمانہ حادثہ زا کی نسبت آدمی کیا قیاس کرسکتے ہین۔

نکلمہ نیت کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ آدمیون کو سب سے پیشتر نیت کرنی چاہیئے کیونکہ خلق کی نظر تو عمل پر ہوتی ہے لیکن خدا کی نظر نیت پر ہوتی ہے اور جب خدا کی نظر صرف نیت پر ہے تو ترک عمل پسندیدہ ہے۔ نیت کے یہی معنی نہین ہین کہ آدمی دل مین کہہ لے کہ مین ایسا کام کرتا ہون یا یہ کام کرون گا اسے حدیث نفس کہتے ہین بلکہ حقیقت مین نیت وہ چیز ہے جو خود بخود دل سے اوٹہکر آدمی کو کسی کام پر برانگیختہ اور آمادہ کرلے اور وہ چیز خواہ دینی ہو خواہ دنیاوی قائم مقام فتوح کے ہے یعنے الہام خداوندی کے قائم مقام ہے جو بعضون کے دل مین پیدا ہوتا ہے۔ مگر جس شخص کا دل دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے اوسے یہ بات میسر نہین ہوتی اور بہلائی ونیکی کے کام اوس سے بمشکل صادر ہوسکتے ہین۔ بعدہ آپنے ایک تمثیلی حکایت بیان فرمائی کہ دمشق کی جامع مسجد مین مال وقف بہت کچہہ تہا اور اس مسجد کا متولی بڑا فارغ البال اور قوی الحال تہا گویا شہر کا دوسرا بادشاہ تہا یہان تک کہ اگر بادشاہ وقت کو کبہی روپیہ کی ضرورت ہوتی تو متولی مسجد سے قرض لیکر مصرف مین لاتا۔ الغرض متولی مسجد کا یہ تمول اور دولتمندی دیکہکر ایک درویش کے موہنہ مین پانی بہر آیا اور اوسنے اوقاف مسجد کی طمع مین اس غرض سے طاعت وعبادت شروع کی کہ شہر مین عام طور پر اوسکی شہرت پہیلجائے اور لوگ اوسے مقدس اور بزرگ شخص خیال کرکے مسجد کی تولیت اوسکے سپرد کرین یغرضکہ یہ درویش ایک مدت تک طاعت وعبادت مین مشغول رہا لیکن کسی شخص کی زبان پر اوسکا نام تک جاری نہین ہوا حتی کہ ایک رات اپنی اس نمود وریا کی عبادت سے سخت پشیمان ہوا اور خدا سے عہد واثق کیا کہ اب مین خاص تیرے ہی لیئے عبادت کرون گا اور کسی غرض اور طمع کی ملونی اوسمین ہرگز نہ ملاؤن گا۔ چنانچہ یہ عہد کرکے اوس ریائی عبادت کو یک لخت ترک کردیا اور نیک نیتی اور عزم صادق کے ساتہ عبادت الہی مین مشغول ہوا ابہی تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا کہ اوسکی عبادت اور تقدس کا چرچا سارے شہر دمشق مین پہیل گیا اور وہان کے معزز لوگون نے اوس سے درخواست کی کہ آپ اس مسجد کی تولیت قبول فرمائین مگر درویش نے صاف طور پر کہدیا کہ مینے اوسے ترک کردیا اگرچہ مین اوسے ترک کرچکا ہون اول اول بیشک مین اوسکی طلب

خواہش مین سرگرم رہا اوسوقت مجھے کسینے اسپر مامور نہین کیا اور جب مین اوسکا خیال دل سے نکال چکا تو اب لوگ مجھے اوسکے قبول کرنے پر مجبور کرتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ وہ درویش بہت عرصہ تک اسیطرح طاعت آلہی مین مصروف رہا اور دمشق کی جامع مسجد کی تولیت کے شغلہ مین آلودہ نہین ہوا۔ **نکتہ** صبر اور رضا کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیے کہ صبر اسے کہتے ہین کہ جب آدمی کو کوئی مکروہ اور ناخوشی کی بات پہونچے تو اوسپر صبر کرے اور تحمل و سہار سے کام لیے کسی طرح کی جزع و فزع اور گریۂ و زاری نکرے اور رضا یہ ہے کہ جو بلا و مصیبت پہونچی ہے اوس سے ذرا بھی رنجیدہ اور ناخوش نہو اور یہ معلوم ہوتا ہو کہ اوسے کبھی کوئی بلا اور مصیبت پہونچی ہی نہ تہی لیکن متکلمین اس معنی کے منکر ہین جیسا کہ ماثورہ دعاؤن مین منقول ہے۔ مین نے سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے نیز آپ بارہا زبان مبارک سے فرمایا بہی کرتے تہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تہے کہ خداوندا مین تجہسے صلح اور امانت اور حسن خلق مانگتا ہون اور اسباب کی بہی دعا کرتا ہون کہ لوگون کے دلون مین میری محبت ڈال دے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بہی فرمایا ہے کہ جو شخص خدا تعالی کی رضامندی چاہتا ہے خدا اوس سے راضی ہوجاتا ہے اور لوگونکو بہی اوس سے راضی کردیتا ہے اور جو شخص لوگون کی رضامندی کا خواہان ہوتا ہے تو خدا اوس سے ناخوش ہوتا ہے لوگ بہی ناراض رہتے ہین۔ نیک بخت اور صالح مومن کافرون مین بہت تہوڑے ہین اور صالح و نیکدل لوگ مومنون مین کم۔ اسیطرح صادق اور راستباز لوگ صالحون مین کم اور قضاء آلہی پر راضی رہنے والے صابرون کے زمرہ مین بہت کم ہین تو تم لوگ قضاء آلہی پر راضی رہنے والونکو ڈہونڈو اور اونکی صحبت بہت ہی غنیمت جانو۔ ابو عثمان مغربی سے کسینے پوچہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث اسالک الرضا بعد القضا کے کیا معنی ہین جواب دیا کہ رضا بعد القضاء مین خدا کی رضا ہے۔ گذشتہ انبیا مین سے ایک نبی نے کہا کہ خداوندا مسکین اور فقیر لوگ تجہسے کیونکر راضی ہوتے ہین حق تعالی نے اونکے جواب مین فرمایا کہ میری ملاقات اور دیدار سے۔ ابو حامد کا بیان ہے کہ مین رضا بقضاء اللہ کے معنی سے بالکل ناواقف تہا یہان تک کہ ایکدن کا ذکر ہے مین رستہ مین چلا جاتا تہا کہ ایک اندہے کو یہ کہتے سنا آلہی جو شخص میرا ہاتہہ پکڑکر میرے مکان تک پہونچادے اوسے اپنے فضل و کرم سے بخشدے اور اوسکے تمام گناہ آب عفو سے دہو ڈال مین نابینا کی یہ دعا سنکر اوسکا ہاتہہ پکڑ لیا اور کہا تمہارا مکان کہان ہے اور تم کہان نماز پڑہنا چاہتے ہو اوسنے کہا بیت اللہ جہان لوگ حج کو جاتے ہین اسوقت مجہپر رضا بقضاء اللہ کے معنی کہل گئے اور مین پہچان گیا کہ اس جملہ کا یہ مطلب ہے پہر میرے سر مین ندا آئی کہ اگر تو میری قضا پر راضی نہ ہوگا اور جو معاملہ مین تیری ساتھ برتون اوسے خوشی سے قبول نہ کرے گا تو میرے بعد کوئی اپنا کارساز نہ پائیگا۔

ابیات۔

باش در حکم صبو بجانش گوئی	ہم سمعنا وہم اطعنا گوئی	بر در حق بباش دور مگرد	کہ بزاری شوی درین رہ مرد
نہ بوئے لیک نیست درکارے	تو کنی اندرین میان بازی	آن دوئی کمن ستیزہ یاو	گرگریزی از وگریزہ یاو
قدر خویش را بچشم خویش نہ بین	خواجہ آزادگی مباش ہمین	جان واسباب خویشتن درباز	بر رہ سیل در ود خانہ مساز
چند پرسی کہ بندگی چہ بود	بندگی جز فگندگی نہ بود	آنکہ دلہای آشنا دا ند	دل زخوردن چرا جدا ماند

نکتہ امید وبیم کے ذکر مین - مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ جب بندہ کے جسم پر خوف الٰہی سے رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہین تو اوسکے گناہ اسطرح جہڑ جاتے ہین جسطرح درخت سے سوکہے پتے - خدا تعالی نے حضرت موسی سے فرمایا کہ کیا تم میرے سوا کسی اور سے بہی خوف واندیشہ رکہتے ہو - حضرت موسی نے کہا کہ ہان مین اوس شخص سے ڈرتا ہون جو تجہسے نہین ڈرتا - ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ اے رسول خدا ایمان دار آدمی گناہ کے وقت ایماندار رہتا ہے فرمایا ہان مومن رہتا ہے اور اوسکا خوف خدا اوسکے ایمان کی پکی دلیل ہے - شاہ کرمانی سے کسینے پوچہا کہ خوف خداوندی اور خشیۃ الٰہی کا کیا ثواب ہے جواب دیا کہ قیامت کے روز اوسے حساب دینے کا ذرا خوف نہ ہوگا - ایک شخص نے کسی عارف سے کہا کہ مین فلان شخص سے ڈرتا ہون اوسنے جواب دیا کہ اوس سے مت ڈر - جبرئیل ع نے حضرت میکائیل سے کہا کہ اوس شخص سے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ خدا نے اوسے اور نہ صرف اوسے بلکہ تمام مخلوق کو پیدا کیا اونکی اچہی اور عمدہ صورتین بنائین طرح طرح کی نعمتین اور برکتین عنایت فرمائین اور وہ بے لوگون کو اپنے سے خوش رکہنے کے لئے خدا کی معصیت ونافرمانی مین ڈوب جاتا ہے حالانکہ اوس نافرمانی سے خدا کا کچہ بہی لگاڑ نہین سکتے اور تعجب پر تعجب یہ ہوتا ہے کہ باوجود اسکے خدا اونہین عذاب مین مبتلا نہین کرتا - میکائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہان بیشک یہ تعجب کی بات ہے - جناب سلطان المشائخ سے لوگون نے دریافت کیا کہ مرجی لوگ کون ہین اور ناجی کون - فرمایا ناجی وہ ہین جو صرف رجا اور امید پر بہروسہ رکہتے ہین اور مرجیون کی دو قسمین ہین ایک مرجی خالص دوسرے مرجی غیر خالص - مرجی خالص وہ ہے جو اسبات کا قائل ہے کہ سب چیزین رحمت سے ہین

نکتہ نمود وریا کے بیان مین - حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے اور نیز مین نے اون کے قلم مبارک سے بہی ایسا ہی لکہا دیکہا ہے کہ ریا کو نہ تو خدا تعالی ہی نظر قبول دیکہتا ہے نہ خدا نے اوسکی توصیف وتعریف کی ہے - حضرت فضیل کا بیان ہے کہ ہم سے پہلے لوگ ایسے تہے جو لوگون کو اپنی عملی کارروائیان دکہاتے تہے اور آج وہ ہین جو کرتے تو کچہ نہین مگر نمود وریا بہت کچہ کرتے ہین - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کی مجلس مین ایک شخص کا ذکر چہڑ گیا کہ گذشتہ زمانہ مین جامع مسجد مین ہمیشہ شب بیدار رہتا اور تمام رات تہجد گذاری مین بسر کردیتا

اور اس عبادت سے اوسکی غرض یہ تہی کہ لوگ اوسکی شہرت عبادت سنکر شیخ الاسلامی کے معزز منصب پر ممتاز کرین ہمارہ
مین آپنے ایک عجب مسرت افزا حکایت بیان فرمائی کہ ایک بقال کامل بیس سال تک روزے سے رہا اور کسیکو اوسکے حال کی
اطلاع نہین ہوئی یہان تک کہ اوسکی بیوی کو بہی معلوم نہ تہا کہ وہ روزے سے رہتا ہے کیونکہ جب وہ گہر مین رہتا تہا تو ایسا
ظاہر کرتا تہا کہ شاید دوکان سے کچہ کہا کر آیا ہے اور جب دوکان پر جاتا تہا تو یہ ظاہر کرتا تہا کہ گہر سے کچہ کہا کر آیا ہے۔

نکتہ توکل کے بیان مین۔ جناب سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز فرماتے تہے کہ آدمی کو خدا تعالی پر پورا اعتقاد اور کامل بہروسہ رکہنا چاہیے مخلوق پر ذرا نظر کرنی نہ چاہیے۔ ازان بعد آپنے فرمایا کہ کسی شخص کا ایمان اوسوقت تک کمال کے درجہ پر نہین پہونچتا جبتک کہ ساری مخلوق اوسکی نظر مین اونٹ کی مینگنی جیسی نہین آتی اسکے بعد آپنے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سفر حج مین گئے ہوئے تہے اثنا راہ مین ایک لڑکے سے ملاقات ہوئی۔ حضرت ابراہیم نے اوس سے پوچہا کہ صاحبزادے تم کہان جاتے ہو جواب دیا کہ کعبہ محترمہ کا قصد ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تمہارا زاد راحلہ کہان ہے۔ لڑکے نے کہا کہ ای ابراہیم جو خدا بندہ کو بے اسباب زندہ رکہہ سکتا ہے کیا وہ مجہے بے زاد و راحلہ کعبہ تک نہین پہونچا سکتا ہے۔ یہ کہکر لڑکا آگے ہو لیا ابراہیم خواص جب کعبہ معظمہ مین پہونچے تو دیکہتے ہین کہ وہ لڑکا اونسے پہلے کعبہ مکرمہ مین پہونچا ہوا ہے اور نہایت جوش کے ساتہ طواف مین مصروف ہے جون ہی لڑکے کی نظر حضرت ابراہیم خواص پر پڑی ایک بیتابانہ جوش کے ساتہ کہا کہ اے ضعیف الیقین تونے جو کچہ مجکو رستہ مین کہا تہا اوس سے توبہ کر۔ دیکہہ لے کہ خدا نے مجہے بغیر زاد و راحلہ کس طرح یہان پہونچا دیا اور تجہسے پہلے پہونچا دیا اسی حکایت کے ذیل مین آپنے یہ بہی فرمایا کہ ایکدفعہ ایک نباش یعنے کفن چور خواجہ بایزید کی خدمت مین آیا اور اس ناشائستہ فعل سے توبہ کی خواجہ نے اوس سے پوچہا کہ تونے کتنے مردون کے کفن اوتارے ہین کہا ہزار مردوں کے پہر خواجہ نے پوچہا کہ بہلا ان ہزار مردون مین سے کتنون کے مونہ قبلہ کی طرف پائے اور کتنے لوگون کے رخ قبلہ سے پہرے ہوئے دیکہے کہا حضرت صرف دو شخصون کے مونہہ تو قبلہ کی طرف دیکہے اور دو کم ہزار آدمیونکے رخ قبلہ سے پہرے ہوئے دیکہے۔ حاضرین مجلس نے خواجہ بایزید سے عرض کیا کہ جناب صرف دو شخصون کے رخ قبلہ کی طرف ہونے اور باقی لوگون کے مونہہ قبلہ کی طرف سے پہر جانے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا اون دو شخصون کا خدا پر پورا بہروسہ تہا اور دوسرے لوگ خدا پر توکل نہ رکہتے تہے۔ بعد ازان فرمایا کہ مشائخ رحمہم اللہ کے نزدیک رزق کی چار قسمین ہین۔ رزق مضمون ایک۔ رزق مقسوم دو۔ رزق مملوک تین۔ رزق موعود چار۔ آدمی کو روزانہ اوسکی ضرورت کے موافق جو کہانا پانی پہونچتا ہے اوسے رزق مضمون کہتے ہین یعنی خدا تعالی اوسکے رزق کا ضامن ہے

جیسا کہ فرمایا گیا ہے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا یعنی زمین مین کوئی چوپایہ اور جاندار ایسا نہین ہے جسکے رزق کا خدا ذمہ دار نہ ہوا ور رزق مقسوم وہ ہے جو خدا تعالی نے اوسکے لیئے روز اول لوح محفوظ مین لکھدیا ہے اور اوسکی قسمت مین مقدر کر دیا ہے بیت ز دنیا رزق ما غم خوردن آمد ✤ نشاید خورد الا رزق مقسوم ✤ رزق مملوک وہ ہے جو آدمی کے لیئے درم دینار اور معیشت کے ساز و سامان مہیا اور ذخیرہ ہون۔ رزق موعود اوسے کہتے ہین جسکا وعدہ حق تعالے نے بندہ سے کرلیا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب یعنی جو شخص خدا سے ڈرتا ہے وہ اوسکے لیئے نکلنے کی جگہ آسان کر دیتا ہے اور وہان سے رزق پہونچاتا ہے جہان سے اوسے وہم و گمان بھی نہین ہوتا۔ زان بعد فرمایا کہ توکل صرف رزق مضمون مین ہوتا ہے اور دیگر رزقون مین نہین ہوتا کیونکہ جو رزق مقسوم ہوتا ہے اوس مین تو توکل کی گنجائش ہی نہین ہوتی۔ وجہ یہ کہ جب خدا اوسکا ذمہ دار ہے اور لوح محفوظ مین لکھدیا گیا ہے تو اوسے ہر حالت مین پہونچکر رہیگا جیسکا اسے فی الجملہ اطمینان ہے اور جب یہ ہے تو پھر توکل کے کیا معنی۔ رہا رزق مملوک اوس مین بھی توکل نہین ہوتا اور موعود رزق مین تو کچھ بھی توکل کا شایبہ نہین پایا جا سکتا وجہ یہ کہ جس چیز کا وعدہ ہوا ہے وہ یقیناً اور قطعاً پہونچیگی۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ توکل کے تین مرتبے ہین۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے دعوے کے سرسبز ہونے کے لیئے ایک وکیل کھڑا کیا جو موکل کا دوست بھی ہے اور عالم بھی پس اسوقت یہ موکل مطمئن اور ایمن ہو جائیگا کہ مین ایسا وکیل رکھتا ہون جو سوال و جواب مین بھی دانا ہے اور مجھسے دوستی بھی رکھتا ہے اسصورت مین توکل بھی ہے اور سوال بھی۔ یہی وجہ ہے کہ موکل کبھی کبھی وکیل سے کہتا ہے کہ دعوے مین یہ کہہ اور یون جواب دہی کر۔ اور وہ قانون پیش کر کہ تمام باتین فیصل ہو کر مقدمہ طے ہو جائے۔ توکل کا دوسرا مرتبہ اوس شیر خوار بچہ کی مثال ہے جسے اوسکی مان گاہ و بیگاہ دودھ دیتی اور ہر وقت نگرانی رکھتی ہے۔ اسصورت مین صرف توکل ہوگا اور سوال نہ ہوگا یعنے بچہ مان سے یہ نہین کہتا کہ مجھے دودھ دے بلکہ اوسکے دل مین مان کی شفقت و مہربانی پر بھروسہ ہوتا ہے۔ توکل کے تیسرے مرتبہ کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے مردہ غسال یعنے مردہ شو کے ہاتھ مین ہوتا ہے کہ ذرا حرکت اور تصرف کرنے کی قدرت نہین رکھتا بلکہ نہلانے والے کے بس مین ہوتا ہے کہ وہ جسطرح چاہتا ہے اولٹ پلٹ کرتا ہے اور جہان سے چاہتا ہے بدن دھوتا ہے اور توکل کا یہی مرتبہ سابق کے دونون مرتبون سے ارفع و بلند ہے۔

نکتہ۔ حلم و عفو اور غضب و حیا کے بیان مین۔ جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حلم و تحمل مین بہت مشہور تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے

کہ نجاشی نے آپکو کوئی بات کہی گویا کسی عیب کے ساتھ طعنہ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے نہایت تحمل اور خندہ پیشانی کے ساتھ
جواب دیا کہ اے خواجہ جس قدر مجھہ مین عیب بھرے ہوئے ہین اون مین سے تجھے بہت ہی سہل اور آسان چیز معلوم ہوئی ہے
مجھہ مین تو اس سے بہت زائد اور بڑے عیوب موجود ہین۔ ازان بعد ارشاد فرمایا کہ امام عاصم علیہ الرحمۃ جو قرارت مین مشہور
امام گذرے ہین ایکدفعہ صحرا کی طرف چلے جاتے تھے ایک سفیہ اور بیوقوف نے رستہ مین آپکے ساتھ سفاہت اور بے شرمی
کی باتین کرنی شروع کین لیکن امام عاصم نے کچھہ نہین کہا یہانتک کہ جب شہر کے نزدیک پہونچے اور وہ شخص اوسیطرح
امام عاصم کو برا کہتا رہا اور امام کے دوست آشنا اور معتقد اون سے ملاقات کرنیکو نزدیک ہوئے تو امام عاصم
اوس سفیہ کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ بھائی اب تجھے میری برائی سے زبان بند کرنی چاہیئے کیونکہ یہان میرے دوست
آشنا بہت ہین اگر تو اونکے سامنے مجھے برا کہیگا تو وہ تجھے رنج پہونچائینگے اور تعجب نہین کہ تیرے ساتھ بدسلوکی سے
پیش آئین۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ علم عالم کا
معین و مددگار اور حلم اوسکی زینت ہوا کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ خداوندا
علم کے ساتھ میری مدد کر اور حلم سے مجھے زینت عطا کر اور آپنے اپنی دعا مین یہ بھی فرمایا ہے کہ اے کریم مین تیری
جناب مین توبہ کرتا ہون خداوندا اگر تو ہمین عذاب کرے تو ہم اوسکے لائق و سزاوار ہین اور اگر ہمین معاف کردے
تو تو صاحب عفو ہے۔ جب آپ یہ دعا کر چکے تو جناب الٰہی سے پیام آیا کہ قد عفوت عنکم یعنے مین نے تمہین معاف کردیا
اور ایک روایت مین یون بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ ہمارے ساتھ بدی کرکے
معافی چاہتے ہین تو ہم اونہین وہی کہتے ہین جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون سے کہا تھا کہ لاتثریب علیکم
الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین یعنی آج تمپر کچھہ سرزنش نہین۔ خدا تمہین بخشدیگا اور وہ سب مہربانون سے
زیادہ مہربان ہے ایک دانشمند کا قول ہے کہ جب تجھے غصہ آئے تو اول آسمان کو دیکھہ پھر زمین کی طرف نظر کر
ازان بعد آسمان و زمین کے خالق کو دیکھہ تجھسے فوراً غصہ جاتا رہیگا۔ حیا بھی انسان کے لئے اعلی درجہ کا جوہر
ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا کے بہت کچھہ فضائل بیان فرمائے ہین۔ اور حیا کے درجے ہین۔
حیاء الرب من الکرم وحیاء السائل من الندم یعنی حق تعالی کا کرم سے حیا کرنا اور سائل کا ندامت سے۔
سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے العفو خیر من الکظم یعنے غصہ کے پی جانے سے معاف کردینا بہت بہتر ہے کیونکہ
جو شخص غصہ پیجاوے اور معاف نہ کرے تو ممکن ہے کہ اوسکے دل مین حقد اور کینہ جڑ پکڑ جائے اسموقع پر آپنے ارشاد
فرمایا کہ عرصۂ قیامت مین خدا تعالی کے حکم سے فرشتے ندا دینگے کہ جو شخص ہمپر کوئی حق رکھتا ہے وہ آکر اپنا

حق ہم سے لیلیے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام یہ ندا سنینگے اور سر جہکائے ہوئے خاموش کہڑے رہینگے کسیکو مجال نہ ہوگی کہ اسبات کا دعویٰ کرے کہ مین حق رکہتا ہون جب کسی طرف سے بجز سکوت و خاموشی کے کوئی جواب نہ ملیگا تو یہ ندا دیجائیگی کہ جو لوگ عاجز اور زیر دستون کو معاف کر دیا کرتے تہے وہ کہان ہین - یہ بہی حدیث مین آیا ہے کہ حق تعالیٰ ہر روز بندہ کے ستر گناہ معاف کرتا ہے اسکے بعد بہی اگر بندہ اپنی بدی سے نہین چوکتا اور گناہ پر جرأت کرتا ہے تو یہ گناہ اوسکے اعمالنامہ مین لکہا جاتا ہے - اگر آدمیون مین اسکی نظیر دیکہی جائے تو بہت کم ملے گی - کیونکہ ایسے لوگ بہت کم ہین جو کسی شخص کے گناہ اور خطا معاف کرتے ہون . مین نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو اپنی لونڈی غلامون کو مت مارا کرو کیونکہ اونکے لیئے ایک وقت مقرر ہے جیسا تمہارے لیئے **حکایت** حضرت سلطان المشائخ کے جماعت خانہ مین لوگون نے ایک شخص کو برا کام کرتے دیکہکر پکڑ لیا اور سخت مواخذہ کیا - سلطان المشائخ کو جب یہ خبر ہوئی تو آپنے لوگونکو اوسے ایذا دینے سے روک دیا اور اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ تو اسبات کا عہد و پیمان کرے کہ اسکے بعد ایذا نہ پہونچاؤنگا اوسنے اقرار کیا تو آپنے خادم کو حکم دیا کہ اسے کچہ خرچ دیکر روانہ کر دین - ازان بعد حضرت سلطان المشائخ نے خصومت کے بارہ مین فرمایا کہ ظلم و جفا کا تحمل اور ستم کی برداشت کرنا اوسکی مکافات و پاداش دینے سے بہت بہتر ہے - بعدہ حضور کی زبان مبارک پر یہ رباعی جاری ہوئی **رباعی** ہر کہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد ؎ وانکہ مارا خوار دارد ایزد او را یار باد ؎ ہر کہ او خارے نہد در راہ من از دشمنی ؎ ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بیخار باد ؎ یعنے جو شخص ہم سے رنج رکہے اوسے بے انتہا راحت پہونچے اور جو ہمین ذلیل و خوار رکہے خدا اوسکا مددگار رہو جو ہماری راہ مین دشمنی کی وجہ سے کانٹا رکہے خدا کرے اوسکے باغ عمر کا ہر پہول ہمیشہ تازہ و شگفتہ رہے - اسوقت آپنے فرمایا کہ جو شخص تیرے راستہ مین کانٹے بچہائے اور اسکی مکافات مین تو بہی اوسکی راہ مین کانٹے بوئے تو یہ کوئی تعریف کی بات نہین ہے بلکہ اصل مین کانٹے ہی بوئے ہین اسی اثنار مین آپنے یہ بہی فرمایا کہ آدمیون مین یہ بات یون ہی جاری ہے یعنے وہ ظلم کی پاداش مین ظلم کرتے ہین مگر درویشون کے طریقہ مین ایسا نہین ہے بلکہ درویش بہلوں کے ساتہ تو بہلائی کرتے ہی ہین لیکن بدون کے ساتہ بہی بہلائی کرتے ہین - کاتب حروف نے اپنے والد بزرگوار سے اور اوہون نے جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہما العزیز سے اسی بارہ مین ذیل کی رباعی سنی ہے **رباعی** گیرم کہ نماز ہائے بسیار کنی ؎ وز روزہ دہر ہشیار کنی ؎ تا دل نہ کنی ز غصہ و کینہ تہی ؎ صد من گل بر سر پاے خار نکنی ؎ یعنے مین فرض کرتا ہون کہ تو بہت سی نمازین پڑہتا اور بے انتہا روزے رکہتا ہے -

لیکن تا وقتیکہ دل کو غصہ اور کینہ سے خالی نکریگا تحمل و بردباری کی فضیلت میسر نہو گی۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ آدمی مین ایک تو نفس ہوتا ہے اور ایک قلب پس جبوقت کوئی شخص نفس سے پیش آئے دوسرے شخص کو قلب سے پیش آنا چاہیے مطلب یہ ہے کہ نفس خصومت و دشمنی اور فتنہ و غوغا سے لبریز ہوتا ہے اور قلب سکونت و اطمینان اور مہربانی و رضا سے پُر ہوتا ہے تو جب کوئی آدمی نفس سے پیش آتا ہے اور دوسرا اوسکے مقابل مین قلب سے پیش آئے تو پہلے شخص کا نفس مغلوب ہو جاتا ہے اور اگر یہ بھی نفس کے مقابلہ مین نفس سے پیش آئے تو دشمنی و عداوت اور فتنہ و فساد او ٹھہ کھڑا ہوتا ہے اسی درمیان مین آپنے تحمل و حلم کی بزرگی مین یہ بیت زبان مبارک پر جاری فرمائی۔

بیت زہر بادے چو کاہے گر نہ لرزی ٭ اگر کوہے بکاہے مے نیرزی ٭ (یعنی اگر تو ہر ہوا سے گھاس کی طرح جنبش نکھرنے گا تو گو پہاڑ ہو گا لیکن گھاس کی برابر بھی قیمت نرکھے گا حاضرین جلسہ مین سے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت بعض لوگ تو ایسے ہین جو آپکو ممبر پر بیٹھکر اور بعضے دوسرے موقعون پر بُرا کہتے ہین اور اون لفظون سے یاد کرتے ہین جنکے سننے کی ہم طاقت نہین رکھتے۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ مین نے اون تمام لوگون کو معاف کر دیا ہمارا شیوہ یہ نہین ہے کہ کسی کی عداوت مین مشغول ہون جس نے مجھے بُرا اور ناسزا کہا ہے مین نے تو اوسے معاف کر دیا اب تمہین بھی لائق ہے کہ اون لوگونکو معاف کر دو اور اس قسم کی باتین دوبارہ میرے سامنے بیان نکرو۔ ازان بعد آپنے فرمایا۔ ایک شخص چھجو نام ساکن اندرپت مجھے ہمیشہ بُرا کہا کرتا اور میری بُرائی چاہا کرتا تھا بُرائی اور بدی سے یاد کرنا اس قدر زبون نہین ہے جس قدر کہ بدخواہی زبون تر ہے۔ الغرض جب وہ مر گیا تو تیسرے روز مین اوسکی قبر پر گیا اور اوسکے حق مین دعاء خیر کی جناب الٰہی مین مناجات کی کہ خداوندا اوس شخص نے جسقدر میرے ساتھ بُرائی کی اور بدزبانی سے میرے ساتھ پیش آیا مین نے اوسے معاف کر دیا تو بھی اپنے فضل و کرم سے اسے بخشدے اسی موقع پر آپنے یہ بھی فرمایا کہ اگر دو آدمیون مین باہم رنجش ہو تو صفائی کا بہتر طریق یہ ہے کہ یہ شخص اپنی طرف سے اپنا دل بالکل پاک و صاف کرے اور جب یہ شخص اپنا دل عداوت سے پاک و صاف کرے گا تو ضروری بات ہے کہ دوسرے شخص کی طرف سے آزار بہت کم ظہور مین آئیگا اور رفتہ رفتہ باہم صلح ہو جائے گی بعدہ فرمایا آدمیون کو اس قسم کی بدگوئیون اور بُرائیون سے کیون رنجیدہ ہونا چاہیئے حالانکہ لوگون نے کہا ہے کہ اصل مین صوفی وہ شخص ہے جسکا مال وقف اور خون مباح ہو اور جب یہ ہے تو پھر اوسے کسیکی بدگوئی اور غیبت سے کیا خوف ہو اور کسی سے خصومت و عداوت کیون رکھے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ ایکدفعہ بہت سے سفیہ اور پریشان گو میرے پاس آئے اور بہت سی ناسزا اور بیہودہ باتین میری نسبت میرے ہی سامنے کہین لیکن مین نے اونکی ایکبات کا بھی جواب نہین دیا انجام کار

اونہین بہی کہنا پڑا کہ اس قسم کا تحمل اور برداشت تمہارا ہی کام ہے۔ بعدہ فرمایا کہ خلق کے معاملہ کی تین قسمین ہین ایک یہ کہ شخص سے دوسری کو کسیطرحکی نہ خیر و منفعت ہی پہونچے نہ نقصان و مضرت ایسا شخص جماد کا حکم رکہتا ہے دوسری قسم مین وہ لوگ داخل ہین جنسے دوسرون کو منفعت تو پہونچتی ہے مگر ضرر کسی طرحکا نہین پہونچتا یہ قسم پہلی نوع سے بہتر ہے تیسری قسم جو پہلی کی دونون شقون سے بہتر اور خوشتر ہے وہ یہ ہے کہ اس سے دوسرون کو ہمیشہ منفعت پہونچتی ہی ہے اور اگر لوگ اوسے مضرت پہونچاتے ہین تو وہ اوسکی پاداش و مکافات کا خیال نہین کرتا بلکہ نہایت خوشدلی کے ساتہ تحمل کرتا اور ایذاؤن کو سہتا ہے اصل مین یہ کام صدیقون کا ہے۔ بعد ازان بعد فرمایا۔ ایک بادشاہ تہا جسے لوگ تارانی کہتے تہے لوگون نے ملہ اکرکے اوسے قتل کردیا اور اوسے شیخ سیف الدین باخرزی کے ساتہ سخت عقیدت و محبت تہی جب لوگون نے اوسکی جگہہ دوسرا بادشاہ تخت پر بٹہایا تو ایک چغلخور اوسکا مقرب بنا جو شیخ سیف الدین باخرزی سے نہایت عداوت رکہتا تہا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ اس چغلخور نے موقع پاکر بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ چاہتے ہین کہ میرا ملک و سلطنت برقرار ہے اور مین ایک عرصہ تک تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہون تو شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کا کام تمام کردینا چاہیئے کیونکہ ملک کی تحویل و تبدیل اوسکی وجہسے ہوتی ہے بادشاہ نے اوس چغلخور کی یہ بات سنکر کہا کہ تو ہی اس کام کا بیڑا اوٹہا اور جسطرح مناسب سمجہے شیخ کو دربار مین حاضر کر چغلخور گیا اور شیخ کے ساتہ بڑی بے ادبی اور گستاخی سے پیش آیا اور نہایت سختی کے ساتہ اونکی گردن مین دستار ڈالکر بڑی ذلت کے ساتہ بادشاہ کے پاس کہینچتا ہوا لیگیا شیخ جب بادشاہ کے تخت کے سامنے آکر کہڑے ہوئے اور بادشاہ کی نظر آپ پر پڑی معلوم اوسے کیا دکہائی دیا کہ فوراً تخت سے نیچے اوتر آیا اور معذرت پیش کی شیخ کے قدمون کو چوما اور ہاتہ چومے اور بہت سی خدمت سے پیش آکر معذرت کی کہ مین نے اسے یہ حکم نہین دیا تہا کہ آپکو اس ذلت و خواری کے ساتہ لائے۔ الغرض شیخ علیہ الرحمۃ بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنے گہر تشریف لائے دوسرے روز بادشاہ نے اوس چغلخور کے ہاتہ پاؤن باندہکر شیخ کی خدمت مین بہیجدیا اور نہایت ادب سے کہلا بہیجا کہ یہ شخص اس قابل ہے کہ فوراً سزائے قتل دیجائے اب مین اسے شیخ کی خدمت مین بہیجتا ہون آپ جسطرح مناسب سمجہین اسے قتل کرین شیخ نے جوہین اوسے پابزنجیر دیکہا فوراً کہڑے ہوگئے اوسکے ہاتہ پاؤن کہولدیئے اور اپنے جسم کے لباس سے اوسکا بدن ڈہانکا اور فرمایا کہ آج میرا وعظ ہے وہان میرے ساتہ چل وہ پیر کا دن تہا اور اسروز شیخ ہمیشہ وعظ فرمایا کرتے تہے آپ مسجد مین تشریف لائے اور اوس ساعی کو اپنے ہمراہ لائے ممبر پر بیٹہکر پہلے یہ بیت پڑہی بیت آنہا کہ بجائے ما بدیہا کردند ہا گرد رسد بجز نکوئی نکنم ٭ یعنی جو لوگ ہمارے ساتہ برائیان کرتے ہین ہم سے جہان تک بن پڑتا ہے اونکے ساتہ

نیکی کے علاوہ اور کسی چیز سے پیش نہین آتے۔ اس حکایت کو ختم کرنیکے بعد حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ یہ قاعدہ مسلم ہے کہ بندہ سے جو بھلائی برائی ظہور مین آتی ہے سب کا خالق و فاعل خداوند تعالی ہے پس جو کچھ بندہ کو پہونچتا ہے اوسکی طرف سے پہونچتا ہے اور جب یہ ہے تو کسی سے رنجیدہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ زان بعد اسیکے مناسب آپنے یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ ابوسعید ایکدن کہین چلے جاتے تھے راستہ مین ایک سفیہ نے پیچھے سے ایک چانٹا مارا شیخ ابوسعید ابوالخیر نے پیچھے مڑکر دیکھا تو وہ سفیہ بولا کہ اے شیخ پیچھے کیا دیکھتے ہو کیا تم یہ نہین کہتے کہ جو کچھ ہمین پہونچتا ہے خدا کی طرف سے پہونچتا ہے شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہان بات تو یہی ہے مگر مین یہ دیکھتا ہون کہ یہ کام کس شقی اور بدبخت کے نا فرد کیا ہے۔ **نکتہ صحبت کے بیان مین۔** حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ صحبت کے لائق وہ شخص ہے کہ جب آدمی اوسکی مصاحبت اختیار کرے تو اوسکی صحبت کا کسی قدر اثر اپنے باطن مین محسوس کرے اور اسی بارہ مین آپنے یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز سفر مین تھے ایک لق و دق صحرا مین آپنے ایک درویش کو پایا اور اوس سے پوچھا کہ آدمی ایک ایسے شخص کو پاتے ہین جو ہیئت و لباس صلحا اور نیکون کا رکھتا ہے مثلاً محلوق ہے مصلا کندھے پر ڈالے ہوئے ہے صلاحیت اور نیکی کا شعار رکھتا ہے لیکن جب خوب تحقیق کیا جاتا ہے تو اوسکا باطن شیطان سے بدتر دیکھا جاتا ہے اس صورت مین اوسکی اصل حقیقت اور باطنی کیفیت کسطرح معلوم ہو سکتی ہے فرمایا بیشک ایسا اکثر ہوتا ہے آدمی کو اس وقت اپنے باطن مین سیر کرنا چاہیے یعنے اپنے باطن کو بغور ملاحظہ کرے کہ اوس سے ملاقات کرنے کے بعد باطن مین کونسی کیفیت پاتا ہے جو کیفیت دل مین پائے وہی اوسکی حقیقت حال کی حکایت کرنیوالی ہے بعدہ زبان مبارک سے یہ بیت جاری فرمائی **بیت** با ہر کہ نشستی و نشد شاد دلت ۔ وز تو نرمید زحمت آب و گلت ۔ با او منشین جان عزیزم زنہار ۔ زیرا کہ کند جان عزیزان بحلت ۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ اخوت کی تین قسمین ہین۔ اخوت دوست۔ اخوت نسبت۔ اخوت دین۔ ان مین نسبت سے دینی اخوت زیادہ قوی ہے کیونکہ اگر دو حقیقی بھائی ہون اور دونون مذہبی اختلاف رکھتے ہون۔ ایک مسلمان ہو اور ایک کافر تو یہ ظاہر بات ہے کہ کافر کی میراث مسلمان بھائی کو نہین پہونچنے کی اور جب یہ ہے تو کھلی بات ہے کہ اس قسم کی اخوت نہایت ضعیف ہے۔ اور دینی اخوت قوی ہے کیونکہ جو پیوند اور تعلق اور دینی بھائیون مین ہوتا ہے وہ دنیا و آخرت دونون مین برقرار رہتا ہے اسی اثنا مین آپنے یہ آیت پڑھی الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین یعنے قیامت کے دن دوست باہم ایک دوسرے کے دشمن ہونگے مگر پرہیزگار اور خدا سے ڈرنے والے اپنے اون یارون سے قطع دوستی نکرینگے جنسے دنیا مین تعلق رکھتے تھے بلکہ جہان تک بن پڑیگا وہین تکلیف و رنج سے چھڑانے مین

کوشش کرین گے بعدہ آپنے فرمایا کہ صلحا کی صحبت مین پورا اور کافی اثر ہے پہر حضور نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب خلافت کی باگ جناب امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین پہونچی اور آپکو بادشاہ عراق کے ساتھ جنگ کرنے کا اتفاق پڑا تو بادشاہ عراق مسلمانون کے ہاتہون مین گرفتار ہو گیا مسلمانون نے اوسے آپ کے سامنے پیش کیا جناب فاروق اعظم نے فرمایا کہ اما الاسلام و اما السیف۔ یعنے اسلام قبول کر ورنہ ابہی تلوار سے تیرا سر کاٹتا ہون۔ یہ کہکر آپ اپنے خدام کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ تلوار لاؤ اور جلاد کو فوراً حاضر ہونے کا حکم دو۔ یہ بادشاہ بڑا عقلمند اور صاحب کیاست تہا۔ یہ حال معائنہ کرکے حضرت عمر رضے اللہ عنہ کی طرف روئے سخن کرکے کہا کہ مین پیاسا ہون حکم ہو کہ تہوڑا پانی مجہے ملجائے حضرت عمر نے ایک شخصکو حکم دیا کہ اسکے لیئے پانی لاؤ۔ چنانچہ شیشہ کے گلاس مین پانی لایا گیا مگر بادشاہ عراق نے یہ پانی نہین پیا حضرت عمر نے فرمایا چونکہ یہ بادشاہ ہے اور چاندی سونے کے برتنون مین پانی پیتا ہے لہذا سنہری آبخورے مین پانی دینا چاہیئے چنانچہ آپکے اس ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی اور سونے کے گلاس مین پانی حاضر کیا گیا لیکن بادشاہ نے اس مین بہی پانی نہین پیا۔ ازان بعد حضرت عمر نے فرمایا کہ اچہا مٹی کے آبخورے مین پانی دو ایسا ہی کیا گیا جب پانی سامنے رکہا گیا تو بادشاہ نے حضرت عمر کی طرف موںہ کرکے کہا کہ مین بہت دیر سے پیاسا ہون حکم ہو کہ پانی مجہے دیا جائے حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے پانی دو جب خادم پانی آگے لیگیا تو اوسنے کہا آپ مجہسے عہد کیجیے کہ جبتک یہ پانی پیکر فارغ نہ ہو لون مجہے قتل نکرین۔ حضرت عمر نے فرمایا مین عہد کرتا ہون کہ جبتک تو یہ پانی پی نہ لیگا قتل نکرون گا۔ بادشاہ نے وہ کوزہ زمین پر دے پٹکا پانی بکہر گیا اور کوزہ ٹکرے ٹکرے ہو گیا اسوقت بادشاہ نے حضرت عمر سے عرض کیا کہ جب پانی کے پینے پر آپنے عہد کیا تہا مین نے وہ پانی نہین پیا لہذا اب مین امن و امان مین ہو گیا اور آپکو اس عہد کے موافق مجہے قتل کرنا نہین پہونچتا۔ حضرت عمر اوسکی دانائی اور کیاست سے متعجب ہوئے اور فرمایا کہ مین نے تجہے امان دی بعدہ حضرت عمر نے اسبارے مین فکر کیا اور اوسکی صحبت مین ایک صحابی کو متعین کیا۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ یہ صحابی پلہ درجہ کے نیکبخت تہے اور انتہا درجہ کی صلاحیت انمین موجود تہی دیانت و امانت مین شہرۂ آفاق تہے جب بادشاہ عراق ان صحابی کے گہر گیا اور چندروز تک صحبت گرم رہی تو انکی نیک صحبت نے اوسمین فوری اثر کیا اور اوسکی طبیعت صلاحیت پر آگئی۔ امیر المومنین حضرت عمر رضے اللہ عنہ کو پیغام بہیجا کہ مجہے اپنے پاس طلب کیجیئے تاکہ مین ایمان لاؤن۔ حضرت عمر رضے اللہ عنہ نے اوسے اپنے پاس بلایا اور اسلام پیش کیا بادشاہ فوراً مسلمان ہو گیا۔ اوسکے مسلمان ہو جانے کے بعد حضرت عمر نے فرمایا کہ اب مین

اپنی طرف سے تجھے ملک عراق دیتا ہون جا اور وہان کی سلطنت کر۔ بادشاہ نے کہا کہ ملک عراق میرے کام کا نہین اور نہ مین حکمرانی کا خواہشمند ہون مجھے تو عراق کا ایک مختصر سا گاؤن دیجیے کہ اوس سے میری اور میرے متعلقین کی قوت بسری ہوجایے۔ حضرت عمر نے اوسکی اس التماس کو قبول کیا اور فرمایا بھلا کونسا گاؤن دون۔ بادشاہ نے کہا مجھے ایک خراب اور اُجڑا ہوا گاؤن دیدینا چاہیئے تاکہ مین خود اوسے آباد کرون حضرت عمر نے لوگون کو عراق کی طرف روانہ کیا لیکن ہزار تلاش و جستجو کے بعد بھی کوئی خراب گاؤن نہ ملا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بادشاہ سے فرمایا کہ عراق مین کوئی اُجڑا گاؤن نہین ہے بادشاہ نے کہا امیر المومنین اس سے میرا مقصود یہ تہا کہ مین نے تمام ملک عراق آباد آپکے سپرد کیا ہے اب اگر کوئی موضع خراب اور غیر آباد ہو جائیگا تو کل قیامت کے روز اوسکی جوابدہی آپکے ذمہ ہوگی یہانتک پہنچکر حضرت سلطان المشائخ کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور آپنے روکر بادشاہ عراق کی کیاست و دیانت کی بے انتہا تعریف کی۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جب سلطان قطب الدین سے میری ملاقات ہوئی تو مینے یہ حدیث اوس سے بیان کی کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یامن صاحب صحبۃ صاحبۃ ولو ساعۃ من لیل او نہار الا یسال اللہ عن صحبتہ ہل ادیت فیہا حق اللہ ام لا۔ یعنی جو شخص کسی صالح اور نیک آدمی کی صحبت مین بیٹھیگا اگرچہ رات دن کی جملہ ساعات مین ایک ساعت ہی بیٹھا ہوگا تو خدا تعالی اوس صالح سے سوال کریگا کہ تو نے اپنی صحبت کا حق ادا کیا یا نہین اور جب یہ ہے تو اے بادشاہ کل قیامت کے روز تجھسے اور نیز مجھسے سوال ہونا ہے کہ تم دونون نے حق صحبت کیا ادا کیا اور پوچھا جائیگا کہ تمہاری صحبت کس نیت سے تہی اور حقوق صحبت کی کسطرح رعایت کی۔ اور فرماتے تھے کہ شیخ جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا وجدت ربی فی سکک المدینۃ۔ یعنی مین نے اپنے پروردگار کو مدینہ کی گلیون مین پایا لوگون نے دریافت کیا کہ آپ یہ کیا فرما رہے ہین خدا کو مدینہ کے کوچون مین کس طرح پایا فرمایا ایکدن کا ذکر ہے کہ مین مدینہ کے بازار مین چلا جا رہا تہا کہ چند شکستہ دلون کو دیکہا جنکی شکستہ دلی کی کیفیت مجھسے بیان نہین ہوسکتی مجھے اون پر بے انتہا رحم آیا اور دلمین عزم کیا کہ مین بھی اونکے ساتھ رہون اور ان سے موانست اختیار کرون چونکہ مین اونکی صحبت مین رہتا اسلیئے مین نے خیال کیا کہ خدا شکستہ دلون کے ساتھ ہے اور حق بات بھی یہی ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے انا عند المنکسرۃ قلوبہم یعنی مین شکستہ دلون کے پاس رہتا ہون۔ حضرت شیخ نظامی کیا خوب فرماتے ہین ابیات

آنکہ خود را شکستہ دل بیند	ادست شایستہ خدای کریم	ہر دم از زیرکان ورہم نشود	ہر کہ ز عقل بود کم نشود
بہرہ جاہل چہ بہرہ گردان است	مہر کز عقل بود مہر ان است	تو توئی و منم تو دیب الست	تو چنان تو چنین سر جنگ است
با خودی بہرہ و دلخوش باشیم	بینی و تومن و تو خوش باہم	دوستی تا فگندہ او را باش	یا مکن یا چہ کردی او را باش

دوستان گنج خانهٔ دادارند	رنج بردار و گنج بردارند	باید آن حکمت از علی آموخت	دوست نادان بود بلا پرسوخت
نا نباشی حریف بے خردان	کہ نکو کار بد شود ز بدان	ہیچ صحبت مباد با عامت	کہ چو خود مختصر کند نامت
ہر کہ تنہا روی کند عادت	ہم چو خورشید شد کند غارت	جفت باشی خدائے بد ہد یار	فرد باشی خدائے باشد یار
گرد توحید گرد با تفرید	چہ کنی صحبت کہ این تقلید	بیدی از تو اندر آ و بزد	پس بیاری کہ از تو بگریزد
این زبان دوستان به اینشا بند	ہمہ از بیم جان ہراسانند	من لعالم درون نمید انم	دوستی زان ہمیشہ میرانم

نکتہ محاسن و خلاق کے بیان مین - حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا حسن الخلق ان لا یتا ثر القلب بجفاء الخلق بمطالعۃ فعل الحق یعنے نیک خلق یہ ہے کہ دل خلق کی جفا سے متاثر نہو فعل حق دیکھنے کی وجہ سے آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ خواجہ حسن بصری حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ تین باتین حسن خلق مین داخل ہین (۱) لوگون سے خندہ پیشانی اور بشاشت کے ساتہہ ملاقات کرنا (۲) کسب حلال سے روزی تلاش کرنا (۳) بندگان خدا پر توسع اور فراخی کرنا۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کو کندہے پر چڑہائے ہوئے اونٹ کی سی بولی بولتے ہوئے گہر کے صحن مین گشت لگاتے پہرتے تہے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے یہ کیفیت معائنہ کرکے کہا عجب حسن خلق ہے اور ساتہہ ہی یہ بہی کہا کہ نعم الجمل لہما یعنی امام حسن و حسین کے لئے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اچہے اونٹ ہین۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قل لہما نعم الراکبان انتما یعنی ای علی تم حسن و حسین سے کہو کہ تم دونون اچہے سوار ہو۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ بو علی سینا نے ایکدن باہم ایک دوسرے سے ملاقات کی اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو بو علی نے اوس صوفی سے کہا جو ہمیشہ شیخ کی خدمت مین رہا کرتا تہا کہ جب مین شیخ کی خدمت سے علیحدہ ہو کر چلا جاؤن تو اسبات کا خیال رکہیو کہ جو بات شیخ میرے حق مین فرمائین اوسے مجہہ تک پہونچا دیجیو یہ کہکر شیخ بو علی سینا لوٹ آئے شیخ ابو سعید ابو الخیر نے بو علی کا کوئی ذکر زبان پر جاری نہین کیا نہ تو اونکی نیکی ہی بیان کی نہ بدی سے یاد فرمایا جب اسپر بہت زمانہ گذر گیا تو ایک روز اوس صوفی نے شیخ سے پوچہا کہ بو علی سینا کیسا شخص ہے شیخ نے فرمایا حکیم ہے طبیب ہے علم بہت کچہ رکہتا ہے لیکن مکارم اخلاق نہین رکہتا صوفی نے یہ تمام تقریر بجنسہ بو علی کو لکہہ بہیجی۔ بو علی نے شیخ کی خدمت مین خط لکہا اور اوسکے ضمن مین یہ بہی تحریر کیا کہ مین نے مکارم اخلاق کے بارے مین کئی کتابین تصنیف کی ہین تعجب ہے کہ شیخ میری نسبت فرماتے ہین کہ بو علی مکارم اخلاق نہین رکہتا جب یہ خط شیخ کے پاس پہونچا تو آپنے مسکرا کر فرمایا کہ مین نے یہ کب کہا ہے کہ بو علی مکارم اخلاق نہین جانتا البتہ

یہ کہا ہے کہ وہ مکارم اخلاق نہین رکہتا۔ **نکتہ** فتوح کے قبول ورد کے ذکر مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا کہ بعض مشائخ ایسے ہی گذرے ہین کہ اونہون نے کسی کی نقدی پہ نظر قبول نہین ڈالی ہے اور جب لوگون نے روپیہ پیسہ اونکی نذر کیا ہے تو اونہون نے رد کر دیا ہے۔ لوگون سے تحفے لینے اور اونہین خرچ کرنے مین بہت سی شرطین ہین سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ لینے والیکو چاہیئے کہ جو کچھہ لے حق سے لے۔ اسی بارہ مین آپنے یہ تمثیل بیان فرمائی۔ مثلاً ایک شخص کچھ نقدی کسی کے پاس لاتا ہے اور وہ لینے والیکو علوی خیال کرتا ہے اور اعتقاد رکہتا ہے کہ فرزند رسول ہے لیکن لینے والا اصل مین علوی نہین ہے پس ایسے شخصکو فتوح کا لینا حرام ہے جو شخص ایسا ہو کہ کسی سے کچھہ لینا نہ چاہتا ہو نہ دنیا سے مانگتا ہو نہ اسباب کا اندیشہ رکہتا ہو اور اوسکے پاس کچھہ پہونچ جای تو رد نکرے اسی معنی مین آپنے ایک تمثیلی حکایت بیان فرمائی کہ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب کو کوئی چیز دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے رسول خدا یہ چیز میرے پاس موجود ہے آپ کسی اور شخصکو جو اسکا محتاج ہے عنایت کیجیے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر جو چیز تمہین بغیر مانگے پہونچے اوسے لیکر اپنے تصرف مین لاؤ اگر محتاج ہو ورنہ صدقہ کر دو۔ سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ شیخ جلال الدین تبریزی کے پیر شیخ ابو سعید تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز کبہی کسی سے کچھہ نہین لیتے تہے اسی سبب سے خود اون پر اور اونکے یارون پر کئی کئی روز کا فاقہ گذر جاتا تہا جب دو دن کا فاقہ گذر لیتا تو آپ خربوزہ اور ہندوانہ سے روزہ افطار کرتے اتفاق سے آپکی یہ کیفیت بادشاہ عہد کو معلوم ہوئی اوسنے کچھہ فتوح شیخ کی خدمت مین روانہ کی مگر شیخ نے اوسے فوراً رد کر دیا حاجب بادشاہ کے پاس حاجب واپس گیا اور عرض کیا کہ شیخ نے آپکا بہیجا ہوا تحفہ نظر قبول سے نہین دیکھا تو بادشاہ نے فرمایا کہ اس فتوح کو لیجا اور شیخ کے خادم کے سپرد کر دے لیکن اسطرح سپرد کر کہ شیخ کو ذرا معلوم نہ ہو۔ خادم کہانا پکاکر شیخ کو کہلا دے گا۔ چنانچہ حاجب نے ایسا ہی کیا خادم نے شیخ کے لیے کہانا تیار کیا اور افطار کے وقت حاضر کیا شیخ نے تناول کیا اور عبادت مین مصروف ہوئے لیکن اس رات عبادت کا ذرا مزہ نہ آیا۔ انجام کار اپنے خادم کو بلاکر پوچہا کہ افطار کے وقت جو کہانا تم نے کہلایا تہا وہ کہان سے لائے تہے چونکہ خادم کو شیخ سے جہوٹ بولنے کی مجال نہ تہی اور وہ اصلی واقعہ چہپانے کی قدرت نہ رکہتا تہا لہذا سارا قصہ اول سے آخر تک بیان کر دیا شیخ نے فرمایا جو حاجب تیرے پاس نقدی لایا تہا اوسکے قدم جہان جہان پڑے ہین وہان کی مٹی کہود کر باہر پہینکدے خادم نے فوراً ارشاد کی تعمیل کی زان بعد شیخ نے خادم کو اپنی خدمت سے علیحدہ کر دیا خواجہ ثنائی کہتے ہین۔ **بیت**

میوہ این وآن چو درختان میوہ دار ✿ دست درکرد درخت خویش دار

نکتہ ہمت کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے [illegible]

دوست رکھتا اور ارذل وپست کاموں سے ناخوش ہوتا ہے۔ آدمی کو انسانیت مین عالی ہمتی چاہیئے تاکہ مرد رجولیت و مردمی کے
مرتبہ کو پہونچے خصوصًا عالم کو ابتدائے تحصیل علوم مین عالی ہمت رہنا چاہیئے تاکہ درجہ حکمت پر پہونچے۔ ہمت کی اصل و حقیقت
یہ ہے کہ خدا تعالی نے ہر ایک روح کو اوسکے فعل کے لائق ایک خاصیت اور اہلیت عطا فرمائی ہے اور اس مین بھید یہ رکھا
ہے کہ ہر ایک روح اوس اہلیت و قابلیت کے مطابق قبول حق کے لیئے آمادہ و مستعد و تیار ہوجائے اور نیز حقوق ارواح
مین سے ہر حق کے لیئے ایک غایت ہے آدمی جبتک اوس غایت کو نہ پہونچیگا سعادت کا مرتبہ نپائیگا پس جب خدا تعالی
کو منظور ہوتا ہے کہ آدمی اپنے منصب کی غایت کو پہونچے تو اوسکی تعداد طلب کی مدد کرتا ہے اور اس مدد کی قوت کے اثر سے
اپنے طلب غایت مین حرکت کرتا ہے اگر اسوقت خدا تعالی کی طرف سے اوسپر کوئی حکم صادر ہوتا ہے تو اوسے توفیق کہتے ہین
اور جب آدمی طلب مین ثابت قدم رہتا ہے تو اوسے ہمت کہتے ہین اور ہمت راہ سعادت کی کنجی ہے۔ اگر کوئی شخص
عالم دنیا مین طالب ہوا اور ولایت کے انتہائی درجہ کو پہونچگیا ہو مگر شب و روز نعمت اور حصول
مال کی فکر مین مشغول ہو تو اوسے صاحب ہمت نہین بلکہ حریص کہتے ہین ہمت درحقیقت اہل علم اور اصحاب عہد کو
مسلم ہے کہ وہ اپنے مایہ عمل اور حقیقت علم مین ثابت قدم رہتے اور ہمیشہ طالب ہمت عالی ہوتے ہین اونہین خدا تعالے
سے زیادہ عزیز کوئی نہین پس طالبان جمال اور عالمان وجود علائق نفسانی سے ہمیشہ مجرد اور علیحدہ رہتے ہین
اور یہ مرتبہ انبیاء علیہم السلام کا ہے اور اسکے بعد اولیاء کرام کا درجہ ہے بعدہ سلطان المشائخ نے فرمایا کہ ہمتین
مختلف ہوتی ہین چنانچہ منقول ہے کہ ایک بزرگ بڑے صاحب کمال تھے اونکی خدمت مین ایک اونکا لڑکا اور ایک غلام
رہا کرتا تھا غلام مین صلاحیت و رشد کا مادہ بہت کچھ تھا ایکدن اوس بزرگ نے دونون کو سامنے بٹھا کر اول اپنے فرزند
سے پوچھا کہ تیری ہمت کس مین ہے اوسنے جواب دیا میری ہمت اس مین ہے کہ میری پاس بہت طرح کا اسباب ہو اور
شائستہ و نیک غلام خدمت مین رہین۔ ازان بعد غلام سے دریافت کیا کہ تیری ہمت کس چیز مین ہے اوسنے کہا میری
ہمت اس مین ہے کہ جس قدر غلام میرے پاس ہون سبکو آزاد کردون اور آزادون کو غلام بنالون۔ اسکے بعد سلطان
المشائخ نے فرمایا کہ آدمیون کی ہمتین طرح طرح کی ہوتی ہین اور خود آدمی قسم قسم کے ہوتے ہین ایک شخص کی ہمت
دنیا طلبی مین ہوتی ہے ایک شخص ایسا عالی ہمت ہوتا ہے کہ خواہش دنیا اوسکے گرد نہین پھٹکتی۔ ان دونو قسمون مین وہ
شخص بہتر ہے کہ اگر اوسکے پاس کوئی چیز پہونچے تو خوش ہوجائے نہ پہونچے تو صبر کرے غرضکہ دونون حال مین خوش رہے
جو شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے دنیا مین سے کچھ نہین چاہیئے وہ اچھا نہین کرتا بلکہ جو چیزین اچھی اور شائستہ ہین اونکی اوسے
ضرورت اور سخت ضرورت ہے ایسی چیزون کی درخواست کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے اسی اثنا مین فرزندان مشائخ مین سے

ایک عزیز نے جناب سلطان المشائخ کی خدمت میں ذکر کیا کہ فلان شخص ہمت عالی رکھتا ہے دو سو چاندی کے تنکہ میرے پاس لایا اور نذر کیئے جب دو تین مرتبہ اسیطرح کا ذکر کیا تو حضرت سلطان المشائخ کے دل پر اوسکی یہ بات گران گذری آپ نے اسی بارے مین ایک تمثیلی حکایت بیان کی کہ گذشتہ زمانہ مین ایک بادشاہ تہا نہایت جلیل القدر اور بہت بزرگ مخیر اور فراخ حوصلگی مین اپنا نظیر نرکہتا تہا اور کرم و بخشش مین شہرۂ آفاق تہا ہر ہفتہ مین دو تین دفعہ دعوت کا سامان مہیا کرتا اور تمام علمار اور مشائخ اور درویشون کو بلاتا اور طرح طرح کے مکلف و لذیذ کہانے کہلاتا جب لوگ کہانے سے فراغت پاکر چلنے لگتے تو ہر ایک کو کپڑے مین بندہے ہوئے روپے علی حسب مراتب دیتا اور ہفتہ مین دو تین مرتبہ اس قسم کی مجلس مرتب کرتا ایکدن کا ذکر ہے کہ بادشاہ کی حرم نے اوسسے کہا کہ بادشاہ سلامت آپ شہر کے تمام علمار اور مشائخ کی دعوت کرتے ہین اور درویشون کی طرح طرح کی خدمت سے پیش آتے ہین لیکن ایک درویش جو سالہا سال سے آپکے پڑوس مین رہتا ہے اوسے آپ کبھی نہین بلاتے اور وہ ہے کہ اپنے فقر و فاقہ مین صابر و قانع ہے اور اپنی بیش قیمت زندگی ہمیشہ غربت مین بسر کیا کرتا ہے یہ آپکو کب جائز ہے کہ ایک پڑوسی کو نہین بلائین اور دوسرونکی خدمت کرین۔ بادشاہ نے اپنی حرم کی یہ گفتگو سنکر کہا بیشک تو سچ کہتی ہے مجھہ سے سخت غفلت و غلطی ہوئی اب جو دعوت ہوگی تو مین اوسے ضرور بلاؤن گا۔ چنانچہ جب بادشاہ نے اپنی عادت کے مطابق درویشون کو جمع کیا تو اوس درویش کو بھی بلایا درویش نے کہلا بہیجا کہ مجھے معذور رکھیئے کیونکہ مین اپنے گھر سے نکلکر کہین جانا پسند نہین کرتا ہون بادشاہ نے پیام دیا کہ یہ گھر بھی آپ ہی کا ہے مین نے اپنا گھر آپکو بخشا۔ درویش نے کہا کہ اس ضعیف کے نزدیک بے متاع و اسباب کے اور بے چاندی سونے کے بادشاہ کا گھر کسی کام کا نہین بادشاہ نے کہلا بہیجا کہ مین نے اپنا گھر اور اوسکا سارا مال و اسباب اور جو کچھہ اوس مین ہے سب تم کو بخشدیا۔ درویش نے کہا کہ تملیک مین قبضہ شرط ہے اگر مجھے ان تمام چیزون کا مالک بناتے ہین تو قبضہ دیجئے بادشاہ نے کہا کہ تم یہ گھر مع تمام املاک و اسباب کے اپنے قبضہ مین لے لو مین نے اسکا قبضہ بھی تمہین دیدیا یہ سنکر درویش اوس گھر مین گیا اور سارا انچھا ہوا مال و اسباب اپنے قبضہ مین لے آیا بادشاہ اور اوسکی بیوی تنہا اپنا دم لیکر اوس گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور سب لوگون کے سامنے کہلم کہلا کہدیا کہ اس بیوی کے علاوہ جو کچھہ اس مکان مین ہے سب اس درویش کی ملک ہے جب درویش نے دیکھا کہ بادشاہ کی بیوی خالی ہاتھہ بے سرو سامانی کی حالت مین گھر سے باہر کھڑی ہوئی ہے تو وہ نہایت عجلت کے ساتھ وہان سے اوٹھا اور کہا یہ گھر اور جو کچھہ اس مین موجود ہے خواہ اسباب خواہ نقد روپیہ اشرفی غرضکہ جو چیز مجھے بادشاہ نے عنایت کی ہے مین نے سب اس حرم محترم کو بخشی یہ کہکر بادشاہ کے محل مین سے باہر آیا اور پھر اپنے اوس جھونپڑے مین جا بیٹھا

اس حکایت کو ختم کر کے حضرت سلطان المشائخ نے اوس عزیز کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ درویش کو بلند ہمت اور عالی حوصلہ ہونا چاہیئے یہانتک کہ دنیا جہان اور عقبیٰ میں نظر نہ کرے۔

نکتہ ظلم اور عدل کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ حق تعالیٰ کا معاملہ جو مخلوق کے ساتھ ہے اوسکی دو قسمین ہین۔ عدل اور فضل۔ لیکن مخلوق کے باہمی معاملہ کی تین قسمین ہین۔ عدل فضل۔ اور ظلم۔ اگر خلق اس مین ایک دوسرے پر ظلم و ستم کریگی تو حق تعالیٰ اون مین ضرور عدل و انصاف سے کام لیگا اور جسکے ساتھ خدا تعالیٰ عدل و انصاف برتیگا وہ اوسکے عذاب سے رہائی پا نہین سکتا بلکہ یقیناً عذاب مین مبتلا ہوگا اگرچہ پیغمبر وقت ہی کیون نہو۔ اسموقع پر ایک شخص نے حضرت سلطان المشائخ سے سوال کیا کہ لوگ بیان کرتے ہین کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر خدا تعالیٰ کل قیامت کے دن مجھے اور میرے بہائی عیسیٰ علیہ السلام کو دوزخ مین بہی ڈالدے تو یہ بہی اوسکا عدل ہے۔ آپنے فرمایا کہ بیشک یہ حدیث ہے اور صحیح حدیث ہے تمام عالم خدا تعالیٰ کا مملوک اور مخلوق ہے اور جو شخص اپنی ملک مین تصرف کرے خواہ وہ کیسا ہی تصرف ہو اوسے ہرگز ظالم نہین کہتے۔ اصل مین ظالم وہ ہے جو غیر کی ملک مین تصرف کرتا ہے زان بعد جناب سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اشعری کا مذہب ہے کہ اگر خدا تعالیٰ موسے علیہ السلام کو دوزخ مین ڈالدے اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ مین رکہے اور کافر کو بہشت مین داخل کرے اور ابداً لآباد تک جنت کی ناز و نعمت مین رکہے تو جائز ہے اور اوسکے اس فعل پر کسی طرح کی حرف گیری نہین ہوسکتی کیونکہ وہ سبکا مالک و خالق ہے اور مالک کو اپنی ملک مین ہر طرح کا تصرف کرنا درست ہے مگر چونکہ وہ حکیم بہی ہے اسلیئے امید کیجا سکتی ہے کہ کافر و مومن مین تمیز ہوگی اور بدکار و نیکوکار کو جدا جدا صلہ ملیگا اسکی دلیل خود قرآن مجید مین موجود ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ دانا اور نادان اندہا اور سوانکہا برابر نہین ہوسکتے اسیطرح اور بہت سی آیتین قرآن مجید مین موجود ہین جن سے یہی مضمون ثابت ہوتا ہے۔ الغرض جب ان دونون مقدمون مین غور کیا جاتا ہے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ مومن کو دوزخ مین ڈالدے لیکن ہمیشہ دوزخ مین نرکہے کیونکہ وہ حکیم ہے اور تمام کام اپنی حکمت کے مطابق کرتا ہے اوس مین اسبات کی ضرور قدرت ہے کہ جسطرح چاہے اور جس کیفیت سے چاہے اپنی مخلوق مین تصرف کرے چاہے تو ایماندار کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رکہے لیکن یہ بات اوسکی حکمت سے بعید ہے۔ اسکے بعد آپنے فرمایا کہ اگر کوئی ایماندار توبہ کیئے بغیر دنیا سے اوٹہے تو اوسکے بارے مین تین احتمال ہوسکتے ہین جائز ہے کہ خدا تعالیٰ ایمانکی برکت سے اوسے بخشدے اور کچہ اوسکے جرم کی سزا نہ دے اور یہ بہی ہوسکتا ہے کہ اوسے دوزخ مین ڈالدے اور بقدر اوسکے گناہون اور جرمون کے عذاب کر کے جنت مین داخل کرے اور یہ بہی ممکن ہے کہ دواماً دوزخ مین رکہے۔

نکتہ روح اور نفس کے ذکر مین۔ جناب سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ روح کی کوئی خاص صورت اور ہیئت نہین ہے لیکن جب حق تعالی اپنے بندہ کو دکہانا چاہتا اور اوسے مکاشف روح بنانا چاہتا ہے تو کسی نہ کسی صورت مین اوسے ظاہر کردیتا ہے اور وہ کسی صورت مین اوسپر ظاہر ہوجاتی ہے ع روح انسان عجائبے است عظیم ؛ آدم از روح یافت این تعظیم ؛ جان پاکان خزینۂ فلک است ؛ چشم نیکان نشیمن ملک است ؛ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ ایک دانشمند کا قول ہے کہ ابتدا ءمین تمام روحین ایک ہی روح تہی بعد کو اجسام و اشخاص کی تعداد کے مطابق متعدد ہوگئی۔ فرماتے تہے کہ نفس کی یہی کیفیت ہے کہ اوسکی بہی خاص صورت نہین مگر کبہی کبہی کوئی صورت اختیار کرکے آدمی کی نظرون مین آجاتا ہے چنانچہ بیان کیاجاتا ہے کہ ایک شخص نے اپنی ہی ہیئت و صورت پر اپنے گہر مین مصلے پر ایک شخص کو بیٹہے دیکہا بہت متعجب ہوا کہ یہ شخص کون ہے جو میری ہی سی صورت رکہتا اور میرے ہی گہر مین مصلے پر بیٹہا ہے پوچہا کہ تو کون ہے جواب دیا کہ مین تیرا نفس ہون اوس شخص نے کہا یہان کیون آیا ہے اور کیا کررہا ہے کہا مجہے تیری طرف سے سخت تکلیف پہونچی ہے اس شخص نے کہا کہ مین تو تیرے مارنیکی فکر مین ہون اور ابہی تجہے جان سے مارتا ہون اوسنے کہا میرا اسطرح سے مارنا تجہے کچہ فائدہ نہ دے گا میرا مارنا تو بس یہی ہے کہ تو میرا مخالف رہ اور جو مین کہون ہمیشہ اوسکے برعکس کر یہ کہا اور ناپید ہوگیا۔

ابیات۔

لیس ربہے بصورت بنگر ؛ ہیئت در گل کفن چون تو دگر

کلبۂ ہیچو دیو کس نرود ؛ کرد از عکس روی زلا برود

این چہ حالست کہ از جہان مین است ؛ گفت خود حالم از جہان انیست

جائے گنج است موضع ویرانت ؛ بردو او را بجاے آباد ان

ہر چہ در حصر او مکان دارد ؛ یا بسنگ و کلوخ جان دارد

اجل از دست آن بلب خستہ ان ؛ سرانگشت ماند در دندان

جان ما و الہ جلالت او ؛ بدرکس نگشتہ حالت او

روح را کردہ از جواہر نور ؛ گوش و گردن چو گوش گردن حور

نفس چین بخوردن ارزانیست ؛ غذای جان زخوان لیقانیست

چہ کنی پیش مدبرے پردرد ؛ در چنین کنج گنج یاد آورد

این بود بعد و خلق امیر انرا ؛ کہ اسیران کند اسیران را

کہ عمارت سرائے رنج بود ؛ در خرابہ مقام گنج بود

کشور ش روز و شب فزایندہ ؛ او و ہرچہ اندر وست پایندہ

جان اگر گو بمش کہ سر خداے ؛ جاے جان است و جاندار جاے

مرکبے گو بزیر ران دارد ؛ آخر از راہ کشتگان دارد

عشق در کوی غیب حالت او ؛ صدق در راہ دین مقالت او

نیست بے رنج راحت دنیا ؛ خنک آنکس کہ کرد ہر دو رہا

نکتہ الہام اور وسوسہ کے ذکر مین اور خطرہ و عزیمت اور مجرد و متاہل ہونے کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تہے کہ الہام و وسوسہ مین تمیز اوسکے اور کوئی شخص فرق نہین کرسکتا جسکا لقمہ غیب سے ہو یعنے ان دونون مین فرق محسوس کرنا ہر شخص کا کام نہین ہے البتہ جسکا لقمہ غیب سے حاصل ہوتا ہے وہ ان دونون مین فرق کرلیتا ہے

آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ خناس ایک نہایت سرکش شیطان ہے جو بنی آدم کے دل پر بیٹہتا ہے اور جسکا کام یہی ہے کہ ہمیشہ وسوسہ
مین مبتلا رکہتا ہے جسوقت آدمی ذکر خداوندی مین مشغول ہوتا ہے تو وسوسہ دفع ہو جاتا ہے اور اوسوقت خناس کا کچہہ
قابو نہین رہتا بعدازان ارشاد فرمایا کہ مولانا علاؤالدین ترمذی نوادر الاصول مین لکہتے ہین کہ ایکدن حوا علیہا السلام
تنہا بیٹہی ہوئی تہین کہ شیطان یعنی ابلیس آیا اور اپنے ساتہہ خناس کو بہی لایا پہلے ادب سے کہڑا ہوکر سلام کیا پہر کہا کہ یہ
میرا فرزند ہے اسے پاس رہنے دیجیئے یہ کہکر چلا گیا اتنے مین حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے اور حوا سے پوچہا کہ یہ
کون ہے کہا ابلیس چہوڑ گیا ہے اور کہہ گیا ہے کہ یہ میرا فرزند ہے اسے اپنے پاس رکہو حضرت آدم نے فرمایا کہ تم نے اوسکی
یہ التماس کیون قبول کی اور خناس کو اپنے پاس کیون رکہا یہ تو ہمارا جانی دشمن ہے یہ کہکر حضرت آدم نے خناس کے
چار ٹکڑے کر ڈالے اور ایک ایک ٹکڑا چار پہاڑون پر رکہدیا ابلیس نے یہ واقعہ سنا تو یا خناس کہکر آواز دی اور
وہ اوسی شکل وصورت کے ساتہہ جو پہلے رکہتا تہا موجود ہوا ابلیس پہر حضرت حوا کے پاس خناس کو چہوڑ کر چلا گیا
اور جب حضرت آدم تشریف لائے تو خناس کو حوا کے پاس بیٹہا دیکہکر کہا کہ اب یہ کہان سے آیا حضرت حوا نے ساری
کیفیت بیان کی اسپر تب حضرت آدم نے خناس کو قتل کرکے جلا دیا اور دریا مین بہا کر چلے آئے حضرت آدم جب چلے گئے تو
پہر ابلیس آیا اور حوا سے دریافت کیا کہ خناس کیا ہوا حضرت حوا نے فرمایا آدم علیہ السلام نے اوسے جلا کر پانی مین بہا دیا
ابلیس نے خناس کو آواز دی اور وہ فوراً پورے جسم کے ساتہہ چلا آیا اسپر تب بہی ابلیس اوسے حوا کے پاس چہوڑ کر چلا گیا
اب جو حضرت آدم آئے تو پہر خناس کو حوا کے پاس بیٹہا دیکہا آپنے اوسے قتل کرکے بہون لیا اور کہا گئے ابلیس نے
آکر جو آواز دی تو خناس بولا کہ مین آدم کے دل مین ہون اسپر ابلیس نے کہا کہ بس میرا مقصود حاصل ہوا تو آدم کے
دل ہی مین رہ۔ سلطان المشائخ فرماتے ہین کہ سب سے پہلا درجہ خطرہ کا ہے یعنے آدمی کے دل مین سب سے پیشتر جو چیز گذرتی
ہے اوسے خطرہ کہتے ہین اسکے بعد عزیمت کا مرتبہ ہے جسکی سبب سے خطرہ فعل کا لباس پہنکر ظاہر ہوتا اور قوۃ سے فعل درجہ
مین آتا ہے۔ ازان بعد فرمایا کہ عوام کے خطرہ پر پکڑ نہین ہوتی اور جبتک وہ اوسے فعل کے ساتہہ مقرون نہین کرتے
یعنے جوارح واعضا سے اوسکا اثر ظاہر نہین ہو لیتا اوسکا اون سے مواخذہ نہین ہوتا البتہ خواص کا خطرہ بہی عزیمت
ہے اور وہ اسپر بہی پکڑے جاتے ہین آدمی کو چاہیئے کہ ہر حال مین خدا کی طرف متوجہ رہے اور ہر وقت اوس سے پناہ
مانگے کیونکہ خطرہ اور عزیمت دونون اوسیکے پیدا کیئے ہوئے ہین اسموقع پر چند لوگون نے سوال کیا کہ حضرت مجرد رہنا
بہتر ہے یا متاہل یعنے اہل وعیال مین رہنا۔ فرمایا مجرد رہنا عزیمت ہے اور رخصت تو تاہل کی ہی ہے۔ اگر
کوئی شخص تاہل کی طاقت نہین رکہتا تو اوسے اسطرح مشغول بحق ہونا چاہیئے کہ احوال مین سے کوئی چیز

کبھی دل مین نگذارے اگر ایسا کرے گا تو جوارح سے بھی اثر ظاہر ہوگا اور جب نیت دگرگون ہوگی تو اعضا سے وہی اثر
نمایان ہوگا۔ مین نے حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے لکھا دیکھا ہے کہ خطرہ الہامیہ کو نفس قبول کر لیتا اور شیطان طوعاً
وکرہاً اوسکے آگے گردن جھکا دیتا ہے اور خطرہ قلبیا ور روحیہ اور ملکیہ ابتدا مین باہم ایک دوسرے سے متغیر نہین ہوتے
البتہ خطرہ نفسانیہ ایک شے کا معین ومددگار ہوجاتا ہے اور تاوقتیکہ اچھی طرح استیفار شہوت حاصل نہین ہوتی
اوسے سکون نہین ہوتا اور شیطانی خطرہ کو اوس دل مین کبھی سکون نہین ہوتا جو ذکر الٰہی مین مشغول رہتا ہے اور جب
شیطان جو انسان کا دشمن قدیم ہے مایوس و ناامید ہوجاتا ہے تو پھر انسان سے الگ ہوجاتا اور وسوسہ ڈالنے سے
باز رہتا ہے اور اسپارہ مین وہ ماثورہ دعائین اور مقبولہ اوراد کافی وشافی ہین جنکا بیان نکتہ طہارت مین ہوچکا
مین نے جناب سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے یہ بھی لکھا دیکھا ہے قال اللہ تعالی یا ایتہا
النفس المطمئنۃ الآیہ۔ صیقل عن الطبع والطبع فیہ حقیقۃ القلب کانت نفسا فصارت قلبا۔

نکتہ اس بیان مین کہ ایک مکان کو دوسرے مکان پر اور ایک زمانہ کو دوسرے زمانہ پر فضیلت حاصل ہے اور زمان و
مکان کی حقیقت واصلیت۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ ہر روز ایک مقام دوسرے
مقام سے زبان مقال سے نہین بلکہ زبان حال سے پوچھتا ہے کہ آج تجھپر کسی ذاکر یا غمناک کا گذر ہوا ہے اگر وہ جواب دیتا
ہے کہ ہان مجھپر آج ذاکر یا کوئی غمناک گذرا ہے تو یہ مقام اوس مقام سے فخر کرتا ہے جسپر کوئی ذاکر یا غمناک گذرا نہین ہے
اسی معنی کے مناسب حضرت سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے ذیل کی بیت لکھی دیکھی ہے چنانچہ فرماتے ہین ؎ آسمان
سرنہد پیش زمینے کہ بروبہ یک دو کس یہر خدا یک نفسے بنشینند۔ اسیطرح ایک زمانہ دوسرے زمانہ سے خصوصیت
خاص رکھتا ہے مثلاً عید کا روز تمام دنونکی بہ نسبت زیادہ خصوصیت وبزرگی رکھتا ہے۔ بہت سے عوام ایسے ہین
کہ اونہین ایک مقام پر وہ راحت وآسائش میسر ہوسکتی ہے جو دوسرے مقام مین حاصل نہین ہوسکتی لیکن درویشونکی
حالت بالکل انوکھی اور الگ ہوتی ہے وہ زمان ومکان سے کچھ تعلق نہین رکھتے اور اون سے بالکل باہر رہتے ہین
اونہین نہ تو کسی طرحکی خوشی وشادمانی سے مسرت حاصل ہوتی ہے نہ کسی غم سے غمگینی اثر کرتی ہے گویا کہ ملک دنیا سے
بالکل باہر اور بے تعلق ہین۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ حضرت شیخ شیوخ العالم شہاب الدین سہروردی قدس سرہ
ایکدفعہ عربستان مین جارہے تھے چلتے چلتے ایک درخت کے نیچے اوترے اور سر برہنہ کرکے بیٹھ گئے لوگون نے
دریافت کیا کہ حضرت! اسمین کیا بھید ہے فرمایا کہ ایک بزرگ اس درخت کے نیچے بیٹھے تھے جب اونکی نظر اس
درخت پر پڑی تو سر برہنہ کرکے بیٹھے تھے اس درخت کے نیچے اسلیئے اُترا ہون اور اس لئے سر برہنہ کیا ہے کہ

شاید اوس بزرگ کی نظر فیض اثر کی بزرگی و برکت سے مجھے بھی کوئی حصہ ملے۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ ایک روز جناب سلطان المشائخ کے تمام یار شہر مین دعوت مین گئے لوٹتے وقت راہ مین ایک باغ پڑا یہ سب لوگ تھوڑی دیر ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے اور باغ کے سرسبز و شاداب تختون کے نظارہ سے بہت ہی محظوظ ہوئے۔ اسی اثنا مین اونہین ایک عجیب ذوق پیدا ہوا جس سے وہ بے اختیارانہ جوش کے ساتھ سماع و رقص مین مصروف ہو گئے اور بے اندازہ فرحت و بسط حاصل ہوا جب یہ لوگ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مبارک مین پہونچے تو ساری کیفیت عرض کی فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کسی صاحبدل کا گذر اوس باغ مین ہوا ہے اور وہ اس درخت کے سایہ مین بیٹھا ہے یہ اوسی کی تاثیر تھی جو اسوقت ظہور مین آئی۔ اسوقت حضرت سلطان المشائخ کی زبان درفشان پر ذیل کی بیت جو اس حکایت کے بہت ہی مناسب ہے گذری ؎ وبجنی کل ارض سر کو نہا ٭ کا نہم فی بقاع الارض امطار ٭ یعنے ہر زمین اپنی پوشیدہ ہونے کا میوہ دیتی ہے اور درویش زمین کے مقامات اور بقعون مین ایسے ہوتے ہین گویا کہ وہ مینہ ہین۔ مین نے جناب سلطان المشائخ کے قلم مبارک سے یہ بھی لکھا دیکھا ہے الحمد للہ الذی لا انہ لمکانہ ولا حین لزمانہ یعنے سب حمد و ثنا اوس خدا کو ثابت ہے جسکے لیئے کوئی مکان و زمان نہین ہے قال اللہ تعالی واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ یعنے خدا تعالی فرماتا ہے کہ اے محمد جب تم سے میرے بندے میری نسبت دریافت کرین کہ مین کہان ہون تو آپ اون سے کہدیجے کہ مین اون سے بہت ہی نزدیک ہون اور مین اپنے بندہ کی طرف بہ نسبت تمہارے زیادہ نزدیک ہون لیکن تم دیکھتے نہین اور مین اپنے بندہ سے اوسکی شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہون۔ جس چیز تک انسان کا وہم پہونچتا اور عقل مین اوسکا تصور ہوتا اور خیال اوسے پاتا اور فہم اوسکا ادراک کرتا ہے خدا تعالی کی ذات و صفات اوس سے منزہ و پاک ہین لیکن باوجود اسکے وہ تجھسے تیری شہرگ کی بہ نسبت بہت ہی زیادہ قریب ہے اور جس قدر تیری بینائی کو آنکھ سے اور دانائی کو عقل سے قرب و معیت ہے اور سماعت کان سے قریب اور گویائی زبان سے متصل ہے خدا اس سے زیادہ تجھسے نزدیک ہے۔ حقیقی قرب خدا تعالی کی صفت ہے اور جو اوسکی صفت ہے وہ اوسکی عین حقیقت ہے۔ قرب حقیقی کے یہ معنی ہین کہ کسی حال اور کسی وقت اوس مین بُعد و دوری نہو اور یہ بات بجز خدا کے اور کسی مین پائی نہین جاتی جیسا کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے کہ وہو معکم اینما کنتم اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور مایکون من نجوی ثلثۃ الآیۃ پہلے آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا تعالی تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہان کہین تم ہوتے ہو۔ دوسرے جملہ کا یہ مطلب ہے کہ خدا فرماتا ہے ہم بندہ سے اوسکی شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہین تیسری آیت کا یہ مطلب ہے کہ جہان کہین تین آدمی سرگوشی کرتے ہین خدا اون مین چوتھا ہوتا ہے۔ ان آیات اور

دوسری آیات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حق تعالی موجودات کے مابین موجود ہے اور ہر جگہ ہر شخص کے ساتھ ہے لیکن اوسکی معیت نہ تو وہ معیت ہے جو اجسام کو اجسام کے ساتھ ہوتی ہے اور نہ وہ معیت ہے جو جوہر کو جوہر کے ساتھ ہوتی ہے نہ وہ معیت ہے جو عرض کو عرض کے ساتھ ہوتی ہے بلکہ وہ معیت ہے جو روح کو جسم کے ساتھ ہوتی ہے یعنے جس قسم کی معیت روح کو جسم کے ساتھ ہے اوسی قسم کی معیت خدا تعالی کو تمام کائنات کے ساتھ ہے مگر نہ تو وہ قالب سے خارج ہے نہ داخل نہ متصل ہے نہ منفصل وہ اجسام پر عوارض کی طرح طاری نہین ہے لیکن باوجود اسکے قالب انسانی کا کوئی ذرہ اوس سے خالی نہین ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے یہی معنی ہین۔ خلاصہ یہ کہ گو ہم ظاہر کے اعتبار سے یون کہہ سکتے ہین کہ خدا کسی مکان مین ہے مگر ہم اوس مکان کی حقیقت بیان نہین کر سکتے بلکہ یون کہتے ہین کہ جو مکان اوسکے لائق ہے وہ اوس مین ہے اور وہ اسبات کا ثبوت کہ خدا تعالی کی نسبت جانب مکان کہے جائز ہے اور ہمین یہ کہنا روا ہے کہ وہ ایک ایسے مکان مین ہے جو اوسکے لائق و سزاوار ہے بہت سی حدیثون کے مضمون سے ملتا ہے منجملہ اونکے ایک یہ حدیث ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی وعزتی وجلالی و وحدانیتی وحاجۃ خلقی الی وعلو عرشی وارتفاع مکانی انی استحی من عبدی و امتی یشیبان فی الاسلام ثم اعذبہما یعنے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالی فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال اور اپنی وحدانیت کی قسم اور مخلوق کے میری طرف محتاج ہونے اور اپنے اونچے عرش اور اپنے بلند مکان کی قسم مجھے اپنے اون لونڈی غلامون کو عذاب کرتے شرم آتی ہے جنہون نے اسلام مین اپنی ساری عمر گذاری اور اوسمین بوڑھے ہوئے حضرت علی اور ثوبان نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ موسے علیہ السلام نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ خداوندا کیا تو قریب ہے کہ مین تجھے چپکے چپکے پکارون یا دور ہے کہ بلند آواز سے ندا کرون۔ بیشک مین بڑی خوش آوازی محسوس کرتا ہون مگر تجھے دیکھتا نہین تو تو مجھے بتا دے کہ تو کہان ہے خداوند تبارک و تعالی نے فرمایا کہ موسی مین تیرے آگے پیچھے داہنے بائین سب طرف ہون مین اپنے بندہ کا ہمنشین ہوتا ہون جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور مین اوسکے ساتھ ہوتا ہون جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ واضح ہو کہ مکان کی تین قسمین ہین ایک مکان جسمانیات دوسرے مکان روحانیات تیسرے مکان خدا تعالی کا پہلے مکان یعنے جسمانیات کی تین شاخین ہین۔ ایک مکان جسمانیات کثیف اور وہ زمین ہے جہان مزاحمت اور تنگی ہر شخص کو ظاہر ہوتی ہے یعنے یہ بات سب پر ہویدا اور ظاہر ہے کہ زمین مین ہر شخص دوسرے کی مزاحمت کرتا ہے تاکہ یہ پیچھے رہے اور جانا ناممکن ہے مگر کسی تقلید کے ساتھ دوسرا مکان جسمانیات لطیف ہے اور وہ ہوا کا مکان ہے اس مین بھی ایک قسم کی مزاحمت موجود ہے اور اسپر دلیل یہ ہے کہ مثلاً ایک گھر مین ہوا

بھری ہوئی ہے۔ تو تا وقتیکہ وہ کسی منفذ سے باہر نہولیگی دوسری ہوا وہان آنہ سکیگی اس مکان مین نسبت
کثیف مکان کے قطع مسافت بہت جلد ہوتی ہے جو شخص اوس مکان مین یعنی کثیف مین ایک راہ مہینہ بہر مین طے کرسکتا ہے
وہ اس مکان لطیف مین ایک ساعت مین طے کریگا اور اسی پر قیاس کرلو آوازون کو بہی۔ تیسرا مکان جسمانیت الطف ہے
اور یہ انوار صوری کا مقام ہے یہ مقام ہوا کے مکان سے بہت زیادہ لطیف ہے وجہ یہ کہ آفتاب ومہتاب کو دیکھیے کہ فی لفور
مشرق سے مغرب مین نہین پہونچ سکتے البتہ نور ایک ایسی چیز ہے کہ فوراً مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق مین پہنچ
جاتا ہے اسکا یہی سبب ہے کہ مکان نور کا ہوا کے مکان سے بالاتر ہے اور اسکی ظاہری مثال یہ ہے کہ اگر کسی مکان مین
ہوا بند ہو تو جبتک وہان سے پہلی ہوا نہ نکل لے گی دوسری ہوا کو آنا نصیب نہ ہوگا بخلاف نور کے کہ اوسے پہلا نور
مانع ومزاحم نہین ہوتا اگر ایک کمرہ مین شمع کا نور پہیلا ہوا ہو تو دوسرا نور بغیر اسکے کہ پہلا نور نکل جائے بے مزاحمت
آموجود ہوتا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نور کا مکان ہوا کے مکان سے بہت زیادہ لطیف ہے پہر یہ بہی
معلوم کرنا چاہیے کہ آگ کی حقیقت حرارت ہے اور اوسکی خاصیت احتراق یعنے جلا دینا اور پانی اسکا مخالف
اور ضد ہے اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ دو متضاد چیزین ایک جگہ جمع نہین ہوسکتین گرم پانی مین جو آگ اور پانی ایک جگہ
جمع مین تو یہ ایک ظاہری بات ہے ورنہ حقیقت مین آگ کا مکان پانی کے مکان سے علاوہ ہے یعنے آگ کا مقام اور ہے
اور پانی کا اور۔ ورنہ دو متضاد چیزون کا جمع ہونا جائز ہو جائے گا جو عقلاً ونقلاً بالکل محال ہے جب تم نے یہ معلوم
کرلیا تو اب تمہین واضح ہوا ہوگا کہ انوار صوری کے مکان مین کسی طرح کی مزاحمت اور تنگی نہین ہے اور اسپر دلیل
یہ ہے کہ اگر تم کسی مکان مین شمع لیجاکر رکہوگے تو اوسکا نور گہر کی تمام در و دیوار پر پہیلجائیگا پر اس گہر مین اگر چند
شمعین رکہوگے تو سب کا نور جمع ہوجائیگا یہ نہوگا کہ جبتک پہلی شمع کا نور مکان سے نہ نکل لے دوسری شمع کا نور
نہ پہیلے۔ یہ قسمین تہین مکان جسمانیات کی۔ رہی مکان کی دوسری قسم وہ روحانیات ہے۔ روحانیات جس قدر زیادہ
لطیف ہونگی اونکے مقامات بہی اوسی قدر زیادہ لطیف ہونگے۔ پہر روحانیات کی تین قسمین ہین۔ ایک روحانیات ادنےٰ
جیسے زمین دوزخ دریاؤن پہاڑون کے فرشتے۔ دوسری روحانیات اوسط جیسے آسمانون کے فرشتے اور یہ دونون روحانیات
اپنی جگہ سے ایک اونگل پہر تو آگے نہین سرکتے۔ جیساکہ ارشاد ہوتا ہے وما منا الا لہ مقام معلوم یعنے ہر فرشتے کی ایک
معین ومقرر جگہ ہے۔ لیکن روحانیات اعلیٰ جو دربار خداوندی کے مقرب ہین اونکی لیئے بے حد لطائف ہین وہ اگر ادنےٰ
مرتبہ کے فرشتون پر گذرتے ہین تو انتہا درجہ کی لطافت اور غایت پاکیزگی سے کوئی اونہین دیکہہ نہین سکتا وہ اونچی
اونچی دیواروں سے اسطرح چلے آتے ہین جیساکہ دروازون سے اور ٹہوس پتہر مین اس آسانی گہس جاتے ہین

جیسے کوئی شخص نرم زمین میں سفر کرتا ہے مگر ان میں بھی ایک قسم کا بُعد ہے اور ایک طرح کی حاجت کے پابند ہیں بخلاف انسانی روح کے کہ وہ تمام جسمانیات و روحانیات سے لطیف تر ہے اور ہر طرح کی حاجت سے بری باوجودیکہ وہ نہ داخل ہے نہ ساکن نہ متحرک لیکن تاہم ایک ایک لحظہ میں عرش سے ثریٰ (نمناک زمین) تک پہونچ جاتی ہے اور جو روح انسانی مبالغہ کے ساتھ دولت ریاضت سے قوت حاصل کرلیتی ہے وہ اپنے تئیں قالب کثیف سے چھڑا کر جسمانیات لطیف میں پہونچانے کی قدرت رکھتی ہے اور ایک ساعت میں دور دراز مسافت طے کرسکتی ہے اور اگر اوسکی قوت اس سے بھی زیادہ ہو تو مکان جسمانیات الطف میں پہونچ سکتی ہے پھر اگر وہ پانی میں گذر کرتی ہے تو تر نہیں ہوتی کیونکہ وہ آگ کے مکان میں جاتی ہے اور وہاں پانی نہیں ہوتا اور دم بھر میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق میں جا پڑا جاتی ہے لیکن ابھی تک آگینہ جسمانیات سے عبور نہیں کیا ہے جب وہ جسمانیات کو چھوڑ کر مکان روحانیات میں پہونچ جاتی ہے تو آگ میں داخل ہونے سے نہیں جلتی کیونکہ روحانیات کے مکان میں آگ کا پتہ تک نہیں ہے۔ اور یہ جو آیا ہے کہ روح کو دوزخ جلا نہ سکیگی اوسکے بھی معنی ہیں اسکی بدیہی مثال یہ ہے کہ تمہارا خیال و اندیشہ آگ میں جاتا اور پھر صحیح و سالم وہاں سے نکل آتا ہے اور جلنے کا اثر اوس میں ذرا نہیں پایا جاتا کسی نے کیا خوب کہا ہے ۵ لقد اسمعت لو نادیت حیا ٭ ولکن لا حیاۃ لمن انادی ٭ بنار لو نفخت لہا اضاءت ٭ ولکن کنت تنفخ فی الرماد ٭ زمان کی بھی تین قسمیں ہیں ایک زمان جسمانیات۔ دوسرے زمان روحانیات تیسرے زمان حق تعالی۔ پہلی قسم یعنے زمان جسمانیت کی دو نوعیں ہیں ایک وہ جو افلاک کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے جیسے گذشتہ روز اور آجکے دن اور آئندہ یوم کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ اسی زمانہ میں ماضی اور مستقبل اور حال یہ تین زمانے پائے جاتے ہیں۔ گو زمانہ میں مزاحمت اور مضائقت نہیں ہوتی لیکن ساتھ ہی تینوں زمانوں کا جمع ہونا بھی محال ہے۔ دوسرے جسمانیات لطیف کا زمانہ اور یہ وہ زمانہ ہے کہ جو کام جسمانیات کثیف سے اس میں ہزار سال میں بدقت تمام انجام پہونچتا ہے جسمانیات لطیف اوسے ایک ساعت میں نہایت سہولت و آسانی کے ساتھ کر گذرتی ہیں۔ اس زمانہ میں بھی کسیطرح کی مزاحمت اور تنگی نہیں ہوتی لیکن اسکی ماضی ازل کے سوا اور کچھ نہیں ہے اسیطرح مستقبل بجز ابد کے اور کوئی زمانہ نہیں ہے اس زمانہ میں گذشتہ ہزار سال آئندہ ہزار سال کے برابر ہیں جیسا کہ رات دن جیسا کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ میں دیکھا حالانکہ یہ واقعہ آپکے زمانہ سے ہزاروں برس پیشتر کا تھا۔ اسیطرح آپنے یہ بھی فرمایا کہ میں نے عبد اللہ کو جنت میں داخل ہوتے دیکھا باوجودیکہ یہ واقعہ ہزاروں سال کے بعد ظہور میں آئے گا۔ واضح ہو کہ روح انسانی کے لئے زمان جسمانیات کے ہزار قالب ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جس شخص کی روح کمال کے درجہ میں پہونچ جاتی ہے وہ ایکدن میں اسقدر کام

انجام کو پہونچا دیتا ہے کہ اور لوگ ایک سال مین بھی نہین پہنچا سکتے یہی وجہ ہے کہ آپنے فرمایا کہ ہماری ایک رات ہم سے چھین لی گئی اور ہمارے تمام اوراد ضایع کر دیئے گئے لیکن جب ہم اپنی جگہ پر آئے تو ہنوز ہمارے چہرہ کے بال وضو کے پانی سے تر تھے اور فرمایا ہمارے یارون مین سے کوئی شخص ایسا نہین کہ ایک سانس مین سو مرتبہ سے زیادہ یہ آیت پڑہ سکے۔ حضرت جنید رضی اللہ عنہ کے مریدون مین سے ایک شخص دریائے دجلہ مین نہانے گیا وہان اوسے ایک دروازہ نمودار ہوا۔ یہ شخص اوس طرف سے ہوکر ہندوستان مین پہونچا وہان شادی کی اور کئی بال بچے ہوگئے سالہا سال رہنے کے بعد جب ایک روز دریا مین غوطہ مارا تو اوسی جگہ آموجود ہوا جہان سے گیا تھا اور دجلہ کے کنارے اپنے اوسی طرح کپڑے دہرے پائے جسطرح چھوڑ گیا تھا۔ **نکتہ** لطائف کے بیان مین۔ حضرت شیخ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین ایک شخص حاضر ہوا اور دائرہ اسلام مین داخل ہوکر عرض کیا کہ حضور میرا باپ کہان ہے یعنے مرنے پیچھے اوسے رہنے کو کونسی جگہ ملی فرمایا دوزخ۔ وہ شخص یہ سنکر ادہر اودہر دیکھنے لگا گویا وہ چاہتا تھا کہ گھبراکر مجلس نبوی سے نکلجائے۔ نبی کریمؐ نے اوسے بلاکر فرمایا اِنَّ اَبِی وَاَبَاکَ فِی النَّار یعنے اے شخص یہ گھبرانے کی بات نہین ہے میرا اور تیرا باپ دونون دوزخ مین ہین۔ اس خبر سے اوسکے دلمین سکون و اطمینان پیدا ہوا۔ فرماتے تھے کہ ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ایک صحابی رضی اللہ عنہم چلے جاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیچ مین تھے اور وہ دونون حضرات ادہر اودہر حضرت عبداللہ اور دوسرے صحابی دراز قد تھے اور حضرت علی پست قد۔ چلتے چلتے حضرت عبداللہ اور دوسرے صحابی نے کہا کہ یا علی انت بیننا کان النون بین لنا یعنے اے علی تم ہم دونون کے بیچ مین ایسے ہو جیسے کلمہ لنا کے بیچ مین حرف نون۔ حضرت امیر المومنین جناب علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا لو لم یکن النون فی لنا لصار لا یعنے اگر حرف نون لنا کے بیچ مین نہوتا تو وہ لا رہجاتا۔ فرماتے تھے کہ جب شیخ محمد اجل سرزی رحمۃ اللہ علیہ غزنین سے بلخ مین تشریف لائے تو ایک بازار مین گذر رہے تھے۔ مولانا برہان الدین بلخی بھی اوسی بازار مین کھڑے تھے۔ جب اونکی نظر شیخ پر پڑی تو دیکھتے ہین کہ ایک دراز قد کا آدمی ہاتھ مین بوجھ لیئے چلا آتا ہے مولانا برہان الدین نے اپنے دل ہی دل مین کہا کہ اولیائی حق بھی اچھی رنگ اور گوشت پوست کے ہوتے ہین اس خطرہ کا گذرنا تھا کہ شیخ محمد اجل نے سر نیچے کرکے فرمایا کہ مولانا مین نے اپنے والد کی میراث پائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسقدر جہ فربہ ہون مولانا برہان الدین نے جب یہ بات سنی تو فوراً آگے بڑہکر قدمبوس ہوئے اور اپنے اوسی پاک عقیدہ پر آگئے اور بہت روز تک شیخ کی خدمت مین رہے۔ سلطان المشائخ یہ بھی فرماتے تھے کہ ایکدن قاضی کبیرالدین اور مولانا برہان الدین بلخی اور قاضی حمید الدین

ناگوری تینون حضرات ملکر کہین جارہے تہے قاضی حمید الدین تو اونٹ پر سوار تہے اور یہ دونون پاکیزہ اور مہیب گہوڑون پر۔ اثنا راہ مین قاضی کبیر الدین نے مولانا برہان الدین کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ ہرچند آپکا گہوڑا صغیر ہے لیکن کبیر سے بہتر ہے۔ یہ حکایت بیان کرکے حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ دیکہو قاضی کبیر نے کیسی بات کہی کہ اونپر کسی طرحکا اعتراض ہی وارد نہین ہوا۔ آپ یہ بہی فرماتے تہے کہ شمس الملک کا قاعدہ تہا کہ جب کوئی شاگرد سبق ناغہ کردیتا یا کوئی دوست ملنے کے لیئے آتا مگر دیر کرکے آتا تو فرمایا کرتے ہم نے کیا کیا جو تم نہین آتے اور اگر کوئی طالب علم کتاب کا مطالعہ نکرتا تو فرماتے ہم نے کیا کیا جو کہہ ہم وہی کرین۔ مین بہی شمس الملک کے درس مین جاتا تہا اور جب کبہی ناغہ کردیتا یا دیر کرکے پہونچتا تو میرے دل مین فوراً خطرہ گذرتا کہ شمس الملک مجہے بہی اون ہی لفظون سے خطاب کرین گے جیسے اور طالب العلمون کو کرتے ہین لیکن جب مین وہان پہونچتا تو آپ فرماتے

؎ آخر کم از انکہ گاہ گاہے ٭ آئی و بما کنی نگاہے ٭ یہ بیت پڑہکر سلطان المشائخ کی آنکہون مین آنسو ڈبڈبا آئے اور آپ اسقدر روئے کہ تمام حاضرین مجلس مین آپکے ذوق نے اثر کیا اور اسکی وجہ یہ تہی کہ آپنے شمس الملک سے مقامات حریری پڑہی تہی اور اون کے حقوق کی حد سے زیادہ رعایت کرتے تہے۔ زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب شمس الملک کو مستوفی الملک ہندوستان کا خطاب ملا تو تاج ریزہ نے اوسکی تعریف مین یہ بیت کہی ؎ صدرا کنون بکام دل دوستان شدی ٭ مستوفی ممالک ہندوستان شدی ٭ تاج ریزہ ایسے لطافت اور نازک طبع رکہتا تہا کہ شہر مین اوسکا نظیر نہتا ایک دفعہ کسی دوست نے شمس الملک کی طرف خط مغشوش مین ایک رقعہ لکہا جسکا پڑہنا نہایت دشوار اور سخت مشکل تہا۔ لیکن تاج ریزہ نے فوراً رقعہ کی پشت پر یہ عبارت لکہی انما فیکم خطہ بخطہ بطہ فی الشط فلا تکتب لنا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ ایک دانشمند واعظ جو سلطان المشائخ کے عقیدۃ مند مریدون مین سے تہا مغشوش خط مین مشہور تہا اور ایسی صورت مین لکہتا تہا جسکا پڑہنا بہت مشکل ہوتا تہا ایکدن یہ شخص ایک خط لکہکر حضرت سلطان المشائخ کی خدمت مین لایا حضرت سلطان المشائخ کو اوسکے پڑہنے مین کچہہ دیر لگی اور آپنے فرمایا کہ مولانا یہ خط تمہارا ہے مولانا نے معذرت کرکے عرض کیا ہان مخدوم یہ بندے کا طبعی خط ہے حضرت سلطان المشائخ نے مسکراکر فرمایا عجب خداداد طبیعت اور ذہن رسا رکہتے ہو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عزیزون کی ایک جماعت سلطان المشائخ کیخدمت مین بیٹہی ہوئی تہی لیکن بعض لوگون کو سایہ مین جگہ نہ ملی تہی اور وہ دہوپ مین بیٹہے ہوئے تہے سلطان المشائخ نے اونسے فرمایا کہ تم سایہ مین بیٹہو اور جو لوگ سایہ مین بیٹہے ہوئے تہے اون سے ارشاد کیا کہ تم اسطرف جا بیٹہو

تاکہ دوسرون کو سایہ مین جگہ ملے کیونکہ وہ تو دہوپ مین بیٹھے ہوئے ہین اور مین سائے مین بیٹھا جل رہا ہون - ایک دفعہ دو
صوفی سلطان المشائخ کی خدمت مین حاضر ہوئے - آپنے اونکی تعظیم کی اور پوچہا کہان سے آتے ہو جواب دیا اوچہ سے
آئے ہین شیخ نے فرمایا شیخ جمال الدین اوچی کسطرح ہین سلامت ہین جواب دیا ہان - سلطان المشائخ نے معلوم کیا کہ
یہ لوگ فارسی نہین جانتے زان بعد آپنے فرمایا کہ امام حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤن مین کوئی تکلیف تہی اور اسوجہ سے
آپ پاؤن پہیلا کر بیٹہا کرتے تہے ایکدن پاؤن پہیلائے بیٹہے تہے کہ ایک طالب علم نے آکر سلام کیا محترم امام نے سلام کا جواب
دیا اور پاؤن سکیڑ کر بیٹہ گئے اوسنے بیان کرنا شروع کیا کہ رات کو جیسا شیخ کا حکم ہوا تہا اوسکی تعمیل کیگئی جسطرف
آپنے جانے کا ارشاد فرمایا تہا اودہر شارع عام تو تہا نہین صرف بیابان اور جنگل تہا جب مین شیخ کے حکم کے موافق
روانہ ہوا اور چند میل راستہ طے کیا تو ایک بلند پہاڑ نمودار ہوا پہاڑ کی چوٹی پر ایک بزرگ قبلہ رخ بیٹہے ہوئے تہے
جنکے اردگرد نور برس رہا تہا جب مین اون کے پاس پہونچا تو اونہون نے دو گرما گرم روٹیان اور ایک سرد پانی کا
کوزہ میرے سامنے رکہا اور جب مین کہا پی کر فارغ ہوا تو اونہون نے ایک اور پہاڑ کی طرف اشارہ کرکے کہا
کہ اسطرف چلے جاؤ مین اودہر روانہ ہوا اور جب اوس پہاڑ پر پہونچا تو وہان بہی ایک مسن شخص کو پایا جو پہلے
بزرگ سے زیادہ نور و برکت رکہتا تہا اوسنے بہی دو گرما گرم روٹیان اور ایک سرد پانی کا کوزہ میرے سامنے
رکہا اور جب مین کہا پی چکا تو اونہون نے بہی ایک دوسرے پہاڑ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اسطرف جاؤ غرضکہ
مین یون ہی ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف چلتا رہا اور جس پہاڑ پر مین جاتا تہا ایک نورانی بزرگ کو پاتا
تہا جو دو روٹیان اور ایک پانی کا کوزہ میری نذر کرتا تہا تیسرے پہاڑ پر مین نے ایک شخصکو پایا جس نے مجہ سے
بیان کیا کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک بلند قلعہ ہے مدت ہوئی کہ سلطان شمس الدین اوسکا محاصرہ کیئے ہوئے
ہے مگر وہ کسیطرح فتح نہین ہوتا جس سے بادشاہ نہایت پریشان اور مکدر ہے تو بادشاہ کے پاس جاکر کہہ کہ لشکر
فلان مہینے اور فلان دن اور فلان وقت بہیج - خدا چاہے تو قلعہ فتح ہو جاویگا - مولانا شمس الدین کا بیان ہے کہ
مین اس مرد خدا کا اشارہ پاکر سلطان شمس الدین کے دربار مین آیا اور دربان کی معرفت یہ خوشخبری بہیجی
دربان بادشاہ کے پاس گیا اور سارا واقعہ بیان کیا سلطان نے کہا کہ اوس سے جاکر پوچہو کہ یہ تو کہان سے
کہتا ہے کہ فلان دن اور فلان وقت قلعہ فتح ہو جاویگا جواب دیا کہ تم کو قلعہ کے فتح ہو جانے سے غرض ہے
اوسوقت تک تم مجہے نظر بند رکہو اگر میرے کہنے کے مطابق قلعہ فتح نہو تو میرا خون مباح ہے بادشاہ نے
فرمایا کہ اس شخص کو بہت احتیاط اور محافظت کے ساتہ نظر بند کیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مولانا شمس الدین

کہتے ہین کہ جب فتح کا وعدہ قریب پہنچا تو مجہے خدام بادشاہ کے پاس لیگئے اور مین نے بڑی دلیری کے ساتھ کہا کہ اسوقت سوارون اور پیادون کو حکم دیجیے تاکہ وہ قلعہ پر حملہ کرین بادشاہ نے فرمایا یہ سمجہ مین نہین آتا کہ ایک ایسا مستحکم قلعہ جو ہندوستان مین اپنا نظیر نہین رکہتا طرفۃ العین مین کیونکر مسمار کردیا جائیگا ابہی تہوڑی دیر نہ گذری تہی کہ سات سو سوارون اور بہت سے جانباز پیادون نے قلعہ پر حملہ کیا اور بات کی بات مین فتح کرلیا لوگ بادشاہ کے دربار مین فتح کی خوشخبری لائے اور سلطان شمس الدین نے میرا حد سے زیادہ اعزاز و اکرام کیا اور چار گاؤن بداؤن مین بطریق انعام میرے حوالے کیے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تہے کہ جب شیخ جلال الدین تبریزی شہر مین آئے تو وہ چاہتے تہے کہ مین جلد شہر سے ہندوستان کی طرف چلا جاؤن اور فرماتے تہے کہ جب مین شہر مین آیا ہون تو خالص سونا تہا ابہی کچہ روز نہین گذرے ہین کہ چاندی رہگیا۔ اسکے بعد نہین معلوم کیا ہوجاؤن گا۔ شیخ جلال الدین تبریزی کے مناقب اور شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغری کے انتقال کا سبب صلوۃ نفل کے نکتے اور ادعیہ ماثورہ اور اوراد مقبولہ کے باب مین لکہا جاچکا ہے۔

نکتہ شیخ حیدر زاویہ کی بزرگی کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز فرماتے تہے کہ جس زمانہ مین کفار چنگیز خان کا خروج ہوا اور کفار نے خراسان کی طرف رخ کیا تو اوسوقت ایک درویش صاحب جمال و حال کے لشکر مین موجود تہا جب لشکر چنگیز خان خراسان کی طرف بڑہا تو شیخ حیدر زاویہ نے اپنے یارون کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ مغلون سے بچکر بہاگو کیونکہ وہ خراسان پر غالب ہونگے لوگون نے دریافت کیا کہ مغل خراسان پر کیونکر غالب ہونگے کہا وہ ایک درویش کو اپنے ساتہ لارہے ہین اور خود اوسکی پناہ مین آتے ہین۔ مین نے اوس درویش سے کشتی کی مگر انجام کار اوسنے مجہے زمین پر دے پٹکا۔ اب حقیقت حال یہ ہے کہ وہ کیسے روکے سے نہ رکیگا اور تمام خراسانیون پر غالب آئیگا تمہین یہان سے فورا بہاگ جانا چاہیئے یہ کہکر خود ایک غار مین چلے گئے اور غائب ہوگئے آخر کار ویسا ہی ہوا جیسا آپ نے فرمایا تہا۔ میرحسن نے اس موقع پر عرض کیا کہ لوگ بیان کرتے ہین کہ شیخ حیدر زاویہ کے ہاتہ مین طوق اور دستکلہ آہنی موم ہوجاتا تہا فرمایا ہان یہ بات تو اون مین تہی ہی اس سے بڑہکر اور بات یہ تہی کہ لوہارون کی بہٹی مین سے گرم لوہا اوٹہاکر بالکل اوسیطرح حلقے بنا لیتے تہے جس طرح کوئی شخص مٹی اور گہاس کے حلقے بناتا ہے۔ شیخ حیدر گرم لوہے کے طوق بناکر گلے مین پہنتے تہے اور گاہے دستکلہ بناتے تہے اونکے ہاتہ مین لوہا موم جیسا ہوجاتا تہا یہ گروہ جو طوق اور دستکلہ رکہتا اور اپنے تئین اونکی طرف منسوب کرتا ہے صرف جہوٹی نسبت دیتا ہے اون جیسا حال اور اونکی سی بندگی اس مین کہان پائی جاتی ہے۔

نکتہ بی بی فاطمہ سام رحمۃ اللہ علیہا کی بزرگی کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ اندرپت مین ایک عورت رہا کرتی تھی جسے لوگ بی بی فاطمہ سام کہا کرتے تھے یہ بی بی عفت و صلاحیت مین مشہور تھی اور حقیقت یہ ہے کہ جیسی مشہور تھی اصل مین ویسی ہی تہی۔ چنانچہ اکثر اوقات جناب شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک پر جاری ہوا ہے کہ بی بی فاطمہ حقیقت مین مرد ہے خدا نے اوسے عورتونکی صورت مین بھیجا ہے۔ ازان بعد فرمایا کہ درویش جب نیک عورتون اور نیک مردون کا واسطہ دیکر دعا کرتے ہین تو اول نیک عورتون کو یاد کرتے ہین کیونکہ نیک عورتین زیادہ عزیز ہوتی ہین۔ ازان بعد فرمایا کہ شیر جب اپنے بھٹہ سے باہر آتا ہے تو کوئی شخص یہ نہین پوچھتا کہ یہ شیر نر ہے یا مادہ مطلب یہ ہے کہ فرزند آدم طاعت اور تقوی سے معزز و ممتاز ہوتا خواہ مرد ہو یا عورت۔ بعدہ آپنے حضرت بی بی فاطمہ سام کے مناقب و فضائل مین مبالغہ فرمایا کہ وہ حد درجہ کی نیک اور پارسا عورت تہی۔ اوسمین صلاحیت اور قابلیت کوٹ کوٹ کر بہری ہوئی تہی۔ کبر سنی مین انتہا درجہ کو پہونچگئی تہی مین نے خود اونہین دیکھا ہے۔ بہت ہی نیک دل اور عزیز عورت تہین اونکو اور حضرت شیخ شیوخ العالم شیخ کبیر فرید الحق والدین اور حضرت شیخ نجیب الدین متوکل قدس اللہ سرہما العزیز مین بہائی چارہ اور خواہر خواندگی تہی اور وہ اکثر اوقات حسب حال شعر کہا کرتی تہین چنانچہ ذیل کے دو مصرعے مجہے یاد ہین جو اونہون نے میرے سامنے برجستہ کہے تہے **بیت** ہم عشق طلب کنی وہم جان خواہی ٭ ہر دو طلبی ولے میسر نشود ٭

نکتہ شفقت اور نیت کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت امیر المومنین جناب خلیفہ دوم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو دیکہا کہ سر پر گہوارہ لیئے چلی جاتی ہے آپنے اوس سے دریافت کیا کہ یہ گہوارہ کیسا ہے اور اوسمین کون ہے عورت نے جواب دیا کہ امیر المومنین اس گہوارہ مین میرا باپ ہے مین اسے سر پر لادے ہوئے اسلیئے پہرتی ہون کہ اوسکا کچہ حق میرے سر سے اوتر جائے۔ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی نے فرمایا کہ ای عورت باپ کا حق تو تونے پورا کر دیا اور اوسکے بار احسان سے سبکدوش ہوئی لیکن مان کا حق اس سے بہی زیادہ ہے اوس سے کیونکر عہدہ برآ ہوگی عورت نے جواب دیا کہ امیر المومنین سارے اعمال نیت پر موقوف ہین میری نیت ہے کہ جب مین باپ کے حقوق سے فی الجملہ سبکدوش ہو جاؤن تو مان کے حقوق کی ادائگی مین کوشش کرون۔ اسنے مجہے اپنے دامن عاطفت کے سایہ مین پالا پرورش کیا اور صرف اس لحاظ سے میری پرورش مین کوشش و محنت اوٹہائی کہ جسوقت مین بڑہاپے کو پہونچونگا اور درازی عمر پاؤنگا تو یہ میری تیمار داری کما حقہ کریگی چنانچہ میری ہمت اس مین ہے کہ جہانتک مجہسے بن پڑے اسکی تیمار داری مین کوشش کرون

اور ساتھ ہی یہ بھی نیت ہے کہ جب باپ کی تیمارداری سے فارغ ہو جاؤن تو مان کی تیمارداری مین مصروف ہون اور مین نے
باپ کی ادائیگی حقوق کو مان کی خدمت پر اسلیئے مقدم رکھا ہے کہ یہ بہ نسبت مان کے زیادہ محتاج خدمت ہے اسلیئے
مین نے تہیہ کر لیا ہے کہ جبتک یہ زندہ ہے مین اسکے ادائیگی حقوق مین لگی رہون گی اور جب مر جائیگا تو اسکی
خدمت اور حقوق سے عہدہ برآ ہو کر مان کی خدمت مین مصروف ہونگی ۔ ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت امیر المومنین
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت مین ایک شخص کو کسی ولایت کا حاکم مقرر کیا اور اسکے نام کا فرمان
لکھکر اوسکے حوالہ کیا ۔ اس اثنا مین امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب ایک چھوٹے سے بچے کو گودی مین لیئے
ہوئے مہربانی اور شفقت فرما رہے تھے اوس عزیز نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ حضرت مین
دس فرزند رکھتا ہون لیکن کسیکو ایسا دوست نہین رکھتا جیسا آپ اس بچے کو دوست رکھتے ہین امیر المومنین عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ذرا مجھے وہ فرمان جو ابھی لکھکر تیرے حوالہ کیا ہے دکھا دے اوس شخص نے لکھا ہوا
فرمان آپکے ہاتھ مین دیدیا آپنے فرمان کو فوراً چاک کر ڈالا اور فرمایا کہ مین ایسے بے رحم کو حاکم بنانا نہین چاہتا
جب تم کو چھوٹون پر شفقت و مہربانی نہین ہے تو بڑون پر کیا خاک رحم ہوگا ۔ اسکے بعد سلطان المشائخ نے اوس
گروہ کے بارے مین ایک تمثیلی حکایت بیان فرمائی جو خراج کے لینے مین ظلم و زیادتی کرتے ہین فرمایا کہ لاہور کے اطراف
مین ایک گاؤن تھا جس مین ایک درویش سکونت رکھتا تھا زمین کو بوتا جوتا کرتا اور زراعت سے اپنی زندگی بسر
کیا کرتا تھا اور کوئی شخص اوس سے خراج یا مال گذاری لیتا نہ تھا یہانتک کہ اوس گاؤن پر ایک بے رحم کوتوال
مقرر ہوا اور اوسنے درویش سے زمین کی مال گذاری طلب کی اور نہایت سختی سے کہا کہ تونے بہت روز سے زمین کی
مالگذاری ادا نہین کی ہے بے دریغ غلہ اوٹھا کر لیجاتا ہے اور نہایت بیباکی سے کہتا ہے اب یا تو کوئی کرامت
دکھاؤ یا زمین کی مالگذاری ادا کرو درویش نے لجاجت کی لہجہ مین کہا کہ کرامت کسے کہتے ہین مجھہ مین کسیطرح کی
کرامت نہین ہے ۔ مگر جب کوتوال کا اصرار حد سے بڑھ گیا اور درویش نے دیکھا کہ بغیر کرامت دکھائے پیچھا چھوٹنا
مشکل ہے اوسنے کوتوال کی طرف روئے سخن کرکے کہا کہ تو جو کرامت چاہتا ہے بیان کر ۔ اتفاقاً اوسی گاؤن کے متصل
ایک دریا بہتا تھا کوتوال نے کہا اگر تجھہ مین کوئی کرامت ہے تو اس دریا سے عبور کر جا ۔ درویش نے خدا پر بھروسہ
کرکے دریا مین پاؤن ڈالا اور پانی کی سطح پر اسطرح سے عبور کر گیا جیسے کوئی زمین پر دوڑتا ہے لیکن اوس پار
جاکر درویش نے کشتی کی درخواست کی لوگون نے کہا اے درویش جس طرح تم گیئے ہو اوسیطرح چلے آؤ ۔ درویش
چونکہ کامل تھا کہا اگر مین بدون کشتی کے آؤن گا تو میرا نفس فربہ ہو جائے گا اور کہیگا کہ مین بھی کچھہ ہون ۔

نکتہ عقیدت مند امرا اور خلفا کے بیان میں۔ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز نے فرمایا بغداد کے خلفا میں سے ایک خلیفہ نے ایک نوجوان کو کسی جرم میں قید کر دیا اوسکی ماں آئی اور خلیفہ کے آگے حد سے زیادہ نالہ و زاری کرنے لگی تاکہ خلیفہ اوسکے فرزند کو قید سے رہائی دے خلیفہ نے کہا کہ مین نے تیری فرزند کی نسبت حکم کیا ہے کہ جبتک میری اولاد ہو وہ قید مین رہے جون ہی بڑھیا نے خلیفہ کی یہ وحشتناک اور مایوس کر دینے والی بات سنی تو آنکھون مین آنسو بھر لائی اور آسمان کی طرف موںھ کرکے کہا خداوندا تیرے خلیفہ نے تو یہ حکم لگایا ہے اب تو کیا حکم کرتا ہے خلیفہ عورت کی اس بات سے بہت متاثر ہوا اور اوسکا دل نرم پڑ گیا حکم دیا کہ اسکے فرزند کو قید سے رہائی دین چنانچہ حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور اوس نوجوان کو قید سے رہا کر دیا گیا۔ زان بعد خلیفہ نے فرمایا کہ اس نوجوان کو سوار کرو اور سوارون کا ایک دستہ اسکے ساتھ کرکے بغداد کے تمام کوچہ و بازار مین پھراؤ اور ندا کرو کہ ہذا اعطاء اللہ علی رغم الخلیفۃ۔ یعنی خدا تعالی کی بخشش ہے خلیفہ کی مرضی کے برخلاف۔ نکتہ بادشاہون کے تغیر مزاج کے بیان مین۔ حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ کلمات قدسیہ مین سے ایک یہ جملہ بھی ہے کہ قلوب الملوک ونواصیہم بیدی۔ یعنی بادشاہون کے دل اور اونکی پیشانیان میرے ہاتھ مین ہین آیا ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے۔ بادشاہون کے دل میرے ہاتھ مین ہین اور مین ہی اونکے دلونکو پلٹ دیتا ہون جب خلق حق کے ساتھ سیدھی رہتی ہے تو بادشاہونکے دلون مین اوسپر مہربان کر دیتا ہون۔ اور جب وہ حق سے بغاوت کرتی ہے تو مین اونکے دلونکو مہر سے خالی کر دیتا ہون۔ زان بعد سلطان المشائخ کی زبان مبارک پر یہ لفظ جاری ہوئے کہ آدمی کو ہر وقت خدا پر نظر رکھنی چاہیئے اور سب چیزونکو اوسکی طرف سے دیکھنا چاہیئے بعدہ اسی مطلب کے موافق آپنے ذیل کی حکایت بیان فرمائی جس زمانے مین قباچہ ملتان کا حاکم تھا اور سلطان شمس الدین دہلی کے تخت حکومت پر جلوہ آرا تھا تو ان دونون مین مخاصمت ظہور مین آئی اور جانبین سے لشکر آراستہ ہوکر جنگ کے لیئے آمادہ ہوگئے شیخ رحمۃ اللہ علیہ اور ملتان کے قاضی دونون نے سلطان شمس الدین کو خط لکھے اتفاق سے دونونکے خط قباچہ کے ہاتھ پڑ گئے۔ خطون کا مضمون دیکھکر قباچہ بہت بگڑا اور قاضی کو قتل کرا دیا اور شیخ کو دربار مین طلب کیا۔ شیخ بہاؤ الدین قدس سرہ نہایت بیباکی سے اوسی طرح دربار مین گئے جسطرح ہمیشہ جایا کرتے تھے اور بدون کسی دہشت اور خوف کے قباچہ کے دائین طرف بیٹھ گئے قباچہ نے جیب مین سے خط نکالکر شیخ کے ہاتھ مین دیا اور کہا فرمائیے یہ خط کسکا ہے شیخ نے خط کو پڑھکر کہا بیشک یہ خط مین نے ہی لکھا ہے اور اپنے ہی قلم سے لکھا ہے قباچہ نے کہا آپنے کیون لکھا فرمایا مین نے جو کچھ لکھا ہے خدا کی طرف سے لکھا ہے بجھسے جو کچھ بن پڑے میرے ساتھ کر گذر۔ اور تو کر ہی کیا سکتا ہے تیرے ہاتھ مین ہے ہی کیا چیز۔ قباچہ شیخ کی

یہ بیباک تقریر سنکر متامل ہوا حکم کیا کہ کہانا لایا جاوے فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی شیخ کی عادت تہی کہ کسیکے گہر مین کہانا نہ کہاتے تہے اور قباچہ کا اس سے مقصود یہ تہا کہ جب شیخ کہانیسے انکار کرینگے تو مجہے اونکے مضرت پہونچانے پر حجت ہو جاویگی لیکن چونکہ شیخ کو باطنی نور سے قباچہ کا مافی الضمیر معلوم ہو گیا تہا اسلیئے جونہی دسترخوان پر کہانا چنا گیا آپنے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر کہانیکی طرف ہاتہ بڑہایا اور کہانا شروع کر دیا قباچہ یہ کیفیت دیکہکر غصہ مین بہڑک اٹہا مگر کر ہی کیا سکتا تہا جبراً غصہ کو دبایا اور شیخ کو جانیکی اجازت دی شیخ سلامتی کے ساتھ اپنے مقام پر واپس گئے۔ زان بعد سلطان المشائخ نے فرمایا کہ بعض لوگون کا مزاج بہت جلد متغیر ہو جاتا ہے اور اسی معنی کے مناسب مولانا فخر الدین زرادی کی یہ دو بیتین زبان مبارک پر جاری فرمائین۔ ؎ آنم کہ بہ نیم ذرہ ناخوش گردم ٭ وز نیمۂ نیم ذرہ دلکش گردم ٭ از آب لطیف تر مزاجے دارم ٭ در بادِ ہوا وگرنہ آتش گردم ٭

مین نے حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز کے قلم مبارک سے لکہا دیکہا ہے قیل یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اخبرنی وحکم فی نفس اقدام علا ہو الدین یجبر مین الشرکہ فیختار لقیل ان الجنۃ المحکمین وردی ہالکہم والمنصف من نفس حکما الیہم کلما یحکم ولذلک اسی کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بادشاہ زادہ نہایت نیک اور صاحب کشف تہا ایکدن کسی خوشگوار منظر مین بیٹہا ہوا تہا کہ دفعتاً آسمان کی طرف نظر کی اور تہوڑی دیر تک ٹکٹکی باندہے دیکہتا رہا پہر دوسری طرف دیکہا اور اوسکے بعد دوبارہ اوپر کی طرف نظر اوٹہائی اور دیر تک آسمان دیکہتا رہا۔ زان بعد اپنے حرم کی طرف نظر کی اور زار قطار رونے لگا اوسکی حرم نے بیتاب ہو کر پوچہا کہ یہ کیا بات ہے کہ پہلے تونے آسمان کی طرف دیکہا اور پہر مجہے دیکہکر رو دیا۔ شہزادہ نے کہا اس سوال سے درگذر تیرے بتانے کے لائق نہین ہے لیکن جب اوسکی حرم نے اصرار اور اصرار کے ساتہ الحاح بہت کیا تو شہزادے نے غمگین آواز میں کہا کہ آگاہ ہو اس ساعت مین میری نظر لوح محفوظ پر جا پڑی دیکہتا ہون کہ فرشتون نے میرا نام زندون کے تختے سے کہرچ ڈالا ہے اس سے مجہے معلوم ہو گیا کہ اب میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو کر چہلکا ہی چاہتا اور میرے کوچ کا وقت پاس ہی آ لگا ہے پہر جو مین نے دوسری طرف دیکہا تو میری نظر لوح محفوظ کے ایک گوشہ مین جا پڑی اور دیکہنے سے معلوم ہوا کہ ایک حبشی غلام میری جگہ پر بیٹہا ہے اور یہ ساری بارگاہ اور جاہ و حشم اوسکے قبض و تصرف مین ہے۔ غلام میرے مرے پیچہے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوگا اور تو اوسکے نکاح مین جائیگی یہ تہا جو مین نے دیکہا حرم نے شہزادے کی یہ افسوسناک بات سنکر کہا اب تو مجہے کیا حکم کرتا ہے شہزادے نے کہا مین کیا کر سکتا ہون حکم وہی ہے جو حق نے نافذ فرمایا ہے۔ یہ کہکر شہزادے نے فوراً حبشی غلام کو طلب کیا اور اپنے کپڑے پہنا کر اپنا

ولی عہد مقرر کیا اور کسی طرف غنیم کے روکنے کو روانہ کیا۔ ساتھہ ہی لشکر اور سرداروں کو حکم فرمایا کہ سب اسکے حکم پر سر
جہکاوین حبشی غلام نے شہزادے کا اشارہ پاتے ہی ایک جرار فوج کو مع امرا اور افسرون کے اودہر روانہ کیا اور خود
بہی عقب سے مخالف کے مقابلہ مین پہونچا اور استقلال اور ثابت قدمی نیز شاہزادے کے حکم کی برکت سے نمایان فتح حاصل
کرکے بادشاہ کی خدمت مین لوٹ آیا۔ دوسرے روز بادشاہزادے نے وفات پائی جس زمانہ مین حبشی غلام لشکر کے
ساتھہ مہم سر کرنے گیا تہا مخلوق کے ساتہہ ایسے عادات و اخلاق کے ساتہہ پیش آیا کہ سبکے دل اوسکی محبت کی طرف مائل
ہوگئے تہے یہی وجہ تہی کہ بادشاہزادے کے انتقال کرتے ہی سارے ملک نے اوسکے حکم پر گردن تسلیم خم کردی اور شہزادہ
کی حرم محترم شرعی حکم کے بموجب اوسکے نکاح مین آگئی اور جیساکہ بادشاہزادے نے کہا تہا ظہور مین آیا۔
نکتہ اون مردان خدا کے بیان مین جو ہمیشہ ذکر الٰہی مین مستغرق رہتے اور کہانے پینے راحت و خواب سے بالکل بے پروا
رہتے ہین۔ سنہ ۶۳۳ھ ہجری مین سلطان شمس الدین نے دار فنا سے عالم بقا مین رحلت کی اور اسی سال حضرت شیخ
الاسلام قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس اللہ سرہ العزیز نے وفات پائی بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان شمس الدین کی
وفات کے بعد دس سال کی مدت مین اوسکے چار فرزند یکے بعد دیگرے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوئے۔ دس سال گذر جانے
کے بعد سلطان شمس الدین کا چوتہا لڑکا جو عمر مین سب سے چہوٹا اور سلطان ناصر الدین کے نام مشہور تہا تخت نشین ہوا۔
سلطان ناصر الدین جسکے نام سے طبقات ناصری مشہور ہے ایک نہایت ہی بردبار اور کریم النفس اور عبادت گذار بادشاہ تہا
اوسکی اکثر وجہ معاش اوسکے ہاتہون کی کمائی ہوتی تہی لیعنے قرآن مجید لکہکر اوسکے اجرت سے اپنا اور نیز اپنے متعلقین
کا خرچ چلاتا تہا کامل بیس سال بادشاہ رہا اس مدت مین سلطان غیاث الدین بلبن کے ہاتہہ مین ملک و سلطنت کی
باگ تہی اور وہ ان ایام مین الغ خان کے نام سے شہرت رکہتا تہا۔ سلطان ناصر الدین کے انتقال کے بعد ۶۶۴ھ مین سلطان
غیاث الدین بلبن جو شمس الدین کے خدام مین شمار کیا جاتا تہا مستقل طور پر بادشاہ قرار دیا گیا اور دہلی مین تخت
حکومت پر جلوس فرما ہوا اوسکے دو لڑکے تہے۔ بڑا لڑکا جو اسکا ولی عہد اور ملتان کا حاکم تہا سنہ ۶۸۴ھ مین لاہور اور
دیپالپور کے درمیان مغلون کے محاربے مین شہید ہوگیا۔ اور بہت سے تجربہ کار سوارون نے اوس جنگ مین شہادت کا
جہلکتا ہوا ساغر موقعہ سے لگایا اسوقت سے خان ملتان کو خان شہید کا لقب ملا یعنی لوگون نے اونکا نام خان شہید رکہا
امیر خسرو اسی لڑائی مین مغلون کے ہاتہہ گرفتار ہوگئے تہے اور ایک عرصہ تک قید رہکر بڑے حیلون سے رہائی حاصل
کی تہی۔ خان شہید کے بعد اوسکا ایک فرزند کیخسرو نام باقی رہا۔ سلطان غیاث الدین کا دوسرا فرزند بغرا خان تہا
اسکا اصلی نام تو محمود تہا مگر ناصر الدین کے نام سے زیادہ شہرت رکہتا تہا۔ ناصر الدین کا ایک فرزند تہا کیقباد نام

مگر معز الدین کے لقب سے زیادہ مشہور تہا خان شہید کی زندگی ہی مین کیخسرو کے علاوہ اوسکی ساری اولاد مر چکی تہی چنانچہ خان شہید کے دنیا سے سفر کر جانے کے بعد ملتان کی حکومت کیخسرو ہی کے حوالہ کیگئی اگرچہ یہ ابہی کم سن اور نوجوان تہا مگر چونکہ بادشاہ کی نظر مین پرورش پانے ہوئے تہا اسلیئے ہر بات کے نشیب و فراز سے واقف تہا بادشاہ دہلی نے بہت سے جدید تجربہ کار امرا اور کارکن وزرا کی ہمراہی مین کیخسرو کو دہلی سے ملتان کی طرف روانہ کیا اسوقت بادشاہ کی عمر ۸۰ سال سے تجاوز کر گئی تہی اور جس روز خان شہید نے دنیا سے مونھ موڑا ملک بلبنی مین دن بدن فتور اور ضعف پیدا ہوتا جاتا تہا بادشاہ اکثر اوقات اپنے لائق فرزند کے غم مین مصروف رہتا تہا اور شب و روز کے اندوہ و الم اوسے انتظام ملک کی طرف بہت کم متوجہ ہونے دیتے تہے۔ تاریخ فیروزشاہی کا مصنف لکہتا ہے کہ مین نے معتبر اور ثقہ لوگون سے سنا ہے کہ سلطان بلبن کے زمانہ مین سلطان شمس الدین کے خاندان کے چند بزرگ باقی تہے۔ سلطان بلبن کا عہد اون ہی بزرگون سے آراستہ تہا چنانچہ سادات مین سے جو اس امت کے بزرگترین حضرات ہین ذیل کے اشخاص موجود تہے۔ سید قطب الدین شیخ الاسلام جو بداون کے قاضیون کے جد بزرگوار ہین سید منتخب الدین سید مبارک کے فرزند رشید سید جلال الدین۔ سید اعز الدین۔ سید معین الدین بیانہ۔ سید چہجو۔ اور کیتہل کے سادات عظام اور نجیب صفات اور بیانہ اور بداون کے سادات موجود تہے علاوہ انکے اور بہت سے سادات جو ظالم اور ستمگر چنگیز خان کے حادثہ سے فرار ہو کر اس شہر مین آ بسے تہے اور جو صحت نسب اور بزرگی مین اپنا نظیر نرکہتے تہے اور کمال تقوی اور تدین سے آراستہ تہے ابہی تک زندہ موجود تہے۔ اسیطرح سلطان بلبن کے عہد مین بہت سے مشہور اور نامور علماء اور کامل اُستاد موجود تہے جو مجلس افادہ اور افاضہ مین بیٹہکر درس دیتے تہے چنانچہ مولانا برہان الدین بلخی اور مولانا برہان الدین بزاز اور مولانا نجم الدین دمشقی مولانا فخر الدین رازی کے شاگرد۔ اور مولانا سراج الدین سنجری اور قاضی شرف الدین لوادجی اور صدر جہان منہاج الدین جورجانی۔ اور قاضی رفیع الدین گازرونی۔ اور قاضی شمس الدین درم ساجی اور قاضی رکن الدین سامانہ اور قاضی قطب الدین کاشانی کے فرزند قاضی جلال الدین کاشانی۔ قاضی القضاۃ سعید الدین۔ قاضی ظہیر الدین۔ قاضی جلال الدین۔ اور چند مشہور اُستاد اور نامور مفتی اور علماء شمسی کے فرزند و شاگرد موجود تہے جو درس و تدریس اور فتوون کے جوابات لکہنے مین ید طولی رکہتے تہے اور علمی فضائل مین اپنا نظیر نرکہتے تہے۔ اسیطرح بہت سے مشائخ جنکا اوس زمانے مین کوئی شخص مقابل نہو سکتا تہا رونق دہ سلطنت تہے عہد بلبنی کو حقیقت مین انہین بزرگوارون سے زیب و زینت حاصل تہی چنانچہ سلطان بلبن کے آغاز عہد مین حضرت شیخ شیوخ العالم فرید الحق و الدین مسعود موجود تہے جو قطب عالم اور مدار جہان

سا تحفہ رکہتے تہے اور نہ صرف شہرت رکہتے تہے بلکہ حقیقت مین ایسے ہی تہے اور آپ اس شہر کے تمام باشندونکو اپنے د
حمایت اور امن و عافیت مین لیے ہوئے تہے آپکی کرامتین مشرق سے مغرب تک مشہور تہین آپکے انفاس نفیسہ اور آثار قد
محاسن کے وجہ سے ایک مخلوق دین و دنیا کے بلاؤن اور زمینی و آسمانی آفات سے نجات پاتی تہی جو لوگ قابل طبیعتیں
رکہتے تہے وہ آپکی ارادہ کی برکت سے درجات عالیہ پر ترقی کرتے تہے اور جنکے دلون مین کچہہ بہی ربانی لیاقت رکہی گئی
تہی وہ آپکی صحبت کی بدولت معرفت کے اعلی درجہ پر پہونچتے تہے۔ شیخ شیوخ العالم قدس سرہ کے علاوہ اور بہی بہت
بزرگوار اوس عہد مین موجود تہے چنانچہ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا کے فرزند رشید شیخ صدرالدین اور حضرت
قطب الاقطاب شیخ الاسلام والمسلمین جناب شیخ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی کے ممتاز اور سربرآوردہ خلیفہ شیخ
بدرالدین غزنوی اور شیخ ملک یار پران اور حضرت بی بی فاطمہ سام اور سیدی مولی انکے علاوہ اور بہی بہت سے مشائخ تہے
جنکی وجہ سے سلطان بلبن کے عہد مین برکات و میامن برابر آسمان سے اس سرزمین پر نازل ہوتے تہے علی ہذا القیاس
بلبنی عہد مین بہت سے حکماء اور اطبا بہی تہے جنکی حکمت اور طب کی نظیر سے اوس زمانہ کے اکثر طبقہ خالی تہے منجملہ اونکے
ذیل کے چند اشخاص نہایت ہی تجربہ کار اور حاذق طبیب مشہور تہے۔ حمید الدین مطرز مولانا بدرالدین دمشقی۔ مولانا
حسام الدین ماری کلا وغیرہ۔ اسیطرح اوس زمانہ کے فرمان روا اور حکام بہی بے نظیر زمانہ تہے جیسے بادشاہ علاؤالدین
کشلیخان۔ یہ بادشاہ سلطان بلبن کا بہتیجا تہا جسکی کثرت جود و کرم اور ایثار و بخشش نے حاتم طائی کا نام صفحہ دنیا
سے میٹ دیا تہا اور بذل و کرم مین دنیا بہر کے فیاضون سے سبقت لیگیا تہا۔ مین نے حضرت امیر خسرو کے خاص اہل و
اقارب سے سنا ہے کہ علاؤالدین کشلیخان جیسا بادشاہ بخشش اور جود و کرم اور تیر اندازی اور گیند بازی اور صید افگنی
مین ہندوستان کو اپنی گود مین پالنا نصیب نہین ہوا۔ بلکہ مادر دنیا نے ایسا کوئی ہونہار اور خوش قسمت بادشاہ
نہین جنا۔ غرضکہ بادشاہ علاؤالدین اپنے باپ کشلیخان کی جگہ جو سلطان بلبن کا حقیقی بہائی تہا تخت نشین ہوا اور
جب سلطان بلبن خان شہید کے افسوسناک واقعہ سے شکستہ ہوا اور بے شمار رنج و غم سے بیمارونکی طرح صاحب فراش
ہوا تو اوسنے اپنے چہوٹے فرزند بغرا خان کو لکہنوتی سے دہلی مین طلب کیا اور جب وہ بوڑہے باپ کی خدمت مین حاضر
ہوا تو باپ نے کہا کہ فرزند مین تیرے بہائی کے فراق نے میری پیٹہہ کو تیڑہا کر دیا اور صاحب فراش بنا دیا ہے فرزند
من یہ وہ زمانہ نہین ہے کہ تو مجہسے علاحدہ رہے۔ مین تیرے سوا اور کوئی فرزند نہین رکہتا ہون کہ میرے بعد وہ میری
جگہ سنبہالے کیخسرو اور کیقباد جو تمہارے فرزند ہین اگرچہ مینے اونہین اپنی نظرون مین پرورش کیا ہے اور اون کی
تعلیم و تادیب مین حد سے زیادہ کوشش کی ہے لیکن پہر ابہی بچے ہین ناتجربہ کار ہین زمانے کا سرد و گرم ابہی تک

انفاس متبرکہ سے منور و روشن تہا۔ دنیا بہر کے لوگ انسے بیعت تہے اور آپکی رہنمائی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہتے تہے حضرت شیخ نظام الدین اسوقت غیاث پور مین تشریف رکہتے تہے شیخ بدرالدین سلیمان کے فرزند رشید اور شیخ فریدالدین کے پوتے شیخ علاؤالدین اجودہن مین متمکن تہے اور جبتک عہد علائی بارونق رہا اور سلطان علاؤالدین زندہ رہا آپ اجودہن ہی مین رہے شیخ رکن الدین جو شیخ صدرالدین کے فرزند اور شیخ بہاؤالدین زکریا کے پوتے تہے ملتان مین تشریف رکہتے تہے۔ شیخ رکن الدین ہی اوس زمانہ مین ایک ایسے بزرگ تہے جو تمام عہد علائی مین داد طریقت دیتے اور مریدونکی تکمیل مین مصروف رہتے اور والد بزرگوار کا سجادہ منور رکہتے تہے۔ سندہ اور ملتان اور اوچہ کے تمام باشندے شیخ رکن الدین کے آستانہ مبارک پر سرجہکائے بیٹہے رہتے تہے اور اونکی دوری کو حرمان نصیبی خیال کرتے تہے آپکی کشف وکرامت مین کسیکو شک وشبہہ نہا اور آپکے خاندان محترم کے فضائل واوصاف کوئی شخص تحریر وتقریر مین نہ لاسکتا تہا اوس زمانے کے لوگ شیخ بہاؤالدین زکریا کو سالکون اور خداطلبون مین سپید باز کہا کرتے تہے یعنے یہی ایک شخص ہین کہ جو لوگ اپنے تئین اونکے پر ون مین باندہ دیتے ہین تو وہ اونہین خدا تک پہونچا دیتے ہین۔ شیخ صدرالدین اوصاف کمال اور تکمیل کے ساتہ موصوف تہے اور سخاوت و فیاضی مین اسدرجہ بڑہے ہوئے تہے کہ باوجودیکہ والد بزرگوار کی میراث سے بے انتہا مال ہاتہ لگا تہا اور بہت سے قریون اور گاؤن کا محصول آتا تہا لیکن پہر بہی کثرت فیاضی اور سخاوت کی وجہ سے اکثہ ایام قرض لیکر زندگی بسر کرتے تہے۔ عہد علائی مین بڑے بڑے نامدار شاعر بہی تہے اور اس پایہ اور مرتبہ کے تہے کہ اونکے بعد بلکہ اونسے پیشتر بہی چشم زمانہ نے ایسے شاعر نہ دیکہے تہے خاصکر امیر خسرو جو سلف وخلف کے شاعرونکے سرتاج اور بادشاہ تہے اس زمانہ مین موجود تہے۔ امیر خسرو قطع نظر اسکے کہ فن شاعری مین بہت بڑا درک رکہتے تہے اختراع معانی اور کثرت تصنیفات مین بہی اپنا نظیر نہ رکہتے تہے اور مع اس فضل وکمال اور فصاحت وبلاغت کے ایک مستقیم الحال صوفی تہے۔ آپکی تمام عمر دن کے روزون رات کے قیام عبادت اور تلاوت مین گذری تہی آپ حضرت سلطان المشائخ شیخ شیوخ العالم سید نظام الحق والدین محمد احمد بداؤنی بخاری چشتی قدس سرہ العزیز کے مرید خاص اور خلیفہ ممتاز تہے۔ سلطان المشائخ فرمایا کرتے تہے کہ مین نے امیر خسرو جیسا اور کوئی مرید ومعتقد نہین دیکہا۔ ان تمام اوصاف کے علاوہ آپ محبت وعشق مین کامل حصہ رکہتے تہے اور صاحب سماع ووجد اور صاحب حال بہی تہے اور علم موسیقی مین اعلی درجہ کا کمال رکہتے تہے خدا تعالی نے طبیعت ہی ایسی لطیف اور موزون عنایت کی تہی کہ اس فن مین تمام

لوگون سے سبقت لیگئے تھے غرضکہ آپ کا وجود باجود عدیم المثال اور بے نظیر تہا گذشتہ قرنون مین بہی خدا تعالی نے آپ
جیسے بہت کم لوگ پیدا کیئے تہے۔ عہد علائی کے دوسرے مشہور و نامور شاعر امیر حسن سنجری تہے جو شعرا مین یکتے اور یگانہ
تسلیم کیئے جاتے تہے۔ آپکو نظم و نثر کی طرف کمال التفات تہا اور سلاست ترکیب اور روانی سخن مین ایک آیت تہے۔ آپکو
وجدانی قوت اسدرجہ بڑہی ہوئی تہی کہ فی البدیہہ شعر کہنا آپکے نزدیک کوئی بات ہی نہ تہی۔ غایت روانی مین غزلین
شعر لین لکہہ ڈالتے تہے اور کبہی فکر کی حاجت نہ پڑتی۔ آپکا سعدی ہندوستان خطاب تہا اور علاوہ اس فن کے خا
پسندیدہ اور اوصاف حسنہ کے ساتہ متصف تہے۔ مجہے سالہا سال امیر خسرو اور امیر حسن کے ساتہ رہنیکا اتفاق ہوا ہے
کیونکہ مجہے اون سے انتہا درجہ کی محبت و دوستی تہی وہ بغیر میری صحبت کے بیتاب و بے قرار رہتے تہے اور مین جبتک
اونکے ساتہ ہم مجلس نہوتا تہا زندگی دشوار اور اجیرن ہو جاتی تہی۔ امیر حسن کو حضرت شیخ کی خدمت مین کمال درجہ
کا اعتقاد تہا اور یا وہی اعتقاد کا نتیجہ تہا کہ آپ شیخ کی مجلس مبارک مین اکثر وقت حاضر رہا کرتے اور جو کچہہ شیخ
کی انفاس متبرکہ سے سنتے یعنے حضور کے ملفوظات ایک جگہ جمع کرتے جاتے تہے چنانچہ آپنے اونہین ایک کتابی صورت
مین مرتب کیا اور اوسکا نام فوائد الفواد رکہا۔ اس کتاب نے وہ مقبولیت پائی کہ اس زمانہ مین صادقان ارادت کیلیے
قانون اور دستور عام ہو گئی۔ امیر حسن کا ایک دیوان بہی ہے جو صحائف کے نام سے شہرت رکہتا ہے علاوہ اسکے اور
بہت سے مفید نثر اور بے شمار مثنویان پائی جاتی ہین۔ آپ ایسے شیرین گفتار اور ظریف اور خوش مزاج اور مودب
و مہذب تہے کہ مجہے جو راحت و امن انسے حاصل ہوتا تہا کسی اور کی مجالست مین میسر نہوتا تہا۔
واضح ہو کہ میری غرض اس مقدمہ کے بیان کرنے سے صرف اسی قدر ہے کہ معلوم ہو جائے کہ سلطان علاؤ الدین بڑا
سنگدل اور بیباک بادشاہ تہا اس سے زیادہ سنگدلی اور بیباکی و بے التفاتی اور کیا ہو گی کہ مسافر اور طالبان بارگاہ
خدا ہزار دون کوس سے حضرت نظام الدین سلطان المشائخ محبوب الہی کی آرزوے ملاقات مین آتے تہے اور اوسکے
دل مین کبہی یہ بات نہین گذری کہ گہر بیٹہے شیخ الشیوخ محبوب الہی کی ملازمت و زیارت سے بہرہ ور ہو یا جناب
اقدس کو اپنے پاس بلاکر دولت ملاقات حاصل کرے۔ سلطان علاؤ الدین حضرت سلطان المشائخ ہی کی قدمبوسی
سے محروم نہین رہا بلکہ اور بزرگونکی بہی خدمت سے محروم رہا۔ امیر خسرو جو عالم مین ایک فرد کامل اور بے نظیر تہے
اگر عہد محمودی اور عصر سنجری مین ہوتے تو وہ لوگ انکی انتہا سے زیادہ تعظیم و توقیر کرتے لیکن مغرور سلطان
علاؤ الدین نے صرف ایکدفعہ انہین ہزار تنکہ دیئے تہے اور تعظیم و توقیر کماحقہ پہر بہی نہین ادا کی بلکہ سچ پوچہو تو
اون کا حق احترام و احتشام کچہہ بہی ادا نہین کیا اور حقوق کی ذرا بہی محافظت نہین کی پہر باوجود اسکے

کہ سلطان معزالدین کے لڑکے کو گو وہ خرد سال ہے حرم محترم سے باہر لا کر تخت پہ بٹھا دین تاکہ خاندان بلبنی ہی مین ملک سلطنت باقی رہے چنانچہ باتفاق امرا ایسا کیا گیا اور شہزادے کو تخت نشین کرکے اوسے سلطان شمس الدین کا خطاب دیا اور سلطان معزالدین کو کیلوکھری کے محل مین لیگئے اور علاج و تدبیر مین مصروف ہوئے سلطان جلال الدین خلجیون کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ہاپوڑ مین آدہمکا اور اپنے قرابتون کا ایک جم غفیر جمع کیا اور لشکر کی لوٹ لینے لگا سلطان جلال الدین چونکہ ایک دوسری نسل سے تہا اوسے ترکون کی ساتھ کوئی نسبت نہ تہی نہ ترکو اوس سے کچھ تعلق تہا یہی وجہ تہی کہ ترک اوسے ایک ذلیل اور کم اصل اور اپنی نسل سے خارج جانتے تھے اتیمر کچھن اور اتیمر کلدر نے باہم اتفاق رائے کرکے کہا کہ چند بیگانے امرا اسوقت پر معلوم ہوتے ہین دریافت کرنیکے بعد ان کو یہان سے ٹالنا چاہیئے رفتہ رفتہ یہ خبر سارے دربار مین پہیل گئی اور لوگ ان کا ذکر کرنے لگے جب چند شخص باہم ذکر کرتے تہے تو اون مین سب سے پہلے سلطان جلال الدین کا نام لیا جاتا تہا۔ جب سلطان جلال الدین کو خبر پہونچی تو وہ بہی چوکنا ہوگیا اور اپنے آدمیون کو جمع کیا امرا خلج کو ایک جگہ اکہٹا کیا اور اور ہاپوڑ کو اپنا لشکرگاہ مقرر کیا دہلی کے بعض امرا بہی اوسکے ہمراہ ہوگئے اور اوسکی رائے کے ساتہ ہر طرح اتفاق کرلیا۔ اتیمر کچھن اپنے ساتہ چند بہادر اور جری سوار لیکر دہلی سے نکل کہڑا ہوا تاکہ سلطان جلال الدین کو ہاپوڑ سے باہر نکالکر سرائے شمسی مین لائے اور وہین اوسکا قصہ پاک کردے سلطان جلال الدین کو یہ پہلے ہی سے واضح ہوگئی تہی جون ہی اتیمر کچھن بارپک اسکے طلب مین ہاپوڑ پہونچا فوراً خلجیون نے اوسے گہوڑے سے پہینکدیا اور بکرے کی طرح ذبح کر ڈالا۔ سلطان جلال الدین کے فرزند جو شیر نر کی طرح دلیر و چالاک تہے پچاس بہادرون کو اپنے ساتہ لیکر سلطانی دربار مین گہس گئے اور سلطان معزالدین کے فرزند کو تخت سے اوٹہا کرلے گئے اور باپ کے پاس پہونچا دیا اتیمر سرخہ نے یہ کیفیت دیکہکر جلال الدین کے لڑکون کا تعاقب کیا مگر خلجیون نے تیرباراانی کرکے فوراً اوسکا کام تمام کردیا ازان بعد ملک الامرا کے فرزند ہاپوڑ مین پہونچے اور جانبین مین سخت لڑائی ہوئی سارے شہر مین ایک کہلبلی مچگئی اور خواص و عوام خورد و بزرگ نہایت جوش و خروش کے ساتہ سلطان معزالدین کے فرزند کی مدد کیلیئے شہر سے باہر نکلے اور بڑی تیزی کے ساتہ ہاپوڑ کی طرف دوڑے کیونکہ شہر کے تمام باشندونکو عموماً اور سلطان بلبن کے ارکان دولت کو خصوصاً خلجیون کی حکومت نہایت گران و شاق تہی اور وہ انکی سرداری کو نفرت کی نگاہون سے دیکہتے تہے گو شہر کے لوگ جمع ہوکر ہاپوڑ مین پہونچے اور ایک سخت ہنگامہ برپا کیا لیکن شہر کے کوتوال نے اپنے فرزندون کے

ذریعہ سے اس ہنگامہ کو دبا دیا اور شہریون کو مجبورا واپس آنا پڑا بہت سے ملوک و اُمرا جو اصل مین ترکون کی نسل سے نہ تہے جلال الدین کے موافق ہوگئے اور اوسکے لشکرگاہ مین داخل ہوکر ترکون سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ اب سلطان جلال الدین کے پاس ایک جم غفیر جمع ہوگیا جسکی وجہ سے ایک عالم جنگ کا حوصلہ اوسکے دل مین پیدا ہو گیا۔ القصہ اس ہنگامہ کے دو دن بعد خلجیون نے ملک لالہ کو سلطان معز الدین کے قتل پر اوبھارا۔ چونکہ سلطان معز الدین نے ملک لالہ کے باپ کو قتل کر ڈالا تہا اسلیئے وہ اس اہم کام کے انجام دہی پر بخوشی راضی ہوگیا اور کیلوکہری کے محل مین سلطان معز الدین کے قتل کرنیکے لیئے پہونچا۔ محل مین پہونچکر سلطان معز الدین کو جو بستر مرگ پر پڑا ہوا موت کے تلخ گہونٹ پی رہا تہا اور چند ساعت کا مہمان تہا بستر خواب مین لپیٹکر زور سے دبوچا اور اپنے ساتہیون کو دیدیا اونہون نے نہایت بے رحمی کے ساتہ آب جمن مین بہا دیا۔ سلطان معز الدین کے انتقال کے بعد ملک چہجو سلطان بلبن کا بہتیجا اور وارث تخت و تاج تہا تین سال تک تخت نشین رہا اسکے بعد خلجیون نے اوسکی جاگیر مقرر کردی اور کرہ کی طرف روانہ کیا۔ انجام موافق و مخالف لوگون نے سلطان جلال الدین کے ہاتہ پر بیعت کی اور سبنے اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ سلطان جلال الدین بے شمار جمعیت کے ساتہ باہر سے روانہ ہوکر کیلوکہری کے قصر معزی مین داخل ہوا اور بڑے جاہ و حشم اور شان و شوکت کے ساتھ داخل ہوا محل مین داخل ہوتے ہی تخت پر بیٹہ گیا لیکن شہر کے عام باشندون اور گذشتہ سلاطین کے خوف و دہشت کی وجہ سے شاہی دولتسرا مین نہین آیا اور اس تخت کو چہوڑکر قدیم تخت پر بیٹہا۔ واضح ہو کہ سلطان جلال الدین خلجی ۶۸۸ہجری مین کیلوکہری کے محل مین تخت نشین ہوا اور سترہ سال تک اوسکی حکمرانی کا دور دورا رہا اوسنے خاص کیلوکہری مین ایک جدید شہر آباد کیا اور ساتہ ہی ایک بہت بڑا اور نہایت عالیشان قلعہ بہت ہی استحکامی اور مضبوطی کے ساتہ بنایا جسکی تعریف مین امیر خسرو کا یہ شعر کافی و وافی ہے ؎ شہا در شہر نوکردی حصارے ٭ کہ رفت از کنگرا و تا قمر سنگ ٭ ازان بعد سلطان علاؤ الدین نے جو سلطان جلال الدین کا بہتیجا اور داماد اور پرورش یافتہ تہا ۶۹۵ ھجری رمضان المبارک سترہوین تاریخ کو اپنے چچا سلطان جلال الدین کو شہید کرڈالا اور خود تخت پر جلوہ آرا ہوا۔ سلطان علاؤ الدین کے عہد مین جو بزرگوار سجادہ شیخی پر جلوہ آرا تہے جو حقیقت مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے ذیل کے حضرات تہے۔

شیخ الاسلام نظام الدین۔ شیخ فرید الدین کے پوتے شیخ الاسلام علاؤ الدین۔ شیخ الاسلام شیخ رکن الدین شیخ بہاؤ الدین زکریا کے پوتے۔ ان بزرگوارون سے عہد علائی آراستہ تہا۔ اور ایک جہان انکے

چلہا نہین ہے مجہے کسیطرح توقع نہین ہوسکتی کہ میرے بعد اونکو ملک سونپا جائے اور وہ نفسانی حرص وہوا سے خا
ہوکر حکمرانی کرسکین اور پہر ملک دہلی ویساہی مہذب اور شائستہ حالت مین رہے جیساکہ سلطان شمس الدین کے بعد سے ایک
تک رہا ہے اگر تم لکہنوتی مین رہوگے اور دہلی کے تخت پر کوئی دوسرا شخص بیٹہے گا تو تم کو اوسکی اطاعت وملازمت کرنی
ہوگی اسبات کو سوچو اور میرے پہلو سے دور نہو اور لکہنوتی جانیکی آرزو مت کرو چونکہ بغرا خان ایک تندمزاج
اور جلدکار بادشاہ تہا دو تین مہینے دہلی مین رہا اور بڑے جبر وکراہت سے رہا۔ اس اثنا مین سلطان بلبن کو
سے افاقہ ہوا اور بغرا خان باپ کے صحت پاتے ہی ایک حیلہ اوٹہاکر باپ کی بغیر رضامندی کے لکہنوتی چلا گیا۔ بغرا
کا فرزند کیقباد بادشاہ کے پاس رہا اتفاق سے بغرا خان ابہی تک لکہنوتی بہی نہین پہنچا تہا کہ بادشاہ پہر بیمار ہو
اور جب اوسے اپنی زندگی سے مایوسی ہوئی تو اوسنے اپنے ارکان دولت کو بلاکر وصیت کی کہ میرے بعد کیخسرو کو تخت
بٹہانا اگرچہ وہ کم عمر اور ناتجربہ کار ہے اور جہانبانی کا حق جیساکہ چاہیئے ادا نہین کرسکتا ہے لیکن مین اسکے سوا
کرہی کہا سکتا ہون محمود جو رموز سلطنت سے واقف تہا اور آدمی اوس سے امید یہ رکہتے تہے کہ سلطنت کے بوجہ
باآسانی اوٹہالیگا لکہنوتی چلا گیا۔ اب اوسکو بلانے کا موقع نہین رہا کیونکہ اوسکی طلبی مین بیکار ونکو روانہ کرنے
اوسکے وہان سے یہان آنے مین زیادہ عرصہ لگیگا اور مجہے خوف ہے کہ مبادا اس عرصہ مین تخت شاہی برباد ہوج
اور اوس سے میری روح کو بے انتہا صدمہ پہونچے۔ الغرض وصیت کے تیسرے روز بادشاہ نے جان بحق تسلیم ک
اور رحمت حق کے پڑوس مین جا پہونچا۔ ارکان دولت نے اوسی دن خان شہید کے فرزند کیخسرو کو ملتان سے بلا بہیج
مگر اوسکے آنے تک بغرا خان کے فرزند کیقباد کو سلطان معزالدین کا خطاب دیکر عارضی طور پر دہلی کے تخت پر بٹہادیا
تخت نشینی کے بعد صبح ہوتے سلطان بلبن کے جنازے کو لال محل سے باہر لائے اور دارالامان مین دفن کیا سلطا
غیاث الدین بلبن نے تیئیس سال بادشاہی کی اور سلطان معزالدین کیقباد ۶۸۵ھ مین تخت بلبنی پر متمکن ہوا اسو
اسکی سترہ سال کی عمر تہی یہ شہزادہ بڑاہی خلیق اور فضائل خاص کے ساتہ موصوف تہا اخلاق نہایت وسیع
طبیعت موزون اور خلق پسندیدہ اور جمال بے نظیر۔ یہ سب باتین ایسی تہین جنہون نے تمام ارکان دولت کو او
نہ صرف ارکان دولت کو بلکہ تمام مخلوق کو اپنا گرویدہ کرلیا تہا لیکن اس کے ساتہ ہی کامرانی کی آرزوئین او
اسیفار حرص وہوا کی خواہشین اور تنعم وتلذذ کی تمنائین اور جوانی کے ولولے سینے مین ہر وقت ہجوم کرتے تہے لہذ
اوسنے چند ہی روز مین شہر کی سکونت ترک کرکے دارالسلطنت یعنی لال محل سے باہر نکل کے موضع کیلوکہری مین در
جمن سکے کنارے پر ایک بے نظیر اور عالیشان محل اور دلکشا باغ بنایا اور ملوک وامرا اور معتمدان سلطنت اور

بہت سے تجربہ کار آدمیون کو اوس محل کے گرداگرد آباد کیا لوگون نے جب دیکھا کہ بادشاہ کیلوکہری کی سکونت کی طرف راغب ہے تو اونہون نے اسی مقام مین بڑے بڑے محل اور مکانات تعمیر کرائے اور ہر فرقے اور گروہ کے معزز اور سردار لوگ شہر سے نکلکر کیلوکہری مین جا آباد ہوئے۔ کیلوکہری جو ایک غیر آباد موضع تہا اب شہر سے زیادہ معمور اور بارونق ہوگیا۔ الغرض سلطان معزالدین رات دن عیش و عشرت مین مشغول رہتا تہا اور سلطنت کی مہمات سے بالکل غافل تہا ملک نظام الدین جو ملک الامرا کے بہتیجے کا داماد تہا شہر کا ایک نامور اور مشہور کوتوال تہا یہ شخص بادشاہ کی پیشی مین اکثر وقت رہا کرتا تہا اور ملک کے بہت سے کام اسیکے ہاتہون طے ہوا کرتے تہے گویا ظاہر مین بادشاہ کا نائب خیال کیا جاتا تہا چونکہ بادشاہ امور سلطنت سے بالکل غافل تہا اس لیئے رفتہ رفتہ ملکداری کے بڑے بڑے کام ملک نظام الدین کی طرف رجوع کرتے تہے اور اب وہ ایک مستقل نائب سلطنت سمجہا جاتا تھا لیکن اوس ناپاک اور محسن کش کے ذہن مین ملکداری کی آرزو گدگدائی اور سلطنت کے چہین لینے پر اوسنے دانت تیز کیئے کیونکہ ملک نظام الدین ایک گرگ کہنہ تہا اور کامل ساٹہہ سال سے ملک دہلی پر اپنا قبضہ کیئے ہوئے تہا اہل ملک کو طرح طرح کی تملق اور چاپلوسیون اور نرمی و ملائمت سے اپنی طرف مائل کرلیا تہا اور سبکو اپنی مٹہی مین دیکہتا تہا اوسکے دل مین یہ خیال جم گیا تہا کہ سلطان بلبن کا بڑا بیٹا جو بادشاہی کے قابل تہا وہ اپنے باپ کی زندگی ہی مین شہید ہوگیا اور بغرا خان لکہنوتی کا مقید و پابند ہے۔ رہا سلطان معزالدین وہ ہوا پرستی کے غلبہ سے جہانداری کے قابل نہین رہا اب اگر کوئی کہٹکا باقی ہے تو خان شہید کے فرزند کیخسرو کا ہے سو اوسے مین ہر طرح سے دفعہ کرسکتا ہون رہے قدیم فرمانروا جو تعداد مین بہت ہی کم ہین مین اونہین سلطان معزالدین پر زور ڈالکر دفعہ کرا سکتا ہون جب یہ سب زیر ہو جائینگے تو پہر دہلی کا ملک میرے قبضہ مین آسانی سے آجائے گا بس مصلحت یہ ہے کہ کیخسرو کو بلانا چاہیئے اور جب وہ ملتان سے چل کہڑا ہو تو راستے ہی مین اوسکا کام تمام کرڈالنا مناسب ہے چنانچہ اس خیال کو دلمین پکا کر کیخسرو کی طلب مین چند آدمیونکو ملتان بہیجا اور جسوقت سلطان معزالدین شراب کے نشے مین مست و مدہوش تہا کیخسرو کے قتل کی اجازت حاصل کرلی اور فوراً دربار کے لوگون مین سے چند آدمیون کو منتخب کرکے کیخسرو کے قتل پر نامزد کیا کیخسرو ابہی رہتک مین تہا کہ لوگون نے اوسے قتل کرڈالا کیخسرو کے قتل ہوتے ہی تمام سرداران بلبنی جو معزالدین کے اعوان تہے ملک نظام الدین سے خائف اور ہراسان ہوئے تہوڑی مدت کے بعد معزالدین بیمار پڑگیا اور فالج و لقوہ کی زحمت سے دن بدن بدتر حالت مین ترقی کرتا گیا جب معزالدین کی صحت سے مایوسی و ناامیدی ہوگئی تو سلطان بلبن کے وقت کے ملوک و امرا اور ارکان دولت اور افواج کے افسر اور تمام معزز لوگ جمع ہوئے اور اسبات پر اتفاق کیا سلطان

جو اوسکے زمانہ مین یہ رونق اور آراستگی تہی تو حقیقت مین اوسکے حق مین مکر و استدراج تہا۔ الغرض سلطان علاؤ الدین
مرض استسقا مین مبتلا ہوا اور آخر کار اسی مرض مین انتقال کر گیا کامل بیس سال سلطنت کی اور نہایت مجبوری
کی حالت مین جان دی بعض لوگون کا بیان ہے کہ ملک نائب نے غلبۂ مرض کی حالت مین سلطان علاؤ الدین کا کام تمام
کر دیا۔ شوال کی چھٹی رات سنہ ۷۱۵ ہجری کو آخر شب مین سلطان علاؤ الدین کا جنازہ محل سیری سے باہر لایا گیا اور
جامع مسجد مین اوسکی مقبرہ خاص مین لیجا کر لوگون نے دفن کیا۔ سلطان علاؤ الدین کے دنیا سے اوٹھہ جانے کے
بعد ملک نائب تخت پر بیٹھا اور ۳۵ روز کے بعد قتل کیا گیا۔ اس کے قتل ہونے کے بعد اسی سال کے آخر یعنے
سنہ ۷۱۶ ہجری مین سلطان علاؤ الدین کا فرزند قطب الدین تخت نشین ہوا اور چونکہ موضع دیوگیر سلطان علاؤ الدین
کے انتقال کے بعد ہاتھ سے نکل گیا تہا اسلیئے قطب الدین نے دیوگیر کی طرف لشکر کشی کی اور بہت تہوڑے عرصہ مین
لشکر دہلی فتح و ظفر کے ساتھ واپس آگیا۔ جسطرح سلطان علاؤ الدین ملک نائب پر فریفتہ ہو گیا تہا اسی طرح
سلطان قطب الدین خسرو خان کا والہ و شیدا ہو گیا تہا اور وہ حرام خور لشکر کا سردار اور بادشاہ کا چتر دار ہو گیا
تہا پہر اوسکی وجہ سے جو کچہ قطب الدین کے فرزندون اور خاندان پر گذرا وہ بالکل ناگفتہ بہ کیفیت ہے۔ قطب الدین
بہی اپنے باپ کے قدم بقدم چلتا تہا اور غرور تکبر مین اوس سے کسی قدر بڑہا ہوا تہا منجملہ اوسکے اور اخلاق رذیلہ
اور عادات ذمیمہ کے ایک یہ بہی برائی تہی کہ حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا سے جو قطب عالم اور سردار
جہان تہے صرف اسوجہ سے کہ خضر خان کو آپ کا مرید جانتا تہا دشمنی رکہتا تہا اور حضرت شیخ کو زبان سے برا کہتا
تہا شب و روز اسی فکر مین تہا کہ کسیطرح شیخ کو تکلیف پہونچائے چنانچہ اوسکے چند بدخواہون نے جو ظاہر
مین اپنے تئین اوسکے سامنے نیک خواہ ظاہر کرتے تہے اسبات پر آمادہ کیا کہ شیخ کو کوئی رنج و تکلیف پہونچانی
چاہیئے اور اس سے اونکی غرض یہ تہی کہ اگر بادشاہ شیخ سے کوئی گستاخی کرے گا تو فوراً اوسکی سلطنت الٹ جائیگی
مگر بے وقوف اور مغرور قطب الدین سلطنت کے نشہ مین اسقدر چکنا چور تہا کہ اسبات کی تہ کو نہ پہونچ سکا اور شیخ کو
زبان سے برا کہنا شروع کیا اور روز بروز آپکی عداوت مین ترقی کرتا گیا اوسنے دربار کے تمام ملوک و وزرا اور
معارف کو حکم دیا تہا کہ کوئی شخص شیخ کی زیارت کے لیئے غیاث پور مین جانے نپائے اور بارہا بر سر دربار کہتا
تہا کہ جو شخص شیخ کا سر میرے سامنے حاضر کرے گا اوسے ہزار تنکہ زر انعام مین دون گا۔ اتفاق سے ایکدن
شیخ ضیاء الدین رومی کے خطیرہ مین سلطان اور شیخ کی مٹ بھیڑ ہو گئی مگر سلطان نے شیخ سے ملاقات نہین کی
اور شیخ نے سلام کہا تو اوسنے جواب تک نہین دیا اور ذرا بہی التفات نہین کیا۔ شیخ زادہ حسام کو جو سلطان المشائخ کا

ساتھ اپنے دربار مین بہت بڑی عزت دی اور مقرب درگاہ بنالیا اور شیخ الاسلام رکن الدین کو ملتان سے بلایا۔ الغرض
مال کے بعد خسرو خان نے اوباشون کی ایک جماعت کے ساتھ اتفاق کرکے سلطان قطب الدین کو ہزار ستون کے بالاخانہ
پر مار ڈالا اور اوسکا سرتن سے جدا کرکے تن بے سر کو بالاخانہ پر سے صحرا مین پھینک دیا۔ خلق نے اوسے دیکھا تو گھرون مین
چھپکر بیٹھ گئی اور زندگی سے مایوس و ناامید ہوگئی اور سارے شہر مین چل بل مچگئی اور جو لوگ قابل قتل تھے مار ڈالے گئے
اوسیوقت آدھی رات کے وقت ملک عین الملک ملتانی اور ملک وحید الدین قریشی اور ملک فخر الدین جونا نے طغلق
شاہ کے فرزند سلطان محمد کو بلایا اور ہزار ستون کے بالاخانہ پر صبح تک قید رکھا گیا صبح ہوتے ہی خسرو خان نے
اپنے وزیر کو ناصر الدین اور اپنے بھائی کو خانخانان کا خطاب دیا اور ہر شخصکو اوسکے مرتبہ کے مطابق خطاب و منصب عطا
کیا۔ خسرو خان کو کسی شخص کا خوف و لحاظ نہ تھا مگر غازی الملک یعنی تغلق شاہ کا سخت اندیشہ تھا جو دیپالپور مین سکونت
رکھتا تھا تغلق شاہ اس وحشتناک خبر کے سنتے ہی نہایت طیش مین آیا اور چونکہ اسکا فرزند سلطان محمد سلطان قطب الدین
سے قریب تمام رکھتا تھا اسلیئے وہ اپنے ولی نعمت کی طرف سے نہایت رنجیدہ و مغموم رہتا تھا مگر بظاہر دم مارنے کی گنجائش
نہ تھی آخرکار تغلق شاہ لشکر کشی کرکے دہلی مین آیا اور خسرو خان سے سخت جنگ کی خسرو خان شکست کھاکر بھاگا لیکن
دوسرے ہی روز گرفتار ہوکر آیا اور تغلق شاہ کے حکم سے اوسکی گردن ماری گئی۔ صرف چار مہینے سلطنت کی اور سنہ ۷۲۰ھ
مین سلطان غیاث الدین تغلق شاہ انار اللہ برہانہ نے کوشک سبزی مین جلوس فرمایا اور سلطنت نے اوسکی مبارک
ذات کی وجہ سے زیب و زینت حاصل کی لیکن سنہ ۷۲۵ ہجری مین سلطان تغلق شاہ نے سفر آخرت قبول کیا اور سلطان محمد
بن طغلق جو اسکا ولی عہد تھا سریر آرائے سلطنت ہوا۔ یہ تخت نشینی دار الملک تغلق آباد مین ہوئی۔ سلطان محمد بڑا ہی
عالی ہمت اور نیک نہاد بادشاہ تھا اسکی وجہ سے تمام ممالک اسلام کماحقہ آراستہ و مہذب ہوگئے تھے۔ سلطان تغلق شاہ
کے انتقال کا واقعہ یون بیان کیا گیا ہے کہ تغلق شاہ لکھنوتی سے جب واپس آنے لگا تو ولی عہد نے یہ خبر سنکر کہ تغلق شاہ
تن تنہا آج ہی تغلق آباد پہونچین گے۔ درباریون کو حکم فرمایا کہ افغان پور کے متصل جو تغلق آباد سے تین میل کے فاصلہ پر
واقع ہے ایک مختصر سا محل تیار کیا جائے تاکہ والد بزرگوار شب کو وہان نزول اجلال فرمائین اور صبحکو کو کبۂ بادشاہی
اور تجمل و زینت کے ساتھ تغلق آباد مین داخل ہون چنانچہ تغلق شاہ عصر کی نماز کے بعد نئے محل مین اتارے گئے اونکے
فرزند اور اکابر و اشراف نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا اور قدمبوسی کی عزت و سعادت حاصل کرنیکے
بعد دسترخوان بچھایا گیا سب کھانا کھانے بیٹھے اور کھانے پینے سے فارغ ہونیکے بعد جب سب لوگ ہاتھ دھونیکی
غرض سے باہر چلے آئے تو آسمان سے بجلی گری اور اوپر کی چھت تغلق شاہ پر گرپڑی تغلق شاہ اور اوسکے ساتھ

پانچ چھ ہزار آدمی چہت کے نیچے دب کر انتقال کر گئے اور فیروز سلطان محمد تخت شاہی پر دہلی میں جلوس فرمایا ہوا اور ۲۷ ستائیس برس تک نہایت کامرانی اور عدل و انصاف سے حکمرانی کی۔ سلطان محمد کے انتقال کا واقعہ یہ ہے کہ حالت سفر میں بیمار ہوا اور وقتاً فوقتاً مرض میں ترقی ہوتی گئی لشکر نہایت تیزی کے ساتھ کوچ کرتا ہوا چلا آرہا تھا جب دریاے سندھ کے کنارہ ٹھٹھہ کے قریب پہونچا تو بادشاہ کا انتقال ہو گیا۔ لشکر میں دفعتًا ایک شور و شغب پیدا ہوا اور نزدیک تھا کہ خلق باہم لڑ کر کٹ مرے مگر مدبران سلطنت نے اوس شور کو وہیں دبا دیا اور چوتھی محرم ۷۵۲ھ ہجری کو خواص و عوام کی اتفاق رائے سے سلطان العہد و الزمان **فیروز شاہ** نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔

سلطان فیروز شاہ کی تخت نشینی کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب سلطان محمد بن تغلق شاہ کا انتقال ہوا تو شیخ نصیر الدین محمود اور بہت سے مشائخ اور علما اور اُمرا اور ملوک اور اکابر و سردار جمع ہوئے اور عام لوگونکی خواہش و مرضی سے فیروز شاہ کے محل میں داخل ہوئے اور نہایت لجاجت و عاجزی سے عرض کیا کہ آپ سلطان محمد کے ولیعہد بھی ہین اور وصی بھی اور علاوہ اسکے بادشاہ کے بھتیجے بھی ہین چونکہ سلطان محمد کا کوئی فرزند نہین ہے اور شہر و لشکر مین سلطان کے خاندان مین سے کوئی ایسا شخص باقی نہین رہا ہے کہ سلطنت کی قابلیت رکھتا ہو خدا کے واسطے آپ عاجز مخلوق کی فریاد رسی اور دستگیری کیجیے اور تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہو جیے اگر آپ ایسا کرین گے تو اتنے ہزار آدمی اور اسقدر لشکر کو مغلون کے ہاتھ سے بچا لین گے۔ فیروز شاہ ہر چند عذر کرتے تھے مگر یہ لوگ اون کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے اور باصرار کہتے تھے کہ لشکر اور تختگاہ دہلی کی سلطنت کے قابل اور حکومت و بادشاہت کے شایان بجز سلطان فیروز شاہ کے دوسرا نظر نہین آتا اگر آج فیروز شاہ تخت سلطنت پر نہ بیٹھے گا اور مغلون کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ بادشاہ نہین ہوتا تو کل ہی سارے مغل شہر مین گھس کر ہمین غارت کر دین گے اور ایک کو بھی سلامت نہ چھوڑینگے۔ جب فیروز شاہ سب طرف سے مجبور ہو گئے تو ناچار تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوئے اور مخلوق محنت و اندوہ سے آسودہ ہوئی۔ الغرض سلطان فیروز شاہ نے ۳۷ سال تک حکومت کر کے ۷۹۰ھ مین انتقال فرمایا چنانچہ اونکی تاریخ وفات جملہ **فوت فیروز** سے برآمد ہوتی ہے۔ فقط

تم بعونہ و ہو العلی العظیم ۱۲

اور اس گنجینۂ بے بہا اور آئینۂ حق نما کے مشاہدے سے دل حسرت منزل شاد فرمائیں یہ وہ خزانۂ عاشقانِ الٰہی ہے جس میں حضرت محبوبیت پناہ سلطان المشائخ محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ کے علاوہ خاندان عالیہ چشتیہ کے پیران عظام کے حالات اور مریدان و خلفاء کرام حضرت قدس اللہ سرہ کے واقعات درج ہیں مزید برآں آنحضرت کے کلمات قدسی آیات اور ملفوظات عالیات نہایت مستند جنکو ہر زمانہ کے مشائخ عظام اور علماء کرام نے تسلیم کیا ہے لکھے ہیں جنکی خوبی اور شان محبوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس نادان اسیر پنجۂ تقدیر خاکپائی جہان فقیر نازان عفی اللہ عنہ کا کیا یارا کہ ایسے مقبول خدا اور محبان کبریا کی صفت و ثنا میں دم مار سکے جنکی شان میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اسطرح رطب اللسان ہوں

اولیا را ہست قدرت از آلہ — تیر جستہ باز گرداند ز راہ
ہر ولی را نوح کشتیبان شناس — صحبت این خلق را طوفان شناس
یکزمان بودن بصحبت اولیا — بہتر از صد سالہ بودن با تقا
ہمنشینی اولیا چون کیمیاست — کیمیا خود با این خوبی کجاست

نذر ان قطعۂ تاریخ طبع ترجمہ کتاب ہذا ہدیۂ ناظرین با تمکین کر کے امیدوار دعاء مغفرت ہوں واللہ ولی التوفیق وہو خیر الرفیق

بہ سیر الاولیا ای صوفیِ پاک — بہ بین احوال سلطان المشائخ
ز نازان سال طبعش ملہمے گفت — ہمہ اقوال سلطان المشائخ

تاریخ طبع از نتیجۂ فکر خاک راہ دردمندان غلام احمد خان بریان مترجم عفی عنہ

شکر للہ طبع یکسر ہو گیا — ترجمہ با حسن و خوبی بیگمان
لطف محبوب الٰہی سے ہوا — دیکھکر بے شبہ عالم شادمان
گوہرِ مقصود ہے انمول یہ — ہے پُر از دُرِ گنج سرِ عارفان
جس سے ہے سارا زمانہ فیضیاب — یہ وہ ارشادات عالی ہیں عیان
[illegible] — ترجمہ کے طبع کا بریان ہے سال
فیض سیر الاولیا ہے جاودان — [illegible]

قطعۂ تاریخ طبع از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال جادو بیان افتخار زمن منشی مسعود حسین خان صاحب احسن سپرنٹنڈنٹ بندوبست ضلع

چھپے حالات و ملفوظات سلطان المشائخ وہ — جو مثل مہر روشن ماہ سے ابتاب ہائے ہیں
زبان ترجمہ میں طبع کا لکھہ سال ہے احسن — رقم اسرار جو حالات محبوب الٰہی ہیں

قطعۂ تاریخ طبع از خانزادہ والا دودمان منشی نوازش حسین خان صاحب نوازش شاگرد و برادر زادہ حضرت نازان

ہوئے بریان جو فارغ چھاپکر آج — کیئے بیشک دُرِ مقصود حاصل
یہ وہ ارشاد عالی ہیں کہ جنکو — خدا کے پاک سے ہوں پڑھکے واصل
نوازش لکھہ برا سال تاریخ — سن ہجری۔ طریق شیخ کامل

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع منشی محمد سعید خان صاحب سعید۔ خوشنویس

ترجمہ سیر الاولیا کا چھپا — دیکھیے واہ وا عجیب و غریب
حسن خط و صفائے طبع ہے ہے — صفحہ صفحہ ضیاء مہر نصیب
مرحبا اے غلام احمد خان — کی بہت خوب آپنے تقریب
بے سر و ہم ہے زری زر بخش — طبع کا سال ہے سعید عجیب

تمام شد

تقریظ

طبعہ جناب اخوی گرامی ناظم بے بدل ناثر بیمثل مقبول بارگاہ سبحانی حافظ محمود حسین خان صاحب نازان چشتی سلیمانی رئیس جھجر ضلع رہتک

لا آدم فی الکون ولا ابلیس ⁂ لا ملک سلیمان ولا بلقیس ⁂ فالکل عبارت وانت المعنی ⁂ یامن ہو للقلوب مقناطیس ⁂
سبحان اللہ وبحمدہ کششِ الطاف ربانی اپنے محبان صفاکیش کے دلہائی ریش کا رجحان ہی مرہم رحمت کی طرف نہین رکھتی بلکہ
بمصداق سہ حاکم است او بفعل اللہ مالیشارہ ⁂ کوزعین درد انگیزد دوا ⁂ اپنی محبت کے درد کو ہی دوائے دل دردمندان
بنا یا ہے جیساکہ حبیب پاک جناب سید لولاک احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے شرف اطاعت ومحبت
پہ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور کیون نہ ہو محبت ہی تمام اصول وقواعد کی جڑ اور اصل
ہے محبت کے گم ہونے سے دین ودنیا کے تمام انتظام ہی درہم وبرہم نہین ہو جاتے بلکہ آخرت مین ثواب وعقاب بھی محبت
ہی پر ہونگے۔ کو ہم مین خلق ارواح واجسام نے محبت کا مادہ تیجرل اور فطرتاً رکہا ہے مگر اوسکے پاک استحصال اور عمدہ استعمال کا ذمہ دار
ہم مین ہی بنایا ہے اسیلئے محبت سرمدی (جو محبت الٰہی سے مراد ہے) کے استفادہ کے قواعد اور افادہ کے ضوابط وہ ارشادات
عالیات سکہلاتے ہین جو عاشقان خدا اور برگزیدگان بارگاہ کبریا کی زبان فیض ترجمان سے نافذ ہوتے ہین منجملہ ان ملفوظات
قدسی آیات سے کہ جنکی ضیاء تقریر اور انوار تحریر سے ہم ایسے کور باطنون کے دلہائے ظلمت رسیدہ بھی جو معصیت کی سیاہی سے
زنگ آلودہ ہو رہے ہین نوریاب ہونے کا افتخار حاصل کرسکتے ہین اسوقت ہمارے سامنے نسخہ متبرکہ سیر الاولیا کا اردو ترجمہ
ہے جو ہمت مردانہ اور کوشش فرزانہ عزیزم گرامی وجود والاشان مولوی غلام احمد خان ترجمان مترجم کتب تصوف سے شائع
ہوا ہے سبحان اللہ اصل کتاب جیسی لاجواب ہے یہ نفیس ترجمہ بھی ویسا ہی انتخاب ہے۔ اس امر کے اظہار کی چندان
ضرورت نہین کہ سیر الاولیا کونسا متبرک نسخہ ہے کیونکہ اہل عالم بخوبی واقف ہین کہ یہ صحیفہ منیفہ اور نسخہ شریفہ حضرت سراج العاشقین
رحمۃ للعالمین سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ خواجگان سلطان نظام الدین اولیا زری زر بخش قدس اللہ سرہ کا وہ
جامع ملفوظ مبارک ہے جو حضرت قدوۃ السالکین مولانا سید محمد مبارک العلوی الکرمانی المدعو بامیر خورد رحمۃ اللہ علیہ نے
جو حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ کے یاران برگزیدہ اور خدام پسندیدہ سے تہے قلم بند فرمایا ہے جو اپنی عالمگیر شہرت
کی وجہ سے مدحت سرائی کا محتاج نہین۔ چونکہ اصل نسخہ سے صرف فارسی دان حضرات ہی مستفیض ہو سکتے تہے اسلیئے عزیزم
مولانا ے ممدوح الصدر نے اردو ترجمہ کرکے اپنے خاص مطبع مسلم پریس دہلی مین نہایت حسن وخوبی سے بصرف زر خطیر
طبع کرکے شائع کیا ہے جزاک اللہ فی الدارین خیرا ⁂ کہان ہین صوفیان صفاکیش اور دلریشان محبت اندیش تشریف لائین

ل السماع عربی مع ترجمۂ اردو از حضرت مولانا
ن زرادی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ
ماع مین نہایت تحقیق سے لکھی گئی ہے مستند کتاب ہے
سطور مین ترجمہ ہے ۔ قیمت ۴ ر

محسنات از مولانا مولوی خان بہادر نواب محمد عبد الجبار
احب بہادر سی ایس آئی رزیر اعظم ریاست بھوپال ۔
نے مستورات کو ضروری مسائل سے آگاہ کرنے کے واسطے
ہی سلیس اردو زبان مین بطور ناول لکھا ہے ۔ یہ کتاب
عروس وغیرہ سے زیادہ مفید ہے ۔ عورتون کو علوم دین
اور آداب سکھانیکے واسطے آپ کو اس سے بہتر اور
تاب نملے گی ۔ قیمت فی جلد ۱۰ ر دس آنے ۔

ح عمری مولوی غلام محمد خان صاحب چشتی رح
ت برد اللہ مضجعہ نے اس کتاب کو اپنی اسّی برس کی عمر
یا تہا ۔ واقعات زمانہ و حالات غدر ۱۸۵۷ء سے مملو
علاوہ اس مین خانقاہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رح
حضرت موصوف کے حالات ہین ۔ قیمت ۲ ر

الاولیا ترجمہ اسرار الاولیا ۔ ملفوظ مبارک حضرت
شیخ فرید الدین گنجشکر پاک پٹنی رضہ جمع فرمودہ حضرت مولانا
ن اسحاق رح داماد و خلیفہ آنحضرت قیمت ۶ ر

والطالبین معہ حواشی اردو ہمپلہ کشکول کلیمی
شیخ جلال الدین تہانیسری ثم البلخی مرید و خلیفہ اعظم حضرت
عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رضی اللہ عنہما ۔ اس مین
و خفی مراقبہ و محاسبہ وغیرہ کی ترکیبین ہین ۔ جو خانقاہ
خ عبد القدوس گنگوہی رح مین تلقین کی جاتی ہین ۲ ر

ف السلوک مکتوبات حضرت فرد الحقیقۃ سراج الواصلین
یخ نصیر الدین محمود رضہ چراغ دہلی ۔ اس مین آپکے ساٹھ
ہین جو آپنے اپنے خلفائے عظام اور مریدان خاص کو
قتاً تحریر فرمائے تہے ہر رقعہ موافق سینۂ انور مصنف
۔ قیمت فی جلد ۸ ر

ب سلیمانی در حالات حضرت فخر الاولیا ختم المشائخ
الکین برہان العاشقین مولانا و اولانا

خواجۂ خواجگان غریبنواز حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی
نور اللہ مرقدہ مصنفہ حضرت سراج السالکین بدر العارفین
مولانا مولوی غلام محمد خان صاحب چشتی جہجری رضی اللہ عنہ ۔ صرف
یہی ایک کتاب ہے جسکو ملاحظہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان صاحب
کا فخر حاصل ہوا ۔ اور حضرت فخر الاولیا نے اپنی زبان مبارک سے
اس کتاب کی صحت کی تصدیق فرمائی ۔ قیمت ۴ ر

مجالس حسینیہ ارشادات و حالات خاندان حضرت خواجہ
کمال الدین علامہ چشتی رضہ ملفوظات حضرت خواجہ حسن محمد چشتی رضہ
جمع فرمودہ حضرت مظہر اللہ التام الصمد حضرت خواجہ محمد رح مصنف
چہل و دو نسخہ ۔ قیمت فی جلد ۲ ر

رشد نامہ از حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی
رحمۃ اللہ علیہ عمدہ لائق دید کتاب ہے ۔ قیمت ۴ ر

غرائب الفوائد از حضرت قطب العالم عبد القدوس گنگوہی رح
کاشف رموز و معانی اشعار متصوفہ جنکے مطالب کی فہمید سے اچھے
اچھے علمائے دین قاصر ہین ۔ قیمت ۲ ر

سوانح عمری شیخ علی حزین رح ۔ شیخ علی حزین مشہور
ادیب فصیح ۔ اور بلیغ شاعر گذرے ہین ایرانی ہین ۔ ترک وطن
کرکے بنارس مین قیام کیا اور وہین انتقال کیا ۔ یہ آپنے
اپنی سوانح عمری خود اپنے قلم سے لکھی ہے فصاحت اور بلاغت مین
بے نظیر ہے ۔ قابل دید ہے ۔ قیمت ۶ ر

دیوان حضرت غوث الاعظم حضرت مولانا و اولانا
پیران پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی رح کا دیوان قیمت ۲ ر

دیوان خواجہ معین الدین اجمیری وارث النبی
فی الہند حضرت خواجہ بزرگ اجمیری رضی اللہ عنہ کا معرفت آمو
دیوان ہے ۔ قیمت فی جلد ۳ ر

تحفۃ المتقین از مولانا مولوی حافظ الدین صاحب رہتکی
احیاء العلوم تصنیف امام غزالی رح کے باب آفات زبان و دل
و جوارح کا خلاصہ ہے ۔ صاحب تقوی اسکو ضرور زیر نظر
رکہین دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے قیمت ۳ ر

تذکرۃ المعین سوانح عمری ولی الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضہ
مع غزلیات و مناقب و حالات میر سید حسین خنگ سوار و تذکرہ چشتیہ

اشتہار